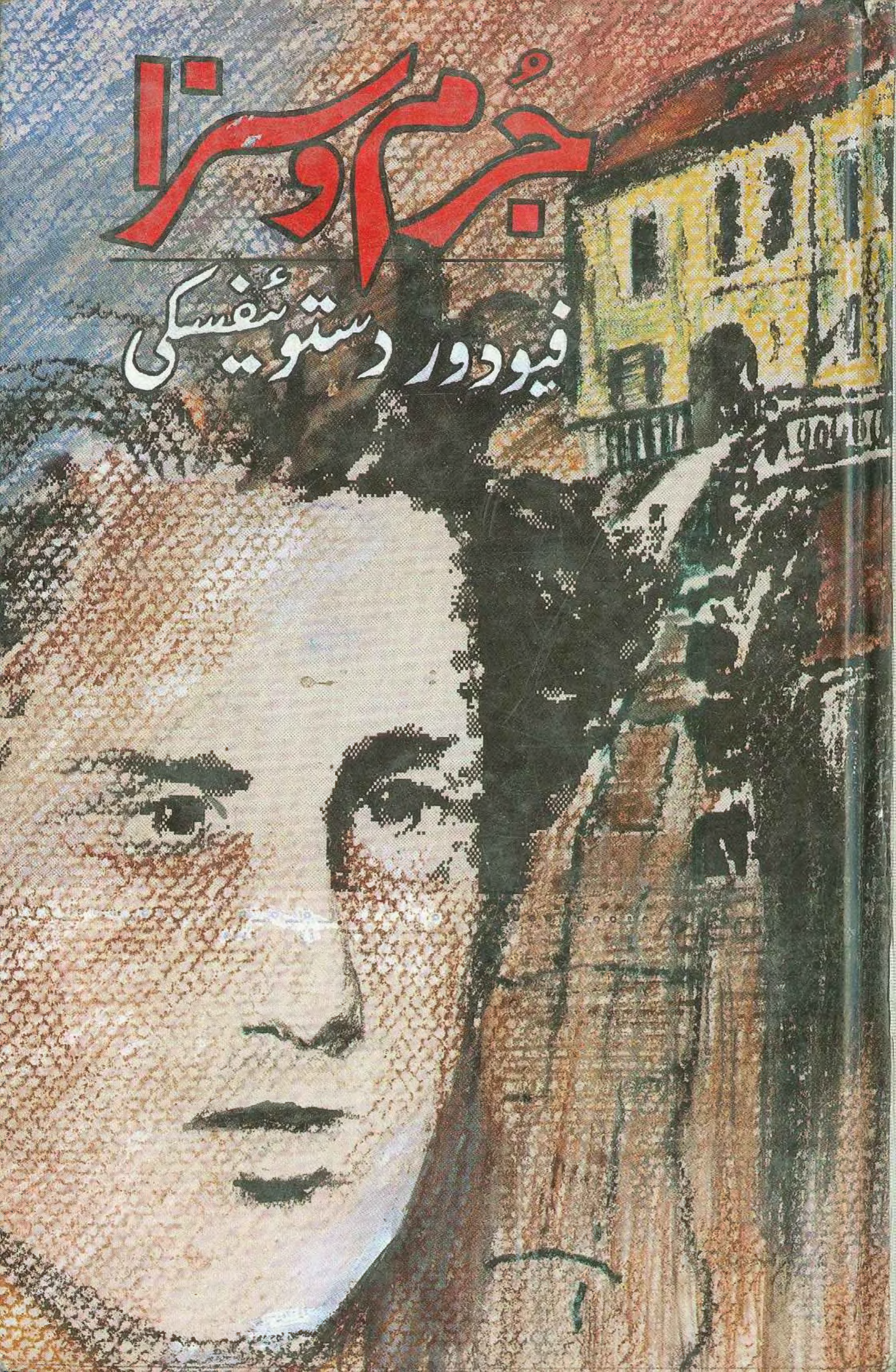
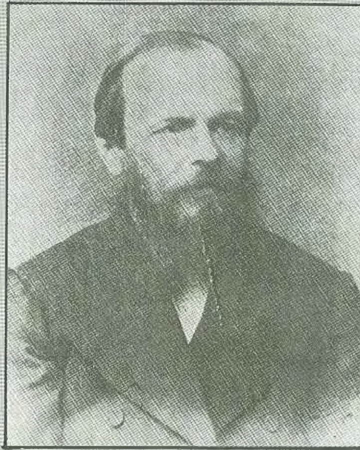

جرم و سزا
فیودور دستوئیفسکی



ناول "جرم و سزا" (۶۶ - ۱۸۶۵ء) کا خیال دستویفسکی کو اسی وقت ہوا تھا جب وہ جیل میں قید بامشقت کے دن کاٹ رہے تھے جہاں انہیں ۱۸۶۵ء میں ریاستی سیاسی مجرم کی حیثیت سے ڈال دیا گیا تھا۔ ناول کا موضوع خود دستویفسکی کے الفاظ میں --- "انسانیت کے نوے فیصدی حصے کا مقدر" ہے جسے ادیب کے معاصرانہ سماج نے کچل کر رکھ دیا تھا۔ ناول "جرم و سزا" ۱۹ویں صدی کی ساتویں دہائی کے روس کے بارے میں ناول ہے جس میں اس عہد کی اہم سماجی اتھل پتھل اور اخلاقی تہس نہس کی عکاسی کی گئی ہے۔ یہ دستویفسکی کے ہمعصر ہیرو کی داستان ہے جس نے اپنے زمانے کے سارے مصائب، درد اور زخموں کو اپنے سینے میں سمو لیا تھا۔





اکرم آرکیڈ، ۲۹، ٹمپل روڈ (صفاں والا چوک) لاہور۔ پاکستان فون: ۷۲۳۸۰۱۴

فیودور دستوئیفسکی

جرم و سزا



اکرم آرکیڈ، ۲۹۔ ٹمپل روڈ (سفاں والا چوک) لاہور، پاکستان فون: ۶۲۳۸۰۱۳

پہلا حصہ

جولائی کے شروع میں غیر معمولی گرمی کے وقت شام کے قریب ایک نوجوان شخص اپنے کمرے سے، جو اس نے استولیارنی گلی میں کرایہ داروں سے کرائے پر لے رکھا تھا، گلی میں نکلا اور آہستہ آہستہ، جیسے وہ کچھ فیصلہ نہ کرپا رہا ہو، کوکوشکین پل کی طرف چلا۔

وہ بڑی خوش قسمتی سے سیڑھیوں پر اپنی مکان مالکن سے ملاقات ہو جانے سے بچ نکلا تھا۔ اس کا کمرہ اونچی پانچ منزلہ عمارت کی چھت کے عین نیچے واقع تھا اور فلیٹ سے زیادہ کسی الماری سے مشابہ تھا۔ اور اس کے فلیٹ کی مالکن، جس سے اس نے یہ کمرہ کھانے اور گھریلو خدمات سمیت کرائے پر لیا تھا، اس سے ایک منزل نیچے الگ فلیٹ میں رہتی تھیں اور اسے ہر بار سڑک پر نکلنے سے پہلے لازمی طور پر مکان مالکن کے باورچی خانے کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا جس کا دروازہ تقریباً ہمیشہ ہی سیڑھیوں پر کھلا رہتا تھا۔ اور ہر بار جب یہ نوجوان پاس سے گزرتا تو اسے کچھ بیماری کا سا اور خوف کا سا احساس ہوتا جس سے اسے شرم آتی اور وہ منہ بنالیتا۔ وہ اپنی مکان مالکن کے قرض میں چاروں طرف سے بندھا ہوا تھا اور اس سے ملاقات ہو جانے سے ڈرتا تھا۔

ایسا نہیں کہ وہ اس قدر بزدل اور لاچار تھا، بلکہ تھا تو اس کے بالکل برعکس، لیکن کچھ دنوں سے وہ الجھن اور تناؤ کی ایسی کیفیت میں تھا جو مراق سے ملتی جلتی تھی۔ وہ اپنے آپ میں اس قدر گم رہتا تھا اور سبھوں سے اس قدر بے تعلق ہو گیا تھا کہ اسے صرف مکان مالکن ہی نہیں بلکہ کسی سے ملنے سے ڈر لگتا تھا۔ مفلسی نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا لیکن پچھلے دنوں سے اس کی خستہ حالی بھی اس کے لئے پریشانی کا باعث نہ رہ گئی تھی۔ اس نے اپنے انتہائی ضروری کاموں کو بھی ترک کر دیا تھا اور ان میں بالکل پڑنا ہی نہ چاہتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ مکان مالکن سے ذرا بھی نہ ڈرتا تھا چاہے وہ اس کے خلاف کچھ بھی کیوں نہ کرتی۔ لیکن سیڑھیوں پر روک لیا جانا اور بیکار کی خرافات چیزوں کے بارے میں اس کی بک بک سننا، جن سے اسے کوئی سروکار ہی نہ تھا، کرائے کی ادائیگی کے سلسلے میں مطالبے، دھمکیاں اور شکایتیں برداشت کرنا اور اس سب کے دوران میں پہلوتہی کرنا، معذرت کرنا اور جھوٹ بولنا — نہیں، اس سے تو اچھا یہی تھا کہ بلی کی طرح دبے پاؤں سیڑھیوں سے نکلنا اور یوں کھسک جانا کہ کوئی دیکھے ہی نہیں۔

البتہ اپنی ساہوکار سے ملاقات ہو جانے کے خوف سے اسے خود ہی تعجب ہوا جب وہ سڑک پر نکل آیا

تھا۔

اس نے ایک عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ سوچا: "کام تو ایسا کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی کیسی معمولی چیزوں سے ڈرتا ہوں!ہاں... ہاں 'سب کچھ آدمی کے اپنے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور سب کچھ وہ بس ایک بزدلی کی بنا پر اپنی ناک کے نیچے سے نکل جانے دیتا ہے... یہ تو کلیہ ہے... کاش کوئی بتا سکے کہ لوگ سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے ہیں؟ نیا قدم اٹھانے سے 'نیا صحیح لفظ کہنے سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں... مگر میں تو بہت زیادہ بک بک کرتا ہوں۔ اسی لئے تو کچھ کرتا نہیں کہ بک بک کرتا ہوں۔ لیکن شاید یوں ہو کہ بک بک اس لئے زیادہ کرتا ہوں کہ کچھ کرتا تو ہوں نہیں ۔ یہ بک بک کرنا تو میں نے اس پچھلے مہینے میں سیکھا ہے جب دن رات اپنے کونے میں پڑا رہتا ہوں اور سوچا کرتا ہوں... جیک اور سیم کی زبردست بیل جیسی بے تکی اور بیکار چیزوں کے بارے میں۔ تو اب میں اس وقت کس لئے جا رہا ہوں؟ کیا سچ مچ مجھ میں اس کی صلاحیت ہے؟ کیا یہ سنجیدہ معاملہ ہے؟ بالکل سنجیدہ بات نہیں ہے۔ بس یوں ہی خیالی پلاؤ پکانے کے لئے اپنے آپ کو بہلاتا ہوں 'کھیل ہے! ہاں! شاید کھیل ہی ہو!"

سڑک پر گرمی اور بھی شدید تھی اور اوپر سے گھٹن 'بھیڑ بھڑکا اور ہر طرف پلاسٹر 'پاڑ' اینٹیں اور دھول اور گرمیوں کی وہ خاص بو 'جس سے ہر وہ پیٹرس برگ والا 'جو شہر سے باہر گرمیوں کا بنگلہ نہیں لے سکتا' اتنی اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔۔ ان ساری چیزوں نے یکبارگی نوجوان کے پہلے ہی سے تنے ہوئے اعصاب میں اور بھی ناپسندیدہ تناؤ پیدا کر دیا۔ بھٹیار خانوں سے آنے والی بو 'جو شہر کے اس حصے میں خاص طور سے زیادہ تھے' اور شرابیوں نے 'جن سے بار بار سامنا ہو جاتا تھا حالانکہ آج چھٹی کا دن نہیں تھا' اس کریہہ اور اداس تصویر کو مکمل کر دیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے نوجوان کے نفیس چہرے پر بہت ہی گہرے تنفر کے آثار نمودار ہوئے۔ یہ ذکر بجا ہوگا کہ بذات خود وہ بہت ہی سجیلا تھا۔۔ گہرے رنگ کی خوبصورت آنکھیں 'گہرے بھورے بال 'نکلتا ہوا قد اور چھریرا ڈیل۔ لیکن جلدی وہ جیسے اپنے خیالات میں ڈوب گیا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ کچھ فکروں میں کھو گیا اور ارد گرد کی طرف کوئی دھیان دیئے بغیر ہی چلتا گیا اور وہ اس سب کی طرف دھیان دینا بھی نہیں چاہتا تھا۔ بس کبھی کبھار وہ اپنی خود کلامی کی عادت کی بنا پر 'جس کا اس نے ابھی ابھی اعتراف کیا تھا' کچھ خود ہی خود بڑبڑاتا۔ ایسے وقت میں اسے خود ہی یہ احساس ہوتا کہ اس کے خیالات بار بار گڈمڈ ہو جاتے ہیں اور یہ کہ وہ بہت کمزور ہے۔ آج دوسرا دن تھا کہ اس نے تقریباً کچھ نہیں کھایا تھا۔

وہ اتنے خراب کپڑے پہنے تھا کہ کسی کو بھی یہاں تک کہ اس کے عادی شخص کو بھی اس طرح کے چیتھڑوں میں سڑک پر نکلتے شرم آتی۔ لیکن یہ محلہ ایسا تھا کہ یہاں اس طرح کے کپڑوں پر شاید ہی کسی کو تعجب ہوتا۔ سینایا چوک کا قریب ہونا اور بدنام اڈوں کی بھرمار 'کارگاہوں میں کام کرنے والوں اور دستکاروں کی اکثریت جو پیٹرس برگ کی ان سڑکوں اور گلیوں میں بھرے ہوئے تھے' یہ ساری چیزیں عام منظر میں ایسے افراد کو نمایاں کر دیتی تھیں کہ کسی بھی طرح کی شخصیت سے ملاقات پر حیرت کا اظہار کرنا ہی بڑا عجیب ہوتا۔ اور پھر اس نوجوان شخص کے دل میں تو اس قدر تلخی اور حقارت بھری ہوئی تھی کہ اپنی ساری 'کبھی کبھی بہت نوعمری کی سی نفاست کے باوجود سڑک پر اس کی توجہ سب سے کم اپنے چیتھڑوں کی طرف تھی۔ البتہ اس وقت معاملہ بالکل ہی مختلف ہوتا جب اس کی ملاقات کسی واقف کار سے یا اپنے سابق ساتھیوں سے ہو جاتی جن سے ملنا اسے عام طور سے پسند نہیں تھا... تاہم جب ایک شرابی نے 'جسے پتہ نہیں کیوں ایک بڑی سی گاڑی میں 'جس میں بہت بڑا

سا بارکش گھوڑا جتا ہوا تھا' اسی وقت سڑک پر سے کہیں لے جایا جا رہا تھا' اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نوجوان کو حلق پھاڑ کر چلاتے ہوئے "اے جرمن ہیٹ والے!" کہا اور ہاتھ سے اسی کی طرف اشارہ بھی کیا تو نوجوان اچانک رک گیا اور اس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنی ہیٹ پکڑ لی۔ یہ ہیٹ اونچی اور گول تھی 'مشہور ہیٹ ساز کمپنی تسیمرمان کی بنی ہوئی تھی لیکن بالکل خستہ حال ہو چکی تھی 'گھس چکی تھی 'بچی کچی اور دھبے دار تھی' اس کی کگر غائب ہو چکی تھی اور ایک طرف کو پچک گئی تھی۔ نوجوان کو شرمندگی نہیں بلکہ ایک بالکل دوسرے ہی احساس نے آگھیرا جو خوف سے ملتا جلتا ہوا تھا۔

وہ بوکھلا کر بڑبڑانے لگا: "مجھے پتہ تھا! میں نے بھی یہی سوچا تھا! یہی سب سے خراب بات ہے! ایسی ہی کوئی نہ کوئی بیوقوفی' اسی طرح کی کوئی چھوٹی سی بات ساری سوچی سمجھی چیزوں کو برباد کر سکتی ہے! یہ ہیٹ تو بہت ہی نمایاں اور نظر میں آنے والی ہے... مضحکہ خیز ہے اسی لئے نظر میں آ جائے گی... اپنے پھٹے پرانے کپڑوں کے ساتھ تو مجھے ٹوپی پہننی چاہئے 'کوئی بھی چپٹی چپاتی جیسی ٹوپی' نہ کہ یہ بھدی بدنما شے۔ ایسی ہیٹ تو کوئی بھی نہیں پہنتا' یہ تو میلوں بھر سے نظر آ جائے گی اور یاد بھی رہ جائے گی... خاص بات یہی تھی کہ بعد کو یاد آ جائے گی' اور بس یہی شہادت بن جائے گی۔ اس کے لئے تو جہاں تک ہو سکے کم سے کم نمایاں اور نظر میں آنے والا ہونا چاہئے... چھوٹی چیزیں' ذرا ذرا سی چیزیں ہی تو خاص ہوتی ہیں!... یہی ذرا ذرا سی چیزیں ہی تو ہمیشہ سارا معاملہ چوپٹ کر دیتی ہیں..."

اسے زیادہ دور نہیں جانا تھا' اسے تو یہ بھی معلوم تھا کہ اپنے گھر کے پھاٹک سے کتنے قدم چلنے ہیں۔۔ ٹھیک سات سو تیس۔ ایک بار جب وہ اپنے خوابوں میں کھویا ہوا تھا تو اس نے گنا تھا۔ ان دنوں وہ خود اپنے ان خوابوں پر یقین نہیں کرتا تھا' بس ان کی بے شرم مگر بے بس کر دینے والی ڈھٹائی سے خود عاجز آ جاتا تھا۔ لیکن اب مہینے بھر بعد وہ دوسری طرح سے دیکھنے لگا تھا اور اپنی ناطاقتی اور فیصلہ نہ کر سکنے کی حالت کے بارے میں دق کرنے والی ساری خود کلامی کے باوجود وہ اپنے اس "بے شرم" خواب کو گویا غیر ارادی طور پر ایک مہم کی طرح سمجھنے لگا تھا حالانکہ ابھی تک اسے پوری طرح ساری چیزوں کا یقین نہیں تھا۔ اس وقت تو وہ اپنی مہم کو آزمانے جا رہا تھا اور ہر قدم کے ساتھ اس کا ہیجان شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔

ڈوبتے ہوئے دل اور اعصابی کپکپاہٹ کے ساتھ وہ ایک بڑی سی عمارت کے پاس پہنچا جس کا ایک پہلو نہر کی طرف تھا اور دوسرا سدوولیا سڑک کی طرف۔ اس بڑی عمارت میں چھوٹے چھوٹے فلیٹ تھے جن میں طرح طرح کے کاریگر اور پیشہ ور لوگ رہتے تھے۔۔ درزی' لوہار' باورچی' طرح طرح کے جرمن' بازاری عورتیں' چھوٹے دفتری ملازم وغیرہ۔ عمارت کے دونوں پھاٹکوں میں سے اور دونوں صحنوں میں آنے جانے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ یہاں تین چار دربان تعینات تھے۔ نوجوان کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس کی ملاقات ان میں سے کسی سے بھی نہیں ہوئی اور فوراً ہی کسی کی نظر میں آئے بغیر وہ پھاٹک سے اندر آ کر دائیں طرف کو سیڑھیوں پر چلا گیا۔ سیڑھیاں تنگ اور اندھیاری تھیں' "پچھواڑے والی" تھیں لیکن وہ ان سے واقف تھا اور اس نے یاد کر لیا تھا اور یہ ساری صورت حال اسے اچھی لگی اس لئے کہ ایسے اندھیرے میں انتہائی متجسس نگاہوں سے بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔ چوتھی منزل تک پہنچتے ہوئے اپنے آپ ہی اسے خیال ہوا کہ "جب اس وقت میں اتنا ڈر رہا ہوں تو اگر کہیں انجام دینے کی نوبت آئی تو کیا ہوگا؟.." یہاں اس کے راستے میں بوجھ اٹھانے والے قلی آ گئے جو ایک فلیٹ سے فرنیچر لے جا رہے تھے۔ وہ پہلے سے جانتا تھا کہ اس فلیٹ میں ایک جرمن دفتری ملازم اپنے بال بچوں

سمیت رہتا تھا۔ "مطلب یہ کہ جرمن اب یہاں سے جا رہا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ چوتھی منزل پر ان سیڑھیوں اور اس چوکے پر کچھ دنوں تک بس اس بڑھیا ہی کا فلیٹ گھرا رہے گا۔ یہ بہرحال اچھا ہی ہے..." اس نے اپنے دل میں سوچا اور بڑھیا کے فلیٹ کی گھنٹی بجائی۔ گھنٹی کی آواز بہت ہی مدھم سی سنائی دی جیسے وہ تانبے کی نہیں بلکہ ٹین کی بنی ہوئی ہو۔ ایسی عمارتوں کے اس طرح کے چھوٹے چھوٹے فلیٹوں میں تقریباً سبھی گھنٹیاں ایسی ہی ہیں۔ وہ اس گھنٹی کی آواز کو بھولا ہی ہوا تھا لیکن اس وقت اس خاص قسم کی آواز سے اچانک اسے کچھ یاد آ گیا اور بالکل اس کی نگاہوں میں پھر گیا... اس بار اس کے اعصاب اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ وہ کانپ گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ ذرا سا کھلا اور اس میں ایک پتلی سی درز بن گئی۔ گھروالی نے اس درز میں سے آنے والے کو صریحی بے اعتباری کے ساتھ دیکھا اور اندھیرے میں سوائے اس کی ٹمٹماتی ہوئی آنکھوں کے کچھ نہیں دکھائی دیا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ چوکے پر بہت سے لوگ ہیں تو اس کی ہمت بندھی اور اس نے پورا پٹ کھول دیا۔ نوجوان چوکھٹ کے اندر پیش دالان میں آ گیا جس میں لکڑی کی دیوار کھڑی کر کے دوسری طرف باورچی خانہ بنا دیا گیا تھا۔ بڑھیا اس کے سامنے چپ چاپ کھڑی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ بڑھیا چھوٹا سا چھوٹے قد کی سوکھی سی کوئی ساٹھ سال کی تھی، اس کی نگاہیں تیکھی اور بد تھیں اور ناک نکیلی سی تھی اور وہ ننگے سر تھی۔ اس کے بے رنگ، کچھ کچھ سفید بالوں میں خوب تیل چپڑا ہوا تھا۔ اس کی پتلی اور لمبی گردن میں، جو مرغی کی ٹانگ کی طرح لگ رہی تھی فلالین کے چیتھڑے بندھے ہوئے تھے اور کندھوں پر گرمی کے باوجود سمور کا ایک خستہ حال جیکٹ پڑا ہوا تھا جو زرد ہو چکا تھا۔ بڑھیا رہ رہ کر کھانس اور کراہ رہی تھی۔ نوجوان نے اسے کچھ خاص قسم کی نظروں سے دیکھا ہو گا اس لئے کہ بڑھیا کی آنکھوں میں اچانک پھر سے وہی پہلے والی بے اعتباری چمکنے لگی۔

"رسکولنیکوف، طالب علم، کوئی مہینے بھر پہلے آپ کے پاس آیا تھا" نوجوان نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا اور تعظیم میں ذرا سا سر جھکایا اس لئے کہ اسے یاد آ گیا تھا کہ اخلاق سے پیش آنے کی ضرورت ہے۔

"یاد ہے جناب، اچھی طرح یاد ہے کہ آپ آئے تھے" بڑھیا نے اپنی سوالیہ نظریں پہلے ہی کی طرح اس کے چہرے پر جمائے جمائے ہی بہت صاف لہجے میں کہا۔

"تو اب... میں پھر آیا ہوں، ویسا ہی کام ہے..." رسکولنیکوف نے ذرا سا گھبرا کر اور بڑھیا کی بے اعتباری پر حیران ہو کر کہا۔ اس نے ناگواری کے احساس کے ساتھ سوچا "مگر ہو سکتا ہے وہ ہمیشہ ہی ایسی رہتی ہو اور پہلے میں نے دھیان ہی نہ دیا ہو۔"

بڑھیا چپ رہی، جیسے پس و پیش میں ہو، پھر وہ ایک طرف کو ہٹ گئی اور کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے مہمان کو آگے نکلنے دیا اور کہا:

"اندر آ جائیں جناب۔"

نوجوان جس چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا اس کی دیواروں پر زرد کاغذ چڑھا تھا، کھڑکیوں پر جیرانیم کے پودے اور ململ کے پردے تھے اور اس وقت ڈوبتے سورج کی دھوپ سے پورا کمرہ روشن تھا۔ "مطلب یہ کہ تب بھی اسی طرح سورج کی روشنی ہو گی!..." یہ خیال گویا اتفاقاً رسکولنیکوف کے ذہن میں آیا اور جلدی جلدی اس نے کمرے کی ہر چیز کا جائزہ لے لیا تاکہ صورت حال کو جہاں تک ہو سکے جان لے اور یاد رکھے۔ لیکن کمرے میں کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ فرنیچر سارا بہت پرانا اور پیلی لکڑی کا تھا۔۔ ایک صوفا تھا جس کی پشت

دار لکڑی کی اور بہت بڑی تھی، اس کے سامنے بیضوی شکل کی ایک میز رکھی تھی، آئینہ سمیت ایک سنگار میز تھی جو کھڑکیوں کے بیچ میں دیوار کے پاس کھڑی تھی، دیواروں کے سہارے کچھ کرسیاں تھیں اور دو تین سستی سستی تصویریں پیلے فریموں میں ٹنگی ہوئی تھیں جن میں ہاتھوں میں چڑیاں لئے ہوئے جرمن حسینائیں نظر آ رہی تھیں۔۔۔ بس یہ تھا سارا فرنیچر۔ کونے میں ایک چھوٹی سی مذہبی شبیہ کے سامنے دیا جل رہا تھا۔ ہر چیز بے حد صاف ستھری تھی، فرش اور فرنیچر پر خوب اچھی پالش کی ہوئی تھی، ہر چیز چمک رہی تھی۔ نوجوان نے سوچا "یہ لیزاویتا کا کام ہے۔" پورے فلیٹ میں دھول کا ایک ذرہ بھی تلاش کر لینا ناممکن تھا۔ "ایسی صفائی بد طینت اور بڑھیا بیواؤں ہی کے ہاں ہوتی ہے" اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہا اور تجسس کے ساتھ دوسرے چھوٹے سے کمرے کے دروازے پر پڑے ہوئے سوتی پردے پر اچٹتی سی نظر ڈالی جہاں بڑھیا کا پلنگ اور کپڑوں کی الماری تھی۔ پہلے کبھی اس نے ادھر دیکھا ہی نہ تھا۔ پورا فلیٹ بس انہیں دو کمروں پر مشتمل تھا۔

"تو کیسے آئے آپ؟" بڑھیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے تندی کے ساتھ اس سے پوچھا اور پہلے ہی کی طرح بالکل اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی تاکہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکے۔

"رہن رکھنے کے لئے لایا ہوں یہ!" اور اس نے جیب میں سے چاندی کی پرانی چپٹی سی گھڑی نکالی جس کی پشت پر کرہ ارض کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ گھڑی کی زنجیر فولادی تھی۔

"لیکن مدت تو پچھلے رہن کی بھی پوری ہو چکی ہے۔ مہینہ پورا ہوئے آج تیسرا دن ہے۔"

"میں آپ کو ایک مہینے کا سود اور دلا دوں گا" بس ذرا صبر کیجئے۔"

"لیکن جناب اب یہ تو میری مرضی پر ہے کہ صبر کروں یا آپ کی چیز ابھی بیچ دوں۔"

"گھڑی کے لئے تو اچھی رقم دیجئے گا نہ الیونا ایوانوونا؟"

"آپ تو ایسی معمولی چیزیں لے کر آ جاتے ہیں، اس کی تو سمجھئے کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ میں نے تو آپ کی انگوٹھی کے لئے اس بار دو کاغذی روبل دے دیئے اور وہ تو جوہری کے ہاں سے ڈیڑھ روبل میں نئی خریدی جا سکتی ہے۔"

"چار روبل تو دے دیجئے، میں اسے چھڑا لوں گا، میرے باپ کی ہے۔ جلد ہی مجھے رقم ملنے والی ہے۔"

"ڈیڑھ روبل اور سود پیشگی، چاہتے ہیں تو لے لیجئے۔"

"ڈیڑھ روبل!" نوجوان چیخ پڑا۔

"مرضی آپ کی" اور بڑھیا نے گھڑی اس کی طرف بڑھا دی۔ نوجوان نے اسے لے لیا۔ اسے اتنا غصہ تھا کہ وہاں سے چلا جانا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے فوراً ضبط کیا اس لئے کہ اسے یاد آ گیا کہ اور تو وہ کہیں جا نہیں سکتا اور یہ بھی کہ اس کے آنے کا تو ایک اور مقصد بھی تھا۔

"لائیے، دیجئے!" اس نے کھرے پن سے کہا۔

بڑھیا نے کنجیوں کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پردے کے ادھر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ نوجوان بیچ کمرے میں اکیلا رہ گیا اور کرید کے ساتھ کان لگائے اور سوچنے لگا۔ سنائی دے رہا تھا کہ کیسے بڑھیا نے کپڑوں کی الماری کھولی۔ "ضرور یہ پہلی دراز ہو گی" اس نے طے کیا۔ "تو کنجیاں وہ عام طور سے جیب میں لئے رہتی ہے... سب ایک ساتھ ہی، لوہے کے چھلے میں... اور اس میں ایک کنجی سب سے بڑی ہے، تین گنا، دندانے دار سرے کی، وہ تو ظاہر ہے کپڑوں کی الماری کی نہیں ہو سکتی... تو ضرور کوئی اور الماری یا تجوری ہو گی... یہ ہوئی نہ کرید کی

بات۔ تجوریوں کی ہمیشہ ایسی ہی کنجیاں ہوتی ہیں... لیکن یہ سب کس قدر ذلیل بات ہے..."

بڑھیا واپس آ گئی۔

"لیجئے جناب۔ بس بیٹے کا روبل پیچھے دس کوپیک تو ڈیڑھ روبل پر آپ کے ذمے ہوئے پندرہ کوپیک یعنی مہینے بھر کا پیشگی سود۔ اور پہلے کے دو روبل کے آپ کے ذمے اسی حساب سے بیس کوپیک پیشگی سود کے ہوئے۔ یوں سب ہوئے پینتیس کوپیک۔ تو مطلب یہ کہ آپ کو گھڑی کے ملنے چاہئیں ایک روبل پندرہ کوپیک۔ سو یہ لیجئے۔"

"کیسے! اب بس ایک روبل پندرہ کوپیک ہی رہ گئے!"

"بالکل ٹھیک!"

نوجوان نے کوئی بحث نہیں کی اور رقم لے لی۔ اس نے بڑھیا کو دیکھا اور جانے میں کوئی جلدی نہیں کی، جیسے وہ ابھی کچھ اور کہنا یا کرنا چاہتا ہو لیکن خود نہ جانتا ہو کہ کیا..."

"میں شاید آپ کے پاس الیونا ایوانوونا چند ہی دنوں میں ایک اور چیز لاؤں گا... چاندی کی... اچھی سی... ایک سگریٹ کیس ہے۔ بس جیسے ہی ایک دوست سے واپس ملا دیتے ہی..." وہ کچھ گھبرا کر چپ ہو گیا۔

"تو پھر جناب تبھی بات کر لیں گے۔"

"اچھا خدا حافظ... اور آپ پورے گھر میں اکیلی ہی بیٹھی رہتی ہیں، بہن آپ کی نہیں ہیں؟" اس نے جہاں تک ہو سکا سرسری طور پر پیش دالان میں آتے آتے پوچھا۔

"اور جناب آپ کو اس سے کچھ کام ہے؟"

"نہیں، کوئی خاص کام نہیں۔ بس یوں ہی پوچھ لیا۔ مگر آپ تو ابھی... خدا حافظ الیونا ایوانوونا!"

رسکولنیکوف نکلا تو قطعی طور پر گھبرایا ہوا تھا اور یہ گھبراہٹ برابر بڑھتی ہی گئی۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وہ کئی بار رک بھی گیا جیسے اچانک کسی چیز سے وہ سکتے میں آ گیا ہو۔ آخر کار جب وہ سڑک پر نکل آیا تو چلا پڑا:

"یا خدا! یہ سب کس قدر کریہہ ہے! اور کیا یہ ممکن ہے، یہ ممکن ہے کہ میں... نہیں یہ احمقانہ بات ہے!" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "اور کیسے آخر اس طرح کی بھیانک بات آ گئی میرے سر میں؟ آخر میرا دل کتنی گندگی کی صلاحیت رکھتا ہے! سب سے بڑھ کر یہ کہ گندی، قابل نفرت، کراہت انگیز، کراہت انگیز!... اور میں پورے مہینے..."

لیکن اپنے ہیجان کا اظہار وہ لفظوں میں کر سکا نہ فجائیہ کلمات میں۔ بے انتہا کراہت کا احساس، جس نے اس کے دل کو اسی وقت سے دبوچنا اور ایذا پہنچانا شروع کر دیا تھا جب وہ بڑھیا کے پاس آ رہا تھا، اب اس پیمانے کا ہو چکا تھا اور اتنا نمایاں ہو گیا تھا کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بدبختی سے بھاگ کر کہاں جائے۔ وہ فٹ پاتھ پر کسی شرابی کی طرح، اپنے پاس سے گزرنے والوں سے بے خبر اور ان سے ٹکراتے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ اسے ہوش تب آیا جب وہ اگلی سڑک پر پہنچ گیا۔ ادھر ادھر نظر ڈالنے پر اس نے دیکھا کہ وہ ایک شراب خانے کے پاس کھڑا ہے جس میں جانے کے لئے فٹ پاتھ ہی سے سیڑھیاں نیچے تہ خانے میں جاتی تھیں۔ دروازے سے ٹھیک اسی وقت دو شرابی نکلے جو ایک دوسرے کو سنبھالے ہوئے اور گالیاں بکتے ہوئے سڑک پر آ گئے۔ زیادہ سوچ بچار کے بغیر ہی رسکولنیکوف فوراً نیچے چلا گیا۔ ابھی تک وہ کبھی کسی شراب خانے میں نہ گیا تھا لیکن اس وقت اس کا سر چکرا رہا تھا اور اوپر سے شدید پیاس اسے بے حال کئے دے رہی تھی۔ اس کا جی ٹھنڈی

بیئر پینے کو چاہ رہا تھا اس لئے اور بھی کہ اس نے اپنی اچانک کمزوری کو اس بات پر محمول کر لیا تھا کہ وہ بھوکا تھا۔ وہ ایک تاریک اور گندے کونے میں جا کر ایک چپچپی سی میز کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے بیئر منگوائی اور پہلا گلاس بڑی للک کے ساتھ غٹاغٹ پی گیا۔ فوراً ہی آرام آ گیا اور اس کے خیالات بھی صاف ہو گئے۔ اس نے امید کے ساتھ کہا "یہ سب حماقت ہے اور اس میں گھبرانے کی کوئی بات ہی نہیں ہے! یہ بس طبیعی گڑبڑ ہے! صرف ایک گلاس بیئر اور ایک ٹکڑا رسک --- اور آن کی آن میں دماغ مضبوط تر ہو جاتا ہے، خیالات صاف ہو جاتے ہیں، قوت ارادی پختہ ہو جاتی ہے! تف ہے، کس قدر یہ سب کچھ پوچ ہے!..." لیکن اس حقارت آمیز خیال انگیزی کے باوجود اب وہ خوش نظر آ رہا تھا جیسے اچانک کسی بھیانک بوجھ سے آزاد ہو گیا ہو۔ اور اس نے ارد گرد کے لوگوں پر دوستانہ نظر ڈالی۔ لیکن اس وقت بھی اسے موہوم سا پیش اندیشہ ہو رہا تھا کہ یہ بہتر ذہنی کیفیت بھی ایک طرح سے مریضانہ ہی تھی۔

اس وقت شراب خانے میں تھوڑے سے ہی لوگ تھے۔ ان دو شرابیوں کے علاوہ جن سے اس کا سامنا سیڑھیوں پر ہوا تھا، ان کے پیچھے ہی پیچھے ایک پورا گروہ نکل گیا تھا، اکارڈین کے ساتھ پانچ آدمی تھے جن میں ایک لڑکی شامل تھی۔ ان کے جانے کے بعد خاموشی ہو گئی تھی اور خالی خالی سا لگ رہا تھا۔ وہاں جو رہ گئے تھے ان میں ایک آدمی تھا جو نشے میں تھا لیکن زیادہ نہیں۔ وہ بیئر لئے بیٹھا تھا اور دیکھنے میں کاریگر معلوم ہوتا تھا۔ اس کا ساتھی موٹا اور بڑا بھاری بھرکم تھا۔ وہ گھٹنوں سے اوپر تک کا بھاری کوٹ پہنے تھا اور اس کی داڑھی کھچڑی تھی۔ وہ نشے میں بالکل دھت تھا اور بنچ پر پڑا سو رہا تھا۔ کبھی کبھی اچانک جیسے سوتے ہی میں وہ اپنے ہاتھ پھیلا کر انگلیاں چٹخاتا اور اپنے دھڑ کے اوپری حصے کو بنچ سے اٹھائے بغیر ہی اچکاتا اور کچھ خرافات گنگناتا اور کچھ اس قسم کی نظم یاد کرنے کی کوشش کرتا:

سال بھر اپنی بیوی کو چاہا،
سا---ل بھر اپنی بی---وی کو چاہا

یا پھر اچانک جاگ کر گانے لگتا:

پدیا چنکا یا سڑک پر اک دن
مل گئی اپنی پہلی والی...

لیکن اس کی خوشی میں کوئی بھی شریک نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا خاموش ساتھی ان ساری حرکتوں کو عناد بلکہ ایک طرح کی بے اعتباری سے دیکھ رہا تھا۔ ایک اور بھی آدمی وہاں تھا جو دیکھنے سے کچھ پنشن یافتہ دفتری ملازم کی طرح لگ رہا تھا۔ وہ الگ تھلگ اپنا گلاس لئے بیٹھا تھا، کبھی کبھی اس میں سے پی لیتا تھا اور چاروں طرف دیکھے جا رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی کسی ہیجان میں مبتلا ہے۔

2

رسکولنیکوف بھیڑ کا عادی نہیں تھا اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں وہ ہر قسم کی معاشرت سے بچتا تھا خاص طور پر

ادھر نچڑ رہا ہے۔ لیکن اس وقت اچانک کوئی چیز اسے لوگوں کی طرف کھینچنے لگی۔ اس کے اندر کوئی نئی چیز وجود پذیر ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ لوگوں کے لئے ایک تڑپ سی محسوس کر رہا تھا۔ وہ اس مہینے بھر کی جمع شدہ بددلی اور اداس ہیجان سے اس قدر تھک چکا تھا کہ چاہے ایک ہی منٹ کے لئے سہی وہ کسی دوسری دنیا میں دم لینا چاہتا تھا چاہے وہ کیسی بھی ہو۔ چنانچہ ماحول کی ساری گندگی کے باوجود اس وقت وہ شراب خانے میں بڑی خوشی سے بیٹھا رہا۔

شراب خانے کا مالک دوسرے کمرے میں تھا لیکن بار بار وہ کہیں سے چند زینے اتر کر بڑے کمرے میں آ جاتا رہتا۔ ہر بار اس کے بانکے تیل چپڑے ہوئے اونچے بوٹ اور ان کی دوہری کی ہوئی لال پنڈلیاں سب سے پہلے نظر آتیں۔ وہ پورا کوٹ اور اس کے نیچے ساٹن کی بے انتہا چیکٹ کالی واسکٹ بغیر ٹائی کے پہنے ہوئے تھا۔ لگتا تھا جیسے اس کے پورے چہرے پر تیل چپڑا ہوا ہو' بالکل لوہے کے قفل کی طرح۔ کاؤنٹر پر ایک چودہ سال کا لڑکا کھڑا تھا اور ایک اور لڑکا تھا' اس سے چھوٹا' جو گاہکوں کو جو کچھ مانگتے وہ لا کر دیتا۔ کٹے ہوئے کھیرے' کالی روٹی کے رسک اور مچھلی کے ٹکڑے رکھے تھے۔ ان ساری چیزوں سے بڑی خراب بو آ رہی تھی۔ گھٹن تھی' اتنی کہ بیٹھنا بھی ناقابل برداشت تھا اور سارے شراب خانے میں شراب کی مہک اس قدر بسی ہوئی تھی کہ لگتا تھا اس ہوا ہی سے پانچ منٹ میں آدمی نشے میں دھت ہو سکتا ہے۔

کبھی کبھی ایسی ملاقاتیں ہو جاتی ہیں' ایسے لوگوں سے بھی جو ہمارے لئے بالکل ہی اجنبی ہوتے ہیں' جن سے ہم پہلی ہی نظر سے گویا اچانک' یکبارگی' ایک بھی لفظ کہنے سے پہلے ہی دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ بالکل ایسا ہی تاثر رسکولنیکوف پر اس گاہک کا ہوا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اور دیکھنے میں پنشن یافتہ دفتری ملازم لگتا تھا۔ نوجوان کو بعد میں یہ پہلا تاثر کئی بار یاد آیا بلکہ اس نے تو اسے پیش اندیشی پر بھی محمول کیا۔ وہ دفتری ملازم کو مسلسل دیکھتا رہا' ظاہر ہے اس لئے بھی کہ وہ دفتری ملازم بھی اس کی طرف برابر تکے جا رہا تھا اور صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بات چیت شروع کرنے کے لئے بہت بے قرار ہے۔ باقی لوگوں کی طرف' جن میں شراب خانے کا مالک بھی شامل تھا' دفتری ملازم اس طرح دیکھتا تھا جیسے وہ ان کا عادی ہو چکا ہو بلکہ اوب چکا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظر میں ایسی برتری کے انداز کی حقارت بھی تھی جیسی حیثیت اور ترقی کے اعتبار سے نیچے لوگوں کے لئے ہوتی ہے جن سے اسے کوئی بات ہی نہ کرنی ہو۔ یہ شخص پچاس سے اوپر کا ہو گا' درمیانہ قد' گٹھا ہوا بدن' بال سفید ہو چلے تھے' اور بیچ میں بڑی سی گنجی چاند تھی' مسلسل شراب پینے کی وجہ سے زرد بلکہ سبزی مائل چہرے پر ورم اور سوجے ہوئے پپوٹے تھے جن کی درزوں سے چھوٹی چھوٹی مگر تیکھی سرخی مائل آنکھیں چمک رہی تھیں۔ لیکن اس میں کوئی چیز بہت ہی عجیب تھی۔ اس کی نظروں سے ایسا لگتا تھا جیسے ان میں شدید جذبات کی دمک ہو۔۔۔ شاید خیالات اور ذہانت بھی تھی۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک جھلک پاگل پن کی سی بھی تھی۔ وہ ایک پرانا' بالکل ہی بوسیدہ سیاہ فراک کوٹ پہنے تھا جس کے سارے بٹن ٹوٹے ہوئے تھے۔ بس ایک رہ گیا تھا جسے اس نے بند بھی کر رکھا تھا غالباً" اس لئے کہ اپنی عزت داری سے محروم ہونا نہ چاہتا تھا۔ اس کی کرچ کی واسکٹ کے نیچے سے قمیص کا ملا دلا سینہ ابھرا ہوا تھا جو دھبوں اور داغوں سے بھرا ہوا تھا۔ دفتری ملازموں کی طرح وہ بے داڑھی مونچھ کے تھا لیکن داڑھی بنائے ہوئے اتنے دن ہو چکے تھے کہ گھنی کھچڑی کوچی سی نظر آنے لگی تھی۔ اور اس کے انداز میں بھی سچ مچ کوئی ٹھوس اور دفتری ملازموں والی چیز تھی۔ لیکن وہ بے چین سا تھا' کبھی اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر بالوں کو الجھا بلجھا دیتا اپنی گھسی ہوئی کہنیوں کو داغدار چپچپی میز پر ٹکا کر بددلی کے ساتھ

اپنا سر ہاتھوں پر رکھ لیتا۔ آخر کار اس نے سیدھے رسکولنیکوف کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں زور دے کر کہا:

"جناب عالی کیا میں آپ سے اخلاق و ادب کے ساتھ بات چیت کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں؟ اس لئے کہ آپ کوئی شاندار وضع قطع میں نہیں ہیں لیکن میری تجربہ کاری آپ کی ذات میں ایک تعلیم یافتہ شخص دیکھ رہی ہے جو شراب کا عادی نہیں ہے۔ میں نے خود ایسی تعلیم و تہذیب کا ہمیشہ احترام کیا ہے جس کے ساتھ دلی احساسات بھی ہوں اور اس کے علاوہ میں خطابی کونسلر (1) بھی ہوں۔ مارمیلاروف۔۔۔ یہ میرا خاندانی نام ہے' خطابی کونسلر۔ میں جسارت کر کے جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ملازمت میں ہیں؟"

"نہیں' پڑھتا ہوں۔۔۔" نوجوان نے جواب دیا۔ اسے اس تقریر کے عظیم الشان لہجے اور اس بات پر قدرے حیرت تھی کہ اس سے اس طرح براہ راست خطاب کیا گیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ایک لمحے کے لئے اس میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ لوگوں کے ساتھ اس کا کسی بھی طرح کا سہی تعلق قائم ہو جائے' جیسے سچ مچ اسے مخاطب کر کے پہلا ہی لفظ کہا گیا' تبھی اسے اچانک اپنی اسی عادی ناپسندیدگی اور چڑچڑاہٹ کا احساس ہوا جو وہ ہمیشہ ہر اس اجنبی کے لئے محسوس کرتا تھا جو اس کی ذات کے قریب آ آنا یا آنا چاہتا۔

"تو طالب علم' یا سابق طالب علم!" وہ شخص چلایا۔ "یہی میں نے سوچا تھا! تجربہ جناب عالی' بار بار کا تجربہ!" اور اپنی تعریف آپ کرنے کی علامت کے طور پر اس نے اپنی ایک انگلی اپنے ماتھے پر رکھی۔ "طالب علم تھے یا آپ کسی علمی ادارے میں داخل تھے!۔ لیکن اجازت دیجئے کہ۔۔۔" وہ اٹھا' لڑکھڑایا' واڈکا کا برتن اور اپنا گلاس ہاتھ میں لیا اور آ کر نوجوان کے پاس بیٹھ گیا' ذرا سا اس کی طرف سے ترچھے ہو کر۔ وہ نشے میں تھا پھر بھی روانی اور بے باکی سے بول رہا تھا۔ بس کبھی کبھی وہ اپنی بات بھول جاتا اور جملوں کو ذرا کھینچ کر ادا کرتا۔ وہ رسکولنیکوف پر ایسی تڑپ کے ساتھ ٹوٹ پڑا تھا جیسے مہینے بھر سے اس نے بھی کسی سے بات نہ کی ہو۔

"جناب عالی" اس نے بڑے طمطراق سے شروع کیا "مفلسی کوئی بدی نہیں ہے۔ یہ بڑی سچی بات ہے۔ جانتا ہوں میں کہ شراب پینا بھی نیکی نہیں ہے' اور یہ اس سے بھی بڑی سچائی ہے۔ لیکن بھیک منگا پن' جناب عالی' بھیک منگا پن۔۔۔ بدی ہے۔ مفلسی میں تو آپ اپنے احساس کی فطری شرافت کو برقرار رکھ سکتے ہیں' لیکن بھیک منگے پن میں۔۔۔ کبھی نہیں اور کوئی نہیں۔ بھیک منگے پن کے لئے تو آدمی کو لکڑی سے بھی نہیں بھگایا جاتا بلکہ جھاڑو سے انسانی صحبت سے بہور دیتے ہیں تاکہ اور بھی زیادہ ذلت ہو' اور یہ درست بھی ہے اس لئے کہ بھیک منگے پن میں تو میں اپنی ذلت آپ کرنے کے لئے سب سے پہلے خود ہی تیار رہوں۔ اسی سے شراب خانے کی نوبت آتی ہے! جناب عالی کوئی مہینے بھر پہلے میری بیوی کو جناب لیزیا تیساوف نے مارا' اور میری بیوی ایسی نہیں ہے جیسا میں ہوں! سمجھے آپ؟ مجھے یہ بھی پوچھنے کی اجازت دیجئے چاہے صرف تجسس ہی کی بنا پر کہ آپ نے کبھی دریائے نیوا پر سوکھی گھاس کی ناؤ پر رات بسر کی ہے؟"

"نہیں' کبھی اتفاق نہیں ہوا" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

"بات یہ ہے کہ میں وہیں سے آ رہا ہوں' اور آج پانچویں رات تھی۔۔۔"

اس نے اپنا گلاس بھرا' پی لیا اور سوچ میں پڑ گیا۔ اس کے لباس پر بلکہ بالوں میں بھی بیچ بیچ یہاں وہاں سوکھی گھاس کے تنکے نظر آ رہے تھے۔ یہ بالکل ممکن لگ رہا تھا کہ پانچ دن سے اس نے نہ کپڑے بدلے تھے نہ نہایا دھویا تھا۔ ہاتھ خاص طور سے گندے' چکنائی لگے اور لال لال تھے اور ناخن کالے ہو رہے تھے۔

... کاؤنٹر والے لڑکے کھی کھی کرنے لگے۔ مالک جیسے اس مضحکہ خیز آدمی کی باتیں ہی سننے کے لئے اوپر کے کمرے سے آگیا تھا اور کاہل پن سے لیکن اپنی اہمیت کو برقرار رکھتے، جماہی لیتے ہوئے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ مارمیلادوف کو لوگ یہاں کافی دنوں سے جانتے ہیں۔ اور عظیم الشان لہجے میں تقریر کرنے کا رجحان شاید شراب خانے میں ہر قسم کے ناواقف لوگوں سے بات چیت شروع کر دینے کی عادت کا نتیجہ تھا۔ یہ عادت بعض شرابیوں میں ایک ضرورت بن جاتی ہے اور خاص طور سے ان میں جنہیں گھر پر بڑی سختی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور جن پر حکم چلایا جاتا ہے۔ اسی لئے دوسرے شرابیوں کی صحبت میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرنے کی اور اگر ممکن ہو تو لوگوں کا احترام حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"عجیب آدمی ہے!" شراب خانے کے مالک نے زور سے کہا۔ "تو آخر کام کیوں نہیں کرتے، کس لئے ملازمت پر نہیں جاتے اگر دفتری ملازم ہو تو؟"

"میں ملازمت پر کس لئے نہیں جاتا جناب عالی" مارمیلادوف نے قطعی طور پر رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر کہا گویا یہ سوال اسی نے کیا ہو "ملازمت پر کس لئے نہیں جاتا؟ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میرا دل اس بات پر نہیں دکھتا کہ میں بیکار رینگتا پھر رہا ہوں؟ جب جناب لیبزیا تیکوف نے کوئی مہینے بھر پہلے میری بیوی کو اپنے ہاتھوں سے مارا اور میں شراب کے نشے میں دھت پڑا تھا تو کیا مجھے تکلیف نہیں ہوئی؟ نوجوان مجھے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجئے کہ کیا کبھی آپ کو اتفاق ہوا ہے... ارے... مطلب بغیر کسی امید کے کسی سے قرض مانگنے کا؟"

"ہوا ہے اتفاق... لیکن یہ بغیر امید کے کیسے؟"

"یعنی بالکل کسی امید کے بغیر، پہلے سے یہ جانتے ہوئے کہ اس سے آپ کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ مثلاً آپ پہلے سے پورے یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ شخص، یہ بہت ہی نیک نام اور سب سے فائدہ بخش شہری کسی بھی حالت میں آپ کو رقم نہیں دے گا۔ بلکہ میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ آخر کس لئے وہ دے؟ آخر وہ جانتا ہے کہ میں تو واپس نہیں کروں گا۔ ازراہ کرم؟ لیکن جناب لیبزیا تیکاوف نے، جو نئے خیالات کے پیرو ہیں، پچھلے دنوں وضاحت کی تھی کہ ہمارے زمانے میں تو رحم و کرم کی ممانعت خود سائنس نے کر دی ہے اور اسی طرح انگلستان میں ممنوع ہے جہاں اب سیاسی معاشیات ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آخر کس لئے وہ دے؟ اور پہلے سے جانتے ہوئے کہ وہ نہیں دے گا، آپ پھر بھی اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور..."

"تو جانا کس لئے؟" رسکولنیکوف نے لقمہ دیا۔

"صرف اس لئے کہ اور کوئی نہیں جس کے پاس جائے، کسی اور طرف جانا ہی نہیں ہے! اچھا تو یہ ہو تاکہ ہر شخص کے لئے کہیں نہ کہیں جانے کا کوئی ٹھکانہ ہوتا۔ اس لئے کہ ایسا وقت بھی آتا ہے جب فوراً کہیں نہ کہیں جانے کی ضرورت ہوتی ہے! جب میری اکلوتی بیٹی پہلی بار پیلے ٹکٹ کے ساتھ گئی تب مجھے جانا ہی پڑا... (میری بیٹی کے پاس پیلا پاسپورٹ ہے)" — اس نے جملہ معترضہ کے طور پر کہا اور نوجوان کو ایک طرح کی بے چینی کے ساتھ دیکھا۔ "کوئی بات نہیں جناب عالی، کوئی بات نہیں!" اس نے جلدی جلدی کہا اور بظاہر اطمینان کے ساتھ، حالانکہ کاؤنٹر والے دونوں لڑکے زوروں سے ہنس رہے تھے اور مالک بھی مسکرا رہا تھا۔ "کوئی بات نہیں، میں ان کے سر ہلانے سے پریشان نہیں ہوتا اس لئے کہ اب تو سبھی جانتے ہیں اور ویسے سارا راز ہمیشہ کھل جاتا ہے۔ اور میں اس سب کو حقارت نہیں بلکہ انکسار کے ساتھ قبول کرتا ہوں! یوں ہی سہی، چلو یوں ہی سہی!

"دیکھو اس شخص کو!" نوجوان مجھے اجازت دیجئے، کیا آپ کہہ سکتے ہیں... لیکن نہیں، زیادہ زوردار اور واضح لفظوں میں کہنا چاہئے، کہہ سکتے ہیں نہیں بلکہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں، اس وقت مجھے دیکھ کر یقین کے ساتھ کہ میں سور نہیں ہوں؟"

نوجوان نے جواب میں کچھ بھی نہیں کہا۔

"تو" مقرر نے پھر سے اپنی تقریر زیادہ ٹھوس انداز سے بلکہ اس بار زیادہ وقار کے ساتھ شروع کی لیکن پہلے اس نے انتظار کیا کہ کمرے میں سنائی دینے والا قہقہہ تھم جائے۔ "تو چلئے یوں ہی سہی، میں سور ہوں اور وہ خاتون ہیں! میں جانوروں کی شکل صورت رکھتا ہوں اور کاتریناایوانوونا، میری بیوی تو پڑھی لکھی عورت ہے اور اسٹاف افسر کی بیٹی ہے۔ چلئے یوں ہی سہی، میں کمینہ ہی سہی، لیکن اس کا تو دل بڑا ہے اور عالی نسب تربیت کے احساسات سے بھرا ہے۔ اور پھر... اف، کاش اس نے میرے اوپر رحم کیا ہوتا! جناب عالی، جناب عالی، کیا یہ اچھا نہ ہو تاکہ ہر شخص کے پاس ایک ہی سہی مگر ایسا ٹھکانا ہوتا جہاں لوگ اس پر رحم کرتے! اور کاتریناایوانوونا اگرچہ بڑے دل والی عورت ہے لیکن انصاف پسند نہیں ہے... اور اگرچہ میں خود سمجھتا ہوں کہ جب وہ میرے بال نوچتی ہے تو اور کوئی وجہ نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ مارے دلی رحم کے نوچتی ہے (اس لئے کہ میں تو بغیر کسی شرم کے کہتا ہوں کہ وہ تو میرے بال نوچتی ہے نوجوان" — اس نے پھر سے ہنسی کی آواز سنی تو اور بھی زیادہ وقار کے ساتھ تصدیق کی) "لیکن یا خدا، کاش اس نے ایک بار... لیکن نہیں! نہیں! اب سب بیکار ہے اور بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں! کوئی فائدہ نہیں! اب سب بیکار ہے اور بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں! کوئی فائدہ نہیں!... اس لئے کہ کئی بار میری خواہش پوری ہوئی اور کئی بار اس نے مجھ پر رحم کیا، لیکن... میری قسمت ہی ایسی ہے اور میں پیدائشی جانور ہوں۔"

"بالکل!" مالک نے جماہی لیتے ہوئے تصدیق کی۔

مارمیلادوف نے فیصلہ کن انداز میں میز پر مکا مارا۔

"میری قسمت ہی ایسی ہے! پتہ ہے آپ کو، حضور والا پتہ ہے آپ کو کہ میں نے اس کی جرابوں تک کی شراب پی لی؟ اس کے جوتے بیچ کر نہیں — وہ تو خیر پھر بھی کچھ ٹھیک بات ہوتی، بلکہ جرابیں، اس کی جرابیں بیچ کر شراب پی لی! اس کی پشمینہ کی شال بھی بیچ کر شراب پی لی، اس کو تحفے میں ملی تھی بہت پہلے، اس کی اپنی تھی، میری نہیں تھی۔ اور ہم رہتے ہیں ایک ٹھنڈے کونے میں، اور ان جاڑوں میں اسے ٹھنڈ لگ گئی اور کھانسی آنے لگی، اب تو کھانسی میں خون بھی آتا ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے تین ہیں ہمارے اور کاتریناایوانوونا صبح سے شام تک کام کرتی رہتی ہے، مل مل کر صاف کرتی اور دھوتی ہے، بچوں کو نہلاتی دھلاتی ہے اس لئے کہ وہ تو بچپن ہی سے صفائی کی عادی ہے لیکن اس کا سینہ کمزور ہے اور دق کا خطرہ ہے اور میں اسے محسوس کرتا ہوں۔ کیا یہ سچ میں محسوس نہیں کرتا! اور جتنی زیادہ شراب پیتا ہوں اتنا ہی زیادہ محسوس کرتا ہوں۔ اسی لئے پیتا بھی ہوں کہ شراب میں ہمدردی اور احساس تلاش کرتا ہوں... پیتا ہوں اس لئے کہ زیادہ تکلیف اٹھانا چاہتا ہوں!" اور جیسے انتہائی مایوسی کے عالم میں اس نے اپنا سر میز پر ٹکا دیا۔

لیکن سر اٹھا کر اس نے اپنی بات پھر شروع کر دی: "نوجوان، آپ کے چہرے پر میں کوئی دکھ دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ آئے تھے تبھی میں نے دیکھ لیا تھا اور اسی لئے فوراً ہی آپ سے مخاطب ہو گیا۔ اس لئے آپ

کو اپنی زندگی کی کہانی سنا کر میں ان عیش کرنے والوں کے سامنے شرمسار نہیں ہونا چاہتا تھا' انہیں تو سب کچھ یوں بھی معلوم ہی ہے' میں تو کسی حساس اور تعلیم یافتہ و مہذب شخص کی تلاش میں ہوں۔ پتہ ہے آپ کو کہ میری بیوی نے عالی نسب امراء کی لڑکیوں کے انسٹی ٹیوٹ میں تعلیم و تربیت پائی ہے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہوتے وقت اس نے گورنر اور دوسری شخصیتوں کے سامنے شال والا ناچ دکھایا جس کے لئے اسے طلائی تمغا اور سند اعزاز انعام میں ملی۔ تمغا... تمغا تو بک بکا گیا... بہت دن ہوئے... لیکن... سند اعزاز تو ابھی تک اس کے پاس صندوق میں رکھی ہے اور اس نے ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے اسے مکان مالکن کو دکھایا تھا۔ حالانکہ مکان مالکن سے اس کی مسلسل ناچاقی رہتی ہے پھر بھی وہ کسی نہ کسی کو تو اپنے پہلے کے اعزاز اور بیتے دنوں کی خوشیوں کے بارے میں بتانا چاہتی ہی تھی۔ اور میں اسے برا بھلا نہیں کہتا' بالکل نہیں کہتا اس لئے کہ اب اس کے پاس بس اس کی یادیں ہی تو رہ گئی ہیں' باقی سب کچھ تو مٹی میں مل گیا! ہاں' عورت بڑے تیز مزاج کی ہے' مغرور ہے اور جھکنا تو جانتی ہی نہیں۔ خود فرش صاف کرتی ہے اور کالی روٹی کھا کر رہتی ہے لیکن اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کی بے عزتی کی جائے۔ اسی لئے وہ جناب لیبزیا تیبکوف کی سخت کلامی کو روا نہیں رکھنا چاہتی تھی اور جب اسی کے لئے جناب لیبزیا تیبکوف نے اسے مارا تو اتنا زیادہ مار کی وجہ سے نہیں جتنا کہ ذہنی کوفت کی وجہ سے وہ بستر سے لگ گئی۔ میں نے جب شادی کی تو وہ بیوہ تھی اور تین بچے تھے' ایک سے ایک چھوٹا۔ پہلی شادی اس نے ایک افسر سے کی تھی' محبت کی بنا پر' اور اس کے ساتھ ماں باپ کے گھر سے بھاگ نکلی۔ شوہر کو بے انتہا چاہتی تھی لیکن اس کو تاش کی لت پڑ گئی' مقدمہ چل گیا اور اسی سے وہ مر گیا۔ آخر آخر وہ اسے پیٹنے بھی لگا تھا اور وہ بھی اسے بخشتی نہ تھی' جس کا میرے پاس قطعی اور دستاویزی ثبوت موجود ہے' لیکن اب تو اس کو یاد کرتی ہے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور مجھے برا بھلا کہتی ہے لیکن میں خوش ہوں' خوش ہوں اس لئے کہ خیالوں ہی میں سہی اپنے کو یوں تو دیکھتی ہے کہ کبھی خوش تھی... شوہر کے مرنے کے بعد وہ ایک دور افتادہ اور جنگلی ضلع میں تین چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ رہ گئی۔ اس زمانے میں میں بھی وہیں تھا اور اس کی حالت ایسی محتاجی اور ناامیدی کی تھی کہ میں نے اگرچہ طرح طرح کے اونچ نیچ دیکھے ہیں لیکن میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا... رشتہ داروں نے اس سے منہ موڑ لیا تھا۔ اور پھر وہ مغرور بھی تھی' بے انتہا مغرور... اور تب جناب عالی' تب میں نے' اس لئے کہ میں بھی رنڈوا تھا اور پہلی بیوی سے چودہ سال کی ایک بیٹی تھی' اس سے شادی کی درخواست کی اس لئے کہ میں اتنی تکلیف دیکھ نہ سکتا تھا۔ آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کی مفلسی کس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ تعلیم یافتہ اور مہذب اور جانے پہچانے خاندان کی ہونے کے باوجود مجھ سے بیاہ کرنے پر راضی ہو گئی۔ شادی کر لی' روتے دھوتے' سسکتے اور ہاتھ ملتے ہوئے بھی مجھ سے شادی کر لی! اس لئے کہ اور کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ سمجھتے ہیں آپ' جناب عالی سمجھتے ہیں آپ کہ اس کے معنی کیا ہوتے ہیں جب کسی کا کوئی ٹھکانا نہ ہو؟ نہیں! اسے آپ اب بھی نہیں سمجھتے... اور پورے سال بھر میں نے اپنی ذمہ داری اچھی طرح سے اور دیانت داری سے نبھائی اور اس چیز کو چھوا تک نہیں" اس نے شراب کے برتن پر اپنی انگلی سے ٹھک ٹھک کی "اس لئے کہ میں بھی احساس رکھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی اسے خوش نہ رکھ سکا۔ پھر میرا کام بھی جاتا رہا' اور اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا بلکہ دفتروں میں کچھ تبدیلیاں ہو گئیں' اور تب میں نے اس کو چکھا!... ڈیڑھ سال ہونے کو آ رہے ہیں جب ہم ادھر ادھر مارے مارے پھرنے اور بہتیری مصیبتیں اٹھانے کے بعد اپنے اس عظیم الشان اور بے شمار یادگاروں سے آراستہ دارالسلطنت میں پہنچے۔ اور یہاں میں نے کام بھی حاصل کر لیا... حاصل کر لیا اور پھر سے گنوا دیا۔

سمجھے آپ؟ یہاں تو بالکل اپنی غلطی سے گنوایا اس لئے کہ میری قسمت میرے سامنے آ گئی... اب ایک کونے میں زندگی بسر کرتے ہیں جس کی مالکن ہیں امالیا لیوودوونا لیپیوویخزل' لیکن کیسے رہتے ہیں اور کیسے کرایہ ادا کرتے ہیں' یہ میں نہیں جانتا۔ وہاں ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے رہتے ہیں... بدتمیزی' ہنگامہ... ہوں... ہاں... اور اس عرصے میں میری بیٹی سیانی ہو گئی' جو پہلی بیوی سے ہے' اور بڑھتے بڑھتے بیٹی نے اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھوں کتنا کچھ دکھ اٹھایا ہے' اس کے بارے میں میں چپ ہی رہتا ہوں۔ اس لئے کہ کاتریناایوانوونا فیاضی کے جذبات سے بھری ہوئی ہے لیکن عورت تیز مزاج کی ہے' چڑچڑی اور غصیل... ہاں! خیر اب اس کو کیا یاد کرنا! یہ تو آپ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ سونیا کو کوئی تعلیم تربیت تو ملی نہیں۔ میں نے خود کوشش کی تھی' کوئی چار سال پہلے کہ اسے جغرافیہ اور دنیا کی تاریخ سے روشناس کرا دوں لیکن ایک تو میں خود ہی ان موضوعات میں کچا تھا اور ان میں مناسب رہنمائی نہ کر سکا اس لئے کہ جو کتابیں ہمارے پاس تھیں... ہوں!... اب تو وہ بھی نہیں رہیں' بس انہیں پر ساری پڑھائی ختم ہو گئی۔ قدیم ایران کے حکمراں کروش پر ہمارے سبق رک گئے۔ جب سے وہ سیانی ہوئی ہے اس نے رومانی قسم کی اور کتابیں پڑھی ہیں' بلکہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے جناب لیبزیا تیبکوف کے توسط سے ایک کتاب "عضویات" لیوئس کی تصنیف کی ہوئی --- آپ تو اسے جانتے ہیں نہ؟ --- بڑی دلچسپی سے پڑھی بلکہ کچھ حصے ہمیں بھی پڑھ کر سنائے۔ بس یہ ہے اس کی کل تعلیم۔ اب جناب عالی میں آپ سے بالکل اپنے لئے ایک نجی سوال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں: کیا کوئی مفلس لیکن پاکیزہ لڑکی اپنی ایمانداری کی محنت سے بہت زیادہ کما سکتی ہے؟.. جناب اگر وہ پاک صاف ہے اور کوئی خاص استعداد نہیں رکھتی تو دن بھر میں پندرہ کوپک بھی نہیں کما سکتی وہ بھی جب سارے وقت کام سے ہاتھ نہ اٹھائے! اور اس پر بھی ریاستی کونسلر (2) کلوپشتوک' ایوان ایوانووچ نے' آپ نے ان کا نام سنا ہے؟ نہ صرف یہ کہ آدھی درجن ہالینڈی قمیصوں کی سلائی آج تک نہیں دی بلکہ اس کی توہین کر کے اسے بھگا دیا' پاؤں پٹک پٹک کر اور بیہودہ باتیں کہہ کر' اور بہانہ یہ بنایا کہ قمیصوں کے کالر ویسے نہیں بنے تھے جیسا نمونہ تھا اور ٹیڑھے میڑھے لگے تھے۔ اور یہاں بچے بھوکے... اور کاتریناایوانوونا ہیں کہ ہاتھ ملتی ہوئی کمرے میں ٹہل رہی ہے' اور اس کے گالوں پر سرخ چکتے نمودار ہو گئے ہیں --- جو اس بیماری میں ہمیشہ ہی ہو جاتے ہیں۔ "تو تو' وہ جو کہتے ہیں نہ کہ 'طفیلی بن کر ہمارے ساتھ رہتی ہے' کھاتی ہے پیتی ہے اور گرمی سے فائدہ اٹھاتی ہے' --- خیر وہاں کھانے پینے کو تو کیا تھا جب بچوں تک نے تین دن سے روٹی کی بٹ بھی نہ دیکھی تھی! اس وقت میں لیٹا ہوا تھا... تو "پھر کیا ہوا" نشے میں دھت پڑا تھا کہ سنتا کیا ہوں کہ میری سونیا کہتی ہے (الٹ کے جواب دینا تو جانتی ہی نہیں اور اس کی آواز ایسی مدھم ہے... ہلکے رنگ کے بال اور ہمیشہ ایسی ستی ہوئی اور دبلی پتلی) کہتی ہے "تو کیا کاتریناایوانوونا' کیا سچ مچ مجھے ایسے کام کے لئے جانا پڑے گا؟" اور داریا فرانتسوونا' جو برے چال چلن کی عورت ہے اور پولیس والے اسے جانے کتنی بار جان چکے ہیں' دو تین بار مالکن کے ذریعے اس سے مل چکی تھی۔ کاتریناایوانوونا نے دانت نکوس کر جواب دیا "تو کیا ہوا؟ کس چیز کو سینت کے رکھ رہی ہے؟ کون سا ایسا خزانہ ہے؟" لیکن الزام نہ دیجئے' جناب عالی' اس کو الزام نہ دیجئے' الزام نہ دیجئے! وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی جب اس نے یہ کہا تھا۔ اس نے بیماری اور بھوکے بچوں کے رونے سے عاجز آ کر انتہائی پریشانی کی حالت میں ایسا کہا تھا اور یہ بھی کہ سچے خیالات کا اظہار کرنے سے زیادہ یہ تو سونیا کی توہین کرنے کے لئے کہا تھا... اس لئے کہ کاتریناایوانوونا کا کردار ہی ایسا ہے' بچے جیسے ہی رونا شروع کرتے ہیں' چاہے وہ بھوک کے مارے ہی رو رہے ہوں وہ انہیں پیٹنے لگتی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ کوئی چھ بجے

سونیچکا اٹھی' اس نے اپنا قصابہ باندھا' لبادہ اوڑھا اور فلیٹ سے نکل گئی اور پھر نو بجے واپس آئی۔ آئی اور سیدھے کاتریناایوانوونا کے پاس گئی اور اس کے سامنے میز پر تیس روبل کچھ کہے بغیر ڈال دیئے۔ ایک لفظ بھی اس نے نہیں کہا' کاتریناایوانوونا کی طرف دیکھا تک نہیں' بس ہماری وہ "دراری دام" والی بڑی سی سبز رنگ کی شال اٹھائی (ہمارے پاس ایک شال ہے اس طرح کی 'دراری دام' کی بنی ہوئی) اس سے اپنا سر اور منہ ڈھانپا اور دیوار کی طرف منہ کر کے بستر پر لیٹ گئی' بس کندھے اور سارا تن کپکپاتا رہا... اور میں پہلے ہی کی طرح وہیں لیٹا رہا... اور تب میں نے دیکھا' نوجوان' دیکھا میں نے کہ اس کے بعد کاتریناایوانوونا' ویسے ہی ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر سونیچکا کے بستر کے پاس پہنچی اور ساری شام گھٹنوں کے بل ہو کر اس کے پاؤں چومتی رہی' اٹھنا ہی نہ چاہتی تھی' اور بعد کو دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر سو گئیں... دونوں... دونوں... ہاں... اور میں... نشے میں پڑا رہا۔"

مارمیلادوف چپ ہو گیا' جیسے اس کی آواز بند ہو گئی ہو۔ پھر اس نے جلدی سے اپنا گلاس بھرا' اسے پی گیا اور اپنا گلا صاف کیا۔

تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا:

"تب سے' جناب عالی' تب سے ایک ناخوشگوار واقعے کی وجہ سے اور بعض بد طینت لوگوں کے مخبری کرنے کی وجہ سے --- جس میں داریا فرا نسوونا نے خاص طور سے کارگزاری دکھائی یہ بہانہ بنا کر کہ اس کے ساتھ بے عزتی کا برتاؤ کیا گیا ہے --- تب سے میری بیٹی سونیا سیمیونوونا کو مجبوراً "زرد ٹکٹ لینا پڑا اور اس کی بنا پر اب وہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے کہ مکان مالکن امالیا فیودوروونا اسے گوارا کرنے پر تیار نہ تھیں (حالانکہ پہلے خود ہی داریا فرانسوونا کا ساتھ دیا تھا) اور پھر جناب لیبزیاتنیکوف... ہوں... سونیا ہی کے چلتے ان کے اور کاتریناایوانوونا کے درمیان یہ سارا قصہ ہوا۔ پہلے تو سونیچکا سے خود پٹانا چاہتے تھے لیکن پھر یکبارگی لگے دون کی لینے "مجھ جیسا تعلیم یافتہ آدمی بھلا ایسے لوگوں کے ساتھ کیسے ایک ہی فلیٹ میں رہ سکتا ہے؟" اور کاتریناایوانوونا سے نہیں رہا گیا' اس نے سونیا کے بچاؤ میں کچھ کہہ دیا... بس یوں سارا واقعہ ہوا... اور اب سونیا ہمارے پاس آتی ہے' زیادہ تر اندھیرا ہونے کے بعد' کاتریناایوانوونا کو تسلی دلا سا دیتی ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے دیتی دلاتی ہے... رہتی ہے وہ کاپیرناؤموف درزی کے ہاں' اس نے ان سے کرائے پر فلیٹ لیا ہے۔ کاپیرناؤموف لنگڑا ہے اور اس کی زبان تالو سے جڑی ہوئی ہے اور اس کے بہت سے افراد والے پورے خاندان کی زبان تالو سے جڑی ہے اور اس کی بیوی بھی ایسی ہی ہے... سب کے سب ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں' اور سونیا کا اپنا الگ کمرہ ہے' جس میں لکڑی کا پردہ کھڑا ہوا ہے... ہوں' آپ دیکھئے کہ غریب لوگ ہیں اور زبانیں سب کی تالو میں جڑی ہوئی ہیں... ہاں... تب میں صبح کو اٹھا' میں نے اپنے چیتھڑے پہنے' آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور عالی مرتبت ایوان افاناسیوچ کے ہاں کا رخ کیا۔ آپ عالی مرتبت ایوان افاناسیوچ کو جانتے ہیں؟... نہیں؟ آپ ایسے خدا ترس انسان کو نہیں جانتے! وہ تو موم ہیں... خدا کے حضور میں موم... بالکل جیسے موم پگھلتی ہے! ان کی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے جب انہوں نے میری بپتا سنی۔ کہنے لگے "تو مارمیلادوف' ایک بار تم میری توقعات کو غلط ثابت کر چکے ہو... ایک بار اور تمہیں لے لوں گا' اپنی ذاتی ذمہ داری پر' --- یوں کہا انہوں نے اور پھر بولے "یاد رکھنا' اور اب تم جا سکتے ہو!" میں نے ان کے پاؤں تلے کی دھول کو بوسہ دیا' خیالوں میں' اس لئے کہ سچ مچ ایسا کرنے کی تو وہ اجازت نہ دیتے' وہ تو عالی مرتبت اور نئے ریاستی اور تہذیبی خیالات کے آدمی ہیں۔ میں گھر

لوٹا اور جیسے ہی میں نے اطلاع دی کہ میں ملازمت میں پھر سے لے لیا گیا ہوں اور مجھے تنخواہ ملے گی تو' اف خدایا' کیسا ہنگامہ ہوا ہے..."

مارمیلادوف پھر شدید ہیجانی کیفیت میں رک گیا۔ اسی وقت سڑک سے شرابیوں کا پورا گروہ آ گیا جو پہلے ہی خاصے نشے میں تھے اور صدر دروازے کے پاس کرائے کے دستی ارگن کی آوازیں اور ایک سات سال کے بچے کی آواز سنائی دی جو "ہماری کھیتی باڑی" گیت گا رہا تھا۔ شور بڑھ گیا۔ شراب خانے کے مالک اور نوکر آنے والوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مارمیلادوف نے آنے والوں کی طرف دھیان دیئے بغیر اپنی کہانی جاری رکھی۔ لگتا تھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا ہے' لیکن جیسے جیسے اس کا نشہ بڑھتا گیا ویسے ویسے وہ باتونی ہوتا گیا۔ ملازمت میں ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے کی کامیابیوں کی یاد نے جیسے اس میں جان ڈالی تھی اور اس کے چہرے پر بھی ایک دمک سی پیدا کر دی تھی۔ راسکولنیکوف بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔

"جناب عالی' یہ پانچ ہفتے پہلے ہوا تھا۔ ہاں... جیسے ہی کاتریناایوانوونا اور سونیچکا دونوں کو معلوم ہوا ویسے ہی' اف خدایا' میں تو خدائی بادشاہت میں پہنچ گیا۔ اور پہلے یہ تھا کہ پڑا رہ' مویشیوں کی طرح' دینے کی طرح۔ اور وہ بس کوستی رہتی تھی۔ اور اب وہ بے پاؤں آتی جاتی ہیں اور بچوں کو تاکید کرتی ہیں "سیمیون زخاریچ کام پر تھک گئے ہیں' آرام کر رہے ہیں' شش!" مجھے ملازمت پر بھیجنے سے پہلے کافی پلاتیں اور میرے لئے کریم گرم کرتیں! خالص کریم حاصل کرنی شروع کر دی' سنا آپ نے! اور کہاں سے انہوں نے میرے اچھے دفتری لباس کا بندوبست کیا' گیارہ روبل پچاس کوپیک کا' میری سمجھ سے باہر ہے۔ فل بوٹ' قمیص کے سوتی صدر --- انتہائی شاندار' پوری وردی' ساری چیزیں انہوں نے بہت ہی عمدہ طریقے سے گیارہ روبل پچاس کوپیک میں تیار کر لیں۔ پہلے ہی دن صبح کو جب میں ملازمت سے آیا تو دیکھا کہ کاتریناایوانوونا نے کھانے کی دو چیزیں تیار کی ہیں' شوربہ اور نمکین گوشت مولی کے ساتھ' اور یہ تو آج تک کبھی ہم نے سوچا بھی نہ تھا۔ لباس تو اس کے پاس ہیں نہیں' یعنی بالکل بھی نہیں ہیں' لیکن وہ ایسی ہی بنی تھی جیسے کسی کے ہاں دعوت میں جانے والی ہو' یہ نہیں کہ اس طرح سجنے کے لئے اس کے پاس کچھ ہے بھی بلکہ عورتوں کی خصوصیت یہ ہے کہ بغیر کسی چیز کے بھی سب کچھ کر سکتی ہیں' بس ذرا سا بال بنائے' کوئی صاف ستھرا کالر اور کف لگا لئے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی دوسری ہی عورت ہے' زیادہ جوان' زیادہ خوبصورت بھی لگ رہی ہے۔ سونیا' میری کبوتری نے بس پیسوں سے مدد کی اور خود کہنے لگی کہ "ابھی کچھ دنوں کے لئے میرا آپ لوگوں کے پاس اکثر آنا اچھا نہیں ہے۔ بس ایسے ہی اندھیرے کے بعد' تاکہ کوئی دیکھے نہیں۔ سنا آپ نے' سنا؟ کھانے کے بعد میں ذرا قیلولہ کے لئے لیٹ گیا اور کیا سوچا آپ نے؟ کاتریناایوانوونا نے ابھی ہفتے ہی بھر پہلے تو مکان مالکن سے' امالیا فیودوروونا سے بالکل انتہا درجے کی لڑائی کر لی تھی لیکن اب نہ رہ گیا اور اس نے اسی کو ایک پیالی کافی پینے کے لئے بلایا۔ دو گھنٹے دونوں بیٹھی سرگوشیوں میں باتیں کرتی رہیں۔ کاتریناایوانوونا کہنے لگی: "سیمیون زخاریچ اب پھر سے ملازمت سے لگ گئے ہیں اور انہیں تنخواہ ملا کرے گی' اور عالی مرتبت کے پاس وہ خود ہی گئے اور عالی مرتبت خود نکل کر آئے' سبھوں کو انتظار کرنے دیا اور سب کے سامنے سیمیون زخاریچ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئے۔' سنا آپ نے' سنا؟' کہنے لگے' سیمیون زخاریچ' تمہاری خدمات کا خیال کر کے' اور اگرچہ تم اس نامعقول کمزوری میں مبتلا ہو گئے ہو لیکن چونکہ اب تم وعدہ کرتے ہو اور پھر اس کے علاوہ تمہارے بغیر ہمارے ہاں کام اچھا نہیں چلا (سنا آپ نے' سنا!) چنانچہ' انہوں نے کہا کہ اب میں تمہارے شریفانہ قول پر بھروسا کرتا ہوں'۔ اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ سب

اس نے لڑا اور دل سے سوچا تھا اور اس لئے نہیں کہ وہ اونچے خیالات رکھتی ہے اور بس ڈینگیں مارنا چاہتی تھی! نہیں' وہ خود اس سب کو سچ سمجھتی ہے' اپنی قیاس آرائیوں سے خود کو خوش کرتی ہے' قسم خدا کی! اور میں اسے برا نہیں کہتا' ان کے لئے میں بالکل برا نہیں کہتا... جب چھ دن پہلے میں اپنی پہلی تنخواہ' پوری کی پوری سب تئیس روبل چالیس کوپیک گھر لایا تو اس نے مجھے ننھا منا کہا' کہنے لگی "میرا ننھا منا' کیسا پیارا ہے تو!" اور اکیلے میں' سمجھے آپ؟ مگر لگتا تو ایسا ہے کہ بھلا خوبصورتی سے مجھے کیا سروکار اور کہاں کا میں ایسا شوہر؟ لیکن نہیں' اس نے میرے گال پر چٹکی بھری اور کہنے لگی "ننھا منا کیسا پیارا ہے تو!"

مارمیلادوف رک گیا' مسکرانا چاہتا تھا مگر اچانک اس کی ٹھوڑی پھڑکنے لگی۔ لیکن اس نے خود پر قابو پا لیا۔ یہ شراب خانہ' بگڑی ہوئی صورت شکل' سوکھی گھاس کی ناؤ پر بتائی ہوئی پانچ راتیں' یہ برتن بھر کے شراب اور اس سب کے ساتھ بیوی اور اپنے خاندان سے ایسا جنونی عشق! اس کا سامع حیران تھا۔ رسکولنیکوف بڑے تناؤ کی حالت میں لیکن ایک مریضانہ احساس کے ساتھ سن رہا تھا۔ وہ اپنے آپ سے الجھ رہا تھا کہ یہاں آیا ہی کیوں تھا۔

"جناب عالی' جناب عالی!" مارمیلادوف اپنے آپ کو سنبھال کر چلایا "ارے میرے حضور' آپ کو شاید یہ سب ہنسی کی بات لگے' جیسی دوسروں کو لگتی ہے' اور میں اپنی گھریلو زندگی کی چھوٹی چھوٹی تفصیلات کی بے وقوفیوں سے آپ کو پریشان کر رہا ہوں لیکن میرے لئے یہ ہنسی کی بات نہیں ہے! اس لئے کہ میں تو اس سب کو محسوس کر سکتا ہوں... اور اپنی زندگی کے اس جنتی دن کے باقی حصے بھر اور اس شام کو میں خود پرواز خواب و خیال میں مبتلا رہا یعنی یہ کہ کیسے اس سب کو ٹھیک ٹھاک کروں گا' اور بچوں کے لئے کپڑوں کا بندوبست کروں گا اور اس کو ذرا چین دوں گا اور اپنی سگی بیٹی کو ناپاکی سے اپنے خاندان کی گود میں واپس لاؤں گا... اور بہت کچھ... بہت کچھ... اس کی تو اجازت ہونی چاہئے' حضور۔ لیکن میرے حضور" مارمیلادوف جیسے اچانک چونک پڑا اور اس نے اپنا سر اٹھا کر اپنے سامع کو نظر بھر کر دیکھا "لیکن' دوسرے ہی دن' ان سارے خوابوں کے بعد (یعنی آج سے پورے پانچ دن رات پہلے) شام کو' چالاکی سے فریب دے کر' چور کی طرح رات کو' میں نے کاترینا ایوانوونا سے اس کی صندوق کی کنجی اڑا لی اور جو تنخواہ لایا تھا اس میں سے جو کچھ بھی بچا تھا سب نکال لیا' کتنا تھا اب یاد بھی نہیں' اور اب مجھے دیکھئے' آپ سب لوگ! گھر سے نکلے ہوئے پانچواں دن ہے اور وہاں لوگ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں' اور ملازمت ختم ہو گئی اور دفتری لباس مصری پل کے پاس والے شراب خانے میں ہے۔ اسی کو دے کر جو کچھ ملا اس سے یہ کپڑے حاصل کئے... اور سب کچھ ختم ہو گیا!"

مارمیلادوف نے اپنے ماتھے پر مکا مارا' دانت بھینچ لئے' آنکھیں بند کر لیں اور کہنیوں کے بل میز پر پوری طرح جھک گیا۔ لیکن منٹ ہی بھر بعد اس کا چہرہ کچھ اور ہی ہو گیا اور اس نے ایک طرح کی نقلی چالاکی اور دیدہ دلیری کے ساتھ رسکولنیکوف کو دیکھا' مسکرایا اور بولا:

"آج صبح میں سونیا کے پاس گیا تھا' نشے کے توڑ کے لئے کچھ مانگنے گیا تھا! ہی' ہی!"

"اس نے دیا تو تمہیں نہ؟" کسی نے آنے والوں کی طرف سے چلا کر کہا اور زوروں کا قہقہہ لگایا۔

"یہ برتن بھر شراب اسی رقم سے خریدی گئی ہے" مارمیلادوف نے صرف رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر اعتراف کیا۔ "تیس کوپیک اس نے دیئے' اپنے ہاتھ سے' آخری رقم' جو اس کے پاس تھی' میں نے خود دیکھا... اس نے کچھ کہا نہیں' بس خاموشی سے میری طرف دیکھا... تو یوں اس زندگی میں نہیں بلکہ اس دنیا

میں... لوگوں کے لئے رنج کرتے ہیں' روتے ہیں' لیکن ان کو برا بھلا نہیں کہتے' برا بھلا نہیں کہتے! اور یہ زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے' زیادہ تکلیف دہ' جب برا بھلا نہیں کہتے!.. تیس کوپیک' ہاں۔ اور ہو سکتا ہے اب اسے ان کی ضرورت ہو' ایں؟ کیا خیال ہے آپ کا' میرے حضور والا؟ آخر اب اسے صفائی ستھرائی کا دھیان تو رکھنا ہی پڑتا ہے۔ اور اس صفائی ستھرائی میں' خاص قسم کی صفائی ستھرائی' سمجھے آپ' رقم لگتی ہے۔ سمجھے آپ؟ اب یہ کہ پومیڈ بھی خریدنا ہوتا ہے' آخر بغیر اس کے تو نا ممکن ہے' پھر اسکرٹ کلف دار' جوتے عمدہ والے تاکہ اگر کسی چہ بچے کو اچھل کر پار کرنا ہو تو اپنے پاؤں دکھا سکے۔ سمجھتے ہیں کچھ آپ حضور' سمجھتے ہیں کچھ کہ اس صفائی ستھرائی کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اور یہ میں ہوں' اس کا سگا باپ کہ میں نے یہ تیس کوپیک بھی اپنا نشہ توڑنے کے لئے اس سے اینٹھ لئے! اور پی رہا ہوں' بلکہ سب پی ڈالی!.. ارے مجھ جیسے پر کون رحم کرتا ہے؟ حضور آپ کو مجھ پر اب رحم آتا ہے کہ نہیں؟ بولئے حضور رحم آتا ہے کہ نہیں؟ ہی' ہی' ہی!"

وہ گلاس میں شراب انڈیلنا چاہتا تھا لیکن برتن میں اب تھی ہی نہیں۔ برتن خالی تھا۔

"تیرے اوپر رحم کس لئے کرنا' ایں؟" شراب خانے کے مالک نے چلا کر کہا' جو اس وقت پھر ان لوگوں کے پاس ہی تھا۔

ہنسی کے فوارے چھوٹے بلکہ گالیاں بھی۔ یہ ہنسی ان لوگوں کی طرف سے آئی تھی جو سن رہے تھے اور ان کی طرف سے بھی جو کچھ سن نہیں رہے تھے بس برخاست شدہ دفتری ملازم کو دیکھ رہے تھے۔

"رحم! کس لئے مجھ پر رحم!" اچانک مارمیلادوف نے بلند آواز میں کہا' ہاتھ آگے پھیلائے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا' فیصلہ کن انداز میں' جیسے وہ ان لفظوں کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ "کہتے ہو مجھ پر کس لئے رحم کرنا؟ ہاں' مجھ پر کسی چیز کے لئے رحم نہیں کرنا! مجھے تو چڑھا دینا چاہئے' صلیب پر چڑھا دینا چاہئے اور رحم نہ کرنا چاہئے! تو چڑھا دو صلیب پر' منصف' چڑھا دو اور صلیب پر چڑھا کر پھر اس پر رحم کرنا! اور تب میں خود تیرے پاس آؤں گا صلیب پر چڑھائے جانے کے لئے' اس واسطے کہ مجھے ہنسی خوشی کی تمنا نہیں بلکہ ذلت اور آنسوؤں کی ہوس ہے!.. اور دکاندار' تو سمجھتا ہے کہ یہ تیرا شراب کا برتن مجھے میٹھا لگا؟ ذلت ڈھونڈ رہا تھا میں' ذلت اور آنسو اس کی تہہ میں' اور مجھے مل گئی اور میں نے اسے چکھا.. اور ہم پر رحم وہ کرے گا جس نے سب پر رحم کیا تھا اور جو سب کو اور سب کچھ سمجھتا تھا' وہ واحد ہے اور وہی منصف بھی ہے۔ اس دن وہ آئے گا اور پوچھے گا "کہاں ہے وہ بیٹی جس نے اپنے آپ کو بری اور دق زدہ سوتیلی ماں کے لئے' جس نے دوسری کے بچوں کے لئے بیچ ڈالا؟ کہاں ہے وہ بیٹی جس نے اپنے ارضی باپ پر' شرابی ناکارہ باپ پر' اس کے جانور پن سے بد دل ہوئے بغیر رحم کیا؟" اور وہ کہے گا "آ' میں ایک بار تجھے پہلے بھی معاف کر چکا ہوں... ایک بار معاف کر چکا ہوں... تیرے گناہ جو کہ بہت ہیں تجھے معاف کئے جاتے ہیں' اس لئے کہ تو نے محبت بہت کی..." اور وہ میری سونیا کو معاف کر دے گا' میں آج بھی جانتا ہوں کہ معاف کر دے گا... ابھی ابھی جب میں اس کے پاس تھا تو میں نے اسے اپنے دل میں محسوس کیا تھا۔ اور وہ سب کا فیصلہ کرے گا اور معاف کر دے گا' بدوں کو بھی اور نیکوں کو بھی' داناؤں کو بھی اور کمزوروں کو بھی... اور جب وہ سب کا فیصلہ کر چکے گا تب وہ ہمیں بھی طلب کرے گا' کہے گا "تم بھی آؤ' آؤ' شرابیو آؤ' کمزور لوگو' آؤ!" اور ہم سب آئیں گے' شرم کے بغیر' اور کھڑے ہو جائیں گے۔ اور وہ کہے گا "تم سور ہو! جانور کا نمونہ ہو اور اس کی چھاپ بھی! لیکن تم بھی آؤ!" اور دانا لوگ کہیں گے' سمجھدار لوگ کہیں گے "میرے خدا' تو کیوں ان لوگوں کو باریاب کرتا ہے؟" اور وہ کہے گا "اس لئے میں انہیں باریابی دیتا ہوں داناؤ'

اس لئے انہیں باریابی دیتا ہوں' سمجھ ار لوگو' کہ ان میں سے ایک نے بھی خود کو اس کا اہل نہ سمجھا تھا...' اور وہ ہماری طرف اپنے ہاتھ بڑھائے گا اور ہم اس کے سامنے زمین پر پڑ جائیں گے اور... روئیں گے... اور ہم سب کچھ سمجھ جائیں گے! تب سب کچھ سمجھ جائیں گے!... اور سب لوگ سمجھ جائیں گے... کاتریناایوانوونا بھی... وہ بھی سمجھ جائے گی... خدایا' تیری بادشاہت آئے گی!"

اور وہ بنچ پر ڈھے پڑا' نڈھال اور بے دم ہو کر۔ وہ کسی کو بھی دیکھ نہیں رہا تھا جیسے اپنے گرد و پیش کو بالکل ہی بھول گیا ہو اور گہرے خیالات میں غرق ہو۔ اس کے الفاظ نے ایک طرح کا تاثر تو پیدا کیا' منٹ بھر خاموشی طاری رہی' لیکن جلد ہی پھر وہی پہلے والی ہنسی اور گالیاں شروع ہو گئیں:

"کر دیا سب کی قسمت کا فیصلہ!"

"بک چکا!"

"دفتری کھس کھس کرنے والا کہیں کا!"

وغیرہ' وغیرہ۔

"چلئے' حضور!" اچانک مارمیلادوف نے سر اٹھا کر' رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میرے ساتھ چلئے... کوزیل کے گھر تک' جس کا دروازہ صحن میں کھلتا ہے۔ کاترینا ایوانوونا کے پاس جانا چاہئے... اب..."

رسکولنیکوف کافی دیر سے چاہ رہا تھا کہ یہاں سے چلا جائے اور وہ خود سوچ رہا تھا کہ مارمیلادوف کی مدد کرنی چاہئے۔ مارمیلادوف کے پاؤں بہت ہی لڑکھڑا رہے تھے' اتنا زیادہ وہ باتوں میں نہیں گڑبڑا رہا تھا۔ نوجوان پر وہ سارا بار ڈالے ہوئے تھا۔ جانا تھا بس کوئی دو تین سو قدم۔ جیسے جیسے وہ گھر کے قریب آتے گئے ویسے ویسے شرابی کے اوپر زیادہ بوکھلاہٹ اور خوف طاری ہوتا گیا۔

وہ گھبراہٹ میں بڑبڑانے لگا "اب میں کاترینا ایوانوونا سے نہیں ڈرتا' اور نہ اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ میرے بال نوچنا شروع کر دے گی۔ بال کیا ہیں!... لعنت ہے بالوں پر' یہ تو میں کہتا ہوں! اچھا ہی ہو جو وہ بال ہی نوچنا شروع کر دے' میں اس سے نہیں ڈرتا... میں... اس کی آنکھوں سے ڈرتا ہوں... ہاں... آنکھوں سے... گالوں پر کے سرخ دھبوں سے بھی ڈرتا ہوں... اور اس کی سانسوں سے ڈرتا ہوں... کبھی تم نے دیکھا ہے کہ اس بیماری والے کس طرح سانسیں لیتے ہیں... جب وہ ہیجانی جذبات میں ہوتے ہیں؟ بچوں کے رونے سے بھی ڈرتا ہوں... اس لئے کہ اگر سونیا نے ان کے کھانے کا بندوبست نہیں کیا تو... پتہ نہیں کیا ہوا ہوگا' پتہ نہیں! لیکن مکوں سے میں نہیں ڈرتا... جانتے ہو تم حضور کہ اس طرح کے مکوں سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی' بلکہ ان سے تو مزہ آتا ہے... اس لئے کہ ان کے بغیر تو میری گزر ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ بہتر ہے۔ چلو مار لے مکے' اس کا جی ہلکا ہو جائے گا... وہ بہتر ہے... اور یہ رہا گھر' گھر کوزیل کا' ترکھان' جرمن' مالدار شخص کا... چلو آگے چلو!"

وہ صحن سے گزر کر چوتھی منزل پر آ گئے۔ سیڑھیوں پر وہ جتنے اوپر آتے گئے اتنا ہی اندھیرا زیادہ ہوتا گیا۔ تقریباً گیارہ بج رہے تھے اور اگرچہ اس زمانے میں پیٹرس برگ میں سچ مچ کی رات تو ہوتی نہیں پھر بھی سیڑھیوں پر اوپر بہت اندھیرا تھا۔

اوپر سیڑھیوں کے بالکل سرے پر ایک چھوٹا سا گندہ سا دروازہ پالوں پاٹ کھلا ہوا تھا۔ موم بتی کا ایک ٹکڑا ایک افلاس زدہ کمرے میں اجالا کئے ہوئے تھا۔ کمرہ کوئی دس قدم بھر لمبا ہوگا۔ دروازے ہی سے سارا کمرہ نظر آتا تھا۔ پورے کمرے میں چیزیں بکھری ہوئی تھیں اور بڑی بے ترتیبی تھی' خاص طور سے بچوں کے گودڑ ادھر

ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ دوسرے سرے کے کونے میں ایک پھٹی ہوئی چادر تنی ہوئی تھی' شاید اس کی اوٹ میں پلنگ تھا۔ خود کمرے میں صرف دو کرسیاں تھیں اور رکسین چڑھا ہوا ایک بہت ہی بوسیدہ صوفا تھا جس کے سامنے چیڑ کی لکڑی کی ایک پرانی باورچی خانے والی میز رکھی تھی' جس پر نہ کوئی رنگ و روغن تھا نہ کوئی میزپوش۔ اسی میز کے سرے پر لوہے کے ایک شمعدان میں چربی کی موم بتی ٹمٹما رہی تھی۔ پتہ یہ چلا کہ مارمیلادوف کسی ایک کونے میں نہیں بلکہ پورے کمرے میں رہتا تھا لیکن اس کا کمرہ پیش دالان کی طرح تھا۔ جن دوسرے کمروں بلکہ الماریوں میں امالیا لیپو ستزل کا فلیٹ بٹا ہوا تھا ان کو جانے والا دروازہ ادھر کھلا تھا۔ ادھر بڑا شور تھا اور چیخ پکار مچی ہوئی تھی۔ لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ لوگ تاش کھیل رہے تھے اور چائے پی رہے تھے۔ کبھی کبھی ادھر سے بہت ہی ناشائستہ الفاظ بھی سنائی دے جاتے تھے۔

رسکولنیکوف نے کاترینا ایوانوونا کو فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ بے حد دبلی پتلی اور ستی ہوئی تھیں' خاصی بلند قامت اور متناسب ڈیل' گہرے بھورے رنگ کے بڑے خوبصورت بال اور گالوں پر ایسی سرخی جو دھبوں کی طرح لگ رہی تھی۔ وہ اپنے چھوٹے سے کمرے میں' سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ٹہل رہی تھیں' ان کے ہونٹ پپڑیائے ہوئے تھے اور وہ غیر ہموار طریقے سے ابھر ابھر کر سانس لے رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں یوں چمک رہی تھیں جیسے بخار میں ہوں' لیکن نظر بہت ہی تیز اور یک ٹک تھی۔ اور یہ دق زدہ اور ہیجانی چہرہ موم بتی کے ٹکڑے کی آخری روشنی میں ایک مریضانہ تاثر پیدا کر رہا تھا۔ رسکولنیکوف کو وہ کوئی تیس ایک سال کی لگیں اور کسی بھی طرح مارمیلادوف کی جوڑ کی نہیں معلوم ہوئیں... انہوں نے آنے والوں کی آہٹ سنی نہ ان کی طرف توجہ کی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی فکر میں کھوئی ہوئی ہوں اور کچھ سن رہی ہوں نہ دیکھ رہی ہوں۔ کمرے میں گھٹن تھی لیکن انہوں نے کھڑکی نہیں کھولی تھی۔ سیڑھیوں کی طرف سے بو آ رہی تھی لیکن سیڑھیوں والا دروازہ بند نہیں تھا۔ اندر کے کمروں میں سے ادھ کھلے دروازے کے ذریعے تمباکو کے دھوئیں کی لہریں آ رہی تھیں' وہ کھانستی تھیں لیکن انہوں نے دروازہ نہیں بند کیا۔ سب سے چھوٹی لڑکی جو کوئی چھ سال کی ہوگی' فرش پر سو رہی تھی' وہ فرش پر سمٹی سکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور صوفے پر سر ٹکائے سو رہی تھی۔ ایک لڑکا جو عمر میں اس سے سال بھر بڑا تھا کونے میں کھڑا کانپ اور رو رہا تھا' شاید اسے ابھی ابھی مار پڑی تھی۔ بڑی لڑکی کوئی نو سال کی ہوگی' وہ دیا سلائی کی تیلی کی طرح لمبی اور بہت دبلی تھی' ایک ہلکی سی اور جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی قمیص پہنے تھی اور ننگے کندھوں پر چھوٹا لبادہ ڈالے ہوئے تھی جو شاید اس کے لئے دو سال پہلے سیا گیا تھا اس لئے کہ اب وہ گھٹنوں تک بھی نہ آتا تھا۔ وہ کونے میں اپنے چھوٹے بھائی کے پاس کھڑی تھی اور اپنے لمبے سوکھے ہاتھ سے اسے سنبھالے ہوئے تھی۔ وہ لگتا تھا اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ کھسر پھسر کر رہی تھی اور ہر طرح سے کوشش کر رہی تھی کہ وہ پھر نہ سسکیاں بھرنے لگے۔ اور ساتھ ہی ساتھ گہرے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں سے جو ڈر کی وجہ سے اور بھی بڑی لگ رہی تھیں' اپنی ماں کو بھی تکے جا رہی تھی۔ مارمیلادوف کمرے میں نہیں داخل ہوا' بلکہ دروازے ہی میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور رسکولنیکوف کو اس نے آگے دھکیلا۔ عورت ایک انجان شخص کو دیکھ کر اس کے سامنے بے نیازی سے کھڑی ہو گئی' منٹ بھر کے لئے اپنے آپ میں آ گئی اور لگا کہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ شخص کس لئے آیا ہے؟ لیکن شاید فوراً ہی اسے خیال ہوا کہ وہ دوسرے کمروں میں جا رہا ہے اس لئے کہ ان کا کمرہ تو تھا ہی پیش دالان کی طرح۔ یہ سمجھ کر اور اس کی طرف زیادہ توجہ دیئے بغیر وہ باہری دروازے کی طرف اسے بند کرنے چلی اور عین چوکھٹ پر اپنے شوہر کو گھٹنوں کے بل دیکھ کر چیخ پڑی۔

"اچھا!" وہ جنونی انداز میں چلائی "لوٹ آیا! مجرم! وحشی!... اور رقم کہاں ہے؟ تیری جیب میں کیا ہے' دکھا! اور کپڑے بھی وہ نہیں ہیں! کہاں ہیں تیرے کپڑے؟ کہاں ہے رقم؟ بول!..."

اور وہ مارمیلادوف کی تلاشی لینے لگی۔ مارمیلادوف نے فوراً بڑی فرمانبرداری اور اطمینان کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے تاکہ جیبوں کی تلاشی لینے میں آسانی ہو جائے۔ رقم کے نام کا ایک کوپیک بھی نہ تھا۔

"کہاں گئی رقم؟" وہ چلا رہی تھی۔ "یا خدا' کیا واقعی اس نے سب کی پی ڈالی؟ آخر صندوق میں بارہ روبل رہ گئے تھے!..." اور اچانک اس نے انتہائی غصے میں مارمیلادوف کے بال پکڑ کر اسے کمرے میں گھسیٹا۔ مارمیلادوف نے خود اس کی کوشش کو آسان بنا دیا اور بڑی تابعداری سے گھٹنوں کے بل اس کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔

"اور یہ میرے لئے تسکین کا باعث ہے! اس سے مجھے درد نہیں ہوتا بلکہ تسکین ملتی ہے۔ ج۔۔۔ناب۔۔۔عا۔۔۔لی۔۔۔" وہ پکار کر کہہ رہا تھا اور بال اس کے ادھر سے ادھر جھنجھوڑے جا رہے تھے بلکہ ایک بار تو اس نے ماتھا بھی زمین پر پٹک دیا۔ جو بچی فرش پر سو رہی تھی وہ جاگ کر رو پڑی۔ کونے والے لڑکے سے نہیں رہا گیا' وہ کانپنے لگا' چلا پڑا اور بے حد خوفزدہ ہو کر اپنی بہن سے دوڑ کر لپٹ گیا جیسے اس پر دورہ پڑ گیا ہو۔ سب سے بڑی لڑکی پتی کی طرح تھرتھرا رہی تھی۔

"پی گیا' سب کی پی گیا!" انتہائی ناامیدی سے بیچاری عورت چلائی "اور لباس بھی وہ نہیں ہے! اور بھوکے ہیں بھوکے ہیں!" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے بچوں کی طرف اشارہ کیا۔ "اف یہ لعنتی زندگی! اور تم کو تم کو شرم نہیں آتی؟" اچانک وہ رسکولنیکوف پر برس پڑی "شراب خانے کا ہے! تو نے اس کے ساتھ پی؟ تو نے بھی اس کے ساتھ پی! نکل جا یہاں سے!"

نوجوان ایک لفظ بھی کہے بغیر وہاں سے جلد سے جلد نکل جانا چاہتا تھا۔ اتنے میں اندرونی دروازہ کھلا اور اس میں سے چند متجسس لوگوں نے جھانک کر دیکھا۔ کچھ بھونڈی ہنسی ہنستے ہوئے منڈھی ہوئی ٹوپیاں پہنے سر باہر نکلے جن کے منہ میں پاپیروس (3) یا پائپ تھے۔ اندر کچھ لوگ ڈریسنگ گاؤن جو کھلے ہوئے تھے' اور گرمیوں کے بہت ہی ناکافی لباس پہنے ہوئے دکھائی دیئے' بعضوں کے ہاتھوں میں تاش کے پتے تھے۔ خاص طور سے محظوظ ہو کر وہ اس وقت ہنسے جب مارمیلادوف' جسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جا رہا تھا' چلا رہا تھا کہ یہ تو اس کے لئے تسکین کا باعث ہے۔ لوگوں نے کمرے میں بھی آنا شروع کر دیا تھا۔ آخر کو ایک بدی سے بھری ہوئی چیخ سنائی دی۔ یہ بھیڑ میں سے نکل کر آگے آتی ہوئی امالیا لیپے ویخزل کی تھی جو چاہتی تھیں کہ اپنے طور سے ذرا ٹھیک ٹھاک کر دیں اور سوویں بار اس مفلس عورت کو کل ہی فلیٹ خالی کر دینے کا گالیوں بھرا حکم دے کر ڈرا دیں۔ وہاں سے نکلتے نکلتے رسکولنیکوف نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جتنے بھی تانبے کے سکے ہاتھ لگے' جو اسے شراب خانے میں روبل بھنانے پر واپس ملے تھے' انہیں نکال کر کھڑکی پر یوں رکھ دیا کہ کوئی دیکھے نہیں۔ بعد کو سیڑھیوں ہی پر اس نے اپنا خیال بدل دیا اور اس کا جی چاہا کہ واپس جا کر وہ سکے اٹھا لائے۔

اس نے سوچا "میں نے بھی یہ کیسی حماقت کی۔ ان کے پاس تو سونیا ہے اور مجھے خود ضرورت ہے۔" لیکن یہ فیصلہ کر کے کہ اب واپس لانا ناممکن ہے اور یوں بھی وہ انہیں واپس تو نہ لاتا' وہ ہاتھ جھٹک کر اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ "سونیا کو آخر پومیڈ کی بھی ضرورت ہوتی ہے" اس نے سڑک پر چلتے چلتے سوچا اور کھسیانے انداز میں مسکرایا "اس ساری صفائی ستھرائی پر رقم خرچ ہوتی ہے... ہوں! اور ہو سکتا ہے سونیا آج خود ہی دیوالیہ ہو

اس لئے کہ یہ خطرہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے' قیمتی فر والے جانوروں کے شکار میں... سونے کی کان کی تلاش میں... اور پھر تو کل ان لوگوں کے پاس میری رقم کے علاوہ کچھ بھی نہ ہوگا... سونیا کی کیا بات ہے! کیا دفینہ کھود نکالا ہے ان لوگوں نے! اور اس سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں! ہاں ہاں' خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں! اور اس کے عادی ہو گئے۔ رو دھو لئے اور عادی ہو گئے۔ یہ کمینہ انسان ہر چیز کا عادی ہو جاتا ہے!"

وہ اپنے خیالات میں گم ہو گیا۔

"لیکن اگر میں غلطی پر ہوا" اچانک وہ غیر ارادی طور پر چیخ پڑا "اگر سچ مچ کمینہ نہیں ہے انسان' سارے انسان بالعموم' پوری نوع انسانی' تو مطلب یہ ہوا کہ باقی سب تعصبات ہیں' محض مصنوعی طور پر بنائے ہوئے خوف' اور کوئی بھی حد نہیں' اور سب کچھ ایسا ہی ہے جیسا ہونا چاہئے!..."

3

دوسرے دن' تشویش اور بے چینی سے بھری ہوئی نیند کے بعد اس کی آنکھ بہت دیر سے کھلی۔ سونے سے وہ تازہ دم نہیں ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو اس کا مزاج صفراوی' چڑچڑا اور برا ہو رہا تھا۔ اس نے نفرت کے ساتھ اپنے کمرے پر نظر ڈالی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھری تھی' کوئی چھ قدم بھر لمبی جو دیکھنے میں بہت ہی قابل رحم لگتی تھی اس لئے کہ دیواروں پر پیلا پیلا سا' دھول سے اٹا ہوا' جگہ جگہ سے ادھڑا ہوا کاغذ تھا اور چھت اس کی اتنی نیچی تھی کہ ذرا بھی لمبے قد کا آدمی اس میں اٹ پٹا سا محسوس کرتا' ہر لمحے اسے دھڑکا لگا رہتا کہ سر چھت سے اب ٹکرایا کہ ٹکرایا۔ فرنیچر بھی کمرے کے حسب حال تھا۔ تین پرانی کرسیاں تھیں' جو ذرا بھی ٹھیک حالت میں نہ تھیں' کونے میں روغن کی ہوئی ایک میز تھی جس پر چند کاپیاں اور کتابیں پڑی تھیں۔ ان پر جتنی گرد جمع تھی اسی سے نظر آتا تھا کہ ان کو ایک عرصے سے کسی کا ہاتھ نہیں لگا۔ اور پھر ایک بڑا سا بھونڈا سا صوفا جو کمرے کی لمبائی کی تقریباً پوری دیوار اور آدھی چوڑائی پر چھایا ہوا تھا۔ اس پر کبھی چھینٹ کا غلاف چڑھا رہا ہوگا لیکن اب تو وہ چیتھڑے چیتھڑے ہو رہا تھا۔ یہی رسکولنیکوف کے بستر کا کام دیتا تھا۔ اکثر وہ اس پر جس حال میں ہوتا اسی میں سو جاتا' کپڑے بدلے بغیر' چادروں کے بغیر' بس اپنے پرانے بوسیدہ طالب علموں والے اوورکوٹ کو اوڑھ کر اور سرہانے ایک چھوٹا سا تکیہ رکھ کر جس کے نیچے وہ اپنے سارے کپڑے' صاف اور دھلنے والے' رکھ لیتا تاکہ سرہانا اونچا ہو جائے۔ صوفے کے سامنے ایک چھوٹی سی میز تھی۔

اس سے زیادہ نیچے گرنا اور زیادہ گندگی اور بدنظمی پیدا کرنا مشکل تھا۔ لیکن یہ رسکولنیکوف کو اس کے دل دماغ کی موجودہ حالت میں اچھا بھی لگتا تھا۔ وہ فیصلہ کن طریقے سے سارے لوگوں سے الگ ہو گیا تھا' جیسے کچھوا اپنے خول میں ہوتا ہے' اور نوکرانی تک کا چہرہ دیکھ کر' جو اس کی خدمت پر مامور تھی اور کبھی کبھار کمرے میں جھانک لیتی تھی' اس میں جھنجلاہٹ اور تشنج سا پیدا ہوتا تھا۔ ایسا ان سودائی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کسی ایک ہی چیز پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دیتے ہیں۔ اس کے فلیٹ کی مالکن نے دو ہفتے سے اسے کھانا بھجوانا بند کر دیا تھا اور رسکولنیکوف نے ابھی تک یہ نہ سوچا تھا کہ اس کے پاس جا کر صفائی دے حالانکہ بغیر کچھ کھائے رہنا پڑتا تھا۔ مالکن کی باورچن اور اکیلی نوکرانی نستاسیا کرایہ دار کے اس طرح کے مزاج سے خوش تھی اور اس نے کمرے کو صاف اور ٹھیک ٹھاک کرنا بالکل ہی بند کر دیا تھا' بس ہفتے میں ایک آدھ بار جھاڑو لے کر کمرے میں آ جاتی۔ اس وقت بھی اسی نے رسکولنیکوف کو جگایا تھا۔

"اٹھو' سو کیوں رہے ہو؟" وہ رسکولنیکوف کے سر پر چلائی "دس بج رہے ہیں- میں تمہارے لئے چائے لائی ہوں' چائے تو پیو گے نہ؟ میں تو کہوں بھوکے ہو گے؟"

کرایہ دار نے آنکھیں کھولیں تو چونک پڑا- لیکن اس نے نستاسیا کو پہچان لیا-

"چائے کیا مالکن نے بھیجی ہے؟" اس نے دھیرے دھیرے بیماروں کی سی صورت میں صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا-

"ما لکن بھیجے گی' ہاں!"

اس نے رسکولنیکوف کے سامنے اپنی ذاتی چٹخی ہوئی چائے دانی رکھی جس میں باسی چائے تھی اور شکر کے دو مٹ میلے سے ٹکڑے رکھ دیئے-

"لو نستاسیا' یہ لو اور ذرا تکلیف کرکے جاؤ اور میرے لئے چھوٹی سفید روٹی خرید لاؤ" اس نے جیب میں ٹٹولتے ہوئے (وہ ایسے ہی کپڑے پہنے پہنے سو گیا تھا) اور کچھ سکے نکالتے ہوئے کہا "اور سلامی کی دکان سے تھوڑی سی سلامی بھی لے لینا' سستی والی-"

"روٹی تو میں تمہیں ابھی لا دیتی ہوں لیکن سلامی کی جگہ کرم کلے کا شوربہ نہ پی لو گے؟ اچھا شوربہ ہے' کل کا ہے' میں نے کل تمہارے ہی لئے رکھ چھوڑا تھا لیکن تم بڑی دیر سے لوٹے- اچھا شوربہ ہے-"

جب شوربہ آ گیا اور رسکولنیکوف نے اسے پینا شروع کر دیا تو نستاسیا اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی اور لگی باتیں کرنے- وہ گاؤں کی عورت تھی اور بڑی باتونی عورت تھی-

کہنے لگی کہ "پراسکوویا پاولوونا پولیس میں تمہاری شکایت کرنی چاہتی ہیں-"

اس نے تیوری چڑھائی-

"پولیس میں؟ چاہتے کیا اس کو؟"

"رقم بھی نہیں ادا کرتے اور کمرہ بھی نہیں چھوڑتے- تو معلوم ہے کہ وہ کیا چاہتی ہوں گی-"

"اُفوہ' بس اسی کی کمی رہ گئی تھی" وہ دانت پیس کر بڑبڑایا "نہیں' یہ مجھے ابھی تو... اس کی کوئی ضرورت نہیں... بے وقوف ہے وہ" اس نے زور سے کہا- "میں آج اس کے پاس جاؤں گا اور بات کروں گا-"

"بے وقوف تو وہ ہے ہی' ویسی ہی جیسی میں بے وقوف ہوں لیکن تم کیا ہو' عقلمند' پڑے رہتے ہو بورے کی طرح' تم تو کسی بھی کرم کے نہیں ہو؟ کہتے ہو پہلے بچوں کو پڑھانے جاتے تھے لیکن اب تم کیوں کچھ بھی نہیں کرتے؟"

"میں کر رہا ہوں..." رسکولنیکوف نے بادل ناخواستہ اور سخت لہجے میں کہا-

"کیا کر رہے ہو؟"

"کام کرتا ہوں..."

"کون سا کام؟"

"میں سوچتا ہوں" اس نے ذرا رک کر سنجیدگی سے جواب دیا-

نستاسیا کا مارے ہنسی کے برا حال ہو گیا- وہ ان لوگوں میں تھی جو خوب ہنستے ہیں اور جب اسے کسی چیز پر ہنسی آتی تو وہ بغیر آواز کے ہنسے جاتی اور اس کا سارا بدن ہلتا رہتا یہاں تک کہ بالکل بے حال ہو جاتی-

"اور سوچ سوچ کر تم تو خوب کمالی؟" آخر کار وہ اس لائق ہوئی کہ اتنا کہہ سکے-

"قل بوٹ کے بغیر بچوں کو پڑھانے جانا کیسے ممکن ہے- اور میں عاجز آ گیا ہوں-"

"اچھا تم خزانے میں تو نہ تھوکو!"

"بچوں کے پڑھانے کے لئے اتنی تھوڑی رقم ملتی ہے- کوپیکوں سے کوئی کیا کر لے گا؟" اس نے بادل ناخواستہ اپنی بات جاری رکھی جیسے وہ خود اپنے ہی خیالات کا جواب دے رہا ہو-

"اور تم کو یک دم ڈھیر ساری پونجی چاہیے؟"

اس نے نستاسیا کو عجیب طرح سے دیکھا-

"ہاں' ڈھیر ساری پونجی" اس نے ذرا سے وقفے کے بعد زور دے کر کہا-

"ارے بیکار کی بک بک نہ کرو' میں تو ڈر جاتی ہوں- ڈر بہت لگتا ہے- تو روٹی لانے جاؤں کہ نہیں؟"

"جیسا تمہارا جی چاہے-"

"ارے' میں تو بھول ہی گئی' کل جب تم نہیں تھے تو تمہارے نام ایک خط آیا تھا-"

"خط! میرے نام! کس کے پاس سے؟"

"کس کے پاس سے' یہ تو میں نہیں جانتی- میں نے ڈاکئے کو تین کوپیک اپنے پاس سے دیئے- مجھے دے دو گے نا؟"

"تو لاؤ نہ' خدا کے واسطے' لاؤ اسے!" رسکولنیکوف مارے ہیجان کے چیخنے لگا "یا خدا!"

ایک منٹ میں خط آ گیا- تو یوں ہے- ماں کے پاس سے' صوبہ ریازان سے- خط لیتے ہوئے رسکولنیکوف کا رنگ اڑ گیا- ایک مدت سے اسے کوئی خط نہیں ملا تھا لیکن اس وقت کسی اور چیز نے اچانک اس کے دل کو دبوچ لیا-

"نستاسیا' تم جاؤ خدا کے واسطے' یہ رہے تمہارے تین کوپیک' بس خدا کے لئے اب تم جلدی سے چلی جاؤ!"

خط اس کے ہاتھوں میں تھرتھرا رہا تھا- وہ نستاسیا کی موجودگی میں اسے کھولنا نہ چاہتا تھا- وہ چاہتا تھا کہ اس خط کے ساتھ تنہا رہ جائے- جب نستاسیا چلی گئی تو اس نے خط کو جلدی سے ہونٹوں تک اٹھایا اور بوسہ دیا- اس کے بعد دیر تک پتے کی تحریر کو دیکھتا رہا جو اس کی جانی پہچانی اور اسے بہت عزیز چھوٹے چھوٹے اور ترچھے حروف والی تحریر تھی اس کی ماں کی جس نے کبھی اسے پڑھنا لکھنا سکھایا تھا- اس نے جان کر دیر کی' تک رہا تھا جیسے وہ کسی چیز سے ڈر رہا ہے- آخر کار اس نے خط کو کھولا- خط بہت بڑا اور بھاری تھا' دو لوت (4) بھر وزن' خط لکھنے والے کاغذ کے دو بڑے بڑے ورق بہت ہی چھوٹے حروف کی تحریر سے پورے بھرے ہوئے تھے-

اس کی ماں نے لکھا تھا:

"میرے پیارے رودیا' دو مہینے ہو گئے کہ میں نے تم سے خط کے ذریعے باتیں نہیں کیں' جس کی وجہ سے مجھے خود بہت کوفت تھی بلکہ میں رات کو بھی سوتی نہ تھی' سوچتی رہتی تھی- لیکن شاید تم مجھے اس میری غیر ارادی خاموشی کے لئے قصوروار نہ ٹھہراؤ گے- تم جانتے ہو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں' ہمارے تو' میرے اور دونیا کے تو تم ایک ہو' ساری امید اور ہمارا سہارا- میرا کیا حال ہوا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم نے چند مہینوں سے یونیورسٹی چھوڑ دی ہے اس لئے کہ تمہارے پاس گزر اوقات کا کوئی سہارا نہ تھا اور یہ کہ تمہارے سبق اور دوسرے ذریعے بند ہو گئے ہیں! میں اپنی ایک سو بیس روبل سالانہ کی پنشن سے تمہاری لیے

مدد کر سکتی تھی؟ پندرہ روبل جو میں نے تمہیں چار مہینے پہلے بھیجے تھے وہ میں نے 'جیسا کہ تم جانتے ہی ہو' اسی پنشن کی ضمانت پر اپنے ہاں کے سوداگر افاناسی ایوانووچ وخرو شیلن سے ادھار لئے تھے۔ وہ نیک آدمی ہیں اور پھر تمہارے باپ کے دوست بھی تھے۔ لیکن اپنی پنشن کی وصولی کا حق انہیں دینے کے بعد قرض کے ادا ہو جانے تک انتظار کرنا پڑا اور وہ بس ابھی ابھی ادا ہوا ہے۔ اسی لئے میں اس سارے وقت میں تمہیں کچھ بھی نہ بھیج سکی۔ لیکن اب 'خدا کا شکر ہے کہ' لگتا ہے کہ میں تمہیں اور بھیج سکوں گی اور ویسے بھی ہم اب قسمت کے گن گا سکتے ہیں جس کے بارے میں میں تمہیں جلد از جلد اطلاع دے رہی ہوں۔ اور سب سے پہلے کیا میرے پیارے رودیا تم قیاس کر سکتے ہو کہ تمہاری بہن ڈیڑھ مہینے سے میرے ساتھ رہ رہی ہے اور اب ہم آئندہ بھی کبھی جدا نہ ہوں گے۔ میرے خدا تیرا شکر ہے کہ اس کے دکھ کے دن ختم ہو گئے 'لیکن میں تمہیں سب قاعدے سے لکھوں گی تاکہ تم کو معلوم ہو سکے کہ کیا حال تھا اور ہم نے اب تک تم سے کیا چھپائے رکھا۔ جب تم نے مجھے لکھا تھا' کوئی دو مہینے پہلے کہ تم نے کسی سے سنا ہے کہ دونیا کو سویدریگا ئلوف صاحب کے گھر کی بد تمیزیوں کی وجہ سے بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے اور تم نے مجھے صحیح صحیح حال لکھنے کو کہا تھا تو اس وقت میں جواب میں تمہیں کیا لکھ سکتی تھی؟ اگر میں نے تم کو سب کچھ سچ سچ لکھ دیا ہوتا تو تم شاید سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر 'چاہے پیدل ہی آنا پڑتا' ہمارے پاس چلے آتے 'اس لئے کہ میں تمہارے کردار اور تمہارے جذبات کو اچھی طرح جانتی ہوں' اور تم نے اپنی بہن کی توہین نہ ہونے دی ہوتی۔ میں خود بھی بے حد تنگ آ چکی تھی لیکن کیا کیا جا سکتا تھا؟ مجھے خود بھی اس وقت تک پوری سچائی معلوم نہیں تھی۔ سب سے بڑی مشکل اس وجہ سے تھی کہ دونیا نے پچھلے سال ان لوگوں کے گھر میں گورنس کی حیثیت سے ملازم ہونے پر پورے سو روبل اس شرط پر پیشگی لے لئے تھے کہ ہر مہینے اس کی تنخواہ سے کٹتا رہے گا۔ چنانچہ اس قرض کو ادا کئے بغیر ملازمت چھوڑنا ممکن نہیں تھا۔ یہ رقم (اب میرے بیش قیمت رودیا' میں تمہیں سب کچھ پوری طرح سمجھا سکتی ہوں) اس نے زیادہ تر اس لئے لی تھی کہ تمہیں ساٹھ روبل بھیج سکے جس کی تمہیں اس وقت اتنی سخت ضرورت تھی اور جو تم کو پچھلے سال ہم سے ملی تھی۔ تب ہم نے تمہیں دھوکے میں رکھا اور یہ لکھ دیا کہ یہ دونیا کی سابق رقم میں سے پس انداز ہے 'لیکن ایسا نہیں تھا اور اب میں تمہیں پوری سچائی سے آگاہ کرتی ہوں اس لئے کہ اب سب کچھ اچانک بدل گیا ہے اور خدا کی مرضی سے ہر چیز بہتر ہو گئی ہے 'اور اس لئے کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ دونیا تم سے کتنی محبت کرتی ہے اور اس کا دل کتنا بیش قیمت ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شروع میں سویدریگا ئلوف صاحب اس کے ساتھ بڑی سختی اور کھرے پن سے پیش آتے اور میز پر اس کے بارے میں توہین آمیز اور مضحکہ خیز باتیں کرتے تھے... لیکن میں ان سب ناگوار تفصیلات میں نہیں جانا چاہتی اور تمہیں بیکار میں اب نہیں پریشان کرنا چاہتی جبکہ سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ مختصر یہ کہ سویدریگا ئلوف صاحب کی اہلیہ مارفا پتروونا کے اور گھر کے باقی لوگوں کے نیک اور شریفانہ برتاؤ کے باوجود دونیا کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا تھا خاص طور سے اس وقت جب سویدریگا ئلوف صاحب اپنی پرانی رجمنٹ کی عادت کے مطابق شراب کے دیوتا باکس کے زیر اثر ہوتے تھے۔ لیکن بعد کو کیا پتہ چلا؟ ذرا سوچو تو کہ یہ عقل سے خالی شخص بہت دنوں پہلے دونیا پر فریفتہ ہو گیا تھا لیکن اس سب کو وہ دکھاوے کی تندی اور اس کے لئے حقارت کی آڑ میں چھپائے ہوئے تھا۔ ہو سکتا ہے اس کو ایسی اوچھی توقعات پر شرم آ رہی ہو اور ڈر تا رہا ہو 'آخر وہ خود بھی سن دار ہے' بال بچوں والا ہے اور اس لئے وہ دونیا کے ساتھ غیر ارادی طور پر بدی کرتا تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے برتاؤ کی تندی اور فقرے بازی کے ذریعے دوسروں سے اصل سچائی چھپانا چاہتا رہا ہو۔

لیکن آخر کار اس سے نہ رہا گیا اور اس نے دونیا کے سامنے صاف صاف اور شرمناک تجویز رکھنے کی ہمت کر ہی لی' اس سے طرح طرح کی بخششوں کا وعدہ کیا اور اوپر سے یہ بھی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دونیا کے ساتھ کسی اور گاؤں بلکہ شاید دوسرے ملک چلے جانے پر بھی تیار ہے۔ تم بھلا دونیا کے دکھ کا تصور بھی کر سکتے ہو! ملازمت چھوڑنا اس وقت ناممکن تھا' صرف نقد قرض ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ مارفا پتروونا کے خیال سے بھی' جنہیں ہو سکتا تھا شبہ ہو جاتا اور اس کے نتیجے میں خاندانی پھوٹ پڑ جاتی۔ اور دونیا کے لئے بھی بڑی رسوائی ہوتی' وہ تو لازمی طور پر ہوتی۔ اور بھی بہت سے مختلف اسباب تھے جن کی بنا پر دونیا چھ ہفتے سے پہلے اس بھیانک گھر سے قطع تعلق کرنے کا خیال نہ کر سکتی تھی۔ تم تو ظاہر ہے دونیا کو جانتے ہی ہو' تم جانتے ہو کہ وہ کتنی سمجھدار ہے اور کتنے پختہ کردار کی ہے۔ دونیا بہت کچھ برداشت کر سکتی ہے اور انتہائی مشکل معاملوں میں بھی اپنے اندر اتنی عالی ہمتی پیدا کر سکتی ہے کہ اپنی مستقل مزاجی کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس نے اس سب کے بارے میں مجھے بھی نہیں لکھا کہ میں کہیں پریشان نہ ہوں حالانکہ ہم برابر ایک دوسرے کو اپنی خیر خبر سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ انجام کار بالکل ہی غیر متوقع طور پر سامنے آ گیا۔ اتفاق سے مارفا پتروونا نے اپنے شوہر کو باغ میں دونیا کی منت سماجت کرتے سن لیا اور سب کچھ بالکل الٹا سمجھ کر ساری چیزوں کا قصوروار دونیا ہی کو ٹھہرایا اور یہ سمجھ لیا کہ وہی ہر چیز کا سبب ہے۔ ان کے درمیان وہیں باغ میں ایک بھیانک ہنگامہ ہو گیا۔ مارفا پتروونا نے دونیا کو مارا بھی' وہ کچھ سننا ہی نہ چاہتی تھیں۔ خود پورے گھنٹے بھر اس پر چلاتی رہیں اور آخر کار حکم دیا کہ اسی وقت دونیا کو معمولی کسانوں والی لڑھیا میں میرے پاس شہر بھیج دیا جائے جس میں اس کی ساری چیزیں' سارے کپڑے لتے جھونک دیئے گئے' جیسے ملے ویسے ہی' تہ کئے یا قاعدے سے باندھے بوندھے بغیر ہی۔ اور تبھی بڑے زوروں کی بارش آ گئی اور دونیا کو جس کو اتنا ذلیل اور شرمندہ کیا گیا تھا' ایک کسان کے ساتھ کھلی گاڑی میں پورے سترہ درست (5) آنا پڑا۔

اب تمہیں سوچو کہ میں تمہیں خط میں تمہارے اس خط کے جواب میں جو مجھے دو مہینے پہلے ملا تھا کیا لکھ سکتی تھی اور کس چیز کے بارے میں لکھ سکتی تھی؟ میں خود ہی بالکل لاچار تھی' سچ سچ لکھ دینے کی ہمت نہ تھی اس لئے کہ تم کو بہت ہی رنج ہوتا' سخت کوفت ہوتی اور غصہ آتا اور پھر تم کر بھی کیا سکتے تھے؟ شاید تم اپنے آپ ہی کو تباہ کر لیتے' اور پھر دونیا نے بھی منع کر دیا تھا۔ اور ایسے وقت میں جب دل اتنا رنجیدہ تھا تو خط کو ادھر ادھر کی باتوں اور خرافات سے بھرنا مجھ سے نہیں کیا گیا۔ پورے مہینے ہمارے پورے شہر میں اس قصے کے بارے میں افواہیں پھیلتی رہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہمارے لئے دونیا کے ساتھ گرجے جانا بھی ناممکن ہو گیا' اس لئے کہ وہاں بھی حقارت آمیز نگاہیں اور سرگوشیاں ہوتی تھیں بلکہ اس طرح بھی باتیں کی جاتی تھیں کہ ہم سن لیں۔ ہماری جان پہچان کے سارے لوگ ہم سے کترانے لگے اور سبھوں نے ہم سے دعا سلام کرنا بھی ترک کر دیا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ دکاندار اور دفتری منشی چاہتے تھے کہ ہمیں انتہائی ذلیل کریں اور ہمارے گھر کے پھاٹک پر کالک پوت دیں' یہاں تک کہ گھر کے مالکان ہم سے گھر چھوڑ دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس سب کی اصل جڑ تھیں مارفا پتروونا جنہوں نے سارے گھروں میں جا جا کر دونیا کو قصوروار بتایا اور بدنام کیا۔ وہ ہمارے آس پاس کے سبھی لوگوں سے واقف ہیں اور اس مہینے بھر وہ جلدی جلدی شہر آتی رہیں اور چونکہ ویسے بھی وہ باتونی ہیں اور اپنے خاندانی معاملات کے بارے میں باتیں کرنے میں اور خاص طور سے ہر ایک سے اور سب سے اپنے شوہر کی شکایت کرنے میں انہیں بڑا مزہ آتا ہے' جو کہ بہت ہی بری بات ہے' اس لئے انہوں نے تھوڑے ہی وقت میں سارا قصہ صرف شہر ہی میں نہیں بلکہ پورے ضلع میں پھیلا دیا۔ میں تو بیمار پڑ گئی لیکن دونیا مجھ سے

زیادہ مضبوط تھی اور کاش تم نے دیکھا ہوتا کہ کیسے سب کچھ اس نے خود برداشت کیا اور مجھ کو دلاسا دیا اور میری ہمت بندھائی! وہ فرشتہ ہے! لیکن خدا کے رحم و کرم سے ہماری اذیت جلد ہی ختم ہو گئی۔ سویدریگا کلوف صاحب کو سمجھ آ گئی اور وہ اپنے کئے پر پچھتائے اور شاید دونیا پر ترس کھا کر انہوں نے دونیا کی بے قصوری کا پورا اور صریحی ثبوت مارفا پتروونا کے سامنے رکھ دیا یعنی ایک خط جو اس سے پہلے ہی جب مارفا پتروونا نے ان لوگوں کو باغ میں پکڑا تھا دونیا نے مجبوراً لکھ کر سویدریگا کلوف صاحب کو دیا تھا تاکہ اسے ذاتی طور پر وضاحت کرنے اور خفیہ ملاقات کرنے کی ضرورت نہ پڑے جس کے لئے سویدریگا کلوف صاحب اس کی خوشامد کر رہے تھے۔ یہ خط دونیا کے چلے جانے کے بعد سویدریگا کلوف صاحب ہی کے پاس رہ گیا تھا۔ اس خط میں اس نے بہت ہی جوشیلے انداز میں اور بہت ہی غصے میں انہیں فہمائش کی تھی کہ ان کا برتاؤ مارفا پتروونا کے ساتھ سخت شرمناک ناانصافی ہے اور انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ بال بچوں والے ہیں اور آخر میں یہ کہ ایک ایسی لڑکی کو جو پہلے ہی بدنصیب اور بے سہارا ہے ان کا تنگ کرنا اور رنج پہنچانا کس قدر شرم کی بات ہے۔ مختصر یہ پیارے رودیا کہ یہ خط اتنے شریفانہ اور دلدوز انداز میں لکھا ہوا تھا کہ جب میں نے اسے پڑھا تو میری سسکیاں بندھ گئیں اور آج تک اسے روئے بغیر نہیں پڑھ سکتی۔ اس کے علاوہ دونیا کی صفائی ان سب کچھ دیکھنے والے نوکروں نے بھی دی جو اس سے زیادہ جانتے تھے جتنا خود سویدریگا کلوف صاحب سمجھتے تھے' جیسا کہ ہمیشہ ہی ہوتا ہے۔ مارفا پتروونا کی حالت بالکل ہی غیر ہو گئی اور جیسا کہ انہوں نے خود ہم سے کہا وہ تو "دوبارہ ماری گئیں" لیکن جب انہیں دونیچکا کی بے قصوری کا پورا یقین ہو گیا تو دوسرے ہی دن' جو اتوار کا دن تھا' وہ سیدھے گرجے گئیں اور گھٹنوں کے بل گر کر' رو رو کر انہوں نے پاک مریم سے دعا کی کہ وہ انہیں اس نئی آزمائش سے گزرنے کی اور اپنا فرض ادا کرنے کی طاقت دیں۔ اس کے بعد گرجے سے کسی اور کے ہاں جانے سے پہلے وہ سیدھے ہمارے پاس آئیں' ہمیں ساری بات بتائی' پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور پورے تاسف کے ساتھ انہوں نے دونیا کو گلے لگایا اور اس سے معاف کر دینے کی التجا کی۔ اسی صبح کو ذرا بھی تاخیر کے بغیر ہمارے ہاں سے سیدھے شہر کے سارے گھروں میں گئیں اور ہر جگہ آنسو بہا بہا کر انہوں نے دونیا کا ذکر بہت ہی تعریفی انداز میں کیا' اس کی بے قصوری اور شرافت کا' اس کی نیک دلی اور برتاؤ کے گن گائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ سب کو سویدریگا کلوف صاحب کے نام دونیا کا اصل خط دکھایا اور پڑھ کر سنایا اور یہاں تک کہ لوگوں کو اسے نقل کرنے کے لئے بھی دیا (جو مجھے لگتا ہے کہ بالکل غیر ضروری تھا)۔ اسی حال میں وہ کئی دن تک سارے شہر کا چکر لگانے میں مصروف رہیں اس لئے کہ کچھ لوگ اس بات کا برا ماننے لگے کہ دوسروں کو ان پر سبقت دے دی گئی' چنانچہ اس طرح سے باریاں لگ گئیں اور ہر گھر میں لوگ پہلے ہی سے منتظر رہتے تھے اور سب جانتے تھے کہ فلاں فلاں دن مارفا پتروونا فلاں جگہ اس خط کو پڑھ کر سنائیں گی اور ہر موقع پر وہ لوگ بھی پھر سے جمع ہو جاتے تھے جو اس خط کو اپنے ہاں اور دوسرے واقف کاروں کے گھروں میں کئی بار سن چکے تھے۔ میری رائے میں یہاں بہت کچھ بالکل بیکار اور غیر ضروری تھا لیکن مارفا پتروونا کا تو کردار ہی ایسا ہے۔ بہر صورت انہوں نے دونیچکا کی نیک نامی کو پوری طرح بحال کر دیا اور اس سارے معاملے کی بے شرمی کی ذمہ داری ایک امٹ رسوائی کی طرح ان کے شوہر پر آ پڑی جنہیں سب نے اصل قصوروار قرار دیا۔ مجھے تو اس پر ترس بھی آنے لگا۔ اس سڑی کے ساتھ ویسے ہی کافی تندی کا برتاؤ کیا جا چکا تھا۔ دونیا کو فوراً ہی کئی گھروں میں سبق دینے کی دعوت دی گئی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ عام طور سے سارے لوگ اچانک اس کے ساتھ بہت احترام سے پیش آنے لگے۔ اور بڑی حد تک اسی کی بدولت وہ واقعہ ہوا جس کے ذریعے' ہم یہ کہہ

سکتے ہیں کہ ہماری تقدیر بدل گئی۔ پیارے رودیا' تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دونیا کے لئے ایک منگیتر مل گیا ہے اور دونیا نے اپنی رضامندی بھی دے دی ہے جس کے بارے میں میں تمہیں جلد از جلد مطلع کر رہی ہوں۔ اور اگرچہ یہ معاملہ بغیر تمہارے مشورے کے طے تمام ہو گیا پھر بھی امید ہے کہ تم مجھ سے یا اپنی بہن سے ناراض نہ ہو گے اس لئے کہ تم معاملے کی نوعیت سے خود ہی دیکھ لو گے کہ انتظار کرنا اور معاملے کو تمہارا جواب ملنے تک اٹھا رکھنا ہمارے لئے ممکن نہیں تھا۔ اور تم خود بھی خط و کتابت کے ذریعے ساری چیزوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ نہ کر سکتے تھے۔ یہ سب کچھ اس طرح ہوا۔ وہ یعنی پیوتر پتروچ لوژین اس وقت کونسلر درجہ ہفتم ہیں اور مارفا پتروونا کے دور کے رشتہ دار ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں بہت کچھ کیا ہے۔ شروعات اس بات سے ہوئی کہ مارفا پتروونا کے ذریعے ہم سے متعارف ہونے کی خواہش کا اظہار کیا گیا' ہم نے مناسب طریقے سے ان کا خیر مقدم کیا' انہوں نے کافی پی اور دوسرے دن خط بھیجا جس میں انہوں نے بڑے ادب کے ساتھ اپنا پیغام دیا اور فوراً قطعی جواب کی درخواست کی۔ آدمی وہ کاروباری اور مصروف ہیں اور اب انہیں پیٹرس برگ جانے کی جلدی ہے چنانچہ ہر منٹ ان کے لئے قیمتی ہے۔ یہ تو تم سمجھ ہی سکتے ہو کہ ہم شروع میں تو سکتے میں آ گئے اس لئے کہ یہ سب کچھ بہت ہی جلدی اور غیر متوقع طور پر ہو گیا تھا۔ اس دن پورے دن ہم دونوں نے اس کے بارے میں سوچا اور باتیں کیں۔ آدمی وہ بھروسے کے قابل اور خوش حال ہیں' دو عہدوں پر کام کرتے ہیں اور اس وقت بھی ان کے پاس اپنی پونجی ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ پینتالیس سال کے ہو چکے ہیں لیکن وہ کافی قبول صورت ہیں اور اب بھی عورتوں کو پسند آ سکتے ہیں۔ ویسے بھی وہ پوری طرح سے ٹھوس اور رودار ہیں' بس ذرا گھنے سے اور کسی قدر خود پسند ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے ایسا محض پہلی نظر میں لگتا ہو اور پیارے رودیا' میں تمہیں خبردار کرتی ہوں کہ جب تم ان سے پیٹرس برگ میں ملو' جو کہ جلد ہی ہو گا' تو اگر پہلی نظر میں تمہیں ان میں کچھ کمی نظر آئے تو جلدی اور جوش میں ان کے بارے میں رائے مت قائم کرنا' جیسی کہ تمہاری عادت ہے۔ یہ میں احتیاط کے طور پر کہہ رہی ہوں حالانکہ مجھے یقین ہے کہ ان سے مل کر تم پر خوشگوار ہی تاثر پڑے گا۔ اور اس کے علاوہ کسی بھی آدمی کو جاننے کے لئے اس کے ساتھ رفتہ رفتہ اور احتیاط کے ساتھ راہ و رسم بڑھانی چاہئے تاکہ غلطی اور رائے قائم کرنے میں تعصب نہ ہو جس کو بعد کو درست کرنا اور محو کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اور پیوتر پتروچ' جیسا کہ بہت سی علامتوں سے ظاہر ہوتا ہے' آدمی بہت ہی قابل احترام ہیں۔ پہلی ہی بار جب وہ آئے تو انہوں نے ہمیں جتا دیا کہ وہ عملی آدمی ہیں لیکن جیسا کہ انہوں نے خود کہا "ہماری نئی پیڑھی کے بہت سے عقائد" کو بھی وہ قبول کرتے ہیں اور سارے تعصبات کے دشمن ہیں۔ انہوں نے اور بھی بہت کچھ کہا اس لئے کہ وہ کافی خود بین ہیں اور انہیں بہت اچھا لگتا ہے کہ لوگ ان کی باتیں سنیں' لیکن یہ تو ایسا کوئی عیب نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ میں تو زیادہ سمجھ نہیں پائی لیکن دونیا نے مجھے سمجھایا کہ وہ بہت زیادہ تعلیم یافتہ آدمی تو نہیں ہیں لیکن سمجھدار ہیں اور لگتا ہے کہ نیک ہیں۔ رودیا' تم اپنی بہن کی طبیعت کو تو جانتے ہی ہو۔ وہ پختہ کردار کی' کافی سوجھ بوجھ والی' متحمل مزاج اور بڑے دل کی لڑکی ہے حالانکہ طبیعت بڑی جوشیلی ہے جیسا کہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس کے دل میں اور نہ پیوتر پتروچ کی طرف سے کوئی خاص محبت ابھی نہیں ہے۔ لیکن دونیا' اس کے علاوہ کہ وہ سمجھدار لڑکی ہے' ساتھ ہی ساتھ درحقیقت شریف طبیعت کی ہے' جیسے فرشتہ' اور وہ اپنے شوہر کو خوش رکھنا اپنا فرض سمجھتی ہے جو اپنی طرف سے دونیا کی خوشی کی فکر رکھے گا۔ اور اس آخری بات کے بارے میں ہمیں شک کرنے کی ابھی تک کوئی بڑی وجہ نہیں ہے حالانکہ یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ سارا معاملہ بڑی جلدی

سے طے ہو گیا۔ علاوہ بریں وہ آدمی بہت حساب کتاب والے ہیں اور ظاہر ہے خود اس کا خیال رکھیں گے کہ ان کی اپنی خانگی خوشی اتنی ہی یقینی ہو گی جتنی دونیا ان کے ساتھ خوش رہے گی۔ اور جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ کردار میں کچھ ناہمواری ہے 'کچھ پرانی عادتیں بلکہ کچھ خیالات میں بھی نااتفاقی ہے (جس سے انتہائی پر مسرت میاں بیوی کے معاملے میں بچنا ناممکن ہے) تو اس سلسلے میں دونیچکا نے خود مجھ سے کہا کہ اسے ساری امید اپنے آپ سے ہے "کہ اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے اور یہ کہ وہ بہت کچھ گوارا کر سکتی ہے بشرطیکہ ان کے آئندہ تعلقات دیانتدارانہ اور درست ہوں۔ مثلاً شروع میں وہ مجھے ذرا اکل کھرے لگے لیکن ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ صاف گو آدمی ہوں اور غالباً" ایسا ہی ہے۔ مثلاً دوسری بار جب وہ آئے 'رضامندی ملنے کے بعد' تو باتوں باتوں میں انہوں نے بتایا کہ انہوں نے پہلے ہی 'جب دونیا کو جانتے بھی نہ تھے' یہ طے کر لیا تھا کہ وہ کوئی باعصمت لیکن بغیر دان دہیج والی لڑکی ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسی ہو جو مفلسی کی حالت بھگت چکی ہو۔ اس لئے کہ 'جیسا کہ انہوں نے وضاحت کی' شوہر کو اپنی بیوی کا کسی طرح سے مرہون نہ ہونا چاہئے اور کہیں بہتر یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کو اپنا محسن سمجھے۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ انہوں نے یہ بات جس طرح میں نے لکھی ہے اس سے زیادہ رسانیت اور نرمی سے کہی تھی۔ اس لئے کہ میں ان کے اصل الفاظ بھول گئی ہوں اور بس خیال یاد ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے ہرگز یہ بات کسی مقصد کے تحت نہیں کہی تھی بلکہ بظاہر یوں ہی باتوں میں کہہ دی تھی 'بر سر تذکرہ۔ چنانچہ بعد کو انہوں نے اسے اور بھی نرم بنانے کی کوشش کی۔ لیکن مجھے پھر بھی یہ ذرا کھری بات معلوم ہوئی اور میں نے بعد کو دونیا سے یہ کہا بھی۔ مگر دونیا نے تو برا مان کر مجھے جواب دیا کہ "کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے"۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ٹھیک ہے۔ فیصلہ کرنے سے پہلے دونیا ساری رات نہیں سوئی تھی اور یہ سمجھ کر کہ میں سو رہی ہوں وہ بستر سے اٹھی اور رات بھر کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتی رہی۔ آخر کار گھٹنوں کے بل ہو کر شبیہ کے سامنے وہ دیر تک اور بڑے سچے دل سے دعا مانگتی رہی۔ صبح کو اس نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے فیصلہ کر لیا ہے۔

میں پہلے ہی یہ بتا چکی ہوں کہ پیوتر پترووچ اب پیٹرس برگ جا رہے ہیں۔ وہاں انہیں بڑے کام ہیں اور پیٹرس برگ میں وہ وکالت کا پبلک دفتر کھولنا چاہتے ہیں۔ وہ بہت دنوں سے مختلف طرح کے معاملے اور مقدمے کر رہے ہیں اور ابھی چند ہی دن ہوئے انہوں نے ایک اہم مقدمہ جیتا ہے۔ انہیں پیٹرس برگ جانے کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہاں سینیٹ میں انہیں ایک اہم کام ہے۔ اس طرح سے 'پیارے رودیا' وہ تمہارے لئے بہت کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اور میں نے اور دونیا نے تو طے بھی کر لیا ہے کہ تم آج ہی کے دن سے قطعی طور پر اپنا آئندہ کیریئر شروع کر سکتے ہو اور یہ سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری جگہ واضح طور پر طے شدہ ہے۔ کاش 'یہ سچ مچ ہو جاتا! یہ اتنا مفید ہو گا کہ اسے ہمارے اوپر سب کو سہارا دینے والے کی رحمت کے سوا اور کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔ دونیا تو بس اسی کے خواب دیکھتی رہتی ہے۔ ہم نے تو ہمت کر کے اس سلسلے میں چند لفظ پیوتر پترووچ سے بھی کہہ ڈالے۔ انہوں نے محتاط انداز میں بات کی اور کہا کہ ظاہر ہے ان کے لئے سیکرٹری کے بغیر کام چلانا تو ناممکن ہے اس لئے یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ تنخواہ کسی غیر شخص کو دینے سے اچھا ہے کہ اپنے رشتہ دار کو دی جائے بشرطیکہ وہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی صلاحیت رکھتا ہو (جیسے تم باصلاحیت نہ ثابت ہو گے!) لیکن فوراً ہی انہوں نے شبہے کا اظہار کیا کہ تمہاری یونیورسٹی کی مصروفیت کی وجہ سے ان کے دفتر میں کام کرنے کے لئے وقت ہی نہ بچے گا۔ اس بار بات اسی پر ختم ہو گئی۔ لیکن دونیا آج کل اس کے علاوہ اور کسی چیز کے بارے

میں سوچتی ہی نہیں۔ اب تو چند دنوں سے وہ ایک طرح کے بخار کی حالت میں ہے اور اس نے اس سلسلے میں پورا منصوبہ بنا لیا ہے کہ آخر میں تم پیوتر پترووچ کے مقدموں کے کاروبار میں ان کے رفیق کار بلکہ حصہ دار بھی ہو سکتے ہو اس لئے اور بھی کہ آخر تم خود بھی تو قانون کی فیکلٹی میں ہو۔ رودیا' میں اس کے ساتھ پورا اتفاق کرتی ہوں اور اس کے سارے منصوبوں اور امیدوں کی شریک ہوں اس لئے کہ مجھے وہ پوری طرح یقینی لگتی ہیں۔ اور اس وقت کی پیوتر پترووچ کی ساری بیان کردہ عدم توجہی کے باوجود (اس لئے کہ وہ تمہیں تو ابھی جانتے ہی نہیں)' دونیا کو پورا یقین ہے کہ وہ اپنے آئندہ شوہر پر اپنے اچھے اثر کے ذریعے سب کچھ حاصل کر لے گی' اور اس کا اسے پورا یقین ہے۔ ظاہر ہے کہ ابھی ہم اپنے ان دور کے خوابوں کے بارے میں پیوتر پترووچ سے کچھ بھی بات کرنے اور خاص طور سے اس سلسلے میں کچھ کہنے سے محتاط رہتے ہیں کہ تم ان کے حصہ دار بن جاؤ گے۔ وہ عمل پسند آدمی ہیں اور اس سب کو وہ بڑے روکھے پن سے دیکھ سکتے ہیں اس لئے کہ انہیں تو یہ سب خواب ہی معلوم ہو گا۔ اور اسی طرح دونیا نے نہ میں نے ان سے اپنی اس قوی امید کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا ہے کہ تم جب تک یونیورسٹی میں ہو تب تک تم کو رقم بھیجنے میں وہ ہماری مدد کریں' اس لئے کچھ نہیں کہا کہ اول تو یہ بعد کو خود بخود ہی ہو جائے گا اور وہ خود ہی کچھ کہے سنے بغیر ہی اس کی پیش کش کریں گے (آخر وہ دونیا کی خاطر اس سے انکار تو نہیں کر سکتے) اور بہت جلدی ہی چونکہ تم خود ہی دفتر میں ان کے دائیں ہاتھ بن سکتے ہو اور یہ مدد بطور خیرات کے نہیں بلکہ اپنی خدمات کی تنخواہ کے طور پر حاصل کر سکتے ہو۔ دونیا اس کا بندوبست اسی طرح کرنا چاہتی ہے اور مجھے اس کے ساتھ پورا اتفاق ہے۔ اور دوسرے اس لئے کچھ نہیں کہا کہ میں خاص طور سے یہ چاہتی تھی کہ اب جو ہماری آئندہ ملاقات ہونے والی ہے اس کے دوران میں تم کو برابر والے کی حیثیت سے پیش کروں۔ جب دونیا نے ان سے تمہارے بارے میں جوش کے ساتھ بات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ کسی بھی آدمی کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے خود دیکھا جائے' اور قریب سے' اور یہ کہ وہ تم سے متعارف ہو کر تمہارے بارے میں خود اپنی رائے قائم کریں گے۔ میرے عزیز رودیا' پتہ ہے تمہیں کہ کئی پہلوؤں سے (حالانکہ پیوتر پترووچ سے اس کا کوئی تعلق نہیں' بلکہ خود میرے اپنے' ذاتی بلکہ ہو سکتا ہے بڑھاپے کی عورتوں والی سنک کی بنا پر) مجھے لگتا ہے کہ میرے لئے بہتر یہی ہو گا کہ میں ان کی شادی کے بعد بھی الگ رہوں جیسے کہ اب رہتی ہوں' اور ان لوگوں کے ساتھ نہ رہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ اتنے نیک اور تمیزدار ہوں گے کہ خود پیش کش کریں گے کہ اپنی بیٹی سے جدا نہ ہوں اور اگر انہوں نے ابھی تک نہیں کہا تو سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے کہنے کی چنداں ضرورت ہی نہیں ہے لیکن میں انکار کر دوں گی۔ میں نے زندگی میں متعدد بار دیکھا ہے کہ شوہر کو ساس کچھ زیادہ اچھی نہیں لگتی اور میں کسی پر ذرا سا بھی بار نہیں بننا چاہتی بلکہ خود پوری طرح آزاد رہنا چاہتی ہوں جب تک مجھے اپنا روٹی کا ٹکڑا اور تم اور دونیچکا جیسی اولاد نصیب ہے۔ اگر ممکن ہو گا تو تم دونوں کے کہیں پاس ہی رہوں گی اس لئے کہ 'پیارے رودیا' میں نے سب سے اچھی بات تو خط کے آخری حصے کے لئے اٹھا رکھی ہے۔ تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہو سکتا ہے بہت جلدی ہم سب پھر اکٹھے ہو جائیں اور تقریباً تین سال کی جدائی کے بعد پھر سے تینوں ایک دوسرے کو گلے لگا سکیں! یہ تو یقینی طور پر طے ہو چکا ہے کہ میں اور دونیا پیٹرس برگ آئیں گے' کب' یہ ابھی نہیں جانتی لیکن بہرصورت جلد ہی' بہت ہی جلد' بلکہ ہو سکتا ہے ہفتے ہی بھر بعد۔ سارا دارومدار پیوتر پترووچ کی ہدایات پر ہے جو جیسے ہی پیٹرس برگ کا حال چال دیکھ لیں گے ویسے ہی ہمیں اطلاع دیں گے۔ کئی اسباب کی بنا پر وہ بیاہ کی رسم جلد ادا کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر ممکن ہو تو اسی عید میلاد مسیح سے

یوم استغفار تک کے دوران میں تقریب شادی ہو جائے اور اگر اتنی کم مدت میں نہ ہو سکے تو پھر عید استقبال مریم کے فوراً بعد۔ میں کس قدر خوشی سے تمہیں اپنے دل سے لگاؤں گی! رودنیا تم سے ملاقات کی خوشی کی وجہ سے بہت ہی ہیجان میں ہے اور ایک بار تو اس نے مذاق میں کہا کہ وہ صرف اسی ایک سبب کی بنا پر پیوتر پترووچ سے شادی کر لینے پر تیار ہو جاتی ۔ فرشتہ ہے وہ تو! ابھی وہ تمہیں کچھ نہیں لکھ رہی ہے اور مجھ سے صرف یہ لکھنے کو کہا ہے کہ اسے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں کہ ابھی تو اس سے ہاتھ میں قلم لیا ہی نہیں جاتا اس لئے کہ چند سطروں میں کچھ بھی نہ لکھا جائے گا بس خود کو الجھن اور پریشانی ہوگی۔ یہ بھی کہا ہے کہ تمہیں بھینچ بھینچ کر گلے لگا رہی ہے اور بہت بہت سا پیار کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کہ ہم ہو سکتا ہے جلد ہی خود ہی آ جائیں' میں چند دن میں تمہیں رقم بھیج دوں گی' جتنی زیادہ سے زیادہ ہو سکتی ہے آتی۔ اب جب سبھوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ رودنیچکا کی شادی پیوتر پترووچ سے ہونے والی ہے تو میری ساکھ اچانک بڑھ گئی ہے اور میں یقین کے ساتھ جانتی ہوں کہ افاناسی ایوانووچ مجھ پر پنشن کے حساب میں پچھتر روبل تک کا اعتبار کر لیں گے۔ چنانچہ میں تمہیں ہو سکتا ہے پچیس روبل یا شاید تیس بھی بھیج دوں۔ میں نے اور زیادہ بھیج دیا ہوتا لیکن مجھے اپنے سفر کے خرچ کا ڈر ہے۔ اگرچہ پیوتر پترووچ اتنے نیک ہیں کہ انہوں نے ہمارے راجدھانی کے سفر کے خرچ کا ایک حصہ اپنے ذمے لے لیا' یعنی یہ کہ ہمارا سامان اور بڑا صندوق (اپنے کسی واقف کار کے ذریعے) اپنے حساب میں بھجوانے کی ذمہ داری لی ہے' پھر بھی ہمیں پیٹرس برگ پہنچنے پر بھی کچھ خرچ کا حساب رکھنا چاہئے جہاں کم سے کم شروع کے دنوں میں تو بغیر کچھ پیسوں کے رہنا ناممکن ہے۔ لیکن میں نے اور رودنیچکا نے سب بالکل صحیح صحیح حساب لگا لیا ہے اور پتہ یہ چلا کہ راستے میں زیادہ خرچ نہ ہوگا۔ ہمارے ہاں سے ریلوے اسٹیشن تک صرف نوے ورست ہے اور ہم نے ازراہ احتیاط ابھی سے اپنی جان پہچان کے ایک کسان گاڑی والے سے بات کر لی ہے۔ وہاں سے میں اور رودنیا بڑے آرام سے تیسرے درجے میں سفر کر لیں گے۔ مطلب یہ کہ میں تمہیں پچیس نہیں بلکہ ہو سکتا ہے تیس روبل بھیج سکوں۔ اچھا اب کافی ہو گیا ۔ دو ورق پورے لکھ ڈالے اور اب بالکل جگہ نہیں رہی۔ اپنی پوری کہانی' لیکن واقعات بھی تو اتنے بہت سارے ہو گئے! اور اب میرے پیارے روڈیا' میں اپنی جلد ہی ملاقات تک کے لئے تمہیں گلے لگاتی ہوں اور اپنی مادرانہ دعائیں دیتی ہوں۔ روڈیا' اپنی بہن دونیا سے پیار کرو' ایسا پیار کرو جیسا وہ تم سے کرتی ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم سے وہ ہر چیز سے زیادہ' اپنے آپ سے بھی زیادہ پیار کرتی ہے۔ وہ فرشتہ ہے اور روڈیا تم' تم ہمارے لئے سب کچھ ہو' ہماری ساری امید اور ہماری ساری تسکین۔ بس تم خوش رہو تو ہم بھی خوش رہیں گے۔ روڈیا' تم خدا سے دعا مانگتے ہو نا' پہلے کی طرح' اور ہمارے خالق اور ہمارے بخشش کرنے والے پر ایمان رکھتے ہو نا؟ مجھے اپنے دل میں ڈر لگتا ہے کہ کہیں نئی فیشن ایبل بے دینی تم پر بھی نہ اثر کر گئی ہو۔ اگر ایسا ہے تو میں تمہارے لئے دعا کرتی ہوں۔ میرے پیارے' یاد کرو کہ تم اپنے بچپن میں' جب تمہارے باپ زندہ تھے' کیسے تتلا تتلا کر میری گود میں دعا کرتے تھے اور تب ہم سب خوش تھے! خدا حافظ' بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پھر ملیں گے! تمہیں بھینچ بھینچ کر گلے لگاتی ہوں اور بہت بہت پیار کرتی ہوں

آخری دم تک تمہاری
پولخیریا رسکولنیکووا"

اس کو پڑھتے ہوئے تقریباً سارے وقت' خط کے بالکل شروع ہی سے رسکولنیکوف کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا لیکن جب اس نے ختم کیا تو چہرہ زرد' مسخ اور تلخ ہو گیا اور اس کے ہونٹوں پر ایک کھسیانی سی' غصے اور کینے

سے بھری ہوئی مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے اپنا سر خستہ حال اور میلے کچیلے تکیے پر رکھ دیا اور سوچنے لگا' دیر تک سوچتا رہا۔ اس کا دل زوروں میں دھڑک رہا تھا اور خیالات میں سخت کھلبلی تھی۔ آخر کار اس کے پیلے پیلے سے کمرے میں' جو کسی الماری یا صندوق سے زیادہ ملتا جلتا تھا' اس کا دم گھٹنے لگا اور اسے تنگی کا احساس ہونے لگا۔ نگاہیں اور خیالات کشادگی کے طالب تھے۔ اس نے اپنی ہیٹ اٹھائی اور باہر نکل آیا۔ اس بار اسے کوئی خوف نہیں ہوا کہ سیڑھیوں پر کسی سے اس کی ملاقات ہو جائے گی۔ اس کے بارے میں وہ بالکل ہی بھول گیا تھا۔ وہ واسیلیفسکی پراسپکٹ سے ہو کر واسیلیفسکی جزیرے کی طرف کے راستے پر چل پڑا جیسے وہ وہاں کسی کام سے جلدی جلدی جا رہا ہو حالانکہ اس نے اپنی ہمیشہ کی عادت کے مطابق راستے کی طرف دھیان ہی نہ دیا تھا' وہ اپنے آپ ہی سرگوشیوں میں بلکہ خود ہی خود اونچی آواز میں بھی باتیں کرتا جا رہا تھا جس پر راہ گیروں کو بڑا تعجب ہوتا تھا۔ بہتوں نے سمجھا کہ وہ شراب کے نشے میں ہے۔

4

ماں کے خط سے اسے بڑی اذیت پہنچی تھی۔ لیکن جہاں تک اہم ترین چیز کا' سب سے خاص نقطے کا تعلق تھا تو اس میں ایک منٹ کے لئے بھی کوئی شک نہیں تھا' اس وقت بھی نہیں جب وہ خط پڑھ رہا تھا۔ معاملے کا سب سے اہم لب لباب اس کے دماغ میں طے ہو چکا تھا اور قطعی طور پر طے ہو چکا تھا: "نہیں ہونے کی یہ شادی' جب تک میں زندہ ہوں' اور جہنم میں جائیں لوژین صاحب!"

وہ اپنے آپ ہی بڑبڑانے لگا اور اپنے فیصلے کے کامیاب ہونے کی توقع میں مسکرانے لگا: "اس لئے کہ یہ معاملہ بالکل صاف ہے۔ نہیں ماں میری' نہیں دونیا' تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں!... اور اوپر سے معافی مانگ رہی ہیں کہ میری رائے نہیں پوچھی اور میرے بغیر ہی معاملے کا فیصلہ کر لیا! چہ خوب! سوچتی ہیں کہ اب اسے توڑنا ممکن نہیں ہے' لیکن دیکھیں گے ـــ ممکن ہے کہ ناممکن! اور کیسی شاندار معذرت ہے: "پیوتر پترووچ ایسے مصروف اور کاروباری آدمی ہیں" ایسے کاروباری آدمی' کہ شادی بھی کسی اور طرح سے نہیں کر سکتے سوائے اس طرح کہ گھوڑوں کو خوب دوڑاتے ہوئے' بس یہ کہ چلتے چلاتے میں ریل گاڑی پر نہ ہوئی۔ نہیں دونیچکا' سب دیکھ رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں کہ کس چیز کے بارے میں تم مجھ سے بہت ساری باتیں کرنے کی سوچ رہی ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے ساری رات کس چیز کے بارے میں سوچا' کمرے میں ٹہل ٹہل کر' اور ماں کے سونے کے کمرے میں جو کازان کی مادر مسیح کی شبیہ رکھی ہے اس کے سامنے تم نے کیا دعا مانگی ہے۔ گولگوتھا تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ ہوں.... یوں' مطلب یہ کہ سب کچھ پوری طرح طے ہو گیا' کاروباری اور معقول طبیعت آدمی کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو او دو تیار رہا تو دونا' جس کے پاس اپنی پونجی ہے۔ (اس وقت بھی اپنی پونجی ہے' یوں کہنا تو زیادہ وزنی ہوگا) 'جو دو عہدوں پر کام کرتا ہے اور ہماری نئی پیڑھی کے عقیدوں کا شریک ہے (جیسا کہ ماں نے لکھا ہے) اور' لگتا ہے کہ نیک ہیں' جیسا کہ خود دونیچکا نے کہا ہے۔ یہ' لگتا' تو بہت ہی شاندار ہے! اور یہ دونیچکا اسی "لگتا ہے" کی خاطر شادی کر رہی ہے!... کیا شاندار بات ہے! کیا شاندار بات ہے!....

"....مگر مجھے یہ کرید ہو رہی ہے کہ ماں نے "نئی پیڑھی" کے بارے میں مجھے کیوں لکھا ہے؟ محض کردار جتانے کی خاطر یا اس دوسرے مقصد کے تحت کہ لوژین صاحب کے بارے میں میں اچھی رائے قائم کروں؟ اف'

یہ چالاک لوگ! اور ایک اور چیز بھی صاف ہو جاتی تو کتنا اچھا ہوتا: ان دونوں نے اس دن اور اس رات اور اس کے بعد سارے وقت ایک دوسرے سے کس حد تک صاف صاف کھل کر باتیں کیں؟ کیا ان کے درمیان سارے الفاظ زبان سے ادا کر دیئے گئے تھے یا وہ دونوں سمجھ رہی تھیں کہ دونوں کے دل میں ایک ہی بات ہے اور بلند آواز میں کچھ کہنے کو ہے ہی نہیں اور کہنا سننا بیکار بھی ہے۔ غالباً کچھ حد تک تو ایسا ہی تھا۔ یہ تو خط ہی سے ظاہر ہے۔ ماں کو وہ شخص اکل کھرا لگا' تھوڑا سا' اور بھولی بھالی ماں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ کہہ بیٹھیں دونیا سے۔ اور وہ' سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ناراض ہو گئی اور اس نے "جھنجھلا کر جواب دیا۔" اور کیا اچھا کون ناراض نہ ہو گا جب معاملہ بھولپن کے سوالوں کے بغیر ہی سمجھ میں آ سکتا ہو اور جب فیصلہ کیا جا چکا ہو کہ اب کہنے سننے کو کچھ نہیں رہا۔ اور یہ مجھے کیا لکھا ہے کہ "رودیا" دونیا سے پیار کرو اور وہ تمہیں اپنے آپ سے بھی زیادہ پیار کرتی ہے۔ کیا ان کے ضمیر پر کوئی بوجھ ہے جو انہیں اندر ہی اندر ایذا پہنچا رہا ہے' یہ کہ بیٹی کو بیٹے پر قربان کر دینے کے لئے راضی ہو گئیں۔ "تم ہماری تسکین ہو" "تم ہمارے سب کچھ ہو!" اف' ماں!..." اس کے اندر تلخی بڑھتی ہی گئی اور اگر اس وقت اسے لوژین صاحب مل گئے ہوتے تو وہ ان کو قتل کر دیتا!

"ہوں' یہ سچ ہے" اس نے اپنے دماغ میں چکر کھاتے ہوئے خیالات کے بگولے کا پیچھا کرتے ہوئے کہا "یہ سچ ہے کہ آدمی کو اچھی طرح جاننے کے لئے رفتہ رفتہ اور محتاط رہتے ہوئے اس کے قریب جانا چاہئے۔' لیکن لوژین صاحب کا معاملہ تو صاف ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ "آدمی کاروباری اور لگتا ہے کہ نیک ہیں" مذاق تھوڑا ہی ہے جو انہوں نے سامان بھجوانے کا ذمہ لے لیا' اور صندوق کو اپنے حساب میں بھجوا دیں گے' ایسے نیک نہیں ہیں تو پھر کیا؟ اور وہ دونوں تو' دلہن اور ماں' کرائے پر کسان کی ریڑھی میں' جو ملکے ٹاٹ سے ڈھکی ہوتی ہے' سفر کریں گی (میں نے بھی تو آخر ایسے ہی سفر کیا تھا!) کوئی بات نہیں! آخر صرف نوے ہی ورست تو ہے' اور وہاں سے تیسرے درجے میں آرام سے سفر کریں گے' کوئی ہزار ورست۔ اور معقول بات ہے' جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلاؤ۔ لیکن لوژین صاحب' آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ آخر یہ آپ کی دلہن ہے.... اور کیا آپ کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ماں اپنی پنشن کی ضمانت پر راستے کے لئے پیشگی لیں گی؟ ظاہر ہے کہ یہ آپ کے لئے عام تجارتی لین دین ہے۔ دونوں کے فائدے والا بندوبست اور برابر برابر حصہ' مطلب یہ کہ خرچ آدھا آدھا نان و نمک ساتھ ساتھ لیکن تمباکو کا انتظام اپنا اپنا۔ ہاں اور یہاں کاروباری آدمی نے ان کے ساتھ ذرا دھوکا کر دیا۔ سامان کا بھاڑا تو ان کے کرائے کے مقابلے میں سستا ہی رہے گا اور شاید مفت ہی میں چلا جائے گا۔ آخر وہ دونوں اس کو دیکھتی کیوں نہیں یا جان بوجھ کر نہیں دیکھتیں؟ اور پھر خوش ہیں' خوب خوش ہیں! لیکن خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ تو محض پھول ہیں' اصل پھل تو ابھی آگے آئیں گے! اس میں اہم چیز یہ کنجوسی' یہ طبیعت کا چھوٹا پن نہیں بلکہ اس سب کا انداز ہے۔ یہی تو شادی کے بعد کا آئندہ انداز ہے' یہ پیش خیمہ ہے.... لیکن ماں بھی کس لئے اتنا سب کر رہی ہیں؟ کیا لے کر وہ پیٹرس برگ میں وارد ہوں گی؟ چاندی کے تین یا دو کاغذی روبل' جیسے کہ وہ.... بڑھیا کہتی ہے.... ہوں! اور بعد کو وہ پیٹرس برگ میں کس طرح زندگی بسر کرنے کی امید رکھتی ہیں؟ آخر انہوں نے کسی نہ کسی سبب سے یہ اندازہ تو ابھی سے لگا لیا ہے کہ شادی کے بعد ان کے لئے دونیا کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہو گا' شروع کے دنوں میں بھی نہیں؟ اس مہربان شخص نے غالباً کسی نہ کسی طرح باتوں باتوں میں جتا دیا ہو گا حالانکہ ماں تو اس سے صاف انکار کرتی ہیں۔ کہتی ہیں خود ہی انکار کر دوں گی۔ تو پھر وہ کیا سوچتی ہیں' کس سے امید رکھتی ہیں؟ ایک سو بیس روبل کی پنشن میں سے افاناسی ایوانووچ کا قرض منہا کرنے کے بعد جو بچے گا اس

پر؟ وہاں وہ جاڑوں کے لئے شالیں بنتی ہیں اور آستینیں کاڑھتی ہیں' اپنی بوڑھی آنکھوں کو خراب کرتی ہیں۔ لیکن شالوں سے بھی تو سال بھر میں کل بیس ہی روبل کا اضافہ ہوتا ہے ایک سو بیس میں۔ یہ تو میں جانتا ہی ہوں۔ مطلب یہ کہ پھر بھی لوژین صاحب کی نیک دلی ہی سے امید رکھتی ہیں۔ کہتی ہیں "وہ خود پیش کش کریں گے" زور دیں گے۔ امید پر دنیا قائم ہے! ان شیلر کے کرداروں جیسے نیک دل لوگوں کا ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ آخر لمحے تک انسان کو مور کے پروں سے آراستہ رکھتے ہیں' آخری لمحے تک بدی کی نہیں بلکہ نیکی کی توقع کرتے ہیں اور حالانکہ تمغے کے دوسرے پہلو کو محسوس بھی کرتے ہیں لیکن کچھ بھی ہو جائے پہلے سے اپنے آپ سے بھی اصل بات نہ کہیں گے' وہ تو اس کے خیال ہی سے کانپ اٹھتے ہیں' سچائی کو دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیلتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ وہ آراستہ کیا ہوا شخص خود ان کو الو نہیں بنا دیتا۔ اور یہ جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ لوژین صاحب کو کوئی تمغا یا اعزاز مل چکا ہے یا نہیں۔ میں تو شرط لگاتا ہوں کہ ان کے کوٹ کے لیپل پر سینٹ آننا کا تمغا لگا ہوا ہے اور جب وہ ٹھیکے داروں اور سوداگروں کے ہاں دعوت پر جاتے ہیں تو یہ تمغا ضرور لگا لیتے ہیں.... ہو سکتا ہے اپنی شادی میں بھی لگا لیں! لیکن خیر' جہنم میں جائیں!....

"....ہاں' خیر ماں کو چھوڑو' خدا ان پر رحم کرے' وہ تو ہیں ہی ایسی' لیکن دونیا کو کیا ہوا؟ دونیچکا' پیاری' تم کو تو میں جانتا ہوں! آخر تم بیس سال کی تو تبھی ہو چکی تھیں جب ہم پچھلی بار ایک دوسرے سے ملے تھے۔ تمہارے کردار کو میں تبھی سمجھ گیا تھا۔ ماں لکھتی ہیں کہ "دونیچکا بہت کچھ گوارا کر سکتی ہے۔" جب وہ سوید ریگا کلوف صاحب کو سارے نتائج سمیت گوارا کر سکتی ہے تو مطلب یہ ہے کہ سچ مچ بہت کچھ گوارا کر سکتی ہے۔ اور اب ماں کے ساتھ مل کر یہ طے کیا ہے کہ لوژین صاحب کو بھی گوارا کیا جا سکتا ہے جو ان بیویوں کی برتری کا نظریہ پیش کرتے ہیں جنہیں محتاجی میں سے نکالا گیا ہو اور جو شوہر کی ممنون احسان ہوں۔ بس پہلی ہی ملاقات میں یہ نظریہ پیش کرتے کرتے رہ گئے۔ چلو اچھا مان لیتے ہیں کہ وہ "باتوں باتوں میں کہہ گئے" حالانکہ وہ سمجھدار آدمی ہیں۔ (چنانچہ ہو سکتا ہے کہ باتوں باتوں میں ہرگز نہ کہہ گئے ہوں بلکہ مطلب یہ رہا ہو کہ شروع ہی میں بات صاف کر دی جائے) لیکن دونیا کیا کر رہی ہے؟ آخر وہ تو اس آدمی کو سمجھتی ہو گی اور آخر اسے تو اسی آدمی کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہو گی۔ آخر وہ تو کالی روٹی کھائے گی اور پانی پئے گی لیکن اپنی روح کو تو ہرگز نہ بیچے گی' آرام کے لئے اپنی اخلاقی آزادی تو نہ حوالے کر دے گی! پورے شلیز ویگ ہولشٹائن کے بدلے میں بھی نہ دے گی' لوژین صاحب کا تو ذکر ہی کیا۔ نہیں جہاں تک میں جانتا تھا وہاں تک تو دونیا ایسی نہ تھی اور' ہاں' ظاہر ہے کہ اب بھی بدلی نہ ہو گی!... اب کیا کہا جائے! سوید ریگا کلوف جیسے لوگوں کے ساتھ نباہ کرنا مشکل ہے' ساری زندگی صوبائی قصبوں میں بیس روبل پر گورنس کی نوکری کرتے رہنا مشکل ہے' لیکن پھر بھی میں جانتا ہوں کہ میری بہن مجبور ہو کر کسی فارم پر غلام کی طرح کام کرنے یا کسی مالک کی چاکری کرنے زیادہ آسانی سے جا سکتی ہے اس کے مقابلے میں کہ بس اپنے ذاتی فائدے کے لئے اپنی روح اور اپنے اخلاقی احساس کو ہمیشہ کے لئے ایسے شخص کا تابع بنا دے جس کی عزت نہیں کرتی اور جس کو اس سے کوئی سروکار نہیں! اور چاہے لوژین صاحب خالص ترین سونے کے بنے ہوتے یا ایک بہت بڑا ہیرا ہوتے تب بھی وہ ان کی قانونی رکھیل ہونے پر راضی نہ ہوتی! تو اب کیوں راضی ہو گئی؟ آخر یہ سب ہے کیا؟ اس پہیلی کا جواب کیا ہے؟ بات صاف ہے۔ اپنے لئے' اپنے آرام کے لئے' اپنے آپ کو موت سے بچانے کے لئے بھی' وہ خود کو نہیں بیچے گی' لیکن دوسرے کے لئے تو یوں وہ خود کو بیچ دے گی! جس سے محبت کرتی ہے' جس کی پرستش کرتی ہے اس کے لئے بیچ دے گی! یہ ہے جس میں ہماری

ساری بات ہے۔ بھائی کے لئے، ماں کے لئے بیچ دے گی! سب کچھ بیچ دے گی! ارے اگر ایسا موقع آجائے تو ہم اپنے اخلاقی احساس پر بھی غالب آجاتے ہیں۔ آزادی، اطمینان قلب بلکہ ضمیر تک، سب، سبھی کچھ کباڑی بازار میں لے آتے ہیں۔ زندگی جاتی ہے تو جائے لیکن بس یہ لوگ خوش رہیں جو ہمیں عزیز ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہم اپنی مخصوص تاویلات گھڑ لیتے ہیں، جیسوئٹ پادریوں سے بھی کچھ نہ کچھ سیکھ لیتے ہیں اور وقتی طور پر شاید خود بھی مطمئن ہو جاتے ہیں، یقین کر لیتے ہیں کہ یہی ضروری ہے، اچھے مقصد کے لئے در حقیقت ضروری ہے۔ ہم ایسے ہی ہیں اور سب کچھ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ بالکل صاف ہے کہ یہاں پیش منظر میں کوئی بھی اور نہیں ہے جتنا کہ روودیون رومانووچ رسکولنیکوف۔ آخر کیوں نہیں، اس کی خوشی کا بندوبست ہو سکتا ہے، یونیورسٹی میں اس کی تعلیم جاری رہ سکتی ہے، وکالت کے دفتر میں حصہ دار ہو سکتا ہے، اس کے سارے مستقبل کی ضمانت ہو سکتی ہے، شاید آخر آخر وہ دولت مند، معزز، محترم ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے نامور آدمی کی طرح سے اس کی زندگی ختم ہو! اور ماں؟ آخر معاملہ رودیا، سب سے پیارے رودیا کا ہے، اس کی پہلوٹھی کی اولاد کا! ایسی پہلوٹھی کی اولاد کے لئے تو ایسی بیٹی بھی قربان ہو جائے تو کیا! اف یہ پیارے اور جانبدار دل! تو پھر، ہم بھی شاید سونیا کی جیسی قسمت سے انکار تو نہ کریں گے! سونیچکا، سونیچکا مارمیلادووا، دائمی اور ابدی سونیچکا جب تک دنیا قائم ہے تب تک! قربانی کو، اس قربانی کو تم دونوں نے پوری طرح سے تول لیا ہے؟ ہے نہ؟ برداشت کی جا سکتی ہے نہ؟ فائدہ مند ہے نہ؟ معقول ہے نہ؟ دونیچکا، تمہیں پتہ ہے نہ کہ سونیچکا کی قسمت کسی طرح اس قسمت سے بری نہیں ہے جو لوژین صاحب کے ساتھ تمہاری ہوگی؟ ماں نے لکھا ہے کہ "یہاں محبت تو نہیں ہو سکتی۔" اور اگر محبت کے علاوہ عزت بھی نہ ہو سکتی ہو بلکہ اس کے برعکس پہلے ہی سے بیزاری، حقارت، کراہت ہو تب کیا ہوگا اور تب یہ معلوم ہو کہ پھر سے "صفائی ستھرائی" کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ایسا ہی ہے نہ؟ کیوں؟ سمجھتے ہو، سمجھتے ہو، کچھ سمجھتے بھی ہو تم لوگ کہ اس صفائی ستھرائی کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سمجھتے ہو تم لوگ کہ لوژین کے ہاں والی صفائی ستھرائی بھی بالکل ویسی ہی ہے جیسی سونیچکا والی صفائی ستھرائی بلکہ.. ہو سکتا ہے اس سے بھی بدتر، زیادہ پست، زیادہ ذلیل ہو اس لئے کہ دونیچکا تمہارے معاملے میں تو مزید آرام کا حساب کتاب ہے اور وہاں سیدھے فاقوں مرنے کی بات ہے! "مہنگی پڑتی ہے" دونیا "مہنگی پڑتی ہے یہ صفائی ستھرائی! اور بعد کو اگر برداشت سے باہر ہو گیا تو پچھتاؤ گی؟ کتنا دکھ، رنج و غم، لعنت ملامت اور آنسو، سارے لوگوں سے چھپائے ہوئے اس لئے کہ تم مارفا پیتروونا تو ہو نہیں؟ اور تب ماں کا کیا ہوگا؟ وہ تو اس وقت بھی پریشان ہیں، اذیت اٹھا رہی ہیں، اور تب جب انہیں سب کچھ صاف صاف نظر آجائے گا؟ اور میرا کیا ہوگا؟.... آخر تم لوگوں نے دراصل سوچا کیا ہے میرے بارے میں؟ نہیں چاہتا میں تمہاری یہ قربانی، دونیا، نہیں چاہتا میں، ماں! نہیں ہونے کا یہ جب تک میں زندہ ہوں، نہیں ہونے کا، نہیں ہونے کا! نہیں قبول کرتا میں اسے!"

اچانک وہ جیسے ہوش میں آگیا اور ٹھہر گیا۔

"نہیں ہونے کا؟ اور تم کرو گے کیا کہ یہ نہ ہو؟ منع کر دو گے؟ اور تمہیں حق اس کا کیا ہے؟ تم اپنی طرف سے ان لوگوں سے کس چیز کا وعدہ کر سکتے ہو کہ تمہیں اس طرح کا حق حاصل ہو؟ اپنا سارا مقدر اور اپنا سارا مستقبل ان کے لئے وقف کر دو گے، جب تعلیم ختم کر لو گے اور کوئی عہدہ حاصل کر لو گے تب؟ سنا ہے ہم نے یہ، اور یہ سب خالی خولی باتیں ہیں لیکن اس وقت؟ آخر یہاں ضرورت تو اس وقت کچھ نہ کچھ کرنے کی ہے، سمجھتے ہو تم اسے؟ اور اس وقت تم کیا کر رہے ہو؟ انہیں کو لوٹ رہے ہو۔ آخر تم تو وہ سو روبل کی پنشن کی ضمانت پر یا پھر

سویدریگائیلوف جیسوں سے قرض لے کر گروی رکھ کر حاصل کرتی ہیں۔ سویدریگائیلوف جیسوں سے، افاناسی ایوانووچ وخروشکین سے تم انہیں کیسے بچاؤ گے؟ مستقبل کے لکھ پتی، زیئس (6) ان لوگوں کے مقدر بنانے والے؟ دس سال بعد؟ ہاں اور دس سال میں ماں تو شالوں کی بنائی کر کر کے اور شاید رو رو کر اندھی ہو جائے گی، فاقوں سے گھل جائے گی۔ اور بہن؟ ذرا سوچ لو کہ دس سال بعد یا ان دس برسوں میں بہن کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟ سوچ سمجھ لیا؟"

اس طرح وہ اپنے آپ کو کڑھاتا رہا اور ان سوالوں پر جھنجھلاتا رہا، ایک عجیب طرح کے حظ کے ساتھ۔ بہرحال یہ سارے سوال نئے اور اچانک نہ تھے، بہت پرانے، تکلیف دہ اور ایک مدت کے تھے۔ ایک زمانہ ہو گیا جب ان سوالوں نے اسے کرب میں مبتلا کرنا اور دل کو چوٹ پہنچانا شروع کیا تھا۔ بہت بہت دن پہلے اس میں یہ ساری آج والی کوفت نے جنم لیا، پروان چڑھی اور قوی ہوئی اور پچھلے دنوں وہ اپنے بلوغ کو پہنچی، مرکوز ہوئی اور اس نے اس بھیانک، وحشیانہ اور بعید از قیاس سوال کی شکل اختیار کر لی جو اس کے دل و دماغ کو اذیت پہنچا رہا تھا اور شدید اصرار کے ساتھ فیصلے کا تقاضا کر رہا تھا۔ اور اب ماں کا خط اس پر بجلی کی طرح آ گرا۔ صاف تھی یہ بات کہ اب رنج اٹھانے اور غیر فیصل سوالوں پر مجبوریت کے ساتھ کڑھنے کی نہیں بلکہ فوراً کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے، اور اسی وقت، فوراً۔ اب تو اس کے لئے فیصلہ کرنا ضروری ہی ہے، کچھ نہ کچھ، ورنہ....

"ورنہ زندگی سے یکسر انکار کرنا ہے!" اچانک وہ بڑے جوش میں چلا پڑا "راضی خوشی اپنے مقدر کو قبول کر لو، جیسا بھی وہ ہے، ہمیشہ کے لئے، اور اپنے اندر ہر چیز کا گلا گھونٹ دو، عمل کرنے، زندہ رہنے اور محبت کرنے کے ہر حق سے انکار کر دو!"

اچانک اسے مارمیلادوف کا کل والا سوال یاد آیا "سمجھتے ہیں آپ، سمجھتے ہیں آپ جناب عالی کہ جب کہیں جانے کا ٹھکانا نہ رہ جائے تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ ضروری ہے کہ ہر شخص کے واسطے کہیں نہ کہیں جانا ممکن ہو..."

اچانک وہ چونک پڑا۔ کل ہی کا ایک اور خیال اس کے ذہن میں آیا۔ لیکن وہ چونکا اس پر نہیں کہ یہ خیال ذہن میں آیا۔ وہ تو جانتا تھا، وہ پہلے ہی سے محسوس کر رہا تھا کہ یہ خیال ضرور "ذہن میں آئے گا" اور اس کا انتظار بھی کر رہا تھا، اور یہ خیال صرف کل کا ہرگز نہیں تھا۔ مگر فرق یہ تھا کہ مہینے بھر پہلے، بلکہ ابھی کل تک، وہ محض ایک خواب تھا لیکن اب.... اب نمودار ہوا اچانک کسی خواب کی طرح نہیں بلکہ کسی نئی، ہیبت ناک اور اس کے لئے بالکل ہی انجانی صورت میں، اور اچانک اس نے خود ہی یہ سمجھ لیا.... اس کے سر پر ہتھوڑا سا آ گرا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

اس نے جلدی جلدی چاروں طرف نگاہ دوڑائی، وہ کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ کہیں بیٹھ جائے اور وہ کسی بنچ کی تلاش میں تھا۔ اس وقت وہ کونوگواردیسکی خیابان پر جا رہا تھا۔ سامنے کوئی سو قدم کے فاصلے پر ایک بنچ اسے نظر آئی۔ وہ جتنی تیزی سے ہو سکا ادھر چلا۔ لیکن راستے میں اسے ایک چھوٹا سا عجیب واقعہ درپیش آیا جس نے ذرا دیر کے لئے اس کی ساری توجہ اپنی طرف مبذول کر لی

بنچ کے لئے ادھر ادھر نگاہ دوڑاتے ہوئے اس نے اپنے آگے، کوئی بیس قدم پر، ایک عورت کو جاتے ہوئے دیکھا لیکن شروع میں اس نے عورت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جیسے کہ ابھی تک اپنے سامنے کی ساری چھوٹی موٹی چیزوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ بارہا ایسا ہو چکا تھا کہ مثلاً گھر جاتے ہوئے اس کو راستہ بالکل یاد ہی

نہ رہتا تھا اور وہ اسی طرح چلنے کا عادی ہو چکا تھا۔ لیکن سامنے جاتی ہوئی عورت میں کوئی ایسی عجیب بات تھی جو پہلی ہی نظر میں آنکھوں میں کھب جاتی تھی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ اس کی توجہ بھی اس عورت کی طرف مبذول ہونے لگی---- شروع میں ناخواستہ اور کوفت کے ساتھ لیکن بعد کو زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ۔ اچانک اس میں یہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی کہ آخر اس عورت میں ایسی عجیب بات کیا ہے؟ پہلی بات تو یہ کہ بالکل ہی نوجوان لڑکی تھی' اور اتنی تیز دھوپ میں ننگے سر' بغیر چھتری اور بغیر دستانوں کے جا رہی تھی اور کچھ مضحکہ خیز انداز میں ہاتھ ادھر ادھر پھینک رہی تھی۔ اس کے تن پر ریشمی ہلکے کپڑے کی فراک تھی لیکن اسے بھی وہ کچھ عجیب بے ڈھنگے پن سے پہنے تھی' اس کے ہک بھی ٹھیک سے نہ لگے تھے اور پیچھے کی طرف کمر کے پاس' سامنے کے شروع ہونے کی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی' خاصا بڑا سا ٹکڑا پھٹ گیا تھا اور لٹک رہا تھا۔ اس کے کھلے گلے پر چھوٹا رومال پڑا ہوا تھا لیکن وہ بس آڑا ایک طرف کو لٹکا ہوا تھا۔ اور سب پر طرہ یہ کہ لڑکی ٹھیک سے نہیں چل رہی تھی' لڑکھڑا رہی تھی بلکہ ادھر ادھر لہرا بھی رہی تھی۔ بالآخر رسکولنیکوف کی ساری توجہ اسی پر مرکوز ہو گئی۔ وہ بنچ کے بالکل پاس پہنچ کر لڑکی کے برابر آیا لیکن بنچ کے پاس پہنچتے ہی وہ لڑکی اس کے ایک کونے پر بالکل ڈھے پڑی' بنچ کی پشت سے اس نے اپنا سر ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں جیسے تھک کر بالکل نڈھال ہو چکی ہو۔ لڑکی کو غور سے دیکھتے ہی رسکولنیکوف فوراً سمجھ گیا کہ وہ نشے میں بالکل دھت ہے۔ اس منظر کو دیکھنا بہت ہی عجیب اور وحشتناک تھا۔ اسے یہ بھی خیال ہوا کہ کہیں وہ غلطی تو نہیں کر رہا ہے۔ اس کے سامنے ایک غیر معمولی طور پر نوجوان لڑکی کا چہرہ تھا۔ کوئی سولہ سال کی' ہو سکتا ہے صرف پندرہ ہی کی' چھوٹا سا' سنہرے بالوں والا' پیارا سا چہرہ لیکن بالکل تپتا ہوا اور سوجا ہوا سا۔ لڑکی ایسا لگ رہا تھا کہ کچھ بھی سمجھ بوجھ نہیں رہی تھی' اس نے اپنا ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پر رکھا تو اسے جتنا ضروری تھا اس سے زیادہ اٹھا دیا اور ویسے بھی ساری علامتوں سے یہی لگ رہا تھا جیسے اسے اس بات کا کچھ زیادہ ہوش نہ ہو کہ وہ سڑک پر ہے۔

رسکولنیکوف بیٹھا نہیں لیکن وہ جانا بھی نہ چاہتا تھا' بس اس لڑکی کے سامنے بوکھلایا ہوا سا کھڑا رہا۔ یہ خیابان ہمیشہ ہی سنسان رہتا تھا اور اس وقت تو' دو بجے اور ایسی گرمی میں' تقریباً کوئی بھی نہ تھا۔ لیکن خیابان کے سرے پر ایک طرف کو کوئی پندرہ قدم کے فاصلے پر ایک صاحب کھڑے تھے جن کی صورت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بھی کسی مقصد سے اس لڑکی کے پاس پہنچنے کے لئے بے قرار تھے۔ انہوں نے بھی غالباً اس لڑکی کو دور سے دیکھا ہو گا اور اس کے پیچھے پیچھے آئے تھے لیکن رسکولنیکوف نے ان کا معاملہ گڑبڑ کر دیا۔ اب وہ غصے بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے اور یہ بھی کوشش کر رہے تھے کہ رسکولنیکوف انہیں نہ دیکھے اور بے صبری سے یہ انتظار کر رہے تھے کہ یہ چیتھڑے لگا ناگوار شخص کھسکے اور ان کی باری آئے۔ بات صاف تھی۔ یہ صاحب کوئی تیس سال کے ہوں گے' بھرے بدن کے' موٹے تازے' رنگ سرخ و سفید' گلابی ہونٹ' مونچھیں رکھے ہوئے اور بڑے ہی فیشن ایبل کپڑے پہنے ہوئے۔ رسکولنیکوف کو بڑا ہی سخت غصہ آیا۔ اچانک اس کا جی چاہا کہ کسی نہ کسی طرح اس چھیلے چھبیلے کی توہین کرے۔ وہ ایک منٹ کے لئے لڑکی کو چھوڑ کر ان صاحب کے پاس جا پہنچا۔

"اے تم' سویدریگائیلوف! تمہیں یہاں کیا چاہیے؟" اس نے مٹھیاں بھینچ کر اور غصے میں جھاگ دیتے ہوئے ہونٹوں سے ہنستے ہوئے چلا کر کہا۔

"اس کا مطلب کیا ہے؟" ان صاحب نے سختی کے ساتھ تیوریاں چڑھا کر اور حقارت کے ساتھ حیران ہو کر پوچھا۔

"چلتے بنو یہاں سے' یہ مطلب ہے!"

"تیری ہمت کیسے ہوئی لفنگے!..."

اور اس نے اپنی چھڑی اٹھائی۔ رسکولنیکوف مکے تان کر اس کی طرف جھپٹا۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ موٹے تازے صاحب اس جیسے دو کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ لیکن اسی لمحے کسی نے اسے پیچھے سے کس کر پکڑ لیا۔ ان دونوں کے درمیان گشت والا سپاہی کھڑا تھا۔

"بس ہوا صاحبان' بر سر عام ہاتھا پائی نہ کیجئے۔" پھر وہ رسکولنیکوف کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر اس کی طرف مڑا "کیا چاہیے تمہیں؟" "کون ہو تم؟"

رسکولنیکوف نے اسے غور سے دیکھا۔ یہ فوجی شان والے سپاہی کا چہرہ تھا جس کی مونچھیں اور گلمچھے کھچڑی تھے اور نگاہیں بڑی جچتی ہوئی تھیں۔

"مجھے بس آپ ہی تو چاہئیں" اس نے سپاہی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے چلا کر کہا "میں طالب علم تھا' رسکولنیکوف.... یہ آپ بھی جان لیجئے" اس نے ان صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "اور آپ میرے ساتھ چلئے تو میں آپ کو کچھ دکھاتا ہوں...."

اور گشت والے سپاہی کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے کھینچتا ہوا بنچ کے پاس لایا۔

"یہ دیکھئے' نشے میں بالکل دھت' ابھی ابھی اسی خیابان پر آ رہی تھی۔ کون جانے اسے کہ کون ہے یہ لیکن پیشہ ور تو لگتی نہیں۔ زیادہ خیال ہوتا ہے کہ یاروں نے کہیں شراب پلائی اور اس کے ساتھ دھوکا کیا.... پہلی بار.... سمجھے آپ؟ اور اسی حالت میں اسے سڑک پر نکال دیا' دیکھئے اس کی فراک کیسے پھٹی ہوئی ہے' دیکھئے کپڑے کس ڈھنگ سے پہنے ہے' شاید اس نے خود پہنے ہی نہیں بلکہ کسی اور نے پہنا دیئے ہیں' اور وہ بھی پھوہڑ' مردانہ ہاتھوں سے۔ یہ تو صاف نظر آتا ہے۔ اور اب آپ ادھر دیکھئے۔ یہ چھیلا' جس سے ابھی ابھی میں لڑنا چاہتا تھا' میں اسے نہیں جانتا' پہلی بار دیکھ رہا ہوں' لیکن اس نے بھی اس لڑکی کو سڑک پر آتے ہوئے دیکھا' نشے میں دھت' اپنی کچھ سدھ بدھ نہیں' اور وہ بری طرح چاہتا ہے کہ اس کے پاس پہنچ کر اسے دھر لے---- یہ تو ہے ہی ایسی حالت میں---- اور کہیں لے جائے اسے.... اور یقین کیجئے بالکل ایسا ہی ہے' آپ میری بات مانئے میں غلطی نہیں کر رہا ہوں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ کیسے وہ اس کے پیچھے پیچھے اس پر نظریں لگائے ہوئے آ رہا تھا' بس میں نے اس کا معاملہ گڑبڑ کر دیا اور اب وہ انتظار کر رہا ہے کہ میں کب جاتا ہوں۔ دیکھئے' اب وہ ذرا ادھر ہٹ گیا ہے' کھڑا ہے جیسے پاپیروس بنا رہا ہو.... کیا کیا جائے کہ یہ لڑکی اس کے ہاتھ نہ لگے؟ کس طرح ہم اسے اس کے گھر بھیج دیں---- کچھ سوچئے نا!"

گشت والے سپاہی نے فوراً سب سمجھ لیا اور اندازہ لگا لیا۔ موٹا صاحب' بلاشبہ' سمجھ میں آ گیا۔ رہ گئی لڑکی۔ سپاہی نے اس کے اوپر جھک کر غور سے دیکھا اور اس کے چہرے پر مخلصانہ دردمندی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اف' کس قدر افسوس کی بات ہے!" اس نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ابھی تو بالکل ہی بچہ ہے۔ اس کے ساتھ دھوکا کیا گیا' یہ تو صاف ہے۔ سنئے صاحبہ!" اس نے لڑکی کو پکارنا شروع کیا۔ "آپ کو کہاں پہنچا دیا جائے؟" لڑکی نے اپنی تھکی ہوئی اور نیم خوابیدہ سی آنکھیں کھولیں' سوال کرنے والے کو خالی خالی نظروں سے دیکھا اور ہاتھ یوں ہلایا جیسے کہہ رہی ہو "دفعان ہو جاؤ!"

رسکو لنیکوف نے کہا "سنیے' یہ لیجیے" اس نے جیب میں ٹٹولا اور بیس کوپیک تلاش کئے جو مل گئے۔ "یہ لیجیے' کوئی گاڑی کر لیجیے اور اس کو پتہ بتا کر کہہ دیجیے کہ وہاں پہنچا دے۔ مگر پتہ تو ہمیں معلوم کرنا ہی چاہیے!"

"صاحبہ' سنیے صاحبہ؟" گشت والے سپاہی نے رقم لے کر پھر سے شروع کیا۔ "میں ابھی گاڑی لے کر خود آپ کو پہنچا آؤں گا۔ بتایئے کہاں' ہیں؟ کہاں رہتی ہیں آپ؟"

"چلو چلو!... پیچھے پڑ جاتے ہیں!..." لڑکی بڑبڑائی اور اس نے پھر اپنا ہاتھ ہلایا۔

"اف اف' کس قدر بری بات ہے! اف کتنی شرمناک بات ہے صاحبہ' شرم کی بات ہے!" سپاہی پھر سر ہلانے لگا' شرم' افسوس اور ناگواری کے ساتھ۔ "یہ تو لگتا ہے مشکل کام ہے" اس نے رسکو لنیکوف سے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسکو لنیکوف کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ شاید وہ سپاہی کو عجیب آدمی لگا ہو گا: چیتھڑے تو لگے ہوئے ہیں اور اس کو پیسے دے رہا ہے!

اس نے رسکو لنیکوف سے پوچھا "یہ آپ کو یہاں سے دور پڑی ملی تھیں؟"

"بتا تو رہا ہوں آپ کو۔ میرے آگے آگے چل رہی تھی' لڑکھڑاتی ہوئی' یہیں' خیابان پر۔ جیسے ہی بنچ تک پہنچی ویسے ہی بس ڈھے پڑی۔"

"اف اب دنیا میں کیسی کیسی شرمناک باتیں ہوتی ہیں' یا خدا! ایسی تو نا سمجھ ہے اور نشے میں دھت! اس کے ساتھ دھوکا کیا گیا' یہ تو طے ہے! اور اس کی فراک بھی پھٹی ہوئی ہے.... اف' اب کیسی بد چلنی پھیل گئی ہے!.... اور لگتا ایسا ہے کہ بھلے گھر کی ہو گی' غریب لوگ ہوں گے کوئی.... اب تو ایسے لوگ بہت ہو گئے ہیں۔ دیکھنے میں تو ایسی ویسی نہیں لگتی' بالکل شریف زادی معلوم ہوتی ہے" اور وہ پھر لڑکی کے اوپر جھک گیا۔

ہو سکتا ہے اس کی اپنی بیٹیاں اتنی ہی بڑی ہوں —— "بالکل شریف زادی' کوئی ایسی ویسی نہیں" جس کو شریفانہ تربیت کا مزہ ہو اور خود ہر طرح سے خوش پوش و خوش وضع ہو......

"خاص چیز یہ ہے" رسکو لنیکوف نے اصرار کیا "کہ کسی بھی طرح اس کمینے کو اسے نہ دیا جائے! انہیں تو وہ اس لڑکی کی اور عزت لوٹے گا' اصاف دکھائی دے رہا ہے کہ اسے کیا چاہیے' اف یہ لعنتی' ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہا!"

رسکو لنیکوف نے اونچی آواز میں کہا اور سیدھے ہاتھ سے اسی کی طرف اشارہ بھی کیا۔ ان صاحب نے سن لیا اور چاہتے تھے پھر غصہ کرنا لیکن پھر ارادہ بدل دیا اور صرف ایک حقارت بھری نظر ڈالنے پر اکتفا کی۔ اس کے بعد وہ دھیرے دھیرے کوئی دس قدم چلے اور پھر رک گئے۔

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ اسے نہ دیں" گشت والے سپاہی نے فکرمندانہ انداز میں کہا "لیکن یہ بتائیں تو سہی کہ انہیں کہاں پہنچایا جائے... صاحبہ' اے صاحبہ!" وہ پھر سے اس لڑکی پر جھک گیا۔

لڑکی نے اچانک آنکھیں پوری طرح کھول دیں' غور سے دیکھا' جیسے کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا ہو' وہ بنچ پر سے اٹھی اور پھر اسی سمت کو چل دی جدھر سے آئی تھی۔

"تھو' بے شرم کہیں کے' پیچھے پڑ جاتے ہیں!" اس نے پھر ویسے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ تیز تیز چل رہی تھی لیکن پہلے ہی کی طرح بڑے زوروں سے لڑکھڑا رہی تھی۔ چھیلا بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا لیکن ذرا دور دوسری ڈگر پر۔ اس کی آنکھیں لڑکی ہی پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"آپ پریشان نہ ہوں' چھوڑوں گا نہیں" سپاہی نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور ان دونوں کے پیچھے چل

دیا۔

اور اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر اونچی آواز میں پھر کہا "اف' اب کیسی بد چلنی ہونے لگی ہے!"

عین اسی وقت رسکو لنیکوف کو جیسے کسی چیز نے ڈنک مار دیا اور ایک لمحے میں جیسے وہ بالکل ہی بدل گیا ہو۔

"سنیے تو!" اس نے مونچھوں والے سپاہی کو پکارا۔

سپاہی نے مڑ کر دیکھا۔

"چھوڑ دیجیے بھی انہیں! آپ کو کیا؟ لعنت بھیجیے! اچھا ہے وہ بھی مزے کر لے" اس نے چھیلے کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ کو کیا لینا دینا؟"

گشت والے سپاہی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا اور اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ رسکو لنیکوف ہنسنے لگا۔

"اچ —— چھا!" سپاہی نے ہاتھ جھٹک کر کہا اور لڑکی اور اس چھیلے کے پیچھے چل دیا۔ غالباً اس نے رسکو لنیکوف کو پاگل یا کچھ اس سے بھی بدتر سمجھا تھا۔

"میرے بیس کوپیک لے گیا" رسکو لنیکوف اکیلے رہ جانے پر غصے میں بڑبڑایا۔ "لیکن اس سے بھی اتنے ہی لے تو اچھا رہے گا' اور پھر لڑکی کو اس کے ساتھ جانے دے اور یہی انجام ہو.... اور میں نے کیوں مدد کرنے کی ٹھانی تھی؟ میں ہوں بھی مدد کرنے کے لائق؟ کوئی حق ہے مجھے مدد کرنے کا؟ اچھا ہے ایک دوسرے کو جیتے جی نگل جائیں —— مجھے کیا؟ اور میں نے یہ بیس کوپیک دے ڈالنے کی ہمت کیسے کی؟ کیا وہ سچ مچ میرے تھے؟"

ان عجیب و غریب الفاظ کے باوجود وہ بہت دکھی ہو گیا تھا۔ وہ خالی بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس کے خیالات پراگندہ تھے.... اور اسے کسی بھی چیز کے بارے میں سوچنا بڑا دوبھر تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سب کچھ بھول جائے' سب بھول جائے پھر جاگے اور بالکل ہی نئے سرے سے شروع کرے....

"بیچاری لڑکی!" اس نے بنچ کے خالی کونے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہوش میں آئے گی تو روئے گی اور ماں کو پتہ چلے گا.... وہ پہلے پیٹے گی' بری طرح پٹائی کرے گی' زوروں میں اور شرمناک طریقے سے' شاید گھر سے نکال بھی دے.... اور نہ بھی نکالے تو بھی دار یا فرا قسم ونا جیسوں کو تو اس کی بھنک لگ ہی جائے گی' اور میری بیچاری لڑکی چپکے چپکے ادھر ادھر آنے جانے لگے گی... پھر فوراً اسپتال۔ (اور ایسا ہمیشہ انہیں کے ساتھ ہوتا ہے جو انتہائی نیک چلن ماں کے ساتھ رہتی ہیں اور ڈھکی چھپی حرکتیں کرتی ہیں) لیکن پھر.... پھر سے اسپتال.... شراب.... شراب خانے..... اور پھر اسپتال.... کوئی دو تین سال میں —— بڑی چڑ چڑا رہ جائے گی اور زندگی اس کی انیس بلکہ اٹھارہ ہی سال میں ختم.... کیا میں نے ایسی دیکھی نہیں ہیں؟ اور کیسے ان کے ساتھ ہوا سب کچھ؟ بالکل اسی طرح سے ہوا ہے... تھو! اور مجھے کیا؟ کہتے ہیں کہ یوں ہی ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ اتنی فیصدی کو ہر سال نکل جانا چاہیے... کہیں نہ کہیں... جہنم میں سہی' ضرور نکل جانا چاہیے تاکہ باقی تر و تازہ رہیں اور ان کے لئے کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ فیصدی! ان کے الفاظ سچ مچ کتنے شاندار ہیں۔ کس قدر اطمینان دلانے والے اور سائنسی ہیں۔ کہہ دیا گیا فیصدی' تو مطلب یہ کہ پھر پریشان ہونے کی کوئی بات ہی نہیں۔ اگر کوئی اور لفظ ہوتا تب البتہ... ہوتی' ہو سکتی تھی' پریشانی... لیکن اگر دونیچکا کسی نہ کسی طرح فیصدی میں جا پڑے تو!... اس فیصدی میں نہیں' کسی دوسری میں؟...

"لیکن میں جا کہاں رہا ہوں؟" اچانک اسے خیال ہوا۔ "عجیب بات ہے۔ آخر میں کسی چیز کے لئے نکلا تھا۔ جیسے ہی خط پڑھ چکا ویسے ہی نکل پڑا تھا... سیلینیکی جزیرے پر رزومیخن کے پاس جا رہا تھا' اب یاد آ گیا

کہاں جا رہا تھا..... لیکن آخر کس لئے؟ اور یہ رزو میخن کے پاس جانے کا خیال میرے ذہن میں اسی وقت کیوں آیا تھا؟ یہ تو بہت ہی حیرت کی بات ہے۔"

اسے اپنے اوپر حیرت ہوئی۔ رزو میخن اس کے یونیورسٹی کے سابق ساتھیوں میں تھا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ رسکو لنیکوف یونیورسٹی میں تو رہ چکا تھا لیکن اس کا کوئی ساتھی تقریباً نہیں تھا' سبھوں سے وہ الگ تھلگ رہتا تھا' کسی کے پاس نہ جاتا تھا اور اپنے ہاں آنے والوں سے بھی اچھی طرح نہ ملتا تھا۔ ظاہر ہے کہ فوراً ہی سب لوگ اس سے دور دور رہنے لگے۔ وہ کسی چیز میں حصہ نہ لیتا تھا' عام اجتماعوں میں' نہ بات چیت میں' نہ تفریح میں۔ وہ پڑھائی میں بڑی محنت کرتا تھا اور اپنے جی جان کی ذرا بھی پروا نہ کرتا تھا۔ اس وجہ سے لوگ اس کا احترام تو کرتے تھے لیکن پسند کوئی نہ کرتا تھا۔ وہ بہت ہی مفلس اور کچھ اس میں اکڑ اور غرور بھی تھا اور بات چیت بہت ہی کم کرتا جیسے اپنے من میں کچھ چھپا رہا ہو۔ اس کے کچھ ساتھیوں کو ایسا لگتا جیسے وہ ان سب کو یوں دیکھتا ہو کہ یہ تو بچے ہیں' شان برتری سے' جیسے وہ ان سب سے برتر ہو' ارتقا میں' علم میں اور عقائد میں' اور ان لوگوں کے عقائد اور دلچسپیوں کو کسی گھٹیا چیز کی طرح دیکھتا ہو۔

رزو میخن کے ساتھ پتہ نہیں کیوں اس کی بننے لگی یعنی یہ نہیں کہ دوستی ہو گئی بلکہ یہ کہ اس کے ساتھ کھل کر بات چیت کرتا تھا۔ پھر یہ بھی تھا کہ رزو میخن کے ساتھ کسی اور طرح کا تعلق رکھنا ممکن ہی نہ تھا۔ وہ آدمی ہی غیر معمولی طور پر ہنس مکھ اور ملنسار تھا' بھولپن کی حد تک نیک۔ لیکن اس سادگی کی تہ میں گہرائی اور لیاقت چھپی ہوئی تھی۔ اس کے اچھے ساتھی اس بات کو سمجھتے تھے اور سب اس سے محبت کرتے تھے۔ بے وقوف وہ ہرگز نہیں تھا حالانکہ کبھی کبھی وہ سچ مچ بہت ہی سیدھا سادہ لگتا تھا۔ اس کی شکل و صورت بہت ہی نمایاں تھی۔ لمبا قد' دبلا' داڑھی ہمیشہ بڑھی ہوئی' سیاہ بال۔ کبھی کبھی وہ ہنگامہ مچا بیٹھتا تھا اور طاقتور آدمی سمجھا جاتا تھا۔ ایک رات کو دوستوں کی سنگت میں اس نے ایک ہی وار میں ایک ہٹے کٹے پولیس والے کو ڈھیر کر دیا۔ وہ اتنی پی سکتا تھا کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہ تھی لیکن ذرا بھی پئے بغیر بھی رہ سکتا تھا۔ کبھی کبھی ناروا شرارت بھی کر بیٹھتا تھا۔ لیکن یہ بھی کر سکتا تھا کہ بالکل ہی شرارت نہ کرے۔ رزو میخن اس لئے بھی قابل ذکر تھا کہ وہ کبھی کسی بھی ناکامی سے بدحواس نہیں ہوا اور ایسا لگتا تھا کہ کوئی خراب سے خراب حالت بھی اسے بے حال نہ کر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ چھت پر بھی رہ سکتا تھا اور جہنمی بھوک اور غیر معمولی سردی بھی برداشت کر سکتا تھا۔ وہ بہت ہی مفلس تھا اور قطعی طور پر اکیلا خود ہی اپنی کفالت کرتا تھا' کسی نہ کسی کام سے کچھ نہ کچھ رقم کما کر۔ اسے ایسے اتھاہ سرچشموں کا پتہ تھا جہاں سے وہ کام کر کے کچھ حاصل کر سکتا تھا۔ ایک بار سارے جاڑے اس نے اپنے کمرے کو ذرا بھی گرم کئے بغیر کاٹ دئے اور اس بات پر زور دیتا تھا کہ یہ تو اچھا لگتا ہے اس لئے کہ ٹھنڈ میں نیند اچھی آتی ہے۔ اس وقت وہ بھی یونیورسٹی چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا تھا لیکن زیادہ دنوں کے لئے نہیں۔ وہ اپنی پوری قوت سے حالت کو سدھارنے میں لگا تھا تاکہ تعلیم جاری رکھنا ممکن ہو سکے۔ رسکو لنیکوف کوئی چار مہینے سے اس کے پاس نہیں گیا تھا اور رزو میخن کو تو اس کا گھر بھی نہ معلوم تھا۔ ایک بار یہی کوئی دو مہینے پہلے راستے میں ان کی ملاقات ہو گئی ہوتی لیکن رسکو لنیکوف نے دوسری طرف منہ کر لیا اور سڑک کی دوسری طرف بھی چلا گیا تاکہ رزو میخن اسے نہ دیکھے۔ رزو میخن نے دیکھ تو لیا تھا لیکن پاس سے گزر گیا' وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دوست کو پریشانی ہو۔

"یہ تو حقیقت ہے کہ میں ادھر کچھ دنوں سے رزو میخن کے پاس کام کے لئے کہنے کو جانا چاہتا تھا" کہ وہ یا تو میرے لئے سبقوں کا بندوبست کر دے یا کچھ اور..." رسکو لنیکوف سوچنے لگا "لیکن اب وہ کس طرح سے میری مدد کر سکتا ہے؟ فرض کر لیتے ہیں کہ اس نے سبقوں کا بندوبست کر دیا' فرض کر لیتے ہیں کہ اس نے اپنے آخری کوپیک میں بھی مجھے شریک کر لیا' بشرطیکہ کوپیک ہوں اس کے پاس' کہ میرے لئے فل بوٹ خریدنا اور سوٹ کو ٹھیک ٹھاک کرنا ممکن ہو جائے تاکہ میں سبق دینے کے لئے جا سکوں... ہوں... تو' اس کے بعد؟ چند سکوں سے میں کیا کر لوں گا؟ کیا مجھے اب اس کی ضرورت ہے؟ سچ مچ ہنسی کی بات ہے کہ میں جا رہا ہوں رزو میخن کے پاس..."

اس سوال نے کہ وہ اس وقت رزو میخن کے پاس کیوں جا رہا ہے اسے جتنا وہ خود سمجھتا تھا اس سے زیادہ پریشان کیا۔ اس بظاہر انتہائی معمولی عمل میں وہ بڑی بے چینی سے اپنے لئے کوئی بدشگون خیال تلاش کرنے لگا۔

اس نے حیرت کے ساتھ اپنے آپ سے سوال کیا "تو کیا واقعی میں صرف رزو میخن کے ذریعے سارے معاملے کو درست کرنا چاہتا تھا اور میں نے ساری چارہ گری رزو میخن ہی میں ڈھونڈلی تھی؟"

وہ سوچ رہا تھا اور اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ گویا بیساختہ' اچانک اور تقریباً از خود' بہت دیر کے سوچ بچار کے بعد اس کے ذہن میں ایک بہت ہی عجب خیال آیا۔

"ہوں... رزو میخن کے پاس" اس نے یکبارگی بڑے اطمینان کے ساتھ کہا جیسے وہ خیال ہی خیال میں کسی قطعی فیصلے تک پہنچ چکا ہو "رزو میخن کے پاس میں جاؤں گا' یہ تو طے ہے... لیکن — ابھی نہیں... میں اس کے پاس... دوسرے دن' اس کے بعد جاؤں گا' جب وہ ختم کر چکوں گا اور جب سب کچھ نئی طرح سے چلے گا...."

لیکن اچانک اسے احساس ہوا۔

"اس کے بعد" وہ بنچ پر سے اچھل کر چلا پڑا "کیا سچ مچ وہ ہوگا؟ کیا در حقیقت ایسا ہوگا؟"

بنچ کو چھوڑ کر وہ چل پڑا' تقریباً دوڑنے لگا۔ وہ مڑ کر واپس لوٹ جانا چاہتا تھا لیکن گھر جانے کے خیال سے اچانک اس کی طبیعت بالکل پھر گئی' وہاں اس کونے میں' اسی بھیانک الماری کے اندر تو یہ سب ایک مہینے سے زیادہ سے پک رہا تھا' اور وہ ناک کی سیدھ میں چل پڑا۔

اس کی اعصابی کپکپاہٹ بڑھ کر بخار جیسی ہو گئی اور اسے لرزے کا بھی احساس ہوا۔ ایسی گرمی میں اسے ٹھنڈ لگنے لگی۔ ایک کوشش سی کر کے' تقریباً لاشعوری طور پر' کسی اندرونی ضرورت کے تحت اس نے سامنے آنے والی ہر چیز کو اچھی طرح دیکھنا شروع کر دیا گویا اپنی توجہ ہٹانے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کر رہا ہو لیکن اس میں اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ بار بار اپنے خیالات میں غرق ہو جاتا تھا۔ جب وہ پھر سے چونکتا' سر اٹھاتا اور چاروں طرف نگاہ دوڑاتا تو فوراً بھول جاتا کہ ابھی ابھی کیا سوچ رہا تھا بلکہ یہ بھی خیال نہ رہتا کہ وہ کہاں چل رہا تھا۔ اسی حالت میں وہ پورے واسیلیفسکی جزیرے کو پار کر گیا' چھوٹی نیوا پر آگیا اور پل پار کر کے جزیروں کی طرف مڑ گیا۔ ہریالی اور تازگی شروع میں تو اس کی تھکی ہوئی آنکھوں کو اچھی لگی' جو شہر کی دھول کی' چونے کی اور بڑے بڑے پاس پاس بنے ہوئے اور ہر طرف سے دبا دینے والے گھروں کی عادی تھیں۔ یہاں گھٹن

تھیں تھی، بو نہیں تھی، شراب خانے نہیں تھے۔ لیکن جلد ہی یہ نیا اور خوشگوار احساس ختم ہو گیا اور ایک مریضانہ اور تناؤ بھری کیفیت طاری ہو گئی۔ کبھی کبھی وہ ہریالی کے بیچ میں کسی شوخ رنگ کے ہوئے بنگلے کے سامنے کھڑا ہو جاتا، باڑھ سے اندر دیکھتا، دور پا لکنیوں اور چھجوں کے اوپر خوش پوش عورتیں اور باغ میں دوڑتے ہوئے بچے نظر آتے۔ پھولوں پر خاص طور سے اس کی نظریں جم کر رہ جاتیں اور دیر تک وہ انھیں تکتا رہتا۔ اس کا سامنا شاندار گاڑیوں سے گھوڑوں پر سوار مردوں اور عورتوں سے بھی ہو جاتا۔ وہ متجسس نظروں سے انھیں دیکھتا رہتا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ آنکھ سے اوجھل ہوں وہ ان کے بارے میں بھول جاتا۔ ایک بار اس نے رک کر اپنی رقم گنی، پتہ چلا کہ تیس کوپیک کے قریب ہیں۔ "بیس گشت والے سپاہی کو، تین نستاسیا کو خط کے لئے... مطلب یہ کہ مارمیلادوف کے خاندان کو کل دے سینتالیس یا شاید پچاس کوپیک" اس نے پتہ نہیں کیوں حساب لگاتے ہوئے سوچا لیکن جلد ہی بھول بھی گیا کہ اس نے جیب سے سکے نکالے ہی کس لئے تھے۔ یہ اس کو یاد آیا اس وقت جب وہ کھانے کی ایک دکان، ایک قسم کے طعام خانے کے پاس سے گزرا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کا جی کچھ کھانے کو چاہ رہا تھا۔ دکان میں داخل ہو کر اس نے ایک جام واڈکا پیا اور کچھ چیز بھری ہوئی ایک پائی کھائی۔ پائی کھاتے کھاتے ہی وہ پھر سے سڑک پر آ گیا۔ واڈکا اس نے بہت دنوں سے نہیں پیا تھا اور ایک لمحے میں اس کا اثر محسوس کیا حالانکہ پیا تھا صرف ایک ہی جام۔ پاؤں اس کے اچانک بھاری ہو گئے اور اسے سونے کی زبردست خواہش محسوس ہوئی۔ وہ گھر کو چلا۔ لیکن پترووسکی جزیرے تک پہنچ کر وہ بالکل تھک کر رک گیا، راستے سے ہٹ آیا، جھاڑیوں میں گیا اور گھاس پر لیٹ کر فوراً سو گیا۔

مریضانہ حالت میں اکثر خوابوں کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان میں بڑی واقعیت، وضاحت اور حقیقت سے غیر معمولی مشابہت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی بھیانک اور عجیب الخلقت تصویریں بنتی ہیں لیکن ماحول اور تخیل کا سارا عمل اس حد تک قابل یقین ہوتا ہے اور اتنی نفیس، غیر متوقع لیکن پوری تصویر میں فنکارانہ استواری کے ساتھ رچی بسی ہوئی تفصیلات ہوتی ہیں کہ خود خواب دیکھنے والا، چاہے وہ پوشکن یا ترگینف جیسا فنکار ہی کیوں نہ ہو، جاگنے کی حالت میں کبھی ان کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس طرح کے خواب، مریضانہ خواب ہمیشہ بہت دنوں تک یاد رہتے ہیں اور انسان کے ہیجان سے بھرے ہوئے اور پراگندہ و پریشان نظام جسمانی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

رسکولنیکوف نے ایک بھیانک خواب دیکھا۔ اس نے خواب میں اپنا بچپن دیکھا، اور وہ اپنے ہی شہر میں تھا۔ وہ سات سال کا ہے اور کسی تہوار والے دن، شام کے قریب وہ اپنے باپ کے ساتھ شہر کے نواح میں ٹہلنے گیا ہے۔ وقت دھندلا اور اداس اداس سا ہے، دن گھٹن والا ہے، جگہ بالکل ویسی ہی جیسی اس کے حافظے میں محفوظ رہ گئی ہے بلکہ حافظے میں تو وہ اس سے کہیں زیادہ دھندلی ہو گئی تھی جتنی اس وقت اسے خواب میں نظر آ رہی تھی۔ شہر بالکل کھلا ہوا تھا، جیسے ہتھیلی پر رکھا ہو، چاروں طرف بید مجنوں کا ایک بھی پیڑ نہیں۔ کہیں دور پر، آسمان کے بالکل سرے پر ایک جنگل کا سواد نظر آ رہا تھا۔ شہر کے گھروں کے ساتھ والے ترکاریوں کے کھیتوں میں، بالکل آخری والے سے چند قدم کے فاصلے پر ایک شراب خانہ، بڑا سا شراب خانہ ہے جسے دیکھ کر جب وہ اپنے باپ کے ساتھ ٹہلتا ہوا اس کے پاس سے گزرتا تھا تو اس پر ہمیشہ ناخوشگوار اثر ہوتا تھا بلکہ ڈر لگتا تھا۔ وہاں ہمیشہ اتنی بھیڑ رہتی تھی، لوگ اتنا شور کرتے تھے، گالیاں بکتے تھے، اتنی بدتمیزی سے اور چیخ چیخ کر گاتے تھے اور بہت لڑتے جھگڑتے تھے۔ اور شراب خانے کے چاروں طرف نشے میں ایسے دھت اور بھیانک لوگ گھومتے پھرتے تھے۔ جب ان لوگوں کا سامنا ہوتا تو وہ اپنے باپ سے بالکل چپک جاتا اور اس کا سارا بدن کانپنے لگتا۔

شراب خانے کے برابر ہی سڑک تھی، کچی ڈگر ہمیشہ دھول سے بھری ہوئی، اور اس کی دھول ہمیشہ اتنی کالی رہتی تھی۔ وہ بل کھاتی ہوئی آگے جاتی تھی اور کوئی تین سو قدم پر شہر کے قبرستان سے دائیں طرف کو مڑ جاتی تھی۔ قبرستان کے بیچ میں پتھر کا گرجا تھا جس کا گنبد سبز رنگ کا تھا۔ اس کے اندر وہ سال میں دو ایک بار اپنے ماں باپ کے ساتھ عبادت کے وقت جاتا تھا جب اس کی دادی کے لئے عبادت کی جاتی تھی جو بہت پہلے مر چکی تھیں اور جنھیں اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایسے موقع پر وہ لوگ اپنے ساتھ نیپکن میں بندھی ہوئی شیرینی کی ایک سفید قاب لے جاتے تھے... یہ شیرینی چاول کی ہوتی تھی اور چاولوں کے اوپر کشمش سے صلیب بنی ہوئی تھی۔ اسے یہ گرجا اور اس کی پرانی وضع کی شبیہیں، جن میں سے زیادہ تر بغیر کسی آرائش کے تھیں، اور ہلتے ہوئے سر والا بوڑھا پادری بہت پسند تھے۔ دادی کی قبر کے پاس جس پر ایک پتھر لگا ہوا تھا، ایک چھوٹی سی قبر تھی اس کے ننھے بھائی کی جو چھ مہینے ہی کا ہو کر مر گیا تھا۔ اسے بھی وہ بالکل نہ جانتا تھا اور اسے بالکل کچھ نہیں یاد آتا تھا لیکن اسے بتایا گیا تھا کہ اس کا ایک چھوٹا بھائی بھی تھا، اور ہر بار جب وہ قبرستان میں آتا تھا تو مذہبی فرض کی طرح اور تقدس کے ساتھ اپنے اوپر صلیب کا نشان بناتا تھا اور گھٹنوں کے بل ہو کر چھوٹی سی قبر کو بوسہ دیتا تھا۔ اور اب اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ باپ کے ساتھ قبرستان کے راستے پر جا رہا ہے اور شراب خانے کے پاس سے گزر رہا ہے۔ اس نے باپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈرتے ڈرتے شراب خانے کی طرف نظر اٹھائی۔ ایک خاص صورت حال نے اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔ اس بار وہاں لگ رہا تھا کہ کوئی جشن ہو رہا ہے۔ اچھے کپڑے پہنے ہوئے شہری لوگوں، کسان عورتوں اور ان کے شوہروں اور طرح طرح کے ایروں غیروں کی بھیڑ تھی۔ سب نشے میں دھت تھے، سب گا رہے تھے اور شراب خانے کے دروازے کے پاس ایک ریڑھی کھڑی تھی۔ لیکن وہ بڑی عجیب و غریب تھی۔ یہ ان بہت بڑی ریڑھیوں میں سے تھی جن میں بڑے بڑے بارکش گھوڑے جوتے جاتے ہیں اور ان میں مال و اسباب اور شراب کے پیپے لادے جاتے ہیں۔ اسے ان بڑے بڑے بارکش گھوڑوں کو دیکھتے رہنا ہمیشہ اچھا لگتا تھا جن کی ایالیں لمبی اور ٹانگیں موٹی موٹی ہوتی تھیں، جو سکون کے ساتھ چلتے تھے، نپے ہوئے قدموں سے اور اپنے پیچھے پورا پہاڑ کھینچتے ہوئے۔ بغیر کسی خاص کوشش کے، جیسے بار کھینچتے ہوئے چلنا ان کے لئے بغیر بار کے چلنے سے بھی زیادہ آسان ہو۔ لیکن اس وقت عجیب بات تھی کہ اتنی بڑی ریڑھی میں جتی ہوئی تھی چھوٹی سی، بالکل سوکھی سمند رنگ کی کسانی بڑھیا گھوڑی، جیسی اس نے اکثر دیکھی تھیں کہ کسی بھی بار کو، چاہے وہ لکڑی ہو یا سوکھی گھاس، کھینچنے میں، خاص طور سے اس وقت جب پہیے کیچڑ میں یا کسی لیکھ میں پھنس جائیں، اپنا سارا زور لگا دیتی ہیں اور اس دوران میں کسان چابک سے انھیں اتنی بے دردی سے اتنی بری طرح پیٹتے ہیں، کبھی کبھی تو تھوتھنی پر اور آنکھوں پر بھی، اور اسے ان جانوروں پر اتنا ترس آتا تھا، یہ دیکھ کر اتنا دکھ ہوتا تھا کہ وہ روہانسا ہو جاتا تھا اور اس کی ماں ہمیشہ اسے کھڑکی پر سے ہٹا لے جاتی تھیں۔ اچانک وہاں بڑا شور و غل ہونے لگا۔ شراب خانے سے چیختے گاتے، بالالائکا بجاتے ہوئے شراب کے نشے میں بالکل دھت یہ بڑے بڑے ڈیل ڈول والے کسان نکلے لال اور نیلی قمیصیں پہنے ہوئے اور کندھوں پر بڑے بڑے اوور کوٹ ڈالے ہوئے۔۔۔ ان میں سے ایک جو ابھی جوان ہی تھا اور جس کی گردن بیحد موٹی تھی اور چہرہ گاجر جیسا لال گوشت بھرا تھا، چلایا: "بیٹھو، سب لوگ بیٹھو! سب کو لے چلوں گا، بیٹھو!" لیکن فوراً ہی قہقہہ بلند ہوا اور اسی کے ساتھ پکار پڑی:

"یہ بڑھیا تو ضرور لے جائے گی"

"ارے میکولکا، تیرا دماغ تو صحیح ہے جو ایسی ریڑھی میں اس طرح کی گھوڑی جوتی ہے!"

"اور یہ گھوڑی تو لگتا ہے بیس سال کی ہو چکی ہے بھائیو!"

"بیٹھو' سب کو لے چلوں گا!" میکولکا اچک کر ریڑھی پر سب سے پہلے سوار ہوتے ہوئے چلایا۔ اس نے لگام سنبھال لی اور ریڑھی کے اگلے حصے پر پورے قد سے کھڑا ہو گیا۔ "کمیت گھوڑا تو ماتوی کے ساتھ چلا گیا اور یہ گھوڑی' بھائیو' بس میرا دل توڑ رہی ہے۔ جی چاہتا ہے اسے مار ہی ڈالوں' مفت کا دانہ کھاتی ہے۔ میں کہتا ہوں' بیٹھو! سرپٹ دوڑاؤں گا! سرپٹ جائے گی!" اور اس نے چابک ہاتھ میں لے لیا اور مزے سے گھوڑی کو پیٹنے کے لئے تیار ہو گیا۔

"ہاں بیٹھو' کیوں نہیں!" بھیڑ نے قہقہہ لگایا "سنا یارو' سرپٹ جائے گی!"

"سرپٹ تو وہ پچھلے دس سال سے نہ دوڑی ہو گی۔"

"چال چال جائے گی!"

"ترس مت کھاؤ' بھائیو' سب لوگ چابک لے لو' تیار ہو جاؤ!"

"چلو' پیٹو اسے!"

سب لوگ قہقہے لگاتے اور پھبتیاں کستے ہوئے میکولکا کی ریڑھی پر سوار ہو گئے۔ چھ لوگ آ گئے لیکن ابھی اور بیٹھ سکتے تھے۔ لوگوں نے ایک موٹی سی لال بھبوکا گالوں والی عورت کو اپنے ساتھ لے لیا۔ وہ لال سوتی کپڑے کا لباس پہنے' سر پر شادی شدہ عورتوں والا' منکے ٹنکا ہوا قصابہ باندھے اور موٹے چمڑے کے جوتے پہنے تھی' جوز توڑ توڑ کر کھا رہی تھی اور ہنسے جا رہی تھی۔ چاروں طرف بھیڑ میں بھی لوگ ہنس رہے تھے اور بھلا کیسے نہ ہنستے۔ - ایسی مریل اتنا بوجھ لے کر سرپٹ دوڑے گی! ریڑھی میں دو جوانوں نے فوراً چابک سنبھال لئے تاکہ میکولکا کی مدد کریں۔ "چخ چخ" کی آواز بلند ہوئی تو گھوڑی نے اپنا سارا زور لگا کر کھینچنا چاہا لیکن سرپٹ تو درکنار وہ اپنی ٹانگوں کو بس ذرا ذرا حرکت دے سکی' اس نے صرف اپنی ٹانگوں کو ادھر ادھر کیا اور ہانپتے ہوئے تین تین چابکوں کی مار سے سٹنے سہنے لگی جو اس پر اولوں کی طرح پڑ رہے تھے۔ ریڑھی میں اور بھیڑ میں قہقہے دو چند ہو گئے مگر میکولکا کو غصہ آ گیا اور اس نے غضب ناک ہو کر گھوڑی کو پیٹ کر رکھ دیا جیسے وہ سچ مچ یہ سمجھے ہوئے تھا کہ گھوڑی سرپٹ دوڑے گی۔

"مجھے بھی آ جانے دو بھائیو!" بھیڑ میں سے ایک نوجوان چلایا جس کو اب مزہ آنے لگا تھا۔

"بیٹھو' سب لوگ بیٹھ جاؤ!" میکولکا چلایا "سب کو لے جائے گی۔ میں اسے پیٹ ڈالوں گا!" اور وہ گھوڑی کو پیٹتا رہا' پیٹتا رہا' مارے غصے کے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس چیز سے مارے۔

"پاپا' پاپا!" اس نے چلا کر اپنے باپ سے کہا "پاپا' یہ لوگ کیا کر رہے ہیں! پاپا' یہ لوگ بیچاری گھوڑی کو مار رہے ہیں!"

باپ نے کہا "چلو' یہاں سے چلیں! شرابی ہیں' بے وقوف' یہ ان کی تفریح ہے۔ چلو' مت دیکھو ادھر!" اور وہ اسے وہاں سے لے جانا چاہتے ہیں لیکن وہ اپنا ہاتھ چھڑا لیتا ہے اور بغیر کچھ سمجھے بوجھے گھوڑی کے پاس بھاگ جاتا ہے۔ گھوڑی کا برا حال ہو چکا تھا۔ وہ ہانپتی' رک جاتی' پھر کھینچنے کے لئے زور لگاتی اور گرتے گرتے سنبھل جاتی۔

"پیٹ پیٹ کے مار ڈالو! اب یہی کرنا پڑے گا۔ مار ڈالوں گا!" میکولکا چلایا۔

بھیڑ میں سے ایک بڈھا چلایا "ارے تیرا کوئی دین دھرم نہیں ہے' شیطان!"

دوسرا بولا "ارے بھلا ایسی گھوڑی اتنے ریڑھی بھر لوگ لے جا سکتی ہے؟"

تیسرا چلایا "ارے تو مار ڈالے گا اسے!"

"تو مت دخل دے! میری چیز ہے! جو چاہوں گا سو کروں گا۔ اور لوگ بیٹھ جاؤ! سب بیٹھ جاؤ! چاہتا ہوں کہ بالکل سرپٹ جائے!...."

اچانک بڑے زوروں کا قہقہہ لگا اور باقی آوازیں اس میں دب گئیں۔ گھوڑی اتنی مار برداشت نہ کر سکی اور بے طاقتی سے اس نے دولتیاں چلانی شروع کر دیں۔ بڈھے سے بھی نہ رہا گیا اور وہ بھی مسکرایا۔ ہنسی کی بات بھی تھی' ایسی مریل سی گھوڑی اور اوپر سے دولتیاں جھاڑ رہی ہے!

بھیڑ میں سے دو جوانوں نے اور چابک لئے اور گھوڑی کے پہلو پر چابک برسانے دوڑے۔ دونوں نے اپنی اپنی طرف سے اس کے پیٹ پر چابک مارنے شروع کئے۔

"تھوتھنی پر مارو' آنکھوں پر لگاؤ' آنکھوں پر!" میکولکا نے چلا کر کہا۔

ریڑھی پر کے لوگوں میں سے کسی نے چلا کر کہا "بھائیو' گانا ہو جائے!" اور ریڑھی کے سارے لوگوں نے تائید کی۔ ایک پر شور گانا بلند ہوا' دف بجنے لگے اور سیٹیاں گونجنے لگیں۔ ریڑھی والی عورت جوز توڑتی اور ہنستی رہی۔

....وہ گھوڑی کے آس پاس دوڑنے لگا' بھاگ کر اس کے سامنے گیا اور دیکھا کہ کیسے گھوڑی کو آنکھوں پر' بالکل آنکھوں پر مار رہے ہیں! وہ رونے لگا' اس کا دل جیسے حلق میں آ کر پھنس گیا' آنسو بے اختیار بہنے لگے۔ ایک مارنے والے کا چابک اس کے منہ پر آ لگا' اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہوا' وہ اپنے ہاتھ ملنے لگا اور چلاتا ہوا سفید ڈاڑھی اور سفید بالوں والے بڈھے کی طرف لپکا جو سر ہلا ہلا کر اس سب پر ناراض ہو رہا تھا۔ ایک عورت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے وہاں سے لے جانا چاہا لیکن وہ اس سے ہاتھ چھڑا کر پھر سے گھوڑی کے پاس آ گیا۔ گھوڑی کی طاقت جواب دے چکی تھی لیکن اس نے پھر سے دولتیاں چلانی شروع کیں۔

"اچھا تو تو شیطانی کرے گی!" میکولکا غصے میں چلایا۔ اس نے چابک پھینک دیا' جھک کر ریڑھی کے پیندے میں سے ایک لمبا اور موٹا سا ڈنڈا نکالا اور اس کے ایک سرے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اور زور لگا کر اسے گھوڑی کے اوپر تان لیا۔

"ڈھیر کر دے گا!" چاروں طرف سے لوگ چلائے۔

"مار ڈالے گا!"

"میری چیز ہے!" میکولکا چیخا اور پورے زور سے ڈنڈا دے مارا۔ بڑے زور کی آواز ہوئی۔

"مارو' مارو اسے! رک کیوں گئے!" بھیڑ میں سے آوازیں بلند ہوئیں۔

اور میکولکا نے ڈنڈا دوسری بار گھمایا اور دوسری بار ڈنڈا بدنصیب گھوڑی کی پیٹھ پر پورے زور سے پڑا۔ وہ پچھلی ٹانگوں کے بل ڈھے پڑی لیکن پھر سنبھل گئی اور اس نے کھینچنا شروع کیا' اپنا سارا آخری زور لگا کر کھینچنا شروع کیا' کبھی ادھر کبھی ادھر کہ ریڑھی کو لے چلے۔ لیکن چاروں طرف سے اس پر چھ چابک برس رہے تھے' اور ڈنڈا پھر سے بلند ہوا اور تیسری مرتبہ اس کی پیٹھ پر پڑا' پھر چوتھی بار اسی طرح' پورے زور سے۔ میکولکا آپے سے باہر تھا کہ یہ ایک ہی وار میں اس کو مار ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوا۔

"جیوٹ والی ہے!" چاروں طرف سے لوگ چلائے۔

بھیڑ میں سے ایک تماشائی نے چلا کر کہا "ابھی بس ذرا سے پڑے گی بھائیو' بس اب اس کا خاتمہ ہی ہے۔"
"لگاؤ ایک کلہاڑی اسے' اور نہیں تو کیا! ختم کرواسے ایک بار میں" تیسرا چلایا۔
"لعنت ہے اس پر! ہٹ جاؤ ایک طرف!" میکولکا جنون میں چلایا۔ اس نے ڈنڈا پھینک دیا اور ریڑھی میں پھر سے جھک کر لوہے کی ایک چھڑ نکالی۔ "بچو تم لوگ!" اس نے چیخ کر کہا اور اپنی پوری قوت سے اپنی بیچاری گھوڑی پر بھرپور وار کیا۔ وار پڑا' گھوڑی لڑکھڑائی' پچھلی ٹانگیں کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی کہ چھڑ پھر پورے زوروں سے اس کی پیٹھ پر آپڑی' وہ دوڈھے گئی' بیچ بچاؤ اس کی چاروں ٹانگیں ایک ساتھ جواب دے گئیں۔
"ختم کرو اسے!" میکولکا چلایا اور بالکل بدحواسی میں ریڑھی پر سے کود پڑا۔ چند جوان جو نشے میں لال اور وحشت ہو رہے تھے' جو کچھ ہاتھ لگا' چابک' ڈنڈے' لاٹھیاں' لے لے کر دم توڑتی ہوئی گھوڑی کی طرف دوڑے۔ میکولکا ایک پہلو کی طرف کھڑا ہو کر لوہے کی چھڑ گھوڑی کی پیٹھ پر برسانے لگا۔ گھوڑی نے اپنا تھوتھن آگے کو بڑھا دیا' ابھر ابھر کر سانس لی اور دم توڑ دیا۔
"ختم کر دیا!" کسی نے بھیڑ میں سے چلا کر کہا۔
"تو سرپٹ کیوں نہیں دوڑی!"
"میری چیز ہے!" میکولکا نے ہاتھ میں لوہے کی چھڑ لئے لئے چیخ کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ وہ یوں کھڑا تھا جیسے اسے افسوس ہو رہا ہے کہ اب کچھ رہا ہی نہیں جسے پیٹے۔
بھیڑ میں سے متعدد آوازیں ایک ساتھ بلند ہوئیں "سیدھی بات ہے کہ تیرا کوئی دین دھرم نہیں ہے!"
لیکن بیچارہ لڑکا بالکل بے سدھ ہو گیا۔ چیختا ہوا وہ بھیڑ میں سے ہو کر گھوڑی کے پاس پہنچا۔ اور اس کے مردہ' خون میں لتھڑے ہوئے تھوتھن کو بازوؤں میں لے کر چومنے لگا' اس کی آنکھوں اور ہونٹوں کو چومنے لگا...
پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور ایک جھونک میں اپنے ننھے ننھے مکوں سے میکولکا پر ٹوٹ پڑا۔ اسی لمحے اس کے باپ نے' جو دیر سے اس کا پیچھا کر رہے تھے' آخر کار اسے پکڑ لیا اور بھیڑ میں سے نکال لے گئے۔
"چلو' چلو!" باپ نے اس سے کہا "گھر چلیں!"
"پاپا! کس لئے ان لوگوں نے... بیچاری گھوڑی کو... مار ڈالا!" اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا لیکن اس کی سانس نہیں سما رہی تھی اور اس کے ہانپتے ہوئے سینے میں سے الفاظ چیخوں کی طرح نکلے۔
"شرابی ہیں! ہنسی کھیل کر رہے ہیں' ہم سے کیا مطلب' چلو چلیں!" وہ دونوں ہاتھوں سے باپ کو چمٹ گیا مگر اسے سینے میں گھٹن کا احساس ہوا' گھٹن ہو رہی تھی۔ اس نے گہری سانس لینا چاہا لیکن وہ چیخ پڑا اور اس کی آنکھ کھل گئی۔

جب وہ جاگا تو پسینے میں تر تھا' بال پسینے سے بالکل بھیگے ہوئے تھے اور وہ ہانپ رہا تھا۔ انتہائی خوف کی حالت میں وہ کھڑا ہو گیا۔
"شکر ہے خدا کا کہ یہ صرف خواب ہے!" اس نے ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ کر گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔
"لیکن یہ ہے کیا؟ کیا مجھے بخار چڑھ رہا ہے — ایسا بے تکا خواب!"
اس کا سارا بدن ٹوٹتا ہوا لگ رہا تھا اور دل میں جیسے اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بڑی گڑبڑ تھی۔ اس نے اپنی کہنیاں گھٹنوں پر ٹکا لیں اور دونوں ہاتھوں پر سر رکھ لیا۔
"یا خدا!" اس نے زور سے کہا "کیا ایسا ہو سکتا ہے' ایسا ہو سکتا ہے کہ میں سچ مچ کلہاڑی لے جاؤں گا'

اس کے سر پر ماروں گا اس کی کھوپڑی پھاڑ دوں گا... چپچپے گرم خون پر پھسلوں گا' تالا توڑوں گا' چوری کروں گا اور تھر تھراؤں گا' خون میں رنگا ہوا چھپوں گا... کلہاڑی سمیت... یا خدا! کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"
وہ جب یہ کہہ رہا تھا تو پتی کی طرح کانپ رہا تھا۔
"لیکن یہ میں کر کیا رہا ہوں!" اس نے پھر سے اٹھتے ہوئے گویا بڑی حیرانی کے ساتھ کہا "میں تو اچھی طرح جانتا تھا کہ میں یہ نہیں کر سکتا' تو پھر ابھی تک میں کیوں خود کو اذیت دے رہا تھا؟ آخر کل بھی تو' کل جب میں گیا تھا... آزمانے کے لئے' آخر کل بھی تو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ میں اس کی تاب نہیں لا سکتا... تو پھر اب کیا کر رہا ہوں میں؟ آخر مجھے ابھی تک شک کس چیز میں تھا؟ آخر کل ہی سیڑھیوں پر سے اترتے ہوئے میں نے خود کہا تھا کہ یہ ذلیل' بے شرمی کی بات ہے گھٹیا پن ہے' گھٹیا پن... آخر مجھے تو اس خیال ہی سے سچ مچ متلی ہونے لگی اور بھیانک پن کا احساس ہوا...
"نہیں' میں نہیں برداشت کر سکتا' نہیں برداشت کر سکتا! چاہے اس سارے سوچ بچار میں کوئی شک نہ ہو' اس مہینے میں جو کچھ طے ہوا ہے وہ سب چاہے روز روشن کی طرح عیاں ہو' حساب کی طرح صحیح ہو۔ یا خدا! میں بہرحال ہمت نہیں کروں گا! میں ہرگز نہیں برداشت کر سکتا' نہیں برداشت کر سکتا!... تو پھر کیوں' کس لئے میں ابھی تک..."
وہ کھڑا ہو گیا' حیرت سے اس نے چاروں طرف دیکھا جیسے وہ اس پر بھی حیران ہو کہ یہاں آپہنچا' اور توچکوف پل کی طرف چل پڑا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا' آنکھیں جل رہی تھیں' سارا بدن تھک کر چور ہو چکا تھا لیکن اچانک لگا کہ وہ آسانی سے سانس لینے لگا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ اس نے اپنے اوپر سے یہ بھیانک بوجھ اتار پھینکا ہے جو اسے اتنے عرصے تک دبائے ہوئے تھا' اور اس کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہو گیا ہے۔
اس نے دعا کی "یا خدا' مجھے میرا راستہ دکھا دے اور میں اس لعنت سے... اپنے خواب سے توبہ کر لوں گا!"
پل پر سے گزرتے ہوئے اس نے سکون اور اطمینان کے ساتھ نیوا ندی کو' روشن' سرخ سورج کے صاف غروب کو دیکھا۔ اپنی کمزوری کے باوجود اب اسے تھکن کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے دل کا پھوڑا' جو مہینے بھر سے پک رہا تھا' اچانک پھوٹ گیا ہو۔ نجات' نجات! اب اسے اس جادو سے' اس سحر سے' اس ٹونے ٹوٹکے سے' اس خلل دماغ سے نجات مل چکی تھی!
بعد کو جب وہ اس وقت کو اور اس سب کو یاد کرتا تھا جو ان دنوں اس کے ساتھ پیش آیا تھا' ایک ایک منٹ کر کے' ایک ایک بات کر کے' ایک ایک تفصیل کر کے' تو اسے ہمیشہ واہمے کی طرح ایک صورت حال ضرور یاد آتی تھی جو کہ دراصل بہت زیادہ خلاف معمول بھی نہ تھی لیکن بعد کو وہ برابر اسے اپنے پہلے سے طے شدہ مقدر کی طرح لگتی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس کی بالکل سمجھ میں نہ آتا تھا اور وہ کسی طرح خود توضیح نہ کر پاتا تھا کہ جب وہ تھکا ہوا تھا' بالکل نڈھال اور اس کے لئے اچھا یہ تھا کہ وہ سب سے چھوٹے اور سیدھے راستے سے گھر جاتے تو وہ کیوں سینایا چوک ہو کر گھر کی طرف گیا تھا جہاں جانا اس کے لئے بالکل بے کار تھا۔ پھیر کوئی ایسا زیادہ نہ تھا لیکن صریحی اور قطعی طور پر غیر ضروری تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دسیوں بار وہ گھر اس طرح لوٹا تھا کہ اسے یاد ہی نہ رہتا تھا کہ وہ کن سڑکوں سے ہو کر آیا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ یہ سوال کرتا تھا کہ کیوں' آخر کیوں اتنی اہم' اس کے لئے اتنی فیصلہ کن اور ساتھ ہی انتہا درجے کی اتفاقی ملاقات سینایا چوک پر (جہاں اس کے جانے کی کوئی وجہ نہ تھی) اس وقت اور اس کی زندگی کی اس گھڑی اور اس منٹ میں ہوئی' ٹھیک اس کے دل کی اس

کیفیت میں اور ٹھیک ایسی صورت حال میں ہوئی جب وہ یعنی یہ ملاقات' اس کے مقدر پر سب سے فیصلہ کن اور سب سے انتہائی عمل کر سکتی تھی؟ جیسے وہ جان بوجھ کر وہاں اس کی گھات میں رہی ہو!

جب وہ سینایا چوک سے گزرا تو تقریباً نو بج رہے تھے۔ میزوں' خوانچوں اور چھوٹی چھوٹی دکانوں میں سارے دکاندار یا تو اپنے مال سمیٹ کر باندھ رہے تھے یا اپنی دکانیں بند کر رہے تھے اور اپنے گاہکوں کی طرح گھر جا رہے تھے۔ نچلی منزل پر واقع کھانے کی دکانوں کے پاس سینایا چوک کے گھروں کے گندے اور بدبودار صحنوں پر اور سب سے زیادہ شراب خانوں کے قریب بھانت بھانت کے ٹھگ اور چیتھڑے پوش بھیڑ لگائے تھے۔ رسکولنیکوف جب بے مقصد سڑکوں پر گھومنے کے لئے نکلتا تو اسے یہ جگہیں خاص طور سے پسند تھیں جیسے کہ آس پاس کی ساری گلیاں۔ یہاں اس کے چیتھڑوں کی طرف کسی کا بالکل دھیان بھی نہ جاتا تھا اور یہاں جس حالت میں بھی آدمی چاہے گھوم پھر سکتا تھا اور اس کو بھی کوئی کوفت نہ ہوتی تھی۔ کونی گلی کے عین نکڑ پر ایک دوکاندار اور اس کی عورت دو میزوں پر اپنا سامان۔۔۔ دھاگے' فیتے اور سوتی رومال وغیرہ۔۔۔ لگا کر دکانداری کرتے تھے۔ وہ بھی گھر جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن ذرا کی ذرا رک کر ایک واقف کار سے باتیں کر رہے تھے جو اسی وقت آ پہنچی تھی۔ یہ واقف کار لیزاویتا ایوانوونا تھی یا صرف لیزاویتا' جیسے کہ سب لوگ اسے پکارتے تھے' اسی بڑھیا الیونا ایوانوونا کی چھوٹی بہن جو کالیجینٹ رجسٹرار کی بیوہ تھی اور لوگوں کی چیزیں گروی رکھ کر انھیں قرض دیتی تھی' جس کے پاس رسکولنیکوف کل گھڑی گروی رکھنے اور آزمانے کے لئے گیا تھا... وہ بہت دنوں سے اس لیزاویتا کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا اور وہ بھی رسکولنیکوف کو تھوڑا بہت جانتی تھی۔ وہ اونچے قد کی' بھونڈی' پھوہڑ' بہت ہی دبلی سہمی سی عورت تھی' تقریباً احمق' پینتیس ایک سال کی لیکن اپنی بہن کی بالکل باندی کی طرح تھی' دن رات اسی کے کام کرتی رہتی' اس کے سامنے تھراتی رہتی بلکہ اس کی مار پیٹ تک گوارا کر لیتی۔ وہ ایک گٹھڑی لئے ہوئے دکاندار اور اس کی بیوی کے سامنے کھڑی تھی اور ان کی باتیں بڑے دھیان سے سن رہی تھی۔ وہ لوگ اس سے خاص طور سے زور دے کر کچھ کہہ رہے تھے۔ جب رسکولنیکوف کی نظر اچانک لیزاویتا پر پڑی تو اسے ایک عجیب سا احساس ہوا جو شدید حیرانی سے ملتا جلتا ہوا تھا حالانکہ اس ملاقات میں حیرانی کی کوئی بات نہ تھی۔

"تم تو لیزاویتا ایوانوونا خود اپنے آپ فیصلہ کر لو" دکاندار نے اونچی آواز میں کہا "کل آ جاؤ' کوئی سات بجے۔ اور وہ لوگ بھی پہنچ جائیں گے"

"کل؟" لیزاویتا نے ذرا سوچ کر فکرمندانہ انداز میں کہا جیسے طے نہ کر پا رہی ہو۔

"ارے تم کو تو الیونا ایوانوونا نے خوب ڈرا رکھا ہے!" دکاندار کی بیوی بول پڑی جو بڑی تیز عورت تھی۔ "میں تو تم کو دیکھتی ہوں' بالکل جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہو۔ اور بہن بھی تو وہ تمھاری سگی نہیں' سوتیلی ہیں لیکن کیسا اختیار جما رکھا ہے۔"

"تو تم اس بار الیونا ایوانوونا سے کچھ نہ کہنا" شوہر بول پڑا "میرا تو یہی مشورہ ہے اور ان سے پوچھے بغیر ہی میرے پاس آ جانا۔ سودا یہ فائدے کا ہے۔ بعد کو بہن خود ہی سمجھ جائیں گی۔"

"تو آنا ہے؟"

"سات بجے کل۔ اور وہ لوگ بھی پہنچ جائیں گے۔ پھر تم خود ہی فیصلہ کر لینا۔"

"اور میں سماوار تیار کر رکھوں گی' چائے پئیں گے" بیوی نے اضافہ کیا۔

"اچھی بات ہے' آ جاؤں گی" لیزاویتا نے اس طرح کہا جیسے ابھی سوچ میں ہو اور دھیرے دھیرے وہ وہاں سے کھسکنے لگی۔

رسکولنیکوف آگے بڑھ چکا تھا اور اس نے زیادہ کچھ نہیں سنا۔ وہ چپکے ہی سے گزر گیا' تاکہ کوئی اس کی طرف دھیان نہ دے اور یہ کوشش کرتا رہا کہ ایک لفظ بھی ان سنا چھوٹنے نہ پائے۔ اس کی پہلی حیرت رفتہ رفتہ خوف میں بدل گئی اور ایسا لگا جیسے اس کی پیٹھ پر ٹھنڈی جھرجھری دوڑ گئی ہو۔ اسے معلوم ہو گیا تھا' اسے یکبارگی اور بالکل ہی غیر متوقع طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ کل ٹھیک سات بجے شام کو بڑھیا کی بہن اور اس کے ساتھ رہنے والی واحد شخصیت لیزاویتا گھر پر نہیں ہوگی جس کا مطلب یہ ہوا کہ سات بجے شام کو بڑھیا گھر پر اکیلی ہوگی۔

رسکولنیکوف کے گھر تک بس چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ وہ گھر میں اس آدمی کی طرح داخل ہوا جسے سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہو۔ وہ کچھ بھی سوچ سمجھ نہیں رہا تھا اور سوچ سمجھ بالکل سکتا بھی نہیں تھا لیکن اچانک اس نے اپنے سارے وجود سے محسوس کیا کہ اب اس کے لئے سوچنے سمجھنے کی آزادی رہی ہی نہیں' اپنی کوئی مرضی نہیں رہی' کہ اچانک سب کچھ قطعی طور پر طے ہو چکا ہے۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں تھا کہ اگر وہ کئی سال تک اس منصوبے کے سلسلے میں موزوں موقع کا انتظار کرتا تو تب بھی اس منصوبے کی کامیابی کی طرف اس سے زیادہ صریحی قدم اٹھانے کے امکان کی توقع کرنا ممکن تھا جو اس وقت اچانک سامنے آ گیا تھا۔ بہرصورت پہلے سے اور یقینی طور پر' زیادہ صحت اور کم تر خطرہ مول لئے ہوئے' طرح طرح کے خطرناک سوالات اور پوچھ گچھ کے بغیر یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا کہ کل فلاں فلاں وقت' فلاں بڑھیا' جس کو جان سے مار ڈالنے کی تیاری کی جا رہی تھی' گھر پر بالکل تن تنہا ہوگی۔

6

بعد کو رسکولنیکوف کو کسی طرح اتفاقاً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دکاندار اور اس کی عورت نے لیزاویتا کو اپنے ہاں کیوں بلایا تھا۔ کام بالکل معمولی سا تھا اور اس میں ایسی کوئی بھی خاص بات نہیں تھی۔ ایک نو وارد اور مفلس ہو جانے والا خاندان کچھ چیزیں بیچ رہا تھا' لباس اور دوسری چیزیں' سب عورتوں والی۔ اور چونکہ بازار میں بیچنے میں فائدہ نہ ہوتا اسی لئے وہ کسی سودے کرنے والے کی تلاش میں تھے اور لیزاویتا یہی کام کرتی تھی۔ وہ اسے اپنے ذمے لے لیتی تھی' ایک سے خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دیتی تھی اور اس کا کاروبار خوب چلتا تھا اس لئے کہ وہ بہت ایماندار تھی اور ہمیشہ ایک دام بتاتی تھی' بس جو دام کہہ دے اسی پر قائم رہتی۔ بولتی وہ ویسے بھی کم ہی تھی اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے بڑی ہی دبو تھی اور ڈری ڈری سی رہتی تھی...

لیکن ادھر کچھ دنوں سے رسکولنیکوف بڑا توہم پرست ہو گیا تھا اور توہم کے اثرات اس کے اندر بعد میں بھی بہت دنوں تک باقی رہے' تقریباً امٹ ہو گئے۔ اور اس سارے معاملے میں ہمیشہ بعد کو اس کا رجحان کوئی نہ کوئی عجیب اور پراسرار چیز دیکھنے کا ہوتا جیسے اس میں کچھ نہ کچھ خاص اثرات اور اہم اتفاقیت ہو۔ جاڑوں ہی میں اس کے ایک واقف کار طالب علم پوکوریف نے' جو خارکوف چلا گیا تھا' ویسے ہی باتوں باتوں میں اسے بڑھیا الیونا ایوانوونا کا پتہ بتا دیا تھا کہ شاید کبھی اتفاقاً اسے کوئی چیز گروی رکھنے کی ضرورت پڑے۔ بہت دنوں تک تو وہ اس بڑھیا کے پاس گیا نہیں اس لئے کہ اس کے پاس پڑھانے کو سبق تھے اور وہ کسی نہ کسی طرح کام چلا لیتا تھا۔ ڈیڑھ مہینے پہلے اسے بڑھیا کا پتہ یاد آیا۔ اس کے پاس دو چیزیں تھیں جنھیں گروی رکھا جا سکتا تھا' ایک تو باپ کی پرانی

چاندی کی گھڑی تھی اور دوسری 'چھوٹی سی سونے کی انگوٹھی جس میں تین چھوٹے چھوٹے کوئی لال نگینے جڑے تھے' یہ اس کی بہن نے اسے رخصت کرتے وقت نشانی کے طور پر دیا تھا۔ اس نے طے کیا کہ گروی رکھنے کے لئے انگوٹھی لے جائے گا۔ بڑھیا کا پتہ ڈھونڈ کر وہاں پہنچا تو پہلی ہی نظر میں' جبکہ اسے ابھی بڑھیا کے بارے میں کوئی خاص بات معلوم بھی نہ تھی' اس سے ناقابل برداشت کراہت کا احساس ہوا۔ اس نے بڑھیا سے دو "کاغذی روبل" لئے اور واپسی میں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں چلا گیا۔ اس نے چائے منگوائی اور بیٹھ کر اپنے خیالات میں ڈوب گیا۔ اس کے ذہن میں ایک عجیب و غریب خیال نمودار ہوا جیسے انڈے میں سے چوزہ نکل آتا ہے' اور اس پر پوری طرح طاری ہو گیا۔

اس کے پاس دوسری میز کے گرد ایک طالب علم' جسے وہ بالکل نہ جانتا تھا اور نہ وہ اسے یاد تھا' اور ایک نوجوان افسر بیٹھا تھا۔ وہ بلیرڈ کی ایک بازی کھیلنے کے بعد چائے پینے بیٹھے تھے۔ اچانک رسکولنیکوف نے سنا کہ طالب علم اس افسر کو سود پر قرض دینے والی الیونا ایوانوونا کے بارے میں' جو کالجیئٹ سیکرٹری کی بیوہ تھی' بتا رہا تھا اور اس کا پتہ دے رہا تھا۔ رسکولنیکوف کو یہی بات کچھ عجیب لگی کہ وہ تو ابھی ابھی وہیں سے آ رہا تھا اور فوراً ہی بڑھیا کی باتیں بھی ہونے لگیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اتفاق تھا لیکن اب وہ ایک بہت ہی غیر معمولی تاثر سے اپنا پیچھا نہ چھڑا سکا کہ یہاں جیسے کوئی اس کی کچھ خدمت انجام دے رہا ہے۔ طالب علم نے اچانک اپنے ساتھی کو اس الیونا ایوانوونا کے بارے میں مختلف تفصیلات سے مطلع کرنا شروع کیا۔

"بڑی شاندار ہے" اس نے کہا "اس سے آپ ہمیشہ رقم حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسی مالدار ہے جیسے یہودی' چاہے تو فوراً پانچ ہزار دے سکتی ہے لیکن سستی سستی چیزیں بھی لے کر قرض دیتی ہے۔ ہمارے بہت سے لوگ اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ بس یہ کہ بھیانک مردار ہے...."

اور پھر اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ وہ کتنی بدطینت اور من موجی ہے کہ گروی مال کو چھڑانے میں صرف ایک دن کی دیر ہو جائے تو سمجھو کہ مال گیا ہاتھ سے۔ جتنے کا مال ہوتا ہے اس کا چوتھائی بھر تو دیتی ہے اور مہینے پر پانچ بلکہ سات فیصدی تک سود لیتی ہے' وغیرہ وغیرہ۔ طالب علم بکے جا رہا تھا اور اس نے یہ اطلاع بھی دی کہ اس کے علاوہ بڑھیا کی ایک بہن بھی ہے' لیزاویتا' جس کو وہ چھوٹی سی خبیث بڑھیا ہر وقت پیٹتی رہتی ہے اور اس پر اس طرح حکم چلاتی رہتی ہے جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو اور یہ سب اس وقت جبکہ لیزاویتا کم سے کم پانچ ہاتھ کی ہو گی....

"تو یہ بھی ایک مظہر ہے!" طالب علم نے چلا کر کہا اور قہقہہ لگایا۔

وہ دونوں لیزاویتا کی باتیں کرنے لگے۔ طالب علم اس کی باتیں کچھ خاص پسندیدگی کے ساتھ کر رہا تھا۔ اس نے طالب علم سے کہا کہ وہ اس لیزاویتا کو اس کے پاس کچھ کپڑوں کی مرمت کرنے کے لئے بھیج دے۔ رسکولنیکوف نے ایک ایک لفظ دھیان سے سنا اور اسی وقت سب کچھ جان لیا۔۔۔ لیزاویتا اس بڑھیا کی چھوٹی سوتیلی (دوسری ماں سے) بہن تھی اور پینتیس سال کی تھی۔ وہ دن رات بہن ہی کا کام کرتی تھی' گھر میں باورچن اور کپڑے دھونے والی کی جگہ تھی اور اس کے علاوہ بیچنے کے لئے سلائی کرتی تھی' فرش کی صفائی دھلائی کرنے کا کام بھی لے لیتی تھی اور جو کچھ کماتی سب بہن کو دے دیتی تھی۔ بڑھیا کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے وہ کوئی آرڈر لے سکتی نہ کوئی کام کر سکتی تھی۔ بڑھیا نے اپنا وصیت نامہ بھی لکھ دیا تھا جس کے بارے میں لیزاویتا کو معلوم تھا' اسے وصیت کے مطابق ایک کوڑی بھی نہ ملے گی سوائے سامان منقولہ' یعنی کرسیوں اور دوسری

چیزوں کے۔ رقم ساری صوبہ ن۔۔۔ میں ایک خانقاہ کے نام لکھ دی گئی ہے تاکہ بڑھیا کی روح کو ہمیشہ ثواب ملتا رہے۔ لیزاویتا سودے والی تھی' کسی عہدیدار کی بیوی تو تھی نہیں' بن بیاہی تھی اور اپنے آپ میں بے حد پھوہڑ' قد نمایاں طور پر لمبا اور پاؤں کے پنجے لمبے لمبے کچھ پھیلے ہوئے سے' ہمیشہ بکری کی کھال کے پھٹے جوتے پہنے رہتی تھی اور ہمیشہ خود کو صاف ستھری رکھتی تھی۔ خاص چیز جس پر طالب علم نے حیرت کا اظہار کیا اور مسکرایا یہ تھی کہ لیزاویتا ہمیشہ حاملہ رہتی تھی....

"لیکن تم تو کہتے ہو کہ وہ بدصورت ہے؟" افسر نے ٹوکا۔

"ہاں' رنگ اتنا ڈھلکا ہوا کہ جیسے بھیس بدلے ہوئے سپاہی ہو لیکن پتہ ہے تمہیں' بدصورت بالکل نہیں ہے۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے ایسی نیکی ٹپکتی ہے۔ بہت ہی زیادہ۔ ثبوت اس کا یہ کہ بہتوں کو اچھی لگتی ہے۔ اتنی خاموش مزاج' شریف' بے زبان' بات ماننے والی' ہر بات مان لینے والی ہے۔ اور اس کی مسکراہٹ تو بہت ہی اچھی ہے۔"

"لگتا ہے تمہیں بھی اچھی لگتی ہے؟" افسر ہنس پڑا

"عجیب چیز ہونے کی وجہ سے۔ نہیں' میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں تو اس لعنتی بڑھیا کو مار ڈالتا اور لوٹ لیتا اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ضمیر کی ذرا بھی ملامت کے بغیر" طالب علم نے گرمجوشی کے ساتھ اضافہ کیا۔

افسر پھر ہنسنے لگا اور رسکولنیکوف کانپ اٹھا۔ کتنی عجیب بات تھی یہ!

"تم سنو تو سہی' میں تم سے سنجیدگی سے سوال کرنا چاہتا ہوں" طالب علم نے بڑے جوش میں کہا "ظاہر ہے کہ ابھی تو میں نے مذاق کیا تھا لیکن ذرا غور کرو کہ ایک طرف تو ہے بیوقوف' لایعنی' پوچ' بدخو' بیمار بڑھیا' جس کی ضرورت کسی کو بھی نہیں بلکہ اس کے برعکس سب کے لئے نقصان وہ' جو خود نہیں جانتی کہ کس لئے جی رہی ہے اور کل اپنے آپ ہی مر جائے گی۔ سمجھے؟ سمجھے؟"

"ہاں سمجھا" افسر نے اپنے جوش میں آئے ہوئے ساتھی کے چہرے کو تکتے ہوئے جواب دیا۔

"آگے سنو۔ اور دوسری طرف ہیں نوجوان' تازہ دم قوتیں' جو سہارے کے بغیر مفت میں تلف ہو رہی ہیں! اور یہ ہزاروں ہیں' اور یہ ہر جگہ ہیں۔ سینکڑوں' ہزاروں نیک کام کاج ہیں جو بڑھیا کی اس رقم سے انجام دیئے جا سکتے ہیں اور ٹھیک کئے جا سکتے ہیں جو خانقاہ میں دفن ہو جائے گی! سینکڑوں' ہو سکتا ہے ہزاروں مخلوقوں کو راہ پر لگایا جا سکتا ہے' درجنوں خاندانوں کو محتاجی سے' تباہی سے' بدکاری کی بدولت برباد ہونے سے' چھوتی متعدی بیماریوں کے اسپتالوں سے بچایا جا سکتا ہے۔۔۔ اور یہ سب اس بڑھیا کی رقم سے۔ مار دو اسے اور لے لو اس کی رقم' اس لئے کہ اس رقم کی مدد سے خود کو سارے انسانی اور سماجی کاموں کی خدمت کے لئے وقف کر دو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟ ایک بالکل چھوٹا سا جرم ہزاروں نیک کاموں سے دھل نہ جائے گا؟ ایک زندگی کے بدلے میں ہزاروں زندگیاں بدعنوانی اور تباہی سے بچائی جائیں گی۔ ایک موت اور اس کے مبادلے میں سو زندگیاں۔۔۔ یہ تو حساب کی بات ہے! اور سماجی میزان میں اس مدقوق' بیوقوف اور بدخو بڑھیا کی زندگی معنی کیا رکھتی ہے؟ جوں کی' تیل چٹے کی زندگی سے زیادہ تو نہیں' بلکہ اتنی بھی نہیں' اس لئے کہ بڑھیا نقصان دہ ہے۔ وہ دوسروں کا جینا دوبھر کر رہی ہے' ابھی تھوڑے دن ہوئے اس نے غصے میں لیزاویتا کی انگلی کاٹ کھائی' ایسی کہ بس بچ ہی گئی نہیں تو کاٹ کر الگ کرنی پڑتی!"

"بلاشبہ اس کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے" افسر بولا "لیکن اب یہ تو فطرت کا قانون ہے۔"

"ارے بھائی' آخر فطرت کو بھی تو درست کیا جاتا ہے' اس کی ہدایت کاری کی جاتی ہے' ورنہ اس کے بغیر تو ہم تعصبات میں غرق ہو جاتے۔ ایسا نہ ہوتا تو ایک بھی عظیم انسان نہ ہوتا۔ کہتے ہیں "فرض' ضمیر"۔۔۔ میں فرض اور ضمیر کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن ہم انہیں سمجھتے کس طرح ہیں؟ ٹھہرو' میں تم سے ایک اور سوال کرتا ہوں۔ سنو!"

"نہیں' تم ٹھہرو' میں تم سے سوال کرتا ہوں' سنو!"

"کہو!"

"ابھی تو تم کہے جا رہے ہو اور تقریر جھاڑ رہے ہو لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ' تم خود اس بڑھیا کو قتل کر دو گے یا نہیں؟"

"سیدھی سی بات ہے کہ نہیں! میں تو انصاف پسندی کی خاطر۔۔۔ مجھے اس سے کیا لینا دینا۔۔۔"

"اور میرے خیال میں جب تک تم خود کرنے کا فیصلہ نہیں کرتے تب تک اس میں کوئی بھی انصاف پسندی نہیں ہے! چلو ایک بازی اور ہو جائے!"

رسکولنیکوف غیر معمولی ہیجان میں تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب سے عام اور آئے دن کی نوجوانوں کی باتیں اور خیالات تھے جو اس نے جانے کتنی بار سنی تھیں' بس یہ کہ دوسرے انداز میں اور دوسرے موضوعوں پر۔ لیکن عین اس وقت کیوں اسے ایسی باتیں اور ایسے خیالات سننے کا اتفاق ہوا جب اس کے اپنے ذہن میں ابھی ابھی پیدا ہوئے تھے۔۔۔ بالکل ایسے ہی خیالات؟ اور کیوں عین اسی وقت' جب وہ اپنے خیالات کا نقش اول بڑھیا کے ہاں سے لے کر آیا تھا تبھی' وہ بڑھیا کے بارے میں بات چیت سے دوچار ہو جاتا ہے؟۔۔۔ یہ اتفاقیت اسے ہمیشہ عجیب لگی۔ شراب خانے کی اس مہمل بات چیت نے معاملے کے آئندہ ارتقاء کے دوران میں اس پر غیر معمولی اثر ڈالا' جیسے اس میں کوئی چیز پہلے سے مقدر ہو چکی ہو' کسی چیز کا اشارہ رہا ہو۔۔۔

سینایا چوک سے واپس آ کر وہ صوفے پر ڈھے پڑا اور گھنٹے بھر تک ہلے جلے بغیر بیٹھا رہا۔ اس بیچ میں اندھیرا ہو گیا' موم بتی اس کے پاس تھی نہیں اور اسے تو موم بتی جلانے کا خیال بھی نہیں آیا۔ بعد کو وہ بالکل نہیں یاد کر پاتا تھا کہ اس وقت اس نے کسی چیز کے بارے میں سوچا تھا یا نہیں؟ آخر کار اسے بخار کا احساس ہوا جو اسے کچھ دنوں سے ہو جاتا تھا' اسے کپکپی لگی اور یہ محسوس کر کے اطمینان ہوا کہ وہ صوفے پر لیٹ سکتا ہے۔ جلد ہی اس پر بہت گہری اور بوجھل سی نیند طاری ہو گئی' جیسے نیند نے اسے دبوچ لیا ہو۔

وہ بہت دیر تک سوتا رہا اور اس نے کوئی خواب بھی نہیں دیکھا۔ اگلی صبح کو دس بجے نستاسیا اس کے کمرے میں آئی اور بڑی مشکلوں سے اسے جگایا۔ اس کے لئے وہ چائے اور روٹی لائی تھی۔ چائے پھر بہت ہی ہلکی تھی اور نستاسیا کی اپنی ہی چائے دانی میں تھی۔

اب تک سو رہے ہیں!" وہ ناپسندیدگی کے ساتھ چلائی "سارے وقت سوتے رہتے ہیں!"

رسکولنیکوف بڑی کوشش کر کے اٹھا۔ اس کا سر درد کر رہا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور کمرے میں ایک بار گھوم کر پھر سے صوفے پر گر پڑا۔

"پھر سونے چلے" نستاسیا چلائی "تم بیمار ہو کیا؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"چائے تو پیو گے؟"

"بعد کو" اس نے بڑی کوشش کر کے کہا اور پھر سے آنکھیں بند کر کے دیوار کی طرف کروٹ لے لی۔

نستاسیا اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"شاید سچ مچ طبیعت خراب ہے" اس نے کہا اور مڑ کر چل دی۔

دو بجے وہ پھر آئی شوربہ لے کر۔ رسکولنیکوف پہلے ہی کی طرح لیٹا ہوا تھا۔ چائے ویسی کی ویسی ہی رکھی تھی۔ نستاسیا کو برا بھی لگا اور اس نے جھنجھلا کر اسے جگانا شروع کیا۔

"کیوں پڑے ہو نکموں کی طرح!" وہ رسکولنیکوف کو کراہت کے ساتھ دیکھتے ہوئے چلائی۔

رسکولنیکوف اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن اس سے کچھ بولا نہیں' بس زمین کو تکتا رہا۔

"طبیعت خراب ہے کہ نہیں؟" نستاسیا نے پوچھا لیکن پھر اسے کوئی جواب نہیں ملا۔

"تم کو باہر نکلنا چاہئے" وہ ذرا رک کر کہنے لگی "چاہئے کہ کچھ ہوا لگے۔ کھاؤ گے تو کچھ کہ نہیں؟"

"بعد کو" اس نے بڑی نقاہت سے جواب دیا" پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "تم جاؤ!"

نستاسیا تھوڑی دیر اور کھڑی رہی' ہمدردی سے اسے دیکھتی رہی پھر چلی گئی۔

چند منٹ بعد اس نے نظر اٹھائی اور چائے اور شوربے کو دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اس نے روٹی اٹھائی' چمچہ اٹھایا اور کھانے لگا۔

اس نے بغیر خواہش کے تھوڑا سا' کوئی تین چار چمچے بالکل میکانیکی طریقے سے کھایا۔ سر کا درد کچھ کم تھا۔ کھانا کھا کر وہ پھر صوفے پر پڑا رہا لیکن اب اس کی آنکھ نہیں لگی اور وہ بے حس و حرکت' اوندھے' تکیے میں منہ کئے ہوئے لیٹا رہا۔ وہ جاگتے میں بے تکے خواب سے دیکھ رہا تھا اور اس کے یہ بھٹکے بھٹکے خیالات بہت ہی عجیب تھے۔ بار بار وہ تصور کر رہا تھا کہ وہ کہیں افریقہ میں' مصر میں' کسی نخلستان میں ہے۔ کارواں دم لینے کے لئے رکا ہے' اونٹ چین سے لیٹے ہوئے ہیں اور چاروں طرف پورے حلقے میں کھجور کے پیڑ ہیں۔ سارے لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ لیکن وہ بس پانی پئے جا رہا ہے' جو وہیں برابر سے بہہ رہا تھا اور قلقل کر رہا تھا۔ اور پانی اتنا ٹھنڈا اور اتنا جادوئی سا نیلا تھا۔ یہ ٹھنڈا پانی رنگ برنگے پتھروں پر سے اور اتنی ستھری' سنہری جگمگاتی ہوئی ریت پر سے ہو کر گزر رہا تھا۔۔۔ اچانک اسے بالکل صاف سنائی دیا کہ کہیں گھڑی بج رہی ہے۔ وہ کانپ اٹھا' ہوش میں آیا' سر اٹھا کر کھڑکی سے باہر دیکھا' وقت کا اندازہ لگایا اور یکبارگی اچھل پڑا' بالکل درست ہوش و حواس میں' جیسے کسی نے اسے صوفے پر سے کھینچ کر اٹھایا ہو۔ دبے پاؤں وہ دروازے تک گیا' تھوڑا سا اسے بہت ہی آہستہ سے کھولا اور نیچے سیڑھیوں کی طرف کان لگا کر آہٹ لینے لگا۔ اس کا دل بڑے زوروں میں دھڑک رہا تھا۔ لیکن سیڑھیوں پر بالکل سناٹا تھا' جیسے سب سو رہے ہوں۔۔۔ اسے یہ بات بڑی وحشیانہ اور بہت ہی عجیب لگی کہ وہ کل سے اس قدر بے خبر ہو کر سوتا رہا اور اس نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا' کوئی بھی تیاری نہیں کی۔۔۔ اور اس عرصے میں شاید چھ بج گئے۔۔۔ اور اچانک' نیند اور سکتے کی سی کیفیت کی جگہ' ایک غیر معمولی' بخار کی سی اور کچھ بوکھلائی ہوئی سی ہڑبڑاہٹ اس پر طاری ہو گئی۔ ویسے تیاری زیادہ نہیں کرنی تھی۔ اس نے اپنے ذہن پر پورا زور ڈال کر کوشش کی کہ ہر چیز کا اندازہ کر لے اور کچھ بھولے نہیں۔ اس کا دل زوروں میں دھڑک رہا تھا' دھڑکن ایسی تھی کہ سانس لینا مشکل ہو گیا۔ سب سے پہلے تو ایک پھندا سا بنانا تھا اور اسے اوور کوٹ میں اندر کی طرف ٹانکنا تھا۔ منٹ بھر کا کام۔ اس نے تکیے کے نیچے ٹٹولا اور اس کے نیچے ٹھونسے ہوئے کپڑوں میں سے اپنی ایک بالکل ہی پھٹی

ہوئی' پرانی' بے ڈھلی قمیص نکالی۔ اس کے چیتھڑوں میں سے اس نے کوئی چار انگل چوڑی اور کوئی ہاتھ بھر لمبی پٹی پھاڑی۔ اس پٹی کو اس نے دوہرا کیا اور اپنا ڈھیلا ڈھالا 'مضبوط' کسی موٹے سوتی کپڑے کا بنا ہوا گرمیوں والا اوور کوٹ اٹھایا (اس کے پاس اوپر سے پہننے کے لئے بس یہی ایک لباس تھا) اور پٹی کے دونوں سروں کو بائیں بغل کے نیچے اندر کی طرف ٹانکنے لگا۔ سیتے میں اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے پھر بھی اس نے پورا کر لیا اور اس طرح کہ جب اس نے اوور کوٹ پہنا تو اوپر سے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ سوئی اور دھاگا اس کے پاس بہت دنوں سے تیار تھے اور کاغذ میں لپٹے ہوئے دراز میں پڑے تھے۔ جہاں تک پھندے کا تعلق تھا تو یہ اس کی اپنی بہت ہی کار آمد ایجاد تھی۔ یہ کلہاڑی کے لئے مقصود تھا۔ سڑک پر کلہاڑی ہاتھ میں لے کر چلنا تو ناممکن تھا۔ اور اگر اسے اوور کوٹ کے نیچے چھپایا جاتا تو بھی اس کو ہاتھ سے تو سنبھالے ہی رہنا پڑتا اور اس کی طرف سبھی کا دھیان جاتا۔ اب اس پھندے کے ساتھ بس یہ کرنا تھا کہ کلہاڑی کے پھل کو اس میں پھنسا دیا اور وہ اطمینان سے لٹکی رہے گی' اندر کی طرف بغل کے نیچے' سارے راستے۔ اور اوور کوٹ کے پہلو والی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ کلہاڑی کے بینٹ کے سرے کو سہارا دے سکتا تھا تاکہ وہ جھولے نہیں۔ اور چونکہ اوور کوٹ بہت ڈھیلا ڈھالا تھا' بالکل تھیلا سا' اس لئے اوپر سے بالکل نظر نہ آ سکتا تھا کہ وہ جیب کے اندر ہاتھ سے کسی چیز کو سہارے ہوئے ہے۔ اس پھندے کے بارے میں اس نے دو ہفتے پہلے ہی سوچ لیا تھا۔

اس سے نمٹ کر اس نے اپنے "ترکی دیوان" جیسے صوفے اور فرش کے بیچ والی ذرا سی درز میں انگلی ڈالی' بائیں کونے میں ٹٹولا اور وہاں سے "گرو رکھنے والا مال" کھینچ کر نکالا جسے اس نے بہت دنوں پہلے ہی تیار کر رکھا تھا اور وہاں چھپا دیا تھا۔ ویسے یہ گرو رکھنے والا مال کسی بھی طرح مال نہیں تھا بلکہ معمولی سا اچھی طرح رندا کیا ہوا لکڑی کا چپٹا ٹکڑا تھا جو ناپ اور موٹائی میں اس سے زیادہ نہیں تھا جتنا چاندی کا سگریٹ کیس ہو سکتا تھا۔ یہ چپٹا ٹکڑا اسے اتفاق سے مل گیا تھا' اپنی ایک آوارہ گردی کے دوران میں' ایک صحن میں' جہاں ملحقہ کوٹھریوں میں سے ایک میں کسی طرح کا مستری خانہ تھا۔ بعد کو اس نے لکڑی کے اس ٹکڑے کے ساتھ لوہے کا ایک پتلا چکنا سا ٹکڑا رکھ دیا تھا جو شاید کسی چیز کا ٹوٹن رہا ہو گا۔ یہ بھی اس نے تبھی سڑک پر سے اٹھایا تھا۔ دونوں ٹکڑوں کو ایک ساتھ رکھ کر جن میں لوہے والا ذرا چھوٹا تھا' اس نے انہیں دھاگے سے خوب اچھی طرح چوکے پر چوکا بنا کر مضبوط باندھ دیا اور پھر بڑے سلیقے اور نفاست سے انہیں صاف سفید کاغذ میں لپیٹ کر اس طرح گرہ لگا دی کہ اسے کھولنا کافی مشکل ہو۔ یہ اس لئے کہ تھوڑی دیر کے لئے بڑھیا کا دھیان اس وقت ہٹ جائے جب وہ گرہوں کو کھولنا شروع کرے اور اس طرح منٹ بھر مل جائے۔ لوہے والا چپٹا ٹکڑا وزن بڑھانے کے لئے رکھا گیا تھا تاکہ بڑھیا کو شروع ہی میں یہ اندازہ نہ ہو جائے کہ "مال" تو لکڑی کا ہے۔ یہ سب اس کے صوفے کے نیچے پہلے ہی سے رکھا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس نے گرو رکھنے والا مال حاصل کیا ویسے ہی کہیں صحن میں سے کسی کی پکار سنائی دی:

"چھ تو کب کے بج چکے!"

"کب کے! اے میرے خدا!"

وہ دروازے کی طرف لپکا' آہٹ لی' ہیٹ اٹھائی اور اپنی تیرہ سیڑھیاں احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں' بلی کی طرح اترنے لگا۔ سب سے اہم کام کرنا تھا۔ باورچی خانے میں سے کلہاڑی چرانا۔ یہ وہ بہت پہلے ہی طے کر چکا تھا کہ یہ کام کلہاڑی ہی سے کرنا تھا۔ اس کے پاس باغ میں کٹائی چھٹائی کرنے والا چاقو بھی تھا۔ لیکن چاقو پر اور

خاص طور سے اپنی طاقت پر اسے بھروسا نہ تھا اور اسی لئے اس نے قطعی طور سے کلہاڑی کے حق میں طے کیا تھا۔ ویسے ان سب قطعی فیصلوں کے سلسلے میں جو اس کام کے لئے کئے گئے تھے' ایک خصوصیت کو ہمیں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ان میں ایک عجیب خاصیت تھی کہ جیسے وہ قطعی اور اختتامی ہو جاتے ویسے ہی اس کی نظروں میں وہ بے تکے اور بھیانک لگنے لگتے۔ اپنی ساری پریشان کن اندرونی کشمکش کے باوجود اس کو کبھی ایک لمحے کے لئے بھی اس سارے وقت میں یہ یقین نہ ہو سکا کہ اس کے منصوبے قابل تکمیل ہیں۔

اور اگر کبھی ایسا ہوا ہوتا کہ سب کچھ آخری تفصیل تک سوچ کر طے ہو چکا ہوتا' قطعی طور پر' اور کسی طرح کا کوئی شبہ نہ رہ گیا ہوتا تو شاید اس نے اس سب سے انکار کر دیا ہوتا کہ یہ سب بھیانک ہے' بیہودہ ہے اور ناممکن ہے' لیکن مبہم تفصیلات اور شبہات ابھی تک بے انتہا تھے۔ جہاں تک اس کا تعلق تھا کہ کلہاڑی کہاں سے حاصل کی جائے تو اس ذرا سی چیز سے وہ زیادہ پریشان نہیں ہوا اس لئے کہ اس سے آسان کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ بات یہ تھی کہ نستاسیا' خاص طور سے شام کو' بار بار گھر سے باہر چلی جاتی تھی' کبھی پڑوسیوں کے ہاں بھاگ کر جاتی تو کبھی دکان پر' اور دروازہ ہمیشہ پاٹوں پاٹ کھلا رہتا۔ مکان مالکن اس کو اسی ایک بات پر ڈانٹتی رہتی تھیں۔ چنانچہ کرنا صرف یہ تھا کہ جب وقت آئے تو چپکے سے باورچی خانے میں داخل ہو کر کلہاڑی اٹھالی جائے۔ اور بعد کو گھنٹے بھر بعد (جب سب ختم ہو چکے) تو جا کر اسے واپس رکھ دیا جائے۔ لیکن شبہات بھی پیدا ہوتے تھے۔ فرض کیجئے کہ وہ گھنٹے بھر بعد آیا کہ کلہاڑی واپس رکھ دے اور نستاسیا بھی لوٹ چکی ہو اور وہیں موجود ہو۔ ظاہر ہے کہ اسے گزر جانا اور اس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک نستاسیا پھر سے چلی جائے۔ اور اگر اس کو اسی عرصے میں کلہاڑی کی ضرورت پڑی اور اس نے ڈھونڈنا شروع کر دیا اور چلانے لگی تو فوراً شک ہو جائے گا یا کم سے کم شک کا امکان تو ہو گا۔

لیکن یہ بھی چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں جن کے بارے میں اس نے سوچنا تک شروع نہیں کیا تھا اور ان کے لئے وقت بھی نہیں تھا۔ اس نے خاص چیز کے بارے میں غور و خوض کیا اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس وقت تک کے لئے اٹھا رکھا تھا جب وہ خود ساری چیزوں پر یقین کرنے لگے۔ لیکن یہ یقین قطعی طور پر ناقابل حصول معلوم ہوتا تھا۔ کم سے کم اسے خود کو تو یہی معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً وہ کسی طرح اس بات کا تصور ہی نہ کر سکتا تھا کہ کبھی وہ سوچنا ختم کر دے گا' کھڑا ہو گا اور ― بس وہاں چلا جائے گا.... یہاں تک کہ ابھی تھوڑے دنوں پہلے کے اپنے آزمانے (یعنی جگہ کا آخری بار جائزہ لینے کے مقصد سے وہاں اپنے جانے) کو بھی اس نے ایک تجربے کی طرح کیا تھا' سچ مچ کی چیز کی طرح ہرگز نہیں' بس یوں کہ "چلو' چلتے ہیں اور اندازہ لگاتے ہیں' اتنا زیادہ سوچنے کی کیا ضرورت ہے!" اور عین اسی وقت وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور نفرت ملامت کرتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا' اپنے آپ پر غصہ کرتا اور کھولتا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایسا لگتا تھا کہ سوال کے اخلاقی تصفیے کے اعتبار سے وہ سارا تجزیہ مکمل کر چکا تھا۔ اس کی دلیل سازی استرے کی طرح دھاردار ہوتی تھی اور اب وہ کوئی معقول اعتراض تلاش نہ کر سکتا تھا۔ لیکن بالآخر اسے اپنے آپ پر یقین ہی نہ رہ گیا تھا اور ہٹ دھرمی کے ساتھ' غلامانہ ذہنیت کے ساتھ وہ ہر طرف سے اعتراضات کی تلاش میں رہتا تھا' ٹٹولتا رہتا تھا جیسے کوئی اسے مجبور کر رہا ہو اور اس کی طرف دھکیل رہا ہو۔ آخری دن' جو اس قدر یک لخت اور ہر طرح سے قطعی طور پر نمودار ہو گیا تھا' اس نے جو کچھ بھی کیا وہ تقریباً میکانکی طریقے سے' جیسے کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے پیچھے لے جا رہا ہو اور وہ خود کو چھڑا سکنے کے لائق نہ ہو' اندھے کی طرح' بے بسی سے بغیر اعتراض کئے ہوئے چلا جا رہا ہو۔ بالکل اس طرح جیسے اس کے

کپڑے کسی مشین کے پہیے میں آ گئے ہوں اور اسے بھی مشین کے اندر گھسیٹ رہے ہوں۔

شروع میں --- سچ یہ ہے کہ بہت دنوں پہلے --- ایک سوال اس کے لئے باعث تشویش رہتا تھا۔ تقریباً سارے جرائم کیوں اتنی آسانی سے دریافت کر لئے جاتے ہیں اور ان کا پتہ چل جاتا ہے اور کیوں سارے مجرم اتنے صریحی آثار چھوڑ جاتے ہیں؟ رفتہ رفتہ وہ مختلف طرح کے اور دلچسپ نتائج تک پہنچا تھا۔ اور اس کی رائے میں خاص سبب اتنا یہ نہیں تھا کہ جرم کو چھپانا مادی طور پر ممکن نہیں ہے جتنا کہ مجرم خود ہوتا تھا۔ خود مجرم اور تقریباً ہر ایک مجرم کو جرم کے ارتکاب کے وقت عزم اور عقل کے کسی طرح ناکام ہو جانے کا تجربہ ہوتا ہے بلکہ اس کی جگہ بچگانہ پن اور حد درجہ لاپروائی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ٹھیک اسی وقت ہوتا ہے جب عقل و احتیاط کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ عقل کا یہ گُمنا جانا اور عزم کی ناکامی انسان کو بیماری کی طرح اپنی گرفت میں لے لیتی ہے، برابر بڑھتی جاتی ہے اور اپنے نقطہ عروج کو ارتکاب جرم سے بس ذرا ہی پہلے پہنچتی ہے، اور اسی حالت میں جرم کے عین وقت تک اور اس کے کچھ بعد تک جاری رہتی ہے، جس کا دارومدار انفرادی معاملے پر ہوتا ہے، اور پھر گزر جاتی ہے جیسے کہ ہر بیماری گزر جاتی ہے۔ یہ سوال کہ یہ بیماری خود جرم کو جنم دیتی ہے یا جرم خود ہی، اپنی کسی مخصوص فطرت کے مطابق ہمیشہ کسی بیماری ہی کے ساتھ ساتھ ہوتا رہتا ہے؟ --- اسے طے کر سکنے کے لائق وہ ابھی تک اپنے آپ کو نہیں محسوس کرتا تھا۔

ان نتیجوں تک پہنچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے اپنے ساتھ، اپنے کام میں اس طرح کے مریضانہ رد عمل نہیں ہو سکتے، کہ اس کی قوت ارادی اور اس کی عقل برقرار رہیں گی، پوری طرح سے، جو کچھ اس نے سوچ رکھا ہے اسے انجام دینے کے سارے وقت میں، اسی ایک واحد سبب کی بنا پر کہ اس نے جو کچھ سوچ رکھا تھا وہ --- "جرم نہیں تھا"... اس سارے غور و خوض کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جس سے ہو کر وہ اس آخری فیصلے تک پہنچا تھا، اس کے بغیر ہی ہم کافی آگے بڑھ گئے ہیں... البتہ یہ کہنا ضروری ہے کہ کام کی حقیقی اور خالص مادی مشکلات اس کے لئے بالکل ثانوی اہمیت رکھتی تھیں۔ "بس کرنا صرف یہ ہے کہ اپنی ساری قوت ارادی اور عقل کو انھیں مشکلات پر مرکوز رکھنا ہے اور اپنے وقت پر، جب کام کی ساری تفصیلات سے سب سے چھوٹی جزئیات تک واقفیت ہو جائے گی تو ان مشکلات پر عبور حاصل ہو جائے گا..." لیکن یہ کام شروع ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اپنے قطعی فیصلوں پر وہ بدستور سب سے کم یقین کرتا رہا اور جب وہ گھڑی آ گئی تو سب کچھ اس طرح سے نہیں بلکہ جیسے یکبارگی یہاں تک کہ تقریباً غیر متوقع طور پر ہو گیا ہو۔

سیڑھیوں سے اتر چکنے سے پہلے ہی ایک معمولی سی صورت حال نے اسے الجھن میں ڈال دیا۔ مکان مالکن کے باورچی خانے کے پاس پہنچ کر، جس کا دروازہ ہمیشہ کی طرح پاٹوں پاٹ کھلا ہوا تھا، اس نے احتیاط سے اندر جھانکا تاکہ پہلے سے دیکھ لے کہ وہاں نستاسیا کی غیر موجودگی میں کہیں خود مکان مالکن تو نہیں ہیں اور اگر نہیں ہیں تو یہ کہ ان کے کمرے کے دروازے اچھی طرح بند ہیں تاکہ جب وہ کلہاڑی لینے جائے تو کہیں مکان مالکن اپنے کمرے سے دیکھ نہ لیں؟ بلکہ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ اس وقت نہ صرف یہ کہ نستاسیا گھر پر باورچی خانے ہی میں موجود تھی بلکہ وہ کام بھی کر رہی تھی --- ایک ٹوکری میں سے کپڑے نکال نکال کر ڈوری پر پھیلا رہی تھی! نستاسیا نے اس کو دیکھ کر کپڑے پھیلانا روک دیا، اس کی طرف مڑی اور اسے جاتے ہوئے تکتی رہی۔ اس نے اپنی نظریں ہٹا لیں اور چلتا گیا جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو۔ لیکن کام تو تمام ہو گیا --- کلہاڑی ہی نہیں تھی! وہ بالکل ہمت ہار گیا۔

پھاٹک سے نکلتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا "کس بنا پر میں نے سمجھ لیا، کس بنا پر میں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ اس وقت لازمی طور پر گھر سے باہر ہو گی؟ کیوں، کیوں، کیوں میں نے یقینی طور پر یہی طے کر لیا تھا؟" وہ بالکل چکنا چور بلکہ جیسے ذلیل ہو گیا تھا۔ غصے سے اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اپنے اوپر ہنسے... وہ اندر ہی اندر دبے دبے سے وحشیانہ غصے سے ابل رہا تھا۔

وہ پھاٹک ہی میں کھڑے ہو کر سوچنے لگا۔ سڑک پر نکلنا، دکھانے کے لئے کہ وہ ٹہلنے جا رہا تھا، اس کے لئے ناگوار تھا اور گھر لوٹ جانا --- ناگوار تر۔ "اور کیسا موقع ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکل گیا!" وہ پھاٹک میں بغیر کسی مقصد کے دربان کی کوٹھری کے عین سامنے کھڑے کھڑے بدبدایا۔ دربان کی کوٹھری بھی کھلی ہوئی تھی۔ اچانک وہ چونک پڑا۔ دربان کی کوٹھری میں، جو اس سے بس دو قدم کے فاصلے پر تھی، بنچ کے نیچے داہنی طرف کو اسے کوئی چیز چمکتی ہوئی دکھائی دی... اس نے چاروں طرف دیکھا۔ کوئی بھی نہ تھا۔ دبے پاؤں وہ دربان کی کوٹھری تک گیا، دو زینے نیچے اترا اور ہلکی سی آواز سے دربان کو پکارا۔ "ٹھیک ہی ہے، گھر پر نہیں ہے! کہیں آس پاس ہی ہو گا، شاید صحن میں، اس لئے کہ دروازہ پاٹوں پاٹ کھلا ہوا ہے۔" وہ تیزی سے کلہاڑی پر جھپٹا (وہ کلہاڑی ہی تھی)، اسے بنچ کے نیچے سے کھینچ کر نکالا جہاں وہ لکڑی کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں پڑی تھی۔ فوراً وہیں کھڑے کھڑے اس نے کلہاڑی کو اچھی طرح سے پھندے میں رکھا، دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال لئے اور دربان کی کوٹھری سے باہر نکل آیا۔ کسی نے بھی اسے نہ دیکھا تھا! "عقل نہ سہی، بھوت سہی!" اس نے عجیب طرح سے مسکراتے ہوئے سوچا۔ اس اتفاق نے اس کی ہمت غیر معمولی طور پر بڑھا دی۔

راستہ وہ سکون کے ساتھ، سنجیدگی سے، جلدی کئے بغیر طے کر رہا تھا تاکہ کسی کو کچھ شبہ نہ ہو سکے۔ راہ گیروں کی طرف وہ کم ہی دیکھ رہا تھا بلکہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ چہروں کو بالکل دیکھے ہی نہیں اور جہاں تک ہو سکے وہ خود بھی ایسا رہے کہ کوئی اسے نہ دیکھے۔ اس وقت اسے اپنی ہیٹ کا خیال آ گیا۔ "یا خدا! اور پرسوں تو میرے پاس رقم بھی تھی اور اتنا بھی نہ کر سکا کہ کوئی ٹوپی لے لیتا اور اس کی بجائے پہن لیتا!" اندر سے وہ اپنے اوپر لعنت بھیج رہا تھا۔

اتفاق سے اس نے ایک دکان کے اندر کنکھیوں سے دیکھا اور اسے نظر پڑا کہ دیواری گھڑی میں سات بج کر دس منٹ ہو چکے ہیں۔ جلدی کرنے کی ضرورت تھی اور اس کے ساتھ چکر کاٹ کر جانا تھا تاکہ اس گھر تک وہ دوسری طرف سے پہنچے...

پہلے جب کبھی وہ اس سب کا دل ہی دل میں تصور کرتا تھا تو کبھی کبھی سوچتا تھا کہ وہ بہت ڈرے گا۔ لیکن اب اسے بہت ڈر نہیں لگ رہا تھا بلکہ بالکل نہیں لگ رہا تھا۔ اس وقت اسے بالکل ہی غیر متعلق خیالات آ رہے تھے لیکن زیادہ دیر کے لئے نہیں۔ یوسیوف باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے بڑی شدت کے ساتھ یہ خیال ہوا کہ بہت بلند فوارے بنائے جانے چاہئیں اور یہ کہ ان سے سارے چوکوں کی ہوا خوب تازہ ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ اسے یہ یقین ہو گیا کہ اگر لیتنی باغ کو پورے میدان مریخ تک پھیلا دیا جاتا بلکہ اس کو میخائیلوفسکی محل والے باغ سے ملا دیا جائے تو یہ شہر کے لئے بہت ہی اچھی اور بڑی مفید بات ہوتی۔ پھر اسے اچانک اس سوال سے دلچسپی ہو گئی کہ سارے بڑے ہی شہروں میں کیوں لوگ محض ضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ کسی خاص رجحان کی بنا پر شہر کے ایسے ہی حصوں میں رہتے بستے ہیں جہاں باغ ہوتے ہیں نہ فوارے، جہاں گندگی اور بدبو اور ہر طرح کی بدی ہوتی ہے۔ پھر اسے خود اپنا سینایا چوک میں ٹہلنا یاد آیا اور ایک لمحے کے لئے جیسے اس کی آنکھ کھل گئی۔ "کیا حماقت

ہے۔" اس نے سوچا "نہیں! اچھا یہ ہے کہ کچھ سوچو ہی مت!"

"اس طرح تو غالباً وہ لوگ، جنھیں سزائے موت دینے کے لئے لے جایا جاتا ہے، خیال ہی خیال میں ہر اس چیز کو چمٹا لیتے ہوں گے جو راستے میں ان کے سامنے آجاتی ہوگی" اسے خیال ہوا لیکن یہ بس ایک لپک تھی، بجلی کے کوندے جیسی۔ اس نے خود ہی اس خیال کو جلدی سے دبا دیا.... اب وہ پاس آگیا تھا، یہ رہا وہ مکان، یہ رہا پھاٹک۔ اچانک کہیں گھڑی بجی۔۔ ایک بار۔ "یہ کیا! کیا سچ مچ ساڑھے سات بج گئے؟ ہو ہی نہیں سکتا، ضرور یہ گھڑی تیز ہے!"

اس کی خوش قسمتی سے پھاٹک پر سب خیریت رہی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جیسے کو ٹھیک اسی وقت اس کے آگے آگے پھاٹک میں سوکھی گھاس سے لدی ہوئی ایک گاڑی آگئی تھی اور جب وہ پھاٹک میں داخل ہوا تو گاڑی اسے بالکل اپنی اوٹ میں لئے رہی۔ گاڑی پھاٹک میں سے نکل کر بس صحن میں پہنچی ہی تھی کہ وہ جھٹ سے دائیں کو کھسک لیا۔ وہاں گاڑی کی دوسری طرف سے سنائی دے رہا تھا کہ کئی آوازیں چلا رہی تھیں اور لڑ جھگڑ رہی تھیں لیکن اس کی طرف کسی نے دھیان نہیں دیا اور کسی سے بھی اس کا سامنا نہیں ہوا۔ اس بہت بڑے چوکور صحن میں بہت سی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ ان کے پٹ اس وقت کھلے ہوئے تھے لیکن اس نے سر اٹھا کر دیکھا نہیں اتنی طاقت ہی نہ تھی۔ بڑھیا کے گھر کی سیڑھی پاس ہی تھی، پھاٹک سے بس دائیں کو۔ وہ سیڑھیوں پر پہنچ چکا تھا...

سانس لے کر اور دھڑکتے ہوئے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر اور ایک بار پھر کلہاڑی کو ٹٹول کر اور اسے ٹھیک کر کے وہ احتیاط سے اور چپکے چپکے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بار بار رک رک کر سنتا تھا۔ لیکن سیڑھیاں اس وقت بالکل خالی تھیں، سارے دروازے بند تھے، کسی سے بھی ملاقات نہیں ہوئی۔ دوسری منزل پر ایک خالی فلیٹ تھا بلکہ سچ یہ ہے کہ بالکل کھلا ہوا تھا اور اس میں رنگ کرنے والے کام کر رہے تھے لیکن انھوں نے بھی اسے دیکھا نہیں۔ وہ ذرا سا رکا، سوچتا رہا اور آگے بڑھ گیا۔ "ظاہر ہے اچھا تو یہی ہوتا کہ یہ لوگ یہاں بالکل ہوتے ہی نہیں لیکن... ان کے اوپر ابھی دو منزلیں اور ہیں۔"

اور یہ آگئی چوتھی منزل، یہ رہا دروازہ، اور یہ سامنے والا فلیٹ ہے جو خالی ہے۔ تیسری منزل پر، ساری چیزوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جو فلیٹ بڑھیا کے فلیٹ کے ٹھیک نیچے تھا وہ بھی خالی تھا۔ دروازے پر جو نام کا کارڈ کیلوں سے جڑا ہوا تھا وہ نکال لیا گیا تھا۔ کرایے دار چلے گئے تھے... وہ ہانپ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ لوٹ نہ جاؤں؟" لیکن اس نے خود کو کوئی جواب نہیں دیا اور کان لگا کر بڑھیا کے فلیٹ کی آہٹ لینے لگا۔ موت کا سا سناٹا تھا! پھر اس نے ایک بار اور نیچے سیڑھیوں کی آہٹ لی، دیر تک اکتا رہا، بڑے دھیان سے... اس کے بعد آخری بار ادھر ادھر دیکھا، خود کو سنبھالا، پھندے سے ٹنگی ہوئی کلہاڑی کو پھر سے ٹھیک کیا اور چھو کر دیکھا۔ "میرا چہرہ کہیں بہت پیلا تو نہیں ہو رہا ہے؟" اسے خیال ہوا "میں کوئی خاص ہیجان میں تو نہیں لگ رہا ہوں؟ بڑھیا کسی پر اعتبار نہیں کرتی.. کچھ اور انتظار نہ کر لوں کہ دل ذرا ٹھہر جائے؟" لیکن دل ٹھہرا نہیں اس کے برعکس جیسے جان بوجھ کر زور زور سے، اور بھی زیادہ زوروں سے دھڑکتا رہا... اس سے نہیں رہا گیا، دھیرے دھیرے اس نے گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے بجا دیا۔ آدھ منٹ بعد اس نے اور بھی زور سے پھر گھنٹی بجائی۔

کوئی جواب نہیں۔ بیکار میں گھنٹی بجائے جانا لا حاصل تھا اور پھر اس کے لئے مناسب بھی نہیں تھا۔ بڑھیا

ظاہر ہے گھر ہی پر تھی لیکن وہ شکی مزاج کی ہے اور اکیلی ہے۔ بڑھیا کی عادتوں سے وہ کچھ حد تک واقف تھا... اور اس نے پھر ایک بار کان دروازے سے لگا دیے۔ یا تو اس کی حس بڑی تیز تھی (جو فرض کرنا عام طور سے مشکل تھا) یا دراصل بالکل صاف سنائی دے رہا تھا لیکن اچانک اس کو تالے کے دستے پر احتیاط سے ہاتھ رکھنے کی آہٹ اور دروازے کے بالکل پاس ہی کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ کوئی بالکل بے حس و حرکت تالے کے بالکل پاس ہی کھڑا تھا اور بالکل اسی طرح اندر سے اٹک رہا تھا جیسے یہاں باہر وہ کر رہا تھا، اور لگا کہ جیسے اس نے دروازے سے کان بھی لگا کے...

وہ جان بوجھ کر ذرا سا ادھر ادھر ہلا پھرا اور اونچی آواز میں کچھ بڑبڑایا تاکہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چھپنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس نے تیسری بار گھنٹی بجائی، لیکن آہستہ سے، سنجیدگی سے اور کسی بے صبری کے بغیر۔ بعد کو جب وہ اسے یاد کرتا تھا تو یہ منٹ ہمیشہ بالکل صاف اور واضح طور پر اس کے ذہن میں ابھرتا تھا اور اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس میں اتنی چالاکی کہاں سے آگئی، اس لئے اور بھی کہ اس وقت تو اس کے دماغ پر وقتی طور سے دھند سی چھا جاتی اور اپنے جسم کا اسے کوئی احساس تک نہ رہ جاتا، ایک لمحے بعد سنائی دیا کہ کنڈی کھولی جا رہی ہے۔

7

دروازہ پہلے ہی کی طرح ایک ذرا سی شگاف بھر کھلا اور اس بار بھی دو تیز اور اعتبار نہ کرنے والی نگاہوں نے اندھیرے میں سے اسے گھورا۔ اس وقت رسکولنیکوف اپنے حواس کھو بیٹھا اور ایک بڑی غلطی کرتے کرتے رہ گیا۔

اسے اندیشہ ہوا کہ بڑھیا اس بات سے ڈر جائے گی کہ وہ دونوں اکیلے ہیں، اور یہ امید تو تھی نہیں کہ اس کا حلیہ دیکھ کر بڑھیا کو کچھ بھروسا ہو جائے گا، اس نے دروازے کے پٹ کو پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا تاکہ بڑھیا کہیں دروازہ پھر سے بند کر لینے کی نہ ٹھان لے۔ یہ دیکھ کر بڑھیا نے دروازہ پھر سے اپنی طرف تو نہیں کھینچا لیکن اس نے تالے کے دستے کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس کی وجہ سے وہ پٹ کے ساتھ ساتھ گھسٹ کر سیڑھیوں پر آتے آتے رہ گئی۔ رسکولنیکوف نے جب یہ دیکھا کہ بڑھیا دروازے میں اڑی کھڑی ہے اور اسے اندر نہیں آنے دے رہی ہے تو وہ سیدھے بڑھیا کی طرف بڑھا۔ بڑھیا ڈر کر پیچھے ہٹ گئی، کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن لگا کہ اس کی گھگھی بندھ گئی ہو اور وہ آنکھیں پھاڑ کر رسکولنیکوف کو دیکھنے لگی۔

"آداب عرض، الیونا ایوانوونا!" اس نے جہاں تک ہو سکا رسانیت سے شروع کیا لیکن اس کی آواز اس کے قابو میں نہ تھی، وہ اکھڑ گئی اور بھرا گئی "میں آپ کے لئے... چیز لایا ہوں.. ہاں، اچھا یہ ہے کہ ادھر چلئے، روشنی میں..." اور اس کی طرف دھیان دئے بغیر رسکولنیکوف سیدھے، بڑھیا کے بلائے بنا ہی، کمرے میں داخل ہو گیا۔ بڑھیا اس کے پیچھے پیچھے لپکی، اس کی آواز سنائی دینے لگی:

"یا خدا! آپ کو چاہئے کیا؟... آپ ہیں کون؟ چاہتے کیا ہیں آپ؟"

"آپ کو کیا ہوا ہے الیونا ایوانوونا... واقف کار ہوں آپ کا... رسکولنیکوف... یہ لیجئے گرو رکھنے کے لئے مال لایا ہوں، ابھی اس دن وعدہ کیا تھا نہ..." اور اس نے گروی رکھنے کا مال بڑھیا کی طرف بڑھایا۔

بڑھیا نے اس مال کی طرف ایک نظر دیکھا لیکن فوراً ہی اپنے بن بلائے مہمان کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر گھورنے لگی۔ وہ بڑے غور سے، غصے سے اور بے اعتباری سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی منٹ بھر گزر گیا۔ رسکولنیکوف کو اس کی آنکھوں میں کچھ مضحکہ سا بھی نظر آیا جیسے وہ سارے معاملے کو سمجھ گئی ہو۔ اس کو لگا کہ وہ حواس کھوتا جا رہا ہے کہ اسے تقریباً ڈر لگ رہا ہے، اتنا ڈر لگ رہا ہے کہ شاید بڑھیا اگر صرف آدھ منٹ اور اسے یوں ہی دیکھتی رہتی، کچھ کہے بغیر تو وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا۔

"ارے آپ اس طرح دیکھ کیا رہی ہیں، کیا سچ مچ نہیں پہچانا؟" اچانک وہ بھی غصے میں بول پڑا۔ "جی چاہے لیجئے، نہ چاہے مت لیجئے۔۔۔ میں کسی اور کے پاس چلا جاؤں گا، میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

اس نے یہ سوچا تو نہیں تھا کہ یہ کہے گا، بس ویسے اچانک ہی زبان سے نکل گیا۔

بڑھیا کو یاد آگیا تھا اور اپنے ہاں آنے والے کے فیصلہ کن لہجے سے بہ ظاہر اس کی ہمت اور بڑھ گئی۔

"لیکن صاحب آپ یہ کہہ کیا رہے ہیں، اس قدر یکبارگی۔۔۔ کیا ہے یہ؟" اس نے گرو رکھنے کے مال کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"چاندی کا سگریٹ کیس ہے جس کا ذکر میں نے پچھلی بار کیا تھا۔"

بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا۔

"مگر یہ آپ کا رنگ کیوں پیلا ہو رہا ہے؟ اور ہاتھ بھی کانپ رہے ہیں، نہائے تھے کیا آپ؟"

"بخار ہے" اس نے روکھے پن سے جواب دیا۔ "آدمی ضرور پیلا پڑ جاتا ہے۔۔۔ جب کھانے کو کچھ نہیں" اس نے کہا جبکہ آواز بمشکل ہی نکل رہی تھی۔ اس کی قوت پھر جواب دے گئی تھی۔ لیکن اس کا جواب صحیح سا معلوم ہو رہا تھا۔ بڑھیا نے گروی رکھنے کا مال لے لیا۔

"یہ ہے کیا؟" اس نے ایک بار پھر رسکولنیکوف کو غور سے دیکھتے ہوئے اور گروی رکھنے کے مال کو ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا۔

"چیز ہے۔۔۔ سگریٹ کیس۔۔۔ چاندی کا ہے۔۔۔ دیکھئے تو سہی۔"

"ہاں مگر۔۔ لگتا نہیں کہ چاندی کا ہے۔۔ اُفوہ، کس طرح لپیٹا ہے۔۔"

بندھن کو کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے اور کھڑکی کے پاس روشنی میں جا کر (اس کے گھر کی ساری کھڑکیاں بند تھیں حالانکہ بڑی گھٹن تھی) بڑھیا سیکنڈ بھر کے لئے اس سے بالکل غافل ہو گئی اور اس کی طرف اپنی پیٹھ کر کے کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے اوور کوٹ کے بٹن کھولے اور کلہاڑی کو پھندے میں سے الگ کر لیا لیکن اسے بالکل باہر نہیں نکالا، بس کپڑے کے نیچے دائیں ہاتھ سے اسے پکڑے رہا۔ اس کے ہاتھ بے حد کمزور تھے اور وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ کیسے لمحہ بہ لمحہ وہ زیادہ سن اور لکڑی کے جیسے ہوتے جا رہے تھے۔ وہ ڈر رہا تھا کہ اس سے کلہاڑی پھسل کر گر جائے گی۔۔۔ اچانک اس کا سر جیسے چکرانے لگا۔

"آخر اس کو یوں لپیٹا کیوں ہے؟" بڑھیا جھنجھلا کر چلائی اور اس کی طرف بڑھی۔

اب ایک لمحہ بھی اور زیادہ ضائع کرنا ناممکن تھا۔ اس نے کلہاڑی کو بالکل باہر نکال لیا، اسے دونوں ہاتھوں سے تان لیا۔ اسے خود بہ مشکل ہی کچھ احساس ہوا، اور تقریباً بے طاقتی سے، تقریباً میکانیکی طور پر اس کے کند والے حصے کو بڑھیا کے سر پر دے مارا۔ اس میں جیسے اس کی اپنی کوئی قوت تھی ہی نہیں، لیکن ایک بار جیسے ہی کلہاڑی ماری ویسے ہی اس میں قوت آگئی۔

بڑھیا ہمیشہ کی طرح ننگے سر تھی۔ ہلکے رنگ کے اس کے چھدرے بال، جن میں سفید بال بھی تھے، معمول کے مطابق چربی میں چپے ہوئے تھے اور بہت چکنے ہو رہے تھے، ایک چھوٹی سی چوٹی میں گندھے ہوئے تھے اور ان کو بندھے رکھنے کے لئے سینگ کی ایک کنگھی لگی تھی جو بڑھیا کی گدی پر نمایاں تھی۔ وار ٹھیک کھوپڑی کے اوپر پڑا۔ اس میں مدد ملی اس بات سے کہ بڑھیا کا قد چھوٹا تھا۔ وہ چیخی تو لیکن بڑی کمزور آواز میں اور اچانک پوری کی پوری فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ سر کی طرف اٹھانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ایک ہاتھ میں وہ گروی رکھنے کے مال کو ابھی تک پکڑے تھی۔ اسی وقت رسکولنیکوف نے پوری طاقت سے دوسرا وار کیا، کلہاڑی کے کند والے حصے ہی سے اور پھر کھوپڑی ہی پر۔ خون ابل پڑا، جیسے لڑھکے ہوئے گلاس میں سے بہہ رہا ہو، اور وہ مردہ زمین پر چت گرنے لگی۔ رسکولنیکوف پیچھے ہٹ گیا، اس نے اسے گرنے دیا، پھر فوراً ہی جھک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ مر چکی تھی۔ آنکھیں مارے اچنبھے کے لگ رہا تھا کہ باہر نکلی آ رہی ہیں، جیسے نکل پڑنا چاہتی ہوں، ماتھا اور سارا چہرہ کھنچ گیا تھا اور تشنج میں اینٹھ سا گیا تھا۔

اس نے کلہاڑی کو فرش پر رکھ دیا، مردہ عورت کے پاس اور فوراً ہی اس کی جیب ٹٹولنے لگا، یہ کوشش کرتے ہوئے کہ بہتے ہوئے خون کے نشان اس پر نہ لگنے پائیں۔ اور وہی دائیں جیب جس میں سے بڑھیا نے پچھلی بار کنجیاں نکالی تھیں۔ اس کے ہوش و حواس بالکل بجا تھے، دھندلے پن اور سر کے چکر کا نام و نشان نہ تھا لیکن ہاتھ ابھی تک کانپ رہے تھے۔ بعد کو اس نے یاد کیا کہ اس وقت وہ بہت ہی توجہ سے کام کر رہا تھا، محتاط تھا، اور کوشش کر رہا تھا کہ خون کے نشان اس پر نہ لگنے پائیں۔۔۔ کنجیاں اس نے فوراً ہی نکال لیں۔ ساری کنجیاں پہلے ہی کی طرح ایک ہی گچھے میں تھیں، لوہے کے ایک ہی چھلے میں۔ انھیں لے کر وہ تیزی سے سونے کے کمرے کی طرف بھاگا۔ یہ بہت ہی چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں مقدس شبیہوں کا پورا عبادت خانہ تھا۔ دوسری دیوار سے لگا ہوا بڑا سا پلنگ تھا، بالکل صاف ستھرا، جس پر ریشمی پیوندوں والا روئی بھرا لحاف تھا۔ تیسری دیوار سے لگے ہوئے درازوں والی الماری تھی۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ جیسے ہی اس نے درازوں میں کنجیاں لگانی شروع کیں، جیسے ہی اس نے ان کی کھنک سنی ویسے ہی اسے ایک جھرجھری سی آئی۔۔۔ اچانک پھر اس کا جی چاہا کہ یہ سب چھوڑ چھاڑ کر چلا جائے۔ لیکن یہ بس ایک لمحے کے لئے ہوا، چلے جانے کا وقت گزر چکا تھا۔ اسے تو اپنے اوپر ہنسی بھی آئی اور عین اسی وقت اسے ایک اور تشویشناک خیال ہوا۔ اچانک اسے یہ گمان ہوا کہ بڑھیا ہو سکتا ہے ابھی زندہ ہو اور ہو سکتا ہے وہ ہوش میں آجائے۔ کنجیوں اور درازوں والی الماری کو چھوڑ کر وہ لپکا ہوا لاش کے پاس واپس آیا، اس نے کلہاڑی سنبھالی اور ایک بار پھر اس کے اوپر تان لی لیکن وار نہیں کیا۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں تھا کہ وہ مر چکی تھی۔ جھک کر اور اسے ایک بار پھر قریب سے دیکھ کر اس نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ کھوپڑی پھٹ چکی تھی اور ایک طرف تو تھوڑی کچل بھی گئی تھی۔ وہ انگلی سے چھونا چاہتا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ چھوئے بغیر ہی صاف تو نظر آ رہا تھا۔ اس عرصے میں خون بہہ بہہ کر پورا چہ بچہ بن چکا تھا۔ یکبارگی اس کی نظر بڑھیا کی گردن میں ایک ڈوری پر پڑی۔ اس نے پکڑ کر اسے کھینچا لیکن ڈوری مضبوط تھی اور ٹوٹی نہیں اور پھر خون میں تربھی تھی۔ اس نے ویسے ہی سینے پر سے اسے کھینچ لینے کی کوشش کی لیکن وہ کسی چیز میں پھنسی ہوئی تھی اور نکل نہیں رہی تھی۔ اس نے بے صبری میں ایک بار پھر کلہاڑی تانی کہ ڈوری کو اوپر سے وہیں لاش ہی پر کاٹ دے لیکن اس کی ہمت نہیں پڑی اور بڑی مشکل سے دو منٹ کی کوشش میں کلہاڑی کو لاش سے چھوائے بغیر ڈوری کو کاٹا، اس کے ہاتھ اور کلہاڑی خون میں لتھڑ گئے، اور اسے نکال لیا۔ اس کا خیال غلط نہیں تھا، یہ ایک بٹوا تھا۔ ڈوری میں دو صلیبیں بھی تھیں، ایک صنوبر کی لکڑی کی اور دوسری تانبے کی، ان کے علاوہ چاندی کے کٹاؤ کے کام

کی ایک شبیہ بھی تھی اور ان کے ساتھ ہی نرم چمڑے کا ایک چھوٹا اور چکنا سا بٹوا بھی تھا جس کی پیٹیاں اور حلقہ لوہے کے تھے۔ بٹوا خوب ٹھنسا ہوا بھرا تھا۔ رسکولنیکوف نے اسے کھولے اور دیکھے بغیر اپنی جیب میں ٹھونس لیا' صلیبوں کو بڑھیا کے سینے پر ڈال دیا اور اس بار کلہاڑی لئے پھر سے سونے کے کمرے میں چلا گیا۔

وہ بے حد جلدی کر رہا تھا' کنجیاں اٹھا کر اس نے انہیں پھر لگانا شروع کیا۔ لیکن اسے بالکل ہی ناکامی ہوئی۔ ان میں سے کوئی بھی تالوں میں لگ ہی نہیں رہی تھی' اس لئے نہیں کہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے بلکہ اس لئے کہ وہ برابر غلطی کر رہا تھا۔ مثلاً وہ دیکھتا تھا کہ یہ کنجی اس تالے کی نہیں ہے' نہیں لگ رہی ہے' پھر بھی اسی سے جوجھے جا رہا تھا۔ اچانک اسے یاد آیا اور سمجھ میں آگیا کہ یہ بڑی کنجی' جس میں دندانے کٹے ہوئے ہیں اور جو دوسری چھوٹی کنجیوں کے ساتھ ہی جھول رہی تھی' لازمی طور پر درازوں والی الماری کی تو ہو ہی نہیں سکتی (جیسا کہ وہ پچھلی ہی بار سمجھ گیا تھا) بلکہ کسی تجوری کی ہوگی اور اسی تجوری میں اس کے مطلب کی ساری چیزیں رکھی ہوں گی۔ اس نے درازوں والی الماری کو چھوڑ دیا اور فوراً ہی پلنگ کے نیچے جھانک کر دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ بوڑھی عورتیں اپنی تجوریاں پلنگ کے نیچے ہی رکھتی ہیں۔ ایسا ہی تھا۔ وہاں خاصی بڑی تجوری رکھی تھی جو لمبائی میں دو ہاتھ سے زیادہ ہی رہی ہوگی۔ اس کا ڈھکنا گولائی میں ابھرا ہوا تھا اور اس پر لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا لال چمڑا چڑھا ہوا تھا۔ دندانے دار کنجی اس میں فوراً لگ گئی اور تجوری کھل گئی۔ سب سے اوپر ایک سفید چادر کے نیچے خرگوش کی روئیں دار کھال کا کوٹ تھا جس پر سرخ زربفت کا ابرہ تھا' اس کے نیچے ایک ریشمی فراک تھی' پھر شال اور پھر اور نیچے لگتا تھا بس کپڑے ہی تھے۔ سب سے پہلے تو وہ سرخ زربفت سے اپنے خون میں لتھڑے ہوئے ہاتھوں کو صاف کرنے لگا۔ "سرخ ہے اور سرخ پر خون نظر نہیں آئے گا" اس نے دل ہی دل میں سوچا اور اچانک چونک اٹھا "یا خدا' میں کیا پاگل ہوا جا رہا ہوں؟" اس نے ڈر کر سوچا۔

لیکن اس نے ان کپڑوں کو چھوا ہی تھا کہ خرگوش کی روئیں دار کھال کے کوٹ کے نیچے سے سونے کی ایک گھڑی کھسک کر باہر آ گئی۔ اس نے سب کو الٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ بیچ بیچ کپڑوں کے بیچ بیچ میں سونے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ جو غالباً سب گروی تھیں۔ کنگن' زنجیریں' بندے' پنیں وغیرہ۔ کچھ تو ڈبیوں میں تھیں اور دوسری بس اخباری کاغذ میں لپٹی ہوئی تھیں' لیکن سلیقے اور احتیاط سے' دوہری پرت میں' اور اوپر سے فیتے سے بندھی ہوئی۔ ذرا بھی تاخیر کئے بغیر اس نے ان چیزوں کو پتلون اور اوورکوٹ کی جیبوں میں ٹھونسنا شروع کر دیا' کسی طرح کا انتخاب کئے بغیر اور ان کے پلندے اور ڈبیوں کو کھولے بغیر۔ لیکن وہ بہت زیادہ چیزیں بھی لینے میں کامیاب نہیں ہوا....

اچانک اسے سنائی دیا کہ اس کمرے میں' جس میں بڑھیا تھی' کوئی چل رہا ہے۔ وہ کھڑا ہو گیا اور دم سادھ لیا جیسے بے جان ہو۔ لیکن بالکل سناٹا تھا' شاید یہ محض اس کا گمان تھا۔ پھر یکبارگی ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی یا جیسے کسی نے آہستہ سے اور ادھوری آہ بھری ہو اور چپ ہو گیا ہو۔ اس کے بعد پھر موت کا سا سناٹا' کوئی منٹ بھر یا دو منٹ بھر۔ وہ صندوق کے پاس ہی اکڑوں بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا' تقریباً سانس روکے ہوئے' لیکن اچانک وہ اچھل پڑا اور کلہاڑی لے کر سونے کے کمرے سے باہر کی طرف جھپٹا۔

بیچ کمرے میں لیزاویتا کھڑی تھی' ہاتھ میں ایک بڑی سی گٹھری لئے ہوئے' اور سکتے کے عالم میں قتل کی ہوئی بہن کو تک رہی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس میں چیخنے کی طاقت بھی نہیں رہ گئی۔ اسے بھاگ کر آتے ہوئے دیکھ کر وہ کانپنے لگی' پتی کی طرح' آہستہ آہستہ اور اس کے پورے

چہرے پر تشنج کے آثار پھیل گئے۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا' منہ کھولا لیکن پھر بھی چیخی نہیں اور دھیرے دھیرے پیچھے ہٹ کر اس سے دور کونے میں پہنچ گئی' سارے وقت اسے ایک ٹک تکتی رہی مگر اس کے باوجود چیخ نہیں نکلی جیسے اس کے دم ہی نہ رہ گیا ہو کہ چیخ سکے۔ وہ کلہاڑی لے کر اس پر ٹوٹ پڑا' اس کے ہونٹ اتنے رحم آمیز انداز میں پھڑکے' جیسے بالکل چھوٹے بچوں کے پھڑکتے ہیں جب وہ کسی چیز سے ڈرنے لگتے ہیں اور جس چیز سے ڈر لگتا ہے اسے برابر دیکھتے جاتے ہیں اور چیخنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ بدنصیب لیزاویتا اتنی سیدھی سادی اور ہمیشہ سے اتنی پٹی اور سہمی ہوئی تھی کہ اس نے اپنے چہرے کو بچانے کے لئے ہاتھ تک نہیں اٹھائے حالانکہ اس وقت یہی سب سے ضروری اور فطری حرکت ہوتی اس لئے کہ کلہاڑی ٹھیک اس کے چہرے کے سامنے تنی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا خالی بایاں ہاتھ بس ذرا سا اٹھایا' لیکن چہرے تک ہرگز نہیں' اور دھیرے دھیرے اسے آگے کو بڑھایا جیسے اسے دور ہی رہنے کو اشارہ کر رہی ہو۔ دھار وار ٹھیک کھوپڑی پر پڑا اور فوراً ہی ماتھے کے سارے اوپری حصے کو' تقریباً بھیجے تک کاٹ گیا اور وہ دہیں ہی گر پڑی۔ رسکولنیکوف بالکل حواس کھو بیٹھا' اس نے لیزاویتا کی گٹھری اٹھائی' پھر پھینک دی اور ڈیوڑھی دالان کی طرف بھاگا۔

ڈر اس پر زیادہ سے زیادہ طاری ہوتا جا رہا تھا' خاص طور سے اس دوسرے' بالکل غیر متوقع قتل کے بعد۔ وہ یہاں سے جلد سے جلد بھاگ جانا چاہتا تھا۔ اور اگر اس وقت ٹھیک ٹھیک دیکھنے اور سمجھنے کی حالت میں ہوتا' اگر وہ اپنی حالت کی ساری مشکلوں کا' بالکل کسی طرح کی امید نہ رہ جانے کا' ساری بدتمیزی اور سارے چھوٹے پن کا اندازہ لگا سکتا اور اگر وہ سمجھ سکتا کہ اس سلسلے میں کتنی مشکلوں پر عبور حاصل کرنا اور ہو سکتا ہے بدحرکتوں کا ارتکاب اسے ابھی اس لئے کرنا ہے کہ یہاں سے بچ کر نکل سکے اور گھر پہنچ سکے تو بہت ممکن تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی وقت خود اقبال جرم کرنے چلا جاتا' اپنے لئے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی صرف ہیبت اور کراہت کی وجہ سے۔ اس کے اندر کراہت خاص طور سے پیدا ہو رہی تھی اور ہر لمحے بڑھتی جا رہی تھی۔ دنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہ تھی جس کی خاطر اب وہ صندوق کے پاس بلکہ کمرے میں بھی جا سکتا ہو۔

لیکن ایک طرح کا ذہنی خالی پن بلکہ خیالات میں بالکل کھو جانے کی کیفیت اس پر رفتہ رفتہ طاری ہونے لگی۔ تھوڑی دیر کے لئے جیسے وہ سب کچھ بھول جاتا' بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ خاص چیز کے بارے میں بھول جاتا اور چھوٹی چھوٹی چیزوں میں الجھ جاتا۔ بہرحال' اس کی نگاہ باورچی خانے کی طرف اٹھ گئی اور اس نے دیکھا کہ تختے پر ایک بالٹی رکھی ہے جو پانی سے آدھی بھری ہوئی ہے۔ اس نے سوچا کہ اپنے ہاتھ اور کلہاڑی دھو لے۔ اس کے ہاتھوں میں خون لگا تھا اور وہ چپچپے ہو رہے تھے۔ کلہاڑی کو اس نے پھل کی طرف سے پانی میں ڈال دیا اور کھڑکی پر رکھی ہوئی ایک ٹوٹی رکابی میں پڑا صابن کا ٹکڑا اٹھایا اور سیدھے بالٹی ہی میں اپنے ہاتھ دھونے لگا۔ انہیں دھو کر اس نے کلہاڑی نکالی اور اس کے لوہے کو دھویا اور دیر تک' کوئی تین منٹ تک اس کے لکڑی کے بینٹ کو دھوتا رہا جس پر خون کے دھبے تھے' بلکہ خون کو صابن سے بھی دھویا۔ پھر سب کو ان کپڑوں سے پونچھا جو وہیں سوکھنے کے لئے باورچی خانے کے آر پار بندھی ہوئی ڈوری پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دیر تک دھیان سے کھڑکی کے پاس کلہاڑی کا معائنہ کرتا رہا۔ نشان اس پر کوئی نہیں رہ گیا تھا بس یہ کہ لکڑی ابھی نم تھی۔ اس نے بہت سنبھال کر کلہاڑی کو اوورکوٹ کے اندر والے پھندے میں لگایا۔ پھر اندھیرے باورچی خانے کی روشنی میں جہاں تک ہو سکتا تھا اس نے اپنے اوورکوٹ' پتلون اور بوٹوں کا جائزہ لیا۔ باہر سے پہلی نظر میں تو ایسا لگا کہ

کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ بوٹوں پر دھبے تھے۔ اس نے ایک جھاڑن کو نم کیا اور بوٹوں کو پونچھ کر صاف کیا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس نے اچھی طرح معائنہ نہیں کیا کہ ہو سکتا ہے کوئی چیز ایسی ہو جس پر سیدھی نگاہ پڑ سکتی ہو جس کی طرف وہ دھیان نہیں دے رہا ہے۔ سوچ میں کھویا ہوا وہ بیچ کمرے میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ایک اذیت ناک' تاریک خیال پیدا ہوا۔ یہ خیال کہ وہ پاگل ہو گیا ہے اور یہ کہ اس وقت اس میں سوچنے سمجھنے کی اور اپنا بچاؤ کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے' کہ جو کچھ وہ اس وقت کر رہا ہے وہ سب کرنے کی بالکل کوئی ضرورت ہی نہیں ہے.... "اے میرے خدا! بھاگنا چاہئے' بھاگنا!" وہ بڑبڑایا اور وہ لپک کر پیش دالان میں آ گیا۔ لیکن یہاں ایک ایسا بھیانک اچنبھا اس کا منتظر تھا جیسا اس نے اس سے پہلے کبھی نہ جانا تھا۔

وہ کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ دروازہ' باہری دروازہ' پیش دالان سے سیڑھیوں پر جانے والا' جس پر اس نے ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے گھنٹی بجائی تھی اور جس سے اندر آیا تھا' کھلا ہوا تھا' بلکہ اس کا پٹ تو اتنا کھلا ہوا تھا کہ مٹھی اس میں سے چلی جائے۔ تالا نہیں' کنڈی نہیں' اس سارے وقت! بڑھیا نے تو' اس کے اندر آ جانے کے بعد ہو سکتا ہے احتیاط کی بنا پر بند کیا ہو! لیکن اف خدایا! آخر اس نے تو بعد کو لیزاویتا کو دیکھا تھا! اور کیوں' آخر کیوں وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ تو کہیں سے آئی ہی ہو گی! دیوار میں ہو کر تو نہیں آ گئی۔

وہ جھپٹ کر دروازے پر گیا اور اس نے کنڈی لگا دی۔

"لیکن نہیں' پھر وہ نہیں! چلا جانا چاہئے' چلا جانا...."

اس نے کنڈی ہٹائی' دروازہ کھولا اور سیڑھیوں کی طرف کان لگا کر سننے لگا۔

دیر تک وہ آنکتا رہا۔ کہیں دور پر' نیچے' غالباً پھاٹک میں' دو آوازیں بڑے زوروں میں گلے پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہی تھیں' لڑ جھگڑ رہی تھیں اور ایک دوسرے کو ڈانٹ رہی تھیں۔ "کر کیا رہے ہیں یہ لوگ؟...." وہ تحمل کے ساتھ انتظار کرتا رہا۔ آخر کار بالکل سناٹا ہو گیا جیسے یکبارگی کاٹ دیا گیا ہو' وہ لوگ الگ الگ چلے گئے۔ وہ نکلنا چاہتا تھا لیکن اچانک نیچے والی منزل پر ایک دروازہ بڑے شور کے ساتھ کھلا اور کوئی نیچے اترنے لگا جو کوئی دھن بھی گنگنا رہا تھا۔ اسے خیال ہوا کہ "یہ سارے لوگ کیسے اتنا شور کرتے ہیں"۔ اس نے پھر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا اور انتظار کرنے لگا۔ آخر کار بالکل خاموشی ہو گئی' کوئی آدم نہ آدم زاد۔ اس نے ایک قدم سیڑھیوں پر رکھ بھی دیا تھا کہ اچانک پھر کچھ نئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

یہ چاپ بہت دور سے سنائی دے رہی تھی' ابھی تک سیڑھیوں کے بالکل شروع ہی میں رہی ہو گی' لیکن اسے اچھی طرح اور واضح طور پر یاد تھا کہ جب پہلی آہٹ اس کے کانوں میں پڑی تھی تبھی سے پتہ نہیں کیوں اسے شبہ ہو گیا تھا کہ کوئی یہیں آ رہا ہے' چوتھی منزل پر' بڑھیا کے پاس۔ کیوں؟ کیا آہٹ کوئی ایسی خاص قسم کی اور سب سے الگ تھی؟ قدم بھاری' ہموار تھے اور ان میں کوئی جلدی نہ تھی۔ اب وہ آ گیا پہلی منزل کے اوپر' اب اور چڑھنے لگا' اور برابر صاف سے صاف تر سنائی دے رہا تھا! آنے والے کی بھاری سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔ اور یہ تیسری منزل کی سیڑھیاں شروع ہو گئیں.... یہاں! اور اچانک اسے لگا جیسے وہ بالکل جامد و ساکت ہو گیا ہو' جیسے یہ سب خواب ہو' جس میں دکھائی دے رہا ہو کہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہیں' قریب آ گئے ہیں' اسے مار ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ جیسے جگہ پر جم کر رہ گیا ہو اور ہاتھ تک ہلانا ممکن نہ ہو۔

اور آخر کار جب آنے والا چوتھی منزل پر چڑھنے لگا تب وہ یکبارگی چونکا اور جلدی سے اور آسانی سے

فلیٹ میں اندر واپس آ جانے میں اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے' آواز کئے بغیر کنڈی اٹھائی اور قلابے میں لگا دی۔ جبلت نے مدد کی۔ یہ سب ختم کر کے وہ دم سادھ کر دروازے کے ٹھیک سامنے دبک گیا۔ انجان نو وارد بھی دروازے کے پاس ہی تھا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے' جیسے تھوڑی ہی دیر پہلے وہ بڑھیا کے سامنے تھا' جب بس دروازہ ان کے درمیان حائل تھا اور وہ کان لگا کر سن رہا تھا۔

نو وارد نے کئی بار ابھر ابھر کر سانس لی۔ "ضرور بھاری بھرکم ہو گا!" رسکولنیکوف نے ہاتھ کلہاڑی پر رکھتے ہوئے سوچا۔ دراصل جیسے یہ سب خواب میں دکھائی دے رہا تھا۔ نو وارد نے گھنٹی کی ڈوری پکڑی اور زور سے بجائی۔

جیسے ہی گھنٹی کی تیز آواز گونجی ویسے ہی اچانک اسے لگا کہ جیسے کمرے میں کچھ حرکت ہوئی ہو۔ چند سیکنڈ تو وہ سنجیدگی سے آنکتا رہا۔ انجان شخص نے ایک بار پھر گھنٹی بجائی' کچھ دیر انتظار کیا اور اچانک بے صبری سے دروازے کے ہینڈل کو پوری قوت سے ہلانے ڈلانے لگا۔ رسکولنیکوف نے خوف کے ساتھ قلابے میں کنڈی کو پھڑکتے ہوئے دیکھا اور بے انتہا دہشت کے ساتھ انتظار کرنے لگا کہ بس ابھی دم کی دم میں کنڈی اچک پڑے گی۔ سچ مچ یہ ممکن لگتا تھا اس لئے کہ وہ بڑے زوروں میں پھڑک رہی تھی۔ اسے یہ خیال ہوا کہ کنڈی کو ہاتھ سے پکڑ لے لیکن ہو سکتا تھا وہ شخص سمجھ جائے۔ اس کا سر جیسے پھر چکرانے لگا۔ "بس اب گر پڑوں گا!" اس نے سوچا لیکن انجان شخص بڑبڑانے لگا اور وہ فوراً سنبھل گیا۔

"کر کیا رہی ہیں دونوں وہاں' سو رہی ہیں یا کسی نے ان کا گلا گھونٹ دیا؟ لعنت ہے!" وہ اس طرح بڑبڑایا جیسے پیپے میں سے آواز آ رہی ہو۔ "ارے الیونا ایوانوونا' بڑھیا چڑیل! لیزاویتا ایوانوونا' لاجواب حسینہ! دروازہ کھولو! افوہ' لعنت ہے' دونوں کی دونوں سو رہی ہیں تو کیا؟"

اور پھر سے جھنجلا کر اس نے ایک ساتھ کوئی دس بار پوری طاقت سے گھنٹی کی ڈوری کھینچی۔ ظاہر ہے کہ اس شخص کو اس گھر میں کافی اہمیت اور رسوخ حاصل تھا۔

ٹھیک اسی وقت اچانک ہلکے ہلکے' تیز تیز قدموں کی آہٹ سیڑھیوں پر پاس ہی سے سنائی دی۔ کوئی اور آ رہا تھا۔ رسکولنیکوف نے پہلے یہ آہٹ نہ سنی تھی۔

"ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی نہیں ہے؟" دوسرے آنے والے نے' پہلے والے شخص سے' جو ابھی تک گھنٹی کی ڈوری کھینچے جا رہا تھا' مخاطب ہو کر گونجتی ہوئی پر مسرت آواز میں چیخ کر کہا "آداب عرض' کوخ!"

رسکولنیکوف کو فوراً خیال ہوا "آواز سے تو لگتا ہے کہ بالکل جوان ہے۔"

"یہ تو شیطان ہی جانے! میں نے تو کو تالا نہیں توڑ ڈالا" کوخ نے جواب دیا۔ "لیکن آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟"

"لیجئے! پرسوں تو گامبرینوس' میں آپ سے بلیرڈ کی تین بازیاں ایک کے بعد ایک جیتی ہیں۔"

"اچھا...."

"تو یہ لوگ نہیں ہیں؟ عجیب بات ہے۔ بڑی بیوقوفی کی بات ہے۔ کہاں گئی ہو گی یہ بڑھیا؟ میں تو کام سے آیا تھا۔"

"میں بھی کام ہی سے آیا تھا' صاحب!"

"تو پھر اب کیا کیا جائے؟ مطلب یہ کہ واپس جاؤں۔ اف ---- فوہ! اور میں نے سوچا تھا کچھ رقم مل جائے گی!" جوان شخص نے چیخ کر کہا۔

"ظاہر ہے کہ واپس جانا ہوگا' لیکن پھر وقت کیوں طے کیا تھا؟ خود مجھ سے چڑیل نے وقت طے کیا۔ مجھے تو چکر لگا کر آنا پڑا۔ اور آخر وہ جا کہاں سکتی ہے' میری سمجھ میں نہیں آتا؟ سال بھر تو چڑیل یہیں بیٹھی رہتی ہے' ٹانگیں درد کرتی ہیں' اور اب اچانک چل دی مٹرگشتی کرنے کو!"

"دربان سے نہ پوچھا جائے؟"

"کیا؟"

"کہاں گئی ہے اور کب آئے گی؟"

"ہوں... شیطان... پوچھنا... ارے وہ تو کہیں جاتی ہی نہیں..." اور اس نے ایک بار پھر دروازے کے ہینڈل کو جھنجھوڑا۔ "لعنت بھیجو' کچھ نہیں کیا جا سکتا' چلنا چاہئے!"

"ٹھہرئے!" جوان شخص یکبارگی چیخ پڑا "دیکھئے! دیکھ رہے ہیں آپ' دروازے کو اگر ہلایا جائے تو کیسے وہ پیچھے کو کھسک جاتا ہے؟"

"تو؟"

"مطلب یہ کہ تالا نہیں لگا ہے' صرف کنڈی لگی ہے' قلابے میں مطلب! سن رہے ہیں آپ کنڈی کیسے کھڑکھڑاتی ہے؟"

"تو؟"

"آخر آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا ہے؟ مطلب یہ کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی تو گھر پر ہے۔ اگر سب چلے گئے ہوتے تو باہر سے کنجی سے تالا بند کر گئے ہوتے نہ کہ اندر سے کنڈی لگی ہوتی۔ اور یہاں 'سن رہے ہیں آپ کنڈی کیسے کھڑکھڑاتی ہے؟ اور اندر سے کنڈی لگا کر بند کرنے کے لئے تو گھر ہی میں ہونا چاہئے' سمجھے آپ؟ مطلب یہ کہ گھر میں بیٹھی ہیں اور دروازہ نہیں کھول رہی ہیں!"

"ارے ہاں! یہ تو سچ ہے!" کوخ حیران ہو کر چلایا۔ "تو وہ دونوں وہاں کر کیا رہی ہیں!" اور اس نے بڑے زوروں میں دروازے کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"ٹھہرئے!" نوجوان شخص نے پھر چیخ کر کہا "جھنجھوڑیے مت! یہاں کچھ گڑبڑ ہے... آخر آپ نے گھنٹی بجائی' دروازہ جھنجھوڑا --- نہیں کھولتیں۔ مطلب یہ کہ یا تو دونوں بے ہوش ہو گئی ہیں یا پھر..."

"کیا؟"

"یہ کہ چلئے دربان کو بلا کر لائیں' وہی آ کر ان لوگوں کو جگائے۔"

"یہ ٹھیک ہے!" اور وہ دونوں نیچے کو چل پڑے۔

"ٹھہرئے! آپ یہیں رکئے اور میں بھاگ کر نیچے جاتا ہوں دربان کو بلانے۔

"یہاں کس لئے رکنا؟"

"تاکہ کوئی گڑبڑ نہ ہونے پائے..."

"ہاں ٹھیک ہے..."

"آخر میں مقدمے کی تفتیش کرنے کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں! یہاں صاف ظاہر ہے'

صا --- ف --- ظا --- ہر ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے!" نوجوان شخص جوش میں چلایا اور بھاگتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔

کوخ ٹھہرا رہا۔ ایک بار اور اس نے آہستہ سے گھنٹی ہلائی' اور وہ ایک بار بجی۔ پھر آہستہ سے جیسے غور کر رہا ہو اور جائزہ لے رہا ہو' وہ دروازے کے ہینڈل کو ہلانے لگا' اسے کھینچتا اور چھوڑ دیتا جیسے یقین کر رہا ہو کہ صرف کنڈی لگی ہے۔ پھر ہانپتے ہوئے وہ جھکا اور کنجی کے چھید میں سے دیکھنے لگا۔ لیکن چونکہ اس میں اندر سے کنجی لگی تھی اس لئے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔

رسکولنیکوف کھڑا ہوا تھا اور کلہاڑی کو پکڑے ہوئے تھا۔ وہ بالکل اپنے حواس میں نہ تھا۔ وہ اس پر تیار تھا کہ وہ لوگ داخل ہوں تو ان سے لڑے۔ جب وہ دروازہ بھڑبھڑا رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے تو اسے کئی بار یہ خیال ہوا کہ سب کچھ ایک ہی بار میں ختم کر دے اور دروازے کے پیچھے سے ان پر چیخ پڑے۔ کبھی کبھی اس کا جی چاہتا کہ ان لوگوں کو گالیاں دینا شروع کر دے' ان کی ہنسی اڑائے جب تک کہ وہ دروازہ کھول نہ لیں۔ اسے خیال ہوا کہ "بس سب جلدی سے ہو جائے!"

"لیکن وہ شیطان..."

وقت گزرتا گیا' منٹ' دو منٹ --- کوئی بھی نہیں آیا۔ کوخ ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ وہ اچانک چلایا "لیکن شیطان!..." اور بے صبری میں اپنی پہریداری چھوڑ کر خود بھی نیچے کو چل دیا' جلدی جلدی اور اپنے بوٹوں سے سیڑھیوں پر بھد بھد کرتا ہوا۔ پھر قدموں کی چاپ بند ہو گئی۔

"مالک میرے' اب کیا کیا جائے؟"

رسکولنیکوف نے کنڈی ہٹائی' دروازہ کھولا' کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا اور اچانک وہ بالکل کچھ سوچے بغیر اپنے پیچھے دروازے کو جہاں تک ہو سکا کس کے بند کر کے نیچے اترنے لگا۔

وہ تین سیڑھیاں اتر چکا تھا کہ اچانک اور نیچے بڑے زوروں کا شور سنائی دیا --- کہاں سما جائے؟ چھپنا تو کہیں ناممکن تھا۔ وہ بھاگ کر واپس لوٹا' پھر سے اسی فلیٹ کی طرف۔

"اے 'سن تو' شیطان! پکڑو اسے!"

کوئی نیچے کسی فلیٹ میں سے چلاتا ہوا لپکا اور یہ نہیں کہ سیڑھیوں سے دوڑتا ہوا بلکہ جیسے لڑھکتا ہوا نیچے گیا اور حلق پھاڑ پھاڑ کر چلاتا گیا:

"میتکا! میتکا! میتکا! میتکا! جا --- مر!"

چیخ مدھم ہو کر ختم ہو گئی۔ آخری آواز صحن میں سے سنائی دی تھی۔ بالکل سناٹا ہو گیا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت کئی لوگ زور زور سے مسلسل باتیں کرتے' شور مچاتے ہوئے سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ وہ تین یا چار تھے۔ رسکولنیکوف کو ان میں جوان شخص کی آواز سنائی دی۔ "وہی ہیں!"

مکمل ناامیدی کی حالت میں وہ سیدھے ان لوگوں سے ملنے کے لئے نکلا۔ جو ہونا ہے سو ہوگا! اگر وہ لوگ اسے روکتے ہیں' تو بھی سب ختم ہے اور اسے چلے جانے دیتے ہیں تو بھی سب ختم --- یہ لوگ اسے یاد رکھیں گے۔ وہ لوگ پاس آتے جا رہے تھے' ان کے درمیان بس کل ایک سیڑھیاں رہ گئی تھیں --- لیکن اچانک نجات کی صورت! اس سے چند ہی زینوں کے فاصلے پر' دائیں طرف کو خالی فلیٹ تھا جس کے دروازے پاٹوں پاٹ کھلے تھے' وہی فلیٹ جس میں مزدور رنگ کر رہے تھے' اور اب اس کی خوش قسمتی سے چلے گئے تھے۔ شاید

یعنی مزدور ہی ابھی اس قدر چیخ پکار کرتے ہوئے بھاگ کر نکلے تھے۔ فرش پر ابھی ابھی پالش کی گئی تھی۔ بیچ کمرے میں ٹب اور رنگ کا کونڈا اور کوچی رکھی ہوئی تھی۔ پلک جھپکتے میں وہ کھلے دروازے کے اندر پہنچ گیا اور دیوار کی آڑ میں چھپ گیا۔۔۔ اور بروقت چھپ گیا! اب وہ لوگ نیچے والے چوکے پر کھڑے ہوئے تھے۔ پھر وہ سب مڑ کر اوپر چلے اور اس کے پاس سے گزرے‘ چوتھی منزل پر جاتے ہوئے۔ سب زور زور سے باتیں کرتے جا رہے تھے۔ اس نے ان کے اوپر چلے جانے تک انتظار کیا اور پھر دبے پاؤں نکل کر نیچے کو بھاگا۔

سیڑھیوں پر کوئی اور نہیں تھا! پھاٹک میں بھی کوئی نہیں۔ تیزی سے وہ پھاٹک میں سے نکلا اور بائیں طرف کو سڑک پر مڑ گیا۔

وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا‘ وہ بے حد اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ اس وقت فلیٹ میں پہنچ چکے ہیں کہ یہ دیکھ کر سب بڑے حیران تھے کہ فلیٹ کھلا ہوا تھا‘ جبکہ ابھی ابھی بند تھا کہ اب وہ لاشوں کو دیکھ رہے ہیں اور منٹ بھر سے زیادہ نہ لگے گا کہ وہ اندازہ لگا لیں گے اور پوری طرح سمجھ لیں گے کہ قاتل ابھی ابھی وہاں تھا اور کہیں نہ کہیں چھپنے میں‘ ان کے پاس سے چپکے سے نکل جانے میں اور بھاگ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ شاید یہ بھی اندازہ لگا لیں گے کہ جب وہ لوگ اوپر آ رہے تھے تو وہ خالی فلیٹ میں تھا۔ لیکن کسی بھی صورت میں وہ قدم بہت تیز بڑھانے کی ہمت نہ کر سکتا تھا حالانکہ پہلے موڑ تک بس کوئی سو ہی قدم رہ گئے تھے۔ ”کسی پھاٹک میں چپکے سے داخل ہو جاؤں اور کہیں انجان سیڑھیوں پر اس سب کے ختم ہو جانے کا انتظار کروں؟ نہیں‘ برا ہو گا! اور کلہاڑی کو کہیں پھینک دوں؟ کوئی گاڑی کر لوں؟ مصیبت ہے‘ مصیبت!“

آخر کار یہ رہی گلی۔ وہ نیم مردہ سا اس میں مڑ گیا۔ اب وہ سمجھو آدھا تو بچ نکلا تھا اور وہ اس بات کو سمجھتا تھا۔ کسی کے شبہ کرنے کا امکان کم تھا اس لئے کہ یہاں لوگ بہت زیادہ تھے اور ان کے بیچ میں وہ ریت کے ذرے کی طرح تھا۔ لیکن ان سب اذیتوں نے اسے اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ وہ بہ مشکل حرکت کر رہا تھا۔ سارے بدن سے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ ساری گردن تر تھی۔ جب وہ نہر کے گھاٹ پر پہنچا تو کسی نے اس پر فقرہ کسا ”اڑ گئے پرزے!“

اب اسے اپنا احساس کم ہی تھا اور جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا ویسے ویسے اور بھی کم ہوتا گیا۔ لیکن اسے یاد تھا کہ نہر کے گھاٹ پر پہنچ کر اچانک اسے بہت ڈر لگا تھا اس لئے کہ وہاں لوگ کم تھے اور اس لئے وہ نگاہوں میں آ سکتا تھا۔ اس نے چاہا تھا کہ واپس پھر اسی گلی میں چلا جائے۔ باوجود اس کے کہ وہ گرتے گرتے رہ گیا تھا‘ اس نے سرِ جاں چکر کاٹا اور بالکل ہی دوسری طرف سے اپنے گھر کی طرف چلا۔

اپنے گھر کے پھاٹک میں بھی وہ پورے ہوش و حواس میں نہیں داخل ہوا۔ کم سے کم وہ سیڑھیوں پر پہنچ گیا تھا تب اسے کلہاڑی کا خیال آیا۔ اور ابھی تو اسے ایک بہت ہی اہم کام انجام دینا تھا۔۔۔ کلہاڑی کو واپس رکھنا تھا اور جہاں تک ہو سکے کسی کے دیکھے بغیر۔ ظاہر ہے کہ انہیں یہ تصور کرنے کی صلاحیت ہی نہ تھی کہ ہو سکتا ہے اس کلہاڑی کو اس کی پہلی جگہ پر نہ رکھنا بلکہ اسے‘ چاہے بعد کو سہی‘ کسی اجنبی صحن میں پھینک دینا کہیں بہتر ہو گا۔

لیکن سارا کام خیریت سے ہو گیا۔ دربان کی کوٹھری کا دروازہ بند تھا لیکن تالا نہیں لگا تھا۔ تو غالب امکان یہ تھا کہ دربان گھر ہی میں ہو گا۔ لیکن اس وقت تک وہ کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے اس قدر محروم ہو چکا تھا کہ سیدھا کوٹھری تک گیا اور اس کا دروازہ کھول دیا۔ اگر دربان ہوتا اور اس سے پوچھتا کہ ”کیا کام ہے؟“ تو

شاید اس نے سیدھے ہی اسے کلہاڑی لوٹا دی ہوتی۔ لیکن دربان پھر نہیں تھا اور اسے کلہاڑی کو اس کی پہلی جگہ پر بنچ کے نیچے رکھنے میں بلکہ اسے لکڑی کے ٹکڑوں سے پہلے ہی کی طرح ڈھکنے میں بھی کامیابی ہو گئی۔ بعد کو وہ اپنے کمرے تک پہنچ گیا اور کسی سے بھی‘ کسی ایک شخص سے بھی اس کا سامنا نہیں ہوا۔ مکان مالکن کا دروازہ بند تھا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ جس حالت میں تھا اسی میں صوفے پر ڈھے پڑا۔ وہ سویا تو نہیں لیکن خود فراموشی کی حالت میں پہنچ گیا۔ اگر اس وقت کوئی اس کے کمرے میں آیا ہوتا تو وہ فوراً ہی اچھل پڑتا اور چیخنے لگتا۔ اس کے ذہن میں خیالات کے ٹکڑے اور ریزے بڑے زوروں میں ہجوم کئے ہوئے تھے لیکن وہ کسی ایک کو بھی اپنی گرفت میں نہ لے سکا‘ کسی ایک پر بھی قائم نہ رہ سکا‘ حالانکہ کوشش اس نے بہت کی۔۔۔۔۔

حوالہ جات

(1) ملاحظہ ہوں توضیحات۔ (ایڈیٹر)
(2) ریاستی کونسلر۔۔۔ جدول مراتب کے اعتبار سے مرتبہ پنجم کا کافی بلند غیر فوجی عہدیدار ہوتا تھا۔ (ایڈیٹر)
(3) پرانے انداز کا روسی سگریٹ جس کے ساتھ ہی کاغذ کی نلکی بھی لگی ہوتی ہے۔ (ایڈیٹر)
(4) لوت۔۔۔ وزن کا پرانا روسی پیمانہ جو تقریباً ۱۳ گرام کے برابر ہوتا تھا۔ (ایڈیٹر)
(5) ورست۔۔۔ مسافت کا پرانا روسی پیمانہ جو ایک کلومیٹر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)
(6) زیفس۔۔۔ قدیم یونان کا سب سے بڑا دیوتا۔ (ایڈیٹر)

دوسرا حصہ

اسی طرح وہ بہت دیر تک پڑا رہا۔ یہ بھی ہوتا تھا کہ کبھی کبھی وہ جیسے جاگ پڑتا اور ان لمحوں میں وہ دیکھتا کہ کافی دیر ہوئے رات ہو چکی ہے لیکن اسے یہ خیال نہیں ہوا کہ اٹھنا چاہیے۔ آخر کار اس نے دیکھا کہ دن کا سا اجالا ہونے لگا ہے۔ وہ صوفے پر چت لیٹا ہوا تھا اور ابھی تک اپنی تھوڑی دیر پہلے کی خود فراموشی کے سکتے اور حیرانی میں مبتلا تھا۔ سڑک پر سے بھیانک "نا امیدی سے بھری ہوئی چیخیں اس تک پہنچ رہی تھیں جنھیں وہ اپنی کھڑکی کے نیچے دو بجے کے بعد ہر رات کو سنا کرتا تھا اور انھیں چیخوں نے اسے اس وقت بھی جگا یا تھا۔ "اچھا! تو شراب خانوں سے شرابی نکلنے شروع ہو گئے!" اس نے سوچا "دو بج چکے ہیں۔" اور اچانک وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کسی نے اسے صوفے پر سے کھینچ کر اٹھا لیا ہو۔ "یہ کیسے! دو بج بھی چکے!" وہ پھر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ اور فوراً اسے سب کچھ یاد آ گیا! ایک دم سب کچھ یاد آ گیا!

پہلے لمحے میں تو اسے خیال ہوا کہ وہ پاگل ہوا جا رہا ہے۔ اسے بڑی سخت سردی لگی۔ لیکن یہ سردی بخار کی تھی جو بہت پہلے اسے سوتے میں چڑھ چکا تھا۔ اب اس کو یکبارگی ایسی کپکپی لگی کہ دانت بجنے لگے اور سارا بدن تھرتھرانے لگا۔ اس نے دروازہ کھول کر سننا شروع کیا۔ گھر سوتا پڑا ہوا تھا۔ اس نے بڑی حیرت کے ساتھ اپنے اوپر اور کمرے میں چاروں طرف نظر ڈالی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کل اس نے کیسے یہ کیا کہ وہ اندر آیا اور دروازے کی کنڈی بھی نہیں لگائی اور کپڑے اتارے بغیر ہی یہاں تک کہ ہیٹ پہنے پہنے ہی صوفے پر ڈھے پڑا۔ ہیٹ لڑھک گئی تھی اور اب فرش پر تکیے کے پاس ہی پڑی تھی۔ "اگر کوئی آ جاتا تو وہ کیا سوچتا؟ کیا میں شراب کے نشے میں دھت تھا، لیکن..." وہ لپک کر کھڑکی کے پاس جا پہنچا۔ اجالا کافی ہو گیا تھا اور اس نے جلدی جلدی خود کو دیکھنا بھالنا شروع کیا، سر سے لے کر پاؤں تک اپنے سارے کپڑوں کو کہ کہیں کوئی نشان تو نہیں رہ گیا؟ لیکن ایسے ممکن نہیں تھا۔ جوڑی سے کانپتے ہوئے اس نے سارے کپڑے اپنے تن سے اتارے اور پھر سے دیکھنے شروع کیے۔ اس نے سارے کپڑے، آخری دھاگے اور ریشے تک کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنے اوپر بھروسا نہ کرتے ہوئے تین بار سارا معائنہ کیا۔ لیکن کچھ نہیں تھا، لگتا تو یہی تھا کہ کوئی آثار نہ تھے۔ بس اس جگہ پر جہاں پتلون کے پائینچوں کی بٹ تھی اور پھونسڑے جھول رہے تھے وہاں ان پھونسڑوں پر جمے ہوئے خون کے گاڑھے دھبے تھے۔ اس نے بڑا جیبی چاقو لیا اور پھونسڑوں کو کاٹ دیا۔ اور تو لگتا تھا کہ کچھ نہیں ہے۔ اچانک

اسے یاد آیا کہ بٹوا اور دوسری چیزیں جو اس نے بڑھیا کے ہاں صندوق سے نکالی تھیں' سب کی سب ابھی تک اس کی جیبوں میں رکھی تھیں! انھیں نکالنے اور چھپانے کا اسے ابھی تک خیال ہی نہ آیا تھا! وہ چیزیں تو اسے ابھی اس وقت بھی نہیں یاد آئیں جب وہ اپنے کپڑوں کا جائزہ لے رہا تھا! یہ ہے کیا آخر؟ فوراً ہی وہ انھیں نکال نکال کر میز پر ڈالنے لگا۔ سب نکال کر بلکہ جیبیں تک الٹ کر تاکہ اچھی طرح یقین ہو جائے کہ کوئی چیز جیبوں ہی میں رہ تو نہیں گئی' وہ اس سارے ڈھیر کو کونے میں لے گیا۔ وہاں بالکل کونے میں ایک جگہ پر دیواری کاغذ دیوار سے الگ ہو کر جھول رہا تھا۔ ساری چیزوں کو اس نے اسی کاغذ کے نیچے والے شگاف میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ "کیا! سب کچھ آنکھ سے اوجھل اور بٹوا بھی!" اس نے خوش ہو کر سوچا اور خالی خالی نظروں سے کونے کو دیکھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ ٹھنسی ہوئی چیزوں کی وجہ سے شگاف اور بڑا ہو گیا تھا۔ یکبارگی وہ خوف سے کانپنے لگا۔ "اے میرے خدا!" وہ انتہائی ناامیدی میں آہستہ سے بولا "مجھے کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیا سچ مچ چھپ گیا؟ کیا سچ مچ لوگ چیزیں یوں ہی چھپاتے ہیں؟"

سچ یہ ہے کہ اس نے پہلے سے چیزوں کے بارے میں سوچا ہی نہ تھا۔ اس نے یہ سوچا تھا کہ صرف نقد رقم ہوگی۔ اس لئے اس نے پہلے سے کوئی جگہ نہ تیار کی تھی۔ "لیکن اب' اب میں کس بات پر خوش ہو رہا ہوں؟" اس نے سوچا "کیا سچ مچ لوگ چیزیں یوں ہی چھپاتے ہیں؟ سیدھی بات یہ ہے کہ میری عقل میرا ساتھ چھوڑ رہی ہے!" وہ تھکن سے بے حال ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا اور فوراً ہی ناقابل برداشت سردی نے اسے جھنجھوڑ دیا۔ میکانیکی طور سے اس نے پاس ہی کرسی پر پڑے ہوئے اپنے طالب علمی کے دنوں کے جاڑوں والے اوورکوٹ کو گھسیٹا جو گرم تو تھا لیکن چیتھڑا ہو چکا تھا' اور خود کو ڈھانپ لیا۔ اور ایک بار پھر نیند اور سرسامی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ بیہوش ہو گیا۔

پانچ منٹ سے زیادہ نہ ہوئے ہوں گے کہ وہ پھر سے اچھل پڑا اور جنونی حالت میں پھر سے اپنے کپڑوں پر جھپٹ پڑا۔ "یہ میں پھر سے سو کیسے گیا جبکہ ابھی تک کچھ بھی کیا نہیں! یہی تو ہے! یہی تو ہے! بغل کے نیچے لگے ہوئے پھندے کو ابھی تک نہیں نکالا! بھول گیا' ایسے کام کے بارے میں بھول گیا! ایسا ثبوت!" اس نے پھندے کے ٹانکے ادھیڑے اور جلدی جلدی اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے لگا اور پھر ان سب کو تکیے کے نیچے کپڑوں میں ڈال دیا۔ "کپڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو دیکھ کر کوئی بھی شبہ نہ پیدا ہو گا' لگتا تو یہی ہے' لگتا تو یہی ہے!" وہ بیچ کمرے میں کھڑے کھڑے دہراتا رہا اور تکلیف دہ تناؤ کی حالت میں وہ پھر سے چاروں طرف غور سے دیکھنے لگا' فرش پر اور ہر جگہ کہ کچھ بھولا تو نہیں تھا؟ اس یقین نے اسے ناقابل برداشت اذیت پہنچانی شروع کی کہ ہر چیز یہاں تک کہ حافظہ' یہاں تک کہ سیدھی سادی سوجھ بوجھ اس کا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ "کیا ایسا تو نہیں ہے کہ ابھی سے شروع ہو گئی' ایسا تو نہیں ہے کہ یہ سزا ہے جو ملنے لگی ہے؟ ہاں' ہاں' ایسا ہی ہے!" دراصل پھوسڑوں کی کترن' جو اس نے پتلون سے کاٹ لی تھی' اس طرح بیچ کمرے میں فرش پر پڑی تھی کہ سب سے پہلے اسی پر نظر پڑے! "آخر یہ مجھے ہوا کیا ہے!" پھر وہ اس طرح سے چلایا جیسے حواس کھو بیٹھا ہو۔

اسی وقت اس کے ذہن میں ایک عجیب خیال آیا -- کہ ہو سکتا ہے اس کے سارے کپڑوں پر خون ہو کہ ہو سکتا ہے بہت سے دھبے ہوں' لیکن یہ کہ وہ انھیں دیکھ نہیں رہا ہے' ان کی طرف دھیان ہی نہیں دے رہا ہے اس لئے کہ اس کی سوجھ بوجھ کمزور ہو چکی ہے' پراگندہ ہو چکی ہے... اس کی عقل پر دھند چھا گئی ہے... اچانک اسے یاد آیا کہ بٹوے پر بھی خون تھا۔ "آہا! تو اس کے مطلب یہ ہوئے کہ جیب میں بھی خون لگا ہونا چاہئے اس

لئے کہ تب میں نے گیلا ہی بٹوا جیب میں ٹھونس لیا تھا!" فوراً اس نے جیب کو الٹا اور ایسا ہی تھا -- جیب کے استر پر نشان تھے' دھبے تھے! "مطلب یہ کہ سمجھ نے ابھی بالکل ساتھ نہیں چھوڑا' مطلب یہ کہ سوجھ بوجھ بھی ہے اور حافظہ بھی' آخر میں نے خود ہی تو اس کا اندازہ لگایا تھا!" اس نے سوچا اور بڑی ظفرمندی اور خوشی کے ساتھ پورا سینہ پھلا کر ایک گہری سانس لی۔ "یہ صرف بخار کی وجہ سے کمزوری ہے' وقتی سرسام!" اس نے سوچا اور پتلون کی بائیں جیب کا پورا استر پھاڑ لیا۔ اسی وقت سورج کی کرن اس کے بائیں بوٹ پر پڑی۔ بوٹ میں سے موزہ جھانک رہا تھا اور اس پر جیسے کچھ نشانات نظر آئے۔ اس نے اپنا بوٹ اتار دیا "واقعی نشانات! موزے کے پورے سرے پر خون جما ہوا ہے"۔ ضرور اس نے اس چہ بچے میں قدم رکھتے وقت بے احتیاطی کی ہوگی... "لیکن اب ان کا کیا کیا جائے؟ ان موزوں' پھوسڑوں اور جیب کو کہاں رکھوں؟"

ان سب کو ہاتھ میں لپیٹ کر وہ بیچ کمرے میں کھڑا ہو گیا۔ "آتش دان میں؟ لیکن تلاش کرنا تو سب سے پہلے آتش دان ہی سے شروع کریں گے۔ جلا دوں؟ دیا سلائی تو ہے نہیں۔ نہیں' اچھا یہ ہے کہ کہیں جا کر سب کو پھینک دیا جائے۔ ہاں پھینک دینا ہی اچھا ہے!" اس نے پھر سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے دہرایا "اور ابھی' اسی منٹ' دیر کئے بغیر!..." لیکن اس کی بجائے اس کا سر پھر تکیے پر جھک گیا' اور پھر اسے ناقابل برداشت سردی چڑھی' پھر اس نے گرم اوورکوٹ کو اپنے اوپر کھینچ لیا۔ اور دیر تک' کئی گھنٹے تک' اس کے ذہن کو یہی دھن لگی رہی کہ "ابھی' فوراً ٹالے بغیر کہیں جانا چاہئے اور سب کو پھینک دینا چاہئے' تاکہ آنکھ سے اوجھل ہو جائے' جلدی' جلدی' جلدی!" کئی بار اس نے صوفے پر سے اٹھنے کی کوشش کی' کھڑا ہونا چاہتا تھا لیکن نہیں ہو سکا۔ قطعی طور پر اسے جگایا دروازے پر زوروں کی دستک نے۔

"ارے کھولو تو' زندہ ہو کہ نہیں؟ اور سارے وقت تو سوتے رہتے ہیں!" نستاسیا مٹھی سے دروازے کو پیٹ پیٹ کر چلا رہی تھی "سارے سارے دن تو کتے کی طرح خراٹے لیتے رہتے ہیں! کاہی' کھولو دروازہ' میں کہتی ہوں۔ دس بج چکے۔"

"اور ہو سکتا ہے گھر پر نہ ہوں!" ایک مردانی آواز نے کہا۔

"آہا! یہ تو دربان کی آواز ہے... اسے کیا چاہئے"

وہ اچھل پڑا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ دل ایسا دھڑک رہا تھا کہ درد سا ہونے لگا۔

"اور کنڈی کس نے لگائی ہے؟" نستاسیا نے الٹ کر جواب میں پوچھا "بند کر کے بیٹھنا شروع کر دیا ہے! جیسے کوئی انھیں کو اٹھا لے جائے گا؟ کھولو بڑے صاحب' جاگو!"

"آخر انھیں چاہئے کیا؟ دربان کس لئے آیا ہے؟ سب معلوم ہو گیا؟ مزاحمت کروں کہ کھول دوں؟ ہو جو بھی ہونا ہو..."

وہ ذرا سا اٹھا' آگے کو جھکا اور کنڈی کھول دی۔

پورا کمرہ بس اتنا بڑا تھا کہ بستر سے اٹھے بغیر ہی کنڈی کھولنا ممکن تھا۔

ایسا ہی تھا -- دربان اور نستاسیا کھڑے تھے۔

نستاسیا نے کچھ عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ خود اس نے دیدہ دلیری اور انتہائی ناامیدی کے ساتھ دربان کو دیکھا۔ دربان نے کچھ کہے بغیر ایک سرمئی اور دوہرا مڑا ہوا کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا جس پر لاکھ سے مہر لگی تھی۔

"دفتر سے نوٹس آیا ہے" اس نے کاغذ تھماتے ہوئے کہا۔
"کس دفتر سے؟"
"پولیس میں' مطلب یہ کہ بلایا ہے دفتر میں۔ سبھی جانتے ہیں کونسا دفتر۔"
"پولیس میں!... کس لئے؟..."
"اب مجھے کیا پتہ۔ طلبی ہے تو چلے جاؤ" ۔ دربان نے غور سے اس کی طرف دیکھا' چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور جانے کے لئے مڑا۔

"بالکل' بہت ہی بیمار ہیں؟" نستاسیا نے اس کے چہرے پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ دربان نے بھی ایک لمحے کے لئے مڑ کر اسے دیکھا۔ "کل سے بخار میں ہیں" نستاسیا نے اضافہ کیا۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا' کاغذ ویسے ہی ہاتھ میں لئے رہا اس کی مہر توڑے بغیر۔

"تو اٹھو مت" نستاسیا نے یہ دیکھ کر کہ وہ پاؤں صوفے سے نیچے لٹکا رہا ہے رحم بھری آواز میں کہا "بیمار ہو تو مت جاؤ کوئی جلدی نہیں۔ یہ تمھارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

اس نے اپنے ہاتھوں پر نظر ڈالی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں پھوسڑوں کی کترن' موزہ اور پھاڑی ہوئی جیب کا چیتھڑا تھے۔ وہ اسی طرح ان سب کو لئے لئے ہی سو گیا تھا۔ بعد کو اس کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہوئے اس کو یاد آیا کہ بخار میں کچی نیند ہی میں اس کی آنکھ کھلتی تھی تو وہ اس سب کو مضبوطی سے مٹھی میں دبا لیتا اور پھر سے سو جاتا تھا۔

"حد ہے' پتہ نہیں کہاں کے چیتھڑے لے لئے اور انھیں لئے لئے سو بھی گئے جیسے کوئی خزانہ ہو..." اور نستاسیا اپنی مریضانہ اعصابی ہنسی ہنسنے لگی۔ فوراً اس نے اس سب کو گرم اوور کوٹ کے نیچے ٹھونس دیا اور نستاسیا کے چہرے پر نظریں گڑو دیں۔ اگرچہ اس وقت وہ پوری وضاحت سے کچھ سوچنے سمجھنے کے لائق نہ تھا پھر بھی اس نے محسوس کیا کہ جب لوگ کسی شخص کو گرفتار کرنے آئیں گے تو اس کے ساتھ اس طرح تو پیش نہ آئیں گے۔
"لیکن... پولیس؟"

"چائے پیو گے؟ جی چاہتا ہے؟ میں لاتی ہوں' بچی ہوئی ہے..."
"نہیں... میں جاتا ہوں' ابھی ابھی جاتا ہوں" وہ کھڑے ہوتے ہوئے بڑبڑایا۔
"ارے تم تو سیڑھیوں سے اتر بھی نہ پاؤ گے؟"
"جاؤں گا..."
"جیسی مرضی۔"

دربان کے پیچھے پیچھے وہ بھی چلی گئی۔ فوراً ہی وہ روشنی کی طرف لپک گیا موزے اور پھوسڑوں کو دیکھنے کے لئے۔ "دھبے ہیں تو لیکن بالکل نظر نہیں آتے' سارے میں مٹی سن گئی ہے' رگڑ گئی ہے اور رنگ اڑ چکا ہے۔ جسے پہلے سے نہ معلوم ہو اسے کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ نستاسیا' مطلب یہ ہے کہ' دور سے کچھ بھی نہ دیکھ سکی ہو گی' شکر ہے خدا کا!" تب اس نے کانپتے ہاتھوں سے نوٹس کی مہر توڑی اور پڑھنا شروع کیا۔ وہ دیر تک پڑھتا رہا اور آخر کار سمجھ گیا۔ یہ محلے کے پولیس دفتر سے عام نوٹس تھا جس میں آج ساڑھے نو بجے محلے کے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں آنے کو کہا گیا تھا۔

"لیکن پہلے تو ایسے کبھی نہیں ہوا؟ مجھے تو پولیس سے کبھی کام پڑا نہیں! اور کیوں آج ہی؟..." اس

نے تکلیف دہ استعجاب کے ساتھ سوچا۔ "اے میرے مالک' اب جلدی سے ہو چکے سب!" وہ دعا کرنے کے لئے گھٹنوں کے بل ہو گیا ہوتا لیکن اسے خود ہنسی آ گئی --- دعا یہ نہیں' خود اپنے اوپر۔ اس نے جلدی جلدی کپڑے پہننے شروع کئے۔ "تباہ ہوتا ہوں تو تباہ ہو جاؤں گا کیا فرق پڑتا ہے' موزہ پہنوں!" اسے اچانک خیال ہوا "دھول میں اور زیادہ اٹ جائے گا اور نشان مٹ جائیں گے۔" لیکن اس نے پہنا ہی تھا کہ اسے پھر کراہت اور ڈر کے ساتھ اتار لیا۔ اتار تو لیا لیکن یہ سوچ کر کہ دوسرا نہیں ہے' اسے اٹھا کر پھر سے پہن لیا --- اور پھر ہنس پڑا۔ "یہ سب مشروط ہے سب اضافی ہے' سب محض ہیئتیں ہیں" اس نے ذرا دیر کے لئے سوچا لیکن خیال بہت ہی ذرا سے رستے کے لئے آیا تھا اور اس کا سارا بدن کپکپا رہا تھا --- "آخر پہن لیا نا! آخر ختم کیا اسی پر کہ پہن لیا!" لیکن ہنسی کی جگہ فوراً ہی ناامیدی نے لے لی۔ "نہیں' میرے بس کا نہیں ہے...." اسے خیال ہوا۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ "ڈر کے مارے" وہ اپنے آپ ہی بڑبڑایا۔ بخار کی وجہ سے سر چکرا رہا تھا اور درد کر رہا تھا۔ "یہ چالاکی! یہ تو وہ لوگ چاہتے ہیں کہ دھوکا دے کر چالاکی سے مجھے وہاں بلائیں اور اچانک سب کچھ میرے سر پر دے ماریں" وہ سیڑھیوں پر نکلتے ہوئے اپنے آپ سے کہتا جا رہا تھا۔ "بدترین چیز یہ ہے کہ میں تقریباً سرسامی حالت میں ہوں..... میں کوئی بھی بیوقوفی کی بات بک سکتا ہوں...."

سیڑھیوں پر اسے یاد آیا کہ چیزیں تو ویسے ہی رکھی ہیں' دیواری کاغذ والے شگاف میں --- "اور یہ سب شاید جان بوجھ کر' میری عدم موجودگی میں تلاشی لینے کے لئے کیا جا رہا ہے ---" یہ یاد کر کے وہ رک گیا۔ لیکن اچانک ایسی ناامیدی اور اگر کہا جا سکتا ہو تو بدبختی کی ایسی بیدلی اس پر طاری ہو گئی کہ وہ ہاتھ جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

"بس جلدی ہو جائے سب!..."

سڑک پر ویسی ہی ناقابل برداشت گرمی تھی۔ ان سارے دنوں میں ایک بوند بھی بارش نہ ہوئی تھی۔ وہی دھول' اینٹیں اور گارا' دکانوں اور شراب خانوں سے وہی بدبو' بار بار وہی شرابیوں کا سامنا' فن لینڈی پھیری والے اور ہاتھ پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے گاڑیبان۔ تیز دھوپ سے اس کی آنکھوں میں ٹمک لگ رہی تھی' اتنی کہ دیکھنے میں آنکھیں دکھنے لگیں اور اس کا سر تو بالکل ہی چکرانے لگا ---- بخار میں جتلا اور تیز دھوپ والے دن میں اچانک سڑک پر نکل آنے والے شخص کے عام احساسات۔

کل والی سڑک کے موڑ تک پہنچ کر اس نے اذیت ناک تشویش کے ساتھ اس سڑک پر' اس گھر کو دیکھا اور فوراً نظر ہٹا لی۔

"اگر پوچھیں گے تو میں ہو سکتا ہے بتا ہی دوں" اس نے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے سوچا۔
دفتر اس کے گھر سے کوئی چوتھائی ورسٹ کے فاصلے پر تھا۔ ابھی ابھی وہ ایک نئے مکان کے نئے فلیٹ میں' چوتھی منزل پر' منتقل ہوا تھا۔ پرانے فلیٹ میں وہ ایک بار ذرا دیر کے لئے گیا تھا مگر اس بات کو بہت دن ہو چکے تھے۔ پھاٹک میں سے اندر آ کر اس نے دائیں طرف کو سیڑھیاں دیکھیں جس پر ایک کسان ہاتھ میں رجسٹر لئے ہوئے جا رہا تھا ---- "دربان' مطلب ہے کہ' مطلب یہ کہ یہیں ہے دفتر" اور وہ بھی اسی قیاس کے مطابق سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ پوچھنا وہ کسی سے بھی' کسی بھی چیز کے بارے میں نہ چاہتا تھا۔
"جاؤں گا' گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جاؤں گا اور سب بتا دوں گا...." اس نے چوتھی منزل پر پہنچتے ہوئے سوچا۔

سیڑھیاں تنگ، کھڑی اور ساری گندے پانی میں تر تھیں۔ چاروں منزلوں کے سارے فلیٹوں کے سارے باورچی خانے انہیں سیڑھیوں پر کھلتے تھے اور ان کے دروازے دن بھر کھلے رہتے تھے۔ اس کی وجہ سے سخت گھٹن تھی۔ بغل میں رجسٹر دبائے ہوئے دربان، پولیس والے اور طرح طرح کے مرد عورتیں، جو اپنے اپنے کام سے آئے ہوں گے، اوپر نیچے آ جا رہے تھے۔ خود دفتر کے دروازے بھی پاٹوں پاٹ کھلے ہوئے تھے۔ وہ داخل ہوا اور پیش دالان میں رک گیا۔ وہیں کچھ کسان بھی کھڑے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ یہاں بھی غیر معمولی گھٹن تھی اور سے سرے سے رنگ کئے ہوئے کمروں کے روغن دار رنگ کی، جو ابھی سوکھے نہ تھے، بو اتنی تیز تھی کہ آدمی کو متلی ہونے لگے۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے اور آگے، اگلے کمرے میں جانے کا فیصلہ کیا۔ کمرے بہت ہی چھوٹے اور نیچی چھت والے تھے۔ شدید بے صبری میں وہ آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ کسی نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ دوسرے کمرے میں کچھ منشی جیسے لوگ بیٹھے لکھ رہے تھے جو، سچ بات یہ ہے کہ کپڑے تو اس سے کچھ اچھے ہی پہنے تھے لیکن دیکھنے میں سب عجیب سے لوگ لگتے تھے۔ وہ ان میں سے ایک سے مخاطب ہوا۔

"کیا چاہئے تمہیں؟"

اس نے دفتر کا نوٹس دکھایا۔

"آپ طالب علم ہیں؟" منشی نے نوٹس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، سابق طالب علم۔"

منشی نے اس کو دیکھا لیکن بغیر کسی تجسس کے۔ یہ کچھ خاص قسم کا اول جلول آدمی تھا جس کی نگاہوں میں کوئی غیر متحرک خیال بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

رسکولنیکوف نے سوچا "اس سے تمہیں کچھ بھی نہیں پتہ چلے گا اس لئے کہ اس کے لئے کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"وہاں جائیے، ہیڈ کلرک کے پاس" منشی نے انگلی اٹھا کر بالکل آخری کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ اس کمرے میں داخل ہوا جو ترتیب میں چوتھا تھا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں لوگ کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے ــــ جو ان کمروں والوں سے کچھ بہتر کپڑے پہنے تھے۔ کام سے آنے والوں میں دو عورتیں تھیں۔ ایک سوگ کے لباس میں تھی، معمولی کپڑے پہنے ہوئے، ہیڈ کلرک کے مقابل میز کے پاس بیٹھی تھی اور جو کچھ وہ بول رہا تھا وہی لکھتی جا رہی تھی۔ دوسری خوب بھرے جسم کی تھی، کچھ ذرا زیادہ ہی بھڑک دار کپڑے پہنے اور سینے پر طشتری کے برابر بروچ لگائے تھی۔ وہ ایک طرف کو کھڑی کسی چیز کا انتظار کر رہی تھی۔ رسکولنیکوف نے ہیڈ کلرک کی طرف اپنا نوٹس بڑھایا جس نے ایک نظر نوٹس کو دیکھا اور کہا "ذرا انتظار کیجئے" اور سوگ والی عورت کے کام میں مصروف رہا۔

اس نے اطمینان کی سانس لی "غالباً وہ بات نہیں ہے!" رفتہ رفتہ اس کی ہمت بڑھتی گئی۔ وہ اپنا سارا زور لگا کر اپنے آپ کو ہمت رکھنے اور خود کو سنبھالے رکھنے کی تاکید کرتا رہا۔

"کوئی نہ کوئی بیوقوفی، کوئی نہ کوئی بالکل ہی ذرا سی بے احتیاطی اور میں اپنا سارا بھانڈا پھوڑ دوں گا! ہوں.... یہ بری بات ہے کہ یہاں ہوا نہیں" اس نے اپنے آپ سے کہا "گھٹن.... سر اور بھی زیادہ چکرا رہا

ہے.... اور عقل بھی...."

اس نے اپنی اندرونی کھلبلی کو پوری طرح محسوس کیا۔ اسے خود ڈر تھا کہ وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے گا۔ اس نے کوشش کی کہ کسی نہ کسی چیز سے اپنے خیال کا رشتہ جوڑ لے اور کسی بھی، بالکل ہی غیر متعلق چیز کے بارے میں سوچے لیکن اس میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ ہیڈ کلرک سے اسے بڑی گہری دلچسپی ہو گئی۔ اس کا بہت جی چاہتا تھا کہ ہیڈ کلرک کے چہرے کو دیکھ کر کچھ اندازہ لگائے اور قیاس کرے۔ وہ بالکل نوجوان شخص تھا، کوئی بائیس سال کا، ڈھلتے رنگ کا متحرک چہرہ، جو اپنی عمر سے زیادہ سن دار لگتا تھا، فیشن ایبل اور بانکپن والے کپڑے پہنے، بیچ کی مانگ نکالے، اچھی طرح کنگھی کئے اور پومیڈ لگائے ہوئے بال اور برش سے صاف کی ہوئی سفید انگلیوں پر بہت ساری انگوٹھیاں اور چھلے پہنے اور واسکٹ میں سونے کی زنجیریں لٹکائے ہوئے تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک غیر ملکی آیا تھا تو اس سے دو ایک لفظ فرانسیسی کے بھی کہے تھے اور خاصے صحیح۔

"لوئیزا ایوانوونا آپ بیٹھ جائیے" اس نے بھڑک دار لباس پہنے ہوئے قرمزی شوخ رنگت والی عورت سے برسبیل تذکرہ کہا جو سارے وقت کھڑی رہی تھی، جیسے بیٹھنے کی جسارت نہ کر سکتی ہو حالانکہ کرسی پاس ہی تھی۔

اس عورت نے جرمن زبان میں شکریہ ادا کیا اور ریشمی لباس کی سرسراہٹ کے ساتھ کرسی میں دھنس گئی۔ اس کا ہلکے آسمانی رنگ اور سفید لیس والا لباس بالکل غبارے کی طرح پھولا ہوا کرسی کے چاروں طرف پھیل گیا اور اس نے تقریباً آدھے کمرے کو گھیر لیا۔ اس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں لیکن عورت بظاہر اس بات پر جھینپی ہوئی سی تھی کہ اس نے آدھا کمرہ گھیر لیا اور یوں خوشبوئیں پھیلا رہی ہے۔ حالانکہ وہ بیک وقت خوشامدانہ طریقے سے اور بے شرمی سے مسکرا بھی رہی تھی لیکن صریحی بے چینی کے ساتھ۔

سوگ والی عورت نے آخرکار اپنا کام ختم کر لیا اور اٹھنے لگی۔ اچانک کافی شور کے ساتھ، جوانوں کے سے انداز میں اور ہر قدم پر کچھ عجیب طرح سے کندھوں کو موڑتا ہوا ایک افسر داخل ہوا۔ اس نے اپنی ٹوپی، جس پر عہدے کا بلا لگا ہوا تھا، میز پر پٹخی اور آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ بھڑک دار کپڑوں والی عورت اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کچھ خاص جوش کے ساتھ تعظیم کرنے لگی۔ لیکن افسر نے اس کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں دیا اور عورت نے اس کی موجودگی میں پھر بیٹھنے کی جرات نہیں کی۔ یہ محلے کا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جس کی سرخی مائل بھورے رنگ کی مونچھیں چہرے پر دونوں طرف سیدھی سیدھی پھیلی ہوئی تھیں اور اس کا چہرہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ لیکن اس میں کوئی خاص بات نہ ظاہر ہوتی تھی سوائے بے شرمی کے۔ اس نے رسکولنیکوف کو سوالیہ اور ایک حد تک ناگواری سے دیکھا ـــ اس کا سوٹ بہت ہی خراب حالت میں تھا اور اس پستی کے باوجود اس کی چال ڈھال سوٹ سے میل نہ کھاتی تھی۔ رسکولنیکوف بے خیالی میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑی دیر تک دیکھتا رہا تھا، اتنی دیر تک کہ افسر کو برا بھی لگا۔

"کیا چاہئے تمہیں؟" وہ چلایا، غالباً اس بات پر حیران ہو کر کہ ایسے چیتھڑے تو لگے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتا کہ اسے ایسے افسر کی بجلی گرانے والی نظروں سے بچنا چاہئے۔

"مجھے بلایا گیا ہے.... نوٹس بھیج کر...." رسکولنیکوف نے کسی نہ کسی طرح جواب دیا۔

"یہ وہ معاملہ ہے ان سے، طالب علم سے رقم وصول کرنے والا" ہیڈ کلرک اپنے کاغذوں کو چھوڑ چھاڑ کر جلدی سے بول پڑا "یہ رہا!" اور اس نے رسکولنیکوف کی طرف ایک رجسٹر بڑھایا اور اس پر ایک جگہ کو انگلی سے

دکھاتے ہوئے کہا "پڑھ لیجئے!"

"رقم!؟ کونسی رقم؟" رسکولنیکوف سوچنے لگا "لیکن.... مطلب یہ کہ.... وہ بات تو نہیں ہے!" اور خوشی سے وہ کانپ اٹھا۔ اچانک اسے بہت زیادہ 'ناقابل اظہار چین' کا احساس ہوا۔ کندھوں سے سارا بوجھ ہٹ گیا۔

"اور کتنے بجے آپ کو آنے کی لئے لکھا گیا تھا' جناب عالی؟" افسر نے چلا کر کہا جو پتہ نہیں کس بات پر زیادہ سے زیادہ ترناخوش ہوتا جا رہا تھا۔ "آپ کو لکھا گیا نو بجے اور اب گیارہ بج چکے ہیں!"

"مجھے یہ نوٹس بس پندرہ منٹ پہلے ملا ہے" رسکولنیکوف نے مڑ کر زور سے جواب دیا۔ اسے اچانک اور اپنے لئے بھی بالکل غیر متوقع طور پر غصہ آ گیا تھا اور اس سے اسے ایک طرح کی خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ "اتنا ہی کافی ہے کہ میں بیمار بخار کی حالت میں آ گیا۔"

"چلائیے مت!"

"میں چلا نہیں رہا ہوں' بالکل ہموار انداز میں بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھ پر چلا رہے ہیں اور میں طالب علم ہوں اور اپنے اوپر چلانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اس قدر غضب ناک ہو گیا کہ ذرا دیر کے لئے تو اس سے کچھ بولا ہی نہ گیا اور اس کے منہ سے کچھ چھینٹے سے اڑ کر رہ گئے۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔

"اچھا بس چپ---- چپ! آپ سرکاری دفتر میں ہیں۔ بدزبانی مت کیجئے' جناب!"

"اور آپ بھی سرکاری دفتر میں ہیں" رسکولنیکوف نے ویسے ہی چلا کر کہا "اور اس کے علاوہ کہ آپ چلاتے ہیں' آپ سگریٹ بھی پی رہے ہیں' مطلب یہ کہ ہم سب کی توہین کر رہے ہیں۔" یہ کہہ کر رسکولنیکوف کو ناقابل بیان طمانیت کا احساس ہوا۔

ہیڈ کلرک مسکرا کر ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ غصے میں بھرا ہوا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بظاہر لاجواب ہو گیا تھا۔

"اس سے آپ کو کوئی سروکار نہیں!" بالآخر وہ غیر فطری طور پر زور سے چیخا "آپ مہربانی کر کے بیان دیجئے جس کا آپ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ دکھائیے انہیں الکساندر گریگور ملیویچ۔ ہمارے پاس شکایت آئی ہے! رقم نہیں ادا کرتے! واہ' کیا شاندار شہباز اڑتا پھر رہا ہے!"

لیکن رسکولنیکوف اب سن ہی نہیں رہا تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے کاغذ جھپٹ لیا اور جلدی جلدی اس کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک بار پڑھا' دوسری بار پڑھا لیکن سمجھ میں نہیں آیا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے ہیڈ کلرک سے پوچھا۔

"یہ ایک پرامیسری نوٹ کے مطابق آپ سے رقم طلب کی جا رہی ہے' یہ دعوٰی ہے۔ آپ یا تو اس کو سارے اخراجات' جرمانے وغیرہ کے ساتھ ادا کر دیجئے یا پھر تحریری بیان دیجئے کہ کب آپ ادا کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ ذمہ بھی لیجئے کہ جب تک آپ ادا نہ کریں گے تب تک دارالسلطنت سے کہیں جائیں گے نہیں اور نہ اپنی جائیداد بیچیں یا چھپائیں گے۔ اور حامل پرامیسری نوٹ کو حق ہو گا کہ آپ کی جائیداد بیچ دے اور آپ کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔"

"لیکن میں تو.... کسی کا مقروض نہیں ہوں!"

"ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔ ہمارے پاس تو واجب الادا اور قانونی طور پر تصدیق شدہ پرامیسری

نوٹ بابت ایک سو پندرہ روبل کی وصولی کے لئے یہ دعوٰی پہنچا ہے۔ یہ نوٹ آپ نے کالجسٹ اسیسر کی بیوہ زار نتسینا کو نو مہینے پہلے دیا تھا اور بیوہ زارنتسینا نے رقم وصول کرنے کے لئے اسے درباری کونسلر چیبا روف کو منتقل کر دیا۔ چنانچہ ہم نے آپ کو بیان دینے کے لئے طلب کیا ہے۔"

"ہاں' لیکن وہ تو میری مکان مالک ہیں؟"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے' مکان مالکن ہیں تو کیا ہوا؟"

ہیڈ کلرک نے اسے رحم آمیز افسرانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور اس کے انداز میں ایک شان برتری بھی تھی جیسے اس اناڑی کے مقابلے میں ہو سکتی ہے جو ابھی ابھی پہلی بار گولیوں کا سامنا کر رہا ہو---- "تو کہو اب تمہیں کیسا لگ رہا ہے؟" لیکن اب اسے کسی پرامیسری نوٹ یا کسی دعوے سے کیا سروکار! کیا اب یہ اس لائق ہے کہ اس کے بارے میں کوئی تشویش کی جائے بلکہ اس کی طرف ذرا بھی توجہ کی جائے! وہ کھڑا رہا' اس نے پڑھا' سنا' جواب دیا' بلکہ خود بھی سوال کیا لیکن یہ بالکل میکانکی طور پر۔ خود اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی ظفر مندی' پوری طرح چھائے ہوئے خطرے سے نجات---- یہ تھی وہ چیز جس سے اس لمحے اس کا وجود پر تھا۔ کوئی پیش اندیشی تھی نہ تجزیہ' نہ آئندہ کے لئے مفروضات اور نتائج' نہ شبہات اور جرحیں۔ یہ مکمل' بلاواسطہ' بالکل جبلی خوشی کا لمحہ تھا۔ لیکن عین اسی لمحے میں دفتر کے اندر کوئی گرج اور بجلی جیسی چیز نمودار ہوئی۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ' جو ابھی تک اپنی بے عزتی سے حواس باختہ اور غصے سے بھرا ہوا تھا' اور ظاہر ہے کہ اپنے مجروح وقار کو برقرار رکھنے کا خواہاں تھا' اس بدنصیب "بھڑک دار لباس" والی عورت پر بڑے زوروں میں برس پڑا جو اسے' جب سے یہ داخل ہوا تھا' بہت ہی احمقانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھے جا رہی تھی۔

"اور تو ایری غیری کہیں کی" وہ اچانک حلق پھاڑ کر چیخ پڑا (سوگ والی عورت جا چکی تھی) "تیرے ہاں پچھلی رات کو کیا ہوا!؟ ایں؟ پھر بد تمیزی' ساری سڑک پر ہنگامہ کراتی ہے۔ پھر لڑائی جھگڑا اور شراب نوشی۔ جیل جانا چاہتی ہے! اور میں تجھ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں' تجھے دس بار تنبیہہ کر چکا ہوں کہ گیارہویں بار ایک نہ سنوں گا! اور تو نے پھر' پھر' ایری غیری کہیں کی!"

رسکولنیکوف کے ہاتھ سے تو کاغذ بھی گر پڑا اور اس نے دم بخود ہو کر بھڑک دار لباس والی عورت کو دیکھا جس کے ساتھ اس قدر بے ادبی کا برتاؤ کیا جا رہا تھا۔ لیکن جلد ہی اس نے اندازہ لگا لیا کہ معاملہ کیا ہے اور پھر تو یہ سارا قصہ اسے اچھا بھی لگنے لگا۔ اس نے بڑی خوشی سے بلکہ اس طرح سنا کہ اس کا تو قہقہے لگانے کو بھی جی چاہا.... قہقہے' قہقہے..... اس کے اعصاب پر بے حد تناؤ تھا۔

"ایلیا پترووچ!" ہیڈ کلرک نے فکر مندی کے ساتھ کہنا شروع کیا لیکن وہ مناسب وقت کے انتظار میں رک گیا اس لئے کہ وہ ذاتی تجربے سے جانتا تھا کہ غصے میں آئے ہوئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو زبردستی کے علاوہ کسی اور طریقے سے روکنا ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک بھڑک دار لباس والی عورت کا سوال ہے تو وہ شروع میں تو اس گرج اور بجلی سے کانپ گئی لیکن عجیب بات یہ ہے کہ گالیاں جتنی زیادہ اور سخت ہوتی گئیں اتنی ہی اس کے چہرے پر زیادہ شفقت آ گئی' اس کی مسکراہٹ اتنی ہی دلکش ہوتی گئی جو ہیبت ناک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے لئے تھی۔ وہ اپنی جگہ پر کسمسا رہی تھی اور بار بار تعظیم بجا لا رہی تھی اور بے صبری سے انتظار کر رہی تھی کہ اسے بھی تو اپنی بات کہنے کی اجازت دی جائے۔ آخر کو اسے موقع مل ہی گیا۔

"کپتان صاحب، میرے ہاں کوئی بھی شور اور جھگڑا نہیں ہوا" وہ اچانک تیز تیز بول پڑی بالکل جیسے مٹر کے دانے گر رہے ہوں۔ اس کا لہجہ تو نمایاں طور پر جرمن تھا لیکن روسی وہ بڑے دھڑلے سے بول رہی تھی "اور کوئی بھی، کوئی بھی ہنگامہ نہیں ہوا۔ وہ تو آئے تھے نشے میں دھت، اور میں بالکل سچ کہتی ہوں کپتان صاحب، کہ میں قصوروار نہیں ہوں... میرے پاس بھلا گھر ہے کپتان صاحب اور بھلا برتاؤ ہے میرا کپتان صاحب، اور میں نے خود کبھی، کبھی بھی ہنگامہ نہیں چاہا۔ اور وہ نشے میں بالکل دھت آئے اور بعد کو پھر تین بوتل مانگی، اور پھر ایک پاؤں اٹھایا اور پاؤں سے فورتے پیانو بجانے لگا، اور یہ تو بھلے گھر میں بالکل اچھی بات نہیں ہے اور اس آدمی نے فورتے پیانو توڑ دیا اور میں نے تو کہہ دیا کہ اس میں بالکل، بالکل بھی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اور اس نے ایک بوتل اٹھائی اور سب کو پیچھے بوتل سے ٹھونکنے لگا۔ اور میں فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور میں نے دربان کارل کو بلایا اور کارل آ گیا تو اس نے کارل کو پکڑ لیا اور آنکھ پر مارا، اور اس نے ہنریٹ کو بھی آنکھ پر مارا اور میرے گال پر پانچ تھپڑ مارے۔ اور یہ بھلے گھر میں اتنی زیادہ بدتمیزی ہے کپتان صاحب، کہ اس پر میں چیخی چلائی۔ اور اس نے نہر کی طرف والی کھڑکی کھول لی اور اس میں کھڑے ہو کر سور کے بچے کی طرح چیخیں بھرنے لگا۔ اب یہ تو بے شرمی کی بات ہے۔ بھلا سڑک پر کھلنے والی کھڑکی میں کھڑے ہو کر سور کے بچے کی طرح چیخیں بھرنا کیسے ممکن ہے؟ تھو... تھو... تھو اور کارل نے پیچھے سے اس کے کوٹ کے پچھلے دامن پکڑے اور اسے کھینچ لیا ادھر، اور یہ سچ ہے کپتان صاحب کہ اس کا کوٹ پھٹ گیا۔ اور تب وہ چلانے لگا کہ میں اسے ہرجانے کے طور پر پندرہ روبل ادا کروں۔ اور میں نے خود کپتان صاحب پانچ روبل کوٹ کے لئے اس کو ادا کئے۔ اور اس بدمعاش مہمان نے کپتان صاحب سارا ہنگامہ کھڑا کیا! اس نے کہا کہ میں تمہارے بارے میں بہت بڑا طنزیہ چھپوا دوں گا، اس لئے کہ میں تمہارے بارے میں سارے اخباروں میں لکھ سکتا ہوں۔"

"مطلب یہ کہ ادیب ہے؟"

"جی کپتان صاحب، اور یہ کیسا بدمعاش مہمان ہے کپتان صاحب کہ بھلے گھر میں آتا ہے اور....."

"اچھا اچھا، بس کافی ہو گیا! میں نے تجھ سے کہہ دیا تھا، کہہ رہا تھا، آخر تجھ سے کہہ دیا تھا....."

"الیلیا پتروونا!" ہیڈ کلرک پھر سے معنی خیز انداز میں بولا۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے جلدی سے اس پر ایک نظر ڈالی اور ہیڈ کلرک نے آہستہ سے سر کو جنبش دی۔

"اب تجھ سے یہ کہنا ہے محترمہ لوئیزا ایوانوونا، اور یہ میری آخری بات ہے اور میں آخری بار یہ کہہ رہا ہوں" اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے اپنی بات جاری رکھی "اگر تیرے ہاں بس ایک بار اور تیرے بھلے گھر میں ہنگامہ ہوا تو میں تم کو خود حوالات میں بند کر دوں گا جیسا کہ اعلیٰ سوسائٹی میں کیا جاتا ہے۔ سنا تو نے؟ تو ایک ادیب اور مصنف نے ایک "بھلے گھر میں" پانچ روبل اپنے کوٹ کے پچھلے دامن کے لئے وصول کئے؟ ایسے ہوتے ہیں یہ ادیب!" اور اس نے رسکولنیکوف پر ایک حقارت آمیز نظر ڈالی۔ "پرسوں ایک طعام خانے میں بھی ایسا ہی قصہ ہوا۔۔۔ کھانا کھا لیا اور قیمت ادا کرنا نہیں چاہتا۔ "میں تو تمہارے بارے میں طنزیہ لکھ دوں گا۔" اور جہاز پر بھی ایک اور تھا، ابھی پچھلے ہفتے، جس نے ریاستی کونسلر کے باعزت خاندان، بیوی اور بیٹی کے ساتھ انتہائی گھٹیا زبان میں بات کی۔ اور ایک کو کیک پیسٹری کی دکان سے دھکے مار کر نکالنا پڑا۔ ایسے ہوتے ہیں یہ ادیب، مصنف، طالب علم، سماج کے نقیب.... تف! اور تو اب چل دے! میں خود آ کر تیرے ہاں دیکھوں گا۔ تب ذرا خبردار رہنا! سن لیا؟"

لوئیزا ایوانوونا جلدی جلدی شفقت کے ساتھ چاروں طرف تعظیم کرنے لگی اور تعظیم بجا لانے کے بعد دروازے کی طرف کھسکی لیکن دروازے پر پیچھے سے وہ ایک خوش شکل افسر سے ٹکرا گئی جس کا چہرہ صاف اور تازہ دم تھا اور جس کے گل مچھے خوب گھنے اور ہلکی رنگت کے تھے۔ یہ خود محلے کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نکودیم فومچ تھے۔ لوئیزا ایوانوونا نے جلدی سے بالکل زمین سے گھٹنے ملا کر تعظیم کی اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتی ہوئی دفتر سے باہر نکل گئی۔

"پھر کڑک اور بجلی، آندھی اور طوفان!" نکودیم فومچ مشفقانہ اور دوستانہ انداز میں الیلیا پتروویچ سے مخاطب ہوئے "تم نے پھر غصہ کیا، پھر کھولنے لگے! سیڑھیوں ہی پر سے سن رہا تھا۔"

"تو پھر کیا ہوا!" الیلیا پتروویچ نے شریفوں والی لاپروائی کے ساتھ کہا (بلکہ "کیا" بھی نہیں، اس نے کچھ "تو۔ پھر۔ کا۔ یا۔ ہو۔ وا" کی طرح کہا)۔ وہ کچھ کاغذ لئے ہوئے دوسری میز کے پاس جا رہا تھا اور اکڑ کر ہر قدم کے ساتھ کندھوں کی ہم آہنگی رکھنے کے لئے جہاں قدم پڑتا ادھر ہی کندھوں کو بھی حرکت دے رہا تھا۔ "اب آپ خود ہی دیکھئے: ادیب صاحب، جو طالب علم تھے یعنی سابق، رقم نہیں ادا کرتے، پرامیسری نوٹ دے دیا، فلیٹ بھی نہیں خالی کرتے، برابر ان کے بارے میں شکایتیں آتی رہتی ہیں۔ اور یہ ہیں کہ اوپر سے اودھم مچاتے ہیں کہ میں نے ان کے سامنے سگریٹ پیا! خود گھٹیا حرکتیں کرتے ہیں، اب دیکھئے، ذرا مہربانی کرکے ان پر ایک نظر ڈالئے۔ خود موجود ہیں اپنے اس دلکش حلئے میں!"

"مفلسی کوئی بدی نہیں ہے میرے دوست، لیکن کوئی بات نہیں! ظاہر ہے بالکل بارود ہیں وہ، ذرا سی بھی توہین نہیں برداشت ہوتی۔ ضرور آپ ان کی کسی نہ کسی بات کا برا مان گئے اور پھر خود پر قابو نہ رکھ سکے" نکودیم فومچ نے کہنا شروع کیا اور مشفقانہ انداز میں رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئے "لیکن آپ نے غلطی کی۔ حد سے زیادہ شریف طبیعت ہیں، آپ سے کہتا ہوں، انسان ہیں مگر بارود، بالکل بارود! گرم ہوا، کھولنے لگا، جل اٹھا۔۔۔ اور ختم! سب ختم ہو گیا! اور نتیجے میں دل نہیں سونا ہی سونا ہے! انہیں تو رجمنٹ میں بھی "کپتان بارود" کہا جاتا تھا....."

"اور کیا ر۔۔۔ر۔۔۔رجمنٹ تھی!" الیلیا پتروویچ بہت خوش ہو کر چیخ پڑا کہ اسے اتنے خوشگوار انداز میں چھیڑا گیا تھا حالانکہ وہ ابھی تک ناراض تھا۔

اچانک رسکولنیکوف کا جی چاہا کہ ان سب سے کوئی غیر معمولی طور پر خوشگوار بات کہے۔

"آپ ذرا مہربانی کرکے، کپتان صاحب" اس نے یکبارگی نکودیم فومچ سے مخاطب ہو کر بڑی بے تکلفی سے کہنا شروع کیا "آپ ذرا دیر، تو میری حالت میں آ جائیے... اگر میں نے اپنی جانب سے کوئی بداخلاقی کی ہو تو میں ان سے معافی مانگنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ میں غریب اور بیمار طالب علم ہوں، غریبی سے بالکل دل شکستہ" اس نے یہی کہا "دل شکستہ"۔۔۔ "میں سابق طالب علم ہوں اس لئے کہ اب اپنی کفالت نہیں کر سکتا، لیکن مجھے رقم مل جائے گی.... میری ماں اور بہن صوبے میں ہیں.... وہ مجھے بھیجیں گی اور میں.... ادا کر دوں گا۔ میری مکان مالکن نیک عورت ہیں لیکن وہ اس حد تک عاجز آ چکی ہیں اس بات سے کہ میں نے سبق پڑھانے چھوڑ دیئے اور چوتھا مہینہ ہے کہ کرایہ نہیں ادا کیا، کہ میرے لئے کھانا تک نہیں بھیجتیں.... اور میری بالکل سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ کونسا پرامیسری نوٹ ہے! وہ مجھ سے اس پرامیسری نوٹ کی رقم ادا کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں تو میں ان کو کہاں سے ادا کروں، آپ خود فیصلہ کیجئے..!"

"لیکن آخر ہمیں تو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے...." ہیڈ کلرک نے پھر سے ٹوکا....

"اجازت دیجئے" آپ مجھے اجازت دیجئے' میں آپ سے بالکل اتفاق کرتا ہوں لیکن اجازت دیجئے مجھے وضاحت کرنے کی" رسکو لنیکوف پھر جلدی سے بول پڑا لیکن وہ ہیڈ کلرک سے نہیں بلکہ اب بھی نکودیم فومچ سے مخاطب تھا اور پوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ ایلیا پترووچ سے بھی مخاطب رہے حالانکہ موخر الذکر ایسا ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ کاغذات میں کچھ تلاش کر رہا ہو اور حقارت کی بنا پر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کر رہا ہے۔ "اجازت دیجئے مجھے اپنی جانب سے وضاحت کرنے کی' کہ میں ان کے مکان میں کوئی تین سال سے رہ رہا ہوں' جب سے صوبے سے یہاں آیا ہوں تبھی سے اور پہلے... پہلے.... بہرحال میں اپنی ہی طرف سے اعتراف کیوں نہ کر لوں کہ بالکل شروع ہی سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کی بیٹی سے شادی کر لوں گا' اور یہ وعدہ زبانی تھا' بالکل اپنی مرضی سے کیا ہوا.... وہ لڑکی ایسی تھی.... بہرحال وہ مجھے پسند بھی تھی.... میں خیر محبت تو نہیں کرتا تھا... مختصر یہ کہ جوانی' یعنی میں کہنا چاہتا ہوں کہ تب مکان مالکن نے مجھ کو بہت قرض دیا اور میں نے کچھ دنوں ایسی زندگی بسر کی.... میں بہت لاپرواہ تھا...."

"آپ سے اس طرح کی ذاتی تفصیلات بالکل نہیں پوچھی جا رہی ہیں' جناب عالی' اور پھر وقت بھی نہیں ہے" ایلیا پترووچ نے بڑی تند روئی اور شان سے کہا لیکن رسکو لنیکوف نے اسے جوش کے ساتھ روک دیا حالانکہ اچانک اس کے لئے بات کرنا بہت مشکل ہو گیا۔

"لیکن اجازت دیجئے' مجھے اجازت دیجئے' میں تھوڑا سا سب بتانا چاہتا ہوں.... کہ معاملہ کیا تھا اور.... اپنی طرف سے.... حالانکہ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ بیان کرنا بیکار ہے ---- لیکن سال بھر پہلے یہ لڑکی ٹائیفس سے مر گئی۔ میں کرایہ دار رہا جیسے کہ تھا اور مکان مالکن جب موجودہ فلیٹ میں منتقل ہو گئیں تو انہوں نے مجھ سے کہا.... اور دوستانہ انداز میں کہا.... کہ وہ مجھ پر پورا بھروسا کرتی ہیں لیکن پھر بھی کیا میں نہیں چاہتا کہ انہیں یہ پرامیسری نوٹ دے دوں' ایک سو پندرہ روبل کا' کل جو انہوں نے میرے ذمے قرض کا حساب لگایا تھا۔ مجھے کہنے کی اجازت دیجئے: انہوں نے یہی کہا کہ میں بس یہ کاغذ ان کو دے دوں گا تو میں جتنا چاہوں اتنا وہ پھر مجھے قرض دیتی رہیں گی اور یہ کہ اپنی طرف سے وہ اس کاغذ کو کبھی نہیں' کبھی نہیں ---- بالکل یہی ان کے الفاظ تھے ---- استعمال کریں گی' یہاں تک کہ میں خود ادا کر دوں... اور اب جب کہ میرے سبق بھی چھوٹ گئے اور میرے پاس کھانے تک کو کچھ نہیں ہے تو وہ وصولی کر رہی ہیں.... اب میں کیا کہوں؟"

"ان سب جذباتی تفصیلات کا' جناب عالی' ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے" ایلیا پترووچ نے روکھے پن سے بات کاٹی۔ "آپ کو بیان دینا ہو گا اور ذمہ لینا ہو گا' اور یہ کہ آپ وہاں عشق میں مبتلا ہو گئے تھے اور یہ سارے المناک ڈرامائی واقعات' ان سے ہمیں بالکل کوئی مطلب نہیں ہے۔"

"اب تم تو.... سختی کر رہے ہو...." نکودیم فومچ بڑبڑائے اور خود بھی ایک میز کے پاس بیٹھ کر لکھنے لگے۔ وہ کچھ شرمندہ سے لگ رہے تھے۔

"تو لکھئے" ہیڈ کلرک نے رسکو لنیکوف سے کہا۔

"کیا لکھنا ہے؟" اس نے خاص طور سے روکھے پن کے ساتھ پوچھا۔

"میں آپ کو بولتا جاتا ہوں۔"

رسکو لنیکوف کو لگا کہ اس کے اعترافات کے بعد ہیڈ کلرک اس کے ساتھ بغیر لحاظ کئے ہوئے اور حقارت

کے ساتھ پیش آ رہا ہے ---- لیکن عجیب بات یہ تھی کہ ---- اچانک اس کے لئے یہ بات قطعی طور پر غیر اہم ہو گئی تھی کہ اس کے بارے میں کسی کی رائے کیا ہے اور یہ تبدیلی بس آن کی آن میں' ایک لمحے میں ہو گئی تھی۔ اگر وہ ذرا غور کرنا گوارا کرتا تو بلاشبہ اسے اس بات پر تعجب ہوتا کہ وہ ان لوگوں سے ایک منٹ پہلے کیسے اس طرح بات کر سکتا تھا بلکہ ان پر اپنے احساسات بھی زبردستی مسلط کر رہا تھا؟ اور یہ احساسات کہاں سے آ گئے تھے؟ اس کے برعکس اگر اب اچانک یہ کمرہ پولیس والوں سے نہیں بلکہ اس کے عزیز ترین دوستوں سے بھر جاتا تو بھی' اس کا دل اس حد تک خالی ہو گیا تھا کہ' شاید وہ ان کے لئے ایک بھی انسانیت آمیز لفظ نہ تلاش کر پاتا۔ اذیت ناک اور بے انتہا اکیلے پن اور اجنبی پن کا غمناک احساس اچانک اس کے دل پر شعوری طور سے طاری ہو گیا تھا۔ اس کے دل میں یہ تنفر ایلیا پترووچ کے سامنے اس کے دلی وفور جذبات کے گھٹیا پن سے نہیں پیدا ہوا تھا اور نہ اس کے اوپر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے ظفرمندی کے گھٹیا پن سے۔ ارے اب اسے کیا لینا دینا ذاتی ذلالت سے' دکھاوے کی ہوس' افسروں' جرمن عورتوں' قرض کی وصولی کے دعووں' پولیس کے دفتروں وغیرہ وغیرہ سے! اس وقت اگر اسے زندہ جلا دئیے جانے کی سزا بھی دے دی جاتی تب بھی وہ حرکت نہ کرتا' بلکہ سزا کا فیصلہ بھی دھیان سے نہ سنتا۔ اس کے ساتھ کوئی اس کے لئے بالکل ہی انجان' نئی' اچانک اور پہلے کبھی نہ ہونے والی چیز ہو رہی تھی۔ یہ تو نہیں کہ وہ سمجھ رہا تھا لیکن وہ بالکل صاف محسوس کر رہا تھا' احساس کی پوری شدت کے ساتھ' کہ محلے کے پولیس دفتر کے ان لوگوں سے صرف جذباتی وفور اور شدت ہی کے ساتھ نہیں' جیسے کہ ابھی اس نے کیا تھا' بلکہ کسی بھی طرح سے رجوع کرنا اور مخاطب ہونا اس کے لئے ناروا ہے' اور اگر پولیس کے افسران نہیں بلکہ اس کے سگے بھائی بہن بھی ہوتے تب بھی ان سے زندگی کے کسی بھی موقع پر کسی بھی چیز کی درخواست کرنے کا کوئی سوال ہی نہ ہوتا۔ اس لمحے تک اسے کبھی اس طرح کے عجیب اور بھیانک احساس کا تجربہ نہ ہوا تھا۔ اور سب سے زیادہ اذیت ناک بات یہ تھی کہ یہ شعور سے زیادہ' سمجھ سے زیادہ بس ایک احساس ہی تھا' بلاواسطہ احساس' ان تمام احساسات سے زیادہ اذیت ناک احساس جو اس نے ابھی تک اپنی زندگی میں محسوس کئے تھے۔

ہیڈ کلرک نے اسے ایسے معاملے کے عام قاعدے کے مطابق بیان لکھوانا شروع کیا یعنی یہ کہ رقم ابھی نہیں ادا کر سکتا' کہ آئندہ (کبھی) ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں' شہر سے جاؤں گا نہیں' جائیداد بیچ نہیں کروں گا نہ کسی کو ہبہ کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

"آپ تو لکھ بھی نہیں پا رہے ہیں' قلم آپ کے ہاتھ سے چھوٹا جا رہا ہے" ہیڈ کلرک نے رسکو لنیکوف کو متجسس نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ بیمار ہیں؟"

"ہاں.... سر چکرا رہا ہے.... آگے بولئے!"

"بس دستخط کر دیجئے۔"

ہیڈ کلرک نے کاغذ لے لیا اور دوسرے لوگوں سے مخاطب ہو گیا۔

رسکو لنیکوف نے قلم اس کو تھمایا لیکن اس کی بجائے کہ اٹھے اور چلا جائے' اس نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکائیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنا سر دبا لیا۔ اس کے سر میں بالکل جیسے کیل سی ٹھنکی جا رہی تھی۔ اچانک اسے ایک عجیب خیال ہوا ---- ابھی کھڑا ہو' نکودیم فومچ کے پاس جائے اور انہیں کل کا سارا واقعہ آخری تفصیل تک بتا دے اور اس کے بعد ان کے ساتھ اپنے گھر جائے اور چیزیں دکھا دے جو کونے میں' شگاف میں پڑی تھیں۔

تحریک اتنی شدید تھی کہ وہ اس کے مطابق عمل کرنے کے لئے جگہ سے اٹھ بھی کھڑا ہوا۔ اس نے سوچا "سوچ تو لوں چاہے منٹ ہی بھر سہی؟ نہیں اچھا یہ ہے کہ نہ سوچوں اور کندھے سے بوجھ اتار پھینکوں!" لیکن یکبارگی وہ ٹھہر گیا جیسے زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے ہوں۔ نکودیم فومچ بڑی گرم جوشی کے ساتھ ایلیا پترووچ سے باتیں کر رہے تھے، اور اس کے کان میں یہ الفاظ پڑے:

"ہو ہی نہیں سکتا، دونوں چھوڑ دیے جائیں گے۔ اول تو یہ کہ ہر چیز خلاف جاتی ہے۔ خود فیصلہ کیجئے--- اگر یہ ان لوگوں کا کام ہوتا تو انہیں دربان کو بلانے کی کیا ضرورت تھی؟ اپنی مخبری آپ ہی کرنے کے لئے؟ یا چالاکی کے طور پر؟ نہیں، یہ تو ذرا ضرورت سے زیادہ ہی چالاکی ہوتی! اور آخر میں یہ کہ طالب علم پستریاکوف کو دربان اور ایک عورت دونوں نے پھاٹک ہی پر اسی وقت دیکھا تھا جب وہ داخل ہوا تھا۔ وہ تین دوستوں کے ساتھ آیا تھا اور ان سے پھاٹک ہی پر رخصت ہوا اور وہ دوست وہیں تھے جبھی اس نے دربان سے گھر کا پتہ پوچھا۔ تو اگر کوئی ایسے اقدام کے لئے گیا ہوتا تو کیا وہ گھر کا پتہ پوچھتا؟ اور کوخ بھی بڑھیا کے ہاں جانے سے پہلے نیچے سنار کے ہاں آدھ گھنٹے بیٹھا رہا اور ٹھیک پونے آٹھ بجے اس کے ہاں سے اوپر بڑھیا کے ہاں گیا۔ اب غور کیجئے..."

"لیکن معاف کیجئے، ان کے بیان میں یہ تضاد کہاں سے آیا کہ خود ہی یقین دلاتے ہیں کہ دستک دی اور یہ کہ دروازہ بند تھا، اور تین منٹ بعد، جب دربان کے ساتھ آئے تو پتہ چلتا ہے کہ دروازہ کھلا ہوا ہے؟"

"یہی تو ساری بات ہے---- قاتل ضرور وہیں بیٹھا تھا اور اس نے کنڈی لگالی تھی، اور ضرور وہیں پکڑ لیا جاتا اگر کوخ نے بیوقوفی نہ کی ہوتی اور خود بھی دربان کو بلانے نہ چل دیا ہوتا۔ اور وہ ٹھیک اسی وقفے سے سیڑھیوں پر سے اتر جانے میں اور کسی نہ کسی طرح ان لوگوں کے پاس سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کوخ تو دونوں ہاتھوں سے اپنے اوپر صلیب کا نشان بناتا اور کہتا ہے کہ "اگر میں وہاں ٹھہرا ہوتا تو وہ جھپٹ پڑتا اور مجھے بھی کلہاڑی سے مار ڈالتا"۔ وہ تو روسی گرجے میں شکرانے کی عبادت کروانا چاہتا ہے، ہا، ہا...!"

"اور قاتل کو کسی نے نہیں دیکھا؟"

"ارے وہاں دیکھتے کہاں؟ گھر تو کشتی نوح ہو رہا ہے" ہیڈ کلرک نے کہا جو اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے سن رہا تھا۔

"معاملہ صاف ہے، معاملہ بالکل صاف ہے" نکودیم فومچ نے جوش کے ساتھ دہرایا۔

"نہیں، معاملہ بالکل بھی صاف نہیں ہے" ایلیا پترووچ نے زور دیا۔

رسکولنیکوف نے اپنی ہیٹ اٹھائی اور دروازے کی طرف چلا لیکن وہ دروازے تک پہنچ نہیں پایا....

جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، کہ اسے دائیں طرف سے کوئی شخص سہارا دئے ہوئے ہے اور بائیں طرف دوسرا شخص کھڑا ہاتھ میں زرد رنگ کا گلاس لئے ہوئے جس میں زرد پانی بھرا ہوا ہے اور یہ کہ نکودیم فومچ اس کے سامنے کھڑے ہیں اور اسے بڑا بر تکے جا رہے ہیں وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کیا ہے؟ آپ بیمار ہیں؟" نکودیم فومچ نے خاصے تیکھے پن سے پوچھا۔

"انہوں نے دستخط بھی اس طرح کئے ہیں کہ قلم بھی بہ مشکل چلایا جا رہا تھا" ہیڈ کلرک اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے اور دوبارہ کاغذات سنبھالتے ہوئے بولا۔

"اور زیادہ دنوں سے بیمار ہیں آپ؟" ایلیا پترووچ بھی کاغذات کو دیکھتے بھالتے ہوئے اپنی جگہ سے چیخا۔

اس نے بھی ظاہر ہے کہ بیمار کا معائنہ کیا تھا، جب وہ بے ہوش تھا لیکن جیسے اس نے آنکھ کھولی ویسے ہی وہ چلا گیا تھا۔

"کل سے" جواب میں رسکولنیکوف بڑبڑایا

"اور کل اپنے صحن سے باہر گئے تھے؟"

"گیا تھا۔"

"بیماری کی حالت میں؟"

"بیماری کی حالت میں۔"

"کتنے بجے؟"

"شام کو سات بجے کے بعد۔"

"اور کہاں گئے تھے، مجھے پوچھنے کی اجازت دیجئے؟"

"سڑک پر۔"

"مجمل اور واضح۔"

رسکولنیکوف تیکھے پن سے، اکھڑے اکھڑے انداز میں جواب دیتا رہا۔ اس کا چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا تھا اور وہ ایلیا پترووچ کی آنکھوں سے اپنی تپتی ہوئی کالی آنکھیں ہٹائے بغیر دیکھتا رہا۔

"اس سے تو کھڑا بھی مشکل سے ہوا جاتا ہے اور تم..." نکودیم فومچ نے کہا۔

"کو---ئی---با---ت---نہیں" ایلیا پترووچ نے کچھ خاص سے انداز میں کہا۔ نکودیم فومچ کچھ اور بھی احتجاج کرنا چاہتے تھے لیکن ہیڈ کلرک کو دیکھ کر جو انہیں مسلسل تکے جا رہا تھا، چپ ہو گئے۔ یکبارگی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ عجیب لگتا تھا۔

"اچھا--- چھا، ٹھیک ہے" ایلیا پترووچ نے بات ختم کی "ہم آپ کو اور نہیں روکیں گے۔"

رسکولنیکوف وہاں سے نکل آیا۔ اس نے یہ بھی سن لیا کہ اس کے نکلنے کے ساتھ ہی اچانک کتنی زوردار بات چیت شروع ہو گئی تھی جس میں نکودیم فومچ کی سوالیہ آواز سب سے صاف سنائی دے رہی تھی... سڑک پر وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔

"تلاشی! تلاشی، ابھی اسی وقت تلاشی!" وہ اپنے آپ ہی بڑبڑاتا رہا اور گھر جلدی پہنچنے کی کوشش کرتا رہا---- "لٹیرے! شبہ کر رہے ہیں!" اس کی سابق دہشت اس کے سارے وجود پر، سر سے پاؤں تک، پھر سے اس پر طاری ہو گئی۔

2

اور اگر تلاشی ہو بھی چکی ہو "اگر وہ مجھے میرے ہی ہاں ملیں تو؟"

آخر اس کا کمرہ آ ہی گیا۔ کچھ نہیں تھا اور کوئی بھی نہیں تھا۔ کسی نے جھانکا تک نہیں تھا۔ نستاسیا تک نے نہ چھوا تھا۔ اف میرے مالک! کیسے وہ ان سب چیزوں کو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس شگاف میں چھوڑ گیا تھا؟

وہ کونے کی طرف لپکا، کاغذ کے نیچے اس نے ہاتھ ڈالا اور چیزوں کو نکال نکال کر انہیں جیب میں بھرنا شروع کیا۔ پتہ چلا کہ سب آٹھ عدد ہیں--- دو چھوٹی ڈبیاں جن میں بندے یا اسی قسم کی چیزیں تھیں، اس نے

اچھی طرح دیکھا نہیں تھا، پھر پتھر کے چار ذرا بڑے خاصے تھے، ایک زنجیر بس یوں ہی اخباری کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی اور ایک کوئی اور چیز تھی اخباری کاغذ میں لپٹی ہوئی جو شاید کوئی تمغا تھا......

اس نے ساری چیزوں کو مختلف جیبوں میں رکھا، اوور کوٹ میں اور پتلون کی بچی ہوئی دائیں جیب میں، اس بات کی کوشش کرتے ہوئے کہ کوئی جیب نمایاں طور پر پھولی ہوئی نہ لگے۔ دوسری چیزوں کے ساتھ ہی اس نے بٹوے کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد کمرے سے نکلا اور اس بار اس کے دروازے پاٹوں پاٹ کھلے چھوڑ دئے۔

وہ جلدی جلدی اور ثابت قدمی سے جا رہا تھا اور حالانکہ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ چکنا چور ہو چکا ہے لیکن اس کے حواس بالکل بجا تھے۔ وہ پکڑے جانے سے ڈر رہا تھا، اسے ڈر تھا کہ آدھ گھنٹے میں، بلکہ چند ہی منٹ میں اس پر نظر رکھنے کی ہدایات جاری کر دی جائیں گی، مطلب یہ کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ ضروری ہے کہ سارے سروں کو بروقت چھپا دیا جائے۔ جب تک اس میں تھوڑی بہت ہی طاقت ہے اور اس میں سوچنے سمجھنے کی کچھ نہ کچھ صلاحیت ہے تبھی تک میں ٹھیک ٹھاک کرنا ضروری ہے.... جانا کدھر ہے؟

یہ فیصلہ وہ بہت پہلے ہی کر چکا تھا: "ساری چیزوں کو نہر میں پھینکنا ہے، سارے سرے پانی میں اور سارا معاملہ ختم۔" یہ فیصلہ اس نے رات ہی کو کر لیا تھا، سرسامی حالت میں، انہیں لمحوں میں، اسے یہ یاد تھا، جب اس نے کئی بار اٹھنا اور جانا چاہا تھا: "جلدی، جلدی، اور سب کو پھینک دینا ہے۔" لیکن معلوم ہوا کہ پھینک دینا بہت مشکل ہے۔

وہ یکاترینسکی نہر کے کنارے کنارے آدھ گھنٹے سے ٹہل رہا تھا، ہو سکتا ہے اور زیادہ ہو گئے ہوں، اور اس نے کئی بار گھاٹ سے پانی تک جانے والے زینوں کو، جب بھی وہ راستے میں پڑے، دیکھا۔ لیکن اقدام کی تکمیل کے بارے میں سوچنا بھی مشکل تھا۔ یا تو زینوں سے بالکل لگے ہوئے بیڑے کھڑے تھے اور ان پر عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں، یا ناویں بندھی ہوئی تھیں اور ہر جگہ لوگ بھیڑ لگائے ہوئے تھے اور پھر گھاٹ پر سے ہر جگہ سے اور دوسرے کنارے سے وہ نظر آ سکتا تھا اور اسے پھینکتے دیکھ لینا ممکن تھا---- یہ تو شبہے کی بات ہوتی ہے کہ ایک آدمی کسی مقصد سے آیا، رکا اور اس نے پانی میں کچھ پھینکا۔ اور پھر اگر ڈبے ڈوبے نہیں اور تیرتے رہے تو؟ اور بیشک ایسا ہی ہو گا۔ سبھی لوگ دیکھ لیں گے۔ اور اس کے بغیر ہی سارے لوگ، جو ملتے ہیں، اسے دیکھتے ہیں، اس پر اوپر سے نیچے تک نظر ڈال لیتے ہیں جیسے ان سب کو صرف اسی سے مطلب ہے۔ اس نے سوچا "کس وجہ سے ایسا ہے، یا ہو سکتا ہے، مجھے ہی لگتا ہو۔"

بالآخر اسے خیال ہوا کہ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ وہ کہیں نیوا کے کنارے جائے؟ وہاں لوگ بھی کم ہوتے ہیں، وہ ایسا نمایاں بھی نہ ہو گا، ہر طرح سے زیادہ سہولت ہو گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جگہ بھی یہاں سے دور ہے۔ اور اچانک اسے تعجب ہوا کہ کیسے وہ پورے آدھ گھنٹے تک فکر اور تشویش میں گھومتا رہا، اور خطرناک جگہوں پر، اور یہ وہ پہلے نہ سوچ سکا! اور اس نے صرف اس لئے پورا آدھ گھنٹہ اس غیر معقول کام میں صرف کر دیا کہ یہ ایک بار خواب میں، سرسامی حالت میں یوں ہی طے ہو گیا تھا! وہ غیر معمولی طور پر خالی الذہن اور بھلکڑ ہو گیا تھا اور اس بات کو جانتا تھا۔ قطعی طور پر جلدی کرنے کی ضرورت تھی!

وہ نیوا کی طرف وزنیسنسکی پراسپکٹ پر ہوتا ہوا چلا لیکن راستے میں اسے اچانک ایک اور خیال ہوا کہ "نیوا کنارے کس لئے؟ پانی میں کس لئے؟ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں کہیں بہت دور، چاہے پھر جزیروں تک ہی جاؤں اور وہاں کہیں کسی سنسان جگہ پر، جنگل میں، جھاڑی کے نیچے اس سب کو دفن کر دوں اور شاید پیڑ کو اچھی

طرح ذہن نشین کراؤں؟" اور حالانکہ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ اس وقت واضح اور صحیح طور سے فیصلہ کر سکنے کی حالت میں نہیں ہے پھر بھی یہ خیال اسے درست لگا۔

لیکن جزیروں تک پہنچنا اس کے مقدر میں نہیں تھا۔ ہوا کچھ اور ہی۔ وزنیسنسکی پراسپکٹ سے نکل کر جب چوک میں آیا تو اچانک اس نے بائیں کو ایک صحن میں داخل ہونے کا راستہ دیکھا جو دو بالکل ہی سپاٹ دیواروں کے بیچ سے گزرتا تھا۔ پھاٹک میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف کو پاس والے چار منزلہ مکان کی سپاٹ اور بغیر سفیدی کی ہوئی دیوار صحن میں دور تک چلی گئی تھی۔ بائیں طرف کو اس سپاٹ دیوار کے متوازی بالکل پھاٹک ہی سے لکڑی کی چار دیواری شروع ہو جاتی تھی جو کوئی بیس قدم تک صحن میں جاتی تھی اور اس کے بعد بائیں کو مڑ جاتی تھی۔ یہ بالکل سنسان، ہر طرف سے الگ کی ہوئی جگہ تھی جہاں کسی طرح کا عمارتی ساز و سامان پڑا ہوا تھا۔ اور آگے صحن کے سرے پر لکڑی کی چار دیواری کی آڑ سے ایک نیچے، دھوئیں سے کالے، پتھر کے اسارے کا کونا نظر آ رہا تھا جو بظاہر کسی مستری خانے کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ وہاں غالباً بگھی سازی کی یا لوہاری کی یا کچھ اسی قسم کی کوئی کارگاہ تھی۔ تقریباً پھاٹک ہی پر سے ساری جگہ کوئلے کی دھول سے کالی ہو گئی تھی۔ اچانک اسے خیال ہوا کہ "یہ ہے وہ جگہ جہاں پھینک دینا چاہئے اور چلا جانا چاہئے!" صحن میں جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو وہ پھاٹک میں داخل ہو گیا اور پھاٹک کے بالکل پاس ہی لکڑی کی چار دیواری سے ملی ہوئی گندے پانی کی ہودی بنی دیکھی (جو اکثر ایسے گھروں میں بنائی جاتی ہے جن میں بہت سے کارخانوں میں کام کرنے والے، کارندے، کوچوان اور اسی طرح کے دوسرے لوگ رہتے ہیں) اور ہودی کے اوپر لکڑی کی چار دیواری پر کھریا مٹی سے ایسے موقعوں کے لئے بہت پرانا معنی خیز فقرہ لکھا ہوا تھا "یہاں کھڑے ہونا سخت منع ہے!" مطلب یہ کہ یہ تو اور بھی اچھا ہے، کوئی بھی شبہے کی بات نہیں کہ اندر گیا اور ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ "یہاں سب کا سب کسی نہ کسی ڈھیر میں پھینک دوں اور چلا جاؤں!"

ایک بار اور چاروں طرف دیکھ کر اس نے جیب میں ہاتھ بھی ڈال دیا تھا کہ اچانک باہر والی دیوار کے بالکل پاس، پھاٹک اور گندے پانی کی ہودی کے بیچ میں، جہاں بس کوئی دو ہاتھ بھر جگہ تھی، اس نے ایک بڑا سا ان گھڑ پتھر دیکھا جو غالباً کوئی ڈیڑھ من کا رہا ہو گا اور سڑک کی طرف والی پتھر کی دیوار سے لگا ہوا تھا۔ اس دیوار کے ادھر سڑک تھی، فٹ پاتھ تھا اور راہ گیروں کی آوا جاوی سنائی دے رہی تھی، جو یہاں ہمیشہ کافی ہوتے تھے۔ لیکن پھاٹک کے باہر سے اسے کوئی بھی نہ دیکھ سکتا تھا، جب تک کوئی سڑک سے اندر نہ آ جائے، جس کا کافی امکان تھا، اور اس لئے جلدی کرنے کی ضرورت تھی۔

وہ پتھر پر جھکا، اسے اوپر سے کافی مضبوطی سے پکڑا، پتھر کے نیچے چھوٹا سا گڑھا بن گیا تھا---- اسی میں اس نے فوراً اپنی جیبوں کی ساری چیزیں پھینکنی شروع کر دیں۔ بٹوا سب کے اوپر جا کر گرا، پھر بھی گڑھے میں ابھی کچھ جگہ رہ گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے پتھر کو پھر سے پکڑا، ایک بار لڑھکا کر پھر سے پہلی والی سمت کو الٹ دیا اور وہ ٹھیک اپنی پہلی جگہ پر واپس آ گیا، سچ یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا ابھرا ہوا لگ رہا تھا۔ لیکن اس نے ادھر ادھر سے مٹی سمیٹی اور پاؤں سے پتھر کے سروں پر دبا دی۔ کچھ بھی نظر میں نہ آتا تھا۔

وہ وہاں سے نکل کر چوک کی طرف چلا۔ پھر ایک لمحے کے لئے اس پر بہت زیادہ، بے مشکل قابل برداشت خوشی طاری ہو گئی جیسی ابھی تھوڑی دیر پہلے پولیس کے دفتر میں ہوئی تھی۔ "سرے چھپا دئے گئے! اور کس کا بھلا کس کا خیال بھی جائے گا اس طرف کہ اس پتھر کے نیچے تلاش کرے؟ وہ تو وہاں ہو سکتا ہے تب سے پڑا ہو

جیسے سے یہ مکان بنا ہے اور ابھی اور پتہ نہیں کب تک پڑا رہے گا- اور اگر وہاں یہ چیزیں مل بھی جائیں تو میرے بارے میں کون سوچے گا؟ سب ختم ہو چکا! کوئی سراغ نہیں!" اور وہ ہنسنے لگا' بعد میں اسے یاد آیا کہ بوکھلائی ہوئی' ہلکی ہلکی' سنائی نہ دینے والی طویل ہنسی تھی اور چوک سے گزرتے ہوئے سارا وقت وہ ہنستا رہا- لیکن جب وہ کونا گوارد مینسکی خیابان پر آیا' جہاں پرسوں اس کی ملاقات اس لڑکی سے ہو گئی تھی' تو اس کی ہنسی یکبارگی غائب ہو گئی- اس کے ذہن میں دوسرے خیالات آنے لگے- اچانک اسے یہ بھی لگا کہ اب اس بنچ کے پاس سے گزرنا اس کے لئے بے انتہا کراہت انگیز ہو گیا ہے جس پر وہ تب' لڑکی کے چلے جانے کے بعد' بیٹھا تھا اور سوچ بچار کر رہا تھا' اور پھر اس گل مچھوں والے سے ملاقات ہو جانا بھی بہت زیادہ گراں ہو گا جس کو اس نے تب بیس کوپک دیئے تھے: "لعنت ہے اس پر!"

وہ چاروں طرف بے خیالی سے اور غصے کے ساتھ دیکھتا ہوا چلتا رہا- اس کے سارے خیالات اب صرف ایک کسی خاص نقطے کے آس پاس چکر لگا رہے تھے--- اور وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ درحقیقت ایسا کوئی خاص نقطہ ہے اور یہ کہ اب' ٹھیک ابھی وہ اس خاص نقطے کے روبرو رہ گیا ہے--- اور یہ ان دو مہینوں کے دوران میں پہلی ہی بار ایسا ہوا ہے-

"لیکن جہنم میں جائے یہ سب!" اچانک اس نے بے قابو غصے کی جھونک میں سوچا "شروع ہو گیا تو شروع ہو گیا' جہنم میں جائے یہ بھی اور نئی زندگی بھی! اے میرے مالک' کس قدر احمقانہ ہے یہ سب....! اور آج میں نے کتنے جھوٹ بولے اور کتنا کمینہ پن کیا! ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اس بدبخت ایلیا پترووچ کی کتنی شرمناک خوشامد اور منت کرنے کی کوشش کی! لیکن یہ سب بیوقوفی ہے! مجھے ان پر اور اس سب پر تھوکنا ہے' نہ کہ میں نے ان کی خوشامد کی اور منت کی تھی! یہ تو اصل بات نہیں ہے! اصل بات نہیں....!"

اچانک وہ رک گیا- ایک نئے' بالکل ہی غیر متوقع اور غیر معمولی طور پر سادہ سوال نے اسے سکتے میں ڈال دیا اور بڑی تلخی کے ساتھ اسے حیران کر دیا:

"اگر یہ سارا کام درحقیقت بیوقوفی کی بنا پر نہیں بلکہ شعوری طور پر کیا گیا ہے' اگر تمہارے سامنے درحقیقت معین اور محکم مقصد تھا تو پھر کس وجہ سے تم نے ابھی تک بٹوے میں جھانکا تک نہیں اور تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تمہیں ملا کیا ہے' کس لئے یہ ساری اذیت برداشت کی اور اس طرح کے گھٹیا گندے اور پست کام کے لئے شعوری طور پر گئے؟ آخر ابھی تو تم اسے' بٹوے کو ساری چیزوں کے ساتھ اور انہیں بھی تم نے ٹھیک سے نہ دیکھا تھا' پانی میں پھینکنا چاہتے تھے.... ایسا کیوں ہے؟"

ہاں یہ تو ایسا ہی' سب کچھ ایسا ہی ہے- اس کے علاوہ یہ وہ پہلے ہی سے جانتا تھا' اور یہ اس کے لئے بالکل نیا سوال نہ تھا' اور رات کو جب پانی میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ فیصلہ بغیر کسی گڑبڑ اور اعتراض کے ہوا تھا اور اس طرح کہ جیسے یہی اس کے لئے مناسب ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور ہونا ممکن ہی نہ تھا.... ہاں یہ سب وہ جانتا تھا اور اسے یاد تھا' یہ تو کل ہی اسی وقت فیصلہ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا جب وہ صندوق کے اوپر جھکا ہوا اور اس میں سے چیزوں کے تھانے نکال رہا تھا..... آخر ایسا ہی تو تھا....!

اس نے سنجیدگی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ "یہ اس وجہ سے ہے کہ میں بہت بیمار ہوں اور خود کو اذیت دیتا اور پریشان کرتا رہا اور خود نہیں جانتا کہ میں کیا کر رہا ہوں.... اور کل اور پرسوں اور اس سارے عرصے میں خود کو پریشان کرتا رہا ہوں.... طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تو... خود کو پریشان نہیں کروں گا..... لیکن اگر میری طبیعت

بالکل ٹھیک ہی نہ ہوئی تو؟ اے میری مالک! کس قدر میں اس سب سے عاجز آ چکا ہوں....!" وہ چلتا گیا اور رکا نہیں- اس کا بے حد جی چاہ رہا تھا کہ دھیان کسی اور طرف بٹ جائے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کس چیز کے لئے کوشش کرے- تقریباً ہر لمحے ایک نیا غیر معین احساس اس پر زیادہ سے زیادہ حاوی ہوتا جا رہا تھا- یہ تھی ہر سامنے آنے والے سے اور گرد و پیش کی ہر چیز سے ایک طرح کی بے انتہا' تقریباً جسمانی کراہت' ایک مستقل' غصے سے بھری ہوئی نفرت انگیز کراہت- جتنے لوگ اسے ملتے تھے وہ سب اسے کمینے لگتے تھے' ان کے چہروں' شکل صورت' چال ڈھال' سب میں اسے کمینہ پن لگتا تھا- اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اگر کسی نے اس سے بات کی تو وہ اس پر تھوک دے گا' اس کو کاٹ کھائے گا-

جب وہ واسیلیفسکی جزیرے پر چھوٹی نیوا کے کنارے پل کے پاس پہنچا تو اچانک رک گیا اور سوچنے لگا "یہیں وہ رہتا ہے' اس مکان میں- لیکن یہ ہے کیا کہ میں خود رزومیخن کے پاس چلا آیا! پھر وہی قصہ جو اس وقت ہوا تھا جب.... اور بڑی ہی تجسس کی بات ہے کہ میں خود آیا ہوں یا یہ کہ بس چل رہا تھا اور یہاں پہنچ گیا؟ ایک ہی بات ہے- پرسوں ہی تو میں نے کہا تھا.... کہ اس کے بعد اگلے دن اس کے پاس جاؤں گا' تو پھر اب جاؤں گا! آخر اب میں کیوں جا نہیں سکتا....."

وہ سیڑھیاں چڑھ کر پانچویں منزل پر رزومیخن کے پاس گیا-

وہ گھر ہی پر تھا' اپنے کمرے میں اور اس وقت مصروف تھا' لکھ رہا تھا' اور رسکولنیکوف کے لئے خود اسی نے دروازہ کھولا- چار ایک مہینے ہو گئے تھے کہ دونوں ایک دوسرے سے ملے نہ تھے- رزومیخن گھر میں ڈریسنگ گاؤن پہنے' جو بالکل چیتھڑا ہو چکا تھا' ننگے پاؤں میں سلیپریں پہنے بیٹھا تھا' اس نے اپنی حالت درست کی تھی' نہ داڑھی بنائی تھی' نہ نہایا دھویا تھا- اس کے چہرے پر تعجب کے آثار نمودار ہوئے-

"یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟" وہ چلایا' اور اپنے آنے والے ساتھی کو اس نے سر سے پاؤں تک دیکھا- پھر چپ ہو گیا اور سیٹی بجائی-

اس نے چیتھڑے لگے رسکولنیکوف کو دیکھتے ہوئے کہا "کیا سچ مچ اتنا برا حال ہے؟ تم نے حد کر دی! اچھا بیٹھو تو' تھک گئے ہو گے!" اور جب رسکولنیکوف ریکسین چڑھے ہوئے "ترکی" صوفے پر بیٹھا' جو خود اس کے صوفے سے بھی بدتر تھا' تو رزومیخن نے اچانک دیکھ لیا کہ اس کا مہمان تو بیمار ہے-

"ہاں تم بہت بیمار ہو' پتہ ہے تمہیں اس کا؟" رزومیخن اس کی نبض دیکھنے لگا- رسکولنیکوف نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا-

اس نے کہا "اس کی کوئی ضرورت نہیں' میں آیا... بات یہ ہے کہ میرے پاس سبق بالکل نہیں ہیں.... میں چاہتا تھا کہ..... لیکن سبق پڑھانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں....."

"مگر معلوم ہے تمہیں؟ تم ہذیان بک رہے ہو!" اسے مسلسل دیکھتے ہوئے رزومیخن نے کہا-

"نہیں' میں ہذیان نہیں بک رہا ہوں...." رسکولنیکوف صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا- جب وہ رزومیخن کے ہاں آنے کے لئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا تو اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اس کے ساتھ روبرو ملاقات اور بات ہونا ضروری ہو گا- اب ایک ہی لمحے میں وہ سمجھ گیا' اسے اس کا تجربہ بس ابھی ہوا تھا کہ وہ اس لمحے بالکل اس مزاجی کیفیت میں نہ تھا کہ پوری دنیا میں کسی سے بھی روبرو ملاقات اور بات کرے- اس کا سارا پتا اس کے اندر زور کرنے لگا- رزومیخن کی چوکھٹ پار کرتے ہی اس کا دم اپنے آپ پر مارے غصے کے گھٹنے لگا-

"اچھا الوداع!" اس نے اچانک کہا اور دروازے کی طرف چلا۔

"ارے تم ٹھہرو تو، ٹھہرو سنکی کہیں کے!"

"کوئی ضرورت نہیں!..." اس نے پھر ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کونسی جھک مارنے آئے تھے یہاں! تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ آخر یہ تو... تقریباً میری توہین کرنا ہے۔ ایسے تو میں نہیں جانے دوں گا۔"

"تو سنو --- میں تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ تمہارے علاوہ میں کسی کو جانتا ہی نہیں جو میری مدد کر سکے... شروع کرنے میں... اس لئے کہ تم ان سب سے زیادہ نیک ہو، یعنی سمجھدار ہو اور فیصلہ کر سکتے ہو.... لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں، سنا تم نے، کسی چیز کی بھی.... کسی کی خدمت کی نہ شرکت کی... میں خود... اکیلا ہی.... خیر کافی ہے! اتنا! مجھے چین لینے دو!"

"اچھا ایک منٹ تو ٹھہرو، کالکھ پونچھنے والے! ایک دم سڑی کہیں کے! جو چاہے کرو میری بلا سے --- یہ دیکھو کہ سبق تو میرے پاس بھی نہیں ہیں اور میں ان پر تھوکتا ہوں، لیکن کباڑی بازار میں ایک کتاب فروش ہے خیروویموف -- یہ بھی اپنی قسم کا سبق ہی ہے۔ اب اس کے بدلے میں تو میں پانچ سبق بھی نہ لوں۔ وہ ایک طرح کی اشاعت کرتا ہے اور نیچرل سائنس کی کتابیں شائع کرتا ہے --- اور کس قدر چلتی ہیں وہ! ہر کتاب کا نام ہی بڑا عمدہ ہوتا ہے! اور تم ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں بیوقوف ہوں! لیکن قسم خدا کی مجھ سے بھی بڑے بیوقوف موجود ہیں! اب سماجی خیالات میں ڈوبا ہوا ہے۔ خود اسے رتی بھر احساس بھی نہیں ہوتا۔ لیکن میں ظاہر ہے کہ اس کی ہمت بڑھاتا ہوں۔ اب یہ جرمن متن کے دو فرمے ہیں --- میری رائے میں تو انتہائی بیوقوفی کا اناڑی پن ہے۔ مختصراً یہ سمجھ لو کہ بحث یہ ہے کہ عورت کو انسان سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور ظاہر ہے کہ بڑی ظفرمندی کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ انسان ہوتی ہے۔ خیروویموف اسے عورتوں کے سوال کے سلسلے میں تیار کر رہا ہے۔ میں ترجمہ کروں گا۔ وہ ان ڈھائی فرموں کو پھیلا کر چھ فرمے بنا لے گا ہم آدھے صفحے کا بھڑک دار عنوان تیار کریں گے اور آدھے روبل کی بیچیں گے۔ چلے گی! ترجمے کے لئے مجھے ایک فرمے کے چھ روبل مطلب یہ کہ سب کے لئے پندرہ روبل ملیں گے اور چھ روبل میں نے پیشگی لے لی ہے۔ اسے ختم کریں گے تو وہیل مچھلیوں کے بارے میں ترجمہ کرنا شروع کر دیں گے، پھر ہم نے "اعترافات" کے دوسرے حصے میں سے بھی کچھ ٹکڑے دیکھ لئے ہیں ان کا ترجمہ کریں گے۔ خیروویموف کو کسی نے بتایا ہے کہ روسو گویا اپنی قسم کا رادیشیف ہے۔ ظاہر ہے کہ میں تردید نہیں کرتا، میری بلا سے! لیکن کیا تم "کیا عورت انسان ہے؟" کے دوسرے فرمے کا ترجمہ کرو گے؟ اگر چاہتے ہو تو ابھی متن لے جاؤ، قلم اور کاغذ لے جاؤ --- یہ سب وہیں سے ملتا ہے، اور تین روبل لے لو اس لئے کہ میں نے تو سارے ترجمے کی پیشگی لی تھی تو تین روبل تمہارے حصے کے ہوتے ہیں۔ اور اس فرمے کو ختم کر لو تو تین روبل اور مل جائیں گے۔ اور مہربانی کر کے تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں اپنی طرف سے کوئی نیکی کر رہا ہوں۔ اس کے برعکس جیسے ہی تم آئے ویسے ہی میں نے سمجھ لیا کہ تم میرے لئے مفید رہو گے۔ پہلی بات تو یہ کہ میری تحریر اچھی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ جرمن میں کبھی کبھی بالکل بھٹک جاتا ہوں اس لئے زیادہ اپنے دل سے لکھتا ہوں اور خود کو صرف یہ اطمینان دلا لیتا ہوں کہ اس سے تو بہرحال بہتر ہی ہو گا۔ اور کون جانے، ہو سکتا ہے، بہتر نہ ہو بلکہ بدتر ہو جاتا ہو.... لے جاؤ گے کہ نہیں؟"

رسکولنیکوف نے کچھ کہے بغیر مضمون کے جرمن تاؤ لے لئے، تین روبل بھی لے لئے اور ایک لفظ بھی

بولے بغیر وہاں سے نکل آیا۔ رزومیخن حیرت کے ساتھ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ لیکن سیڑھیوں سے پہلے زینے تک پہنچ کر رسکولنیکوف اچانک مڑا، سیڑھیاں چڑھ کر پھر سے رزومیخن کے پاس آیا اور جرمن تاؤ اور تین روبل میز پر رکھ دئے اور پہلے ہی کی طرح ایک لفظ بھی کہے بغیر پھر باہر جانے لگا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا!" آخر رزومیخن کو غصہ آ گیا اور وہ چلایا "یہ کیا مسخرہ پن کر رہے ہو تم! تم تو مجھے بھی پاگل بنا دو گے... اگر یہی کرنا تھا تو شیطان تم یہاں آئے ہی کیوں تھے؟"

"مجھے نہیں ضرورت ہے... ترجموں کی...." رسکولنیکوف سیڑھیوں سے اترتے ہوئے بڑبڑایا۔

"تو پھر تمہیں کون سے شیطان کی ضرورت ہے؟" رزومیخن اوپر سے چلایا لیکن رسکولنیکوف چپ چاپ سیڑھیوں سے اتر آ گیا۔

"اے تم رہتے کہاں ہو؟"

کوئی جواب نہیں ملا۔

"اچھا تو پھر جاؤ جہنم میں!..."

رسکولنیکوف سڑک پر آ چکا تھا۔ نکولائیفسکی پل پر ایک بہت ہی ناخوشگوار واقعہ ہوا جس سے وہ پھر بالکل ہوش میں آ گیا۔ اس کی پیٹھ پر ایک بگھی کے کوچوان نے بھرپور کوڑا رسید کر دیا اس لئے کہ وہ گھوڑوں کے نیچے آتے آتے رہ گیا تھا باوجود اس کے کہ کوچوان تین یا چار بار اس پر چیخا بھی تھا۔ کوڑا پڑنے پر اسے اتنا غصہ آیا کہ وہ جھپٹ کر جنگلے کے پاس چلا گیا (معلوم نہیں کیوں وہ بیچ پل پر چل رہا تھا جہاں راہ گیر نہیں بلکہ سواریاں آتی جاتی ہیں) اور مارے غصے کے دانت بھینچ کر پیسنے لگا۔ آس پاس کے لوگ ظاہر ہے کہ ہنسنے لگے۔

"مل گیا پھل!"

"ارے چلتا ہوا غنڈا ہے کوئی!"

"سیدھی سی بات ہے، جان بوجھ کر شرابی بن رہا ہے اور سوچ سمجھ کر بگھی کے نیچے آ رہا تھا۔ اور پھر تم جواب دیتے پھرو۔"

"یہی دھندا کرتے ہیں، جناب، یہی دھندا کرتے ہیں...."

لیکن اسی وقت جب وہ جنگلے کے پاس کھڑا ہوا تھا اور دور جاتی ہوئی بگھی کو بوکھلاہٹ میں غصے سے تکے جا رہا تھا اور اپنی پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا تھا تو اچانک اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے ہاتھ میں ایک سکہ ٹھونس رہا ہے۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر کی عورت تھی جو سر پر رومال باندھے تھی اور بکری کے چمڑے کے جوتے پہنے تھی اور اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جو غالباً اس کی بیٹی رہی ہو گی۔ لڑکی ہیٹ پہنے تھی اور سبز رنگ کی چھتری لگائے تھی۔ "لے بابا، عیسیٰ مسیح کے نام پر!" اس نے لے لیا اور وہ پاس سے گزر گئیں۔ سکہ بیس کوپیک کا تھا۔ اس کا لباس اور حلیہ دیکھ کر بالکل ممکن ہے کہ وہ لوگ اسے بھکاری سمجھی ہوں، جو سچ مچ سڑک پر خیرات جمع کرتے ہیں، اور پورے بیس کوپیک دے جانے کے لئے شاید وہ کوڑے کی مار کا مرہون تھا جس کی بدولت ان لوگوں کو اس پر ترس آ گیا۔

اس نے بیس کوپیک کے سکے کو مٹھی میں دبا لیا، کوئی دس قدم چلا اور دریا کی طرف محل کی سمت میں منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ آسمان پر ذرا بھی بادل نہ تھے اور پانی تقریباً نیلا لگ رہا تھا جیسا کہ نیوا میں بہت ہی کم ہوتا ہے۔ جامع کلیسا کا گنبد، جس کا اتنا اچھا منظر کسی بھی جگہ سے نہیں ہوتا جتنا کہ اس پل سے، عبادت گاہ سے کوئی بیس

قدم کے فاصلے پر سے جگمگا رہا تھا اور صاف فضا میں سے اس کے ایک ایک نقش و نگار الگ الگ دیکھے جا سکتے تھے۔ کوڑے کی مار کا درد کم ہو گیا اور رسکولنیکوف اسے بالکل بھول ہی گیا۔ اب وہ پورے طرح سے ایک پریشان کن اور مبہم خیال میں الجھا ہوا تھا۔ وہ کھڑا ہوا دیر تک کہیں دور ایک ٹک نظریں جمائے رہا۔ اس جگہ سے وہ خاص طور سے واقف تھا۔ جب وہ یونیورسٹی جاتا تھا تو عام طور سے' اکثر گھر واپس جاتے ہوئے' شاید کوئی سو بار وہ اسی جگہ پر کھڑا ہوا ہوگا۔ اور ہمیشہ اسی در حقیقت عظیم الشان منظر کو تکتا رہتا تھا اور اس میں جو مبہم اور لاتعلق تاثر پیدا ہوتا تھا اس پر تقریباً ہر بار حیران رہ جاتا تھا۔ اس عظیم الشان منظر کو دیکھ کر ایک ناقابل وضاحت سرد دلی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ زرق برق تصویر اس کے لئے روح سے بالکل عاری اور بے بہرہ تھی... ہر بار اسے اپنے اداس اور چیستانی تاثر پر تعجب ہوتا اور اپنے آپ پر یقین نہ کر کے وہ اسے سمجھنے کو کبھی آئندہ پر اٹھا رکھتا۔ اس وقت اسے اپنے سابق سوالات اور ناسمجھیاں اچانک بڑی شدت سے یاد آ گئیں اور اسے ایسا لگا کہ اسے یہ سب محض اتفاق سے نہیں یاد آ گیا۔ ایک چیز تو اسے بہت ہی حیرت انگیز اور عجیب و غریب لگی کہ وہ ٹھیک اسی جگہ پر کھڑا ہوا تھا جہاں پہلے کھڑا ہوتا تھا جیسے اس نے در حقیقت تصور کر لیا ہو کہ اب بھی انہیں چیزوں کے بارے میں سوچ بچار کرے گا جن کے بارے میں پہلے سوچتا تھا اور وہی موضوعات اور تصاویر اس وقت بھی اس کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گی جو پہلے ہوتی تھیں... ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے۔ اسے اس بات پر ہنسی آتے آتے رہ گئی لیکن اس کے ساتھ ہی کلیجہ مسل کر رہ گیا۔ نیچے کہیں گہرائی میں' پاؤں تلے مشکل سے نظر آنے والی گہرائی میں اسے وہ سب کچھ دکھائی سا دے رہا تھا جو سابق تھا اور بیت چکا تھا' سابق خیالات بھی' سابق مسائل بھی' سابق موضوعات بھی' سابق تاثرات بھی' یہ سارا منظر بھی اور وہ خود بھی' اور یہ سب' سب کچھ بھی... لگا کہ جیسے وہ کہیں اوپر اڑ گیا ہو اور ساری چیزیں اس کی نظروں سے غائب ہو گئیں... ایک بار غیر ارادی طور پر اس نے اپنے ہاتھ کو ہلایا تو اپنی مٹھی میں دبائے ہوئے بیس کوپیک کے سکے کو محسوس کیا۔ اس نے اپنی مٹھی کھولی' سکے کو تکتا رہا اور پھر ہاتھ تان کر اسے پانی میں پھینک دیا۔ اس کے بعد مڑ کر گھر کی طرف چل دیا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے اسی وقت قینچی سے کاٹ کر اپنے آپ کو ہر چیز سے الگ کر لیا ہو۔

جب وہ گھر پہنچا تو شام ہو چکی تھی' مطلب یہ کہ وہ سب ملا کر کوئی چھ گھنٹے چلتا رہا تھا۔ اسے بالکل یاد نہیں تھا کہ کدھر سے اور کیسے وہ واپس آیا تھا۔ اوور کوٹ اتار کر اور کسی ایسے گھوڑے کی طرح جسے بہت دوڑایا گیا ہو' کانپتے ہوئے وہ صوفے پر لیٹ گیا' اپنے اوپر گرم اوور کوٹ کھینچ لیا اور فوراً ہی غافل ہو گیا....

دھندلکا ہو چکا تھا جب ایک بھیانک چیخ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ یا خدا' کس غضب کی تھی یہ چیخ! ایسی غیر فطری آوازیں' چلاہٹیں' غصہ' آنسو' مار پیٹ اور گالیاں اس نے پہلے کہیں سنی تھیں نہ دیکھی تھیں۔ وہ تو ایسی درندگی' ایسے جنون کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ مارے خوف کے وہ اٹھ کر اپنے بستر ہی پر بیٹھ گیا' سارے وقت ساکت اور ایک کرب میں مبتلا۔ لیکن لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اور اس پر تو اسے بہت ہی حیرت ہوئی کہ اچانک اس نے اپنی مکان مالکن کی آواز سنی۔ وہ چلا رہی تھیں' چیخ رہی تھیں اور بین کر رہی تھیں' تیزی سے' جلدی جلدی' ادھورے جملے بول رہی تھیں' یہاں تک کہ سمجھنا بھی ممکن نہ تھا۔ ضرور وہ کسی بات کے لئے منت کر رہی تھیں--- اس کے لئے کہ انہیں مارا نہ جائے اس لئے کہ سیڑھیوں پر کوئی انہیں بے تحاشہ پیٹ رہا تھا۔ پیٹنے والے کی آواز غصے اور کینے سے اتنی بھیانک ہو گئی تھی کہ بس چیخ سی رہ گئی تھی۔ اس کے باوجود پیٹنے والا ابھی کچھ کہے جا رہا تھا اور وہ بھی جلدی جلدی' غیر واضح طور پر' تیزی سے اور رکے بغیر سب ایک سانس میں بول رہا تھا۔ اچانک رسکولنیکوف پتی کی طرح کانپنے لگا۔ اس نے اس آواز کو پہچان لیا تھا۔ یہ آواز ایلیا پترووچ کی تھی۔ ایلیا پترووچ یہاں تھا اور مکان مالکن کو پیٹ رہا تھا! وہ اسے ٹھوکریں مار رہا تھا اور اس کے سر کو زینوں پر پٹک رہا تھا--- بالکل صاف سنائی دے رہا تھا' آواز سے' بین سے' اور دھمک سے لگ رہا تھا یہ ہے کیا؟ دنیا الٹ پلٹ ہو گئی کیا؟ سنائی دے رہا تھا کہ کیسے ساری منزلوں پر' ساری سیڑھیوں پر بھیڑ جمع ہو گئی تھی' ان کی آوازیں' استعجابی کلمے سنائی دے رہے تھے' وہ لوگ کھٹکھٹا رہے تھے' دروازے بھڑا بھڑ کھول اور بند کر رہے تھے' ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ "لیکن کس لئے' آخر کس لئے.... اور یہ ہو کیسے سکتا ہے!" وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا اور سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ وہ بالکل ہی پاگل ہو گیا ہے۔ لیکن نہیں' وہ تو صاف سن رہا ہے!.... "تو مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے پاس آ جائیں گے' اس لئے کہ.... "غالباً یہ سب اسی سبب سے ہے.... کل والے واقعے کی وجہ سے.... اے میرے مالک!" وہ چاہتا تھا کہ کنڈی بند کر دے لیکن ہاتھ اٹھایا ہی نہ گیا.... اور بے کار بھی ہوتا! خوف اس کے دل پر جمی ہوئی برف کی طرح چھا گیا' اسے اذیت دینے لگا' اور اس کا جسم سن ہونے لگا.... لیکن آخر کار یہ سارا ہنگامہ' دس منٹ سے زیادہ تک جاری رہنے کے بعد' رفتہ رفتہ کم ہونے لگا۔ مکان مالکن کراہ رہی تھیں اور سسکیاں لے رہی تھیں۔ ایلیا پترووچ اب بھی دھمکیاں اور گالیاں دے رہا تھا.... پھر آخر کار لگا کہ وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ اب اس کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ "کیا واقعی وہ چلا گیا! اے میرے مالک!" ہاں' وہ مکان مالکن بھی جا رہی ہیں' ابھی تک کراہ رہی ہیں اور رو رہی ہیں.... اور وہ اس کے فلیٹ کا دروازہ بند ہو گیا.... اب بھیڑ سیڑھیوں پر سے اپنے اپنے گھر جا رہی ہے--- لوگ تعجب کا اظہار کر رہے ہیں' کبھی چلا چلا کر اور کبھی بالکل نیچی کھسر پھسر میں باتیں کر رہے ہیں۔ ضرور یہ لوگ بہت رہے ہوں گے' تقریباً سارا مکان ہی امنڈ آیا تھا۔ "لیکن' یا خدا' کیا سچ مچ یہ سب ممکن ہے! اور کس لئے' کس لئے وہ یہاں آیا تھا!"

رسکولنیکوف بالکل نڈھال ہو کر صوفے پر گر پڑا لیکن اب اس سے آنکھیں بند ہی نہ کی جا رہی تھیں۔ آدھ گھنٹے تک وہ ایسی تکلیف اور بے انتہا خوف کے ایسے ناقابل برداشت احساس کے ساتھ پڑا رہا جیسا اس نے پہلے کبھی نہ جانا تھا۔ اچانک کمرے میں روشن اجالا ہو گیا۔ نستاسیا موم بتی اور ایک پلیٹ شوربہ لے کر آئی تھی۔ اسے غور سے تکنے اور یہ دیکھ لینے کے بعد کہ وہ سو نہیں رہا ہے' اس نے موم بتی کو میز پر رکھ دیا اور جو کچھ لائی تھی اسے رکھنے لگی--- روٹی' نمک' پلیٹ' چمچہ۔

"میں جانوں کہ تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ سارا دن مارے مارے پھرتے رہے جب کہ بخار میں بھن رہے ہو۔"

"نستاسیا.... مکان مالکن کو کسے لئے پیٹا گیا؟"

نستاسیا یک ٹک اسے تکتی رہی۔

"کس نے پیٹا مکان مالکن کو؟"

"ابھی.... آدھ گھنٹے پہلے' اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سیڑھیوں پر.... کس لئے اس نے ان کو اتنا مارا؟... اور آیا ہی کس لئے تھا؟"

نستاسیا چپ چاپ اور تیوریاں چڑھائے ہوئے اسے دیکھنے لگی اور دیر تک اسی طرح دیکھتی رہی۔ یہ دیکھنا اسے بہت ہی ناخوشگوار بلکہ ڈراؤنا لگنے لگا۔

"نستاسیا' تم چپ کیوں ہو؟" آخر کار اس نے بہت ہی کمزور آواز میں آہستہ سے پوچھا۔

"یہ خون ہے" اس نے بالآخر دھیرے سے جواب دیا جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہو۔

"خون... کون سا خون؟..." وہ بڑبڑایا۔ اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا اور وہ دیوار کی طرف کھسک گیا۔ نستاسیا چپ چاپ ویسے ہی اسے تکتی رہی۔

"کسی نے بھی مکان مالکن کو نہیں پیٹا" نستاسیا نے پھر تند اور فیصلہ کن آواز میں کہا۔ اس نے نستاسیا کو دیکھا۔ اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی تھی۔

"میں نے خود سنا... میں سو نہیں رہا تھا... میں بیٹھا ہوا تھا" اس نے اور بھی زیادہ سہمے ہوئے انداز میں کہا "میں نے دیر تک سنا... اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آیا... سیڑھیوں پر سارے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے' سارے فلیٹوں سے نکل نکل کر..."

"کوئی بھی نہیں آیا۔ اور یہ خون ہے جو تمہارے اندر فساد کر رہا ہے۔ جب وہ نکل نہیں پاتا اور جگر میں اس کے تھکے بننے لگتے ہیں تو ایسی ہی بے سرپیر کی سوجھنے لگتی ہے... کھانا تو کھاؤ گے نہ تم؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نستاسیا پھر بھی اس کے پاس ہی کھڑی رہی' ایک ٹک اسے تکتی رہی اور گئی نہیں۔

"پانی دے دو' نستاسیوشکا۔"

وہ نیچے گئی اور کوئی دو منٹ بعد مٹی کے سفید جگ میں پانی لے آئی لیکن اور اسے کچھ نہیں یاد تھا کہ آگے کیا ہوا۔ بس صرف یہ یاد تھا کہ کیسے اس نے ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی پیا اور کچھ جگ میں سے سینے پر انڈیل لیا۔ اس کے بعد غفلت طاری ہو گئی۔

3

لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ بیماری کے سارے عرصے غفلت ہی میں رہا ہو۔ یہ بخار کی کیفیت تھی جس کے ساتھ سرسامی حالت اور نیم بیہوشی بھی تھی۔ بعد کو اسے بہت سی چیزیں یاد آئیں۔ کبھی اسے لگتا کہ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوئے ہیں اور اسے کہیں لے جانا چاہتے ہیں اور اس کے بارے میں بہت بحثیں کر رہے ہیں اور لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ کبھی یہ لگتا کہ وہ کمرے میں اکیلا ہے اور سب لوگ اس سے ڈر کر چلے گئے ہیں اور بس کبھی کبھار ذرا سا دروازہ کھولتے ہیں اسے دیکھنے کے لئے' اسے دھمکاتے ہیں' آپس میں کسی چیز کے بارے میں سازش کرتے ہیں' ہنستے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اسے یاد آتا تھا کہ نستاسیا اکثر اس کے پاس رہتی تھی۔ اور ایک کوئی اور شخص تھا' جیسے بالکل اس کا جانا پہچانا ہو' لیکن صحیح صحیح کون تھا--- یہ کسی طرح وہ یاد کر سکا اور اس کا اسے بڑا رنج ہوا بلکہ وہ رویا بھی۔ کبھی اسے لگتا کہ وہ تو مہینے بھر سے پڑا ہوا ہے' لیکن پھر لگتا کہ ابھی تو وہی دن چل رہا ہے۔ لیکن اس چیز کے بارے میں--- اس چیز کے بارے میں وہ بالکل ہی بھول گیا۔ یہ تو اسے ہر منٹ یاد رہتا تھا کہ کسی چیز کے بارے میں وہ بھول گیا ہے' جسے بھولنا بالکل نہ چاہئے تھا--- وہ اپنے ذہن پر زور دیتا' یاد کرنے کی کوشش میں خود کو اذیت دیتا' کراہتا' غصے یا خوفناک اور ناقابل برداشت ہیبت میں مبتلا ہو جاتا۔ تب وہ اپنی جگہ سے اٹھتا' وہ بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن ہمیشہ کوئی اسے زبردستی روک لیتا اور وہ پھر نقاہت اور غفلت میں ڈوب جاتا۔ آخر کار وہ بالکل ہوش میں آ گیا۔

یہ صبح کو دس بجے ہوا۔ صبح کے اس وقت دن اگر صاف ہو تو ہمیشہ دھوپ کی ایک لمبی پٹی اس کی دائیں

دیوار پر آ جاتی تھی اور اس سے دروازے کے پاس والا کونا روشن ہو جاتا تھا۔ اس کے بستر کے پاس نستاسیا کھڑی تھی اور ایک اور شخص تھا جو تجسس کی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اور جسے وہ بالکل نہ جانتا تھا۔ یہ نوجوان شخص تھا' کفتان پہنے' داڑھی رکھے اور دیکھنے سے لگتا تھا کہ کسی بیوپاری تنظیم کا کارندہ ہے۔ ادھ کھلے دروازے میں سے مکان مالکن جھانک رہی تھیں۔ رسکولنیکوف اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ کون ہیں نستاسیا؟" اس نے اس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"آخر لگتا تو ہے کہ ہوش آ گیا!" نستاسیا نے کہا۔

"ہوش میں آ گئے" کارندے نے دہرایا۔ مکان مالکن کو دروازے ہی سے جھانک کر جب اندازہ ہو گیا کہ وہ ہوش میں آ گیا ہے تو وہ پٹ بھیڑ کر فوراً چلی گئیں۔ وہ ہمیشہ سے جھینپو تھیں اور بات چیت کرنے یا کچھ سمجھانے میں انھیں ہمیشہ بڑی کوشش کرنی پڑتی تھی۔ وہ کوئی چالیس کی تھیں' موٹی اور چربی سے لدی ہوئیں' کالی بھویں اور کالی آنکھیں' موٹاپے اور کاہلی کی وجہ سے نیک اور اپنی طرح سے بہت قبول صورت اور ضرورت سے کہیں زیادہ شرمیلی۔

"آپ کون ہیں؟..." اس نے خود بیوپاری کارندے ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ لیکن اسی لمحے دروازہ پھر پاٹوں پاٹ کھل گیا اور ذرا سا جھک کر رزومیخن داخل ہوا اس لئے کہ وہ بہت لمبا تھا۔

"کیا بالکل جہازی کیبن ہے" اس نے داخل ہوتے ہوئے چیخ کر کہا "ہمیشہ ماتھا ٹکرا جاتا ہے۔ اور شاید اسے بھی فلیٹ ہی کہتے ہوں گے! اور تم بھائی' آ گئے ہوش میں؟ ابھی ابھی مجھے پاشینکا سے معلوم ہوا۔"

"ابھی ابھی ہوش میں آئے ہیں" نستاسیا نے بتایا۔

"ابھی ابھی ہوش میں آئے ہیں" کارندے نے مسکراتے ہوئے پھر دہرایا۔

"اور معاف کیجئے گا' آپ خود کون ہیں؟" اچانک رزومیخن نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ "میں تو' اگر آپ ملاقات کی اجازت دیں' ورزومیخن ہوں' رزومیخن نہیں جیسے سب لوگ مجھے کہتے ہیں' بلکہ ورزومیخن' طالب علم' شریف خاندان' اور یہ میرا دوست ہے۔ اور آپ کون ہیں؟"

"اور میں اپنے دفتر میں کارندہ ہوں' سوداگر شیلوپائیف کے ہاں' یہاں کام سے آیا ہوں۔"

"اچھا تو آپ اس کرسی پر تشریف رکھئے" اور خود رزومیخن میز کی دوسری طرف ایک اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ "بھائی تم نے یہ بڑا اچھا کیا جو ہوش میں آ گئے" رزومیخن نے رسکولنیکوف سے کہنا شروع کیا "چار دن سے تم نے بمشکل ہی کچھ کھایا پیا ہے۔ سچ مانو چائے بھی تمہیں چمچے سے پلاتے تھے۔ دو بار میں تمہارے پاس زوسیموف کو لایا۔ زوسیموف یاد ہے تمہیں؟ اس نے تمہیں اچھی طرح دیکھا بھالا اور کہا کہ معمولی سی بات ہے' کسی چیز سے دماغ کو دھکا لگا ہے۔ کوئی اعصابی لعنت' غذا خراب تھی۔ کہنے لگا کہ بیئر اور مولی بہت کم لی ہے' اسی سے یہ بیماری ہے۔ لیکن کوئی بات نہیں' دور ہو جائے گی اور تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ شاباش زوسیموف! بڑی اچھی طرح علاج کرتا ہے۔ اچھا تو میں آپ کو روکوں گا نہیں" وہ پھر کارندے سے مخاطب ہوا "کیا آپ زحمت کر کے یہ بتائیں گے کہ آپ کو کیا کام ہے؟ ذرا دیکھو' تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دفتر سے یہ دوسری بار آئے ہیں۔ مگر پہلی بار یہ نہیں آئے تھے' دوسرا آدمی تھا اور ہم نے اس کو سب سمجھا دیا تھا۔ آپ سے پہلے یہاں کون آیا تھا؟"

"میرے خیال میں یہ پرسوں کی بات ہے' ٹھیک ہے۔ وہ الکسی سیمیونووچ تھے۔ وہ بھی ہمارے ہی دفتر میں ہیں۔"

"وہ آپ سے زیادہ سوجھ بوجھ والے آدمی ہیں' کیا خیال ہے آپ کا؟"

"ہاں ٹھیک ہے' زیادہ سنجیدہ ہیں۔"

"بالکل درست۔ہاں تو آپ بتایئے۔"

"بات یہ ہے کہ افاناسی ایوانووچ و خروشین کے توسط سے' جن کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے متعدد بار سنا ہو گا' آپ کی والدہ کی درخواست کے مطابق ہمارے دفتر کے ذریعے آپ کے لئے رقم بھیجی گئی ہے" کارندے نے رسکولنیکوف سے براہ راست مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا۔" اگر آپ سمجھنے کی حالت میں آ گئے ہیں تو--- پینتیس روبل آپ کو دیئے جانے ہیں' چونکہ پہلے ہی کی طرح آپ کی والدہ کی درخواست پر سیمیون سیمیونووچ کو افاناسی ایوانووچ سے اس کے لئے ہدایت موصول ہوئی ہے۔انھیں تو آپ جانتے ہی ہوں گے؟"

"ہاں یاد ہیں.... وخروشین...." رسکولنیکوف نے فکر مندانہ انداز میں کہا۔

"سنئے' سوداگر وخروشین کو جانتا ہے!" رزومیخن نے چلا کر کہا۔" تو پھر سمجھنے کی حالت میں کیوں نہیں؟ اور اس کے علاوہ اب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ بھی سوجھ بوجھ والے آدمی ہیں۔بس یوں سمجھئے کہ سمجھ داری کی بات سن کر خوشی ہوتی ہے۔"

"وہی تو ہیں وخروشین' افاناسی ایوانووچ' اور آپ کی والدہ کی درخواست پر جو ان کے ذریعے اسی طریقے سے آپ کو ایک بار بھیج بھی چکی ہیں' تو انھوں نے اس بار بھی انکار نہیں کیا اور پچھلے دنوں اپنی جگہ سے سیمیون سیمیونووچ کو ہدایت کی ہے کہ آپ کو پینتیس روبل پہنچا دیئے جائیں اور بہتری کی امید کی جائے۔"

"اب دیکھئے یہ "بہتری کی امید" آپ نے سب سے اچھے ڈھنگ سے ادا کیا' ویسے "آپ کی والدہ" بھی برا نہیں تھا۔اچھا تو پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ پوری طرح ہوش و حواس میں ہیں یا نہیں ہیں؟ ایں؟"

"میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔بس اس رسید پر دستخط کرا دیتے تو بس۔"

"گھسیٹ دیں گے۔آپ کے پاس کیا ہے' بہی؟"

"بہی ہے' یہ رہی۔"

"ادھر دیجئے۔تو رودیا' ذرا اٹھ جاؤ۔میں تمھیں سنبھالے رہوں گا" کھ دو ان کے لئے رسکولنیکوف' قلم اٹھاؤ اس لئے بھائی کہ رقم اس وقت ہمارے لئے شہد سے بھی بڑھ کر ہے۔"

"کوئی ضرورت نہیں" رسکولنیکوف نے قلم کو ہٹاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کہ کوئی ضرورت نہیں؟"

"میں دستخط نہیں کروں گا۔"

"حد ہو گئی' تو دستخط کے بغیر کیسے ہو گا؟"

"کوئی ضرورت نہیں.... رقم کی...."

"اچھا' رقم کی ضرورت نہیں! تو بھائی' یہ تو تم جھوٹ بول رہے ہو' میں گواہ ہوں! آپ مہربانی کر کے پریشان نہ ہوں' یہ تو وہ بس یوں ہی.... پھر چل پڑے اپنی سیاحت پر۔ایسا اس کے علاوہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہی ایسا ہوتا ہے.... آپ تو سمجھ دار آدمی ہیں' ہم ان کا ہاتھ پکڑ کر چلا دیں گے یعنی سیدھے طریقے سے یہ کہ ان کے ہاتھ کو سنبھال لیں گے اور وہ دستخط کر دیں گے۔سمجھے آپ...."

"لیکن میں دوسری بار آ جاؤں گا۔"

"نہیں' نہیں' کس لئے آپ کو پریشان کیا جائے۔آپ تو سمجھ دار آدمی ہیں.... ہاں تو رودیا' انھیں بیچارے کو روکو مت' دیکھ رہے ہو انتظار کر رہے ہیں" اور اس نے رسکولنیکوف کا ہاتھ پکڑ کر قلم چلوانے کی تیاری سنجیدگی سے شروع کر دی۔

"چھوڑ دو' میں خود ہی کر دوں گا..." رسکولنیکوف نے کہا' قلم لیا اور بہی میں دستخط کر دیئے۔کارندے نے رقم نکال کر رکھی اور چلا گیا۔

"شاباش! اور اب بھائی کھانے کو جی چاہتا ہے؟"

"چاہتا ہے" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔

"تمھارے پاس شوربہ ہے؟"

"کل کا ہے" نستاسیا نے جواب دیا جو اس سارے وقت میں وہیں کھڑی رہی تھی۔

"آلو اور چاول کی کنکی والا؟"

"آلو اور کنکی والا۔"

"زبانی یاد ہے۔شوربہ لاؤ اور چائے بھی دے دو۔"

"لاتی ہوں۔"

رسکولنیکوف اس سب کو حیرت سے اور ایک موہوم سے لایعنی ڈر کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔اس نے چپ رہنے اور انتظار کرنے کا فیصلہ کیا--- آگے کیا ہو گا؟ "لگتا ہے میں سرسامی حالت میں تو نہیں ہوں لگتا ہے کہ یہ سب تو سچ مچ ہو رہا ہے...."

دو منٹ میں نستاسیا شوربہ لے کر آ گئی اور اس نے بتایا کہ چائے ابھی آ جائے گی۔شوربے کے ساتھ دو چمچے' دو پلیٹیں اور سارے لوازمات تھے یعنی نمکدانی' مرچ دانی' گوشت کے لئے مسٹرڈ وغیرہ جو کہ پہلے اس سلیقے کے ساتھ تو ایک مدت سے نہیں ہوتے تھے۔میز پوش صاف تھا۔

"نستاسیوشکا' اگر پراسکوویا پاولوونا دو بوتل بیئر کا حکم دے دیں تو برا تو نہ ہو گا۔ہم لوگ پی لیتے۔"

"تم تو بڑے ہی تیز نکلے" نستاسیا بڑبڑائی اور فرمائش کی تعمیل کرنے چل دی۔

حیرانی کے ساتھ اور بڑے تناؤ کی حالت میں رسکولنیکوف یہ سب دیکھتا رہا۔اس عرصے میں رزومیخن اس کے پاس صوفے ہی پر بیٹھ گیا اور ریچھ کے جیسے بھونڈے پن سے اس نے بائیں ہاتھ سے رسکولنیکوف کا سر پکڑا باوجود اس کے کہ وہ خود بھی اٹھ سکتا تھا' اور دائیں ہاتھ سے شوربے کا ایک چمچہ کئی بار اس کو پھونکتے ہوئے کہ اس سے منہ نہ جلے' اس کے منہ تک لایا۔لیکن شوربہ بس گنگنا ہی تھا۔رسکولنیکوف نے ایک چمچہ بڑے شوق سے کھا لیا' پھر دوسرا' تیسرا۔لیکن چند چمچے کھانے کے بعد رزومیخن اچانک رک گیا اور اس نے اعلان کیا کہ اور زیادہ کے بارے میں زوسیموف سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔

نستاسیا آ گئی' دو بوتل بیئر لئے ہوئے۔

"اور چائے پیو گے تم؟"

"پیوں گا۔"

"جلدی سے جاؤ نستاسیا اس لئے کہ چائے تو لگتا ہے کہ اجازت کے بغیر مل سکتی ہے۔تو یہ رہی بیئر!" وہ

اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنی طرف شوربہ اور گوشت کھینچ کر اس نے ایسے اشتیاق سے کھانا شروع کر دیا جیسے تین دن سے کھایا ہی نہ ہو۔

"میں بھائی رودیا تمہارے ہاں اب ایسے ہی کھانا کھاتا ہوں" وہ بڑبڑایا' جس حد تک کہ منہ میں پوری طرح سے بھرے ہوئے گوشت نے اجازت دی "اور یہ سب تمہاری مکان مالکن پاشینکا انتظام کرتی ہیں۔ بڑی خوشی سے میرے لئے سب کچھ کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ میں مانگتا تو نہیں ہوں لیکن یہ ضرور ہے کہ منع بھی نہیں کرتا۔ لو نستاسیا آ گئی چائے لے کر۔ ارے واہ پھرتیلی انستاسیا' پیاری ہو گی؟"

"تم کو بھی کیا شرارت سوجھتی ہے!"

"اور چائے؟"

"چائے پی سکتی ہوں۔"

"انڈیل لو۔ اچھا ٹھہرو' میں خود تمہارے لئے انڈیلتا ہوں۔ میز کے پاس ادھر بیٹھ جاؤ۔"

اس نے سب فوراً ٹھیک ٹھاک کیا' چائے انڈیلی' پھر دوسری پیالی میں چائے انڈیلی اور اپنا کھانا چھوڑ کر پھر سے آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ پہلے کی طرح اس نے بائیں ہاتھ سے مریض کا سر اٹھایا اور چائے کے چمچے سے چائے پلانے لگا۔ پھر وہ ہر بار خاص اہتمام کے ساتھ چمچے کو پھونک پھونک کر چائے پلا رہا تھا جیسے اسی پھونکنے ہی کے عمل میں صحت یاب ہونے کا اہم ترین حفاظتی نقطہ تھا۔ رسکولنیکوف چپ رہا اور اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ اپنے آپ میں کافی طاقت اس بات کے لئے محسوس کر رہا تھا کہ اٹھے اور صوفے پر بیٹھ جائے بغیر کسی دوسرے کی مدد کے اور نہ صرف یہ کہ اس کو اپنے ہاتھوں پر اتنا قابو ہے کہ وہ چمچے یا پیالی کو سنبھال سکے بلکہ وہ تو شاید چل بھی سکتا تھا۔ لیکن اچانک اس کے ذہن میں کوئی عجیب سی تقریباً جانوروں کی سی چالاکی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنی طاقت کو چھپائے رہے' راز رکھے بلکہ اگر ضرورت ہو تو ایسا بن جائے کہ بالکل ہی کچھ بھی نہیں سمجھتا لیکن اس عرصے میں سنتا رہے اور دیکھتا رہے کہ کیا ہو تا ہے۔ بہرحال وہ اپنی کراہت پر قابو نہیں پا سکا۔ کوئی دس چمچے چائے پینے کے بعد اس نے یکبارگی اپنے سر کو چھڑا لیا' نخرے کے ساتھ چمچے کو ہٹا دیا اور پھر سے تکیے پر پڑ گیا۔ اب اس کے سر کے نیچے سچ مچ تکیے تھے۔۔۔ پروں والے اور ان پر صاف غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ اس نے اس بات کو بھی دیکھا اور ذہن نشین کر لیا۔

"آج تو ضرورت یہ تھی کہ پاشینکا ہمارے لئے رس بھریوں کا مربہ بھجوا دیتی تو ان کے لئے مشروب بنا دیتے" رزومیخن نے اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر سے شوربہ اور ساتھ ساتھ بیئر پینا شروع کر دیا۔

"اور تمہارے لئے وہ رس بھری کہاں سے لائیں؟" نستاسیا نے پوچھا۔ وہ پانچوں انگلیاں پھیلائے ان پر چائے کی طشتری رکھے' دانتوں میں شکر کی ڈلی دبائے ہوئے چائے پی رہی تھی۔

"رس بھری' میری دوست' وہ دکان سے خرید لیں گی۔ دیکھ رہے ہو تم رودیا' یہاں تمہارے بغیر پوری داستان ہو گئی۔ جب تم میرے ہاں سے ایسی دغابازی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور تم نے اپنا پتہ تک نہیں بتایا تو مجھے یکبارگی ایسا غصہ آیا کہ میں نے طے کیا کہ تمہیں ڈھونڈوں گا اور سزا دوں گا۔ اور اسی دن نکل کھڑا ہوا۔ چلتا رہا' چلتا رہا اور ایک ایک سے پوچھتا رہا! تمہارے اس گھر کو تو میں بھول گیا تھا بلکہ یہ تو مجھے کبھی یاد ہی نہیں تھا اس لئے کہ میں جانتا ہی نہیں تھا۔ اور پہلے والے گھر کے بارے میں صرف مجھے یہ یاد تھا کہ پیات اگوف (پانچ کونوں) کے پاس خرلاموف کا مکان تھا۔ تلاش کرتا رہا' اس خرلاموف کے مکان کو تلاش کرتا رہا پھر پتہ یہ چلا کہ وہ خرلاموف کا مکان تو ہے ہی نہیں' وہ تو بوخ کا مکان ہے۔۔۔ حروف کی آوازوں میں کبھی کبھی کیسی بھول ہو جاتی ہے! آخر مجھے بڑا غصہ آیا اور میں دوسرے دن یوں ہی کہ شاید کچھ پتہ چل ہی جائے' پولیس دفتر کے پتوں والے شعبے میں جا پہنچا۔ اور ذرا تم سوچو کہ دو منٹ میں ان لوگوں نے تمہارا پتہ ڈھونڈ نکالا۔ وہاں تمہارے نام کا اندراج ہے۔"

"اندراج ہے!"

"تو اور کیا۔ لیکن وہی لوگ میری موجودگی میں جنرل کوبیلیف کا پتہ تو کسی طرح نہ ڈھونڈ سکے۔ خیر یہ سارا واقعہ تو بڑا لمبا ہے۔ بس یہ کہ جیسے ہی میں یہاں وارد ہوا ویسے ہی تمہارے سارے معاملات سے واقفیت حاصل کر لی' سارے معاملات سے' میرے بھائی' سارے' سب جانتا ہوں۔ نستاسیا نے یہ سب دیکھا ہے۔ نکودیم فومچ سے تعارف حاصل کیا' اور لوگوں نے مجھے ایلیا پتروویچ کو دکھایا' اور دربان سے ملا' اور یہاں کے پولیس دفتر کے ہیڈ کلرک زمیوتوف' الکساندر گریگور یوچ سے ملا اور آخر کار پاشینکا سے بھی۔۔۔ اور یہ تو سمجھو کہ سب کا حاصل تھا۔ یہ نستاسیا سب جانتی ہے۔"

"بڑے میٹھے بن گئے" نستاسیا بڑبڑائی اور چالاکی سے مسکرائی۔

"ہاں اور چائے میں شکر ملا لو نستاسیا نکیفوروونا۔"

"ارے تم تو بس!" اچانک نستاسیا نے اونچی آواز میں کہا اور اس پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔ پھر جب ہنسی رکی تو اس نے اچانک اضافہ کیا "اور میں پتروونا ہوں' نکیفوروونا نہیں۔"

"یاد رکھیں گے۔ تو یوں ہے بھائی کہ' فالتو باتوں کو چھوڑو' میں تو شروع میں یہ چاہتا تھا کہ ساری جگہ میں برقی رو دوڑا دوں تاکہ یہاں کے سارے توہمات جڑ سے اکھڑ جائیں لیکن پاشینکا جیت گئی۔ بھائی میں تو کبھی امید ہی نہ کرتا تھا کہ وہ ایسی۔۔۔ نشاط خاطر ہو گی۔۔۔ ایں؟ تمہارا کیا خیال ہے؟"

رسکولنیکوف چپ رہا حالانکہ اس نے ایک منٹ کے لئے رزومیخن پر سے اپنی تشویش ناک نگاہیں نہ ہٹائی تھیں اور اب بھی اسے ایک ٹک تکے جا رہا تھا۔

"بلکہ بہت ہی زیادہ" رزومیخن نے اس کی خاموشی سے ذرا بھی گھبرائے بغیر اور جیسے ہاں میں جواب ملنے سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی "بلکہ بہت ہی زیادہ ٹھیک ٹھاک ہے' ہر اعتبار سے۔"

"اف و رے بھلے آدمی" نستاسیا پھر چلا پڑی جسے اس بات چیت میں بظاہر بڑا مزا آ رہا تھا۔

"بری بات یہ ہے بھائی کہ تم شروع ہی سے معاملے کو ہاتھ میں نہ لے سکے۔ اس کے ساتھ پیش آنے کا طریقہ یہ نہیں تھا۔ آخر یہ' یوں کہنا چاہئے کہ بالکل ہی غیر متوقع کردار ہے! خیر کردار کی بات تو بعد کو کریں گے۔۔۔ لیکن مثال کے طور پر تم نے کیسے ایسا ہونے دیا کہ اس نے تمہیں کھانا بھیجنا بند کرنے کی ہمت کی؟ یا مثلاً یہ پرامیسری نوٹ؟ ارے کیا تمہارا دماغ چل گیا تھا جو پرامیسری نوٹ پر دستخط کر دیے یا مثلاً یہ شادی کرنے کی تجویز جب اس کی بیٹی نتالیا یگوروونا زندہ تھی۔۔۔ میں سب جانتا ہوں! اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ نازک تار ہے اور میں گدھا ہوں' تم مجھے معاف کرنا۔ لیکن اف میرے خدا' تم کیا سمجھتے ہو' آخر پراسکوویا پاولوونا' بھائی' ایسی بے وقوف بالکل نہیں ہے جیسی اسے پہلی نظر میں سمجھا جا سکتا ہے' ایں؟"

"ہاں۔۔۔" رسکولنیکوف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ بات چیت کو چلاتے رہنے ہی میں فائدہ ہے۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے؟" رزومیخن نے چلا کر کہا۔ وہ خوش لگ رہا تھا کہ اسے جواب تو ملا "لیکن آخر سمجھ دار تو نہیں ہے' ایں؟ بالکل' بالکل ہی غیر متوقع کردار! یعنی میں تو تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تھوڑا بوکھلا جاتا ہوں.... چالیس کی تو وہ ضرور رہی ہوگی۔ وہ کہتی ہے --- چھتیس اور اس کا اسے پورا حق ہے۔ اس کے علاوہ میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کے بارے میں زیادہ تر ذہنی طور پر رائے قائم کرتا ہوں' صرف مابعد الطبیعیات کے نقطہ نظر سے۔ یہاں بھائی ہم ایسی الجھن میں پڑ گئے کہ تمہارا الجبرا کیا معنی رکھتا ہے! کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا! خیر یہ سب تو بیوقوفی ہے اور بس یہ کہ اس نے یہ دیکھ کر کہ تم اب طالب علم نہیں رہے' سبق چھوٹ گئے اور کپڑوں کا برا حال ہے اور یہ کہ لڑکی کے مرنے کے بعد تمہیں رشتہ دار سمجھنے کی اسے کوئی ضرورت نہیں' اچانک وہ ڈر گئی۔ اور پھر تم اپنی طرف سے کونا پکڑ کر بیٹھ رہے اور پہلے والی کوئی بات برقرار نہ رکھی' تو وہ تمہیں گھر سے نکال دینے کی سوچنے لگی۔ اور اس اقدام کے بارے میں وہ بہت دنوں سے سوچ رہی تھی لیکن پرامیسری نوٹ کے بیکار ہو جانے کا افسوس ہوتا تھا اس سلسلے میں تو تم نے خود یقین دلایا تھا کہ تمہاری والدہ ادا کر دیں گی...."

"تو میں نے اپنی ذلالت میں کہا تھا.... میری ماں تو بس یہ کہ بھیک نہیں مانگتیں.... اور میں نے جھوٹ اس لئے کہا کہ مجھے گھر میں رکھے رہیں.... کھانا دیتی رہیں" رسکولنیکوف نے اونچی اور صاف آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے' یہ تم نے سمجھ داری کی بات کی۔ لیکن ساری بات تو یہ ہے کہ اس موقع پر نمودار ہو گئے چیبارؤف صاحب جو درباری کونسلر اور کاروباری آدمی ہیں۔ ان کے بغیر پاشینکا نے کچھ بھی نہ سوچا ہوتا' وہ ویسے ہی شرمیلی ہے۔ لیکن کاروباری آدمی کو کیسی حیا شرم' اور یہ تو تم سمجھ ہی سکتے ہو کہ پہلا کام اس نے یہی کیا کہ سوال کیا: اس پرامیسری نوٹ کو وصول کرنے کی کوئی امید ہے؟ جواب: ہے اس لئے کہ ماں ایسی ہے کہ اپنی ایک سو پچیس روبل کی پنشن میں سے چاہے خود نہ کھائے لیکن اپنے رودیکا کو ضرور بچا لے گی اور پھر بہن ایسی ہے کہ بھائی کے لئے لونڈی بن جانے کو بھی تیار ہو جائے گی۔ تو بس اسی پر اس نے اپنے سارے منصوبے کی بنیاد رکھی.... تم چونک کیوں رہے ہو؟ بھائی اب میں تمہارا سارا کچا چٹھا جان گیا ہوں' تم نے پاشینکا سے اس وقت ساری باتیں صاف صاف یوں ہی تو نہیں کہہ دی تھیں جب تم اس کے رشتہ دار جیسے تھے' اور اب میں ازراہ دوستی کہہ رہا ہوں.... قصہ یہ ہے کہ دیانت دار اور حساس آدمی ساری بات صاف صاف کہہ دیتا ہے اور اس وقت کاروباری آدمی سنتا رہتا ہے اور کھاتا رہتا ہے اور بعد کو اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ تو بس یہ کہ پاشینکا نے یہ پرامیسری نوٹ ادائیگی کے طور پر اسی چیبارؤف کو دے دیا اور اس نے بغیر کسی پس و پیش کے باقاعدہ دعویٰ کر دیا۔ جب مجھے یہ سب معلوم ہوا تو جی تو یہی چاہا کہ' اپنے ضمیر کی صفائی کے لئے' اس پر لوٹ پڑوں لیکن اس وقت پاشینکا کی اور ہماری بات بن گئی تھی اور میں نے طے کیا کہ اس سارے معاملے کو ختم کر دوں' بالکل جڑ سے' اور میں نے ضمانت لے لی کہ تم ادا کر دو گے۔ بھائی میں نے تمہاری ضمانت لی ہے' سمجھے؟ چیبارؤف کو بلوایا' اس کے منہ پر دس روبل مارے اور کاغذ واپس لے لیا اور یہ اب تمہیں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں--- اب تمہارے قول کا بھروسا--- لو' اور میں نے اسے تھوڑا بہت پھاڑ بھی دیا۔"

رزومیخن نے پرامیسری نوٹ کو میز پر رکھ دیا۔ رسکولنیکوف نے اس کو دیکھا اور ایک لفظ بھی کہے بغیر دیوار کی طرف کروٹ لے لی۔ رزومیخن کو بھی یہ برا لگا۔

ذرا دیر بعد اس نے کہا "میں دیکھ رہا ہوں بھائی کہ پھر میں نے بے وقوفی کی حرکت کی۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں اپنی بک بک سے تمہارا جی بہلا رہا ہوں لیکن لگتا یہ ہے کہ تمہیں غصہ دلا دیا۔"

"کیا تمہیں کو میں نے سرسامی حالت میں پہچانا نہیں تھا؟" رسکولنیکوف نے بھی ذرا دیر چپ رہنے کے بعد سر ادھر کو موڑے بغیر ہی پوچھا۔

"مجھی کو' بلکہ تم غصے میں آپے سے باہر بھی ہو گئے تھے' خاص طور سے اس وقت جب میں زمیتوف کو یہاں لایا تھا۔"

"زمیتوف کو....؟ اس ہیڈ کلرک کو....؟ کس لئے؟" رسکولنیکوف تیزی سے ادھر مڑ آیا اور اس نے رزومیخن کے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔

"یہ تم کو ہو کیا گیا ہے.... پریشان کس لئے ہو رہے ہو؟ تم سے تعارف حاصل کرنا چاہتا تھا' خود اس نے خواہش ظاہر کی اس لئے کہ ہم نے اس کے ساتھ تمہارے بارے میں بہت باتیں کی تھیں.... نہیں تو میں تمہارے بارے میں اتنا کچھ اور کس سے جانتا؟ بڑا شاندار ہے وہ' بھائی بہت ہی اچھا آدمی ہے' حیرت انگیز ہے' ظاہر ہے کہ اپنی قسم کا۔ اب ہم دوست ہیں' تقریباً روز ہی ملاقات ہوتی ہے۔ اب میں بھی اسی حوار میں اٹھ آیا ہوں' تمہیں نہیں معلوم؟ بس ابھی ابھی گھر لیا ہے۔ اس کے ساتھ دو بار لویزا کے ہاں گیا۔ لویزا تمہیں یاد ہے؟ لویزا ایوانوونا؟"

"سرسامی حالت میں میں کچھ بڑبڑایا بھی تھا؟"

"ضرور! تم اپنے حواس میں تو تھے نہیں۔"

"کس چیز کے بارے میں میں بڑبڑایا تھا؟"

"او اور سنو! کس چیز کے بارے میں بڑبڑایا؟ ارے سبھی جانتے ہیں کہ لوگ کس چیز کے بارے میں بڑبڑاتے ہیں.... اچھا تو بھائی اب کام شروع کرنا چاہئے تاکہ وقت نہ ضائع ہو۔"

وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ٹوپی اس نے اٹھائی۔

"کس چیز کے بارے میں میں بڑبڑایا تھا؟"

"بس ایک رٹ لگ گئی! کیا یہ ڈر رہے ہو کہ کوئی رازکی بات نہ کہہ رہی ہو؟ تو گھبراؤ مت' کاؤنٹس کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا۔ بس کسی بلڈاگ کے بارے میں' اور بندوں اور زنجیروں کے بارے' اور کریسٹوفسکی جزیرے کے بارے میں اور کسی دربان کے بارے میں' پھر نکودیم فومچ کے بارے میں اور ایلیا پترووچ کے بارے میں جو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہے' بہت سی باتیں بتائیں تم نے۔ اور ہاں' اس کے علاوہ تمہیں اپنے ایک موزے سے بڑی دلچسپی ہو گئی تھی' بہت زیادہ! تم بس یہی کہے جا رہے تھے "لاؤ دو" ابھی اسی وقت۔' زمیتوف نے خود سارے کونوں میں تمہارے موزے ڈھونڈے اور خود اپنے عطر لگے ہوئے انگوٹھیوں دار ہاتھوں سے تمہیں یہ چیتھڑے دیے۔ تب تمہیں چین ملا اور پورے چوبیس گھنٹے تم ان چیتھڑوں کو ہاتھ میں دبائے رہے اور تم سے انہیں چھڑانا ناممکن ہو گیا۔ اس وقت بھی ضرور کہیں تمہارے لحاف کے نیچے ہی پڑے ہوں گے۔ اور تم نے پتلون کے پھونسڑوں کے بارے میں بھی پوچھا' بالکل ایسے جیسے بس اب تم رو دو گے! ہم نے ڈھونڈ نکالنے کی بڑی کوشش کی کہ کون سے پھونسڑے ہیں؟ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا.... اچھا تو پھر میں اپنے کام سے چلا! تو یہ ہیں پینتیس روبل' ان میں سے دس لے رہا ہوں اور کوئی دو گھنٹے کے اندر ان کا حساب دے دوں گا۔ اسی عرصے میں زوسیموف کو بھی حال چال بتا دوں گا حالانکہ اس کے بغیر ہی اسے یہاں کافی پہلے آ جانا چاہئے

تھا اس لئے کہ گیارہ تو بج چکے ہیں۔ اور تم نسینقا جب تک میں نہ آؤں تب تک بار بار آ کر دیکھتی رہنا کہ انہیں پانی یا اور کچھ تو نہیں چاہئے۔ اور یا شینقا کو میں ابھی خود جو بھی ضروری ہو گا کہہ دوں گا۔ اچھا پھر ابھی ملتے ہیں!"

"پا شینقا کہتے ہیں! تمہاری چالاکی کا بھی جواب نہیں!" اس کے پیچھے سے نستاسیا نے کہا۔ اس کے بعد دروازہ بھیڑ کر نکلنے لگی لیکن اس سے رہا نہیں گیا اور نیچے بھاگ گئی۔ اسے یہ جاننے کی بڑی فکر ہو رہی تھی کہ رزومیخن وہاں مکان مالکن سے کس چیز کے بارے میں بات کریں گے۔ ویسے بھی صاف ظاہر تھا کہ رزومیخن کا جادو اس پر پوری طرح چل چکا ہے۔

ان لوگوں کے جانے کے بعد دروازہ بھڑا ہی تھا کہ مریض نے اپنے اوپر سے لحاف پھینک دیا اور کسی نیم پاگل کی طرح بستر سے اچھل پڑا۔ وہ جلتی ہوئی کانپتی ہوئی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا کہ یہ لوگ جلدی سے چلے جائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں وہ فوراً ہی اپنا کام کر سکے۔ لیکن کیا کرنا تھا کون سا کام۔۔۔؟ وہ جیسے اب جان بوجھ کر بھول گیا ہو۔ "اے میرے مالک! تو مجھے بس ایک بات بتا دے۔ یہ لوگ سب کچھ بیان چکے ہیں یا ابھی تک نہیں جانتے؟ اور اگر وہ سب کچھ جانتے ہوں اور بس بن رہے ہوں جب تک میں پڑا ہوں تب تک کے لئے میرا مذاق اڑا رہے ہوں تو؟ اور پھر اچانک آ جائیں گے اور کہیں گے کہ سب کچھ بہت دنوں سے معلوم ہے اور وہ تو بس یوں ہی.... اب میں کیا کروں؟ وہ تو بھول گیا جیسے جان بوجھ کر اچانک بھول گیا حالانکہ ابھی ابھی یاد تھا....!"

وہ بیچ کمرے میں کھڑا تھا اور اذیت ناک نادانی کے ساتھ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے اسے کھولا کان لگا کر سنا لیکن یہ نہیں تھا جو وہ کرنا چاہتا تھا اچانک جیسے اسے یاد آ گیا ہو وہ کونے کی طرف جھپٹا اس جگہ جہاں دیواری کاغذ میں شگاف تھا اس نے سب کو اچھی طرح دیکھنا شروع کیا شگاف کے اندر ہاتھ ڈالا ٹٹولا۔۔۔ لیکن یہ نہیں تھا جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ آتش دان کے پاس گیا اسے کھولا اور راکھ میں ٹٹولنا شروع کیا۔ پتلون کے پھول لٹروں اور جیب میں سے پھاڑی ہوئی دھجیاں ویسے ہی پڑی تھیں جیسے انہیں اس نے تب پھینکا تھا۔ مطلب یہ کہ کسی نے دیکھا نہیں! اسی وقت اسے موزے کا خیال آیا جس کے بارے میں رزومیخن نے ابھی ابھی بتایا تھا۔ سچ مچ وہ صوفے پر پڑا ہوا تھا کمبل کے نیچے لیکن اب تک وہ دھول اور کیچڑ میں اتنا لتھڑ چکا تھا کہ ظاہر ہے زمیتوف کچھ بھی نہ دیکھ سکا ہو گا۔

"لعنت ہے زمیتوف.... پولیس کا دفتر! اور مجھے پولیس کے دفتر کس لئے بلایا جا رہا ہے؟ نوٹس کہاں ہے؟ لعنت ہے....؟ میں نے سب گڈمڈ کر دیا۔ یہ مطالبہ تو تب کیا گیا تھا! تب بھی میں موزے کا معائنہ کر رہا تھا لیکن اب.... اب تو میں بیمار تھا۔ اور زمیتوف کس لئے آیا تھا؟ رزومیخن اسے کس لئے لایا تھا....؟" وہ نقاہت کے ساتھ بڑبڑایا اور پھر سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ "یہ سب ہے کیا؟ میری سرسامی کیفیت ابھی تک بدستور جاری ہے یا یہ سب سچ ہے؟ لگتا ہے کہ سب سچ ہے... لیکن یاد آ گیا.... بھاگنا ہے! جلدی بھاگنا ہے ضرور ضرور بھاگنا ہے! ہاں... لیکن کہاں؟ اور میرے کپڑے کہاں ہیں؟ بوٹ بھی نہیں ہیں! اٹھا لے گئے! چھپا دیا! سمجھ رہا ہوں! لیکن یہ رہا اوور کوٹ۔۔۔ یہ چھوٹ گیا ہو گا! اور یہ رہی رقم میز پر شکر ہے خدا کا! اور یہ رہا پرامیسری نوٹ۔ میں رقم اٹھا لوں گا اور چلا جاؤں گا اور دوسرا گھر لے لوں گا یہ لوگ ڈھونڈ ہی نہ پائیں گے! ہاں لیکن پتوں والا شعبہ؟ ڈھونڈ لیں گے! رزومیخن ڈھونڈ لے گا۔ بہتر یہ ہو گا کہ بالکل بھاگ جاؤں.... دور.... امریکہ چلا جاؤں اور ان پر تھوک جاؤں! اور پرامیسری نوٹ لے جاؤں... وہاں وہ کام آئے گا۔ اور کیا لے جاؤں؟ یہ لوگ سوچ رہے

ہیں کہ میں بیمار ہوں! یہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ میں چل سکتا ہوں ہی ہی ہی!.... میں ان کی آنکھوں ہی سے سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ سب جانتے ہیں! بس سیڑھیوں سے نیچے اتر جاؤں! لیکن اگر وہاں ان لوگوں نے پہریدار کھڑا کر دیا ہو سیڑھیوں پر تو! یہ کیا ہے اور یہ بیئر بچ گئی ہے آدھی بوتل ٹھنڈی!"

اس نے بوتل اٹھائی جس میں ابھی پورے گلاس بھر بیئر تھی اور بڑے اشتیاق کے ساتھ اسے غٹاغٹ پی گیا جیسے سینے میں لگی آگ کو بجھا رہا ہو۔ لیکن ایک منٹ بھی نہ ہوا تھا کہ بیئر اس کو چڑھ گئی اور پیٹھ پر ہلکی سی بلکہ خوشگوار کپکپی کا احساس ہوا۔ وہ لیٹ گیا اور اس نے کمبل اپنے اوپر تان لیا۔ اس کے خیالات جو بیئر کے بغیر ہی پریشانہ اور بے سرپیر کے تھے اور بھی زیادہ گڈمڈ ہونے لگے اور جلد ہی ہلکی اور خوشگوار نیند اس پر طاری ہو گئی۔ بڑے اشتیاق سے اس نے تکیے پر اپنے سر کے لئے جگہ بنائی اچھی طرح سے اپنے آپ کو نرم روئی بھرے لحاف سے لپیٹا جو اب اس کے پاس پہلے والے پھٹے گرم اوور کوٹ کی جگہ تھا ہلکے سے ابھر کر سانس لی اور بڑی اچھی گہری اور صحت بخش نیند میں سو گیا۔

وہ جاگ پڑا اس لئے کہ اس کے کانوں میں ایسی آواز آئی جیسے کوئی اس کے پاس آیا ہو۔ اس نے آنکھ کھول کر دیکھا تو رزومیخن تھا جو دروازہ پورا کھول کر چوکھٹ پر کھڑا ہوا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اندر آئے یا نہیں؟ رسکولنیکوف جلدی سے صوفے پر بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"اچھا تو تم سو نہیں رہے ہو اور میں آ گیا! نستاسیا کٹھری کو ادھر لاؤ!" رزومیخن نے نیچے کو چیخ کر کہا اور پھر بولا "ابھی تمہیں حساب مل جاتا ہے...."

"کیا بجا ہے؟" رسکولنیکوف نے تشویش کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم خوب سوئے بھائی شام دروازے پر کھڑی ہے چھ بجنے والے ہیں۔ چھ گھنٹے سے زیادہ ہی سو لئے تم...."

"اف میرے مالک! یہ میں نے کیا کیا؟"

"تو اس میں برا کیا ہوا؟ یہ تو صحت کے لئے اچھا ہے! جلدی کاہے کی ہے؟ کسی سے ملنے جانا ہے کیا؟ اب سارا وقت ہمارا ہے۔ میں تو کوئی تین گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں دو بار آیا تم سو رہے تھے۔ دو بار زوسیموف کے ہاں گیا گھر پر نہیں ہے حد ہو گئی! کوئی بات نہیں آ جائے گا...! پھر اپنے کام سے بھی گیا تھا.... آخر آج میں نئے گھر میں اٹھ آیا پوری طرح سے اٹھ آیا چچا سمیت۔ اب چچا بھی تو میرے ساتھ ہی ہیں.... ارے ہاں.... لعنت ہے کام کی بات تو بھول ہی گیا....! لاؤ نستاسیا کٹھری ادھر دو۔ ابھی ہم دیکھتے ہیں.... اور بھائی اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں میں بیمار تھوڑا ہی ہوں.... رزومیخن تم یہاں بہت دیر سے ہو؟"

"کہہ تو رہا ہوں کہ تین گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں۔"

"نہیں اور اس سے پہلے؟"

"پہلے کیا؟"

"تم کب سے یہاں آ رہے ہو؟"

"لیکن یہ سب تو ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے تمہیں بتا چکا ہوں۔ یاد نہیں ہے کیا؟"

رسکو لنیکوف سوچنے لگا۔ کچھ دیر پہلے کی باتیں اسے خواب کی طرح یاد آ رہی تھیں۔ اپنے آپ وہ پوری طرح یاد نہ کر سکا اور اس نے سوالیہ نظروں سے رزومیخن کی طرف دیکھا

"ہوں!" رزومیخن بولا "بھول گئے! مجھے اسی وقت لگا تھا کہ تم ابھی تک پوری طرح ہوش میں نہیں ہو.... اب سو لینے کے بعد ٹھیک ہو گئے ہو.... سچ کہتا ہوں دیکھنے میں بہت بہتر لگتے ہو۔ شاباش! اچھا تو کام کی بات! ابھی سب یاد آ جاتا ہے۔ ادھر دیکھو بھلے آدمی۔"

اس نے گٹھری کھولنی شروع کی جس سے بظاہر اسے غیر معمولی دلچسپی تھی

"بھائی یقین مانو تم، یہ بات میرے دل کو لگی ہوئی تھی۔ ضرورت تم کو آدمی بنانے کی ہے۔ تو چلو پھر اوپر سے شروع کرتے ہیں۔ تم یہ ٹوپی دیکھ رہے ہوں؟" اس نے کہا اور گٹھری میں سے ایک کافی اچھی لیکن خاصی معمولی اور سستی ٹوپی نکالی۔ "ذرا ناپ کے دکھاؤ تو؟"

"پھر کسی وقت، بعد کو" رسکو لنیکوف نے چڑکر ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"نہیں بھائی رودیا، منع مت کرو، بعد کو دیر ہو جائے گی، اور میں تو ساری رات سو نہ سکوں گا اس لئے کہ ناپ کے بغیر اندازے سے لے لی تھی۔ واہ بالکل ٹھیک!" اس نے پہنا کر فاتحانہ انداز میں چلا کر کہا "بالکل ٹھیک ناپ کی! سر کی پوشش، بھائی، یہ لباس کا سب سے پہلا جز ہے، اپنی طرح کا سفارشی خط سمجھ لو۔ میرے دوست تو لبتیاکوف کو ہر بار ایسی جگہ اپنی پر چھتی اتارنی پڑتی ہے جہاں دوسرے لوگ ہیٹ یا ٹوپی لگائے رہتے ہیں۔ سب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غلامانہ ذہنیت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے لیکن وہ تو صرف اس لئے کرتا ہے کہ اسے اپنی چڑیا کے گھونسلے جیسی ٹوپی سے شرم آتی ہے۔ وہ ہے ہی شرمیلا آدمی! تو نستینکا، دیکھو یہ ہیں سر کی دو پوششیں۔۔۔ ایک تو یہ پامرسٹن ہے" اس نے کونے سے رسکو لنیکوف کی گول خراب و خستہ ہیٹ اٹھائی جسے پتہ نہیں کیوں اس نے پامرسٹن کہا تھا "اور دوسری یہ ہے۔ جاذب والی چیز۔ ذرا اندازہ تو لگاؤ رودیا، کیا خیال ہے تمہارا میں نے کیا دام دیئے ہوں گے نستاسیوشکا؟" یہ دیکھ کر کہ رسکو لنیکوف چپ ہے اس نے نستاسیا کو مخاطب کیا۔

"بیس کوپیک دیئے ہوں گے" نستاسیہ نے جواب دیا۔

"بیس کوپیک، بے وقوف کہیں کی!" وہ برا مان کر چلایا "آج کل تو بیس کوپیک میں تم کو بھی نہیں خریدا جا سکتا۔۔۔ اسی کوپیک! اور وہ بھی اس لئے کہ پہنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ جان لو کہ اس شرط پر لی گئی کہ اسے پہن ڈالو تو اگلے سال مفت دوسری دے دیں گے، قسم خدا کی! اچھا تو اب ریاستہائے متحدہ امریکہ کو دیکھتے ہیں، جیسا کہ ہم اسے اسکول میں کہتے تھے۔ میں پہلے سے بتائے دیتا ہوں کہ مجھے اس پتلون پر بڑا فخر ہے!" اور اس نے رسکو لنیکوف کے سامنے گرمیوں کے ہلکے اونی کپڑے کی بنی ہوئی سرمئی پتلون پھیلا دی۔ "نہ کہیں چھید نہ کوئی دھبا اور پہننے کے لائق حالانکہ پہنی ہوئی ہے، ایسی ہی واسکٹ بھی، ایک ہی رنگ کی جیسا کہ فیشن کا تقاضا ہے۔ اور پہنی ہوئی ہے تو کیا، سچ تو یہ ہے کہ ایسی بہتر ہے، نرم اور ملائم ہو گئی ہے۔ سمجھے تم رودیا، دنیا میں اپنی زندگی بنانے کے لئے میری رائے میں اتنا کافی ہے کہ آدمی موسم کا ہمیشہ خیال رکھے۔ اگر جنوری میں تم ایسپیرگس نہیں مانگتے تو پھر اپنے بٹوے میں دو ایک روبل جمع رکھ سکتے ہو۔ اور یہی بات اس خریداری کے سلسلے میں بھی سچ ہے۔ اس وقت گرمیوں کا موسم ہے تو میں نے خریداری بھی گرمیوں والی کی ہے اس لئے کہ خزاں کے موسم میں ویسے بھی زیادہ گرم کپڑوں کی ضرورت ہوگی اور اسے پھینکنا ہی پڑے گا... اور بھی زیادہ اس بنا پر کہ یہ تب تک خود ہی بیکار ہو جائے گا، اگر تمہاری مالی حالت کی بہتری کی وجہ سے نہیں تو اپنی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے۔ اور قیمت! کیا ہو گی تمہارے خیال میں؟ دو روبل پچیس کوپیک! اور یاد رہے کہ یہ بھی اسی پہلے والی شرط پر یعنی انہیں پہن ڈالو تو اگلے سال دوسرا مفت لے لو! فیدیایف کی دکان پر ساری بکری اسی شرط پر ہوتی ہے۔۔۔ ایک بار دام چکا دیجئے اور زندگی بھر کا اطمینان ہو گیا اس لئے کہ دوسری بار وہاں تم خود ہی نہ جاؤ گے۔ اچھا تو اب ذرا بوٹوں کو دیکھتے ہیں۔۔۔ کیسے ہیں؟ یہ تو خیر دکھائی ہی دے رہا ہے کہ پہنے ہوئے ہیں لیکن دو مہینے تو چلیں گے ہی اس لئے کہ بیرونی کام ہے اور مال بھی بیرونی ہے۔ برطانوی سفارت خانے کے سیکرٹری نے پچھلے ہی ہفتے کباڑی بازار میں بیچ دیا۔۔۔ بس چھ دن انہیں پہنا تھا مگر اسے رقم کی بڑی سخت ضرورت پڑ گئی۔ قیمت ایک روبل پچاس کوپیک۔ اچھا سودا نہ؟"

"لیکن ہو سکتا ہے ناپ کے نہ ہوں!" نستاسیا بول پڑی۔

"ناپ کے نہ ہوں! اور یہ کیا ہے؟" اس نے اپنی جیب سے رسکو لنیکوف کا ایک پاؤں کا پرانا، پھٹا ہوا، چھید دار اور سوکھ کر بنی ہوئی کیچڑ سے ڈھکا ہوا بوٹ نکالا "میں انتظام کرکے گیا تھا، مجھے اسی بھیانک چیز سے ناپ کر صحیح بوٹ دیا ہے ان لوگوں نے۔ یہ سارا کام دل سے کیا گیا ہے۔ اور قمیص وغیرہ کے سلسلے میں تمہاری مکان مالکن سے طے تمام کر لیا ہے۔ یہ رہیں ابھی کے لئے تین قمیصیں، گورے سوتی کپڑے کی ہیں لیکن گریبان اور کالر فیشن ایبل ہے..... تو اب یہ سمجھو کہ اسی کوپیک ٹوپی کے، دو روبل پچیس کوپیک سوٹ کے، یہ ہوئے تین روبل پانچ کوپیک، ایک روبل پچاس کوپیک بوٹ کے۔۔۔ اس لئے کہ ابھی بہت اچھی حالت میں ہیں۔۔ تو ہوئے چار روبل پچپن کوپیک اور پانچ روبل ساری قمیصوں وغیرہ کے۔۔۔ تھوک کے حساب سے لی ہیں۔۔۔ کل ہوئے نو روبل پچپن کوپیک اور باقی پینتالیس کوپیک، جس کی یہ رہی ریزگاری، لو، اور اس طرح سے رودیا اب تمہارا پورا لباس پھر سے ٹھیک ہو گیا اس لئے کہ میری رائے میں تمہارا اوورکوٹ ابھی نہ صرف یہ کہ کام دے سکتا ہے بلکہ دیکھنے میں بڑا شریفانہ بھی لگتا ہے۔ شارمیر کے ہاں سے بنوانے کے یہی تو معنی ہوتے ہیں! رہا موزوں اور دوسری چیزوں کا سوال تو وہ تمہارے اوپر چھوڑتا ہوں۔ ابھی رقم تو ہمارے پاس پچیس روبل رہتی ہے اور پاشینکا کے اور مکان کے کرائے کے بارے میں پریشان نہ ہو۔ میں نے کہہ دیا ہے۔۔۔ جتنا چاہو قرض۔ اور اب بھائی، چلو تمہارے کپڑے بدل دیں ورنہ شاید بیماری تو ابھی اس قمیص ہی میں بسی ہو گی...."

"رہنے دو! ابھی جی نہیں چاہتا!" رسکو لنیکوف نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹال دیا۔ ابھی تک وہ لباس کی خریداری کے بارے میں رزومیخن کی زبردستی کی کھلنڈرے پن کی باتیں کراہت کے ساتھ سن رہا تھا۔

"بھائی یہ تو ممکن نہیں ہے، آخر کس لئے میں نے جوتے گھسے!" رزومیخن نے اصرار کیا۔ "نستاسیوشکا، شرماؤ نہیں بلکہ میری مدد کرو، سمجھیں!" اور رسکو لنیکوف کی مزاحمت کے باوجود رزومیخن نے اس کے کپڑے بدلوا دیئے۔ رسکو لنیکوف سرہانے پر ڈھے پڑا اور کوئی دو منٹ تک کچھ نہیں بولا۔

وہ سوچ رہا تھا "دیر تک یہ لوگ جان نہیں چھوڑیں گے!" آخر کار اس نے دیوار کو تکتے ہوئے پوچھا "کس رقم سے یہ سب خریدا گیا ہے؟"

"رقم؟ لو اور سنو! ارے تمہاری اپنی رقم سے۔ تھوڑی دیر پہلے کارندہ آیا تھا، وخروشین کے ہاں سے، تمہاری والدہ نے بھجوایا تھا۔۔۔ سب بھول گئے کیا؟"

"اب یاد آ رہا ہے...." رسکو لنیکوف نے دیر تک الجھن میں اور فکر مند رہتے ہوئے کہا۔ رزومیخن تیوریاں چڑھائے ہوئے پریشانی کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

دروازہ کھلا اور ایک لمبا سا' بھرے بدن کا آدمی اندر آیا- رسکو لنیکوف کو اس کا چہرہ مہرہ کچھ جانا پہچانا معلوم ہوا-

رزو میخن خوش ہو کر چیخ پڑا "رزومیوف! آخر کو تم آ ہی گئے!"

4

زوسیموف لمبا اور موٹا آدمی تھا- اس کا چہرہ سوجا ہوا سا اور ستا ہوا تھا' داڑھی مونچھیں بالکل صاف اور سیدھے بال ہلکے سنہرے رنگ کے تھے- وہ عینک لگائے ہوئے تھا اور موٹاپے سے پھولی ہوئی انگلی میں سونے کی بڑی سی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا- وہ کوئی ستائیس سال کا رہا ہو گا- ہلکا سا ڈھیلا ڈھالا خوش وضع اوور کوٹ اور ہلکے رنگ کی گرمیوں کی پتلون پہنے ہوئے- اس کی ہر چیز عام طور سے ڈھیلی ڈھالی' خوش وضع اور بالکل درست تھی- اس کی قمیص بالکل بے عیب اور گھڑی کی زنجیر بڑی بھاری تھی اس کے انداز میں سستی اور ایک طرح کی سرد مہری' لیکن اس کے ساتھ ہی سوچی سمجھی ہوئی بے تکلفی تھی- اپنی اہمیت کے احساس کو چھپائے رکھنے کی وہ بڑی کوشش کرتا تھا مگر وہ ہر لمحہ ظاہر ہو ہی جاتا تھا- اس کو جاننے والے سارے لوگ اسے بار خاطر سمجھتے تھے لیکن کہتے تھے کہ اپنا کام وہ اچھی طرح جانتا ہے-

رزو میخن نے چلا کر کہا "بھائی میں تمہارے ہاں دو بار گیا..... دیکھو' ہوش میں آ گئے!"

"دیکھ رہا ہوں' دیکھ رہا ہوں' اچھا تو اب تمہاری طبیعت کیسی ہے' ایں؟" زوسیموف نے رسکو لنیکوف سے مخاطب ہو کر اسے برابر تکتے ہوئے اور صوفے پر اس کے پاس ہی پائنتی کو فوراً جس حد تک ممکن تھا آرام سے بیٹھتے ہوئے پوچھا-

رزو میخن نے بتایا "ابھی تک بجھے بجھے ہیں ابھی ابھی ان کے کپڑے بدلے تو سمجھو کہ بس رو ہی دیئے-"

"وہ تو خیر سمجھ میں آتا ہے- اگر خود نہیں چاہتے تھے تو کپڑے بعد کو بدل سکتے تھے..... نبض تو بہت اچھی ہے- سر ابھی تھوڑا درد کر رہا ہے' ایں؟"

"میں ٹھیک ہوں' میں بالکل ٹھیک ہوں!" رسکو لنیکوف بڑی قطعیت کے ساتھ اور چڑ کر بولا- اچانک وہ صوفے پر ذرا سا اٹھا اور اس نے اپنی آنکھیں چمکائیں لیکن فوراً ہی پھر تکیے پر ڈھے پڑا اور دیوار کی طرف کروٹ لے لی- زوسیموف برابر اس کو دیکھ رہا تھا-

"بہت ہی اچھا ہے..... سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا ہونا چاہئے" اس نے کاہلی کے ساتھ کہا- "کچھ کھایا؟" بتایا گیا کہ کیا کھایا اور پوچھا گیا کہ کیا دیا جا سکتا ہے-

"سب کچھ دیا جا سکتا ہے..... شوربہ' چائے..... کھمبیاں اور کھیرے ظاہر ہے کہ نہیں دیتے ہیں- اور گوشت بھی نہیں اور..... لیکن یہ سب تمہیں بتانے کی کیا ضرورت ہے!....." اس نے اور رزو میخن نے ایک دوسرے کو دیکھا- "دوا بند اور سب کچھ بند- کل میں دیکھوں گا..... ہو سکتا ہے آج ہی..... لیکن....."

"کل شام کو میں انہیں سیر کرانے لے جاؤں گا!" رزو میخن نے اپنا فیصلہ سنا دیا "یوسپوف باغ میں اور پھر "پالے دی کرستال" میں جائیں گے-"

"کل تو میں ان کو ہلنے جلنے نہ دیتا' لیکن..... تھوڑا سا..... خیر تبھی دیکھیں گے-

"اُفوہ' ایک اور مصیبت ہے! آج میں گھر بھرائی کی پارٹی دے رہا ہوں' بس دو قدم پر ہے' تو یہ بھی چل سکتے ہیں- چاہے ہمارے درمیان صوفے پر لیٹے ہی رہیں! تم تو آؤ گے نہ؟" رزو میخن نے اچانک زوسیموف سے پوچھا "دیکھو بھولنا مت' تم نے وعدہ کیا تھا-"

"آؤں گا تو' لیکن ذرا دیر میں- تم نے کیا انتظام کیا ہے؟"

"ارے کچھ نہیں' چائے' واڈکا' ہیرنگ مچھلی- ایک پائی ہو جائے گی' سب اپنے ہی جمع ہو رہے ہیں-"

"کون کون؟"

"ارے سب یہیں کے لوگ ہیں اور سب تقریباً نئے لوگ ہیں' سوائے بوڑھے چچا کے--- اور وہ بھی یہاں نئے ہیں' کل ہی پیٹرس برگ آئے ہیں' کچھ کام ہے- پانچ سال میں ایک بار ہماری ملاقات ہو جاتی ہے-"

"کیا ہیں وہ؟"

"ساری عمر ضلع کے پوسٹ ماسٹری کی حیثیت سے سڑتے رہے..... اب معمولی سی پنشن پاتے ہیں' پینسٹھ سال کے ہیں- چھوڑو بھی' ان کی بات ہی کیا کرنا..... بہرحال میں انہیں چاہتا ہوں- پورفیری پترووچ آئیں گے' یہاں کے تفتیش کے شعبے کے سربراہ ہیں..... قانون کے ماہر ہیں- تم تو انہیں جانتے ہو....."

"وہ بھی تمہارے کسی طرح کے رشتہ دار ہیں؟"

"بہت ہی دور کے کچھ ہیں- مگر تم یہ تیوری کیوں چڑھا رہے ہو؟ کیا ایک بار تم لوگوں میں کہا سنی ہو گئی تو اس کی وجہ سے تم آؤ گے نہیں؟"

"میں تو اس پر تھوکوں بھی نہیں-"

"یہ تو سب سے اچھا ہے- اور طالب علم ہوں گے- ایک استاد' ایک سرکاری کلرک' ایک موسیقار' ایک افسر' زمیتوف....."

"تم مہربانی کر کے مجھے یہ بتاؤ کہ تم میں یا اب یہ ہیں ان میں" زوسیموف نے رسکو لنیکوف کی طرف اشارہ کیا "اور اس زمیتوف نام کے شخص میں کیا چیز مشترک ہو سکتی ہے؟"

"اُفوہ یہ کھن کرنے والے لوگ! اصول!..... تم تو اصول پر یوں دھرے ہوئے ہو جیسے کمانیوں پر رکھے ہوئے ہو' کہ اپنی مرضی سے مڑ ہی نہیں سکتے- میری رائے میں اچھا آدمی ہے--- یہ ہے اصول' اس سے زیادہ میں کچھ جاننا نہیں چاہتا- زمیتوف بہت ہی اچھا آدمی ہے-"

"اور اپنے ہاتھ سینک لیتا ہے-"

"تو پھر' ہاتھ سینک لیتا ہے' اور میں تھوکوں اس پر! تو پھر کیا ہوا کہ سینک لیتا ہے!" اچانک رزو میخن جیسے غیر قدرتی انداز میں جھنجھلا کر چیخنے لگا "کیا میں نے تم سے اس بات کی تعریف کی کہ وہ اپنے ہاتھ سینک لیتا ہے؟ میں نے تو یہ کہا کہ وہ اپنی طرح کا اچھا آدمی ہے! اور سیدھی بات یہ ہے کہ اگر ساری قسموں کو دیکھا جائے تو کیا بہت سے لوگ اچھے رہ جائیں گے؟ ہاں' مجھے یقین ہے کہ مجھے تو سب انتڑیوں پچونوں سمیت ایک بھنی پیاز کے بدلے میں بیچ دیا جائے گا..... اور وہ بھی تب ملے گی جب تمہیں گھلوے میں ساتھ دیا جائے.....!"

"یہ بہت کم ہے' میں تو تمہارے لئے دو دے سکتا ہوں....."

"اور میں تمہارے لئے صرف ایک! اوپر سے حاضر جوابی دکھا رہے ہیں! زمیتوف تو ابھی بچہ ہے' میں تو ابھی اس کے بال نوچ سکتا ہوں اس لئے کہ اس کو اپنی طرف کھینچنے کی ضرورت ہے نہ کہ دھتکارنے کی- لوگوں کو

دھتکار کے تم انھیں ٹھیک نہیں کر سکتے' خاص طور سے بچے کو۔ بچے کے ساتھ دوگنی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ ارے تم کودن ترقی پسندو' کچھ بھی تو نہیں سمجھتے تم لوگ! انسان کی عزت نہیں کرتے تو آپ اپنی توہین کرتے ہو.... اور اگر تم جاننا چاہتے ہو تو بتاؤں کہ شاید ہمارے درمیان ایک مشترک چیز پیدا ہو گئی ہے۔"

"میں جاننے کا مشتاق ہوں۔"

"یہ معاملہ اس گھروں میں رنگ کرنے والے کا ہے.... ابھی انہیں اسے جنجال میں سے نکالنا ہے! حالانکہ اب کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ معاملہ اب بالکل' بالکل صاف ظاہر ہے! ہم بس ذرا بھاپ پہنچا دیں گے۔"

"یہ گھروں میں رنگ کرنے والا کون ہے؟"

"ارے کیا سچ مچ تمہیں بتایا نہیں؟ شاید نہیں! ہاں یہ ہے کہ میں نے تم کو صرف شروعات بتائی تھی.... ارے وہی مال گروی رکھنے والی' سرکاری ملازم کی بیوہ بڑھیا کے قتل کے بارے میں.... تو اسی میں اب یہ رنگ کرنے والا پھنس گیا ہے...."

"ہاں قتل کے بارے میں تو تمہارے بتانے سے پہلے بھی میں نے سنا تھا اور مجھے اس معاملے سے دلچسپی بھی ہے.... ایک حد تک.... ایک اتفاق کی بنا پر.... اور اخباروں میں پڑھا اور بس...."

"لیزاویتا کو بھی تو قتل کر دیا گیا تھا!" اچانک رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر نستاسیا بھی بول پڑی۔ وہ سارے وقت کمرے ہی میں تھی اور دروازے کے پاس کھڑی سب سن رہی تھی۔

"لیزاویتا کو؟" رسکولنیکوف بہ مشکل سنائی دے سکنے والی آواز میں بڑبڑایا۔

"ہاں لیزاویتا کو' وہ جو چیزیں بیچتی تھی' کیا تم نہیں جانتے اسے؟ یہاں نیچے وہ آتی تھی۔ تمہاری ایک قمیص کی مرمت بھی کی تھی اس نے۔"

رسکولنیکوف نے دیوار کی طرف کروٹ لے لی جہاں اس نے سفید پھولوں والے گندے پیلے دیواری کاغذ پر ایک بھونڈے سے بھوری رگوں والے سفید پھول کو چن لیا اور اس کا جائزہ لینے لگا کہ اس میں کتنی پنکھڑیاں ہیں' پنکھڑیوں میں کیسے کٹاؤ ہیں اور ان پر کتنی رگیں ہیں؟ اس نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں سن ہو گئے ہیں جیسے کسی نے انہیں الگ کر لیا ہو' لیکن اس نے ہلنے ڈلنے کی کوئی کوشش نہیں کی اور پھول کو ایک ٹک تکتا رہا۔

"تو یہ رنگ کرنے والا کون ہے؟" زوسیموف نے چٹر پٹر باتیں کرتی ہوئی نستاسیا کی بات کچھ خاص ناپسندیدگی کے ساتھ کاٹ دی۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر چپ ہو گئی۔

"اسے بھی قتل کے الزام میں دھر لیا!" رزومیخن نے بڑے جوش میں کہا۔

"کوئی شہادت تھی کیا؟"

"کیسی لعنتی شہادت! بہرحال جہاں تک شہادت کا سوال ہے تو یہ شہادت کوئی شہادت نہیں' اور یہی ثابت کرنے کی ضرورت ہے! یہ تو بالکل ویسے ہی ہے جیسے انہیں پکڑ لیا تھا اور ان لوگوں پر' کیا کہتے ہیں انہیں.... کوخ اور پستریاکوف پر شبہہ کیا تھا۔ تف ہے! کس قدر بیوقوفی سے یہ سب کیا جاتا ہے کہ بے تعلق آدمی کو بھی شرمناک لگتا ہے! پستریاکوف تو ہو سکتا ہے آج میرے ہاں آئے.... ویسے رودیا تم اس معاملے کو جانتے ہی ہو گے' تمہاری بیماری سے پہلے' بس سمجھو اس سے عین پہلے کی بات ہے جب تم پولیس کے دفتر میں بیہوش ہو کر گر پڑے تھے' تب وہ لوگ اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے...."

زوسیموف نے تجسس کے ساتھ رسکولنیکوف کو دیکھا لیکن وہ بالکل ساکت رہا۔

"اور تم کو پتہ ہے رزومیخن کہ میں تم کو دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ تم بھی کیا آدمی ہو' ہر چیز میں ٹانگ اڑاتے رہتے ہو" زوسیموف نے کہا۔

"چلو یوں ہی سہی' پھر بھی اسے تو ہم چھڑا ہی لیں گے!" رزومیخن میز پر مکا مار کر چیخا۔ "جانتے ہو اس میں سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز کون سی ہے؟ یہ نہیں کہ وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ کو ہمیشہ معاف کیا جا سکتا ہے' جھوٹ تو اچھی چیز ہے اس لئے کہ وہی سچ کی طرف لے جاتا ہے۔ نہیں' تکلیف دہ بات یہ ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں اور اوپر سے اپنے ہی جھوٹ کی پرستش کرتے ہیں۔ میں پورفیری کی عزت کرتا ہوں لیکن.... آخر کس چیز نے انہیں سب سے پہلے دھوکا دیا؟ دروازہ بند تھا لیکن جب دربان کے ساتھ آئے تو.... کھلا تھا یعنی مطلب یہ کہ کوخ اور پستریاکوف ہی نے قتل کیا تھا! یہ ہے ان کی منطق۔"

"مگر گرم مت ہو' انہیں صرف گرفتار ہی تو کیا ہے۔ ناممکن تھا.... اور میں بتاؤں کہ میں کوخ سے مل چکا ہوں' وہ لگتا ہے کہ بڑھیا سے ایسی چیزیں خرید تا تھا جو گروی رکھ کر چھڑائی نہ جاتی تھیں؟ ایں؟"

"ہاں فریبی کہیں کا! وہ پرامیسری نوٹ بھی خرید تا ہے۔ پکا جعل ساز ہے۔ لعنت بھیجو اس پر! مگر غصہ میں کس بات پر کر رہا ہوں' سمجھتے ہو تم؟ ان کے سٹھیائے ہوئے فرسودہ گھٹیا اور ڈھلے ڈھلائے کمینے کے معمول پر.... جب کہ اسی ایک معاملے میں بالکل نیا راستہ پیدا کرنا ممکن ہے۔ صرف نفسیاتی معلومات ہی کی بنا پر دکھایا جا سکتا ہے کہ کیسے سچائی کے سراغ تک ضرور پہنچا جا سکتا ہے۔ کہتے ہیں "آخر ہمارے پاس حقائق ہیں!" لیکن حقائق ہی تو سب کچھ نہیں ہوتے۔ کم سے کم آدھی بات تو یہ ہوتی ہے کہ آپ کو حقائق سے رجوع کرنا کس حد تک آتا ہے!"

"اور تم کو حقائق سے رجوع کرنا آتا ہے؟"

"لیکن جب آدمی محسوس کر رہا ہو' قطعی طور پر محسوس کر رہا ہو کہ وہ اس معاملے میں مدد کر سکتا ہے بشرطیکہ.... تو چپ رہنا تو ناممکن ہے۔ اچھا' تم معاملے کو تفصیل کے ساتھ جانتے ہو؟"

"میں تو اس رنگ کرنے والے کے بارے میں سننے کا منتظر ہوں۔"

"ارے ہاں! تو سنو۔ سارا قصہ۔ قتل کے بعد ٹھیک تیسرے دن صبح سویرے' جب وہ لوگ ابھی کوخ اور پستریاکوف ہی سے جوجھ رہے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ اپنے ہر قدم کا ثبوت دے چکے تھے' صاف صریحی بات تو خود چیخ چیخ کر کہتی ہے---- تو اچانک نمودار ہو گئی ایک بالکل ہی غیر متوقع حقیقت۔ دوشکین نام کا ایک کسان' جو اسی مکان کے بالکل سامنے ایک شراب خانے کا مالک ہے' پولیس کے دفتر میں آیا۔ وہ زیورات کی ایک ڈبیا لایا تھا جس میں سونے کے بندے تھے۔ اور اس نے ایک پورا افسانہ بیان کیا کہ "پرسوں شام کو' کوئی آٹھ بجے کے بعد---- دن اور وقت کا خیال رکھنا---- میرے پاس رنگ کرنے والا کاریگر آیا' جو اس دن اس سے پہلے بھی میرے پاس آ چکا تھا' میکولائی' اور مجھے اس نے یہ ڈبیا دی' جس میں سونے کے بندے اور کچھ نگینے ہیں' اور اس کو گروی رکھنے کے عوض میں اس نے دو روبل مانگے۔ میں نے جب پوچھا کہ تم نے یہ کہاں سے لئے ہیں تو اس نے بتایا کہ سڑک پر پڑے ملے تھے۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں میں نے اس سے کچھ نہیں پوچھا---- یہ دوشکن بیان کر رہا ہے---- اور اسے ایک نوٹ دیا' ایک روبل کا' اس لئے کہ میں نے سوچا میں نہ دوں گا تو یہ کسی اور کے پاس گروی رکھ دے گا۔ ہونا وہی ہے کہ سب پی جائے گا' تو اچھا یہ ہے کہ چیز میرے ہی

پاس رہے' جتنی زیادہ دور پر رکھو گے اتنی ہی جلدی ڈھونڈ لو گے' اور اگر کچھ ہوا! اور کوئی افواہ سنائی دی تو فوراً تمہیں حوالے کر دوں گا۔' لیکن ظاہر ہے کہ یہ بڑھیوں کا خواب بیان کر رہا ہے' جھوٹ بول رہا ہے' گھوڑے کی طرح اس لئے کہ میں اس دو سکین کو جانتا ہوں۔ یہ خود چیزیں گروی رکھ کر قرض دیتا ہے اور چوری کا مال خریدتا ہے۔ اور تمہیں روبل کی چیز اس نے میکولائی کو تھما دی کہ اس لئے نہیں اینٹھی تھی کہ "حوالے کر دے گا۔' بس وہ ڈر گیا۔ خیر' لعنت بھیجو' آگے سنو۔ دو سکین نے یہ بھی بتایا کہ "اس کسان میکولائی دمیتیئف کو میں بچپن سے جانتا ہوں' ہمارے ہی صوبے اور ضلع زرائسک کا ہے' اس لئے کہ ہم لوگ خود بھی ریازان والے ہیں۔ اور میکولائی شرابی تو نہیں ہے مگر پیتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ اسی مکان میں کام کر رہا تھا' میتری کے ساتھ رنگ کر رہا تھا۔ میتری اور وہ دونوں ایک ہی جگہ کے ہیں۔ روبل پا کر اس نے اسے فوراً بھنا لیا' ایک ساتھ دو گلاس شراب پی' باقی ریزگاری لی اور چلا گیا۔ اس وقت میتری کو میں نے اس کے ساتھ نہیں دیکھا۔ اور دوسرے دن ہم نے سنا کہ الیونا ایوانوونا اور ان کی بہن لیزاویتا ایوانوونا کو کلہاڑی سے مار ڈالا گیا۔ اور ہم انہیں جانتے تھے۔ اور تب مجھے بندوں کے معاملے میں شبہ ہوا۔۔۔۔ اس لئے کہ ہم جانتے تھے کہ مرحومہ چیزیں گروی رکھ کر رقم دیتی تھیں۔ میں ان کے مکان میں گیا اور اپنے طور پر احتیاط کے ساتھ' کسی سے کچھ کہے بغیر ٹوہ لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ میکولائی ہے یہاں؟ اور میتری نے بتایا کہ میکولائی نے کل خوب مزے کئے' صبح تڑکے گھر آیا' شراب کے نشے میں دھت' گھر میں شاید دس منٹ رہا ہو گا اور پھر چلا گیا۔ بس اس کے بعد سے میتری نے اسے نہیں دیکھا اور وہ اکیلا ہی کام ختم کر رہا ہے۔ اور ان لوگوں کا کام مقتولوں ہی کی سیڑھیوں پر' دوسری منزل پر تھا۔ یہ سب سن کر ہم نے کسی سے بھی کچھ نہیں بتایا۔۔۔ یہ دو سکین کہہ رہا ہے۔۔۔۔ اور قتل کے بارے میں جو کچھ ہو سکا وہ سب پتہ چلایا اور گھر لوٹ آئے اسی اپنے شبہے کی حالت میں۔ اور آج صبح سویرے' آٹھ بجے ..... یعنی یہ تیسرا دن ہے' سمجھے؟۔۔۔ دیکھتا ہوں کہ میکولائی میرے پاس چلا آ رہا ہے' بالکل ٹھیک تو نہیں تھا لیکن نشے میں دھت بھی نہیں تھا۔ بات چیت سمجھ سکتا تھا۔ بنچ پر بیٹھ گیا' بولا کچھ نہیں۔ اس کے علاوہ اس وقت شراب خانے میں بس ایک انجان آدمی اور تھا' اور ایک آدمی بنچ پر سو رہا تھا جو واقف کاروں میں ہے' اور دو ہمارے کام کرنے والے لڑکے تھے۔ میں نے میکولائی سے پوچھا "میتری سے ملا؟" کہنے لگا "نہیں' نہیں ملا"۔ "اور یہاں بھی نہیں آیا؟" کہنے لگا "نہیں آیا' پرسوں سے"۔ "اور رات کو کہاں رہا؟" کہنے لگا "پتسکی میں تھا' کلومنا والوں کے پاس"۔ میں نے پوچھا "تو پھر بندے کہاں سے لئے؟" ۔۔ "وہ تو سڑک پر مل گئے تھے"۔۔۔ اور یہ بات اس نے ایسے کہی جیسے سچ نہ ہو اور اس نے مجھ سے آنکھیں بھی نہ ملائیں۔ "اور تو نے سنا کہ ایسی ایسی بات اسی شام کو اور اسی وقت' تیری ہی سیڑھیوں پر ہو گئی؟" ۔۔۔ کہنے لگا "نہیں' نہیں سنا" اور اس نے یہ بات ایسے سنی کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور اچانک اس کا چہرہ سفید ہو گیا' بالکل کھریا مٹی کی طرح۔ یہ میں اسے بتا آ جا رہا تھا اور اس کی طرف دیکھتا جا رہا تھا اور اس نے ٹوپی ہاتھ میں لی اور اٹھنے لگا۔ جب کہ میں تو اس کو روکے رکھنا چاہتا تھا: 'ٹھہر میکولائی' کیا کچھ پئے گا نہیں؟' میں نے لڑکے کو اشارہ کیا کہ دروازہ پکڑ لے اور خود کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل آیا لیکن وہ تو فوراً مجھ سے دور بھاگا' سڑک پر نکل گیا اور نکڑ پر مڑ گیا اور بس آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ بس میں نے طے کر لیا کہ میرا شبہ ٹھیک ہے اس لئے کہ یہ گناہ اسی کا کیا ہوا ہے'....؟"

"ٹھیک!...." زوسیموف بول اٹھا۔

"ابھی ٹھہرو' آخری حصہ سن لو! ظاہر ہے کہ پورے زور شور سے ان لوگوں نے میکولائی کی تلاش شروع کر دی۔ دو سکین کو حوالات میں بند کر دیا اور اس کے ہاں تلاشی لی' میتری کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔ کلومنا والوں کی بھی اچھی طرح تلاشی لی گئی مگر ہوا یہ کہ پرسوں تو خود میکولائی کو دھر لائے' اسے یہیں پاس ہی پکڑا۔۔۔ چنگی پھاٹک کے پاس ایک سرائے میں۔ وہ وہاں پہنچا اور اس نے اپنی گردن سے چاندی کی صلیب نکالی اور اس کے عوض میں چھوٹے گلاس بھر شراب مانگی۔ اسے دے دی گئی۔ ذرا دیر کے بعد عورت گئی گئوشالے میں اور اس نے دراز میں سے دیکھا کہ میکولائی نے پاس ہی اوسارے میں دھنی سے پٹکا باندھا اور پھندا بنایا اور لکڑی کے ایک لٹھے پر کھڑا ہو کر پھندے کو اپنے گلے میں ڈالنا چاہتا ہے۔ عورت نے فوراً دہائی دی اور چلائی' لوگ بھاگ کر آئے' "تو یہ کرنے کی ٹھانی ہے تو نے!" وہ کہنے لگا "دیکھئے آپ لوگ مجھے فلاں فلاں پولیس اسٹیشن لے چلئے' میں وہاں سب اقبال کراؤں گا۔" تو اس کے ساتھ مناسب برتاؤ کیا گیا اور اسے فلاں فلاں پولیس اسٹیشن پر یعنی یہاں پہنچا دیا گیا۔ پھر سوالات شروع ہوئے' نام' ولدیت' عمر۔۔۔ "بائیس سال۔۔۔' وغیرہ وغیرہ۔ سوال: جب تم میتری کے ساتھ کام کر رہے تھے تو تم نے فلاں فلاں وقت سیڑھیوں پر کسی کو نہیں دیکھا؟ جواب: "لوگ تو خیر آ جا رہے ہی تھے لیکن ہم نے کوئی دھیان نہیں دیا' اور کچھ سنا بھی نہیں کوئی ایسا ویسا شور؟" ۔۔۔ "ایسا خاص تو کچھ بھی نہیں سنا" ۔۔۔ اور میکولائی تجھے یہ معلوم تھا کہ اس دن فلاں بیوہ کو فلاں دن اور فلاں وقت اس کی بہن کے ساتھ مار ڈالا گیا اور لوٹ لیا گیا؟" "جانتا میں کچھ نہیں' آنکھوں سے دیکھا کچھ نہیں۔ تیسرے دن سب سے پہلے افاناسی پاولچ سے شراب خانے میں سنا"۔ "اور بندے کہاں سے تجھے ملے؟" ۔۔۔ "سڑک پر پڑے ملے" ۔۔۔ "اور دوسرے دن تو میتری کے ساتھ کام پر کیوں نہیں گیا؟" ۔۔۔ "اس لئے کہ میں نے شراب پی لی تھی" ۔۔۔ "کہاں پی تھی؟" ۔۔۔ "فلاں فلاں جگہ" ۔۔۔ "دو سکین کے پاس سے بھاگے کیوں؟" ۔۔۔ "اس لئے کہ تب ہم بہت ڈر گئے" ۔۔۔ "کس بات سے ڈر گئے؟" ۔۔۔ "کہ گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے گا" ۔۔۔ "جب تو اپنے آپ کو کسی چیز کا قصوروار نہیں سمجھتا تو پھر اس سے تو ڈر کیسے سکتا ہے؟" ..... اب زوسیموف تم مانو یا نہ مانو یہ سوال کیا گیا اور حرف بہ حرف اسی طرح سے' میں قطعی طور پر جانتا ہوں' مجھ سے یقین کے ساتھ بتایا گیا! کہئے؟ کیا خیال ہے؟"

"لیکن نہیں' بہرحال شہادت تو موجود ہے۔"

"ارے میں ابھی شہادت کی بات نہیں کر رہا ہوں' سوال کی بات' اس کی بات کر رہا ہوں کہ وہ لوگ خود اپنی اصلی حقیقت کو کیسے سمجھتے ہیں! خیر' لعنت بھیجو!.... تو اس کو عاجز کرتے رہے' عاجز کرتے رہے' دباتے رہے' دباتے رہے یہاں تک کہ اس نے اقبال کر لیا' "نہیں سڑک پر نہیں ملا بلکہ مجھے اس فلیٹ میں ملا جہاں میں اور میتری رنگ کر رہے تھے۔" "کس طرح سے ملا؟" ۔۔۔ "بالکل اسی طرح سے کہ میں اس فلیٹ میں میتری کے ساتھ دن بھر رنگ کرتا رہا آٹھ بجے تک' پھر ہم نے جانے کی تیاری کی' اور میتری نے رنگ بھری کوچی اٹھائی اور میرے منہ پر پھیر دی۔ اس نے میرے منہ پر رنگ لگا دیا اور بھاگ کھڑا ہوا' میں نے اس کا پیچھا کیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا اور زوروں میں چلا رہا تھا۔ جب سیڑھیوں سے نکل کر سائبان میں آیا تو دربان اور کچھ صاحب لوگوں سے ٹکرا گیا' اب مجھے یاد نہیں کہ اس کے ساتھ کتنے صاحب لوگ تھے' دربان نے اس پر مجھے گالیاں دیں اور دوسرے دربان نے بھی گالیاں دیں' دربان کی عورت نکل آئی اور اس نے بھی ہمیں گالیاں دیں' اور سائبان میں ایک صاحب آ گئے ایک میم صاحب کے ساتھ' انہوں نے بھی گالیاں دیں اس لئے کہ میں اور

میتری ٹھیک راستے میں پڑے ہوئے تھے' میں نے میتری کے بال پکڑ لئے اور اسے گرا کر پیٹنا شروع کیا۔ اور میتری نے بھی میرے نیچے سے میرے بال پکڑ لئے اور مجھے پیٹنے لگا۔ لیکن ہم یہ سب غصے میں نہیں بلکہ پیار میں' کھیل میں کر رہے تھے۔ بعد کو میتری نے خود کو چھڑا لیا اور سڑک پر بھاگ گیا' میں بھی اس کے پیچھے دوڑا لیکن پکڑ نہ پایا اور لوٹ کر اکیلا فلیٹ میں آگیا اس لئے کہ سامان اٹھانا تھا۔ میں چیزیں جمع کرنے اور میتری کا انتظار کرنے لگا کہ ابھی آجائے گا۔ اسی وقت دروازے کے پاس راہداری میں دروازے کے پٹ کی آڑ میں میرا پاؤں ڈبے پر پڑ گیا۔ دیکھا کہ کاغذ میں لپٹی ہوئی پڑی ہے۔ میں نے کاغذ اتار دیا' کچھ کنڈیاں نظر آئیں' بالکل چھوٹی چھوٹی' اور کنڈیوں کو جو کھولا تو ڈبے میں تھے بندے....."

"دروازوں کی آڑ میں؟ دروازوں کی آڑ میں پڑی ہوئی تھی؟ دروازوں کی آڑ میں؟" رسکولنیکوف اچانک کربناک' سہمی ہوئی نظروں سے رزومیخن کو دیکھتے ہوئے چیخ پڑا اور ہاتھوں کو ٹیک کر دھیرے دھیرے صوفے پر اٹھ بیٹھا۔

رزومیخن بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا "ہاں..... تو کیا ہوا؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم ایسے کیوں ہو رہے ہو؟"

"کچھ نہیں.....!" رسکولنیکوف نے بمشکل سنائی دینے والی آواز میں کہا' تکیے پر گر گیا اور پھر اس نے دیوار کی طرف کروٹ لے لی۔ تھوڑی دیر تک سب چپ رہے۔

آخرکار رزومیخن استفہامیہ نظروں سے زوسیموف کو دیکھتے ہوئے بولا "چونک پڑا ہوگا' کوئی خواب دیکھ رہا ہوگا" ۔ زوسیموف نے نفی میں اپنے سر سے ہلکا سا اشارہ کیا۔

"ہاں تو آگے بتاؤ" زوسیموف نے کہا "پھر کیا ہوا؟"

"پھر کیا؟ بس یہ کہ جیسے اس نے بندے دیکھے ویسے ہی میتری کے بارے میں بھول بھال کر ٹوپی اٹھائی اور بھاگ کے پہنچا دوشکین کے پاس اور جیسا کہ معلوم ہی ہے اس سے ایک روبل لیا اور اس سے جھوٹ کہا کہ بندے اسے سڑک پر پڑے ملے ہیں' اور فوراً ہی پینے میں جت گیا۔ قتل کے بارے میں وہ اب بھی پہلے ہی والی بات پر زور دیتا ہے کہ "جانتا کچھ نہیں آنکھوں سے دیکھا کچھ نہیں' بس تیسرے دن سنا۔" "پھر تو ابھی تک غائب کیوں رہا؟" ۔۔۔ "ڈر کے مارے۔" "اور پھانسی کس لئے لگانا چاہتا تھا؟" ۔۔۔ "پریشانی کے مارے" ۔۔ "کس پریشانی کے مارے؟" ۔۔ "ارے یہی کہ گرفتار کرکے مقدمہ چلائیں گے۔" بس یہ ہے سارا قصہ۔ اب تم کیا سوچتے ہو کہ ان لوگوں نے اس سے کیا نتیجہ نکالا؟"

"اب سوچنا کیا ہے؟ سراغ تو ہے' کیسا بھی ہو مگر ہے۔ حقیقت ہے۔ تمہارے رنگ کرنے والے کو چھوڑ دینا ممکن نہیں ہے!"

"ہاں تو اب ان لوگوں نے اس کو سیدھے قتل کے جرم میں دھر لیا ہے! ان لوگوں کو تو اب کوئی بھی شبہ نہیں ہے....."

"تم بک رہے ہو' خواہ مخواہ گرم ہو رہے ہیں۔ لیکن بندے؟ اس بات کو تو ماننا پڑے گا کہ اسی دن اور اسی وقت بڑھیا کے صندوق میں سے بندے میکولائی کے ہاتھ میں آگئے۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہاں وہ کسی نہ کسی طرح تو پہنچے ہوں گے؟ اس طرح کی تفتیش میں یہ کم تو نہیں ہے۔"

"کیسے پہنچے! کیسے پہنچے؟" رزومیخن چیخنے لگا "ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ تم' ایک ڈاکٹر' تم جس کی سب سے پہلے ذمہ داری ہے انسان کے بارے میں علم حاصل کرنا اور جسے دوسروں سے کہیں زیادہ انسانی فطرت کو ماننے کے

مواقع حاصل ہیں ۔۔۔ ایسا تو نہیں ہے کہ تم ان سارے معاملات میں اس میکولائی کی فطرت کو نہیں دیکھ سکتے؟ کیا تم کو بھی فوراً ہی یہ نہیں نظر آتا کہ اس نے جرح کے دوران میں جو کچھ بتایا وہ سب مقدس سچائی ہے؟ اس کے ہاتھ میں بالکل ویسے ہی پہنچے جیسے اس نے بتایا۔ ڈبے پر پاؤں پڑا اور اس نے اٹھا لیا!"

"مقدس سچائی! حالانکہ اس نے خود اقبال کیا کہ پہلی بار اس نے جھوٹ بولا تھا؟"

"میری بات سنو' دھیان سے سنو: دربان "کوخ" پیستریاکوف' دوسرا دربان' پہلے دربان کی بیوی اور خوانچے والی جو اس وقت اس کے پاس دربان کی کوٹھری میں بیٹھی تھی' درباری کونسلر کریوکوف جو اسی وقت گاڑی میں سے اترا تھا اور ایک خاتون کو اپنا بازو دئے ہوئے پھاٹک میں داخل ہوا تھا ۔۔۔ سب کے سب یعنی آٹھ یا دس گواہ ایک آواز ہو کر بتاتے ہیں کہ میکولائی نے میتری کو زمین پر گرا رکھا تھا اور اس پر چڑھا ہوا اسے پیٹ رہا تھا اور وہ میکولائی کے بال نوچ رہا تھا اور اسے پیٹ بھی رہا تھا۔ یہ لوگ عین راستے میں پڑے ہوئے تھے اور آواجاوی میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ انھیں لوگ ہر طرف سے گالیاں دے رہے تھے لیکن وہ دونوں "چھوٹے لڑکوں کی طرح" (گواہوں کا حرف بہ حرف یہی کہنا ہے) ایک دوسرے پر لدے ہوئے چیخ رہے تھے' لڑ جھگڑ رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے' دونوں قہقہے لگا رہے تھے اور عجیب عجیب طریقے سے مضحکہ خیز منہ بنا رہے تھے' اور ایک دوسرے کو دوڑا کر بالکل بچوں کی طرح سڑک پر بھاگ پڑے۔ سنا تم نے؟ اب ذرا خود سختی کے ساتھ غور کرو: اوپر قتل کی جانے والیوں کے دھڑ ابھی تک گرم تھے' سن رہے ہو' گرم تھے جب لوگوں نے انھیں دیکھا تب! اگر ان لوگوں نے یا اکیلے میکولائی نے قتل کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی صندوق کو توڑ کر اسے لوٹا' یا بس لوٹ میں کچھ نہ کچھ حصہ لیا تو مجھے تم بس ایک سوال کرنے کی اجازت دو: کیا ایسی مزاجی کیفیت یعنی چیخیں' قہقہے' پھاٹک میں لڑکوں کا سا لڑائی جھگڑا کسی بھی طرح کلہاڑی' خون' بدطینتی والی چالاکی' احتیاط' لوٹ سے میل کھاتی ہے؟ ابھی ابھی قتل کیا ہے' کل کوئی پانچ یا دس منٹ پہلے ۔۔۔ اس لئے کہ جب لوگ اندر پہنچے تو جسم تب تک گرم تھے ۔۔۔ اور اچانک لاشیں اور کھلا فلیٹ چھوڑ کر' یہ جانتے ہوئے کہ ابھی لوگ وہاں گئے ہیں' اور لوٹ کا مال چھوڑ کر وہ دونوں چھوٹے لڑکوں کی طرح راستے میں ادھم مچاتے ہیں' قہقہے لگاتے ہیں' سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں اور اس کے دس گواہ ہیں جن کے بیانوں میں کوئی فرق نہیں!"

"بے شک بہت عجیب بات ہے! ظاہر ہے کہ ممکن نہیں ہے' لیکن....."

"نہیں بھائی' "لیکن" نہیں' اور اگر اسی دن اور وقت بندے میکولائی کے ہاتھ میں ملتے ہیں تو یہ درحقیقت اس کے خلاف ایک اہم قرائنی شہادت ہے ۔۔۔ لیکن اس کے پہلے سے وضاحت کردہ بیان کی رو سے یہ قابل بحث قرینہ ہے ۔۔۔ ان حقائق کو مدنظر رکھنا چاہئے جو اس کی تائید کرتے ہیں خاص طور سے اس لئے کہ وہ حقائق ناقابل تردید ہیں۔ اور تم ہمارے نظام قانون کے کردار کو دیکھتے ہوئے کیا سمجھتے ہو کہ کیا وہ ایسی حقیقت کو قبول کریں گے یا اس کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جس کی بنیاد صرف نفسیاتی اعتبار سے ناممکن ہونے پر ہے' صرف روحانی کیفیت پر ہے ۔۔۔ کہ یہ حقیقت تو ناقابل تردید ہے اور سارے ملزم قرار دینے والے اور مادی حقائق' چاہے وہ کچھ بھی ہوں' رد کر دینے کے لائق ہیں؟ نہیں' اسے وہ کبھی قبول نہیں کریں گے' نہیں قبول کریں گے اس لئے کہ انہیں تو ڈبیا مل گئی ہے اور یہ آدمی پھانسی لگانا چاہتا تھا" "جو کہ ہو ہی نہیں سکتا تھا اگر یہ شخص خود کو مجرم نہ محسوس کرتا ہوتا!" یہ ہے سب سے بڑا سوال' اور اسی لئے میں گرم ہو رہا ہوں! سمجھو اس بات کو!"

"ہاں یہ تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تم گرم ہو رہے ہو۔ اچھا ٹھہرو! میں پوچھنا بھول گیا کہ یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ بندوں والی ڈبیا در حقیقت بڑھیا ہی کے صندوق کی ہے؟"

"یہ ثابت ہو گیا" رزومیخن نے جواب دیا اور ایسے ہاتھ ہلایا جیسے بادل ناخواستہ جواب دے رہا ہو۔ "کوخ نے اس کو پہچان لیا اور بتایا کہ اس کو کس نے گروی رکھا ہے اور گروی رکھنے والے نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ یہ چیز اسی کی ہے۔"

"برا ہوا۔ اب یہ بتاؤ کہ میکولائی کو اس وقت میں کسی نے نہیں دیکھا جب کوخ اور پستریا کوف اوپر گئے تھے اور اس کو کسی طرح ثابت کرنا ممکن نہیں ہے؟"

"یہی تو ساری بات ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا" رزومیخن نے افسوس کے ساتھ جواب دیا "یہی تو سب سے برا ہے کہ کوخ اور پستریا کوف تک نے جب اوپر جا رہے تھے تب ان کی طرف دھیان نہیں دیا حالانکہ ان کی گواہی کی اب کوئی زیادہ اہمیت نہ ہوتی۔ کہتے ہیں "ہم نے دیکھا کہ فلیٹ کھلا ہوا ہے" کہ اس کے اندر مزدور ضرور کام کر رہے ہوں گے لیکن جاتے وقت ہم نے توجہ نہیں کی اور ہمیں ٹھیک یاد نہیں ہے کہ اس وقت وہاں مزدور تھے یا نہیں تھے۔"

"ہوں۔ مطلب یہ کہ کل صرف اس بات کی تصدیق ہے کہ ایک دوسرے کو پیٹ رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ پکا ثبوت ہے لیکن..... اب یہ بتاؤ کہ تم خود ساری حقیقت کی وضاحت کیسے کرتے ہو؟ بندوں کے پائے جانے کی وضاحت کیسے کرتے ہو، یہ کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ سچ مچ اسے پڑے ملے؟"

"کیسے وضاحت کرتا ہوں؟ اس میں وضاحت کیا کرنی ہے، سیدھی صاف بات ہے! کم سے کم وہ راستہ تو صاف اور ثابت ہے جس پر معاملے کی تفتیش کی جانی چاہئے، اور یہ راستہ اسی ڈبیا نے دکھایا ہے۔ ان بندوں کو اصل قاتل نے گرایا۔ جب کوخ اور پستریا کوف نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اصل قاتل اوپر ہی تھا اور کنڈی بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ کوخ نے بیوقوفی کی کہ وہ بھی نیچے چلا گیا۔ بس اسی وقت قاتل بھی جھپٹ کر نیچے بھاگا، اس لئے کہ اس کے واسطے اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ سیڑھیوں پر وہ کوخ، پستریا کوف اور دربان سے بچنے کے لئے خالی فلیٹ میں چھپا، ٹھیک اسی وقت جب میتری اور میکولائی اس میں سے نکل کر بھاگے تھے۔ وہ دروازے کی آڑ میں اس وقت تک چھپا رہا جب تک دربان اور وہ لوگ اوپر جاتے رہے، وہ اس وقت تک انتظار کرتا رہا جب تک قدموں کی آہٹ ختم ہو گئی۔ تب وہ بڑے اطمینان سے ٹھیک اسی وقت نیچے گیا جب میتری اور میکولائی بھاگ کر سڑک پر چلے گئے تھے اور سب لوگ ادھر ادھر ہو گئے تھے اور پھاٹک میں کوئی بھی نہ رہ گیا تھا۔ ہو سکتا ہے لوگوں نے اسے دیکھا بھی ہو لیکن کسی نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ کم لوگ تو وہاں آتے جاتے ہیں نہیں؟ اور ڈبیا اس کی جیب سے اس وقت گر گئی جب وہ دروازے کی آڑ میں کھڑا ہوا تھا اور اس کو پتہ ہی نہیں چلا کہ گر گئی کیونکہ اس وقت اسے اس کا ہوش ہی نہیں تھا۔ ڈبیا صاف ثابت کرتی ہے کہ وہ وہیں کھڑا ہوا تھا۔ بس یہ ہے ساری بات!"

"بڑی چالاکی کی بات ہے! نہیں بھائی یہ چالاکی کی بات ہے۔ یہ تو سب سے بڑھ کر چالاکی کی بات ہے!"

"لیکن کیوں، آخر کیوں؟"

"اس لئے کہ سب کچھ بڑی کامیابی سے ہوتا چلا گیا..... اور ساری بات بن گئی..... بالکل جیسے تھیٹر میں ہوتا

ہے۔"

"اوہو!" رزومیخن چلا پڑا ہوتا لیکن اس وقت دروازہ کھلا اور ایک نیا آدمی اندر داخل ہوا جس سے اس وقت موجود لوگوں میں سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔

5

یہ ایسے صاحب تھے جو جوانی کی حد پار کر چکے تھے، غرور کو لئے دئے ہوئے، جسم کے بھاری بھرکم اور صورت سے محتاط اور تنک چڑھے۔ انہوں نے شروع اس سے کیا کہ دروازے ہی میں ٹھٹک گئے، چاروں طرف ٹھیس پہنچانے والی اور بظاہر حیرت سے نظر ڈالی اور جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کیا "یہ میں کہاں آ پہنچا؟" بے یقینی بلکہ کچھ بناوٹی ڈر کے ساتھ اور تقریباً احساس توہین کو ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے رسکولنیکوف کے گھٹے ہوئے چھوٹے سے "جہازی کیبن" کو دیکھا۔ پھر اسی حیرت کے ساتھ ان کی نگاہ چلتے چلتے خود رسکولنیکوف پر ٹھہر گئی جو عشق کے کپڑے بھی نہیں پہنے تھا، جس کے نہ بال ٹھیک تھے نہ ہاتھ منہ دھلے تھے اور جو اپنے خستہ حال گندے صوفے پر پڑا ہوا تھا اور اس نووارد کو ایک ٹک تکے جا رہا تھا۔ پھر اس نووارد نے اسی غور کے ساتھ رزومیخن کے خراب وخستہ، بکھرے بالوں اور بے تکی داڑھی والے حلئے کو دیکھا اور رزومیخن نے بھی اسے بالکل آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی جگہ سے ہلے بغیر شدید سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ تناؤ بھری خاموشی ایک منٹ سے زیادہ چلی پھر آخر کار، جیسی کہ توقع کی جا سکتی ہے، منظر میں ذرا رد و بدل ہوئی۔ غالباً کئی اور بہت ہی تیکھی علامتوں کی بنا پر یہ خیال کر کے کہ یہاں اس جہازی کیبن میں بڑھی چڑھی تندی کا رعب ڈالنے کی کوشش کرنے سے انہیں کچھ نہ ملے گا، نووارد صاحب ذرا نرم پڑے اور تمیز کے ساتھ لیکن لہجے کی تندی کو برقرار رکھتے ہوئے زوسیموف سے مخاطب ہوئے اور اپنے سوال کے ہر لفظ پر انہوں نے بڑا زور دیا:

"روودیون رومانووچ رسکولنیکوف، طالب علم صاحب یا سابق طالب علم؟"

زوسیموف نے ذرا سی حرکت کی اور ہو سکتا ہے اس نے جواب دیا ہوتا اگر رزومیخن، جس سے کوئی مخاطب ہی نہ ہوا تھا، فوراً اس سے پہلے ہی نہ بول پڑتا:

"یہ ہیں وہ "صوفے پر لیٹے ہوئے!" کہئے کیا چاہئے آپ کو؟"

اس بے تکلفانہ "کہئے کیا چاہئے آپ کو؟" سے بڑے لئے دئے ہوئے صاحب بالکل کٹ کر رہ گئے۔ وہ تو رزومیخن کی طرف تقریباً مڑ بھی گئے تھے لیکن پھر انہوں نے بروقت اپنے آپ کو سنبھال لیا اور جلدی سے پھر زوسیموف کی طرف منہ کر لیا۔

"یہ ہیں رسکولنیکوف" زوسیموف مریض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بدبدایا اور اس نے جماہی لی اور اس نے بھی بڑھ کر یہ کہ اس نے اپنا منہ غیر معمولی طور پر زیادہ کھولا اور غیر معمولی طور پر دیر تک اسے اسی حالت میں رکھا۔ پھر اس نے بہت ہی دھیرے دھیرے اپنی واسکٹ کی جیب میں ٹٹولا اور بہت بڑی سی موٹی سی سونے کی بند گھڑی نکالی، اس کا ڈھکنا کھولا، دیکھا اور پھر اتنے ہی دھیرے دھیرے اور کاہلی کے ساتھ اسے جیب میں واپس رکھنا شروع کیا۔

خود رسکولنیکوف سارے وقت چپ لیٹا رہا، چت، اور ایک ٹک، حالانکہ بغیر کسی خیال کے، نووارد کو تکتا رہا۔ اس کا چہرہ، جو اس وقت دیواری کاغذ کے حیران کن پھول کی طرف نہیں تھا، غیر معمولی طور پر پیلا تھا اور اس

سے بے حد کرب اور تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا جیسے ابھی ابھی ایذا رسانی کے تختے پر سے اتارا گیا ہو۔ لیکن دھیرے دھیرے نووارد صاحب کو دیکھ کر اس میں زیادہ توجہ پیدا ہوئی' پھر استعجاب' پھر بے اعتمادی بلکہ کچھ تشویش سی بھی۔ اور جب زوسیموف نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "یہ ہیں رسکولنیکوف" تو وہ اچانک جلدی سے اٹھ بیٹھا اور بالکل اچھل کر بستر پر بیٹھ گیا اور اس نے تقریباً بیباک لیکن رکتی ہوئی اور کمزور آواز میں کہا:

"ہاں! میں ہوں رسکولنیکوف! کیا چاہئے آپ کو؟"

آنے والے نے غور سے دیکھا اور متاثر کن انداز میں بولا:

"پیوتر پتروورچ لوژین۔ مجھے پوری امید ہے کہ میرا نام آپ کے لئے بالکل غیر معروف نہ ہو گا۔"

لیکن رسکولنیکوف کو کسی بالکل ہی دوسری چیز کا انتظار تھا۔ اس نے خالی خالی نظروں سے فکرمندانہ انداز میں نووارد کو دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا جیسے اس نے نام پیوتر پتروورچ قطعی طور پر پہلی بار سنا ہو۔

"لیکن یہ کیسے؟ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ اس وقت تک آپ کو کوئی خبر نہ ملی ہو؟" پیوتر پتروورچ نے ذرا گھبرا کر پوچھا۔

اس کے جواب میں رسکولنیکوف دھیرے دھیرے تکیے پر گر پڑا' اپنے دونوں ہاتھ اس نے سر کے نیچے رکھ لئے اور چھت کو تکنے لگا۔ لوژین کے چہرے پر اداسی کے آثار نمودار ہو گئے۔ زوسیموف اور رزومیخن انھیں اور بھی زیادہ تجسس کے ساتھ دیکھنے لگے اور وہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بالآخر بوکھلا گئے۔

انھوں نے رک رک کر کہنا شروع کیا "میں نے یہ فرض کر لیا تھا اور حساب لگا لیا تھا کہ خط جو کم سے کم دس دن' بلکہ تقریباً دو ہفتے پہلے بھیجا گیا تھا۔۔۔"

"سنئے' یہ آپ دروازے ہی میں کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟" اچانک رزومیخن بول پڑا "اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو بیٹھ جائیے' آپ اور نستاسیا' دونوں نے تو وہیں بھیڑ لگا رکھی ہے۔ نستاسیوشکا ذرا ایک طرف ہو جاؤ' انھیں اندر آنے دو! آئیے' یہ رہی آپ کے لئے کرسی' یہاں! نکل آئیے کسی طرح!"

اس نے اپنی کرسی میز کے پاس سے ہٹائی' میز اور اپنے گھٹنوں کے درمیان تھوڑی جگہ کر دی اور تناؤ بھری حالت میں تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا کہ مہمان اس دراز میں سے نکل جائے۔ ایسے لمحے کا انتخاب کیا گیا تھا کہ انکار کرنا ممکن نہ تھا اور مہمان اس تنگ جگہ میں سے جلدی کرتے اور ٹکراتے ہوئے نکل گیا۔ کرسی کے پاس پہنچ کر وہ بیٹھ گیا اور بے اعتباری کے ساتھ رزومیخن کو دیکھنے لگا۔

رزومیخن نے بڑی بے تکلفی سے کہنا شروع کیا "ویسے آپ گھبرائیے نہیں' روڈیا پانچ دن سے بیمار ہیں اور تین دن تو سرسامی حالت میں رہے' اب جا کر ہوش آیا ہے اور انھوں نے شوق سے کھایا بھی۔ یہ ان کے ڈاکٹر بیٹھے ہیں' انھوں نے ابھی ابھی روڈیا کو دیکھا ہے اور میں روڈیا کا دوست ہوں۔ میں بھی سابق طالب علم ہوں اور اب ان کی تیمارداری کر رہا ہوں۔ تو مطلب یہ کہ آپ ہماری موجودگی کی پروا نہ کیجئے اور شرمائیے نہیں' بتائیے کہ آپ کو کیا چاہئے۔"

"شکریہ آپ کا' لیکن کیا میں اپنی موجودگی اور بات چیت سے مریض کی بے آرامی کا باعث نہ بنوں گا؟" پیوتر پتروورچ نے زوسیموف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں" زوسیموف بدبدایا "بلکہ ہو سکتا ہے آپ کی وجہ سے ذرا جی بہل جائے" اور اس نے پھر جماہی لی۔

رزومیخن کہنے لگا "ارے وہ بہت دیر سے ہوش میں ہیں' صبح ہی سے!" اس کی بے تکلفی اس قدر تصنع سے پاک سادگی لگ رہی تھی کہ پیوتر پتروورچ سوچ کر زیادہ ملنسار ہو گئے' ہو سکتا ہے ایک حد تک اس وجہ سے بھی کہ اس خراب حال اور منہ پھٹ شخص نے خود کو طالب علم کہہ کر متعارف کرانے میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔

"آپ کی والدہ نے۔۔۔" لوژین نے شروع کیا۔

رزومیخن نے زور سے "ہوں" کہا۔ لوژین نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کچھ نہیں' وہ میں نے یونہی۔ بتائیے۔۔۔"

لوژین نے کندھے اچکائے۔

"آپ کی والدہ نے' جب میں انھیں کے اطراف میں تھا تبھی آپ کو خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں پہنچ کر میں نے جان بوجھ کر چند دن اور گزر جانے دیئے اور آپ کے پاس نہیں آیا تاکہ پوری طرح یقین ہو جائے کہ آپ سارے حالات سے باخبر ہو گئے ہیں۔ لیکن اب' مجھے بڑا تعجب ہے کہ۔۔۔"

"جانتا ہوں' جانتا ہوں!" اچانک رسکولنیکوف انتہائی بے صبری اور الجھنے کے لہجے میں بول پڑا۔ "تو یہ آپ ہیں؟ منگیتر؟ تو یہ کہ میں جانتا ہوں۔۔۔! اور بس اتنا کافی ہے!"

پیوتر پتروورچ کو قطعی طور پر برا لگا لیکن وہ چپ رہے۔ وہ بڑی شدید کوشش کر رہے تھے کہ جلدی سے ان کی سمجھ میں آ جائے کہ اس سب کا مطلب کیا ہے؟ ذرا دیر خاموشی رہی۔

اس دوران میں رسکولنیکوف' جو جواب دیتے وقت ذرا سا لوژین کی طرف مڑ گیا تھا' اچانک پھر سے انھیں ایک ٹک اور ایک طرح کی خاص کرید کے ساتھ تکنے لگا جیسے اس نے ابھی انھیں اچھی طرح دیکھا نہ ہو یا جیسے ان میں کوئی نئی بات نمودار ہو گئی ہو۔۔۔ بلکہ اس کے لئے اس نے جان بوجھ کر تکیے سے سر بھی ذرا اٹھا لیا۔ سچ مچ پیوتر پتروورچ کے عام چہرے مہرے میں کوئی خاص چیز نمودار ہو گئی تھی' کوئی ایسی چیز جو "منگیتر" کے لقب کا جواز پیش کر رہی تھی جس کا استعمال ان کے بارے میں ابھی ابھی اس قدر بے ادبی سے کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے تو دکھائی دے رہا تھا بلکہ اچھی طرح نمایاں تھا کہ پیوتر پتروورچ نے دارالسلطنت میں چند دنوں کے قیام کو اس مقصد کے لئے استعمال کرنے میں بڑی تیزی دکھائی تھی کہ شادی کی توقع میں خود کو بنا سنوار لیں اور اپنا حلیہ درست کر لیں۔۔۔ جو کہ ظاہر ہے بالکل ناقابل الزام اور روا تھا۔ اپنے بہتر ہو جانے کی خوشگوار تبدیلی کے بالکل ذاتی' بلکہ ہو سکتا ہے بالکل خود بینی کی حد تک ذاتی احساس کو بھی ایسے واقعے کو دیکھتے ہوئے معاف کیا جا سکتا تھا اس لئے کہ پیوتر پتروورچ منگیتروں کی صف میں کھڑے ہو گئے تھے۔ سارا لباس درزی کے ہاں سے بس ابھی ابھی آیا تھا اور سب کا سب اچھا تھا سوائے اس اتنی سی بات کے کہ سب کچھ بالکل ہی نیا تھا اور جانے پہچانے مقصد کو بالکل ہی بے نقاب کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ خوش وضع' نئی نئی گول ہیٹ بھی اسی مقصد کی شہادت دیتی تھی۔۔۔ پیوتر پتروورچ اس کے ساتھ کچھ بڑے احترام سے پیش آ رہے تھے اور بہت ہی احتیاط سے اسے اپنے ہاتھوں میں لئے تھے۔ بہت ہی عمدہ جوڑی لونڈر دستانے بھی' جو اصلی "ژوویں" (1) تھے' زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے چاہے ایک اسی بات سے کہ پیوتر پتروورچ انھیں پہنے نہیں تھے بلکہ نمائش کے واسطے ہاتھ میں لئے تھے۔ پیوتر پتروورچ کے لباس میں ہلکے اور نوجوانوں کے لئے موزوں رنگ غالب تھے۔ وہ ہلکے بھورے رنگ کا گرمیوں والا بہت

اچھا سا جیکٹ پہنے تھے' ہلکے رنگ اور سبک کپڑے کی پتلون اور ویسی ہی واسکٹ' ابھی ابھی خریدی ہوئی نفیس قمیص' کیمبرک کی بہت ہی ہلکی سی ٹائی جس پر گلابی پٹیاں پڑی تھیں' اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ یہ سب پیوتر پترووچ کو سج بھی رہا تھا۔ ان کا چہرہ بالکل تازہ بلکہ خوبصورت بھی تھا اور یوں بھی اپنے پینتالیس سال سے کم لگتا تھا۔ گہرے رنگ کے گھنے گل مچھے دونوں طرف سے ان کے چہرے کو خوشگوار گوٹ لگائے ہوئے تھے اور دیکھ کر لگتا تھا جیسے دو کٹلٹ رکھے ہوں' اور وہ ان کی منڈی ہوئی چمکتی ہوئی ٹھوڑی کے پاس بڑی خوبصورتی کے ساتھ زیادہ گھنے ہو گئے تھے۔ بال بھی' جن میں یہاں وہاں ذرا ذرا سفیدی آ گئی تھی' ہیر ڈریسنگ سیلون میں سنوارے اور گھنگھریالے بنائے گئے تھے' اس صورت حال میں کوئی مضحکہ خیز یا احمقانہ منظر نہ پیش کرتے تھے جیسا کہ گھنگھریالے بال ہمیشہ پیش کرتے ہیں اس لئے کہ اس سے چہرہ لازمی طور پر ایسے جرمن کے چہرے سے مشابہ ہو جاتا ہے جو شادی کرنے کے لئے گرجے میں جا رہا ہو۔ اس کافی وجیہ اور پروقار چہرے میں اگر واقعی کوئی چیز ناگوار اور مکروہ تھی تو وہ دوسرے اسباب کی بنا پر تھی۔ لوژین صاحب کو کسی ادب لحاظ کے بغیر دیکھ چکنے کے بعد رسکولنیکوف بدطینتی سے مسکرایا' اس نے سر پھر تکیے پر رکھ لیا اور پہلے کی طرح چھت کو تکنے لگا۔

لیکن لوژین صاحب نے ضبط کر لیا اور طے کیا کہ فی الحال وہ ان ساری عجیب و غریب چیزوں کی طرف دھیان نہ دیں گے۔

"بہت ہی افسوس ہے' بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے آپ کو اس حالت میں پایا" انہوں نے کوشش کر کے خاموشی کو توڑتے ہوئے پھر سے شروع کیا" اگر مجھے آپ کی ناسازی مزاج کا پتہ ہوتا تو میں پہلے ہی آیا ہوتا۔ لیکن آپ تو جانتے ہی ہیں' دھندے فکریں!... اور پھر اپنی وکالت کے سلسلے میں آج کل سینیٹ میں ایک بہت اہم مقدمے کی پیروی کر رہا ہوں' ان فکروں کا تو تذکرہ ہی کیا کرنا جن کا اندازہ آپ کو ہو گا ہی۔ آپ کے لوگوں یعنی والدہ اور ہمشیرہ کے انتظار کی گھڑیاں گن رہا ہوں..."

رسکولنیکوف نے ذرا حرکت کی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس کے چہرے سے ہیجان سا ظاہر ہو رہا تھا۔ پیوتر پترووچ رک گئے اور انتظار کرنے لگے' لیکن جب رسکولنیکوف نے کچھ بھی نہ کہا تو انہوں نے اپنی بات جاری رکھی:

"گھڑیاں گن رہا ہوں۔ پہلے چند دنوں کے لئے ان کے واسطے فلیٹ تلاش کیا..."

"کہاں؟" رسکولنیکوف نے بڑی کمزور آواز میں پوچھا۔

"یہاں سے بالکل دور نہیں ہے' بکالییف کا مکان..."

"یہ وزنیسنسکی پراسپکٹ پر ہے" رزومیخن بول پڑا "وہاں دو منزلوں پر کمرے ہیں' سوداگر یوشین کے پاس' میں وہاں جا چکا ہوں۔"

"ہاں کمرے ہی..."

"بہت ہی بری حالت ہے وہاں کی تو --- گندگی' بدبو اور پھر جگہ بھی مشتبہ ہے۔ طرح طرح کے واقعات ہو چکے ہیں' شیطان ہی جانے وہاں کیسے کیسے لوگ رہتے ہیں...! میں بھی وہاں ایک شرمناک واقعے ہی کے سلسلے میں گیا تھا۔ لیکن یہ کرسستا ہے۔"

"میں ظاہر ہے اتنی زیادہ معلومات نہیں حاصل کر سکا اس لئے کہ میں خود ہی نیا آدمی ہوں" پیوتر پترووچ نے گڑبڑا کر بیچ ہی میں کہا "لیکن یہ ہے کہ وہ بالکل صاف ستھرے کمرے ہیں' اور چونکہ یہ تو بالکل ہی تھوڑی مدت کے

لئے ہے... میں نے اپنا اصلی فلیٹ بھی ڈھونڈ لیا ہے جو آئندہ ہمارا گھر ہو گا" وہ رسکولنیکوف کی طرف مڑے "اور ابھی اس کی صفائی اور مرمت کی جا رہی ہے۔ تب تک کے لئے میں خود بھی کرائے کے کمرے میں ہوں' یہاں سے بس دو قدم پر لیبیزیاتنیکوف صاحب کے ہاں' اپنے ایک نوجوان دوست اندرییئی سیمیونچ لیبزیا تنیکوف کے فلیٹ میں۔ انہیں نے مجھے بکالییف کا مکان دکھایا..."

"لیبزیا تنیکوف؟" رسکولنیکوف نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے اسے کچھ یاد آ رہا ہو۔

"ہاں اندرییئی سیمیونچ لیبزیا تنیکوف' وزارت میں ملازم ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں انہیں؟"

"ہاں... نہیں..." رسکولنیکوف نے جواب دیا۔

"معافی چاہتا ہوں" مجھے آپ کے سوال سے ایسا خیال ہوا۔ میں کسی زمانے میں ان کا متولی تھا... بہت ہی ملنسار نوجوان ہیں... اور باخبر رہنے والے آدمی ہیں... مجھے نوجوانوں سے مل کر بڑی خوشی ہوتی ہے' ان سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کیا کچھ نیا ہے" پیوتر پترووچ نے سارے موجود لوگوں کو امید کے ساتھ ایک نظر دیکھا۔

"یہ کن معنوں میں؟" رزومیخن نے سوال کیا۔

"انتہائی سنجیدہ معنوں میں' بلکہ یوں کہئے کہ اصل معنوں میں" پیوتر پترووچ نے اس طرح جواب دیا جیسے اس سوال سے انہیں خوشی ہوئی ہو "بات یہ ہے کہ مجھے تو دس سال ہو گئے پیٹرس برگ آئے ہوئے۔ ہماری ساری خبریں' اصلاحات' خیالات --- یہ سب ویسے تو صوبے میں بھی ہم تک پہنچتے رہتے ہیں۔ لیکن صاف صاف دیکھ سکنے کے لئے اور سب کچھ دیکھ سکنے کے لئے تو ضروری ہے کہ آدمی پیٹرس برگ ہی میں رہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ آدمی ہماری نوجوان نسل کا مشاہدہ کر کے کہیں زیادہ دیکھ اور جان سکتا ہے۔ اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے خوشی ہوئی..."

"کس بات سے؟"

"آپ کا سوال بہت وسیع ہے۔ ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں لیکن مجھے لگتا ہے کہ مجھے زیادہ واضح زاویہ نظر' زیادہ' یوں کہئے کہ' تنقید' زیادہ کاروباری انداز ملتا ہے..."

زوسیموف کے منہ سے نکل گیا "یہ سچ ہے۔"

رزومیخن اس پر برس پڑا "تم غلط کہہ رہے ہو' کاروباری انداز نہیں ہے' کاروباری انداز بڑی مشکل سے ملتا ہے' آسمان سے مفت میں نہیں ٹپک پڑتا ہے۔ اور ہم تقریباً دو سو سال سے ہر طرح کا کاروبار بھلائے بیٹھے ہیں... خیالات تو شاید کھدبدا رہے ہیں" وہ پیوتر پترووچ سے مخاطب ہو گیا "اور نیکی کرنے کی خواہش بھی ہے' حالانکہ بچگانہ انداز کی' اور دیانتداری بھی مل جاتی ہے باوجود اس کے کہ یہاں ہر طرح کی جعلسازی کی بھرمار ہے' لیکن کاروباری انداز بہرحال نہیں ہے! کاروباری انداز آن بان سے چلتا ہے۔"

"مجھے آپ سے اتفاق نہیں ہے" پیوتر پترووچ نے صریحی طور پر لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا "اس میں شک نہیں کہ طرح طرح کے ہیجانی خیالات ہیں' غلطیاں ہیں' لیکن متحمل رہنے کی ضرورت ہے' یہ ہیجانی خیالات تو مقصد کے لئے جوش کی اور اس غیر صحیح خارجی حالت کی شہادت ہیں جس میں مقصد پہنچ گیا ہے۔ اگر بہت کم کیا گیا ہے تو آخر وقت بھی زیادہ نہیں تھا' ذرائع کی تو خیر بات ہی کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ذاتی زاویہ نظر سے تو' اگر آپ چاہیں' کچھ نہ کچھ تو کیا ہی گیا ہے --- نئے کارآمد خیالات کی ترویج ہوئی ہے' سابق خواب و خیال کے بجائے اور رومانوی مضامین کی جگہ کئی نئے اور مفید مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ ادب زیادہ پختہ

کار صورت اختیار کر گیا ہے اور بہت سے مقتدر تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا ہے اور ان کا مذاق اڑایا گیا ہے.... مختصر یہ کہ ہم نے اپنے آپ کو ماضی سے قطعی طور پر کاٹ لیا ہے اور میرے خیال میں یہ بہت بڑا کام ہے....''

''لو خوب رٹ لگا رہا ہے! اب نمائش کی جا رہی ہے'' اچانک رسکولنیکوف بول پڑا۔

''کیا فرمایا آپ نے؟'' پیوتر پتروو چ نے ٹھیک سے سنا نہیں اس لئے سوال کیا لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔

زوسیموف نے بات بنانے کی کوشش میں جلدی سے کہا ''یہ سب تو بالکل درست ہے۔''

''ہے نہ سچ؟'' پیوتر پتروو چ نے خوشگواری کے ساتھ زوسیموف کو دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی' رزومیخن سے مخاطب ہو کر بولے اور ان کی آواز میں ایک طرح کی ظفرمندی اور برتری تھی' اور وہ مخاطب کرنے کے لئے ''نوجوان'' کہتے کہتے رہ گئے۔ ''آپ کو اس بات سے تو اتفاق کرنا پڑے گا کہ پیش رفت تو ہے یا جیسا کہ اب کہا جاتا ہے' ترقی' چاہے وہ سائنس اور معاشی سچائیوں ہی کے نام پر ہو....''

''گھسی پٹی بات!''

''نہیں گھسی پٹی بات نہیں! اگر مجھ سے' مثال کے طور پر' ابھی تک کہا جاتا تھا کہ ''محبت کرو'' اور میں محبت کرتا تھا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا تھا؟'' پیوتر پتروو چ نے اپنی بات کا سلسلہ برقرار رکھا' شاید ضرورت سے زیادہ تیزی کے ساتھ ''نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ میں اپنے کفتان کے دو ٹکڑے کر دوں اور ایک ٹکڑا اپنے پڑوسی کو دے دوں اور ہم دونوں ادھ ننگے رہیں' اس روسی کہاوت کے مطابق کہ ''بہت سے خرگوشوں کو ایک ساتھ دوڑایا اور ہاتھ ان میں سے ایک بھی نہ آیا'۔ لیکن سائنس کہتی ہے کہ سب سے پہلے صرف اپنے آپ سے محبت کرو اس لئے کہ دنیا میں ہر چیز کی بنیاد ذاتی مفاد پر ہے۔ صرف اپنے آپ سے محبت کرو گے تو اپنا کام اس طرح کرو گے جیسے کرنا چاہئے اور تمہارا کفتان صحیح سلامت رہے گا۔ معاشی سچائی اس میں یہ اضافہ کرتی ہے کہ سماج میں جتنے زیادہ اچھی طرح منظم ذاتی کاروبار ہوں گے اتنی ہی زیادہ اس کے لئے مضبوط بنیادیں ہوں گی اور اتنا ہی زیادہ اس کے امور مشترک عوامی کام بھی منظم ہو گا۔ مطلب یہ کہ کلی طور پر صرف اپنی طرف توجہ کر کے میں اسی کی بنا پر ساری چیزوں کی طرف توجہ کرتا ہوں اور اس بات کا بندوبست کرتا ہوں کہ میرے پڑوسی کو پھاڑے ہوئے کفتان سے کچھ زیادہ مل جائے' اور وہ بھی ذاتی' ایک آدمی کی فیاضی کی بنا پر نہیں بلکہ پورے سماج کی پیش رفت کے نتیجے میں۔ خیال بالکل سادہ ہے لیکن بدقسمتی سے بہت دنوں تک ہمارے پاس نہیں پہنچا اس لئے کہ جوش میں مگن رہنے اور خواب و خیال میں گم رہنے کی خصلت نے اس کا راستہ روک رکھا تھا اور ایسا لگتا ہے کہ یہ اندازہ لگانے کے لئے ذرا ذکاوت کی ضرورت ہے کہ....''

''معاف کیجئے گا' میں بھی ذکاوت کا دعویٰ نہیں کرتا'' رزومیخن نے تیزی سے بات کاٹی۔ ''اس لئے اس کو الگ رکھئے۔ میں یہ بات چیت ایک مقصد سے کر رہا تھا ورنہ تو اس ساری نقالی اور اس سے خود حظ حاصل کرنے سے' ان ساری مسلسل اور پیہم گھسی پٹی باتوں سے جو ہمیشہ وہی ہوتی ہیں' بالکل وہی ہوتی ہیں' تین برسوں میں میں اتنا عاجز آ گیا ہوں کہ قسم خدا کی جب میں تو کیا کوئی دوسرا بھی میرے سامنے ایسی بات کرتا ہے تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی جانکاری کی نمائش کرنے میں بڑی جلدی کی لیکن یہ بالکل قابل معافی ہے اور میں آپ کو الزام نہیں دیتا ہوں۔ میں اس وقت صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ آپ کس قسم کے آدمی

ہیں کیونکہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ کچھ دنوں سے عام سماجی امور سے ایسے بھانت بھانت کے دغابازوں نے ناتا جوڑ لیا ہے اور انہوں نے جس چیز کو بھی ہاتھ لگایا اسے اس حد تک توڑ مروڑ دیا ہے' اپنے مفاد کے مطابق کہ قطعی طور پر سارے معاملے ہی کو چوپٹ کر کے رکھ دیا۔ خیر چھوڑئے بھی' کافی ہو گیا!''

''جناب عالی'' لوژین صاحب نے غیر معمولی اہلیت کے ساتھ برا مانتے ہوئے کہنا شروع کیا ''کیا آپ اس قدر بے مروتی سے یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ میں بھی....''

''ارے' آپ برا مت مانئے' ہرگز برا مت مانئے.... کیسے میں یہ کر سکتا ہوں...! خیر اب جانے دیجئے!'' رزومیخن نے جلدی سے بات ختم کی اور اپنی سابق بات چیت جاری رکھنے کے لئے یک لخت زوسیموف کی طرف مڑ گیا۔

پیوتر پتروو چ نے اتنی تو عقل مندی کا ثبوت دیا کہ انہوں نے صفائی کا فوراً یقین کر لیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی طے کیا کہ بس دو منٹ میں چلے جائیں گے۔

وہ رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئے ''مجھے امید ہے کہ اب ہماری جو جان پہچان شروع ہوئی ہے وہ آپ کی صحت یابی کے بعد اور اس صورت حال کے پیش نظر جس سے آپ واقف ہیں' اور بھی زیادہ ہو جائے گی.... خاص طور سے میں آپ کی صحت کا متمنی ہوں....''

رسکولنیکوف نے ان کی طرف سر تک نہیں گھمایا۔ پیوتر پتروو چ نے کرسی سے اٹھنا شروع کیا۔

''قتل یقینی طور پر کسی مال گرور کھنے والے نے کیا ہے!'' زوسیموف نے بڑے تیقن کے ساتھ کہا۔

''یقینی طور پر کسی مال گرور کھنے والے نے'' رزومیخن نے جواب دیا ''پورفیری اپنی رائے تو نہیں ظاہر کرتا لیکن مال گرور کھنے والے سارے لوگوں سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے....''

''مال گرور کھنے والوں سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے؟'' رسکولنیکوف نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''ہاں' کیوں؟''

''کچھ نہیں۔''

''وہ سب اسے مل کہاں سے جاتے ہیں؟'' زوسیموف نے پوچھا۔

''کچھ کا پتہ کوخ نے دیا' کچھ اور کا نام چیزوں پر لپٹے ہوئے کاغذ پر تھا' اور کچھ لوگوں نے جب یہ سنا تو خود سے آ گئے....''

''لیکن یہ لفنگا بڑا ہی عیار اور تجربہ کار ہو گا! کس قدر جرات ہے! کیسی قوت ارادی ہے!''

''ارے یہی تو نہیں تھی!'' رزومیخن نے بات کاٹی ''یہی چیز تو تم سب کو راستے سے بھکا دیتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ چالاک نہیں تھا' تجربہ کار نہیں تھا اور یہ غالباً اس کا پہلا قدم تھا۔ سوچا سمجھا ہوا اقدام اور عیار لفنگا مان کر چلو تو بالکل قابل یقین ہی نہیں لگتا۔ اور نا تجربہ کار فرض کر لو تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محض اتفاق کی بدولت وہ مصیبت میں پڑنے سے بچ نکلا' اور اتفاق کی بدولت کیا کچھ نہیں ہو جاتا؟ بالکل ہو سکتا ہے کہ اس نے رکاوٹوں کو پہلے سے دیکھا ہی نہ ہو! اور کام وہ کس طرح انجام دیتا ہے؟--- دس بیس روبل کی چیزیں لے جاتا ہے' انہیں جیب میں ٹھونس لیتا ہے' بڑھیا کی تجوری کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتا ہے' چیتھڑوں میں ڈھونڈتا ہے--- اور درازوں والی الماری کے اوپر ہی والے خانے میں ان لوگوں نے دیکھا کہ ایک صندوقچی میں ڈیڑھ ہزار روبل کی کھری رقم رکھی ہوئی ہے' نوٹوں کے علاوہ! لوٹنا تو وہ جانتا ہی نہ تھا' بس قتل کرنا جانتا تھا! پہلا قدم' میں تم سے

کہتا ہوں پہلا قدم 'ہوش و حواس کھو بیٹھا اور نکل گیا وہ اپنے حساب کتاب کے مطابق نہیں بلکہ محض اتفاق کی بنا پر!"

"یہ شاید سرکاری ملازم کی بیوہ بڑھیا کے قتل کی بات ہے جو ابھی کچھ ہی دن پہلے ہوا ہے" پیوتر پیترووچ بیچ میں زوسیموف سے مخاطب ہو کر بول پڑے۔ وہ ہاتھ میں ہیٹ اور دستانے لے کر کھڑے ہو چکے تھے لیکن چاہتے تھے کہ جانے سے پہلے عقل مندی کے کچھ اور الفاظ بکھیرتے جائیں۔ وہ بہ ظاہر سازگار تاثر پیدا کرنے کی فکر میں تھے اور ان کا تکبران کی سوجھ بوجھ پر غالب آگیا۔

"ہاں' آپ نے سنا ہے اس کے بارے میں؟"

"کیوں نہیں' ارے پڑوس ہی کی تو...."

"تفصیلات سے آپ واقف ہیں؟"

"یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن مجھے اس سلسلے میں ایک اور صورت حال سے' یوں کہئے کہ پورے سوال سے دلچسپی ہے۔ میں اس کی تو بات نہیں کروں گا کہ پچھلے کوئی پانچ برسوں سے نچلے طبقے میں جرائم بڑھ گئے ہیں۔ میں ہر جگہ کی آئے دن کی چوریوں اور آگ لگنے کی وارداتوں کی بھی بات نہیں کروں گا۔ میرے لئے تو سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اونچے طبقوں میں بھی جرائم اسی طرح بڑھتے جا رہے ہیں' یوں کہئے کہ متوازی طور پر۔ ابھی سنا گیا کہ وہاں ایک سابق طالب علم نے سڑک پر ڈاک لوٹ لی' وہاں اپنی سماجی حیثیت کے اعتبار سے ممتاز لوگ جعلی نوٹ بناتے ہیں' وہاں ماسکو میں ایک پورا گروہ پکڑا گیا ہے جو پچھلے لاٹری والے قرض کے جعلی بانڈ چھاپتا تھا---- اور سب سے بڑے شرکت داروں میں عالمی تاریخ کا ایک لیکچرر ہے۔ وہاں رقم حاصل کرنے اور کسی اور مقصد کے تحت ہمارے سکریٹری کو پردیس میں قتل کر دیا گیا.... اور اب اگر اس مال گرو رکھ کر قرض دینے والی بڑھیا کو اعلیٰ سوسائٹی کے کسی فرد نے قتل کر دیا' اس لئے کہ سونے کی چیزیں غریب کسان تو گرو رکھتے نہیں' تو ہمارے سماج کے مہذب حصے کے اس ایک طرف سے انتشار کی وضاحت کیسے کی جا سکتی ہے؟"

"معاشی تبدیلیاں بہت سی ہو گئی ہیں" زوسیموف بولا۔

"وضاحت کس طرح کی جائے؟" رزومیخن نے بات کا سرا پکڑا "اس کی وضاحت تو اسی راسخ غیر کاروباری انداز سے کی جا سکتی ہے۔"

"یعنی کیسے؟"

"اور جب ماسکو میں آپ کے اس لیکچرر سے سوال کیا گیا کہ وہ جعلی ٹکٹ کیوں چھاپتا تھا تو اس نے کیا جواب دیا؟ یہی کہ "سارے لوگ طرح طرح کے طریقوں سے مالدار ہو رہے ہیں' ویسے ہی میرا بھی جلدی سے مالدار ہونے کا جی چاہتا تھا"۔ ٹھیک الفاظ تو مجھے یاد نہیں ہیں لیکن خیال یہی تھا کہ مفت میں' جلدی سے' محنت کے بغیر دولت حاصل کرنا چاہتا تھا! ہم اس طرح زندگی بسر کرنے کے عادی ہو گئے ہیں کہ ہر چیز بنی بنائی مل جائے' کسی اور کی بیساکھی پر چلیں' چبا چبایا لقمہ کھائیں۔ لیکن پھر عظیم گھڑی آ پہنچی اور ہر شخص بے نقاب ہو گیا کہ اس میں کیا رکھا جائے...."

"مگر بہرحال اخلاق بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے؟ اور یوں کہئے کہ اصول...."

"ارے آپ پریشان کس لئے ہو رہے ہیں؟" غیر متوقع طور پر رسکولنیکوف بیچ میں بول پڑا "آپ ہی کے نظریے کے مطابق تو ہوا سب!"

"میرے نظریے کے مطابق کیسے؟"

"ابھی ابھی جو نظریہ آپ پیش کر رہے تھے اسے انجام تک لے جائیے تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ لوگوں کو قتل کیا جا سکتا ہے...."

"آپ کیا کہہ رہے ہیں!" لوژین چیخ پڑے۔

"نہیں ایسا نہیں ہے" زوسیموف نے بات کاٹی۔

رسکولنیکوف لیٹا ہوا تھا' اس کا چہرہ ستا ہوا تھا' اوپر کا ہونٹ کپکپا رہا تھا اور اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔

"ہر چیز کا ایک پیمانہ ہوتا ہے" لوژین نے بڑی بلند آہنگی کے ساتھ کہا "معاشی خیالات قتل کی دعوت دینا نہیں ہیں' اور اگر صرف یہ فرض کر لیا جائے...."

"اور کیا یہ سچ ہے کہ آپ" رسکولنیکوف اچانک پھر بول پڑا' غصے سے اس کی آواز بھرا رہی تھی اور اس سے ایک طرح کی توہین کرنے کی خوشی ظاہر ہوتی تھی "کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنی منگیتر سے کہا' عین اسی وقت جب اس کی طرف سے قبول حاصل ہو گیا' کہ آپ کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ وہ نادار ہے.... اس لئے کہ بیوی کو ناداری سے نکالنا مفید ہوتا ہے تاکہ بعد میں اس پر دھونس جمائی جا سکے.... اور اس کو تنبیہہ کی جائے کہ وہ آپ کی ممنون احسان ہے؟...."

"جناب عالی!" لوژین غصے میں کانپتے ہوئے چڑ کر چلائے' لال بھبوکا ہو کر آپے سے باہر ہو رہے تھے "جناب عالی.... اس خیال کو یوں توڑنا مروڑنا! میں معافی چاہتا ہوں لیکن آپ سے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو افواہ سنی ہے' بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ جو آپ تک پہنچائی گئی ہے اس میں سچائی کی بنیاد کا شائبہ تک نہیں ہے اور مجھے شک ہے کہ جس نے.... مختصر یہ کہ.... یہ تیر.... مختصر یہ کہ آپ کی والدہ نے.... وہ اس سے پہلے بھی مجھے دوسری چیزوں میں' اپنی بہت ہی عمدہ خوبیوں کے باوجود' خیالات میں کچھ بلند پروازی اور رومانیت کی طرف مائل لگی تھیں.... پھر بھی میں یہ فرض کرنے سے ہزاروں درست دور تھا کہ وہ معاملے کو اس قدر غلط مفہوم میں دور از قیاس طریقے پر سمجھ اور پیش کر سکتی ہیں.... اور آخر کار.... آخر کار...."

"اور پتہ ہے آپ کو یہ؟" رسکولنیکوف تکیے سے سر اٹھا کر اور اپنی چبھتی ہوئی دمکتی آنکھیں ان کے چہرے پر گاڑ کر چلایا "پتہ ہے آپ کو؟"

"کیا؟" لوژین کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ ان کی توہین کی گئی ہے اور وہ للکارنے کے لئے تیار ہیں۔ چند سیکنڈ تک خاموشی رہی۔

"یہ کہ اگر آپ نے پھر ایک بار بھی.... میری ماں کے بارے میں.... ایک لفظ بھی کہنے کی ہمت کی.... تو میں آپ کو سیڑھیوں سے اوندھے منہ پھینک دوں گا!"

رزومیخن چیخ پڑا "یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے!"

"تو یہ بات ہے!" لوژین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ ہونٹ کاٹنے لگے۔ "جناب' میری بات سنئے آپ" انھوں نے ضبط کر کے اور پوری قوت سے اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا' پھر بھی وہ ہانپ رہے تھے "مجھے پہلے ہی' قدم رکھتے ہی' آپ کے بغض و عناد کا اندازہ ہو گیا تھا لیکن میں جان بوجھ کر یہاں ٹھہرا رہا تاکہ اور زیادہ جان سکوں۔ بیمار اور رشتہ دار سمجھ کر میں بہت کچھ معاف کر سکتا تھا لیکن اب.... آپ کو.... کبھی

نہیں....."

"میں بیمار نہیں ہوں!" رسکو لینکوف چلایا۔

"اور بھی برا ہے....."

"دور ہو جاؤ یہاں سے!"

لیکن لوژین اپنی بات ختم کئے بغیر خود ہی میز اور کرسی کے بیچ میں سے نکل کر چل پڑے تھے۔ انہیں راستہ دینے کے لئے اس بار رزومیخن کھڑا ہو گیا تھا۔ کسی کی طرف دیکھے بغیر اور زوسیموف تک کو سر جھکا کر بھی الوداع کے بغیر' جو کافی دیر سے اسے اشارے کر رہا تھا کہ مریض کو آرام کرنے دے' لوژین نکل گئے۔ انہوں نے دروازے سے نکلتے وقت سر جھکا لیا تھا اور اس ڈر سے کہ کہیں ہیٹ چوکھٹ سے لگ کر گر نہ جائے اسے کندھے کے برابر پکڑ رکھا تھا۔ اور ان کی پیٹھ کے خم سے اس واقعے کے دوران میں صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ شدید توہین کا احساس لے کر جا رہے ہیں۔

"ایسا کرنا چاہئے' ایسا کرنا چاہئے بھلا؟" رزومیخن حیرانی میں سر ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو' تم سب لوگ!" رسکو لینکوف جنونی انداز میں چلایا "آخر کار مجھے چین لینے دو' مجھے اذیت پہنچانے والو! میں تم سے نہیں ڈرتا' اب میں کسی سے' کسی سے بھی نہیں ڈرتا! دور ہو جاؤ میرے پاس سے! میں اکیلے رہنا چاہتا ہوں' اکیلے' اکیلے' اکیلے!"

"چلو" زوسیموف نے رزومیخن کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ذرا ٹھہرو' کیا سچ مچ انہیں ایسی حالت میں چھوڑا جا سکتا ہے؟"

"چلو" زوسیموف نے اصرار کے ساتھ دوہرایا اور چلا گیا۔ رزومیخن نے کچھ سوچا پھر وہ بھی اس کے پیچھے لپکا۔ زوسیموف سیڑھیوں پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے کہا "اگر ہم اس کی بات نہ مانتے تو اور برا ہو سکتا تھا۔ اسے چڑنے بالکل نہیں دینا چاہئے۔"

"اسے ہوا کیا ہے؟"

"اگر اسے کوئی خوشگوار دھکا لگ جاتا تو بس سارا کام بن جاتا! تھوڑی دیر پہلے وہ اچھا خاصا تھا..... معلوم ہے تمہیں اس کے دماغ میں کوئی چیز گھسی ہوئی ہے! کوئی چیز جو جم کر رہ گئی ہے اور اپنا بوجھ ڈال رہی ہے..... اس کا مجھے بہت ڈر ہے' ضرور ایسا ہی ہے!"

"ہاں اب یہ صاحب ہو سکتے ہیں' پیوتر پترووچ! بات چیت سے ایسا لگتا ہے کہ وہ اس کی بہن سے شادی کرنے والے ہیں اور رودیا کو اس کے بارے میں بیماری سے پہلے ہی خط مل چکا تھا....."

"ہاں' اب تو شیطان لے جائے اسے' ہو سکتا ہے اس نے سارا معاملہ ہی بگاڑ دیا ہو۔ اور تم نے یہ دیکھا کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے' ہر چیز پر خاموش رہتا ہے سوائے ایک بات کے جس پر وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔۔۔ اور وہ ہے یہ قتل....."

"ہاں' ہاں!" رزومیخن نے اتفاق کیا "خوب دیکھا ہے! دلچسپی لیتا ہے اور ڈرتا ہے۔ اس سے ان لوگوں نے اسے بیماری کے پہلے ہی دن ڈرا دیا تھا' پولیس سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں' وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔"

"یہ تم مجھے تفصیل سے آج شام کو بتانا اور میں تمہیں ایک بات بعد کو بتاؤں گا۔ مجھے بہت دلچسپی ہے اس سے! آدھ گھنٹے بعد میں اسے دیکھنے پھر آؤں گا..... حالانکہ التہاب تو نہیں ہو گا....."

"تمہارا بہت بہت شکریہ! اور میں پاشینکا کے ہاں اس عرصے میں انتظار کروں گا اور نستاسیا کے ذریعے اس پر نظر رکھوں گا....."

رسکو لینکوف اکیلا رہ گیا تو اس نے بے چینی اور اداسی کے ساتھ نستاسیا کو دیکھا جو ابھی تک جانے میں دیر کر رہی تھی۔

"اب تو چائے پیو گے؟" اس نے پوچھا۔

"بعد کو! میں سونا چاہتا ہوں! مجھے اکیلا چھوڑ دو....."

اس نے تشنج کے سے عالم میں دیوار کی طرف کروٹ لے لی۔ نستاسیا چلی گئی۔

۶

لیکن وہ بس گئی ہی تھی کہ رسکو لینکوف کھڑا ہو گیا' اس نے دروازے کی کنڈی لگائی اور کپڑوں کی وہ گٹھری کھولی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے رزومیخن لایا تھا اور اسی نے پھر سے باندھ دی تھی۔ اس نے کپڑے پہننے شروع کئے اور عجیب بات یہ تھی کہ ایسا لگا جیسے اچانک اسے بالکل سکون آ گیا۔ نہ نیم پاگل پن کی سرسری کیفیت تھی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تھی اور نہ بوکھلاہٹ کا وہ ڈر تھا جو ان دنوں ہر وقت رہتا تھا۔ یہ ایک عجیب سے اچانک سکون کا پہلا لمحہ تھا۔ اس کی حرکات و سکنات بالکل درست اور واضح تھیں اور ان سے محکم عزم کا اظہار ہوتا تھا۔

"آج ہی' آج ہی!....." وہ اپنے آپ ہی بڑبڑایا۔ بہر حال وہ سمجھتا تھا کہ ابھی کمزور ہے لیکن اس کے شدید روحانی تناؤ نے جس نے بڑھ کر سکون کی' ساکت و جامد خیال کی شکل اختیار کر لی تھی' اس میں قوت اور خود اعتمادی پیدا کر دی تھی۔ وہ امید کر رہا تھا کہ سڑک پر تو نہ گر پڑے گا۔ بالکل نئے کپڑے پہن کر اس نے میز پر پڑی ہوئی رقم کو دیکھا' سوچا اور اسے اٹھا کر جیب میں ڈال دیا۔ رقم تھی پچیس روبل۔ اس نے ریزگاری بھی اٹھا لی جو ان دس روبلوں میں سے بچی تھی جنہیں رزومیخن نے کپڑوں پر خرچ کیا تھا۔ اس کے بعد چپکے سے کنڈی ہٹائی' کمرے سے باہر نکلا اور سیڑھیاں اتر کر اس نے پاٹوں پاٹ کھلے ہوئے باورچی خانے پر نظر ڈالی۔۔۔ اس کی طرف نستاسیا کی پیٹھ تھی اور وہ جھکی ہوئی مکان مالکن کا سماوار دہکا رہی تھی۔ اس نے کچھ بھی نہیں سنا۔ اور یہ گمان بھی کسے ہو سکتا تھا کہ وہ باہر جائے گا؟ منٹ بھر میں وہ سڑک پر پہنچ چکا تھا۔

آٹھ بج رہے تھے' سورج ڈوبنے لگا تھا۔ گھٹن پہلے ہی جیسی تھی لیکن اس نے شہر کی اس بدبودار' دھول بھری' آلودہ ہوا میں بڑے چاؤ سے سانس لی۔ اس کا سر ہلکے ہلکے چکرانے لگا۔ اچانک اس کی بخار بھری آنکھوں میں اور اس کے اترے ہوئے زرد سے چہرے پر ایک وحشیانہ سی توانائی چمکی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کدھر جانا ہے' نہ اس کے بارے میں اس نے سوچا تھا۔ وہ صرف ایک بات جانتا تھا کہ "اس سب کو آج ہی ختم کرنا ضروری ہے' ایک بار میں' ابھی ابھی' کہ اس کے بغیر وہ گھر واپس نہیں جائے گا اس لئے کہ وہ اس طرح جینا نہیں چاہتا۔" لیکن کیسے ختم کیا جائے؟ کس چیز سے ختم کیا جائے؟ یہ وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا اور سوچنا تک نہیں چاہتا تھا۔ وہ خیال کو بھگا رہا تھا' اور خیال اس کے پرخچے اڑائے دے رہا تھا۔ وہ بس یہ محسوس کر رہا تھا اور جانتا تھا کہ ہر چیز کو بدل ڈالنے کی ضرورت ہے' "اس طرح یا اس طرح" "چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔" وہ انتہائی مایوسی اور اٹل خود اعتمادی اور قطعیت کے ساتھ بار بار دوہرا رہا تھا۔

پرانی عادت کے مطابق' اپنی سابق آوارہ گردیوں کے معمول والے راستے پر وہ سیدھا سینایا چوک کی

طرف چل پڑا۔ سینایا چوک سے پہلے ہی بیچ سڑک میں ایک بساطی کی چھوٹی سی دکان کے آگے کالے بالوں والا ایک نوجوان کھڑا بیرل آرگن پر کسی بہت ہی جذباتی عشقیہ گیت کی دھن بجا رہا تھا۔ وہ آگے کھڑی ہوئی ایک پندرہ سالہ لڑکی کی سنگت کر رہا تھا جو شریف خواتین کی طرح کرینولین دار سایہ اور اس کے اوپر لبادہ' دستانے اور تنکوں کی ہیٹ پہنے تھی جس میں سرخ رنگ کا ایک پر بھی لگا ہوا تھا۔ یہ سب چیزیں بہت پرانی اور خستہ حال تھیں۔ وہ بہت اونچی اور پھٹی ہوئی لیکن خاصی خوشگوار اور پکی آواز میں عشقیہ گیت گا رہی تھی' اس امید میں کہ دکاندار سے دو کوپیک مل جائیں گے۔ گیت سننے والے دو تین لوگوں کے پاس رسکولنیکوف بھی کھڑا ہو گیا' اس نے گیت سنا اور پانچ کوپیک کا ایک سکہ لڑکی کے ہاتھ میں تھما دیا۔ لڑکی نے اچانک انتہائی جذباتی اور اونچے سر میں گیت کو ختم کر دیا' بالکل کاٹ دیا اور زور سے چیخ کر بیرل آرگن بجانے والے نوجوان نے کہا "بس کر!" اور دونوں آگے بڑھ گئے' اگلی دکان کے سامنے۔

"آپ کو سڑک کے گانے پسند ہیں؟" رسکولنیکوف نے اچانک ادھیڑ عمر کے ایک راہ گیر سے پوچھا جو اس کے برابر ہی بیرل آرگن کے پاس کھڑے تھے اور دیکھنے میں نکھٹو لگتے تھے۔ انہوں نے حیرت سے چونک کر دیکھا۔ رسکولنیکوف نے کہا "مجھے بہت پسند ہے" لیکن ایسے انداز میں جیسے سڑک کے گانے کی بات ہی نہ کر رہا ہو۔ "مجھے بہت پسند ہے جب یہ لوگ بیرل آرگن بجا کر خزاں کی سرد' تاریک اور نم شاموں کو گاتے ہیں' خاص طور سے نم شاموں کو جب سارے راہ گیروں کے چہرے زرد و سبز اور بیمار سے ہوتے ہیں' یا اور بھی زیادہ اچھا تب لگتا ہے جب گیلی برف گر رہی ہو' بالکل سیدھی سیدھی' بغیر ہوا کے' معلوم ہے آپ کو؟ اور اس کے بیچ میں سے سڑک کے گیس لیمپ دمک رہے ہوں....."

"مجھے کچھ نہیں معلوم.... معاف کیجئے...." وہ صاحب بڑبڑائے۔ وہ سوال سے بھی ڈر گئے اور رسکولنیکوف کے عجیب حلیے سے بھی' اور سڑک کی دوسری طرف چلے گئے۔

رسکولنیکوف سیدھا آگے گیا اور سینایا چوک کے اس کونے پر پہنچا جہاں اس دکاندار اور اس کی عورت کی دکان تھی جس نے اس دن لیزاویتا سے بات چیت کی تھی۔ لیکن اس وقت وہ لوگ نہ تھے۔ جگہ کو پہچان کر وہ رک گیا' اس نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک نوجوان شخص سے مخاطب ہوا جو سرخ قمیص پہنے ہوئے تھا اور ایک آٹے والے کی دکان کے دروازے کے پاس کھڑا تک رہا تھا۔

"اس دکاندار کو جانتے ہو جو یہاں کونے پر دکان لگاتا ہے' عورت کے ساتھ' اپنی بیوی کے ساتھ' ایں؟"

"طرح طرح کے لوگ دکان لگاتے ہیں" اس نے رسکولنیکوف پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا نام ہے اس کا؟"

"جس نام سے اس کو بپتسمہ کیا گیا ہے وہی نام ہے اس کا۔"

"ارے تم بھی زرائسک کے تو نہیں ہو؟ کس صوبے کے ہو؟"

اس شخص نے رسکولنیکوف کو پھر سے دیکھا۔

"ہمارے ہاں' عالی حضرت' صوبہ نہیں ہے' ضلع ہے اور آتا جاتا تو تھا بھائی اور میں گھر میں رہتا تھا اس لئے میں جانتا نہیں.... مجھے معاف کر دیجئے' عالی حضرت' بڑا کرم ہو گا آپ کا۔"

"اور اوپر یہ کیا ہے' شراب خانہ ہے؟"

"یہ طعام گاہ ہے اور یہاں بلیرڈ بھی ہے اور شہزادیاں مل جاتی ہیں.... آئیے نا!"

رسکولنیکوف نے چوک پار کیا۔ ادھر کے کونے پر لوگوں کی بڑی بھیڑ لگی تھی' سب کسان تھے۔ وہ سب سے گنجان حصے میں گھسا اور ایک ایک کے چہرے کو دیکھتا گیا۔ پتہ نہیں کیوں اس کا سب سے بات کرنے کو بے انتہا جی چاہ رہا تھا۔ لیکن کسانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر آپس ہی میں شور کرتے رہے۔ اس نے رک کر ذرا سوچا اور پھر دائیں کو فٹ پاتھ پر وزنیسنسکی پراسپکٹ کی سمت میں مڑ گیا۔ چوک سے نکل کر وہ ایک گلی میں آ گیا.....

پہلے بھی وہ اس تنگ گلی میں سے گزر چکا تھا جو مڑے گھٹنے کی شکل میں چوک سے سدووایا کو جاتی تھی۔ پچھلے دنوں جب وہ اداس رہنے لگا تھا تو اس کا انہیں ساری جگہوں پر گھومتے پھرنے کو جی چاہتا تھا "تاکہ اور اداس ہو جائے۔" اس وقت وہ کچھ سوچے بغیر اس پر چلا جا رہا تھا۔ یہاں ایک بڑی سی عمارت ہے جو ساری کی ساری شراب خانوں اور کھانے پینے کی دکانوں میں اٹھی ہوئی ہے' ان میں سے بار بار عورتیں آ جا رہی تھیں' ایسے کپڑے پہنے جیسے "بس پڑوس ہی میں جا رہی ہوں" ---- ننگے سر اور بس ایک فراک پہنے ہوئے۔ فٹ پاتھ پر دو تین جگہوں پر وہ ٹولیوں میں کھڑی تھیں' خاص طور سے نچلی منزل کے دروازوں کے پاس جہاں سے بس دو زینے اتر کر طرح طرح کے نشاط انگیز ٹھکانوں میں پہنچنا ممکن تھا۔ ان میں سے ایک میں سے اس وقت شور و غل نکل کر ساری سڑک پر پھیل رہا تھا' گٹار جھنجھنا رہا تھا' گیت گائے جا رہے تھے اور خوشیاں منائی جا رہی تھی۔ دروازے کے پاس عورتوں کی ایک بڑی ٹولی بھیڑ لگائے تھی' کچھ زینوں پر بیٹھی تھیں' کچھ فٹ پاتھ پر اور کچھ کھڑی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ پاس ہی بیچ سڑک پر نشے میں دھت ایک سپاہی جھوم رہا تھا' زور زور سے گالیاں بک رہا تھا اور سگریٹ پیئے جا رہا تھا۔ لگتا تھا کہ وہ کہیں جانا چاہتا تھا لیکن بالکل بھول گیا تھا کہ کہاں جانا ہے۔ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے جھگڑ رہا تھا اور کوئی شخص شراب کے نشے میں بدمست ہو کر سڑک پر آڑا آڑا پڑا ہوا تھا۔ رسکولنیکوف عورتوں کی بڑی ٹولی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ وہ ڈورے دار آوازوں میں باتیں کر رہی تھیں۔ سب کی سب سوتی فراکیں اور بکری کی کھال کے جوتے پہنے ہوئے تھیں اور ننگے سر تھیں۔ ان میں کچھ چالیس ایک سال کی تھیں اور کچھ ابھی سترہ کی بھی نہ ہوئی تھیں اور تقریباً سب کی سب کی آنکھوں پر مار پیٹ کے نیل تھے۔

رسکولنیکوف کی توجہ، پتہ نہیں کیوں گانوں اور وہاں نیچے سے آنے والے سارے شور و غل نے اپنی طرف مبذول کر لی.... وہاں سے سنائی دے رہا تھا کہ کیسے قہقہوں اور چیخ پکار کے بیچ میں کسی شخص نے ایک جری گیت کی بناوٹی طور پر اونچی دھن پر اور گٹار کی سنگت پر یکبارگی ناچنا شروع کر دیا تھا اور اپنی ایڑیوں سے تال دے رہا تھا۔ رسکولنیکوف بڑے غور سے' اداسی کے ساتھ فکرمندانہ انداز میں سن رہا تھا' فٹ پاتھ پر کھڑا تجسس کے ساتھ جھک کر راہداری میں جھانک رہا تھا۔

گانے والے کی مہین آواز گونجی:

تو میرا سپاہی سب سے حسین'
بیکار میں مجھ کو پیٹ نہیں!

رسکولنیکوف کا بڑی شدت سے جی چاہا کہ صاف صاف سنے کہ وہ کیا گا رہا ہے جیسے اسی پر سارے معاملے کا دارومدار ہو۔

"اندر نہ چلا جاؤں؟" اس نے سوچا "لوگ قہقہے لگا رہے ہیں! شراب کے نشے میں۔ اور کیوں نہ میں بھی پی کر نشے میں دھت ہو جاؤں؟"

"آ گئیں گے نہیں آپ' میرے اچھے صاحب؟" ایک عورت نے کافی اونچی آواز میں پوچھا جو ابھی بالکل تر و تازہ اور کھلی ہوئی شے تھی۔ وہ جوان ہی تھی بلکہ بری بھی نہ لگتی تھی۔۔۔ ساری ٹولی میں ایسی وہ اکیلی ہی تھی۔

"ارے واہ' تم تو بہت ہی اچھی ہو!" رسکولنیکوف نے سیدھے ہو کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرانے لگی' اپنی تعریف اسے بہت اچھی لگی تھی۔

"ارے آپ بھی تو اتنے اچھے ہیں" اس نے کہا۔

"دبلے لگتے ہیں" دوسری پتلی آواز میں بولی "ہسپتال سے نکل کر آئے ہیں آپ؟"

"لگتی تو ہیں سب کی سب جنرلوں کی بیٹیاں لیکن ناکیں سب کی چپٹی اور چھوٹی" ایک راہ گیر کسان نے فقرہ کسا۔ وہ موج میں تھا اور ڈھیلا ڈھالا کوٹ پہنے ہوئے بڑی چالاکی سے مسکرا رہا تھا۔ "خوب مزے اڑا رہی ہیں!"

"اندر آ جاؤ' اب آ گئے ہو تو!"

"آ رہا ہوں' آ رہا ہوں میری جان!"

اور وہ تیزی سے نیچے شراب خانے میں چلا گیا۔

رسکولنیکوف آگے بڑھا۔

"صاحب' سنئے تو ذرا!" پیچھے سے وہ لڑکی چلائی۔

"کیا ہے؟"

وہ سٹپٹا گئی۔

"میرے اچھے صاحب' آپ کے ساتھ میں ہمیشہ خوشی سے ایک گھڑی بتانے کو تیار ہوں لیکن اس وقت مجھے آپ کے سامنے بڑی شرم آ رہی ہے۔ میرے اچھے بانکے جوان' مجھے پینے کے لئے چھ کوپیک عنایت کر دیجئے!"

رسکولنیکوف نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جو بھی ہاتھ آ گیا وہ اسے دے دیا۔۔۔ پانچ پانچ کوپیک کے تین سکے۔

"ہائے کیسے نیک دل صاحب ہیں آپ!"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"دُکلیدا کو پوچھ لیجئے گا۔"

"نہیں نہیں' یہ بھلا کیا بات ہوئی" اچانک ٹولی میں سے ایک عورت دُوکلیدا کی طرف سے سر جھٹک کر بول پڑی "یہ تو میں کبھی سمجھ ہی نہیں سکتی' کیسے بھلا اس طرح مانگا جا سکتا ہے! میں تو شاید شرم سے پانی پانی ہو جاؤں۔۔۔"

رسکولنیکوف نے یہ کہنے والی کو تجسس کے ساتھ دیکھا۔ یہ ایک چیچک رو عورت تھی' تیس ایک سال کی' سارے میں کھرونچے اور نیل پڑے ہوئے اور اوپر کا ہونٹ سوجا ہوا۔ یہ بات اس نے بڑے سکون سے کی تھی اور یہ اس کا سنجیدہ فیصلہ تھا۔

رسکولنیکوف آگے جاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ "کہیں' کہاں میں نے یہ پڑھا تھا کہ کیسے وہ شخص جسے موت کی سزا دی گئی ہو' موت سے ایک گھنٹہ پہلے یہ کہتا یا سوچتا ہے کہ اگر اسے زندہ رہنے کا موقع مل جاتا' کہیں

بلندی پر' کسی چٹان پر اور اتنے تنگ چبوترے پر جہاں صرف پاؤں ٹکانے کی جگہ ہوتی اور چاروں طرف کھڈ' سمندر' دائمی اندھیرا' دائمی تنہائی اور دائمی طوفان ہوتا۔۔۔ اور ایسے ہی کھڑا رہنا پڑتا' ذرا سی جگہ پر' ساری زندگی' ہزار برس' ہمیشہ ہمیشہ۔۔۔ تو بھی اس طرح زندہ رہنا بہتر ہوتا اس وقت کے مر جانے سے! بس زندہ رہنا' زندہ رہنا اور زندہ رہنا! کیسے بھی زندہ رہنا۔۔۔ بس زندہ رہنا۔۔۔ اس قدر سچ ہے یہ! میرے مالک' کس قدر سچ ہے! کمینہ ہے انسان!" اور اس نے تھوڑی دیر بعد اس میں اضافہ کیا "اور کمینہ ہے وہ جو اس بات پر اسے کمینہ کہتا ہے۔"

وہ دوسری سڑک پر آ گیا۔ "آہا! 'پالے دی کرسٹال!' ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے رزومیخن 'پالے دی کرسٹال' کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ لیکن میں چاہتا کیا تھا آخر؟ ہاں' پڑھنا چاہتا تھا!۔۔۔ زوسیموف نے کہا تھا کہ اس نے اخباروں میں پڑھا ہے۔۔۔"

"اخبار ہیں؟" اس نے ایک بہت ہی کشادہ اور صاف ستھرے طعام خانے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا جو کئی کمروں پر مشتمل تھا جو کافی خالی بھی تھے۔ دو تین لوگ چائے پی رہے تھے' ایک کمرے میں البتہ ایک ٹولی بیٹھی تھی' چار آدمیوں کی' جو شیمپین پی رہے تھے۔ رسکولنیکوف کو لگا کہ ان لوگوں میں زمیوتوف بھی ہے حالانکہ دور سے اچھی طرح دیکھنا ممکن نہیں تھا۔

"یہ تو ہوا کرے!" اس نے سوچا۔

"واڈکا آرڈر کریں گے؟" ویٹر نے پوچھا۔

"چائے دو۔ اور تم مجھے اخبار لا دو' پرانے' آج سے پچھلے پانچ دنوں کے' تو واڈکا کے لئے میں تمہیں دوں گا۔"

"جو حکم۔ یہ تو آج کا ہے' اور واڈکا آرڈر کریں گے؟"

پرانے اخبار اور چائے آ گئی۔ رسکولنیکوف بیٹھ گیا اور تلاش کرنے لگا "ایزلر۔۔۔ ایزلر۔۔۔ آز تیک۔۔۔ آز تیک۔۔۔ ایزلر۔۔۔ بارتولا۔۔۔ ماسیمو۔۔۔ آز تیک۔۔۔ ایزلر۔۔۔ اُف' لعنت ہے! اور یہ ہیں خبریں: سیڑھیوں سے لڑھک گئی۔۔۔ شراب کی وجہ سے دکاندار جل گیا۔۔۔ پیسکی میں آگ لگ گئی۔۔۔ پیٹرس برگ سائڈ میں آگ لگ گئی۔۔۔ پیٹرس برگ سائڈ میں ایک اور آگ۔۔۔ پیٹرس برگ سائڈ میں ایک اور آگ۔۔۔ ایزلر۔۔۔ ایزلر۔۔۔ ایزلر۔۔۔ ایزلر۔۔۔ ماسیمو۔۔۔ یہ ہے وہ۔۔۔"

آخر کار وہ جو ڈھونڈ رہا تھا مل گیا اور وہ پڑھنے لگا۔ اس کی آنکھیں سطروں پر تک نہیں رہی تھیں لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح ساری "خبر" پڑھ ڈالی اور اگلے شماروں میں تازہ ترین تفصیلات بڑی تیزی سے تلاش کرنے لگا۔ اعصابی تناؤ اور بے صبری کی وجہ سے ورق الٹتے وقت اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اچانک کوئی اس کی میز کے اس طرف اس کے پاس ہی آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے نظر اٹھائی۔۔۔ زمیوتوف' خود زمیوتوف اور اسی حلیے میں' انگوٹھیوں' گھڑی کی زنجیر' گھنگھریالے مانگ نکلے اور پومیڈ لگے سیاہ بالوں' خوش وضع واسکٹ' تھوڑے خراب حال کوٹ اور کچھ پہنی ہوئی قمیص سمیت۔ وہ موج میں تھا' کم سے کم وہ بڑی خوش مزاجی اور نیک دلی سے مسکرایا۔ اس کا ذرا سانولے رنگ کا چہرہ شیمپین پینے سے تھوڑا سرخ ہو گیا تھا۔

"یہ کیسے! آپ یہاں؟" اس نے اس طرح شروع کیا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو اور اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ ایک دوسرے کو سو سال سے جانتے ہوں "اور کل ہی تو مجھے رزومیخن نے بتایا کہ آپ بیہوش ہیں۔ عجیب

بات ہے! اور معلوم ہے میں آپ کے ہاں آیا تھا....."

رسکولنیکوف جانتا تھا کہ زمیتوف اس کے پاس آئے گا۔ اس نے اخبار ایک طرف رکھ دیے اور زمیتوف سے مخاطب ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور اس مسکراہٹ میں ایک نئی چڑچڑاہٹ بھری ناگواری جھلک رہی تھی۔

"یہ میں جانتا ہوں کہ آپ آئے تھے" اس نے جواب دیا "سنا تھا میں نے۔ میرا موزہ ڈھونڈا آپ نے..... اور پتہ ہے آپ کو رزومیخن تو آپ کے لئے دیوانہ ہو رہا ہے' لگتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ لویزا ایوانوونا کے ہاں گئے تھے' وہی جن کے لئے آپ نے اس دن کوشش کی تھی' لیفٹیننٹ بارود کو آنکھ ماری تھی' لیکن وہ سمجھے ہی نہیں' یاد ہے آپ کو؟ لیکن آخر وہ کیسے نہیں سمجھے ---- بات تو صاف تھی..... ایں؟"

"وہ بھی کیسا لفنگا ہے!"

"لیفٹیننٹ بارود؟"

"نہیں' دوست آپ کا' رزومیخن۔"

"لیکن زمیتوف صاحب' آپ کی تو اچھی بسر ہو رہی ہے' اچھی اچھی جگہوں میں داخلہ بالکل مفت! یہ ابھی آپ کے لئے شمپین کون لنڈھا رہا تھا؟"

"ارے یہ تو ہم..... ساتھ پی رہے تھے.... یہ بھی کوئی لنڈھانا ہوا!؟"

"نذرانہ! سب سے فائدہ اٹھاتے ہیں آپ!" رسکولنیکوف ہنسنے لگا۔ "کوئی بات نہیں' اچھے بچے' کوئی بات نہیں!" اس نے زمیتوف کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "میں غصے میں نہیں کہہ رہا ہوں" "بلکہ بس پیار میں" "کھیل کھیل میں' جیسے کہ آپ کے اس کاریگر نے کہا تھا جب وہ میتری کو پیٹ رہا تھا' اسی بڑھیا والے معاملے میں۔"

"اور آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟"

"ہاں' ہو سکتا ہے میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔"

"کچھ عجیب سی باتیں کر رہے ہیں آپ..... غالباً آپ ابھی تک بیمار ہیں۔ بیکار آپ گھر سے نکلے....."

"تو میں آپ کو عجیب لگ رہا ہوں؟"

"جی ہاں۔ اور یہ کیا پڑھ رہے ہیں آپ' اخبار؟"

"اخبار۔"

"آگ لگنے کے بارے میں بہت لکھا جا رہا ہے۔"

"نہیں' میں آگ لگنے کے بارے میں نہیں پڑھ رہا ہوں" اس نے پراسرار انداز میں زمیتوف کو دیکھا اور مذاق اڑانے والی مسکراہٹ پھر اس کے ہونٹوں پر آ گئی۔ "نہیں' میں آگ لگنے کے بارے میں نہیں پڑھ رہا ہوں" اس نے زمیتوف کو آنکھ مارتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔ "اب آپ اقبال کر لیجئے' بھلے نوجوان' کہ یہ جاننے کے لئے آپ بے قرار ہیں کہ میں کس چیز کے بارے میں پڑھ رہا تھا؟"

"بالکل نہیں جاننا چاہتا۔ میں نے ویسے ہی پوچھ لیا تھا۔ کیا پوچھنا منع ہے؟ آخر آپ کیوں....."

"دیکھئے آپ پڑھے لکھے' ادب سے دلچسپی رکھنے والے آدمی ہیں' ہے نہ؟"

"میں جمنازیم کی چھٹی جماعت تک پڑھا ہوں" زمیتوف نے یک گونہ احساس لیاقت کے ساتھ جواب

دیا۔

"چھٹی جماعت تک! ارے واہ' میرے چڑے! یہ مانگ' یہ انگوٹھیاں ---- مالدار آدمی ہیں آپ! اف' کس قدر پیارا بچہ ہے!" یہ کہہ کر رسکولنیکوف ٹھیک زمیتوف کے چہرے کے سامنے اعصابی انداز میں ہنسنے لگا۔ زمیتوف نے اپنا سر پیچھے کر لیا اس لئے نہیں کہ وہ برا مان گیا تھا بلکہ اس لئے کہ اسے بڑا تعجب ہو رہا تھا۔

"اف' کس طرح عجیب!" زمیتوف نے بہت سنجیدہ ہو کر دوہرایا "مجھے یقین ہوتا جا رہا ہے کہ آپ ابھی تک سرسامی حالت میں ہیں۔"

"ہذیان بک رہا ہوں؟ تم غلط کہہ رہے ہو چڑے!..... میں اس قدر عجیب ہوں؟ اور آپ کو تجسس ہو رہا ہے' ایں؟ تجسس ہو رہا ہے؟"

"ہو رہا ہے تجسس۔"

"تو میں بتاؤں کس چیز کے بارے میں میں نے پڑھا' کیا ڈھونڈ نکالا!؟ ارے دیکھئے تو کتنے شمارے میں نے ان لوگوں سے منگوائے ہیں! مشتبہ بات ہے' ہے نہ؟"

"آپ بتائیے۔"

"کان کھڑے کر لئے؟"

"کیا مطلب کہ کھڑے کر لئے؟"

"یہ بعد کو بتاؤں گا کہ کیا مطلب' اور اب میرے ننھے' تم کو اطلاع دیتا ہوں.... نہیں' بہتر ہو گا "اقبال کرتا ہوں"..... نہیں' یہ بھی ٹھیک نہیں۔ "بیان دیتا ہوں اور آپ اسے لکھئے کہ" ---- ہاں یوں! یہ بیان دیتا ہوں کہ پڑھا' دلچسپی لی..... تلاش کیا..... ڈھونڈ لیا....." رسکولنیکوف نے آنکھیں میچ لیں اور رک گیا ---- "ڈھونڈ لیا' اور اسی کے لئے یہاں آیا تھا..... سرکاری ملازم کی بیوہ بڑھیا کے قتل کے بارے میں" آخرکار اس نے تقریباً سرگوشی میں کہا' اپنا چہرہ زمیتوف کے چہرے کے غیر معمولی طور پر قریب لا کر۔ زمیتوف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا' اپنا چہرہ اس کے چہرے سے دور کئے بغیر۔ بعد کو زمیتوف کو سب سے زیادہ عجیب یہ بات لگی کہ وہ لوگ پورے منٹ بھر خاموش رہے اور پورے منٹ بھر دونوں ایک دوسرے کو اسی طرح دیکھتے رہے۔

"تو پھر مجھے کیا کہ کیا پڑھا آپ نے؟" وہ کچھ سمجھ میں نہ آنے سے بے قرار ہو کر اچانک چیخ پڑا۔ "مجھے اس سے کیا مطلب! اس میں ہے کیا؟"

"یہ وہی بڑھیا ہے" رسکولنیکوف نے اسی سرگوشی میں اور زمیتوف کے چیخ پڑنے سے متاثر ہوئے بغیر کہنا جاری رکھا "وہی جس کے بارے میں' یاد ہے آپ کو' جب آپ لوگوں نے دفتر میں باتیں کرنی شروع کی تھیں تو میں بیہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ اب کیا سمجھ رہے ہیں آپ؟"

"یہ ہے کیا آخر؟ کیا..... "سمجھ رہے ہیں؟" زمیتوف نے تقریباً تشویش کے ساتھ کہا۔

رسکولنیکوف کا ساکت اور سنجیدہ چہرہ ایک لمحے میں بدل گیا اور وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی طرح اچانک پھر اعصابی قہقہہ لگانے لگا جیسے وہ اپنے آپ پر بالکل قابو نہ رکھ پا رہا ہو۔ اور ایک آن میں اسے غیر معمولی وضاحت کے ساتھ تھوڑے دنوں پہلے کے ایک لمحے کا احساس یاد آیا جب وہ دروازے کے دوسری طرف کھڑا تھا' کلہاڑی سمیت' کنڈی اچک رہی تھی' وہ لوگ دروازے کے ادھر گالیاں دے رہے تھے اور جھنجھوڑ رہے تھے اور اچانک

اس کا جی چاہا تھا کہ ان پر چلائے "ان کو گالیاں دے" ان کا منہ چڑائے "ان کا مذاق اڑائے" ہنسے "قہقہے لگائے!

"آپ یا تو پاگل ہو گئے ہیں یا پھر..." زمیتوف نے کہنا شروع کیا لیکن پھر رک گیا جیسے اپنے ذہن میں آنے والے خیال پر اچانک وہ دم بخود رہ گیا ہو۔

"یا پھر؟" "یا پھر" "کیا؟ بتائیے "کیا" بتائیے بتائیے!"

"کچھ نہیں!" زمیتوف نے غصے میں جواب دیا "سب حماقت ہے!"

دونوں چپ ہو گئے ہنسی کے یکبارگی نازل ہو جانے والے دھماکے کے بعد رسکولنیکوف اچانک فکرمند اور رنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی کہنیاں میز پر ٹکا لیں اور ہاتھوں پر سر رکھ لیا۔ لگ رہا تھا جیسے زمیتوف کے بارے میں وہ بالکل ہی بھول گیا ہو۔ خاموشی نے کافی طول کھینچا۔

"آپ چائے کیوں نہیں پی رہے ہیں؟ ٹھنڈی ہو رہی ہے" زمیتوف نے کہا۔

"ایں؟ کیا؟ چائے؟ ہاں ٹھیک ہے..." رسکولنیکوف نے گلاس میں سے ایک گھونٹ پیا "منہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا اور اچانک زمیتوف کی طرف دیکھ کر لگا کہ اسے سب یاد آ گیا ہے اور اس نے جیسے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہو۔ اس کے چہرے سے اسی وقت پھر اسی پہلے والے مذاق اڑانے کے انداز کا اظہار ہونے لگا۔ وہ چائے پیتا رہا۔

"آج کل یہ جعل سازی بہت بڑھ گئی ہے" زمیتوف نے کہا "ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے میں نے "ماسکو کی خبریں" میں پڑھا تھا کہ ماسکو میں جعلی سکے بنانے والوں کا ایک پورا گروہ پکڑا گیا ہے۔ پوری سوسائٹی تھی۔ یہ لوگ جعلی بانڈ چھاپتے تھے۔"

"ارے یہ تو پرانی بات ہو گئی! میں نے مہینے بھر پہلے پڑھی تھی" رسکولنیکوف نے سکون کے ساتھ جواب دیا۔ "تو یہ آپ کے خیال میں جعل ساز ہیں؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تو جعل ساز نہیں تو اور کیا ہیں؟"

"یہ لوگ "یہ بچے ہیں" دودھ پیتے "جعل ساز نہیں! پورے پچاس لوگ اس مقصد کے لئے جمع ہوتے ہیں! کیا سچ مچ ایسا ممکن ہے؟ ایسے کام کے لئے تو تین بھی بہت ہوتے "اور پھر یہ بھی چاہئے کہ ایک دوسرے پر ہر ایک کو اپنے سے زیادہ اعتماد ہو! اور بس ایک کوئی پی کر بک دیتا اور سارا کارخانہ ڈھے پڑتا! دودھ پیتے بچے! اور دفتروں سے بانڈ بھنانے کے لئے بے اعتبار لوگوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ ایسے کام کے لئے بھلا جو سب سے پہلے مل جائے بس اسی پر اعتبار کیا جاتا ہے؟ اچھا فرض کر لیتے ہیں کہ یہ دودھ پیتے بچے کامیاب ہو جاتے اور ہر ایک اپنے لئے دس دس لاکھ کے بانڈ بھنا لیتا "تو پھر" اس کے بعد؟ ساری زندگی؟ ساری زندگی ہر ایک کا انحصار دوسرے پر ہوتا! اس سے تو اچھا ہے کہ آدمی خود کو پھانسی لگا لے! اور یہ لوگ تو بھنا بھی نہ سکے۔ کیا ایک شخص دفتر میں بھنانے "چلے اس کو پانچ ہزار اور اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ چار ہزار تو گنے اس نے لیکن پانچویں کو نہیں گنا "بھروسے پر لے لیا کہ بس جلدی سے جیب میں رکھ کر بھاگ کھڑا ہو۔ اور اس طرح اس نے شبہ پیدا کر دیا۔ اور سب کچھ ایک بیوقوف کی وجہ سے چوپٹ ہو گیا! کیا سچ مچ یہ ممکن ہے؟"

"کہ ہاتھ کانپنے لگے؟" زمیتوف نے کہا۔ "نہیں "یہ تو ممکن ہے۔ نہیں "اس کا مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ممکن ہے۔ کبھی کبھی آدمی کو اپنے اوپر قابو نہیں رہتا۔"

"کیا اس صورت میں؟"

"اور آپ کیا اپنے آپ پر قابو رکھ سکتے ہیں؟ نہیں "میں ہوتا تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ پاتا! سو روبل کے انعام کے لئے ایسی بھیانک مشکل میں پڑنا! جعلی بانڈ لے کر جانا... کہاں؟ بینک کے دفتر میں جہاں وہ لوگ اس کا خوب تجربہ رکھتے ہیں۔۔۔ نہیں میں ہوتا تو بوکھلا جاتا۔ اور آپ نہ بوکھلاتے؟"

رسکولنیکوف کا پھر بڑی شدت سے جی چاہا کہ منہ چڑا دے۔ بار بار اس کی پیٹھ پر جھرجھری کی لہری دوڑ جاتی تھی۔

"میں ہوتا تو یوں نہ کرتا" اس نے کہنا شروع کیا۔ "میں ہوتا تو اس طرح بھناتا۔۔۔ پہلے ہزار کو گنتا "گڈی کے دونوں طرف سے کوئی چار بار" اور ہر ایک نوٹ کو اچھی طرح دیکھتا بھالتا۔ پھر دوسرے ہزار کو اٹھاتا "اسے گننا شروع کرتا "آدھی گڈی گنتا اور کوئی سا بھی پچاس روبل کا نوٹ اٹھا کر روشنی کے سامنے کرتا "اسے الٹ کر پھر سے روشنی کے سامنے کرتا۔۔۔ جعلی تو نہیں ہے؟" بات یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں اس لئے کہ میری ایک رشتہ دار بالکل اسی طرح پچیس روبل گنوا بیٹھیں" اور پھر سارا قصہ بیان کرتا۔ اور جب تیسرے ہزار کو گننا شروع کرتا تو کہتا۔۔۔ "نہیں "معاف کیجئے گا میں نے گنا۔ یہ دوسرے ہزار میں ساتویں سیکڑے کو صحیح نہیں گنا "شک ہو رہا ہے" اور تیسرے کو چھوڑ کر پھر دوسرے ہزار کو گننے لگتا اور اسی طرح سارے پانچویں ہزار کے ساتھ کرتا۔ اور جب ختم کر لیتا تو پانچویں اور دوسرے ہزار میں سے یوں ہی کوئی نوٹ نکال لیتا "پھر روشنی کے سامنے کرتا "ہاں پھر مشکوک ہے "مہربانی کر کے انہیں بدل دیجئے" اور دفتر والے کو اتنا عاجز کرتا کہ سات بار اسے پسینے آ جاتے اور اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ کیسے مجھ سے اپنی جان چھڑائے! آخر کار سب ختم کر کے چلتا "دروازہ کھولتا۔۔۔ ارے نہیں "معاف کیجئے گا" پھر سے واپس آ جاتا "کچھ بھی پوچھنے کے لئے" کوئی نہ کوئی وضاحت حاصل کرنے کے لئے۔۔۔ یوں کیا ہوتا میں نے تو!"

"اف "آپ کیسی کیسی بھیانک باتیں کرتے ہیں!" زمیتوف نے ہنستے ہوئے کہا۔ "بس یہ کہ یہ سب زبانی باتیں ہیں "کرنا پڑتا تو غالباً آپ بھی گڑبڑا جاتے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میری رائے میں صرف میں اور آپ نہیں بلکہ منجھے ہوئے اور بیباک آدمی کو بھی اپنے اوپر بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ ارے دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ یہ رہی مثال: ہمارے ہی علاقے میں بڑھیا کو قتل کر دیا گیا۔ لگتا تو یہی ہے کہ بڑا بیباک شخص ہو گا جو اس نے دن دہاڑے سارے خطرے مول لئے۔ بس معجزہ ہی تھا جو بچ نکلا۔۔۔ لیکن ہاتھ تو پھر بھی کانپنے لگے "چوری کرنے میں کامیاب نہ ہوا "اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ یہ تو معاملے ہی سے ظاہر ہے...."

رسکولنیکوف کو اپنی توہین کا سا احساس ہوا۔

"ظاہر ہے! تو ابھی اسے پکڑ لیجئے "کیوں؟" وہ بدطینتی سے زمیتوف پر چوٹ کرتے ہوئے چیخ پڑا۔

"ارے اسے تو پکڑ ہی لیں گے۔"

"کون؟ آپ؟ آپ اسے پکڑیں گے؟ ہانپ کر رہ جائیں گے! آپ کے لئے تو سب سے خاص چیز یہ ہے کہ آدمی دونوں ہاتھ سے رقم اڑاتا ہے یا نہیں؟ اس کے پاس رقم تو تھی نہیں اور اب وہ فضول خرچی شروع کر دیتا ہے۔۔۔ تو پھر کیسے وہ نہیں؟ اس طرح کوئی بچہ بھی اگر چاہے تو آپ کو گمراہ کر سکتا ہے!"

"یہ تو ایسا ہی "لوگ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں" زمیتوف نے جواب دیا "قتل تو چالاکی سے کرتا ہے "جان پر کھیل جاتا ہے" اور بس اس کے بعد سیدھے شراب خانے ہی میں پہنچتا ہے۔ رقم اڑانے ہی میں پکڑے جاتے ہیں۔ سب اتنے "آپ جیسے چالاک نہیں ہوتے۔ آپ ہوتے تو ظاہر ہے کہ شراب خانے میں کبھی نہ جاتے؟"

رسکولنیکوف نے تیوریاں چڑھالیں اور زمیتوف کو گھور کر دیکھا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ مزہ آ رہا ہے اور جاننا چاہتے ہیں کہ میں ہوتا تو اس معاملے میں کیا کرتا؟" اس نے ناگواری سے پوچھا۔

زمیتوف نے قطعی طور پر اور سنجیدگی سے جواب دیا "چاہتا تو ہوں۔" اس نے زیادہ ہی سنجیدگی سے بات کرنا اور دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

"بہت زیادہ؟"

"بہت زیادہ۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ہوتا تو ایسے کرتا" رسکولنیکوف نے اچانک پھر اپنا چہرہ زمیتوف کے چہرے کے پاس کر کے' پھر اسے گھور کر دیکھتے ہوئے اور سرگوشی میں بات کرتے ہوئے کہنا شروع کیا' اس طرح کہ اب کی بار زمیتوف کو جھرجھری بھی آ گئی "میں ہوتا تو ایسے کرتا --- میں نے نقدی اور چیزیں لے لی ہوتیں اور جیسے ہی وہاں سے نکلتا ویسے ہی کہیں اور گئے بغیر سیدھے کسی ایسی جگہ جاتا جو ویران ہوتی اور بس چاردیواری گھری ہوتی اور تقریباً کوئی بھی نہ ہوتا --- سبزیوں کا کھیت کوئی نہ کوئی یا اسی قسم کی کوئی اور جگہ۔ وہاں میں نے پہلے ہی سے اس صحن میں کوئی ایسا پتھر دیکھ رکھا ہوتا جو پود (2) یا ڈیڑھ پود وزن کا ہوتا' اور جب سے وہ مکان بنا تھا تبھی سے کسی کونے میں چاردیواری کے پاس پڑا ہوتا۔ اس پتھر کو میں نے ذرا سا اٹھایا ہوتا' اس کے نیچے گڑھا تو ضرور ہی بن گیا ہوگا' بس اسی گڑھے میں چیزیں اور نقدی رکھ دیتا۔ رکھ دیتا اور پتھر کو پھر اسی طرح رکھ دیتا جیسے وہ پہلے تھا' پاؤں سے دبا دیتا اور بس وہاں سے چلا جاتا۔ پھر سال بھر' دو سال نہ نکالتا' تین سال نہ نکالتا --- اور ڈھونڈا کرتے آپ! اچھا' لیکن اب غائب ہو گیا!"

"آپ پاگل ہیں" پتہ نہیں کیوں زمیتوف نے بھی سرگوشی میں کہا اور پتہ نہیں کیوں وہ رسکولنیکوف سے الگ ہٹ گیا۔ رسکولنیکوف کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا تھا۔ اس کا اوپر کا ہونٹ کانپ اٹھا اور پھڑکنے لگا۔ وہ جھک کر جہاں تک ہو سکا زمیتوف کے قریب آ گیا اور اس کے ہونٹ ہلنے لگے لیکن منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ آدھ منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ وہ جانتا تھا کہ کیا کر رہا ہے لیکن اسے اپنے اوپر قابو نہ رہ گیا تھا۔ بھیانک لفظ اس کے ہونٹ پر یوں اچک رہا تھا جیسے اس دن دروازے کی کنڈی اچک رہی تھی --- بس اب الگ ہونے کو ہوئی' بس اب وہ نکلا کہ نکلا' بس اب اس نے کہا کہ کہا!

"اور اگر میں ہی نے بڑھیا اور لیزاویتا کو قتل کیا ہو تو؟" اس نے اچانک کہا اور --- چونک پڑا۔

زمیتوف نے اسے وحشیانہ نظروں سے دیکھا اور اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ مسکرانے سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا۔

"لیکن کیا سچ مچ یہ ممکن ہے؟" اس نے بمشکل سنائی دینے والی آواز میں کہا۔

رسکولنیکوف نے اسے غصے سے دیکھا۔

"اقبال کر لیجئے کہ آپ کو یقین ہو گیا تھا! کیوں؟ ہو گیا تھا نہ؟"

"بالکل نہیں! اب تو پہلے ہمیشہ سے بھی کم یقین ہے!" جلدی سے زمیتوف نے کہا۔

"آ گیا جال میں آخر! پکڑا گیا چوزہ۔ مطلب یہ کہ پہلے یقین کر لیا تھا جو اب "پہلے ہمیشہ سے بھی کم یقین کرتے ہیں؟"

"ہرگز ہرگز نہیں!" زمیتوف صریحی بوکھلا کر چیخا "یہ آپ مجھے اسی لئے ڈرا رہے تھے کہ بات کو یہاں تک لائیں؟"

"تو نہیں یقین کرتے؟ تو جب میں اس دن پولیس کے دفتر سے چلا گیا تھا تو میری عدم موجودگی میں آپ کس چیز کے بارے میں باتیں کر رہے تھے؟ اور بے ہوشی کے بعد لیفٹیننٹ بارود مجھ سے کس لئے جرح کر رہا تھا؟" اس نے کھڑے ہو کر ٹوپی اٹھاتے ہوئے ویٹر کو پکارا "ارے سنتا ذرا... کتنا دینا ہے مجھے؟"

"کل تیس کوپیک" ویٹر نے جواب دیا۔

"اور یہ بیس کوپیک اور تمہاری واڈکا کے لئے۔ دیکھئے ذرا کتنی رقم ہے!" اس نے زمیتوف کی طرف اپنا کانپتا ہوا ہاتھ نوٹوں سمیت بڑھایا "سرخ اور نیلے نوٹ' پچیس روبل۔ کہاں سے آ گئے؟ اور کہاں سے یہ نئے کپڑے نمودار ہو گئے؟ آخر آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ایک کوپیک بھی نہ تھا! مکان مالکن سے تو پوچھ گچھ ضرور ہی کر لی ہو گی.... اچھا' بس اکافی ہو گئی بک بک! پھر ملیں گے.... زیادہ خوشگوار طریقے سے!...."

وہ نکل گیا۔ کسی وحشیانہ خفقانی احساس سے اس کا سارا بدن کانپ رہا تھا جس میں ایک حد تک ناقابل برداشت لطف اندوزی تھی --- پھر بھی وہ اداس اداس اور بے حد تھکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ایسا اینٹھا ہوا تھا جیسے کسی طرح کا دورہ پڑنے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کی تھکن بڑی تیزی سے بڑھتی گئی۔ اب کسی بھی پہلے دھکے سے' پہلے ہی جھنجھلا دینے والے احساس کے ساتھ اس کی توانائی بیدار ہو جاتی تھی اور واپس آ جاتی تھی لیکن اسی طرح جلد ہی وہ' اس احساس کے کمزور ہوتے جانے کے مطابق' کمزور بھی پڑ جاتی تھی۔

زمیتوف اکیلا رہ گیا لیکن پھر بھی اسی جگہ پر بیٹھا' خیالات میں کھویا ہوا۔ رسکولنیکوف نے ناداستہ طور پر اس کے سارے خیالات کو' اس خاص معاملے کے سلسلے میں' الٹ پلٹ دیا تھا اور قطعی طور پر اس کی رائے معین کر دی تھی۔

"ایلیا پتروویچ --- گاؤدی ہیں!" اس نے قطعی طور پر طے کیا۔

رسکولنیکوف نے سڑک پر نکلنے کے لئے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچانک سائبان ہی میں وہ اندر آتے ہوئے رزومیخن سے ٹکرا گیا۔ دونوں میں جب تک ایک قدم کا بھی فاصلہ تھا تب تک کسی نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا چنانچہ ان کے سر تقریباً ٹکرا گئے۔ ذرا دیر تک دونوں ایک دوسرے کو سر سے پاؤں تک دیکھتے رہے۔ رزومیخن بہت ہی حیرت میں تھا لیکن اچانک اس کی آنکھوں میں غصے کی' سچ مچ کے غصے کی چمک پیدا ہو گئی۔

وہ حلق پھاڑ کر چلایا "تو یہاں ہو تم! بستر سے اٹھ کے بھاگ کھڑے ہوئے! اور میں نے وہاں انہیں صوفے کے نیچے تک ڈھونڈ ڈالا! اوپر برساتی تک دیکھنے گئے! میں نے تمہاری خاطر نستاسیا کو بس مارتے مارتے چھوڑا.... اور آپ ہیں کہ یہاں ہیں! رودیا! اس کا مطلب کیا ہے آخر؟ سب سچ سچ بتا دو! سیدھے اقبال کر لو! سن رہے ہو؟"

"مطلب یہ ہے کہ تم سب نے میرا جینا دوبھر کر دیا ہے اور میں رہنا چاہتا ہوں اکیلا" رسکولنیکوف نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

"اکیلا؟ جب کہ تم چل بھی نہیں سکتے' جب کہ تمہارا تھوبڑا بالکل سفید ہو رہا ہے اور تم ہانپ رہے ہو! احمق!.... تم یہاں "پالے دی کرستال" میں کیا کر رہے تھے؟ فوراً سب قبول دو!"

"چھوڑو مجھے!" رسکولنیکوف نے کہا اور پاس سے نکل جانا چاہا۔ اس پر رزومیخن بالکل آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے رسکولنیکوف کے کندھے مضبوطی سے پکڑ لیے۔

"چھوڑ دو؟ تمہاری یہ کہنے کی ہمت پڑی کہ "چھوڑ دو مجھے؟" پتہ ہے تمہیں کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ تمہیں اٹھا کر تمہاری گٹھری بناؤں گا اور بغل میں دبا کر گھر لے جاؤں گا اور تالے میں بند کر دوں گا!"

"سنو رزومیخن" رسکولنیکوف نے سکون کے ساتھ اور بظاہر بڑے اطمینان سے کہنا شروع کیا "کیا واقعی تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ مجھے تمہاری عنایت نہیں چاہئے؟ اور یہ کیسی خواہش ہے کہ عنایت اور مہربانی کرنا چاہتے ہو ان پر جو.... اس پر تھوکتے ہیں؟ آخر کار ان پر جن کے لئے یہ بہت ہی بڑا بار بن جاتی ہے؟ تم نے مجھے بیماری کے شروع میں آخر کس لئے تلاش کیا تھا؟ ہو سکتا ہے میں مر جاتا تو مجھے بہت ہی خوشی ہوتی؟ کیا آج میں نے تم کو کافی صاف صاف نہ جتا دیا تھا کہ تم مجھے اذیت دے رہے ہو کہ تم نے مجھے.... عاجز کر دیا! آخر تم کیوں لوگوں کو اذیت دیتے رہتے ہو! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ سب چیزیں میرے صحت یاب ہونے میں شدید طور سے مخل ہو رہی ہیں' اسی لئے مجھے سارے وقت جھنجھلاہٹ ہوتی رہتی ہے۔ آخر زوسیموف تو ابھی تھوڑی دیر پہلے اسی لئے چلا گیا کہ میں جھنجھلاؤں نہیں۔ تم بھی خدا کے لئے اب مجھے چھوڑ دو! آخر تمہیں حق کیا ہے کہ تم مجھے زبردستی پکڑو؟ کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ اس وقت میں بالکل ہوش میں باتیں کر رہا ہوں؟ بتاؤ کہ میں کس طرح تمہاری منت کروں کہ تم مجھے ایذا مت پہنچاؤ اور میرے ساتھ نیکی نہ کرو؟ چلو میں نمک حرام سہی' چلو میں رذیل سہی' بس تم لوگ سب مجھے چھوڑ دو' خدا کے لئے چھوڑ دو! چھوڑ دو! چھوڑ دو!"

اس نے شروع بڑے سکون کے ساتھ کیا تھا اور پہلے ہی سے اس زہر افشانی پر خوش ہو رہا جو اس نے کرنے کی تیاری کر لی تھی لیکن ختم کیا اس نے جنونی حالت میں اور ہانپتے ہوئے' جیسے تھوڑی دیر پہلے لوژین کے ساتھ بات کرنے میں ہوا تھا۔

کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسکولنیکوف کے کندھوں سے اپنے ہاتھ ہٹا لئے۔

"جاؤ جہنم میں!" اس نے دھیرے سے تقریباً فکرمندی کے ساتھ کہا لیکن رسکولنیکوف اپنی جگہ سے ہلا ہی تھا کہ وہ دھاڑنے لگا "ٹھہرو! میری بات سنتے جاؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم سب 'ایک ایک' بس باتیں بنانا جانتے ہو اور ڈینگیں مارنا! بس ایک ذرا سی مصیبت جو آ گئی تم پر --- تو تم اس کو لے کر یوں بیٹھ جاتے ہو جیسے مرغی انڈے سیتی ہے! اور اس میں بھی دوسرے ادیبوں سے سرقہ کرتے ہو۔ تم میں زندگی کی ایک علامت بھی اپنی طبع زاد نہیں ہے! وہیل مچھلی کے سر کی چربی والے مرہم سے تم لوگ بنائے گئے ہو اور تمہاری رگوں میں خون نہیں مٹھا بھرا ہوا ہے! تم میں سے ایک پر بھی میں بھروسا نہیں کرتا! ہر حالت میں تمہارے لئے سب سے اہم معاملہ یہ ہوتا ہے کہ کیا کریں جو انسان سے مشابہ نہ رہیں! ٹھہرو!" اس نے دیکھا کہ رسکولنیکوف پھر چلنے ہی والا ہے تو وہ شدید غیظ کے ساتھ چیخا "آخر تک سنتے جاؤ! تمہیں معلوم ہے کہ آج میرے ہاں گھر بھرائی کے سلسلے میں لوگ جمع ہو رہے ہیں' ہو سکتا ہے اب تک پہنچ بھی چکے ہوں' وہاں میں نے چچا کو چھوڑ دیا ہے' مہمانوں کو سنبھالنے کے لئے --- ابھی ابھی وہاں سے آیا ہوں۔ تو اگر تم بیوقوف' گئے گزرے بیوقوف' ڈھلے ڈھلائے بیوقوف نہیں ہو' کسی غیر ملکی زبان سے ترجمہ نہیں ہو.... دیکھو رودیا' میں مانتا ہوں کہ تم تھوڑا سمجھدار ہو لیکن تم بیوقوف ہو! --- تو مطلب یہ کہ اگر تم بیوقوف نہیں ہو تو بہتر ہوتا کہ تم آج میرے ہاں آ جاتے' شام کو بیٹھنا چاہئے' مفت میں جوتے گھسنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب نکل کھڑے ہوئے تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے! میں تمہارے لئے ایسی آرام دہ کرسی کا انتظام کر دوں گا' مالک مکان کے پاس ہے.... چائے' لوگوں کی صحبت.... نہیں تو تمہیں صوفے پر لٹا دوں گا --- بہرحال ہم لوگوں کے درمیان تو لیٹے رہو گے.... اور زوسیموف بھی ہو گا۔ آؤ گے'

کیوں؟"

"نہیں۔"

"جھوٹ کہہ رہے ہو!" رزومیخن بے صبری کے ساتھ چلایا "تمہیں کیا معلوم؟ تم اپنے لئے کیسے جوابدہ ہو سکتے ہو! اور اس کے بارے میں کچھ سمجھتے بھی نہیں.... ہزاروں بار اسی طرح میں نے لوگوں کے منہ پر تھوکا اور پھر دوڑ کر انہیں کے پاس گیا.... شرم آنے لگتی ہے --- اور آدمی انسان کے پاس واپس چلا جاتا ہے! تو یاد رکھنا' پوچینکوف کا مکان' تیسری منزل پر...."

"تو آپ رزومیخن صاحب عنایت کی خوشی حاصل کرنے کے لئے شاید کسی کو بھی اجازت دے دیں گے کہ آپ کو پیٹ دے۔"

"کس کو؟ مجھے! ذرا سا ارادہ بھی ہوا تو ناک مروڑ دوں گا! پوچینکوف کا مکان' نمبر سینتالیس' سرکاری ملازم بابوشکین کے فلیٹ میں...."

"رزومیخن میں نہیں آؤں گا!" رسکولنیکوف مڑا اور چل دیا۔

"شرط لگاتا ہوں کہ تم آؤ گے!" رزومیخن نے اسے پکار کر کہا "ورنہ.... ورنہ میں پھر کبھی تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتا! سنو' ارے' زمیتوف ہے وہاں؟"

"وہیں ہے۔"

"تم ملے؟"

"ملا۔"

"اور باتیں کیں؟"

"باتیں کیں۔"

"کس چیز کے بارے میں؟ خیر' لعنت ہے تم پر' تم تو شاید بتاؤ گے نہیں۔ پوچینکوف کا مکان' سینتالیس' بابوشکین' یاد رکھنا!"

رسکولنیکوف سڑک تک چل کر سدووایا پر مڑ گیا۔ رزومیخن اسے فکرمندی کے ساتھ دیکھتا رہا آخر ہاتھ جھٹک کر وہ عمارت میں داخل ہو گیا لیکن بیچ سیڑھیوں پر رک گیا۔

"جائے جہنم میں!" اس نے تقریباً سنائی دے جانے والی آواز میں کہا "باتیں تو ہوش کی کرتا ہے اور جیسے.... لیکن میں بیوقوف ہوں! تو کیا پاگل لوگ کبھی ہوش کی باتیں نہیں کرتے؟ اور زوسیموف کو تو مجھے ایسا لگا کہ اسی بات کا ڈر ہے!" اس نے ماتھے پر انگلی سے ٹھک ٹھک کیا "اور اگر.... اسے اس وقت میں نے اکیلے کیسے جانے دیا؟ شاید ڈوب مرے.... اف' کیسی غلطی کی! ہرگز نہ کرنا چاہئے تھا!" اور وہ الٹے پاؤں بھاگا' رسکولنیکوف کے تعاقب میں' لیکن اس کا کہیں پتہ ہی نہ تھا۔ اس نے چڑ کر تھوکا اور تیز تیز قدموں سے "پالے دی کرستال" واپس آ گیا کہ جلدی زمیتوف سے پوچھ پاچھ سکے۔

رسکولنیکوف سیدھے نہر کے پل پر گیا اور بیچ میں جنگلے کے پاس کھڑے ہو کر اس نے اپنی دونوں کہنیاں اس پر ٹیک دیں اور کہیں دور دیکھنے لگا۔ رزومیخن سے رخصت ہونے کے بعد وہ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ یہاں تک بہ مشکل ہی پہنچ سکا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ سڑک پر کہیں بیٹھ جائے یا لیٹ جائے۔ پانی کے اوپر جھکے جھکے اس نے میکانیکی طور پر ڈوبتے سورج کی آخری گلابی دمک کو' بڑھتے ہوئے دھندلکے میں تاریک ہوتے ہوئے مکانوں

کی چھتوں کو، دور پر ایک اکیلی کھڑکی کو، جو کہیں برساتی میں تھی، نہر کے بائیں کنارے پہ، اور ذرا دیر کے لئے سورج کی آخری کرنیں پڑنے سے بالکل مشعل کی طرح دہک رہی تھی، نہر کے سیاہ ہوتے ہوئے پانی کو دیکھا اور ایسا لگا جیسے وہ اس پانی کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔ آخر کار اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ سرخ حلقے سے ناچنے لگے، مکان حرکت کرنے لگے، راہ گیر، گھاٹ، گاڑیاں ـــــ سب ناچنے لگیں اور ارد گرد کی ہر چیز گھومنے لگی۔

اچانک وہ چونک پڑا، ہو سکتا ہے ایک وحشیانہ اور بدتمیزی کے منظر نے اسے بے ہوش ہونے سے بچا لیا ہو۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے دائیں کو بالکل پاس ہی کوئی کھڑا ہے۔ اس نے ادھر نظر اٹھائی اور ـــ دیکھا کہ لمبے قد کی ایک عورت ہے، سر پر رومال باندھے، زرد، لمبوترا سا ستا ہوا چہرہ اور دھنسی دھنسی سرخ آنکھیں۔ وہ سیدھے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن صاف ظاہر تھا کہ اسے کچھ نظر آیا نہ کسی کو اس نے پہچانا۔ اچانک اس نے دائیں ہاتھ کی کہنی جنگلے پہ ٹکائی، دایاں پاؤں اٹھایا اور اسے باڑھ کے اس پار کیا، اس کے بعد بائیں پاؤں کو بھی اور پانی میں کود پڑی۔ گندہ پانی پھٹا اور اس نے اپنے شکار کو نگل لیا لیکن ایک منٹ بھر میں ڈوبنے والی پانی کی سطح پر ابھر آئی اور دھیرے دھیرے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی، سر اور ٹانگیں پانی میں، پیٹھ اوپر۔ اس کا سایہ ایک طرف کو ہو کر پانی کے اوپر تکیے کی طرف پھولا ہوا تھا۔

"ڈوب رہی ہے! ڈوبی جا رہی ہے!" دسیوں آوازیں چیخ رہی تھیں، لوگ بھاگ رہے تھے، دونوں کناروں پہ ناظرین کی بھیڑ لگ گئی، پل پر رسکو لنیکوف کے ارد گرد لوگ دھکم دھکا کر رہے تھے اور پیچھے سے اس پہ ٹوٹے پڑ رہے تھے اور اسے دبائے دے رہے تھے۔

"لوگو، یہ تو ہماری افروسینوشکا ہے!" کہیں پاس سے ایک روتی ہوئی عورت کی چیخ سنائی دی "اوگو بچاؤ! مائی باپ، میرے سگے، اسے نکال لو!"

بھیڑ میں لوگ چلائے "ناؤ لاؤ، ناؤ!"

لیکن ناؤ کی ضرورت نہ رہ گئی تھی۔ ایک پولیس والا زینوں پر دوڑتا ہوا نہر کے کنارے پہنچا، اپنا گرم اوور کوٹ اور بوٹ اتار کر پھینکے اور پانی میں کود پڑا۔ اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی، ڈوبنے والی پانی کے بہاؤ میں گھاٹ سے بس دو قدم پر آ گئی تھی، پولیس والے نے دائیں ہاتھ سے اس کا لباس پکڑا اور بائیں ہاتھ سے ایک بلی کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا جو اس کے ساتھی نے اس کی طرف بڑھا دی تھی اور فوراً ڈوبنے والی کو نکال لیا گیا۔ اسے گھاٹ کے پتھر کے فٹ پاتھ پر لٹا دیا گیا۔ جلد ہی وہ ہوش میں آ گئی، اٹھ بیٹھی اور چھینکنے اور کھانسنے لگی اور بیوقوفی سے اپنے تر بتر لباس پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ بولی وہ کچھ نہیں۔

اسی پہلے والی عورت کی آواز پھر بین کرنے لگی جو اب افروسینوشکا کے پاس پہنچ گئی تھی "اتی پی لی کہ حواس ہی میں نہ رہی، ارے لوگو، نشے میں دھت ہو گئی، ابھی کچھ دن پہلے پھانسی لگانا چاہتی تھی، لوگوں نے اسے پھانسی کے پھندے سے نکالا۔ ابھی میں دکان پہ چلی گئی، اپنی لڑکی کو چھوڑ گئی کہ اس پہ نظر رکھے ـــ اور لو یہ گناہ کر بیٹھی، پڑوسن ہے، صاحب، پڑوسن ہماری، پاس ہی رہتی ہے، نکڑ پر سے دوسرا مکان ہے، نہیں پہ...."

لوگ چھٹنے لگے، پولیس والے ابھی تک ڈوبنے والی کے ارد گرد ہی تھے، کسی نے چیخ کر پولیس کے دفتر کے بارے میں کچھ کہا.... رسکو لنیکوف سب کو بے نیازی اور بے تعلقی کے ایک عجیب احساس کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ اسے تنفر ہو رہا تھا۔ وہ اپنے آپ ہی بڑبڑایا: "نہیں، کراہت انگیز ہے.... پانی.... موزوں نہیں ہے۔" پھر اس نے کہا "کچھ نہیں ہوگا ـــ انتظار کاہے کا! اور یہ پولیس دفتر کا کیا ذکر تھا.... اور زمیتوف اس وقت دفتر میں

کیوں نہیں؟ دفتر تو دس بجے تک کھلا رہتا ہے...." اس نے جنگلے کی طرف پیٹھ کر لی اور اپنے چاروں طرف دیکھا۔

"تو پھر کیوں نہیں! اور ہونے دو جو ہوتا ہے!" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا، پل پر سے چل پڑا اور اس سمت کو روانہ ہوا جدھر پولیس کا دفتر تھا۔ دل اس کا بالکل خالی اور اجاڑ تھا۔ سوچنا وہ چاہتا نہیں تھا۔ اس کی اداسی بھی ختم ہو چکی تھی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے والی توانائی کا بھی نام و نشان نہ تھا جب وہ گھر سے اس ارادے کے ساتھ نکلا تھا کہ "اس سب کو ختم کر دے!" اس کی جگہ مکمل بیدلی طاری ہو گئی تھی۔

"تو پھر، یہ نکلنے کا ایک راستہ تو ہے!" اس نے دھیرے دھیرے اور بے جان طریقے سے نہر کے کنارے کنارے چلتے ہوئے سوچا۔ "ویسے بھی ختم کر لوں گا، کیونکہ چاہتا ہوں.... لیکن کیا یہ بچ نکلنے کا راستہ ہے؟ لیکن کیا فرق پڑتا ہے! دو گز زمین تو ہوگی ـــ اونہہ۔ لیکن یہ خاتمہ بھی کیا! خاتمہ تو نہیں ہو سکتا؟ میں ان لوگوں سے کہوں یا نہ کہوں؟ اف.... لعنت ہے! اور میں تھک گیا ہوں ـــ کہیں نہ کہیں جلدی لیٹنا یا بیٹھنا چاہئے! سب سے زیادہ شرمناک بات یہ ہے کہ یوں بھی کافی بیوقوفی ہو چکی۔ خیر اس پر تو تھوکنا چاہئے۔ افوہ، سر میں کیسی کیسی بیوقوفی کی باتیں آتی ہیں...."

پولیس کے دفتر تک پہنچنے کے لئے سیدھے جانے اور دوسرے موڑ پر بائیں کو ہو لینے کی ضرورت تھی ـــ وہ بس دو ہی قدم پر تھا۔ لیکن پہلے موڑ تک پہنچ کر وہ رک گیا، سوچنے لگا، گلی میں مڑ گیا اور چکر لگا کر دو سڑک آگے نکل گیا ـــ ہو سکتا ہے بغیر کسی مقصد کے اور ہو سکتا ہے اس لئے کہ راستے کو ذرا اور طول دے، تھوڑا وقت اور حاصل کر لے۔ وہ چلتا جا رہا تھا اور زمین کو تکے جا رہا تھا۔ اچانک ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا ہو۔ اس نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ وہ اسی مکان کے پاس، ٹھیک پھاٹک کے قریب کھڑا ہے۔ اس شام کے بعد وہ یہاں نہیں آیا تھا اور پاس سے بھی نہ گزرا تھا۔

اس کو ایک ایسی خواہش کھینچے لئے جا رہی تھی جسے نہ ٹالا جا سکتا تھا نہ اس کی وضاحت کی جا سکتی تھی۔ وہ مکان میں داخل ہو گیا، پھاٹک میں سے ہو کر نکل آیا اور دائیں کو پہلے دروازے سے اندر آ کر جانی پہچانی سیڑھیوں پہ چڑھنے لگا، چوتھی منزل پہ جانے کے لئے۔ تنگ اور چھوٹی سیڑھیوں پہ بڑا اندھیرا تھا۔ وہ ہر چوکے پہ رکتا تھا اور تجسس کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتا تھا۔ پہلی منزل کے چوکے پر کھڑکی میں سے چوکھٹ بازو بالکل نکال لئے گئے تھے۔ "تب تو ایسا نہ تھا" اس نے سوچا۔ اور یہ دوسری منزل والا فلیٹ ہے جس میں میکولائی اور میتری کام کر رہے تھے۔ "بند ہے اور دروازے پر نیا رنگ کیا گیا تھا، مطلب یہ کہ کرائے پر اٹھانے کے لئے ہے۔" اور یہ بھی تیسری منزل.... اور چوتھی.... "یہاں!" وہ بالکل بوکھلا گیا ـــ اس فلیٹ کا دروازہ پاٹوں پاٹ کھلا ہوا تھا، وہاں لوگ تھے، آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس کی اسے بالکل توقع نہ تھی۔ تھوڑی سی ہچکچاہٹ کے بعد وہ آخری زینے تک چڑھ گیا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

اسے بھی پھر سے کرائے پر اٹھایا جانے والا تھا۔ اس میں کاریگر کام کر رہے تھے۔ اس پر اسے کچھ حیرت ہوئی۔ پتہ نہیں کیوں اس نے یہ تصور کیا تھا کہ اسے ہر چیز ویسے ہی ملے گی جیسے تب تھی، بلکہ ہو سکتا ہے لاشیں بھی فرش پر اسی جگہ پڑی ہوں۔ لیکن اب تو دیواریں ننگی تھیں، فرنیچر کوئی بھی نہ تھا۔ کچھ عجیب سا تھا! وہ کھڑکی تک گیا اور اس کی سل پہ بیٹھ گیا۔

کل دو آدمی کام کر رہے تھے، دونوں جوان تھے، ایک ذرا بڑا تھا اور دوسرا اس سے کافی چھوٹا۔ وہ پہلے

والے زرد، خستہ اور گندے کاغذ کی جگہ دیواروں پر نیا کاغذ چپکا رہے تھے، سفید جس پر کاسنی رنگ کے پھول تھے۔ یہ کاغذ پتہ نہیں کیوں رسکولنیکوف کو سخت ناپسند ہوا۔ اس نے نئے کاغذ کو ناگواری کے ساتھ دیکھا جیسے اسے افسوس ہو کہ سب کچھ اس طرح بدل گیا۔

کاریگر بہ ظاہر زیادہ دیر تک کام کرتے رہے تھے اور اب جلدی جلدی کاغذ لپیٹ کر گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ انھوں نے رسکولنیکوف کی آمد کی طرف تقریباً کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ وہ کچھ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ رسکولنیکوف نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لئے اور سننے لگا۔

"تو یہ بات ہے کہ میرے پاس آجاتی ہے وہ صبح سویرے" بڑا والا کاریگر چھوٹے سے کہہ رہا تھا۔۔۔ "تڑکے، منہ اندھیرے ہی، اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے۔ میں کہتا ہوں "تو یہ کیوں میرے سامنے نخرے کرتی ہے" کہتا ہوں "تو کیوں میرے سامنے بن ٹھن کر آتی ہے؟" کہتی ہے "میں چاہتی ہوں تیت وا سیلیویچ کہ آج کے دن سے اور آئندہ بھی آپ کی تابع رہوں!" تو یہ بات ہے! اور کپڑے ایسے پہنتی ہے کہ بالکل رسالہ، تو رسالہ معلوم ہوتی ہے!"

"اور چچا یہ رسالہ کیا ہوتا ہے؟" چھوٹے والے نے پوچھا۔ بہ ظاہر "چچا" کو اس نے ہر چیز میں اپنا استاد بنا لیا تھا۔

"او رسالہ میرے بھائی، یہ ایسی تصویریں ہوتی ہیں، رنگین، اور وہ یہاں کے درزیوں کے پاس ہر سنیچر کو ڈاک سے ولایت سے آتے ہیں اور ان میں یہ ہوتا ہے کہ کس کو کیسے کپڑے پہننے چاہئیں۔۔۔ مردوں کو بھی اور اسی طرح عورتوں کو بھی۔ مطلب تصویریں ہی ہوتی ہیں۔ مرد تو زیادہ تر فراک کوٹ پہنے دکھائے جاتے ہیں اور عورتوں والا حصہ تو بھائی ایسے مزے کا ہوتا ہے کہ تو مجھے سب کا سب دے دے تو بھی کم ہے!"

چھوٹا والا بڑے جوش کے ساتھ کہنے لگا "اس پیٹرس برگ میں بھلا کیا نہیں ہے! اماں باپ کو چھوڑ کر سبھی ہے!"

"ہاں میرے بھائی، ان کو چھوڑ کر سبھی ہے یہاں تو" بڑے والے نے پکا فیصلہ کر دیا۔

رسکولنیکوف اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا جہاں پہلے صندوق تھا، پلنگ اور دراززوں والی الماری۔ فرنیچر کے بغیر اسے یہ کمرہ بے انتہا چھوٹا لگا۔ یہاں کاغذ بھی وہی تھا اور کونے میں کاغذ پر بڑی اچھی طرح اس جگہ پر نشان بنے ہوئے تھے جہاں مذہبی شبیہیں رکھی تھیں۔ اس نے دیکھا بھالا اور اپنی کھڑکی کے پاس واپس آگیا۔ بڑا والا کاریگر اسے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو کیا چاہئے؟" اس نے رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر یکبارگی پوچھا۔

جواب دینے کی بجائے رسکولنیکوف کھڑا ہوا اور اس نے راہداری میں جا کر گھنٹی کی ڈوری پکڑی اور بجا دی۔ وہی گھنٹی تھی اور وہی چھٹی چھٹی آواز! اس نے دوسری، تیسری بار گھنٹی بجائی۔ وہ سن رہا تھا اور یاد کر رہا تھا۔ پہلے والا اذیت ناک بھیانک، سہما ہوا احساس اسے زیادہ وضاحت کے ساتھ جیتے جاگتے طریقے سے یاد آنے لگا۔ وہ ہر بار گھنٹی بجنے پر کانپ جاتا اور اسے ہر بار پہلے سے زیادہ خوشگوار لگنے لگی۔

"آخر تمہیں چاہئے کیا؟ تم ہو کون؟" کاریگر اس کے پاس آ کر چلایا۔ رسکولنیکوف پھر اندر آگیا۔

"فلیٹ کرایے پر لینا چاہتا ہوں" اس نے کہا "دیکھ رہا ہوں۔"

"رات کو فلیٹ کوئی نہیں لیتا۔ اور اس کے لئے دربان کے پاس جانا چاہئے۔"

"فرش تو دھو دیا، کیا رنگ بھی کیا جائے گا؟" رسکولنیکوف نے پوچھا "خون تو رہ نہیں گیا؟"

"کیسا خون؟"

"ارے بڑھیا کا اور اس کی بہن کا قتل ہو گیا تھا۔ یہاں پورا تالاب تھا۔"

"تم بھی کیسے آدمی ہو؟" کاریگر بے چین ہو کر چلایا۔

"میں؟"

"ہاں۔"

"اور تم جاننا چاہتے ہو؟ چلو پولیس کے دفتر چلتے ہیں، وہاں بتاؤں گا۔"

کاریگر اس کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کی کچھ سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"اب ہمارے جانے کا وقت ہو گیا۔ چلو الیوشکا فلیٹ بند کرنا ہے" بڑے والے کاریگر نے کہا۔

"اچھا تو چلو!" رسکولنیکوف نے بے نیازی سے کہا اور آگے چل دیا، سیڑھیوں سے دھیرے دھیرے اترتے ہوئے پھاٹک میں نکل کر وہ چلایا "اے دربان!"

سڑک سے مکان میں آنے والے پھاٹک میں کئی لوگ کھڑے تھے جو راہ گیروں کو دیکھ رہے تھے۔ دونوں دربان، ایک عورت، ایک اس کا پڑوسی ڈریسنگ گاؤن پہنے ہوئے اور جانے کچھ اور لوگ۔ رسکولنیکوف سیدھا ان لوگوں کے پاس چلا گیا۔

"کیا بات ہے؟" ایک دربان نے سوال کیا۔

"پولیس کے دفتر گئے تھے؟"

"ابھی ابھی گیا تھا۔ آپ کو کیا؟"

"وہاں لوگ ابھی بیٹھے ہیں؟"

"بیٹھے ہیں۔"

"اور اسسٹنٹ بھی وہیں ہے؟"

"کچھ دیر کے لئے تھا۔ چاہئے کیا آپ کو؟"

رسکولنیکوف نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس کے پاس کھویا کھویا سا کھڑا رہا۔

"فلیٹ دیکھنے آیا تھا" بڑے کاریگر نے ان کے پاس آتے ہوئے کہا۔

"کون سا فلیٹ؟"

"جہاں کام کر رہے ہیں ہم لوگ۔ پوچھتا ہے "بتاؤ کہ خون کیوں دھو دیا؟ جہاں قتل ہو گیا تھا، اب اسے کرائے پر لینے آیا ہوں"۔ اور گھنٹی بجانے لگا، کو توڑ ہی نہیں ڈالی۔ کہتا ہے، چلو چلیں پولیس کے دفتر تو وہاں سب بتا دوں گا۔ وہاں سے ساتھ ہی آیا ہے۔"

دربان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا اور اس نے تیوریاں چڑھا کر رسکولنیکوف کو دیکھا۔

"اچھا تو تم ہو کون؟" وہ ذرا زور سے چلایا۔

"میں رودیون رومانووچ رسکولنیکوف ہوں، سابق طالب علم، اور شیل کے مکان میں رہتا ہوں، یہیں گلی میں، یہاں سے دور نہیں ہے۔ فلیٹ کا نمبر ہے چودہ۔ دربان سے پوچھ لینا... وہ مجھے جانتا ہے" رسکولنیکوف نے یہ ساری بات کچھ کاہلی کے انداز میں کھوئے کھوئے سے بتائی اور وہ نظر ہٹائے بغیر تاریک سڑک کو دیکھے جا رہا

تھا۔

"لیکن آپ فلیٹ میں کیوں گئے تھے؟"

"دیکھنے کے لئے۔"

"دیکھنا وہاں کیا ہے؟"

"سیدھے پولیس کے دفتر میں لے جانا چاہئے" — اچانک ایک شخص نے کہا اور چپ ہو گیا۔

رسکولنیکوف نے مڑے بغیر اس کے چہرے پر ترچھی نظر ڈالی' غور سے دیکھا اور اسی کاہلی اور سکون کے ساتھ بولا:

"چلو!"

"ہاں ہاں' لے جاؤ!" وہ شخص جس سے رسکولنیکوف مخاطب ہوا تھا' جوش سے بولا "وہ اسی کو دیکھنے کیوں گیا تھا۔ اس کے دماغ میں کیا بات ہے؟"

کاریگر بڑبڑایا "اب خدا ہی جانے کہ شرابی ہے یا نہیں ہے۔"

"آخر تمہیں کیا چاہئے؟" دربان سچ مچ غصے میں آ کر چلایا "تم ہمیں کیوں تنگ کر رہے ہو؟"

رسکولنیکوف نے مذاق اڑاتے ہوئے اس سے کہا "پولیس کے دفتر سے ڈر گئے کیا؟"

"ڈر کس بات کا؟ تم کیوں ہم لوگوں کو تنگ کر رہے ہو؟"

"دھوکے باز کہیں کا!" عورت چلائی۔

دوسرا دربان چیخا "ارے اس سے بحث کیا کرنا" وہ بڑے ڈیل ڈول والا کسان تھا اور ڈھیلا ڈھالا کوٹ پہنے تھا جو بالکل کھلا ہوا تھا۔ اس کی پیٹی سے کنجیاں لٹک رہی تھیں — "چل یہاں سے!.... بالکل دھوکے باز ہے.... چل دے اب!"

اور اس نے رسکولنیکوف کو کندھے سے پکڑ کر اسے سڑک پر دھکیل دیا۔ رسکولنیکوف جھونک کھا گیا لیکن گرا نہیں' سنبھل گیا' ان سارے ناظرین کو خاموشی سے اس نے دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔

"عجیب آدمی ہے" کاریگر نے کہا۔

"اب سارے ہی لوگ عجیب ہو گئے ہیں" عورت بولی۔

"پھر بھی پولیس دفتر لے جانا چاہئے تھا" اسی شخص نے کہا۔

"اس سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھنا" بھاری بھرکم دربان نے فیصلہ کیا "دھوکے باز تو دھوکے باز' وہ خود ہی یہی چاہتا تھا' یہ تو معلوم ہے' اور ایک بار اس کے چکر میں آ جاؤ تو پھر جان نہیں چھوٹ سکتی.... ہم جانتے ہیں ایسوں کو!"

رسکولنیکوف سوچ رہا تھا "تو جانا ہے یا نہیں۔" وہ چوراہے پر بیچ سڑک پر کھڑا تھا اور چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے توقع کر رہا ہو کہ کوئی نہ کوئی تو آخری فیصلہ کن بات کہہ دے گا.... لیکن کہیں سے بھی کوئی آواز نہ آئی۔ ہر طرف خاموشی اور مردنی تھی' ان پتھروں کی طرح جن پر وہ چل رہا تھا' ہر چیز مردہ تھی اس کے لئے' صرف اسی اکیلے کے لئے.... اچانک دور پر' اپنے سے کوئی دو سو قدم کے فاصلے پر' سڑک کے سرے پر بڑھتے ہوئے اندھیرے میں اس نے ایک بھیڑ دیکھی' باتوں اور چیخوں کی آوازیں سنیں.... بھیڑ کے بیچ میں کوئی بگھی کھڑی ہوئی تھی.... ٹھیک سڑک پر ایک روشنی ٹمٹما رہی تھی۔ "یہ کیا ہے؟" رسکولنیکوف دائیں کو مڑا اور بھیڑ کی طرف

چلا۔ وہ جیسے ہر ایک چیز سے ناتا جوڑ رہا تھا اور یہ سوچ کر سرد مہری سے مسکرایا کیونکہ وہ غالباً پولیس کے دفتر کے سلسلے میں فیصلہ کر چکا تھا اور اچھی طرح جانتا تھا کہ اب سب ختم ہو جائے گا۔

7

بیچ سڑک میں بگھی کھڑی تھی جو فیشن ایبل تھی اور کسی بڑے آدمی کی رہی ہو گی۔ اس میں دو جوشیلے سبزہ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ سواری کوئی نہیں تھی اور خود کوچوان کوچ بکس سے اتر کر پاس ہی کھڑا تھا۔ دو آدمی گھوڑوں کی لگام پکڑے انہیں روکے ہوئے تھے۔ چاروں طرف لوگوں نے بڑی بھیڑ لگا رکھی تھی اور سب سے آگے پولیس والے تھے۔ انہیں میں سے ایک کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ٹارچ تھی جس کی روشنی سے وہ پہیوں کے پاس بیچ راستے میں پڑی ہوئی کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔ سارے لوگ باتیں کر رہے تھے' چیخ رہے تھے اور آہیں بھر رہے تھے۔ لگ رہا تھا کہ کوچوان کی بالکل سمجھ ہی میں کچھ نہیں آ رہا تھا اور کبھی کبھی وہ بس اتنا کہتا:

"کیسا گناہ ہو گیا! اے میرے مالک' کیسا گناہ ہو گیا!"

رسکولنیکوف سے جہاں تک ہو سکا بھیڑ میں گھسا اور آخرکار وہ اس سارے تجسس اور ہنگامے کے مرکز کو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابھی ابھی ذرا گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا ہوا ایک آدمی پڑا تھا' جو بظاہر بالکل بے حس ہو چکا تھا۔ وہ بہت ہی خراب لیکن شریفانہ کپڑے پہنے تھا جو سب خون میں تر تھے۔ چہرے سے' سر سے خون بہہ رہا تھا' چہرہ بالکل کچل گیا تھا اور مسخ ہو گیا تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بہت بری طرح کچل گیا ہے۔

کوچوان نے فریاد کرنی شروع کی "صاحبو' اب اور کیسے میں نظر رکھتا۔ اگر میں دوڑاتا ہوتا یا اسے میں نے آواز نہ دی ہوتی' لیکن میں تو بغیر کسی جلدی کے مزے مزے سے چلا رہا تھا۔ سب نے دیکھا۔ سب جھوٹے تو میں بھی جھوٹا۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ شرابی آدمی موم بتی کو نہیں لگا سکتا!.... میں نے اسے دیکھا' سڑک پر چلا جا رہا ہے' لڑکھڑا رہا ہے' لگتا ہے کہ اب گرا کہ گرا — چلایا ایک بار' دوسری بار' تیسری بار' پھر گھوڑوں کو بھی روکا لیکن وہ تو ان کی ٹانگوں کے نیچے ہی آ گیا! جان بوجھ کر یا تب تک اپنے حواسوں ہی میں نہ رہ گیا تھا.... گھوڑے تو ابھی کچی عمر کے ہیں' ڈر جاتے ہیں — گھوڑے بھڑکے تو وہ چلا پڑا — اور پھر تو گھوڑے قابو سے باہر ہو گئے.... بس یوں آ گئی مصیبت۔"

بھیڑ میں سے کسی کی تائیدی آواز سنائی دی "بالکل ایسے ہی ہوا تھا!"

"چلایا تو تھا وہ' یہ تو سچ ہے! تین بار اس نے چلا کر خبردار کیا" دوسری آواز نے کہا۔ تیسرے نے پکار کر کہا "بالکل تین بار' سب نے سنا ہے!"

کوچوان ویسے بھی زیادہ پریشان یا ڈرا ہوا نہیں تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بگھی کسی مالدار اور مشہور و معروف مالک کی ہے جو کہیں اس کے پہنچنے کا انتظار کر رہا ہے۔ پولیس والے ظاہر ہے کہ کم پریشان نہیں تھے کہ اس آخری صورت حال کو کیسے سنبھالیں۔ جو آدمی کچل گیا تھا اسے پولیس اسٹیشن اور اسپتال لے جانا تھا۔ کسی کو بھی اس کا نام نہیں معلوم تھا۔

اس بیچ میں رسکولنیکوف بھیڑ میں اور گھسا اور زیادہ آگے پہنچ گیا۔ اچانک لالٹین نے اس بدنصیب شخص کے چہرے کو پوری طرح روشن کر دیا۔ رسکولنیکوف نے اسے پہچان لیا۔

"میں اسے جانتا ہوں' جانتا ہوں!" وہ چلایا اور بالکل آگے نکل آیا "سرکاری ملازم ہیں' پنشن یافتہ خطابی

کوشلز' مار میلا دوف! وہ یہیں رہتے ہیں' پاس ہی' کوزیل کے مکان میں..... ڈاکٹر کو بلاؤ' فوراً! میں فیس دوں گا' دیکھو!" اس نے جیب سے رقم نکالی اور پولیس والے کو دکھائی۔ وہ بہت ہی ہیجان میں تھا۔

پولیس والوں کو خوشی ہوئی کہ پہچان لیا گیا کہ کچلا جانے والا کون ہے۔ رسکولنیکوف نے اپنا نام اور پتہ بھی بتا دیا اور ہر طرح سے مدد کی جیسے یہ اس کا اپنا باپ ہو اور کہا کہ بے حس اور بیہوش مار میلا دوف کو جلدی اس کے گھر لے چلا جائے۔

"یہیں ہے' تین مکانوں کے بعد" وہ جلدی جلدی کہہ رہا تھا" کوزیل کا گھر' جرمن ہے مالدار..... وہ اس وقت غالباً شراب کے نشے میں گھر ہی جا رہا تھا۔ میں اسے جانتا ہوں..... شرابی ہے..... وہاں اس کے بال بچے ہیں' بیوی' ایک بیٹی ہے۔ اسپتال لے جانے میں دیر لگے گی اور غالباً اسی مکان ہی میں ڈاکٹر ہوگا۔ فیس میں دے دوں گا' دے دوں گا!..... اور پھر اپنے لوگ دیکھ بھال کریں گے' فوراً مدد کریں گے' نہیں تو وہ اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے گا....."

اس نے کسی کے دیکھے بغیر پولیس والے کے ہاتھ میں کچھ رقم تھمادینے میں بھی کامیابی حاصل کر لی۔ پھر معاملہ صاف تھا اور قانون کے مطابق۔ اور بہر صورت یہاں پاس ہی اسے مدد مل سکتی تھی۔ کچلے جانے والے کو لوگ اٹھا کر لے چلے' کئی مددگار مل گئے۔ کوزیل کا مکان کوئی تیس قدم پر تھا۔ رسکولنیکوف پیچھے پیچھے چل رہا تھا' بڑی احتیاط سے اس کا سر پکڑے ہوئے تھا اور راستہ بتاتا جا رہا تھا۔

"ادھر' ادھر! سیڑھی پر سر اوپر کی طرف کر کے لے چلنا چاہیے' مڑ جائیے..... ہاں ایسے! میں آپ کا محنتانہ دوں گا' بڑا شکر گزار ہوں گا" وہ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

کاترینا ایوانوونا ہمیشہ کی طرح' ذرا سی دم لینے کی مہلت مل گئی تھی تو اس وقت بھی اپنے چھوٹے سے کمرے میں ٹہل رہی تھیں' کھڑکی سے آتش دان تک اور واپس۔ ہاتھ کس کر سینوں پر باندھے ہوئے اپنے آپ سے باتیں کرتی جا رہی تھیں اور کھانس رہی تھیں۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ اپنی بڑی بیٹی' دس سالہ پولینکا سے اکثر باتیں کرنے لگی تھیں جو اگرچہ بہت کچھ اب بھی نہ سمجھ پاتی تھی لیکن یہ بات وہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ ماں کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ماں کو دیکھتی رہتی تھی اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتی تھی کہ جیسے وہ سب کچھ سمجھتی ہے۔ اس وقت پولینکا اپنے چھوٹے بھائی کے کپڑے اتار رہی تھی' جو دن بھر بیمار رہا تھا' تاکہ اسے سونے کے لئے لٹا دے۔ اس انتظار میں کہ اس کی قمیص بدل دی جائے' جسے رات کو دھونا تھا' لڑکا کرسی پر چپ چاپ' سنجیدہ منہ بنائے' سیدھا اور بے حس و حرکت' آگے کو پاؤں پھیلائے' ایڑیاں ملائے اور پنجے لوگوں کی طرف کئے ہوئے بیٹھا تھا۔ ماں جو کچھ اس کی بہن سے کہہ رہی تھیں وہ سب ہونٹوں کا تھوتھن سا بنائے اور آنکھیں پھاڑے بالکل ساکت بیٹھا سن رہا تھا بالکل جیسے کہ سارے سمجھدار بچوں کو اس وقت بیٹھنا چاہیے جب سونے کے لئے ان کے کپڑے اتارے جا رہے ہوں۔ ایک اس سے بھی چھوٹی لڑکی' بالکل چیتھڑے پہنے ہوئے پردے کے پاس کھڑی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی۔ سیڑھیوں پر کا دروازہ کھلا تھا تاکہ دوسرے کمروں سے آنے والے تمباکو کے دھوئیں کی لہروں سے کچھ تو نجات ہو جائے جن کی وجہ سے بیچاری دق زدہ عورت کو کھانسی کے طویل اور تکلیف دہ دورے پڑ جاتے تھے۔ کاترینا ایوانوونا اس ہفتے بھر میں کچھ اور بھی دبلی ہو گئی تھیں اور ان کے گالوں کے سرخ دھبے پہلے سے بھی زیادہ نمایاں اور تپتے ہوئے لگتے تھے۔

کمرے میں ٹہل ٹہل کر وہ کہہ رہی تھیں: "تمہیں یقین نہیں آئے گا پولینکا' اور تم تصور نہیں کر سکتیں کہ ہم لوگ پاپا کے گھر میں کتنے خوش تھے اور کس قدر ٹھاٹ سے رہتے تھے اور کیسے اس شرابی نے مجھے برباد کر دیا اور تم سب کو برباد کر رہا ہے! پاپا ریاستی کرنل تھے اور گورنر بس ہونے ہی والے تھے۔ ان کے لئے بس کوئی ایک قدم رہ گیا تھا۔ یہاں تک کہ جتنے لوگ ان کے پاس آتے تھے سب کہتے تھے "ہم تو اب یہ سمجھتے ہیں ایوان میخائیلچ کہ آپ ہی ہمارے گورنر ہیں۔" جب میں..... کھو! جب میں..... کھو..... کھو..... کھو..... اف یہ لعنتی زندگی!" وہ چلائیں اور گلا صاف کر کے اپنا سینہ دبا لیا" جب میں..... ہائے' جب آخری بال روم ناچ میں..... مارشل طبقہ امرا کے ہاں..... رانی بیزیمیلنایا نے مجھے دیکھا--- جنھوں نے بعد کو جب میں نے پولیا تمہارے پاپا سے شادی کی تو مجھے دعائیں دیں--- تو فوراً پوچھا "یہ وہی خوبصورت لڑکی ہے نہ جس نے انسٹی ٹیوٹ کی تعلیم ختم ہونے کے جشن میں شال لے کر ناچ کیا تھا؟..... (اس پھٹے ہوئے حصے کو تو سینا چاہیے' ابھی سوئی دھاگا لاؤ اور اسی وقت رفو کر دو جیسے میں نے تمہیں سکھایا ہے' نہیں تو کل..... کھو! کل..... کھو..... کھو..... کھو!..... اور بھی بری طرح پھاڑ دے گا"--- انھوں نے بڑی کوشش کر کے کسی نہ کسی طرح کہا)..... "تب کامیر یونکر راجہ شیگولسکوئی پیٹرس برگ سے بس آئے ہی تھے۔ انھوں نے میرے ساتھ مزورکا ناچ ناچا اور دوسرے ہی دن رشتہ لے کر آنا چاہتے تھے لیکن میں نے خود ہی بڑے خوشامدانہ الفاظ میں ان کا شکریہ ادا کیا اور بتا دیا کہ میں اپنا دل تو بہت پہلے کسی اور کو دے چکی ہوں۔ یہ کوئی اور نہیں پولیا تمہارے باپ تھے۔ پاپا بہت خفا ہوئے..... اچھا تو پانی تیار ہو گیا؟ لاؤ' قمیص مجھے دے دو۔ اور اسٹاکنگ؟..... لیدا" وہ چھوٹی لڑکی سے مخاطب ہوئیں "تو آج رات کسی طرح بغیر قمیص ہی کے کاٹ دے..... اور اسٹاکنگ! لا کر پاس رکھ دے..... ساتھ ہی دھو دوں گی..... یہ چیتھڑے لگا شرابی بھی کیوں نہیں آ جاتا! قمیص پہنی تو ساری پھاڑ کے رکھ دی صافی کی طرح..... آج ہی سب ساتھ دھو کے چھٹی کر لوں تاکہ دو رات برابر اذیت نہ برداشت کرنی پڑے! اے میرے مالک! کھو..... کھو..... کھو! یہ کیا ہے؟" وہ راہداری میں بھیڑ کو اور لوگوں کو دیکھ کر چلائیں جو کمرے میں کوئی بوجھ لئے ہوئے آ رہے تھے "یہ کیا ہے؟ یہ کیا لا رہے ہیں؟ اے میرے مالک!"

"اب کہاں لٹائیں؟" پولیس والے نے خون میں تر اور بے ہوش مار میلا دوف کو کمرے میں لا کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"صوفے پر! بس صوفے پر لٹا دیجئے' سرہانہ اس طرح کر کے" رسکولنیکوف نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

راہداری میں کوئی چیخا "سڑک پر کچل گیا! شراب کے نشے میں دھت!"

کاترینا ایوانوونا بالکل ہی پیلی پڑ گئی تھیں اور سانس انھیں مشکل سے آ رہی تھی۔ بچے ڈر گئے۔ چھوٹی لیدوچکا چیخ مار کر پولینکا سے لپٹ گئی۔ اس کا سارا بدن تھرتھرا رہا تھا۔

مار میلا دوف کو لٹا کر رسکولنیکوف کاترینا ایوانوونا کی طرف لپکا۔

"خدا کے واسطے' پریشان مت ہوئیے' ڈرئیے مت!" اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا" وہ سڑک پار کر رہے تھے' گاڑی سے کچل گئے' پریشان مت ہوئیے' ابھی ہوش میں آجائیں گے' ان لوگوں سے میں نے یہاں لانے کو کہا..... میں آپ کے ہاں آیا تھا' یاد ہے آپ کو..... وہ ہوش میں آجائیں گے' میں سب خرچ دوں گا!"

"یہی ہونا تھا!" انتہائی ناامیدی سے کاترینا ایوانوونا چلائیں اور اپنے شوہر کی طرف لپکیں۔

رسکولنیکوف نے فوراً دیکھ لیا کہ یہ عورت ان میں سے نہیں ہے جو بات بات میں بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے آن کی آن میں بدنصیب شوہر کے سر کے نیچے تکیہ رکھ دیا جس کا خیال ابھی تک کسی کو نہ آیا تھا۔ کاترینا ایوانوونا نے ان کے کپڑے اتارنے شروع کئے اور ان کی چوٹوں کا جائزہ لینے لگیں۔ سب کچھ کیا لیکن بوکھلائیں نہیں۔ اپنے آپ کو بالکل ہی بھول گئیں' اپنے کانپتے ہوئے ہونٹوں کو کاٹتی رہیں اور ان چیخوں کو دبائے رہیں جو سینے سے پھٹ پڑنے کے لئے تیار تھیں۔

اس بیچ میں رسکولنیکوف نے کسی کو آمادہ کر لیا کہ وہ بھاگ کر ڈاکٹر کو بلانے جائے۔ ایسا نکلا کہ ڈاکٹر پاس ہی رہتا تھا۔

"میں نے ڈاکٹر کے لئے آدمی کو بھیجا ہے" اس نے کاترینا ایوانوونا کو یقین دلایا "آپ پریشان نہ ہوں' میں فیس دے دوں گا۔ کیا پانی نہیں ہے؟... اور مجھے نیپکن' تولیہ' کچھ بھی جلدی سے دے دیجئے۔ ابھی تو پتہ نہیں کہ کیسی چوٹ لگی ہے... لیکن چوٹ لگی ہے' وہ مرے نہیں ہیں' آپ اطمینان رکھئے... اب ڈاکٹر جو آتا ہے!"

کاترینا ایوانوونا جھپٹ کر کھڑکی کے پاس گئیں۔ وہاں کونے میں ایک ٹوٹی کرسی پر مٹی کا ایک بڑا سا کونڈا پانی بھر کر رکھا تھا جو رات کو بچوں کے اور مرد کے کپڑے دھونے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ رات کی یہ دھلائی خود کاترینا ایوانوونا ہی کرتی تھیں' اپنے ہاتھوں سے' کم سے کم ہفتے میں دو بار اور کبھی کبھی زیادہ بار بھی۔ اس لئے کہ نوبت یہ آ گئی تھی کہ کپڑوں کی دوسری جوڑی تقریباً تھی ہی نہیں اور خاندان کے ہر فرد کے لئے بس ایک ایک جوڑی رہ گئی تھی۔ اور کاترینا ایوانوونا گندگی نہیں برداشت کر سکتی تھیں۔ وہ اسے اچھا سمجھتی تھیں کہ جب سب سوتے ہوں تب وہ اپنے آپ کو اذیت دیں اور وہ بھی برداشت سے زیادہ تاکہ بندھی ہوئی ایک ڈوری پر کپڑے پھیلا کر صبح تک سکھا لیں اور صاف کپڑے دیں بجائے اس کے کہ گندگی دیکھیں۔ انہوں نے کونڈا اٹھا تو لیا کہ رسکولنیکوف کو لا کر دے دیں جو پانی مانگ رہا تھا مگر مارے بوجھ کے وہ گرتے گرتے بچیں۔ لیکن رسکولنیکوف نے تولیہ تلاش کر لیا تھا' اسے پانی میں بھگو لیا تھا اور مارمیلادوف کے چہرے سے بہا ہوا خون صاف کرنے لگا تھا۔ کاترینا ایوانوونا وہیں کھڑی سینے کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے درد بھری سانسیں لے رہی تھیں۔ انہیں خود ہی مدد کی ضرورت تھی۔ رسکولنیکوف کی سمجھ میں آنے لگا کہ اس نے کچلے جانے والے کو یہاں لانے پر آمادہ کر کے شاید برا کیا۔ پولیس کا سپاہی بھی دبدھا میں کھڑا ہوا تھا۔

"پولیا!" کاترینا ایوانوونا چلائیں "بھاگ کے جلدی سے سونیا کے پاس جاؤ۔ گھر پر وہ نہ بھی ملے تو بھی کہہ آنا کہ باپ کو گھوڑوں نے کچل ڈالا ہے اور وہ جیسے ہی واپس آئے فوراً یہاں آ جائے۔ جلدی جا پولیا! لے یہ شال اوڑھ لے!"

"ایک سانس میں دوڑ کے جانا!" اچانک کرسی پر بیٹھا ہوا لڑکا چیخا اور یہ کہہ کر پھر پہلے ہی والے ساکت و صامت انداز میں سیدھے کرسی پر بیٹھنے کی حالت میں واپس آ گیا' آنکھیں پھٹی پھٹی' پاؤں کے پنجے آگے اور انگلیاں پھیلی ہوئی۔

اس بیچ میں کمرے میں اتنے لوگ جمع ہو گئے کہ سیب پھینکا جاتا تو زمین پر نہ گر پاتا۔ پولیس والے چلے گئے تھے' سوائے ایک کے جو ذرا دیر کے لئے ٹھہر گیا تھا اور لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا جو سیڑھیوں پر سے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر اندر کے کمروں سے مادام لیپیویخزل کے تقریباً سارے کرایہ دار نکل آئے تھے جو شروع میں تو اپنے اپنے دروازوں ہی پر بھیڑ لگائے رہے لیکن بعد کو سب خود کمرے میں دھنس آئے۔ کاترینا ایوانوونا پر

جنونی کیفیت طاری ہو گئی۔

انہوں نے چلا کر ساری بھیڑ سے کہا "ارے چین سے انسان کو مرنے تو دیجئے! کیا کوئی تماشہ ہے جو سب کے سب چلے آ رہے ہو! سگریٹ پیتے ہوئے! کھو۔۔۔کھو۔۔۔! ہیٹ بھی لگائے ہی چلے آتے!... ایک تو ہیٹ بھی لگائے ہوئے ہیں... چلے جاؤ یہاں سے! لاش کا کم سے کم تھوڑا احترام کرو!"

کھانسی سے ان کے گلے میں پھندا پڑ گیا لیکن تیکھی باتوں کا اثر ہوا۔ غالباً وہ لوگ کاترینا ایوانوونا سے ڈرتے بھی تھے۔ کرایہ دار ایک ایک کر کے طمانیت کے اس عجیب اندرونی احساس کے ساتھ اندر واپس چلے گئے جو ہمیشہ اچانک بدنصیبی کے دوران میں انتہائی قریبی لوگوں میں نظر آتا ہے اور درد مندی اور شریک غم ہونے کے مخلص ترین جذبے کے باوجود کوئی ایک شخص بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

لیکن دروازے کے پاس ایسی آوازیں سنی گئیں کہ اسپتال لے جانا چاہئے اور یہ کہ یہاں بیکار میں پریشان ہونے سے کوئی فائدہ نہیں۔

"مرنے میں فائدہ نہیں ہوتا!" کاترینا ایوانوونا چیخیں اور وہ دروازہ کھولنے کے لئے جھپٹ پڑی تھیں کہ ان لوگوں پر زوروں میں چلائیں لیکن دروازے ہی میں خود مادام لیپیویخزل سے ٹکر ہو گئی جنہوں نے ابھی ابھی اس مصیبت کے بارے میں سنا تھا اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے بھاگی آئی تھیں۔ وہ بڑی جھگڑالو اور ہنگامہ خیز طبیعت کی جرمن عورت تھیں۔

"اف' میرے خدا!" وہ اپنے ہاتھ ملنے لگیں "آپ کے شوہر شرابی کو گھوڑے نے کچل ڈالا۔ اس کو اسپتال میں! میں مکان مالکن ہوں!"

"امالیا لوودیگوونا! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جو آپ کہہ رہی ہیں اسے یاد رکھئے گا" کاترینا ایوانوونا نے بڑی بلند آہنگی سے شروع کیا (مکان مالکن کے ساتھ وہ ہمیشہ بلند آہنگی سے باتیں کرتی تھیں تاکہ وہ "اپنی حیثیت" نہ بھولے اور اس وقت بھی وہ اپنی اس عادت سے باز نہ رہ سکیں) "امالیا لوودیگوونا..."

"میں آپ کو ایک بار پہلے کہہ چکی ہوں کہ مجھے کبھی امالیا لوودیگوونا کہنے کی ہمت نہ کرنا۔ میں امال ایوان ہوں!"

"آپ امال ایوان نہیں بلکہ امالیا لوودیگوونا ہیں اور میں چونکہ آپ کے قابل نفرت چیز تاتیوں میں نہیں ہوں' جیسے کہ ابیز ولاذیکوف صاحب ہیں جو دروازے کی آڑ میں کھڑے مسکرا رہے ہیں (دروازے کے آڑ سے سچ مچ ہنسی اور چیخ کی آواز آ رہی تھی "چت گئیں!") اس لئے میں تو ہمیشہ آپ کو امالیا لوودیگوونا ہی کہوں گی حالانکہ میری سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ آپ کو یہ نام کیوں پسند نہیں۔ آپ خود ہی دیکھ رہی ہیں کہ سیمیون زخارووچ کے ساتھ کیا ہو گیا ہے' وہ مر رہے ہیں۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ ابھی یہ دروازہ بند کر دیجئے اور ادھر کسی کو نہ آنے دیجئے۔ چین سے مر تو لینے دیجئے! ورنہ تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ کل ہی آپ کے برتاؤ کے بارے میں خود جنرل گورنر کو خبر ہو جائے گی۔ پرنس صاحب مجھے لڑکپن سے جانتے ہیں اور انہیں سیمیون زخارووچ اچھی طرح یاد ہیں اور متعدد بار ان پر احسان کر چکے ہیں۔ سبھی جانتے ہیں کہ سیمیون زخارووچ کے دوست اور محسن بہت تھے جنہیں انہوں نے خودی شریفانہ خودداری کی بنا پر چھوڑ دیا تھا' وہ اپنی کمبخت کمزوری کو محسوس کرتے تھے لیکن اب (انہوں نے رسکولنیکوف کی طرف اشارہ کیا) ایک فیاض نوجوان شخص ہماری مدد کر رہا ہے جس کے ذرائع بھی ہیں اور تعلقات بھی اور جس کو بچپن ہی سے سیمیون زخارووچ جانتے تھے اور

آپ یقین کیجئے امالیا اوروگووتا!....."

یہ سب بڑی تیزی سے کہا گیا اور جتنی بات آگے بڑھتی گئی تھی اتنی ہی تیزی بھی زیادہ ہوتی گئی تھی لیکن کھانسی نے کاترینا ایوانوونا کی تر زبانی کو کاٹ دیا۔ اسی وقت مرتے ہوئے شخص کو ہوش آگیا اور وہ کراہا۔ کاترینا ایوانوونا بھاگ کر اس کے پاس آگئیں۔ بیمار نے آنکھیں کھولیں اور کسی کو پہچانے یا کچھ سمجھے بغیر اپنے پاس کھڑے ہوئے رسکولنیکوف کو تکنے لگا۔ وہ آخری آخری سانسیں لے رہا تھا' اس کے ہونٹوں کے کونوں سے خون بہہ رہا تھا اور پیشانی پر پسینہ آگیا تھا۔ رسکولنیکوف کو جب نہ پہچان سکا تو اس نے بے چینی سے اپنی آنکھیں ادھر ادھر گھمانی شروع کیں۔ کاترینا ایوانوونا اسے رنج کے ساتھ لیکن تند نظروں سے دیکھ رہی تھیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

انہوں نے انتہائی ناامیدی کے ساتھ کہا "اے میرے خدا! ان کا تو سارا سینہ کچل کر رہ گیا! خون ہی خون ہے! ان کے اوپر کے سارے کپڑے اتار لینے چاہئیں!" پھر انہوں نے چیخ کر پکارتے کہا "گروٹ لوزرا سی تھیون زخار رووچ' اگر لے سکو تو!"

انہیں مارمیلادوف نے پہچان لیا۔

"پادری!" اس نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

کاترینا ایوانوونا کھڑکی کے پاس چلی گئیں اور کھڑکی کے چوکھٹے سے ماتھا ٹکا کر انتہائی ناامیدی کے ساتھ چیخیں:

"ہائے یہ لعنتی زندگی!"

"پادری!" مرتے ہوئے آدمی نے ذرا دیر کی خاموشی کے بعد پھر کہا۔

"گئے ہاتے!" کاترینا ایوانوونا اس پر چلائیں۔ مارمیلادوف نے چیخ سن لی اور چپ ہو گیا۔ سہمی سہمی رنجیدہ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس نے انہیں ڈھونڈنا شروع کیا۔ وہ پھر اس کے پاس آگئیں اور سرہانے کھڑی ہو گئیں۔ اسے ذرا سا سکون ہو گیا لیکن زیادہ دیر کے لئے نہیں۔ جلد ہی اس کی آنکھیں ننھی لیدا پر پڑیں (جو اس کی چہیتی تھی) جو کونے میں کھڑی کانپ رہی تھی جیسے دورہ پڑا ہو' اور اسے اپنی حیران بچوں کی سی ایک ٹک نظر سے تک رہی تھی۔

"آ..... ہ....." اس نے بچی کی طرف بے قراری کے ساتھ اشارہ کیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"اب کیا ہے؟" کاترینا ایوانوونا چلائیں۔

"ننگے پاؤں! ننگے پاؤں!" وہ نیم جنونی آنکھوں سے بچی کے ننگے پاؤں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"چپ رہو!" کاترینا ایوانوونا چڑچڑا کر چلائیں "تم خود جانتے ہو کہ ننگے پاؤں کیوں ہے!"

"شکر ہے خدا کا کہ ڈاکٹر آگیا!" رسکولنیکوف نے خوش ہو کر کہا۔

ڈاکٹر آیا۔ سلیقہ مند بڈھا' جرمن' چاروں طرف بے اعتباری کی نظر ڈالتا ہوا وہ بیمار کے پاس پہنچا۔ اس نے نبض دیکھی' احتیاط کے ساتھ مریض کے سر کو ٹٹولا اور کاترینا ایوانوونا کی مدد سے بیمار کی خون میں تر قمیص کے بٹن کھولے اور اس کا سینہ کھول دیا۔ سارا سینہ کچلا ہوا' کٹا ہوا اور ٹوٹا ہوا تھا۔ دائیں طرف کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ بائیں طرف' دل کے ٹھیک اوپر بہت ہی برا اور بڑا سا زرد زرد سیاہ دھبا تھا جو گھوڑے کی ٹاپ کی بے رحمانہ چوٹ تھی۔ ڈاکٹر نے تیوریاں چڑھالیں۔ پولیس والے نے اسے بتایا کہ کچل جانے والا شخص پہیے میں

پھنس گیا تھا اور اسی کے ساتھ ساتھ چکر کھاتا ہوا کوئی تیس قدم تک گھسٹتا چلا گیا تھا سڑک پر۔

"حیرت کی بات ہے کہ ایسی حالت میں بھی ہوش آگیا" ڈاکٹر نے آہستہ سے رسکولنیکوف کے کان میں کہا۔

اس نے پوچھا "کیا رائے ہے آپ کی؟"

"بس آخری وقت ہے۔"

"اور کوئی امید نہیں ہے؟"

رتی بھر بھی نہیں۔ بس دم واپسیں ہے..... اور سر بھی بہت ہی خطرناک طریقے سے زخمی ہو گیا ہے..... ہوں۔ شاید خون نکالا جا سکتا ہے..... لیکن..... اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بس پانچ دس منٹ میں ختم ہو جائیں گے ضرور۔"

"تو خون نکال دیجئے!"

"خیر..... لیکن میں آپ کو خبردار کئے دیتا ہوں کہ یہ بالکل بے سود ہوگا۔"

اسی وقت قدموں کی آہٹ پھر سنائی دی۔ راہ داری میں مجمع پھٹ گیا اور چوکھٹ پر پادری نظر آیا' مذہبی آثار کے ساتھ۔ وہ سفید بالوں والا بڈھا آدمی تھا۔ ایک پولیس والا پہلے ہی اسے بلانے گیا تھا۔ ڈاکٹر نے فوراً ہی اس کے لئے جگہ خالی کر دی اور اس کے ساتھ معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ رسکولنیکوف نے ڈاکٹر سے التجا کی کہ وہ تھوڑی دیر اور ٹھہر رہے۔ ڈاکٹر نے کندھے اچکائے اور ٹھہر گیا۔

سارے لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اعتراف گناہ زیادہ طویل نہیں تھا۔ مرنے والا بمشکل ہی کچھ سمجھ پا رہا تھا اور وہ صرف رکی رکی اور غیر واضح آوازیں بول سکتا تھا۔ کاترینا ایوانوونا نے لیدا کو اٹھا لیا' کرسی پر سے لڑکے کو بھی لے لیا اور آتش دان والے کونے میں جا کر گھٹنے کے بل ہو گئیں اور بچوں کو اپنے آگے گھٹنوں کے بل کھڑا کر دیا۔ بچی تو بس کانپے جا رہی تھی' لڑکا ننگے گھٹنے زمین پر ٹیکے بار بار اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا' اچھی طرح اپنے اوپر صلیب کا نشان بناتا اور زمین پر سجدہ کرتا جس میں' دیکھ کر یہ لگتا تھا کہ' اسے خاص طمانیت حاصل ہوتی تھی۔ کاترینا ایوانوونا اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھیں اور آنسو ضبط کئے ہوئے تھیں۔ وہ بھی دعا کر رہی تھیں' کبھی کبھی لڑکے کی قمیص کھینچ کر ٹھیک کرتیں اور بچی کے بالکل ننگے کندھوں کو ایک رومال سے ڈھک دیتیں جو انہوں نے اٹھے یا دعا بند کئے بغیر ہی درازوں والی الماری میں سے نکال لیا تھا۔ اس عرصے میں اندرونی کمرے کے دروازے پھر مارے تجسس کے کھلنے لگے تھے۔ راہ داریوں میں ساری سیڑھیوں پر کے کرایہ دار ناظرین کی بھیڑ بڑھتی ہی جا رہی تھی لیکن وہ چوکھٹ کے اندر نہیں آئے۔ بس موم بتی کا ایک ٹکڑا اس سارے منظر کو روشن کر رہا تھا۔

اس وقت راہ داری میں سے بھیڑ کو چیرتی ہوئی پولینکا آئی جو اپنی بہن کو بلانے کے لئے بھاگی گئی تھی۔ وہ اندر آئی تو تیز تیز دوڑنے کی وجہ سے اس کی سانس بھی نہیں سما رہی تھی۔ اس نے سر سے قصابہ اتارا' آنکھوں سے ماں کو تلاش کیا اور اس کے پاس جا کر بولی "ابھی آتی ہے! سڑک پر مل گئی تھی!" ماں نے اپنے برابر ہی اس کو بھی گھٹنے کے بل کھڑا کر لیا۔ بھیڑ میں سے بغیر کسی آواز کے ایک سہمی سہمی سی لڑکی نکلی اور اس کا اس کمرے میں' ناداروں اور چیتھڑے لگے لوگوں میں آنا' موت اور انتہائی ناامیدی کے درمیان بہت ہی عجیب لگا۔ وہ بھی پھٹے پرانے ہی کپڑے پہنے تھی' کپڑے اس کے سستے تھے لیکن ذوق اور قاعدے سے کرے ہوئے اور بازاری

طریقے سے سجائے سنوارے ہوئے تھے جن پر ان کی اپنی مخصوص چھاپ تھی اور ان کا مقصد بہت ہی واضح اور نمایاں طور پر عیاں تھا۔ سونیا راہداری ہی میں چوکھٹ تک آ کر رک گئی اور چوکھٹ پار کرنے سے پہلے اس نے ادھر ادھر دیکھا جیسے کھو گئی ہو اور اسے کسی چیز کا احساس نہ ہو۔ وہ اپنے ریشمی شوخ لباس کو بھول گئی جو کئی بار کباڑی کے ہاں سے خریدا اور پھر کباڑی ہی کے ہاتھ بیچا جا چکا تھا اور جو اس جگہ کے لئے اپنے بے انتہا لمبے اور مضحکہ خیز پایان دامن اور خلاف معمولی کرچولین کی وجہ سے بالکل ناموزوں تھا جو پورے دروازے کو گھیرے ہوئے تھی۔ وہ اپنے ہلکے رنگ کے جوتوں، اپنی چھتری، جس کی رات کو کوئی ضرورت نہ تھی لیکن جسے وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھی اور اپنی پچکی ہوئی مضحکہ خیز گول ہیٹ کو بھی بالکل بھول گئی تھی جس پر شوخ سرخ رنگ کا پر لگا ہوا تھا۔ لونڈوں کی طرح کج کی ہوئی اس ہیٹ کے نیچے سے ایک دبلا پتلا سہما ہوا اور ڈرا ہوا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور مارے خوف کے آنکھیں پتھرا سی گئی تھیں۔ سونیا دبے ہوئے قد کی تھی، کوئی اٹھارہ سال کی، دبلی پتلی، لیکن کافی قبول صورت سنہرے بالوں والی لڑکی تھی جس کی آنکھیں بہت ہی خوبصورت نیلی تھیں۔ وہ بستر کو یک ٹک دیکھے جا رہی تھی اور پادری کو۔ تیز تیز آنے کی وجہ سے وہ بھی ہانپ رہی تھی۔ آخر کار غالباً اسے کچھ کھسر پھسر سنائی دی جو بھیڑ میں ہو رہی تھی۔ اس نے نیچے دیکھا، چوکھٹ کے ادھر قدم رکھا اور کمرے میں کھڑی ہو گئی، لیکن پھر بالکل دروازے ہی میں۔

دعائے خیر اور تبرکات بخشی ختم ہوئی۔ کاتریناایوانوونا پھر سے شوہر کے بستر کے پاس آ گئیں۔ پادری اٹھ کھڑا ہوا اور جاتے جاتے کاتریناایوانوونا سے دو لفظ تنبیہ اور تسلی کے کہنے کے لئے رکا۔

"اور ان کو میں کہاں ہنکا دوں؟" انہوں نے بچوں کی طرف اشارہ کر کے تندی اور چڑچڑے پن سے کہا۔

پادری نے کہنا شروع کیا "خدا رحیم و کریم ہے، خدا کی امید برتر و بالا سے رکھو۔"

"ہاں! رحیم و کریم ہے مگر ہمارے لئے نہیں!"

"یہ گناہ ہے، خاتون یہ گناہ ہے" پادری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ گناہ نہیں ہے؟" کاتریناایوانوونا مرنے والے کی طرف اشارہ کر کے چیخیں۔

"ہو سکتا ہے جو لوگ غیر ارادی طور پر اس کا سبب بنے وہ آپ کو معاوضہ دینے پر راضی ہو جائیں، خواہ اسی لئے کہ روزی ماری گئی...."

"آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں!" کاتریناایوانوونا ہاتھ جھٹک کر چڑچڑاہٹ سے چلائیں۔ "اور کاہے کا معاوضہ دیں گے وہ لوگ؟ آخر وہ تو خود ہی شراب کے نشے میں دھت گھوڑوں کے نیچے لیٹ گیا! کیسی روزی؟ اس سے کوئی روزی نہیں ملتی تھی، صرف اذیت ہی تھی۔ وہ تو شرابی تھا، سب پی ڈالتا تھا۔ ہمیں لوٹتا تھا اور سب شراب خانے میں لے جاتا تھا، ان لوگوں کی اور میری بھی زندگی شراب خانے میں لٹا دی! اور شکر ہے خدا کا کہ مر رہا ہے! ایک مردار کم ہو جائے گا!"

"موت کی گھڑی میں معاف کر دینا چاہئے اور یہ گناہ ہے خاتون، اس طرح کا جذبہ بہت بڑا گناہ ہے!"

کاتریناایوانوونا بیمار کے پاس کچھ کر دھر رہی تھیں، انہوں نے اسے پانی پلایا، سر سے پسینہ اور خون پونچھا، تکیے کو ٹھیک کیا اور ساتھ ہی پادری سے باتیں بھی کرتی جا رہی تھیں۔ کاموں کے بیچ میں وہ کبھی کبھار ہی پادری کی طرف منہ کر پاتی تھیں۔ اب وہ تقریباً جنونی حالت میں اس کی طرف جھپٹ پڑیں:

"ارے بابا، یہ سب لفظ ہیں، خالی خولی لفظ! معاف کر دینا چاہئے! ابھی آج وہ شراب کے نشے میں دھت

آیا ہوتا اور یہ کچلا نہ گیا ہوتا تو، قمیص تو اس کے پاس ایک ہی ہے، ساری گندی اور چیتھڑی ہوئی، وہ تو لیٹ کر خراٹے لینے لگتا اور میں تڑکے تک پانی میں کھنگالتی رہتی، اس کے اور بچوں کے کپڑے دھوتی رہتی، بعد کو کھڑکی کے سامنے انہیں سکھاتی، یہیں، اور صبح ہوتی تو ان کی مرمت کرنے بیٹھتی--- یہ ہوتی ہے میری رات!... تو پھر اب معاف کرنے کی بات کیا کرنا! میں نے ویسے ہی معاف کر دیا!"

بڑی سخت اور بھیانک کھانسی نے ان کی بات کاٹ دی۔ انہوں نے رومال میں کھنکھار کر تھوکا اور اسے پادری کو دکھانے کے لئے بڑھایا اور درد کے مارے دوسرے ہاتھ سے سینے کو دبا لیا۔ رومال سارا خون سے تر تھا....

پادری نے اپنا سر جھکا لیا اور کچھ نہیں بولا۔

مارمیلادوف موت کے کرب میں مبتلا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں کاتریناایوانوونا کے چہرے سے نہیں ہٹا رہا تھا جو اب پھر اس کے اوپر جھکی ہوئی تھیں۔ وہ ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا، اس نے شروع کیا، کوشش کر کے زبان ہلائی اور غیر واضح طور پر کچھ کہا لیکن کاتریناایوانوونا یہ سمجھ کر کہ وہ ان سے معافی مانگنا چاہتا ہے، فوراً تحکمانہ انداز میں اس پر چیخیں:

"چپ رہو! کوئی ضرورت نہیں!... جانتی ہوں کیا کہنا چاہتے ہو!..." اور بیمار چپ ہو گیا۔ لیکن اسی وقت اس کی بھٹکتی ہوئی نگاہیں دروازے پر پڑیں اور اس نے سونیا کو دیکھا....

ابھی تک اس نے سونیا کو نہیں دیکھا تھا اس لئے کہ وہ کونے میں اور اندھیرے میں کھڑی تھی۔

"کون ہے؟ کون ہے؟" اس نے پھٹی ہوئی ہانپتی ہوئی آواز میں، ہیجان کے عالم میں آنکھوں سے دروازے کی طرف ایک خوف کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں اس کی بیٹی کھڑی تھی۔ وہ بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"لیٹے رہو! لیٹے رہو!" کاتریناایوانوونا چلائیں۔

لیکن غیر فطری کوشش کر کے اس نے ہاتھ ٹیک کر اپنا سر اٹھا لیا۔ ذرا دیر بوکھلائی ہوئی نظروں سے بغیر حس و حرکت کے وہ بیٹی کو دیکھتا رہا، جیسے اسے پہچانتا نہ ہو۔ اسے اس لباس میں کبھی دیکھا بھی تو نہ تھا۔ اچانک اس نے پہچان لیا۔ وہ رسوائی کے احساس اور صدمے سے بالکل چور، اپنے لباس اور سج دھج سے شرمسار اس انتظار میں تھی کہ اس کی باری آئے تو اپنے مرتے ہوئے باپ سے رخصت ہو۔ باپ کے چہرے پر بے انتہا کرب کے آثار نمودار ہوئے۔

"سونیا! بیٹی! مجھے معاف کر دے!" اس نے چیخ کر کہا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھانا چاہتا تھا لیکن ہاتھ اٹھاتے ہی توازن بگڑ گیا اور وہ صوفے سے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ لوگ اسے اٹھانے کے لئے دوڑے اور اسے پھر سے صوفے پر لٹا دیا لیکن دم اکھڑنے لگا تھا۔ سونیا نے ہلکی سی چیخ ماری اور دوڑ کر باپ کے گرد بانہیں ڈال کر اس سے لپٹ گئی اور یوں ہی ساکت پڑی رہی۔ اس کی بانہوں میں باپ نے دم توڑ دیا۔

"مل گئی اس کو اپنی مراد!" کاتریناایوانوونا اپنے شوہر کی لاش دیکھ کر چلائیں "اب میں کیا کروں! کس طرح میں اس کا کفن دفن کروں! اور ان کو، کل ان سب کو کیا کھلاؤں؟"

رسکولنیکوف بڑھ کر ان کے پاس آ گیا۔

اس نے کہنا شروع کیا "کاتریناایوانوونا، پچھلے ہفتے آپ کے مرحوم شوہر نے مجھے اپنی ساری زندگی اور

سارے حالات کے بارے میں بتایا.... آپ یقین کیجئے کہ انہوں نے آپ کے بارے میں بڑے احترام کے ساتھ باتیں کیں۔ اس شام سے جب سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ سب سے انہیں کتنا لگاؤ تھا اور خاص طور سے آپ سے کاتریناایوانوونا وہ کتنی محبت اور آپ کی کتنی عزت کرتے تھے' باوجود اپنی بدنصیب کمزوری کے' اس شام سے ہم دوست ہو گئے.... اب مجھے اجازت دیجئے.... بندوبست کرنے کا.... کہ میں اپنے مرحوم دوست کی طرف اپنا فرض ادا کر سکوں.... یہ ہیں.... شاید بیس روبل ---- اور یہ اگر آپ کے کام آ سکیں تو.... میں.... مختصر یہ کہ میں پھر آؤں گا.... میں ضرور آؤں گا.... میں ہو سکتا ہے کل ہی آؤں.... خدا حافظ!"

اور وہ تیزی سے کمرے سے نکل آیا' جلدی جلدی اس نے سیڑھیوں پر بھیڑ میں سے اپنا راستہ نکالا لیکن بھیڑ میں اچانک وہ نکودیم فومچ سے ٹکرا گیا جنہوں نے اس حادثے کی خبر سنی تھی اور سب ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے خود آئے تھے۔ پولیس کے دفتر والے واقعے کے بعد سے ان لوگوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا تھا لیکن نکودیم فومچ نے اسے فوراً پہچان لیا۔

"ارے' آپ ہیں؟" انہوں نے اس سے پوچھا۔

"مر گیا" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر آیا تھا' پادری بھی آیا تھا' سب ٹھیک ہے۔ بیچاری عورت سے زیادہ سوال جواب نہ کیجئے گا' وہ یوں بھی دق میں مبتلا ہے۔ اگر کسی طرح کر سکتے ہوں تو اس کو ڈھارس دیجئے.... آپ بھلے آدمی ہیں' میں جانتا ہوں...." اس نے مسکرا کر اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"لیکن آپ کے تو سارے بدن پر خون ہی خون ہے" نکودیم فومچ نے لالٹین کی روشنی میں رسکولنیکوف کی واسکٹ پر کچھ تازہ دھبے لگے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"ہاں خون لگ گیا.... مجھ پر خون ہی خون ہے!" رسکولنیکوف نے کچھ خاص انداز میں کہا' کہہ کر مسکرایا' سر ہلایا اور سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔

وہ چپ چاپ جلدی کئے بغیر اتر رہا تھا' بخار کی حالت میں' اور غیر شعوری طور پر' زندگی کے بھرپور ہونے اور اس کی طاقت کے ایک نئے لامحدود احساس سے پر تھا جو اس میں اچانک امنڈ آیا تھا۔ یہ احساس کچھ اس احساس سے ملتا جلتا تھا جو موت کے سزا یافتہ آدمی کو غیر متوقع طور پر معافی مل جانے پر ہو سکتا ہے۔ آدھی سیڑھیوں پر اسے گھر جاتے ہوئے پادری نے آ لیا۔ رسکولنیکوف نے خاموشی سے اسے آگے نکل جانے دیا اور زبان سے کچھ کہے بغیر ہی دونوں نے سر جھکا کر ایک دوسرے کو تسلیمات کیں۔ لیکن آخری زینے اترتے ہوئے اس نے اپنے پیچھے تیز تیز قدموں کی آہٹ سنی۔ کوئی اسی کے لئے لپکا چلا آ رہا تھا۔ یہ پولینکا تھی۔ وہ اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی اور اسے آواز دے رہی تھی "سنئے' سنئے تو!"

وہ پولینکا کی طرف مڑا۔ وہ بھاگ کر آخری زینے اتری اور آ کر بالکل اس کے سامنے ایک زینہ اوپر کھڑی ہو گئی۔ صحن سے مدھم سی روشنی آ رہی تھی۔ رسکولنیکوف نے اس لڑکی کے دبلے اور پیار بھرے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھا جو بچوں کی سی خوشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے کام سے بھاگ کر آئی تھی جو ظاہر ہے اسے بہت اچھا لگا تھا۔

"سنئے آپ کا نام کیا ہے؟.... اور یہ بھی کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟" اس نے جلدی جلدی' ہانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اس نے دونوں ہاتھ لڑکی کے کندھوں پر رکھے اور ایک انجان خوشی کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔ اسے اس

موہنی صورت کو دیکھنا اتنا اچھا لگ رہا تھا ---- وہ خود نہیں جانتا تھا کہ کیوں۔

"اور تم کو بھیجا کس نے ہے؟"

"مجھے بھیجا ہے میری بہن سونیا نے" لڑکی نے اب بھی خوشی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میں جان گیا تھا کہ تم کو تمہاری بہن سونیا نے بھیجا ہے۔"

"اور مجھے ماما نے بھی بھیجا ہے۔ جب میری بہن سونیا مجھے بھیجنے لگیں تو ماما بھی آ گئیں اور انہوں نے کہا 'جلدی سے بھاگ کے جا' پولینکا!"

"تم اپنی بہن سونیا کو پیار کرتی ہو؟"

"میں انہیں سب سے زیادہ پیار کرتی ہوں!" پولینکا نے کچھ خاص طور سے زور دے کر کہا اور اس کی مسکراہٹ اچانک سنجیدگی میں بدل گئی۔

"اور مجھے پیار کرو گی؟"

جواب کی بجائے اس نے اپنے قریب آتے ہوئے لڑکی کے چہرے اور آگے کو بڑھے ہوئے ہونٹوں کو دیکھا جو بڑی معصومیت سے اس کا منہ چومنے والے تھے۔ اچانک لڑکی کے پتلے پتلے سینک سلائی ہاتھوں نے خوب کس کے اس کو لپٹا لیا اور اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ لیا۔ لڑکی چپکے چپکے رونے لگی اور اپنا چہرہ اس کے کندھے پر اور زیادہ دبا کر لپٹ گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنا روتا ہوا چہرہ اٹھا کر اور ہاتھ سے آنسو پونچھتی ہوئی بولی "پاپا کا بڑا دکھ ہے! اب تو ہر طرح سے بدنصیبی آ ہی گئی" اس نے غیر متوقع طور پر اس خاص سنجیدگی کے ساتھ کہا جو بچے کوشش کر کے اس وقت اختیار کر لیتے ہیں جب وہ یکبارگی بڑوں کی طرح بات کرنا چاہتے ہیں۔

"اور پاپا تم کو پیار کرتے تھے؟"

"وہ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ لیدا کو پیار کرتے تھے" اس نے بڑی سنجیدگی سے اور مسکرائے بغیر بالکل اس طرح کہا جیسے بڑے باتیں کرتے ہیں "اس لئے پیار کرتے تھے کہ وہ چھوٹی ہے اور اس لئے اور بھی کہ بیمار ہے اور ہمیشہ اس کے لئے چیزیں لاتے تھے۔ اور ہمیں انہوں نے پڑھنا سکھایا اور مجھے قواعد اور دینیات" اس نے بڑے وقار کے ساتھ کہا "اور ماما کہتی تو کچھ نہیں تھیں لیکن ہم جانتے تھے کہ انہیں یہ بات بہت اچھی لگتی ہے اور پاپا بھی جانتے تھے' اور ماما چاہتی ہیں کہ میں فرانسیسی زبان پڑھوں اس لئے کہ اب مجھے تو تعلیم حاصل کرنی ہی چاہئے۔"

"اور دعا کرنا تمہیں آتا ہے؟"

"بھلا کیوں نہیں آتا ہے! بہت دنوں سے۔ اور میں تو بڑی ہوں اس لئے اپنی دعا خود پڑھتی ہوں' اور کولیا اور لیدا ماما کے ساتھ ساتھ دوہراتے جاتے ہیں۔ پہلے "پاک مریم مادر خدا" پڑھتے ہیں' پھر ایک اور دعا "اے خدا' ہماری بہن سونیا کو معاف کر دے اور اس پر برکت نازل کر" اور پھر ایک اور "اے خدا' ہمارے دوسرے پاپا کو معاف کر دے اور ان پر برکت نازل کر" اس لئے کہ ہمارے بڑے پاپا تو مر چکے تھے' اور یہ ہمارے دوسرے پاپا تھے۔ اور ہم بڑے پاپا کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔"

"پولینکا' میرا نام ہے رودیون۔ کبھی میرے لئے بھی دعا کرنا ----" اور اپنے بندے رودیون کو" بس اور کچھ نہیں۔"

"میں ساری زندگی آپ کے لئے دعا کروں گی" لڑکی نے بڑے جوش کے ساتھ کہا اور اچانک پھر مسکرانے لگی اور پھر اس سے کس کر لپٹ گئی۔

رسکولنیکوف نے اپنا نام بتایا' پتہ دیا اور وعدہ کیا کہ کل وہ ضرور آئے گا۔ لڑکی اس کے پاس سے گئی تو بہت ہی خوش تھی۔ جب وہ سڑک پر نکلا تو دس بج چکے تھے۔ پانچ منٹ میں وہ پل پر کھڑا تھا' ٹھیک اسی جگہ جہاں سے ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ عورت پانی میں کودی تھی۔

"بس کافی ہو گیا!" اس نے فیصلہ کن انداز میں بڑی سنجیدگی سے کہا "نہیں چاہئیں سراب' نہ فرضی ڈر' نہ واہمے! زندگی ہے! کیا ابھی ابھی میں سچ مچ زندہ نہیں تھا؟ اس بھوس بڑھیا کے ساتھ میری زندگی تو نہیں ختم ہو گئی! اسے آسمانی بادشاہت ملے اور۔۔۔۔ کافی ہو گیا' بیا میری' اب مجھے چین لینے دو! اب عقل و نور بادشاہت اور..... عزم و قوت کی... اور اب دیکھیں گے! ناپیں تولیں گے اب!" اس نے تمرد کے ساتھ کہا جیسے کسی سیاہ طاقت سے مخاطب ہو اور اسے للکار رہا ہو "اور آگر میں گز بھر زمین پر زندہ رہنے پر بھی تو راضی ہو گیا تھا!"

"اس وقت میں بہت کمزور ہوں لیکن..... لگتا ہے کہ ساری بیماری ختم ہو گئی۔ میں جب نکلا تھا تبھی جانتا تھا کہ یہ ختم ہو جائے گی۔ ویسے پوچنکوف کا مکان تو بس دو قدم پر ہے۔ مجھے ضرور رزومیخن کے پاس جانا چاہئے چاہے دو قدم نہ بھی ہو..... چلو وہ جیت جائے شرط! اسے ذرا سکون تو ہو جائے۔۔۔ چاہے کچھ نہیں!..... طاقت' طاقت کی ضرورت ہے۔ طاقت کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا۔ اور طاقت کو طاقت ہی کے ذریعے حاصل کرنا ضروری ہے' اس بات کو وہ لوگ نہیں جانتے" اس نے فخر اور خود اعتمادی کے ساتھ کہا اور چل دیا۔ پل پر سے اس کے قدم بڑی مشکل سے اٹھ رہے تھے۔ اس میں ہر لحہ فخر اور خود اعتمادی بڑھتی جا رہی تھی۔ اگلے ہی لحے یہ وہ شخص ہی نہ رہ جاتا تھا جو پہلے والے لحے میں تھا۔ لیکن ایسا خاص کیا ہو گیا تھا' کس چیز نے اس کی ایسی کایا کلپ کر دی تھی؟ یہ تو وہ خود بھی نہ جانتا تھا۔ تنکے کا سہارا ڈھونڈنے والے کی طرح اسے اچانک ایسے لگا جیسے اس کے لئے "زندہ رہنا ممکن ہے" کہ ابھی اور زندگی ہے" کہ اس کی زندگی اس بھوس بڑھیا کے ساتھ ختم نہیں ہو گئی۔" ہو سکتا ہے اس نے نتیجے تک پہنچنے میں بڑی جلدی کی ہو لیکن اس کے بارے میں اس نے سوچا ہی نہیں۔

اچانک اسے خیال ہوا کہ "اپنے بندے رودیون کو دعاؤں میں یاد کرنے کے لئے تو اس سے کہا ہے..... لیکن خیر..... ضرورت پڑ جائے تو!" اس نے کہا اور خود ہی اپنی بچوں جیسی صفائیوں پر ہنسنے لگا۔ وہ بہترین ذہنی و روحانی کیفیت میں تھا۔

رزومیخن کو اس نے آسانی سے تلاش کر لیا۔ پوچنکوف کے مکان میں نئے کرایہ دار کو سب لوگ جانتے تھے اور دربان نے فوراً ہی اسے راستہ بتا دیا۔ آدھی سیڑھیوں ہی سے اس بڑے اجتماع کا شور اور جیالی بات چیت سنائی دے رہی تھی۔ سیڑھیوں پر والا دروازہ پاٹوں پاٹ کھلا ہوا تھا۔ چہاہٹ اور بحثوں کی آواز آ رہی تھی۔ رزومیخن کا کمرہ کافی بڑا تھا' وہاں کوئی پندرہ لوگ جمع تھے۔ رسکولنیکوف ڈیوڑھی میں رک گیا جہاں مکان مالک کی دو نوکرانیاں دو بڑے بڑے سماواروں' بوتلوں' پلیٹوں اور کھانے پینے کی چیزوں کی قابوں کے پاس کچھ کر دھر رہی تھیں۔ یہ سب سامان بھی مکان مالک کے باورچی خانے سے حاصل کیا گیا تھا۔ رسکولنیکوف نے رزومیخن کو بلوایا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ بھاگا ہوا آیا۔ پہلی ہی نظر میں دکھائی دے رہا تھا کہ اس نے بہت زیادہ پی لی ہے اور اگرچہ رزومیخن تقریباً کبھی اتنی پی ہی نہ سکتا تھا کہ نشے میں ہو جائے لیکن اس بار کچھ پتہ چل رہا تھا۔

"سنو" رسکولنیکوف نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا "میں صرف یہ کہنے آیا تھا کہ شرط تم جیت گئے کہ

در حقیقت کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن اندر میں نہیں آ سکتا۔ میں اتنا کمزور ہوں کہ ابھی گر پڑوں گا۔ اس لئے سلام اور الوداع! اور کل میرے پاس آنا....."

"میں ایک بات کہوں' میں تمہیں پہنچا آتا ہوں! جب تم تو خود ہی کہہ رہے ہو کہ کمزور ہو تو....."

"اور مہمان؟ یہ گھنگھریالے بالوں والا کون ہے جس نے ابھی ابھی جھانکا تھا؟"

"یہ؟ شیطان ہی جانے اسے! چچا کا واقف کار ہے' ہو گا بھی' اور ہو سکتا ہے ویسے ہی آ گیا ہو..... ان لوگوں کے پاس میں چچا کو چھوڑ دوں گا' بڑے ہی لاجواب انسان ہیں' افسوس ہے کہ تم اس وقت ان سے مل نہیں سکتے۔ اور پھر جائیں سب کے سب جہنم میں! اب ان لوگوں کو میری کوئی فکر نہیں ہے اور میں بھی ذرا تازہ دم ہونا چاہتا ہوں' بھائی تم بڑے وقت سے آ گئے۔ دو منٹ اور گزرتے تو میں تو وہاں ہاتھا پائی کر بیٹھتا' خدا کی قسم! ایسی مضحکہ خیز باتیں کرتے ہیں!..... تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ انسان آخر کو کس حد تک جھوٹ کے پل باندھ سکتا ہے! لیکن آخر تصور کیوں نہیں کر سکتے؟ کیا ہم دونوں بھی بیوقوفی کی باتیں نہیں کرتے؟ اور اچھا ہے کریں بیوقوفی کی باتیں' بعد کو حماقت نہیں ہو گی..... تم ذرا بیٹھ جاؤ' میں زوسیموف کو لاتا ہوں۔"

زوسیموف بڑے ہی اشتیاق کے ساتھ رسکولنیکوف کے پاس آیا۔ دکھائی دے رہا تھا کہ اسے کچھ خاص ہی تجسس ہے۔ جلد ہی اس کا چہرہ صاف اور روشن ہو گیا۔

جہاں تک ممکن ہو سکا مریض کا معائنہ کرنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا "فوراً سو جانا چاہئے۔ اور رات کو ایک دوا کھا لینا۔ کھا لیں گے؟ میں نے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئے تیار کیا ہے..... سفوف ہے۔"

"ایک کیا دو بھی کھا لوں گا" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔

سفوف فوراً کھا لیا گیا۔

زوسیموف نے رزومیخن سے کہا "یہ بڑا اچھا ہے کہ تم انہیں پہنچانے جا رہے ہو۔ کل جو ہو گا وہ دیکھیں گے لیکن آج تو زیادہ برا نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی حالت میں نمایاں تبدیلی۔ صدی بھر جیو تو صدی بھر سیکھتے رہو....."

جیسے ہی وہ لوگ سڑک پر نکلے ویسے ہی رزومیخن بول پڑا "پتہ ہے تمہیں' ابھی جب ہم آ رہے تھے تو زوسیموف نے میرے کان میں کیا کہا۔ بھائی میں تم سے سب صاف صاف کہہ دوں گا اس لئے کہ یہ لوگ تو ہیں بیوقوف۔ زوسیموف نے مجھ سے کہا کہ راستے میں تم سے کھل کر باتیں کروں اور تم کو کھل کر باتیں کرنے پر اکساؤں اور بعد کو سب اسے بتاؤں اس لئے کہ اس کا خیال ہے کہ..... تم..... پاگل ہو گئے ہو یا ہونے ہی والے ہو۔ تم خود ذرا سوچو! اول تو تم اس سے تین گنے سمجھدار ہو' دوسرے یہ کہ اگر تم پاگل نہیں ہو تو تمہیں اس بات پر تھوکنا چاہئے کہ اس کے سر میں ایسا خیال آیا' تیسرے یہ کہ اس گوشت کے لوتھڑے نے جو مہارت کے اعتبار سے سرجن ہے' اب ذہنی بیماریوں میں دخل دینا شروع کر دیا ہے اور تمہارے سلسلے میں جس چیز نے اسے قطعی یقین دلا دیا وہ آج کی تمہاری اور زمیتوف کی بات چیت ہے۔"

"زمیتوف نے سب تمہیں بتا دیا؟"

"سب' اور بہت اچھا کیا۔ اب میں ساری بات اندر تک سمجھ گیا اور زمیتوف سمجھ گیا..... ہاں تو' مختصر یہ کہ رودیا..... بات یہ ہے کہ..... میں اس وقت ذرا نشے میں ہوں..... لیکن یہ کوئی بات نہیں..... بات یہ ہے کہ..... یہ خیال..... سمجھتے ہو تم؟ در حقیقت ان کے دماغ میں پل رہا تھا..... سمجھ رہے ہو؟ یعنی ان میں سے کوئی اس کا

اظہار کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا اس لئے کہ وحشیانہ طور پر احمقانہ ہے اور خاص طور سے جب اس رنگ کرنے والے کو پکڑ لیا تو یہ سب بلبلے کی طرح پھوٹ گیا اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ لیکن آخر یہ لوگ اس قدر بیوقوف کیوں ہیں؟ تب میں نے زمیتوف کی ذرا خبر لی۔۔۔۔ یہ بھائی ہمارے ہی درمیان رہے اور مہربانی کر کے کسی کو ہوا بھی نہ دینا کہ تم جانتے ہو۔ میں نے دیکھا کہ وہ نازک طبیعت کا آدمی ہے۔ یہ لویزا کے ہاں ہوا تھا۔۔۔۔ لیکن آج 'آج تو سب صاف ہو گیا۔ سب سے خاص چیز ہے یہ ایلیا پتروویچ! اس نے اس دن پولیس کے دفتر میں تمہارے بے ہوش ہو جانے سے فائدہ اٹھایا اور پھر بعد کو خود ہی اس پر شرمندہ ہوا 'میں تو جانتا ہوں....."

رسکولنیکوف بڑے اشتیاق سے سن رہا تھا۔ رزومیخن نشے میں ہونے کی وجہ سے بکے جا رہا تھا۔

رسکولنیکوف نے کہا "اس وقت میں بے ہوش اس وجہ سے ہو گیا تھا کہ گھٹن تھی اور روغن دار رنگ کی بدبو بھری ہوئی تھی۔"

"اب بھی توضیح کر رہے ہو! اور خالی رنگ ہی نہیں 'بخار تو ایک مہینے سے جڑ پکڑ رہا تھا۔ زوسیموف اس کی تصدیق کرتا ہے! لیکن اب وہ لونڈا کس قدر دل شکستہ ہے 'اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کہتا ہے "میں اس کی چھنگلیا کے برابر نہیں ہوں!' مطلب تمہاری۔ بھائی اس میں کبھی کبھی اچھے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن سبق 'سبق جو اسے آج ملا ہے "پالے دی کرسٹال" میں وہ تو حد سے بڑھ کر ہے! تم نے شروع میں تو اسے ذرا دیا 'اس پر تو تشنج سا طاری ہو گیا! تم نے تو اسے اس بدتمیزی اور بیوقوفی کا پھر سے یقین سا دلا دیا تھا اور بعد کو اچانک تم نے اس کو چڑا دیا۔ مطلب "اب بتاؤ کیا سمجھے!" حد کر دی! اب تو وہ بالکل کچلا ہوا 'بالکل پسا ہوا ہے! تم استاد ہو 'خدا کی قسم 'اور ان کے ساتھ یہی کرنے کی ضرورت ہے۔ افسوس کہ میں وہاں نہ تھا! اس وقت وہ بڑی شدت سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ پورفیری بھی تم سے متعارف ہونا چاہتا ہے....."

"اچھا... وہ بھی.... تو مجھے پاگلوں کی فہرست میں کیوں شامل کر دیا؟"

"یعنی 'پاگلوں میں نہیں۔ بھائی 'لگتا ہے میں کافی بک گیا.... تم یوں سمجھو ابھی تھوڑی دیر پہلے تک اسے اس بات پر حیرت رہتی تھی کہ تمہیں اسی ایک نقطے سے کیوں دلچسپی ہے۔ اب صاف ہے دلچسپی کیوں ہو رہی تھی۔ ساری صورت حال کو جان کر.... اور تب اس پر تم کس قدر جھنجھلا گئے تھے اور بیماری کے ساتھ مل کر اس نے کیا گل کھلائے.... میں بھائی ذرا نشے میں ہوں 'بس شیطان ہی اسے جانے 'اس کے دماغ میں کوئی اپنا خیال ہے.... میں تم سے کہتا ہوں.... کہ وہ ذہنی روحانی بیماریوں میں دخل دینے لگا ہے.... تم تھوکو اس پر....."

ذرا دیر دونوں چپ رہے۔

"سنو رزومیخن" رسکولنیکوف بولا "میں تم سے صاف صاف کہنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی ابھی ایک غمی کے گھر میں تھا 'ایک سرکاری ملازم مر گیا... وہاں میں نے اپنی ساری رقم دے دی.... اور اس کے علاوہ ابھی ایک ایسی ہستی نے میرا منہ چوما ہے جو 'اگر میں نے کسی کو قتل بھی کر دیا ہوتا تو بھی.... مختصر یہ کہ وہاں میں نے ایک اور ہستی کو دیکھا.... سرخ رنگ کا پر لگائے.... لیکن میں حماقت کی باتیں کر رہا ہوں 'میں بہت کمزور ہوں.... مجھے سہارا دو۔ اب تو سیڑھیاں آ ہی گئیں....."

"تمہیں کیا ہوا؟ کیا ہوا تمہیں؟" رزومیخن نے تشویش کے ساتھ پوچھا۔

"سر تھوڑا چکرا رہا ہے 'لیکن بات یہ نہیں ہے 'بات یہ ہے کہ میرا دل بہت رنجیدہ ہے 'اس قدر رنجیدہ! بالکل عورت کی طرح... سچ کہتا ہوں! دیکھو تو 'یہ کیا؟ دیکھو 'دیکھو!"

"ہوا کیا؟"

"ارے دیکھ نہیں رہے ہو؟ میرے کمرے میں روشنی ہے 'دیکھ رہے ہو؟ دراز میں سے....."

وہ دونوں آخری سیڑھیوں کے سامنے مکان مالکن کے دروازے کے پاس کھڑے تھے اور واقعی نیچے سے دکھائی دے رہا تھا کہ رسکولنیکوف کے کمرے میں روشنی ہو رہی ہے۔

"عجیب بات ہے! ناستاسیا ہو شاید" رزومیخن نے کہا۔

"وہ اتنی رات گئے میرے کمرے میں کبھی نہیں آتی اور وہ کب کی سو گئی ہو گی۔ لیکن.... میرے لئے سب برابر ہے! خدا حافظ!"

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟ ارے میں پہنچاؤں گا تمہیں 'ساتھ ہی چلتے ہیں!"

"جانتا ہوں کہ ساتھ ہی چلیں گے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ یہاں تمہارا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لوں اور تم سے رخصت ہو لوں۔ تو لاؤ ہاتھ 'خدا حافظ!"

"یہ تمہیں ہوا کیا ہے رودیا؟"

"کچھ نہیں 'چلو 'تم گواہ رہو گے...."

ان لوگوں نے سیڑھیوں پر چڑھنا شروع کیا اور رزومیخن کو یہ خیال ہوا کہ زوسیموف ہو سکتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہو۔ وہ اپنے آپ ہی بڑبڑایا "اف 'میں نے اپنی بک بک سے اس کو پریشان کر دیا!" اچانک دروازے کے پاس پہنچ کر ان لوگوں نے کمرے سے آنے والی آوازیں سنیں۔

"یہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" رزومیخن چلایا۔

رسکولنیکوف نے بڑھ کر دروازے کو پکڑا اور اسے دھڑ سے کھول دیا 'کھول دیا اور چوکھٹ پر جیسے جم کر رہ گیا۔

اس کے کمرے میں اس کی ماں اور بہن صوفے پر بیٹھی ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار کر رہی تھی۔ کیوں وہ سب سے کم ان کا منتظر تھا اور سب سے کم ان کے بارے میں اس نے سوچا تھا باوجود اس کے کہ یہ خبر آج اسے دوسری بار مل چکی تھی کہ وہ دونوں چل چکی ہیں 'آ رہی ہیں 'پہنچنے ہی والی ہیں؟ اس ڈیڑھ گھنٹے میں ماں بیٹی نے ایک دوسری سے بڑھ کر ناستاسیا سے سوالات کئے تھے جو اس وقت بھی ان کے سامنے کھڑی تھی اور انہیں ساری تفصیلات بتا چکی تھی۔ ان لوگوں نے جب یہ سنا کہ وہ بیمار ہوتے ہوئے اور جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا تھا 'مستقل سرسامی کیفیت میں "آج بھاگ کھڑا ہوا" تو وہ بالکل ہی بدحواس ہو گئیں۔ "خدایا 'کیا ہو گیا ہے اس کو!" دونوں اس ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے دوران میں روتی رہیں اور دونوں کی جان مارے کرب کے سولی پر ٹنگی رہی۔

رسکولنیکوف نمودار ہوا تو خوشی اور جوش کی چیخوں سے اس کا سواگت کیا گیا۔ دونوں اس سے لپٹ گئیں۔ لیکن وہ بے جان سا کھڑا رہا 'ایک ناقابل برداشت اور یک لخت احساس اس پر بجلی کی طرح گر پڑا۔ اور اس کے ہاتھ بھی ان لوگوں کو گلے لگانے کے لئے نہیں اٹھے 'اٹھ ہی نہیں سکے۔ ماں اور بہن نے اسے لپٹا لیا 'اسے پیار کیا 'ہنسیں 'روئیں.... اس نے ایک قدم اٹھایا 'لڑکھڑایا اور بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔

تشویش 'خوف کی چیخیں 'آہیں.... رزومیخن 'جو چوکھٹ پر کھڑا تھا 'جھپٹ کر کمرے میں آیا۔ اس نے مریض کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں اٹھایا اور فوراً ہی صوفے پر لٹا دیا۔

"کچھ نہیں ہے 'کچھ نہیں ہے!" اس نے ماں اور بہن سے چیخ کر کہا "صرف بے ہوشی ہے 'معمولی سی

بات! ابھی ابھی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ان کی طبیعت بہت بہتر ہے' کہ وہ بالکل صحت مند ہیں! ہاں! دیکھئے' ہوش میں آ رہے ہیں' یہ لیجئے' آنکھیں کھول دیں!....."

اور دونیا کا ہاتھ اس طرح پکڑ کر کہ مڑتے مڑتے رہ گیا' رزومیخن نے دونیا کو جھکا کر دکھایا کہ "یہ لیجئے' آنکھیں کھول دیں۔" اور ماں اور بہن نے رزومیخن کو ایسی احسان مندی اور شکر گزاری کے ساتھ دیکھا جیسے وہ رحمت کا فرشتہ ہو۔ وہ دونوں نستاسیا سے سن چکی تھیں کہ ان کے رودیا کے لئے بیماری کی ساری مدت میں اس نے کتنا کچھ کیا تھا۔ اسی شام کو دونیا سے دل کی بات کرتے ہوئے پولخیریا الکساندروونا رسکولنیکووا نے "بڑی لیاقت والا نوجوان" کہا تھا۔

***

حوالہ جات

(1) دستانے بنانے والی مشہور فرانسیسی کمپنی۔ (ایڈیٹر)

(2) پود --- وزن کا پرانا روسی پیمانہ' ۱۶.۳۸ کلوگرام کے برابر۔ (ایڈیٹر)

تیسرا حصہ

رسکولنیکوف اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس نے نقاہت سے ہاتھ ہلا کر رزومیخن کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی بے سر پیر کی اور پرجوش تسلیوں کے پورے سیلاب کو روک دے جو وہ ماں اور بہن کو دے رہا تھا۔ رسکولنیکوف نے دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لئے اور کوئی دو منٹ تک کچھ کہے بغیر کبھی ایک' کبھی دوسری کو دیکھتا رہا۔ ماں اس کی نظروں سے ڈر گئی۔ ان نظروں میں ایک تکلیف دہ حد تک شدید جذبہ جھلک رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی کوئی بے حرکت چیز بلکہ پاگل پن تک تھا۔ پولخیریا الکساندروونا رونے لگیں۔

دونیا کا چہرہ بالکل ستا ہوا لگ رہا تھا۔ بھائی کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

رسکولنیکوف نے اکھڑی اکھڑی آواز میں رزومیخن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ان کے ساتھ.... گھر چلی جایئے' کل ملیں گے' کل سب کچھ.... دیر ہوئی آپ لوگوں کو آئے ہوئے؟"

"شام کو آئے تھے' رودیا" پولخیریا الکساندروونا نے جواب دیا "گاڑی بہت ہی دیر سے آئی۔ لیکن رودیا میں تو تمہیں چھوڑ کر اس وقت کسی حالت میں بھی نہیں جاؤں گی! رات میں یہیں پاس ہی رہوں گی...."

"مجھے عاجز مت کیجئے!" اس نے چڑ کر ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان کے پاس میں رہوں گا!" رزومیخن نے کہا "ایک منٹ کے لئے بھی انہیں نہ چھوڑوں گا اور وہاں میرے مہمان جائیں جہنم میں' دیواروں سے سر ٹکرائیں! وہاں میرے چچا میر مجلس ہیں۔"

"کیسے' کس زبان سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں!" پولخیریا الکساندروونا نے پھر سے رزومیخن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنا شروع کیا لیکن رسکولنیکوف نے پھر ان کی بات کاٹ دی۔

"مجھ سے نہیں ہو سکتا' نہیں ہو سکتا" جھنجھلا کر اس نے دہرایا "مت عاجز کیجئے مجھ کو! کافی ہو گیا! جایئے آپ لوگ.... مجھ سے نہیں ہو سکتا!...."

سہمی ہوئی دونیا نے ماں کے کان میں کہا "ماما' آپ سمجھئے نہ' کمرے سے چاہے منٹ ہی بھر کو سہی باہر چلی چلئے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ ہماری وجہ سے انہیں اذیت ہو رہی ہے۔"

"اب کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں تین سال کی جدائی کے بعد جی بھر کے اسے دیکھوں بھی نہیں!"

پولخیریا الکساندروونا رونے لگیں۔

"اچھا ٹھہرئیے" اس نے انہیں پھر روک دیا "آپ سب بیچ میں ٹوکتے رہتے ہیں اور میرے خیالات گڈمڈ ہو جاتے ہیں.... لوژین سے ملیں؟"

"نہیں، رودیا، لیکن انہیں ہمارے پہنچ جانے کے بارے میں معلوم ہے۔ ہم نے سنا رودیا کہ پیوتر پترووچ نے اتنی نیکی کی کہ آج وہ تم سے ملنے آئے تھے" پولخیریا الکساندروونا نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔

"ہاں.... کی تھی اتنی نیکی.... دونیا، میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے لوژین سے کہا تھا کہ اسے سیڑھی سے نیچے پھینک دوں گا" اور میں نے انہیں یہاں سے نکال دیا...."

"رودیا، یہ تم کیا کہہ رہے ہو! تم شاید.... تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ...." پولخیریا الکساندروونا نے ڈر کر کہنا شروع کیا تھا لیکن پھر دونیا کی طرف دیکھ کر رک گئیں۔

دونیا برابر بھائی کی طرف دیکھ رہی تھی اور آگے سننے کی منتظر تھی۔ دونوں کو بحث و تکرار کے بارے میں نستاسیا نے پہلے ہی خبر دے دی تھی، جس حد تک کہ وہ سمجھ اور بیان کر سکی تھی اور دونوں تحیر اور توقع کے کرب میں مبتلا تھیں۔

"دونیا" راسکولنیکوف نے کوشش کر کے اپنی بات جاری رکھی "میں نہیں چاہتا کہ یہ شادی ہو اور اس لئے تمہیں ضرور کل ہی پہلی ہی ملاقات کے دوران میں لوژین سے انکار کر دینا چاہئے تاکہ اس کی سانس کی مہک تک یہاں نہ آئے۔"

"اے میرے خدا!" پولخیریا الکساندروونا چیخ اٹھیں۔

"بھائی، تم سوچو تو کہ کیا کہہ رہے ہو!" دونیا نے جوش میں آ کر کہنا شروع کیا لیکن پھر ضبط کر لیا "ابھی ہو سکتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہ ہو، تم تھک گئے ہو" اس نے نرمی سے کہا۔

"کیا میں ہذیان بک رہا ہوں؟ نہیں.... تم لوژین سے میری خاطر شادی کر رہی ہو۔ لیکن مجھے یہ قربانی قبول نہیں ہے۔ اس لئے کل ہی خط لکھ دو.... انکار کا.... صبح کو مجھے پڑھنے کو دینا اور بس ختم!"

"یہ میں نہیں کر سکتی!" دونیا نے برا مان کر کہا "کس حق سے...."

"دونیچکا، تم بھی اس وقت جوش میں ہو، سکون سے کام لو، کل.... تم آخر دیکھ کیوں نہیں رہی ہو کہ...." ماں ڈر گئیں اور انہوں نے دونیا سے کہا "اس وقت چلنا ہی اچھا ہے!"

"سرسامی حالت میں ہے!" نشے کی جھونک میں رزومیخن نے کہا "ورنہ کیسے وہ ہمت کرتا! کل یہ ساری بیوقوفی ختم ہو جائے گی.... لیکن آج تو انہوں نے اسے واقعی نکال دیا۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ اور وہ بھی خفا ہو گیا.... یہاں تقریر جھاڑنے لگا، اپنے علم کی نمائش کرنے لگا اور پھر اپنی دم دبا کر چلا گیا...."

"تو کیا یہ سچ ہے؟" پولخیریا الکساندروونا چلائیں۔

"کل ملیں گے بھائی" دونیا نے بڑی دردمندی سے کہا "چلو ماما.... خدا حافظ رودیا!"

"سن رہی ہو بہن" اس نے پیچھے سے پکار کر اپنی ساری قوت صرف کر کے کہا "میں سرسامی حالت میں نہیں ہوں۔ یہ شادی کمینہ پن ہے۔ چلو میں کمینہ سہی لیکن تمہیں ایسا ہونے کی ضرورت نہیں.... بس ایک ہی کافی ہے.... اور میں اگرچہ کمینہ ہوں لیکن ایسی بہن کو بہن نہیں سمجھوں گا۔ میں یا لوژین! اب جاؤ...."

"اور تم پاگل ہو گئے ہو! حکمران آمرا" رزومیخن نے چلا کر کہا لیکن راسکولنیکوف نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہو سکتا ہے جواب دینے کی طاقت ہی نہ رہی ہو۔ وہ بیدم ہو کر صوفے پر لیٹ گیا اور اس نے دیوار کی طرف کروٹ لے لی۔ دونیا نے تجسس کی نظروں سے رزومیخن کو دیکھا۔ اس کی کالی آنکھیں چمکنے لگیں۔ رزومیخن اس نگاہ سے چونک پڑا۔ پولخیریا الکساندروونا حیرت سے دم بخود رہ گئی۔

انہوں نے بڑی ناامیدی کے ساتھ رزومیخن سے آہستہ سے کہا "میں کسی طرح بھی نہیں جا سکتی۔ میں یہیں رہوں گی، کہیں.... دونیا کو پہنچا دیجئے۔"

"اور سارا معاملہ بگاڑ دیجئے گا!" رزومیخن نے بھی اسی طرح سرگوشی میں بے قابو ہو کر کہا "آئیے کم سے کم سیڑھی تک تو چلئے۔ نستاسیا، ذرا روشنی دکھانا! میں قسم کھا کر کہتا ہوں" سیڑھی پر پہنچ کر اس نے نیم سرگوشی میں اپنی بات جاری رکھی "ابھی تھوڑی دیر پہلے، مجھے اور ڈاکٹر کو اس نے مارتے مارتے چھوڑا! سمجھتی ہیں آپ اسے! خود ڈاکٹر کو! اور اس نے کہا کہ اسے غصہ نہیں دلانا چاہئے اور وہ چلا گیا۔ میں نیچے پہرہ دیتا رہا لیکن اس نے فوراً کپڑے پہنے اور چپکے سے کھسک لیا۔ اور پھر کھسک جائے گا رات کے وقت اگر اسے غصہ دلایا گیا تو، اور کچھ نہ کچھ اپنے آپ کو کر لے گا...."

"افوہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"اور پھر اودوتیا رومانوونا بغیر آپ کے وہاں کمروں میں کیسے رہ سکتی ہیں! ذرا سوچئے کہ آپ ٹھہری کہاں ہیں! یہ رذیل پیوتر پترووچ آپ کے لئے کسی اچھے فلیٹ کا بھی انتظام نہ کر سکتا تھا.... اور پھر پتہ ہے آپ کو، میں ذرا نشے میں ہوں اس لئے.... گالیاں دے ڈالیں، آپ برا نہ مانئے گا...."

پولخیریا الکساندروونا نے اصرار کیا "مگر میں یہاں کی مکان مالکن کے پاس جاؤں گی، میں ان کی منت کروں گی کہ وہ مجھے اور دونیا کو رات بھر کے لئے کوئی کونا دے دیں۔ میں اس کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتی، نہیں چھوڑ سکتی!"

یہ باتیں وہ لوگ سیڑھیوں ہی پر پہنچ کے پر کھڑے ہوئے مکان مالکن کے دروازے کے عین سامنے کر رہے تھے۔ نیچے کے زینے سے نستاسیا انہیں روشنی دکھا رہی تھی۔ رزومیخن غیر معمولی ہیجان میں تھا۔ ابھی آدھ گھنٹے پہلے جب وہ راسکولنیکوف کو گھر پہنچانے آ رہا تھا تو وہ اگرچہ بک بک بہت کر رہا تھا جس کا اس نے اعتراف بھی کیا تھا پھر بھی وہ بالکل ہوش و حواس میں اور تقریباً تازہ دم تھا باوجود اس کے کہ آج شام کو اس نے شراب کی بہت زیادہ مقدار پی لی تھی۔ اب اس وقت اس کی حالت کچھ وفور مسرت سے ملتی جلتی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی لگ رہا تھا کہ اس نے جتنی بھی شراب پی ہے وہ نئے سرے سے یکبارگی دو چند تیز ہو کر اس کے سر میں چڑھ گئی ہے۔ وہ دونوں خواتین کے ساتھ کھڑا دونوں کو ہاتھ سے پکڑے انہیں سمجھا رہا تھا اور حیران کن صفائی اور سادگی کے ساتھ انہیں وجوہات بتا رہا تھا اور شاید زیادہ یقین دلانے کے لئے، اپنے تقریباً ہر لفظ کے ساتھ دونوں کے ہاتھ سختی سے دبا تا کہ درد ہونے لگتا اور ذرا بھی شرم و لحاظ کے بغیر اودوتیا رومانوونا کو آنکھوں آنکھوں میں نگلے لے رہا تھا۔ درد کے مارے وہ کبھی کبھی اپنے ہاتھ اس کے بڑے اور ہڈیلے ہاتھ سے چھڑا لیتیں لیکن رزومیخن اس کی طرف کوئی دھیان ہی نہ دیتا تھا کہ بات کیا ہے اور انہیں اور مضبوطی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیتا۔ اگر ان لوگوں نے اس وقت رزومیخن سے اپنی خوشی کی خاطر کہا ہوتا کہ وہ سر کے بل سیڑھیوں سے لڑھک جائے تو اس نے فوراً ان کے حکم کی تعمیل کر دی ہوتی، بغیر کچھ سوچے سمجھے اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے۔ پولخیریا الکساندروونا اپنے رودیا کے بارے میں اس قدر تشویش ناک خیالات میں مبتلا تھیں کہ انہوں نے محسوس تو کیا کہ یہ نوجوان

بڑا ہی سنکی سا ہے اور ان کے ہاتھ کو بڑی سختی سے دبا رہا ہے لیکن وہ اس وقت اسے فرشتۂ رحمت ہی سمجھتی رہیں اور اس کے سنکی پن کی تفصیلات کی طرف دھیان ہی نہ دینا چاہتی تھیں۔ البتہ اس تشویش کے باوجود اوودتیا روماتووتا' حالانکہ ڈرپوک طبیعت کی نہ تھی' پھر بھی حیرانی اور تقریباً خوف کے ساتھ اپنے بھائی کے دوست کی وحشیانہ آگ سے دہکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتی تھی۔ اور محض بے انتہا اعتماد و یقین نے' جو اس عجیب و غریب شخص کے بارے میں نستاسیا کی باتوں نے پیدا کر دیا تھا' اسے رزومیخن کے پاس سے بھاگ جانے اور اپنے ساتھ ماں کو بھی گھسیٹ لے جانے سے روکے رکھا۔ وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ شاید اب وہ لوگ اس سے بھاگ سکتیں بھی نہیں۔ بہرحال کوئی دس منٹ بعد ہی وہ بالکل پرسکون ہو گئی۔ رزومیخن چاہے کسی بھی مزاجی کیفیت میں ہو اسے اپنے آپ کو ایک لمحے میں پوری طرح ظاہر کر دینے کا فن آتا تھا اس لئے لوگ بہت جلدی سمجھ جاتے تھے کہ کس سے ان کا سابقہ ہے۔

"مکان مالکن کے ہاں ممکن نہیں اور بڑی بھیانک حماقت ہو گی!" وہ پولخیریا الکساندروونا کو مخاطب کرتے ہوئے چلایا۔ "آپ اگرچہ ماں ہیں لیکن اگر آپ ٹھہریں گی تو آپ اسے جنون کی حد تک پہنچا دیں گی' اور پھر شیطان ہی جانے کیا ہو گا! سنئے' میں بتاؤں میں کیا کروں گا۔ ابھی اس کے پاس نستاسیا بیٹھی ہے' اور میں آپ دونوں کو آپ کے ٹھکانے پر پہنچاتا ہوں اس لئے کہ سڑک پر آپ لوگوں کا اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے ہمارے ہاں پیٹرس برگ میں اس سلسلے میں.... لیکن خیر چھوڑیئے اس کو!.... پھر آپ کے پاس سے میں بھاگ کر یہاں آؤں گا اور میں آپ سے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ پندرہ منٹ میں آپ کو خبر دوں گا کہ وہ کیسے ہے۔۔۔ سو رہا ہے کہ نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ پھر آگے سنئے! بعد کو آپ کے پاس سے ذرا کی ذرا اپنے ہاں' میرے ہاں مہمان ہیں' سب پئے ہوئے۔۔۔ وہاں سے زوسیموف کو لاؤں گا' وہ ڈاکٹر ہے جو اس کا علاج کر رہا ہے' اس وقت وہ میرے ہاں ہے' وہ نشے میں نہیں ہے' وہ کبھی نہیں نشے میں ہوتا! اسے گھسیٹ کر رودیا کے پاس لے جاؤں گا اور پھر فوراً آپ کے پاس آؤں گا۔ مطلب یہ کہ گھنٹے بھر میں آپ کو اس کے بارے میں دو بار اطلاع مل جائے گی' اور ڈاکٹر کی رائے' خود ڈاکٹر کی رائے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ میں نے آ کر آپ کو حال بتا دیا! اور اگر حالت بدتر ہوئی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خود آپ کو یہاں لاؤں گا' اور بہتر ہوئی تو آپ لوگ چین سے سو جایئے گا۔ اور میں ساری رات یہیں رہوں گا' راہداری میں' اسے بھنک نہیں ملے گی' اور زوسیموف کو مکان مالکن کے ہاں سلا دوں گا تاکہ ضرورت پڑنے پر جلدی ہاتھ آ جائے۔ اب آپ ہی بتایئے کہ اس کے لئے اس وقت کون بہتر ہو گا' آپ یا ڈاکٹر؟ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر زیادہ فائدہ مند ہو گا' زیادہ فائدہ مند۔ تو چلئے' گھر چلئے! اور مکان مالکن کے ہاں ممکن نہیں۔ میرے لئے ممکن ہے لیکن آپ کے لئے ناممکن ہے۔ آپ کو رکھے گی نہیں.... اس لئے کہ وہ بیوقوف ہے۔ وہ میرے سلسلے میں' آپ جاننا ہی چاہتی ہیں تو' اوودتیا روماتووتا سے جلے گی' اور آپ سے بھی.... اور اوودتیا روماتووتا سے تو یقیناً۔ یہ تو بالکل ہی' بالکل ہی غیر متوقع کردار ہے! پھر یہ کہ میں بھی بیوقوف ہوں.... خیر چھوڑیئے! چلئے! مجھ پر آپ کو یقین ہے نہ؟ تو آپ کو مجھ پر یقین ہے کہ نہیں؟"

"چلئے ماما" اوودتیا روماتووتا نے کہا "یہ ضرور ایسا ہی کریں گے جیسا وعدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بھائی کو نئی زندگی دی ہے' اور اگر یہ سچ ہے کہ ڈاکٹر رات کو یہاں رہنے پر تیار ہو جائے گا تو پھر اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے؟"

"آپ' دیکھئے' آپ.... میری بات سمجھتی ہیں اس لئے کہ آپ۔۔۔ فرشتہ ہیں!" مارے خوشی کے

رزومیخن چلا اٹھا "چلئے! نستاسیا! اسی لمحے اوپر جاؤ اور اس کے پاس ہی بیٹھو' روشنی لے کر۔ میں بس پندرہ منٹ میں آتا ہوں...."

پولخیریا الکساندروونا کو پوری طرح یقین تو نہ ہوا تھا لیکن انہوں نے زیادہ مزاحمت نہیں کی۔ رزومیخن نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے اور سیڑھی سے نیچے اتار لے گیا۔ لیکن اس کی طرف سے پولخیریا الکساندروونا کو ابھی تک اطمینان نہیں تھا۔ "لائق اور نیک تو ہے لیکن وہ اس حالت میں بھی ہے کہ جو وعدہ کر رہا ہے اسے پورا کرے؟ اس کی حالت تو یہ ہو رہی ہے...."

رزومیخن فٹ پاتھ پر اتنے بڑے بڑے قدم رکھتا ہوا کہ دونوں خواتین اس کے ساتھ ساتھ چل ہی نہ سکتی تھیں جس کی طرف اس نے دھیان ہی نہیں دیا' ان کے خیالات کو بھانپ کر کر بیچ میں بول پڑا "ہاں میں سمجھتا ہوں کہ آپ سوچ رہی ہیں میری حالت تو ایسی ہے! بیکار کی بات ہے! یعنی.... میں نشے میں تو ہوں احمق کی طرح لیکن بات یہ نہیں ہے۔ میں شراب کے نشے میں نہیں ہوں۔ یہ تو میں نے جیسے ہی آپ کو دیکھا ویسے ہی میرے سر پر چوٹ سی لگی.... خیر تھوکئے میرے اوپر! کوئی دھیان نہ دیجئے۔ میں بک رہا ہوں' میں آپ کے لائق نہیں ہوں.... میں حد درجہ آپ کے لائق نہیں ہوں!.... لیکن جیسے ہی آپ کو پہنچا دوں گا ویسے ہی یہیں نہر پر اپنے سر پر دو بالٹی پانی انڈیلوں گا اور بس تیار.... اگر آپ کو پتہ ہوتا کہ میں آپ دونوں سے کتنی محبت کرتا ہوں!.... ہنسئے نہیں اور نہ غصہ کیجئے!.... سب پر غصہ کیجئے لیکن مجھ پر غصہ نہ کیجئے! میں اس کا دوست ہوں تو مطلب یہ کہ آپ کا دوست ہوں۔ میں ایسا ہی چاہتا ہوں.... میں نے پہلے ہی سے محسوس کر لیا تھا.... پچھلے سال ایک لمحہ ایسا آیا تھا.... لیکن پہلے سے بالکل ہی محسوس نہیں کیا تھا اس لئے کہ آپ تو جیسے آسمان سے نازل ہو گئیں۔ اور میں تو شاید ساری رات سوؤں گا نہیں.... ابھی تھوڑی دیر پہلے زوسیموف کو اسی بات کا ڈر تھا کہ وہ پاگل نہ ہو جائے.... اسی لئے اسے کسی چیز پر بھی غصہ نہ دلانا چاہیے...."

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" ماں چیخ اٹھیں۔

"کیا خود ڈاکٹر نے ایسا کہا تھا؟" اوودتیا روماتووتا نے ڈر کر پوچھا۔

"کہا تھا لیکن ایسا نہیں ہے' ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس نے دوا دی ہے' سفوف' میں نے دیکھا' اور پھر آپ لوگ آ گئیں.... اف.... آپ کل آتیں تو اچھا رہتا! یہ اچھا ہوا کہ ہم لوگ وہاں سے چلے آئے۔ اور گھنٹے کے بعد آپ دونوں کو خود زوسیموف رپورٹ دے گا۔ وہ تو نشے میں ہے نہیں! اور میں بھی نشے میں نہیں رہ جاؤں گا.... اور میں کس چیز سے اس قدر دھت ہو گیا؟ اس چیز سے کہ لعنتیوں نے بحث میں الجھا دیا! میں نے تو پہلے ہی بحث نہ کرنے کی قسم کھائی تھی!.... ایسی خرافات بکتے ہیں! ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی! وہاں میں نے چچا کو چھوڑ دیا ہے' میر مجلس کی طرح.... اب یقین کریں گی آپ کہ انفرادیت کے مکمل خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس میں سارا مزہ تلاش کرتے ہیں! کیسے ہو کہ جو ہیں وہ نہ رہ جائیں' کیسے ہو کہ اپنے آپ سے سب سے کم مشابہ رہ جائیں! اسی کو یہ لوگ سب سے بلند ترقی سمجھتے ہیں۔ اور کم سے کم حماقت کی باتیں تو اپنی ہوتیں لیکن وہ بھی...."

"سنئے" پولخیریا الکساندروونا نے جھجکتے ہوئے ٹوکا لیکن اس سے تو آگ اور تیز ہو گئی۔

"ارے آپ کیا سوچتی ہیں؟" رزومیخن اپنی آواز اور اونچی کر کے چیخا "آپ سوچتی ہیں میں اس لئے ناراض ہوں کہ وہ لوگ خرافات بکتے ہیں؟ نغو! مجھے تو اچھا لگتا ہے جب یہ لوگ بیوقوفی کی باتیں کرتے ہیں! حماقت تو سارے نظام ہائے جسمانی پر انسان کا واحد شرف ہے۔ حماقت کرو۔۔۔ سچائی تک پہنچ جاؤ گے! چونکہ

میں بھی انسان ہوں اس لئے حماقت کرتا ہوں- چودہ بلکہ ہو سکتا ہے ایک سو چودہ حماقتیں کئے بغیر لوگ ایک بھی سچائی تک نہیں پہنچے اور یہ ایک طرح سے عزت کی بات ہے- لیکن ہم حماقت بھی تو اپنی عقل سے نہیں کر سکتے! تم مجھ سے حماقت کی باتیں کرو' لیکن اپنی حماقت کی باتیں کرو تو میں تمہارا منہ چوم لوں گا- اپنی حماقت کی باتیں کرنا... یہ تو اس سچائی سے بہتر ہے جو کسی اور کی ہو' غیر کی ہو- پہلی صورت میں تم انسان ہو اور دوسری میں تم بس ایک چڑیا ہو- سچائی تو کہیں چلی نہ جائے گی لیکن زندگی کو چوکھٹے میں بند کر دینا ممکن ہے- ایسی مثالیں ہوئی ہیں- تو اب ہم کیا ہیں؟ ہم کل کے کل' بغیر کسی استثنا کے سب کے سب سائنس' ترقی' غور و فکر' ایجاد' آدرش' آرزو' لبرل ازم' عقلیت پسندی' تجربہ' سب' سب' سب' سب' سب میں جماعت کی پہلی جماعت میں تو بیٹھے ہوئے ہیں! دوسروں کی عقل پر جینا ہمیں پسند آ گیا--- اسی کو کھائے جا رہے ہیں! نہیں ہے ایسا؟ میں کہتا ہوں کیا ایسا نہیں ہے؟" رزومیخن دونوں خواتین کے ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے چیخا۔

"یا خدا' میں تو کچھ نہیں جانتی" بیچاری پولخیریا الکساندرووناپولیں۔

"ایسا ہی ہے' ایسا ہی ہے.... حالانکہ میں ساری باتوں میں آپ سے متفق نہیں ہوں" اودوتیا رومانوونا نے سنجیدگی کے ساتھ کہا اور فوراً ہی اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اس لئے کہ اب کی بار رزومیخن نے اس کا ہاتھ بہت ہی سختی سے دبا دیا تھا-

"ایسا ہے؟ آپ کہتی ہیں' ایسا ہے؟ لیکن اس کے بعد آپ.... آپ...." وہ مارے خوشی کے چلا اٹھا "آپ نیکی کا' پاکیزگی کا' عقل اور.... کمال کا سرچشمہ ہیں! مجھے اپنا ہاتھ دیجئے' دیجئے.... آپ بھی اپنا ہاتھ دیجئے' میں آپ کے ہاتھ یہیں چومنا چاہتا ہوں' اور ابھی گھٹنوں کے بل ہو کر!"

اور وہ بیچ فٹ پاتھ میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا جو خوش قسمتی سے اس وقت خالی تھا-

پولخیریا الکساندرووناپے حد تشویش کے ساتھ چلائیں "بس کیجئے' میں آپ سے درخواست کرتی ہوں' یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"کھڑے ہو جائیے' کھڑے ہو جائیے!" دونیا ہنسی اور اسے بھی تشویش ہوئی-

"ہرگز نہیں' جب تک آپ ہاتھ نہ دیں گی تب تک نہیں! ہاں' ایسے' اور بس کافی ہے' اور لیجئے کھڑا ہو گیا اور اب چلئے! میں بدنصیب بیوقوف ہوں' میں آپ کے لائق نہیں ہوں' میں شراب کے نشے میں ہوں اور میں شرمندہ ہوں.... آپ سے محبت کرنے کے میں لائق نہیں ہوں' لیکن آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر تعظیم کرنا--- یہ تو ہر ایک کا فرض ہے' اگر وہ بالکل ہی مویشی نہیں ہے تو! اور میں گھٹنے ٹیک کر تعظیم بجا لایا.... لیجئے یہ آپ کا ٹھکانا آ گیا اور اسی ایک کی بنا پر بھی رودیون نے بالکل ٹھیک کیا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے پیوتر پیترووچ کو نکال دیا اس نے ہمت کیسے کی آپ کو ایسی جگہ ٹھہرانے کی؟ شرم کی بات ہے یہ! پتہ ہے آپ کو یہاں کس طرح کے لوگوں کو رکھتے ہیں؟ آخر آپ دلہن ہیں! آپ دلہن ہیں نہ؟ تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کا منگیتر اس کے بعد رذیل ہے!"

"رزومیخن صاحب' سنئے' آپ بھول گئے کہ...." پولخیریا الکساندروونا نے کہنا شروع کیا-

رزومیخن جلدی سے بول پڑا "ہاں ہاں' آپ ٹھیک کہتی ہیں' میں بھول گیا تھا' شرمندہ ہوں! لیکن.... لیکن.... آپ مجھ سے اس بات پر خفا نہیں ہو سکتیں کہ میں ایسا کہہ رہا ہوں! اس لئے کہ میں خلوص سے کہہ رہا ہوں اور اس لئے نہیں کہ.... ہوں! یہ تو کمینہ پن کی بات ہوتی' مختصر یہ کہ اس لئے نہیں کہ میں آپ سے....

ہوں!.... خیر چھوڑئے بھی' کوئی ضرورت نہیں' نہیں کہوں گا کہ کس وجہ سے' نہیں ہمت کر سکتا!.... اور ہم ابھی تھوڑی دیر پہلے سب سمجھ گئے' جیسے ہی وہ داخل ہوا کہ یہ شخص ہمارے معاشرے کا نہیں ہے- اس لئے نہیں کہ اس نے ہیر ڈریسنگ سیلون میں اپنے بال گھنگھریالے بنوائے تھے' اس لئے نہیں کہ اس نے اپنی عقل کی نمائش کرنے میں بڑی جلدی کی بلکہ اس لئے کہ وہ جاسوس اور منافع خور ہے' اس لئے کہ وہ کنجوس اور مسخرہ ہے اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے- آپ سمجھتی ہیں کہ وہ بڑا عقل مند ہے؟ نہیں' وہ بیوقوف ہے' بیوقوف! تو کیا وہ آپ کا الو ہے؟ اف میرے خدا! دیکھئے' خواتین" اچانک وہ ان لوگوں کے ٹھکانے کی سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رک گیا--- "حالانکہ میرے ہاں اس وقت جتنے ہیں سب نشے میں ہیں' لیکن سب کے سب دیانت دار ہیں' اور ہم سب کے سب اگرچہ بیوقوفی کی باتیں کرتے ہیں اس لئے کہ آخر میں بھی بیوقوفی کی باتیں کرتا ہوں لیکن ہم بیوقوفی کی باتیں کرتے کرتے آخرکار سچائی تک پہنچ جائیں گے اس لئے کہ ٹھیک راستے پر کھڑے ہیں' اور پیوتر پیترووچ.... ٹھیک راستے پر نہیں کھڑے ہیں- ان سب کو میں ابھی ابھی گالیاں دیتا رہا ہوں لیکن میں ان سب کی عزت کرتا ہوں' اور زمیوتوف کی بھی عزت تو نہیں کرتا مگر وہ مجھے اچھا لگتا ہے اس لئے کہ وہ--- پلا ہے! اس جانور زوسیموف کی بھی اس لئے کہ--- دیانت دار ہے اور اپنا کام جانتا ہے.... خیر' کافی ہو چکا' سب کہا جا چکا اور معاف کیا جا چکا- معاف کیا جا چکا نہ؟ ہے نہ؟ اچھا تو چلئے- میں اس راہداری کو جانتا ہوں' آ چکا ہوں- یہ ادھر' تیسرے نمبر کے کمرے میں ایک شرمناک ہنگامہ ہو گیا تھا.... تو اب آپ لوگ کہاں ہیں؟ کس نمبر میں؟ آٹھویں میں؟ اچھا تو رات کو اندر سے بند رکھئے گا اور کسی کے لئے بھی دروازہ نہ کھولئے گا- پندرہ منٹ میں میں اطلاع لے کر آؤں گا' اور پھر مزید آدھ گھنٹے بعد زوسیموف سمیت' دیکھ لیجئے گا! خدا حافظ' اب میں بھاگتا ہوں!"

"اے میرے خدا' دونیچکا' یہ کیا ہو گا؟" پولخیریا الکساندروونا نے بیٹی سے مخاطب ہو کر تشویش اور خوف کے ساتھ کہا-

"ماما' آپ پریشان نہ ہوں" دونیا نے اپنی ہیٹ اور لبادہ اتارتے ہوئے کہا "خود خدا نے ان صاحب کو ہمارے پاس بھیجا ہے حالانکہ وہ سیدھے کسی محفل شراب سے چلے آ رہے ہیں- میں آپ کو یقین دلاتی ہوں' ان پر بھروسا کیا جا سکتا ہے- اور سب جو وہ بھائی کے لئے اب تک کر چکے ہیں...."

"ارے دونیچکا' اب یہ تو خدا ہی جانے وہ آئیں گے کہ نہیں اور میں نے کیسے رودیا کو چھوڑ کر چلے آنے کا فیصلہ کر لیا!.... میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ مجھے اس حال میں ملے گا' ہرگز نہیں! وہ کتنا تند رو تھا' جیسے ہم لوگوں کو دیکھ کر خوش نہ ہو...."

ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے-

"نہیں ماما' ایسا نہیں ہے- آپ نے دیکھا ہی نہیں' آپ تو رو رہی تھیں- وہ شدید بیماری سے بالکل پراگندہ ذہن ہو گئے ہیں--- بس یہی سارا سبب ہے-"

"ہائے یہ بیماری! کیا ہو گا' کیا ہو گا! اور تم سے اس نے کیسے بات کی دونیا!" ماں نے جھجکتے ہوئے بیٹی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تاکہ اس کے سارے خیالات کو جان سکیں- انہیں آدھی تسلی تو اسی بات سے ہو گئی تھی کہ دونیا بھی رودیا کی مدافعت کر رہی ہے' مطلب یہ کہ اس نے بھائی کو معاف کر دیا ہے- "مجھے یقین ہے کہ کل وہ اپنی رائے بدل دے گا" انہوں نے آخر تک معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ دیا-

"اور مجھے یہ یقین ہے کہ وہ کل بھی یہی کہیں گے.... اس کے بارے میں" اودوتیا رومانوونا نے بات کاٹ

دی اور یہ ظاہر ہے حد بندی تھی اس لئے کہ یہ ایسا نقطہ تھا جس کے بارے میں اس وقت بات کرتے پولخیریا الکساندروونا بہت ڈرتی تھیں۔ دونیا نے آکر اپنی ماں کو پیار کیا۔ ماں نے بغیر کچھ کہے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ رزومیخن کی واپسی کے تشویش ناک انتظار میں بیٹھی رہیں اور جھجکتے ہوئے بیٹی کو تکتی رہیں جس نے ہاتھ سینے پر باندھ کر سوچ میں ڈوبے ہوئے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ سوچتے ہوئے یوں ایک کونے سے دوسرے کونے تک ٹہلنا اودوتیا رومانوونا کی عام عادت تھی اور ایسے وقت میں اس کے خیالات کے سلسلے کو توڑنے سے ماں ہمیشہ ڈرتی تھیں۔

ظاہر ہے کہ اودوتیا رومانوونا کے لئے نشے کی جھونک میں رزومیخن کا یہ اچانک بھڑک اٹھنے والا جذبہ مضحکہ خیز تھا لیکن اودوتیا رومانوونا کو دیکھ کر، خاص طور سے اس وقت جب وہ ہاتھ سینے پر باندھے رنجیدہ اور فکرمند انداز میں کمرے میں ٹہل رہی تھی، زیادہ تر لوگوں نے، ہو سکتا ہے، رزومیخن کو معاف ہی کر دیا ہوتا، خاص طور سے اس کی سنکی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اودوتیا رومانوونا کی صورت شکل بہت ہی اچھی تھی --- نکلتا ہوا قد، حیرت انگیز طور پر چھریرا ڈیل ڈول، مضبوطی اور خود اعتمادی --- جو کہ اس کی ساری حرکات و سکنات سے جھلکتی تھی اور جس سے کسی بھی طرح ان کی رفتار کے سبک پن اور لطافت میں کوئی کمی نہ ہوتی تھی۔ ناک نقشے کے اعتبار سے وہ بھائی سے مشابہ تھی لیکن اس کو خوبصورت کہنا بھی ممکن تھا۔ اس کے بال گہرے بھورے رنگ کے تھے، بھائی سے ذرا ہلکے رنگ کے، آنکھیں تقریباً کالی، چمکتی ہوئی، پر افتخار جن میں کبھی کبھی غیر معمولی نیکی کی چمک بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ اس کی رنگت سفید تھی لیکن مریضوں جیسی نہیں۔ اس کے چہرے سے تازگی اور صحت مندی جھلکتی تھی۔ دہانہ اس کا کچھ چھوٹا تھا اور نیچے کا ہونٹ، تر و تازہ اور سرخ، ذرا آگے کو بڑھا ہوا تھا اور اسی طرح ٹھوڑی بھی جو کہ اس خوبصورت چہرے کا واحد نقص تھا لیکن اس سے چہرے میں کردار کی ایک خاص پختگی کا اور اس کے علاوہ احساس برتری کا تاثر پیدا ہوتا تھا۔ اس کے چہرے کا تاثر ہمیشہ خوشی سے زیادہ فکرمندی اور سنجیدگی کا ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود اس چہرے پر مسکراہٹ بڑی دلفریبی سے آتی تھی اور بے مسرت، جواں سال و بے فکر ہنسی اس پر بہت ہی جچتی تھی! یہ بات بالکل سمجھ میں آتی ہے کہ پرجوش، کھلے دل کے، سادہ مزاج، دیانت دار، سورما کی طرح طاقتور اور شراب کے نشے میں مدہوش رزومیخن، جس نے پہلے کبھی اس طرح کی کوئی ہستی دیکھی ہی نہ تھی، پہلی ہی نظر میں وارفتہ ہو گیا۔ اور پھر یہ اتفاق کہ گویا دانستہ طور پر، دونیا کو پہلی بار اس نے اس کے بھائی سے ملاقات کے پرشفقت و مسرت لمحے میں دیکھا۔ بعد کو اس نے دیکھا کہ بھائی کے بیرحمانہ اور غیر شکر گزارانہ احکامات کے جواب میں دونیا کا نچلا ہونٹ کس طرح ناراضگی سے کپکپایا --- اور وہ اس کی تاب نہ لا سکا۔

اس کے علاوہ جب اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سیڑھیوں پر نشے کی جھونک میں کہہ دیا تھا کہ رسکولنیکوف کی سنکی مکان مالکن پراسکوویا پاولوونا اس کے سلسلے میں نہ صرف اودوتیا رومانوونا سے جلے گی بلکہ خود پولخیریا الکساندروونا سے بھی، تو سچ ہی کہا تھا۔ اس کے باوجود کہ پولخیریا الکساندروونا تینتالیس سال کی تھیں، ان کے چہرے پر اب بھی سابق خوبصورتی کے آثار برقرار تھے اور وہ اپنی عمر سے کم لگتی تھیں جو کہ ہمیشہ ایسی عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنی روح کی صفائی، تازگی اور دل کی پاکیزہ و صاف حرارت کو بڑھاپے تک محفوظ رکھتی ہیں۔ جملہ معترضہ کی طرح ہم یہ بھی کہہ دیں کہ ان سب کو محفوظ رکھنا ہی بڑھاپے میں بھی اپنی خوبصورتی سے محروم نہ ہونے کا واحد راز ہے۔ ان کے بال سفید اور کم ہونے شروع ہو گئے تھے، آنکھوں کے پاس پتلی پتلی

چھوٹی چھوٹی جھریوں کی کرنیں ایک مدت ہوئی نمایاں ہو چکی تھیں، افکار و آلام کی بدولت گال ڈھل اور سوکھ گئے تھے پھر بھی چہرہ خوبصورت تھا۔ یہ بالکل دونیا ہی کے چہرے کا سا تھا، بس یہ کہ بیس سال بعد کا اور ہاں یہ فرق بھی تھا کہ نچلے ہونٹ کا تاثر بالکل مختلف تھا اس لیے کہ ان کا یہ ہونٹ آگے کو بڑھا ہوا نہ تھا۔ پولخیریا الکساندروونا حساس تھیں لیکن اتنی نہیں کہ جذباتی ہو جائیں، وہ جھجکتی اور ہر ایک کی ہر بات مان لیتی تھیں مگر صرف ایک حد تک۔ وہ بہت کچھ مان سکتی تھیں، بہت کچھ پر، اس پر بھی رضامند ہو سکتی تھیں جو ان کے عقائد کے خلاف ہو لیکن دیانتداری، اصول اور محکم عقائد نے ایک حد ہمیشہ قائم رکھی جس کو پار کرنے پر کوئی بھی حالت انہیں اکسا نہ سکی۔

رزومیخن کے جانے کے ٹھیک بیس منٹ بعد دروازے پر دوبار، زیادہ زور کی نہیں لیکن جلدی کی دستک ہوئی۔ وہ واپس آیا تھا۔

جب دروازہ کھولا گیا تو اس نے جلدی میں ہونے کی وجہ سے کہا "نہیں، میں اندر نہیں آؤں گا۔ وہ مزے سے سو رہا ہے، بہت اچھی طرح، سکون سے اور خدا کرے وہ دس گھنٹے سو لے۔ اس کے پاس نستاسیا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ جب تک میں نہ آؤں تب تک نہ جائے۔ اب میں زوسیموف کو لے آتا ہوں، وہ آپ کو رپورٹ دے دے گا اور اس کے بعد آپ بھی ذرا آرام کیجئے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ حد سے زیادہ تھکی ہوئی ہیں۔"

اور وہ راہداری میں دوڑتا ہوا چلا گیا۔

"کس قدر لائق اور ...... مجتی نوجوان ہے!" پولخیریا الکساندروونا نے غیر معمولی طور پر خوش ہو کر کہا۔

"لگتا ہے بہت ہی شاندار شخصیت ہے!" اودوتیا رومانوونا نے بھی کسی قدر گرمجوشی سے جواب دیا۔ وہ پھر کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد راہداری میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ دونوں عورتیں انتظار کر رہی تھیں، اس بار رزومیخن کے وعدے پر انہیں پورا اعتبار تھا۔ اور سچ مچ وہ زوسیموف کو لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ زوسیموف محفل شراب کو چھوڑ کر رسکولنیکوف کو دیکھنے جانے پر تو فوراً تیار ہو گیا تھا لیکن خواتین کے پاس وہ بادل ناخواستہ اور بڑے شکوک و شبہات کے ساتھ آیا تھا، اس لئے کہ اسے نشے میں مدہوش رزومیخن کا اعتبار نہیں تھا۔ لیکن اس کی خود پسندی فوراً ہی مطمئن ہو گئی بلکہ اسے بے حد خوشی بھی ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ لوگ اس کا انتظار آواز غیب کی طرح کر رہی تھیں۔ وہ پورے دس منٹ بیٹھا اور پولخیریا الکساندروونا کو یقین و اطمینان دلانے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا۔ اس نے بڑی ہمدردی کے ساتھ باتیں کیں لیکن ضبط سے کام لیتے ہوئے اور بہت ہی سنجیدگی سے، بالکل اس طرح جیسے کہ ستائیس سال کے ڈاکٹر اہم طبی مشوروں کے وقت کرتے ہیں۔ موضوع سے ہٹ کر اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور دونوں خواتین کے ساتھ زیادہ ذاتی اور شخصی تعلقات قائم کرنے کی ذرا بھی خواہش ظاہر نہیں کی۔ اندر آتے ہی اودوتیا رومانوونا کی چکا چوند کر دینے والی خوبصورتی کو دیکھ کر اس نے یہ کوشش کی تھی کہ اس کی طرف بالکل دھیان ہی نہ دے اور اپنے قیام کے سارے عرصے میں وہ صرف پولخیریا الکساندروونا ہی سے مخاطب رہا۔ ان سب چیزوں سے اسے غیر معمولی اندرونی طمانیت حاصل ہوئی۔ خاص طور سے مریض کے بارے میں اس نے اس رائے کا اظہار کیا کہ وہ اس وقت بہت ہی اطمینان بخش حالت میں ہے۔ اس کے مشاہدے کے مطابق مریض کی بیماری،

زندگی کے پچھلے مہینوں کے خراب مادی حالات کے علاوہ کچھ اور اخلاقی اسباب کی بنا پر بھی ہے" یوں کہنا چاہیے کہ بہت سے پیچیدہ اخلاقی و مادی اثرات کا' تشویشوں' اندیشوں' فکروں' بعض خیالات.... وغیرہ وغیرہ کا نتیجہ ہے۔" چپکے چپکے یہ دیکھ کر کہ اوودتیا روما نووتا خاص توجہ کے ساتھ سننے لگی ہے' زوسیموف نے اس موضوع پر کچھ زیادہ تفصیل کے ساتھ باتیں کیں۔ تشویش اور جھجک کے ساتھ پولخیریا الکساندروونا نے جب یہ سوال کیا کہ "پاگل پن کا کوئی شبہ ہے یا نہیں" تو اس نے پرسکون اور صاف مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا کہ اس کے الفاظ کو بہت مبالغے کے ساتھ دوہرایا گیا ہے' کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مریض میں کوئی جاگزیں خیال تو معلوم ہوتا ہے' کچھ ایک ہی چیز کا خبط جیسا۔۔۔ اور وہ خود' زوسیموف آج کل طب کے اسی غیر معمولی طور پر دلچسپ شعبے کا مطالعہ کر رہا ہے۔۔۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ تقریباً آج کے دن تک مریض سرسامی حالت میں رہا ہے اور.... اور ظاہر ہے کہ اتنے قریبی عزیزوں کی آمد سے اسے تقویت ملے گی' اسے بحال کرے گی اور اس پر خوشگوار اثر ڈالے گی' "بشرطیکہ نئے خاص قسم کے صدموں کو دور رکھنا ممکن ہو" اس نے معنی خیز انداز میں کہا۔ اس کے بعد وہ کھڑا ہو گیا' سنجیدگی اور خوشی کے ساتھ تعظیم میں سر جھکا کر اس نے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ اس پر دعاؤں' پرجوش شکریوں اور گزارشوں کی بوچھاڑ کر دی گئی بلکہ اس کی طرف سے کسی اشتیاق کے بغیر ہی اوودتیا رومانوونا نے اپنا ہاتھ بھی اس کی طرف مصافحے کے لئے بڑھا دیا۔ وہ اپنی آمد سے اور اس سے بھی زیادہ خود اپنے آپ سے غیر معمولی طور پر مطمئن اور خوش خوش وہاں سے نکلا

"اچھا تو اب باتیں کل کریں گے" ابھی تو فوراً آپ جا کر لیٹ جائیے!" رزومیخن نے زوسیموف کے ساتھ ہی نکلتے ہوئے کہا "کل جتنی بھی جلدی ہو سکے گا میں آپ کے پاس مریض کا حال بتانے پہنچ جاؤں گا۔"

"مگر یہ اوودتیا رومانوونا بھی کس قدر دل فریب لڑکی ہے!" زوسیموف نے تقریباً اپنے ہونٹ چاٹتے ہوئے اس وقت کہا جب وہ دونوں سڑک پر نکل رہے تھے۔

"دل فریب؟ تم نے کہا دل فریب؟" رزومیخن نے گرج کر کہا اور اچانک زوسیموف پر جھپٹ کر اس کا گلا پکڑ لیا۔ "اگر تم نے کبھی ایسی ہمت کی.... سمجھے؟ سمجھے؟" اس نے چلا کر زوسیموف کا کالر پکڑ کر جھنجھوڑتے اور اسے دیوار سے دباتے ہوئے کہا "سن لیا تم نے؟"

"چھوڑو مجھے' شرابی کہیں کے!" زوسیموف نے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ جب اس نے خود کو چھڑا لیا تو رزومیخن کو گھور کر دیکھا اور اچانک زوروں کا قہقہہ لگایا۔ رزومیخن اس کے سامنے کھڑا ہاتھ لٹکائے ہوئے اداسی اور سنجیدگی کے ساتھ کچھ سوچ رہا تھا۔

"ظاہر ہے کہ میں گدھا ہوں" اس نے کہا۔ کالی گھٹا کی طرح اس کا منہ اترا ہوا تھا۔ "اور یہ طے ہے کہ.... تم بھی۔"

"لیکن نہیں بھائی' میں بھی بالکل نہیں۔ میں بیوقوفی کے خواب بالکل نہیں دیکھ رہا ہوں۔"

وہ چپ چاپ چلتے رہے اور جب رسکولنیکوف کے گھر کے پاس پہنچ گئے تب رزومیخن نے کافی تشویش کے ساتھ خاموشی کو توڑا۔

"سنو" اس نے زوسیموف سے کہا "تم بڑے شاندار لڑکے ہو لیکن اپنی ساری بد تر خوبیوں کے علاوہ تم لیچڑ بھی ہو' یہ میں جانتا ہوں اور گندے لوگوں میں ہو۔ تم اعصابی کمزور بدبخت ہو' من موجی ہو' تم موٹے ہو گئے ہو اور اپنے کو کسی چیز سے باز نہیں رکھ سکتے۔۔۔ اور اسی کو میں گندگی کہتا ہوں اس لئے کہ یہ چیز سیدھے گندگی

تک لے جاتی ہے۔ تم اس حد تک آرام طلب ہو گئے ہو کہ میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ تم اس سب کے باوجود اچھے بلکہ بے نفس ڈاکٹر کیسے ہو سکتے ہو۔ تم ڈاکٹر ہوتے ہوئے پروں والے بستر پر سوتے ہو اور رات کو مریضوں کی خاطر اٹھ بھی جاتے ہو! تین ایک سال بعد تم مریض کی خاطر اٹھو گے بھی نہیں.... لیکن گولی مارو اس سب کو' بات یہ نہیں ہے' بات تو یہ ہے کہ آج رات کو تم مکان مالکن کے فلیٹ میں سو سکتے ہو (میں نے بڑی کوشش کر کے انہیں راضی کر لیا ہے) اور میں باورچی خانے میں سو جاؤں گا۔ یوں تمہیں کم ہی وقت میں ایک دوسرے کو جاننے کا موقع بھی مل جائے گا! وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو! یہاں بھائی اس کی پرچھائیں تک نہیں ہے...."

"میں بالکل کچھ نہیں سوچ رہا ہوں۔"

"یہاں بھائی شرم' خاموشی' حیا' پاکیزہ بیباکی ہے اور اس سب کے ساتھ تن آہیں' اور وہ پگھلتی ہے' موم بتی کی طرح' یوں پگھلتی ہے! تم مجھے اس سے بچاؤ' خدا کے واسطے! بہت ہی دلکش ہے!.... میں تمہاری ہر خدمت کروں گا.... جان بھی دے دوں گا!"

زوسیموف نے پہلے سے بھی زیادہ زور کا قہقہہ لگایا۔

"ارے تمہارا تو کام بن گیا! لیکن پھر اسے میرے حوالے کیوں کر رہے ہو؟"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ زیادہ پریشانی نہ ہو گی' بس بیکار کی باتیں کرتے رہو' جو جی چاہے' بس پاس بیٹھو اور باتیں کرو۔ آخر تم ڈاکٹر ہو' کسی نہ کسی چیز کا علاج شروع کر دینا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہیں پچھتانا نہ پڑے گا۔ اس کے ہاں کلیویکارڈ رکھا ہے۔ تم جانتے ہو میں تھوڑا بہت بجا لیتا ہوں۔ مجھے ایک گانا آتا ہے' روسی' اصلی "میں گرم آنسو بہاتا جا رہا ہوں...." اسے اصلی چیزیں پسند آتی ہیں۔۔۔ تو بس اسی گانے سے شروع ہوا قصہ۔ اور تم تو فورتے پیانو کے ماہر ہو' استاد' بالکل روبنشتائن (1).... میں یقین دلاتا ہوں کہ تم پچھتاؤ گے نہیں!...."

"تو تم نے اس سے کچھ وعدہ کر لیا ہے کیا؟ کسی چیز پر دستخط کر دیئے ہیں؟ شادی کرنے کا وعدہ کیا ہے شاید؟"

"نہیں' نہیں' ہرگز ایسا کچھ نہیں ہے! اور وہ بالکل ایسی ہے بھی نہیں۔ اس کے پاس چیبا روف آیا تھا...."

"تو بس چھوڑ دو اسے!"

"ایسے چھوڑ دینا تو ممکن نہیں ہے!"

"مگر کیوں ممکن نہیں ہے؟"

"ارے بس نہیں ممکن ہے تو نہیں ممکن ہے! بھائی یہاں کچھ کشش شروع ہو گئی ہے۔"

"تو پھر تم نے اسے رجھایا کیوں؟"

"ارے میں نے بالکل نہیں رجھایا' بلکہ ہو سکتا ہے کہ میں خود ہی رستے گیا ہوں' اپنی بیوقوفی میں' اور اس کے لئے قطعی طور پر سب برابر ہو گا' تم ہو یا میں ہوں' بس یہ کہ کوئی نہ کوئی پاس بیٹھا آہیں بھرتا رہے.... یہاں بھائی.... میں اسے تم کو سمجھا نہیں سکتا' یہاں۔۔۔ اچھا تم ریاضی تو اچھی طرح جانتے ہو' اور مجھے پتہ ہے ابھی بھی تم کو اس سے دلچسپی ہے.... تو تم اس کو تکملی احصاء پڑھانا شروع کر دو' قسم خدا کی' میں مذاق نہیں کر رہا ہوں' سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں' اس کے لئے قطعی طور پر سب برابر ہو گا۔۔۔ وہ تم کو دیکھتی رہے گی اور آہیں بھرتی رہے گی اور یوں ہی پورا سال گزر سکتا ہے۔ میں تو دو دن تک اس کو پروشیا کے دار الامرا کے بارے میں بتاتا

رہا (اس لئے کہ اس سے پھر اور کس چیز کی بات کی جائے؟) بس وہ آہیں بھرتی رہی اور پیوٹر بتاتا رہا! بس محبت کے بارے میں باتیں نہ کرنا --- وہ اس قدر شرماتی ہے کہ خفقانی ہو جاتی ہے' لیکن صورت سے یہ ظاہر کرنا کہ تم خود کو اس سے جدا تو کر ہی نہیں سکتے۔ بس اتنا کافی ہے۔ بڑے آرام سے رہو گے' بالکل گھر کی طرح۔ پڑھو' بیٹھو' لیٹو' لکھو.... ذرا احتیاط سے کام لو تو بوسہ لینا بھی ممکن ہے...."

"وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن مجھے اس سے کیا لینا؟"

"اُف' میں تمہیں پوری طرح سے سمجھا ہی نہیں پا رہا ہوں! دیکھو بات یہ ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے سے بالکل میل کھاتے ہو! میں نے پہلے بھی تمہارے بارے میں سوچا تھا.... آخر تمہارا انجام تو یہی ہونا ہے.... تو پھر کیا تمہارے لئے سب یکساں نہیں ہے کہ پہلے ہو یا بعد کو ہو؟ یہاں بھائی ویسے بھی پروں والے بستر پر لیٹنا ہے --- اور پھر صرف پروں والا بستر ہی نہیں! یہاں ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے' یہاں دنیا کا خاتمہ ہے' لنگر' پُرسکون ٹھکانا' ناف زمین' تین مچھلیاں جن پر دنیا قائم ہے' پین کیک کا جوہر' روغن دار مچھلیوں بھری پائی' شام کو سماوار' ہلکی ہلکی آہیں اور گرم شالیں' گرم کئے ہوئے بستر --- ایسے کہ جیسے تم مر گئے ہو اور بیک وقت زندہ بھی ہو' ایک ساتھ ہی دو فائدے! اچھا بھائی' لعنت ہے' بک بک کرتا رہا' اب تو سونے کا وقت ہوا! سنو' رات کو کبھی کبھی میری آنکھ کھل جاتی ہے تو میں رسکولنیکوف کو دیکھ آؤں گا۔ ویسے کوئی ضرورت نہیں' سب ٹھیک ہے۔ تم کوئی خاص تردد مت کرنا اور اگر جی چاہے تو تم بھی ایک بار دیکھ لینا۔ لیکن اگر تم کوئی ایسی ویسی بات دیکھنا' مثلاً سرسامی حالت یا بخار یا کچھ اور' تو فوراً مجھے جگا دینا۔ مگر ویسے کچھ ہو نہیں سکتا...."

2

دوسرے دن آٹھ بجے رزومیخن جاگا تو بہت فکرمند اور سنجیدہ تھا۔ اس صبح کو اسے بہت سی نئی چیزیں نظر آئیں جن کا اسے پہلے سے خیال ہی نہ ہوا تھا۔ اس نے پہلے تصور بھی نہ کیا تھا کہ کبھی وہ یوں جاگے گا۔ اسے کل کی باتوں کی ایک ایک تفصیل یاد تھی اور وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی خلاف معمول چیز ہوئی ہے اور یہ کہ اس نے ایک اپنے لئے بالکل ہی انجان تاثر قبول کیا ہے جو پہلے کے سابق تاثرات سے مختلف ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی واضح طور پر سمجھ رہا تھا کہ اس کے سر میں جو خواب شعلے کی طرح بھڑک اٹھا ہے وہ حد درجہ ناقابل حصول ہے --- اس حد تک ناقابل حصول کہ اسے اس خواب سے شرم آنے لگی اور وہ جلدی ہی دوسری زیادہ عملی فکروں اور حیرانیوں کے بارے میں سوچنے لگا جو اس کے لئے "کل کے لعنتی دن" کے ترکے کے طور پر باقی رہ گئی تھیں۔

اس کی سب سے بھیانک یاد یہ تھی کہ وہ کل کتنا "پست اور ذلیل" لگا ہوگا' اس لئے نہیں کہ وہ شراب کے نشے میں تھا بلکہ اس لئے کہ اس نے ایک لڑکی کے سامنے' اس کی حالت سے فائدہ اٹھا کر اپنی بیوقوفی اور جلدبازی کی جلن میں اس کے منگیتر کو گالیاں دیں جب کہ وہ صرف یہی نہیں کہ ان کے آپسی ذاتی رشتے اور ذمہ داری کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا بلکہ وہ اس شخص کو بھی تو ٹھیک سے نہ جانتا تھا۔ اور پھر اسے حق کیا تھا اس شخص کے بارے میں اتنی جلدی اور دو ٹوک فیصلہ کر دینے کا؟ اور فیصلہ کرنے کو اسے کہا کس نے تھا؟ اور واقعی کیا یہ ممکن ہے کہ اودوتیا رومانوونا جیسی ہستی کسی نالائق آدمی کے ساتھ صرف دولت کے لئے شادی کر لے؟ مطلب یہ کہ اس میں لیاقت تو ہے۔ ان لوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ؟ آخر در حقیقت وہ کیسے معلوم کر سکتا تھا کہ یہ

ایسی جگہ ہے؟ آخر وہ فلیٹ تو تیار کر رہا ہے.... تھو' یہ سب کس قدر گھٹیا ہے! اور یہ کون سا عذر ہے کہ وہ نشے میں تھا؟ بیوقوفی کی معذرت' اور بھی زیادہ باعث ذلت! شراب میں --- سچائی ہوتی ہے' اور سچائی تو ساری زبان پر آ گئی' "یعنی اس کے سارے حسد زدہ' بھونڈے دل کی گندگی" باتوں میں ظاہر ہو گئی! اور کیا اس کے' رزومیخن کے لئے ایسا خواب در حقیقت ذرا بھی روا ہے؟ ایسی لڑکی کے مقابلے میں وہ ہے کیا --- وہ' شرابی فسادی اور کل کا ڈینگیا؟ "کیا واقعی اس طرح کا مضحکہ خیز اور کلبیت پسندانہ موازنہ کرنا ممکن ہے؟" اس خیال سے شرمندہ ہو کر رزومیخن سرخ ہو گیا اور اچانک ٹھیک اسی لمحے جیسے دانستہ طور پر' اسے بالکل صاف صاف یاد آ گیا کہ اس نے کل شام کو' سیڑھیوں پر کھڑے کھڑے' ان لوگوں سے کیسے کہا تھا کہ مکان مالکن اس کے سلسلے میں اودوتیا رومانوونا سے جلے گی.... یہ تو صریحی ناقابل برداشت تھا۔ اس نے پورے زور سے آتش دان پر مکا مارا' اپنے ہاتھ کو چوٹ لگائی اور ایک اینٹ اکھاڑ دی۔

"ظاہر ہے" وہ ایک منٹ بعد اپنے آپ ہی' خود کو ذلیل سمجھنے کے سے احساس کے ساتھ بڑبڑایا "ظاہر ہے کہ ان ساری شرمناک باتوں کی اب کبھی لیپا پوتی نہیں کی جا سکتی نہ انہیں رفع دفع کیا جا سکتا ہے.... اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے بارے میں سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں' اس لئے چپ چاپ ان کے سامنے چلا جاؤں گا.... اپنا فرض پورا کر دوں گا.... وہ بھی چپ چاپ اور.... اور معافی مانگوں گا نہ کچھ بولوں گا اور.... اب تو ظاہر ہے کہ سب تباہ ہی ہو چکا!"

پھر بھی کپڑے پہنتے وقت اس نے اپنے سوٹ کو معمول سے زیادہ دھیان سے دیکھا بھالا۔ دوسرا سوٹ تو اس کے پاس تھا نہیں اور ہوتا بھی تو شاید اس نے اسے نہ پہنا ہوتا --- "ایسے ہی' جان بوجھ کر نہ پہنا ہوتا۔" لیکن بہرحال گندے اور اول جلول رہنا بھی ناممکن تھا۔ اسے دوسروں کے جذبات کی توہین کرنے کا کوئی حق نہیں تھا' اور بھی کم اس لئے کہ ان دوسروں کو اس کی ضرورت تھی اور انہوں نے خود ہی اسے بلایا تھا۔ اس نے اپنے کپڑوں کو برش سے بڑی احتیاط کے ساتھ صاف کیا۔ اس کی قمیص وغیرہ ہمیشہ بہت ستھری رہتی تھی' اس معاملے میں وہ بہت ہی صفائی پسند تھا۔

اس صبح کو اس نے اپنے ہاتھ منہ بڑی توجہ کے ساتھ دھوئے --- نستاسیا کے پاس سے اسے صابن مل گیا جس سے اس نے اپنے بال' گردن اور خاص طور سے ہاتھ دھوئے۔ جب یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ اپنی کھونٹیوں بھری داڑھی بنائے یا نہیں (پراسکوویا پاولوونا کے پاس داڑھی بنانے کا بہت اچھا سامان تھا جو مرحوم زارتسین صاحب کے بعد رکھا رہ گیا تھا) تو جواب بڑی سنگدلی کے ساتھ نفی میں دیا گیا: "ایسے ہی رہنے دو جیسے ہے۔ نہیں تو وہ لوگ سوچیں گی کہ میں نے اس لئے داڑھی بنائی ہے کہ.... اور ضرور سوچیں گی! انہیں' ہرگز نہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے!

"اور.... اور سب سے خاص بات تو یہ تھی کہ وہ اتنا بھونڈا' گندہ تھا' طور طریقے اس کے شراب خانے والے تھے' اور.... اور.... فرض کر لیتے ہیں کہ وہ جانتا ہے کہ وہ' چلو تھوڑا ہی بہت سہی' سلیقہ مند آدمی ہے.... تو اس میں بھی فخر کرنے کی کون سی بات ہے کہ وہ سلیقہ مند آدمی ہے؟ ہر شخص کو سلیقہ مند آدمی ہونا چاہئے' بلکہ اس سے بھی زیادہ' اور.... اور پھر بھی (اسے یہ یاد آیا کہ) اس نے بھی تو کچھ چھوٹی چھوٹی چیزیں کی تھیں.... یہ نہیں کہ بے ایمانی' لیکن بہرحال!.... اور خیال تو کیسے کیسے آتے تھے! ہوں.... اور اس سب کو اودوتیا رومانوونا کے برابر رکھنا ہے! اونہہ' جہنم میں جائے سب! بے تو بے! اور میں جان بوجھ کر ایسا گندہ' چکٹ' شراب خانے والوں

جیسا ہو جاؤں گا اور تھوکوں اس پر! اور بھی زیادہ ہو جاؤں گا!...."

اسی ہم کلامی کے دوران میں اس کے پاس زوسیموف آگیا جو پراسکودیا پاولوونا کے ہاں ہال میں سویا تھا۔ وہ گھر جا رہا تھا اور جانے سے پہلے وہ جلدی سے ایک نظر مریض کو دیکھ لینا چاہتا تھا۔ رزومیخن نے اسے اطلاع دی کہ وہ چھچھوندر کی طرح غافل سو رہا ہے۔ زوسیموف نے ہدایت کی کہ جب تک مریض خود سے نہ جاگے تب تک اسے جگایا نہ جائے اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ خود گیارہ بجے کے قریب آئے گا۔

"اگر وہ گھر ہی رہا تو!" اس نے اضافہ کیا۔ "تھو لعنت ہے! جب اپنے مریضوں پر کوئی بس ہی نہیں ہے تو کوئی علاج کیا کرے! تمہیں کچھ پتہ ہے یہ ان لوگوں کے پاس جائے گا یا وہ لوگ یہاں آئیں گی؟"

"وہ لوگ، میرے خیال میں" رزومیخن نے سوال کا مقصد سمجھ کر جواب دیا "اور ظاہر ہے کہ اپنے خاندانی معاملات کے بارے میں باتیں کریں گے۔ میں چلا جاؤں گا۔ ڈاکٹر کی حیثیت سے تمہیں ظاہر ہے کہ مجھ سے زیادہ حق ہے۔"

"لیکن میں بھی پادری نہیں ہوں نا۔ آؤں گا اور دیکھ کر چلا جاؤں گا۔ ان کے علاوہ بھی مجھے بہت سے کام ہیں۔"

"مجھے بس ایک چیز کی پریشانی ہے" رزومیخن نے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا "کل میں راستے میں اس کے ساتھ آتے ہوئے نشے میں بہت کچھ بک گیا، بہت سی بیوقوفی کی باتوں کے سلسلے میں.... مختلف.... انہیں میں یہ بھی کہہ گیا کہ تم کو ڈر ہے کہ شاید اس میں.... پاگل پن کا رجحان ہے...."

"اور تم نے کل ان خواتین سے بھی اس کے بارے میں کہہ دیا۔"

"جانتا ہوں کہ بیوقوفی کی! چاہو تو مجھے مار لو! لیکن کیا تمہیں کوئی اس طرح کا پکا خیال ہوا تھا؟"

"لغویت ہے، میں کہتا ہوں۔ کیسا پکا خیال! تم نے خود اسے یک رخا خبطی کہا تھا جب اسے میرے پاس لائے تھے اور کل ہم نے اور آگ لگا دی، یعنی یہ کہ تم نے لگا دی اس قصے سے.... رنگ کرنے والے کے۔ اچھی بات چیت تھی جب کہ وہ ہو سکتا ہے اسی بات پر پاگل ہو گیا ہو! کاش مجھے یہ صحیح صحیح معلوم ہوتا کہ اس دن پولیس کے دفتر میں کیا ہوا تھا اور یہ کہ وہاں کسی لفنگے نے اس پر شبہہ ظاہر کر کے.... اس کی توہین کی تھی! ہوں.... تو کل میں نے ایسی بات چیت ہونے ہی نہ دی ہوتی۔ اس لئے کہ یہ یک رخے خبطی بوند سے سمندر بنا لیتے ہیں اور جاگتے میں انہونی باتوں کو حقیقت کی طرح دیکھتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کل زمیتوف کے اس قصے سے مجھے آدھا معاملہ تو صاف سمجھ میں آ گیا۔ ارے مجھے تو ایک واقعہ معلوم ہے جب ایک مراقی شخص نے، جو چالیس سال کا تھا، ایک آٹھ سالہ بچے کا گلا کاٹ دیا صرف اس لئے کہ وہ دسترخوان پر اس کی روز کی مذاقیہ حرکتوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا! اور اس کے معاملے میں ایک تو ویسے ہی چیتھڑے لگے ہوئے پھر پولیس کے بے شرم کارکن، مرض کی ابتدا اور اس طرح کا شبہہ! مراقی آدمی پر تو جنون کا دورہ پڑ جائے، جب کہ وہ غیر معمولی طور پر خوددار بھی ہے! بالکل ہو سکتا ہے کہ بیماری نے جو رخ اختیار کیا ہے اس کی جڑ اسی میں ہو! لیکن خیر چھوڑو.... اور ویسے تو لگتا یہ ہے کہ یہ زمیتوف درحقیقت ٹھیک لڑکا ہے 'بس یہ کہ' ہوں.... اس نے یہ سب کل بیکار ہی بیان کیا۔ غضب کا باتونی ہے!"

"مگر اس نے بتایا کس کو؟ مجھے اور تمہیں؟"

"اور پورفیری کو۔"

"تو کیا ہوا! کیا مطلب پورفیری کو؟"

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا اس کی ماں اور بہن پر کوئی اثر ہے؟ آج اس کے ساتھ محتاط رہیں...."

"ان سے طے کر لیں گے!" رزومیخن نے بادل ناخواستہ جواب دیا۔

"اور اسے اس لوژین سے کیوں اتنی چڑ ہے؟ دولت والا آدمی ہے اور وہ لڑکی تو لگتا ہے اس کے خلاف ہے نہیں.... اور آخر ان کے پاس تو کوڑی بھی نہیں؟ ایں؟"

"تم جاننا کیا چاہتے ہو؟" رزومیخن چڑ کر چیخ پڑا "مجھے کہاں سے معلوم کوڑی ہے کہ کوڑی بھی نہیں ہے؟ خود پوچھ لو، ہو سکتا ہے معلوم ہو جائے...."

"تھو، تم بھی کبھی کبھی کیسے احمق ہو جاتے ہو! کل کا نشہ باقی ہے.... اچھا پھر ملیں گے.... میری طرف سے اپنی پراسکودیا پاولوونا کا شکریہ ادا کر دینا، مجھے رات کو ٹھہرانے کے لئے۔ اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا، میں نے دروازے کے ادھر سے تسلیمات بھی کی لیکن جواب نہیں دیا اور خود سات بجے اٹھیں، ان کے لئے باورچی خانے سے راہداری میں ہو کر سماوار لایا گیا.... مجھے دیدار کا شرف نہیں حاصل ہوا...."

ٹھیک نو بجے رزومیخن بکالیئف کی اقامت گاہ میں پہنچ گیا۔ دونوں خواتین خفقانی بے صبری کے ساتھ بڑی دیر سے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ وہ تو سات ہی بجے یا شاید اس سے بھی پہلے اٹھ گئی تھیں۔ وہ داخل ہوا تو اداس تھا، رات کی طرح اس نے بھونڈے پن سے تعظیم کی اور فوراً ہی اسے غصہ آ گیا۔۔۔ ظاہر ہے کہ اپنے اوپر۔ اس نے خواتین کے مزاج کو پیش نظر نہیں رکھا تھا: پولخیریا الکساندروونا لپک کر اس کی طرف بڑھیں، اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے اور بس انہیں چومتے چومتے رہ گئیں۔ اس نے جھجکتے ہوئے اودوتیا رومانوونا کی طرف دیکھا لیکن اس پر غرور چہرے پر اس وقت شکرگزاری اور دوستی کا ایسا اظہار، ایسا مکمل اور غیر متوقع احترام تھا۔ (بجائے مذاق اڑانے والی نظروں اور غیر ارادی، بری طرح چھپائی ہوئی حقارت کے) کہ اس کے لئے آسان تر ہوتا اگر اس کا خیر مقدم لعنت ملامت سے کیا جاتا۔ اب تو وہ بالکل بوکھلا گیا۔ خوش قسمتی سے بات چیت کے نئے موضوع تیار تھا اور اس نے جلدی سے اسی کا سہارا لیا۔

یہ سن کر کہ "ابھی تک نہیں جاگا" اور "سب کچھ بہت ہی اچھا ہے" پولخیریا الکساندرووںا نے اعلان کیا کہ یہ بہتر ہی ہے "اس لئے کہ ان کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ پہلے سے کچھ باتیں کر لیں۔" اس کے بعد چائے کا سوال اٹھا اور ساتھ ہی پینے کی دعوت دی گئی۔ ان لوگوں نے خود بھی رزومیخن کے انتظار میں ابھی تک چائے نہ پی تھی۔ اودوتیا رومانوونا نے گھنٹی بجائی تو ایک گندہ سا ویٹر آیا۔ اسے چائے کا آرڈر دیا گیا جو آخر کار لا کر رکھی گئی لیکن اتنی گندگی اور بدسلیقگی سے کہ خواتین کو بڑی شرمندگی ہوئی۔ رزومیخن نے اس اقامت گاہ کو بڑی سختی کے ساتھ برا بھلا کہا لیکن لوژین کا خیال آتے ہی وہ چپ ہو گیا، گھبرا سا گیا اور جب پولخیریا الکساندرووںا نے بغیر کسی رکھ رکھاؤ کے پے در پے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تو وہ بہت ہی خوش ہوا۔

ان سوالات کا جواب دینے میں اس نے پون گھنٹے تک باتیں کیں۔ بار بار بیچ ہی میں اسے ٹوک دیا جاتا یا کوئی اور سوال کر دیا جاتا پھر بھی اس نے اس عرصے میں وہ ساری خاص خاص اور ضروری باتیں بتا دیں جو وہ رودیون رومانووچ راسکولنیکوف کی پچھلے سال کی زندگی کے بارے میں جانتا تھا۔ ان میں اس کی بیماری کا بھی مفصل بیان تھا لیکن بہت سی باتوں کا ذکر اس نے نہیں کیا، جن کا ذکر نہ کرنا ضروری تھا۔ انہیں میں پولیس کے دفتر والا واقعہ اور اس کے سارے نتائج بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس کی باتیں بڑی توجہ کے ساتھ سنیں لیکن جب

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ سب باتیں ہو چکیں اور اس نے اپنے سامعین کو مطمئن کر دیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک تو اس نے ابھی شروع بھی نہ کیا تھا۔

"اچھا بتایئے' مجھے بتایئے کہ آپ کا کیا خیال ہے... اُفوہ' معاف کیجئے گا' ابھی تک میں آپ کا نام بھی نہیں جانتی؟" پولخیریا الکساندروونا نے جلدی جلدی کہا۔

"دمیتری پروکو فیچ۔"

"ہاں تو دمیتری پروکو فیچ' میرا بہت جی چاہتا ہے یہ جاننے کا... عام طور پر... اب وہ چیزوں کو کیسے دیکھتا ہے' یعنی' آپ سمجھ گئے نہ میری بات' کیسے میں آپ سے کہوں یعنی بہتر طریقے سے کہوں' کہ کن چیزوں کو وہ پسند کرتا ہے' کن چیزوں کو نہیں پسند کرتا؟ کیا وہ ہروقت ایسا ہی چڑچڑا رہتا ہے؟ اس کی خواہشیں اور یوں کہئے کہ خواب کیا ہیں' اگر انہیں ایسا کہا جا سکے؟ اس وقت کونسی چیز اس پر خاص اثر رکھتی ہے؟ مختصر یہ کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ..."

"ارے ماما' ان ساری باتوں کا جواب ایسے اچانک کیسے دیا جا سکتا ہے!" دونیا نے کہا۔

"اف میرے خدا' مجھے دمیتری پروکو فیچ' آپ سے اس طرح ملاقات ہونے کی بالکل توقع نہ تھی۔"

"یہ تو بالکل قدرتی بات ہے" دمیتری پروکو فیچ نے جواب دیا۔ "میری تو ماں نہیں ہیں لیکن میرے چچا ہر سال یہاں آتے ہیں اور تقریباً ہر بار وہ مجھے پہچان نہیں پاتے' شکل صورت سے بھی' حالانکہ آدمی وہ ہوشیار ہیں۔ اور آپ کی تین سال کی جدائی میں تو بہت پانی بہہ گیا۔ اب میں آپ سے کیا کہوں؟ ڈیڑھ سال سے میں رودیون کو جانتا ہوں--- بے کیف' اداس' پُرغرور اور خوددار۔ پچھلے دنوں (اور ہو سکتا ہے بہت پہلے ہی سے) وہ تنگی مزاج کا اور مراقی ہو گیا ہے۔ دریا دل اور نیک۔ وہ اپنے احساس کا اظہار نہیں کرنا چاہتا اور دل کی بات زبان پر لانے سے بہتر یہ سمجھتا ہے کہ کوئی سنگدلی کی حرکت کر بیٹھے۔ لیکن کبھی کبھی بالکل بھی مراقی نہیں ہوتا بلکہ محض سرد مہر اور انسانیت سے عاری ہونے کی حد تک بے حس ہو جاتا ہے بالکل جیسے اس کے اندر کردار کی دو متضاد صورتیں یکے بعد دیگرے سامنے آتی رہتی ہیں۔ کبھی کبھی بے حد خاموش طبیعت ہو جاتا ہے! کسی کے لئے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہوتا' ہر چیز سے وہ تنگ آ جاتا ہے جب کہ وہ خود سارے وقت لیٹا رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں کرتا۔ وہ ہنسی مذاق نہیں کرتا لیکن اس لئے نہیں کہ حاضر دماغی کی کمی ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے پاس ایسی معمولی چیزوں کے لئے وقت ہی نہیں ہوتا۔ لوگ جو کہتے ہیں اسے سنتا بھی نہیں۔ ان چیزوں سے کبھی دلچسپی نہیں لیتا جن سے اس خاص وقت میں سب لوگوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو بے حد اہم اور وقیع سمجھتا ہے اور لگتا ہے کہ اس کا اسے کچھ حق بھی ہے۔ اب اور کیا بتاؤں؟... مجھے لگتا ہے کہ آپ کی آمد سے اس پر فائدہ بخش اثر پڑے گا۔"

"کاش' خدا کرے!" پولخیریا الکساندروونا نے کہا۔ اپنے رودیا کے بارے میں رزومیخن کی باتیں سن کر وہ بہت ہی دل گیر ہو گئی تھیں۔

اور رزومیخن نے آخرکار ہمت کر کے اودوتیا رومانوونا کی طرف دیکھا۔ بات چیت کے دوران میں وہ اکثر اس کی طرف دیکھ لیتا تھا لیکن بس ایک ہی لمحے میں اپنی نگاہیں دوسری طرف کر لیتا تھا۔ اودوتیا رومانوونا کبھی میز کے پاس بیٹھ جاتی اور توجہ سے سننے لگتی اور کبھی پھر کھڑی ہو جاتی اور اپنے معمول کے مطابق ٹہلنا شروع کر دیتی' ایک کونے سے دوسرے کونے تک' ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے' ہونٹ بھینچے ہوئے اور کبھی کبھی ٹہلنے میں رکے

بغیر فکرمندانہ انداز میں اپنی طرف سے بھی کوئی سوال کر دیتی۔ اس میں بھی یہ عادت تھی کہ جو کچھ کہا جا رہا ہو وہ آخر تک نہ سنے۔ وہ گہرے رنگ کے کسی ہلکے کپڑے کی فراک پہنے تھی اور گردن میں سفید مہین کپڑے کا گلوبند پڑا تھا۔ بہت سی علامتوں سے رزومیخن نے فوراً بھانپ لیا کہ دونوں خواتین کی حالت انتہائی مفلسی کی ہے۔ اودوتیا رومانوونا اگر ملکہ کی طرح کے کپڑے پہنے ہوتی تو وہ اس سے بالکل نہ ڈرتا لیکن اب تو' ہو سکتا ہے اسی وجہ سے کہ وہ اتنے مفلسانہ کپڑے پہنے ہوئے تھی اور اس نے ان کی ساری فلاکت زدہ حالت کو دیکھ لیا تھا' اس کے دل میں ایک خوف بڑھتا گیا اور وہ اپنے ہر لفظ سے' ایک ایک حرکت سے ڈرنے لگا جو ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے لئے تکلیف دہ تھا جسے اس کے بغیر بھی اپنے اوپر زیادہ اعتماد نہ تھا۔

"آپ نے بھائی کے کردار کے بارے میں بہت سی دلچسپ باتیں کہیں... اور غیرجانبداری سے کہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ آپ ان کے لئے تقدیس کا جذبہ رکھتے ہیں" اودوتیا رومانوونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لگتا ہے کہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان کے پاس کسی عورت کو ہونا چاہئے" اس نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

"یہ تو میں نے نہیں کہا لیکن ہو سکتا ہے آپ سچ ہی کہہ رہی ہوں' بس..."

"کیا؟"

"وہ کسی سے محبت نہیں کرتا اور شاید کبھی کرے گا بھی نہیں" رزومیخن نے قطعی طور پر کہا۔

"یعنی ان میں محبت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے؟"

"اور پتہ ہے آپ کو اودوتیا رومانوونا' آپ خود اپنے بھائی سے بہت ملتی ہیں' بلکہ سب چیزوں میں!" رزومیخن کی زبان سے بے اختیار نکل گیا جو اس کے خود کے لئے بھی بالکل غیرمتوقع تھا' لیکن فوراً ہی یہ یاد کر کے کہ ابھی ابھی اس نے بھائی کے بارے میں کیا کہا تھا' اس کا چہرہ کیکڑے کی طرح سرخ ہو گیا اور وہ بے حد بوکھلا گیا۔ اودوتیا رومانوونا نے اسے دیکھا تو اس سے ہنسی ضبط نہ کی جا سکی۔

"رودیا کے بارے میں شاید تم دونوں غلطی کر رہے ہو" پولخیریا الکساندروونا ذرا برا مان کر بول پڑیں۔ "دونیا میں اس وقت کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ جو کچھ اس خط میں پیوتر پیترووچ نے لکھا ہے... اور ہم دونوں نے جو فرض کیا تھا وہ ہو سکتا ہے--- سچ نہ ہو لیکن دمیتری پروکو فیچ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کس قدر خیالی پلاؤ پکانے والا اور کیسے اسے کہا جائے کہ من موجی ہے۔ اس کے کردار پر میں کبھی بھروسا کر ہی نہ سکی' اس وقت بھی جب وہ صرف پندرہ سال کا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اب بھی وہ اچانک اپنے آپ کو کچھ ایسا کر سکتا ہے جو کبھی کسی شخص نے کرنے کا خیال بھی نہ کیا ہو... دور جانے کی کیا ضرورت ہے' کیا آپ جانتے ہیں کہ ڈیڑھ سال پہلے اس نے اس' کیا کہتے ہیں اسے' اس زار تسینا کی' اپنی مکان مالکن کی بیٹی سے شادی کرنے کی ٹھان لی اور مجھے تو حیران کر دیا' جھنجھوڑ کے رکھ دیا اور میں بس مرتے مرتے بچی؟"

"آپ کو اس قصے کے بارے میں کچھ تفصیل معلوم ہے؟" اودوتیا رومانوونا نے پوچھا۔

"آپ سمجھتے ہیں کہ..." پولخیریا الکساندروونا نے جوش کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی "تب میرے آنسو' میری منت سماجت' میری بیماری اور ہو سکتا تھا اس صدمے سے میری موت' ہماری مفلسی بھلا اسے روک سکتی تھیں؟ وہ ساری رکاوٹوں سے بڑے سکون کے ساتھ گزر جاتا۔ اور یہ تو نہیں ہو سکتا' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ہم سے محبت نہ کرتا ہو؟"

"اس نے اس قصے کے بارے میں مجھ سے تو کبھی کچھ بھی نہیں کہا" رزد میخن نے احتیاط کے ساتھ جواب دیا "لیکن میں نے بھی نہ کچھ خودزار نتسیناصاحبہ ہی سے سنا ہے جو خود بھی اپنی قسم سے کسی بات کو مزے لے کر بیان کرنے والی نہیں ہیں 'اور جو کچھ میں نے سنا ہے وہ شاید تھوڑا عجیب ہی ہے۔"

"اور کیا سنا ہے آپ نے 'کیا؟" دونوں خواتین نے ایک ساتھ ہی پوچھا۔

"بہرحال ایسی کوئی بہت خاص چیز تو نہیں سنی۔ مجھے صرف یہ معلوم ہوا کہ یہ شادی 'جو بالکل طے ہو چکی تھی اور محض دلہن کی موت کی وجہ سے نہیں ہو سکی 'خودزار نتسیناصاحبہ کو بھی کچھ زیادہ پسند نہ تھی.... اس کے علاوہ لوگ کہتے ہیں کہ دلہن کوئی اچھی بھی نہ تھی یعنی کہتے ہیں کہ بدصورت سی تھی.... اور ایسی اپاہج اور.... اور عجیب 'پھر بھی لگتا ہے کہ کچھ خوبیاں بھی رکھتی تھی۔ کوئی نہ کوئی خوبی تو ضرور رہی ہو گی ورنہ اسے سمجھنا ہی بالکل ناممکن ہے.... جہیز بھی کوئی نہ تھا اور اس نے جہیز کے بارے میں بالکل سوچا بھی نہ ہو گا.... عام طور سے ایسے معاملوں میں فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔"

"مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلاحیتوں والی لڑکی رہی ہو گی" اودوتیا روماتووناتے مختصراً کہا۔

"خدا مجھے معاف کرے 'لیکن جب وہ مری تو میں اتنی خوش ہوئی 'حالانکہ میں نہیں کہہ سکتی کہ ان میں سے کس نے کس کو برباد کر دیا ہوتا — اس نے لڑکی کو یا لڑکی نے اس کو؟" پولخیریا الکساندر رووناتے اپنی بات ختم کی۔ اس کے بعد انہوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ 'ضبط کرکے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد دنیا کی طرف دیکھ کر 'جو کہ اس کے لئے یہ ظاہر ناگوار تھا 'رودیا اور لوژین کے درمیان کل والے منظر کے بارے میں پھر سے سوالات کرنے شروع کئے۔ صاف نظر آرہا تھا کہ اس سانحے نے انہیں سب سے زیادہ پریشان کر رکھا تھا 'بلکہ اتنا کہ وہ ڈر رہی تھیں اور کپکپا رہی تھیں۔ رزد میخن نے سب کچھ پھر سے تفصیل کے ساتھ بیان کیا لیکن اس بار اس نے اپنی رائے کا بھی اظہار کر دیا۔ اس نے صاف صاف رسکولنیکوف کو قصوروار قرار دیا کہ اس نے جان بوجھ کر پیوتر پترووچ کی توہین کی 'اور اس بار رزد میخن نے رسکولنیکوف کی بیماری کو بھی کوئی معقول عذر تسلیم نہیں کیا۔

اس نے یہ بھی کہا کہ "اس نے اس کے بارے میں بیماری سے پہلے ہی سوچ لیا تھا۔"

"میں بھی یہی سمجھتی ہوں" پولخیریا الکساندر رووناتے بہت ہی رنجیدہ ہو کر کہا۔ لیکن انہیں اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ رزد میخن نے اس بار پیوتر پترووچ کے بارے میں احتیاط بلکہ یک گونہ احترام کے ساتھ بات کی۔ تعجب اس پر اودوتیا روماتووناکو بھی ہوا۔

"تو پیوتر پترووچ کے بارے میں آپ اس رائے کے ہیں؟" پولخیریا الکساندر رووناسے پوچھے بغیر رہا نہیں گیا۔

"آپ کی بیٹی کے آئندہ شوہر کے بارے میں کسی اور رائے کا میں ہو ہی نہیں سکتا" رزد میخن نے پرزور اور پرجوش طریقے سے جواب دیا۔ "اور یہ میں عام اخلاق و آداب کی بنا پر نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس لئے.... اس لئے.... بلکہ صرف اس لئے کہ اودوتیا روماتووناتے اپنی مرضی سے اس شخص کا انتخاب کیا ہے۔ اگر کل میں نے ان کا ذکر اس قدر بدتمیزی سے کیا تو وہ اس لئے تھا کہ کل میں گندہ شرابی تھا اور اوپر سے.... بے عقل.... جی ہاں 'بے عقل 'بے دماغ 'بالکل پاگل ہو گیا تھا.... اور آج اس پر شرمندہ ہوں!...." اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ چپ ہو گیا۔ اودوتیا روماتووناکا چہرہ بھی گلابی ہو گیا لیکن اس نے خاموشی کو نہیں توڑا جب سے لوژین کی بات شروع ہوئی تھی تبھی سے اس نے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا۔

لیکن اس عرصے میں پولخیریا الکساندر رووناا پنی بیٹی کی تائید و حمایت کے بغیر صریحی پس و پیش میں پڑ گئیں۔ آخرکار رک رک کر اور برابر اپنی بیٹی کی طرف دیکھ دیکھ کر انہوں نے اعتراف کیا کہ اب ایک صورت حال نے انہیں بڑا متردد کر دیا ہے۔

انہوں نے شروع کیا "دیکھئے دمیتری پروکو فیچ.... دونیچکا میں دمیتری پروکو فیچ کو بالکل صاف صاف بتائے دیتی ہوں؟"

"بیشک ماما" اودوتیا روماتووناتے زور دے کر کہا۔

"بات یہ ہے کہ" پولخیریا الکساندر رووناتے جلدی جلدی کہنا شروع کیا جیسے اپنے غم کی اطلاع دینے کی اجازت نے ان کے اوپر سے ایک پہاڑ اٹھا لیا ہو "آج بہت ہی سویرے ہمیں پیوتر پترووچ کے پاس سے ایک رقعہ ملا 'ہماری کل کی آمد کی اطلاع کے جواب میں۔ بات یہ ہے کہ کل انہیں اسٹیشن پر ہم سے ملنا چاہئے تھا 'جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اس کی بجائے اسٹیشن پر کسی ملازم کو ہم سے ملنے کے لئے بھیج دیا گیا تھا اور اسے اس اقامت گاہ کا پتہ دے دیا گیا تھا کہ ہمیں راستہ دکھا دے اور پیوتر پترووچ نے ہم سے یہ کہنے کا حکم دیا تھا کہ وہ خود آج صبح یہاں ہمارے پاس آئیں گے۔ لیکن اس کی بجائے آج صبح ان کے پاس سے یہ رقعہ آیا.... سب سے اچھا یہ ہو گا کہ آپ خود ہی اسے پڑھ لیں۔ اس میں ایک بات ہے جس سے میں بہت پریشان ہوں.... ابھی آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ یہ بات کیا ہے اور.... دمیتری پروکو فیچ آپ صاف صاف مجھے اپنی رائے بتائیے 'رودیا کے کردار کو آپ سب سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں اور سب سے اچھی طرح مشورہ دے سکتے ہیں۔ میں آپ کو پہلے ہی سے بتا دوں کہ دونیچکا نے تو فیصلہ کر لیا ہے 'پہلے ہی قدم سے 'لیکن میں ابھی تک نہیں جانتی کہ کیا کرنا چاہئے 'اور.... اور میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔"

رزد میخن نے رقعے کو کھولا 'جس پر کل کی تاریخ پڑی تھی 'اور اس نے حسب ذیل عبارت پڑھی:

"محترم خاتون پولخیریا الکساندر رووناً میں آپ کو یہ اطلاع دینے کا شرف حاصل کرتا ہوں کہ اچانک الجھنیں پیدا ہو جانے کی وجہ سے میں اسٹیشن پر آپ سے نہ مل سکا اور اس مقصد کے لئے میں نے ایک شخص کو بھیجا جو بہت ہی کارگزار ہے۔ اسی طرح میں کل صبح بھی آپ سے ملاقات کے شرف سے محروم رہ جاؤں گا سینیٹ والے معاملے کی بنا پر جس کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا 'اور اس لئے بھی کہ آپ کی اپنے بیٹے اور اودوتیا روماتووناکی اپنے بھائی سے عزیزانہ ملاقات میں مخل نہ ہوں۔ میں آپ کے فلیٹ میں آپ سے ملاقات اور آپ کو تسلیم کرنے کا شرف کل شام کو آٹھ بجے ضرور حاصل کروں گا اور اس کے سلسلے میں میں قطعی اور 'میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ 'لازمی درخواست کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہماری ملاقات کے دوران میں رودیون روماتووچ موجود نہ رہیں اس لئے کہ جب میں کل ان کی بیماری میں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے بے مثال اور پست طریقے سے میری توہین کی اور 'اس کے علاوہ 'میں ایک خاص بات کے سلسلے میں خود آپ سے ضروری اور حالات کے مطابق وضاحت چاہتا ہوں اور اس کے بارے میں میں آپ کی ذاتی تشریح سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں پہلے ہی سے آپ کو آگاہ کر دینے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری درخواست کے باوجود میری ملاقات روماتووچ سے ہوئی تو میں فوراً وہاں سے چلے آنے پر مجبور ہوں گا اور تب آپ خود ہی قصوروار ہوں گی۔ میں اس مفروضے کی بنا پر لکھ رہا ہوں کہ رودیون روماتووچ 'جو میرے وہاں جانے کے دوران

میں اسنے بیمار لگ رہے تھے' دو ہی گھنٹے بعد اچانک صحت مند ہو گئے اور مطلب یہ کہ وہ صحن سے نکل کر آپ کے پاس بھی آسکتے ہیں۔ اس کا یقین میں نے خود اپنی آنکھوں سے حاصل کر لیا' ایک گھوڑوں کے نیچے آکر چل جانے والے شرابی کے گھر میں' جو بعد کو مر گیا' جس کی بٹی کو بدنام چال چلن کی ہے انہوں نے تکفین و تدفین کا بہانہ بنا کر پچیس روبل تک دے دیئے جس پر میں بہت ہی حیران ہوا اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ آپ نے کن مصیبتوں سے یہ رقم جمع کی تھی۔ میں آپ کی محترم بیٹی اوودتیا رومانوونا کی خدمت میں تکریم و تسلیم پیش کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی باادب تسلیمات قبول فرمایئے۔

آپ کا خاکسار خادم' پ۔ لوژین۔"

"اب مجھے کیا کرنا چاہئے دمیتری پروکو فیچ؟" پولخیریا الکساندروونا نے تقریباً روتے ہوئے پوچھا۔ "میں رودیا سے کیسے کہہ سکتی ہوں کہ وہ نہ آئے؟ کل اس نے اتنے اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا کہ پوتر پیتروویچ سے انکار کر دیا جائے اور اب خود اسی کو نہ آنے دینے کا حکم دیا جا رہا ہے! اور اسے تو اگر معلوم ہو گیا تو جان بوجھ کر آئے گا اور.... تب کیا ہو گا؟"

"جیسا اوودتیا رومانوونا نے فیصلہ کیا ہو ویسا کیجئے" رزومیخن نے سکون سے اور جلدی جواب دیا۔

"اف میرے خدا!.... وہ تو کہتی ہے.... وہ تو خدا جانے کیا کہتی ہے اور اس کا مقصد مجھے سمجھاتی نہیں.... وہ کہتی ہے بہتر یہ ہو گا' یعنی یہ نہیں کہ بہتر ہو گا بلکہ اس لئے کہ یہ اشد ضروری ہے کہ رودیا بھی آج شام کو اس وقت دانستہ طور پر آٹھ بجے آئے تاکہ ان دونوں کی ضرور ملاقات ہو.... اور میں تو اسے یہ رقعہ بھی نہ دکھانا چاہتی تھی اور کوئی نہ کوئی چالاکی کرنا چاہتی تھی' آپ کے ذریعے سے کہ وہ نہ آئے.... اس لئے کہ وہ اتنا چڑچڑا ہے.... اور کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کون شرابی مر گیا اور کون اس کی بیٹی ہے اور کس طرح سے وہ اس بیٹی کو اپنی ساری رقم دے سکتا تھا.... جو کہ...."

"جو کہ آپ کو اماں اتنی مصیبتوں سے ملی تھی" اوودتیا رومانوونا نے کہا۔

"کل وہ اپنے حواس میں نہیں تھا" رزومیخن فکر مندانہ انداز میں بولا۔ "اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کل اس نے شراب خانے میں کیا تماشہ کیا' حالانکہ بڑی سمجھ داری سے.... ہوں! کسی مرحوم کے بارے میں اور کسی لڑکی کے بارے میں اس نے سچ مچ مجھ سے کل بات کی تھی' جب ہم گھر جا رہے تھے تب' لیکن ایک لفظ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا.... اس کے علاوہ کل میں خود بھی...."

"اماں سب سے اچھا تو یہ ہو گا کہ چلئے خود ہی ان کے پاس چلتے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ وہاں فوراً ہی سمجھ میں آجائے گا کہ ہم کیا کریں! اور اس کا وقت بھی ہو گیا ہے۔۔۔ مالک میرے! دس بج چکے!" وہ اپنی بہت ہی عمدہ سونے کی مینا کے کام کی گھڑی کو دیکھ کر چیخ پڑی جو وینس کی ایک پتلی سی زنجیر میں اس کے گلے میں پڑی تھی اور اس کے باقی لباس سے بالکل ہی میل نہیں کھا رہی تھی۔ "منگیتر کا تحفہ ہو گا" رزومیخن نے سوچا۔

"اف' وقت ہو گیا!.... چلنا چاہئے دونیچکا!" پولخیریا الکساندروونا نے تشویش کے ساتھ کہا۔ "وہ سوچ رہا ہو گا کہ ہم کل کی باتوں سے ناراض ہو گئے جو اتنی دیر تک نہیں آئے۔ اف میرے خدا۔"

وہ یہ کہتی جا رہی تھیں اور جلدی جلدی اپنا لبادہ اور ٹوپی پہنتی جا رہی تھیں۔ دونیچکا نے بھی باہر جانے کے کپڑے پہن لئے۔ رزومیخن نے دیکھا کہ اس کے دستانے نہ صرف یہ کہ پرانے تھے بلکہ ان میں چھید بھی تھے۔

لیکن لباس کی اس خستہ حالی نے بھی دونوں خواتین میں کچھ خاص وقار کا اضافہ کر دیا تھا جو ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہیں معمولی کپڑے پہننے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے۔ رزومیخن تقدس کے ساتھ دونیچکا کو دیکھ رہا تھا اور اس بات پر فخر محسوس کر رہا تھا کہ ابھی وہ اس کے ساتھ ساتھ جائے گا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا "وہ ملکہ جو قید خانے میں اپنی جرابوں کی مرمت کرتی تھی اس وقت بھی بلاشبہ حقیقی ملکہ لگتی رہی ہو گی بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنی وہ دعوتوں اور جشنوں جلوسوں میں لگتی رہی ہو گی۔"

پولخیریا الکساندروونا چلا اٹھیں "اے میرے خدا' میں نے کب سوچا تھا کہ اپنے بیٹے سے' اپنے پیارے سے' رودیا سے ملتے ہوئے ایسے ڈروں گی جیسے اب ڈر رہی ہوں!.... دمیتری پروکو فیچ' مجھے ڈر لگ رہا ہے!" انہوں نے جھجکتے ہوئے رزومیخن کو دیکھ کر کہا۔

"اماں ڈرنے کی کوئی بات نہیں" دونیا نے ان کو پیار کرتے ہوئے کہا "اچھا یہ ہے کہ آپ ان پر بھروسا رکھئے۔ مجھے تو بھروسا ہے۔"

"اف میرے خدا! بھروسا تو مجھے بھی ہے لیکن میں ساری رات نہیں سوئی!" بیچاری عورت نے چیخ کر کہا۔

وہ تینوں سڑک پر آگئے۔

"اور تمہیں پتہ ہے دونیچکا' جیسے ہی صبح کو ذرا دیر کے لئے میری آنکھ لگی ویسے ہی میں نے مرحومہ مارفا پیتروونا کو خواب میں دیکھا.... بالکل سفید لباس میں.... میرے پاس آئیں' میرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے اور اپنا سر ہلانے لگیں' اتنی تندی سے' اتنی تندی سے جیسے مجھ کو قصوروار ٹھہرا رہی ہوں.... کیا یہ نیک شگون ہے؟ اف میرے خدا' دمیتری پروکو فیچ' آپ کو ابھی تک نہیں معلوم کہ مارفا پیتروونا مر گئیں!"

"نہیں مجھے تو نہیں معلوم' کون مارفا پیتروونا؟"

"بس چٹ پٹ! اور آپ سوچئے کہ...."

"اماں بعد کو" دونیا بیچ میں بول پڑی "انہیں تو ابھی یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہیں کون مارفا پیتروونا۔"

"ارے' آپ نہیں جانتے؟ اور میں سوچتی تھی کہ آپ کو سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ دمیتری پروکو فیچ مجھے آپ معاف کیجئے گا' ان دنوں میں پتہ نہیں کیا کیا الٹی سیدھی باتیں سوچتی رہتی ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کو ہم لوگوں کے لئے قسمت کا بھیجا ہوا سمجھتی ہوں اور اسی لئے مجھے اتنا یقین تھا کہ آپ کو سب کچھ معلوم ہی ہو گا۔ میں آپ کو اپنا عزیز ہی سمجھتی ہوں.... آپ ناراض مت ہوئیے گا کہ میں اس طرح بات کر رہی ہوں۔ اف میرے خدا' یہ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہوا! چوٹ لگ گئی؟"

"ہاں' چوٹ لگ گئی" رزومیخن بہت خوش ہو کر بڑبڑایا

"میں کبھی کبھی بالکل دل کی بات کرنے لگتی ہوں اور پھر دونیا مجھے ٹھیک کرتی ہے.... لیکن اے میرے خدا' وہ کیسی کوٹھری میں رہتا ہے! لیکن کیا وہ جاگ گیا ہو گا؟ اور یہ عورت' اس کی مکان مالکن اسے کمرہ سمجھتی ہے؟ اچھا سنئے' آپ کہتے ہیں کہ اسے اپنا دل کھول کر رکھ دینا پسند نہیں ہے' تو ہو سکتا ہے میری.... کمزوریوں سے وہ عاجز آجائے؟.... دمیتری پروکو فیچ' مجھے کچھ بتایئے تاکہ میں اس کے ساتھ کیسے پیش آؤں؟ پتہ ہے آپ کو کہ میری تو عقل بالکل ہی گم ہے۔"

"آپ اگر دیکھیں کہ وہ تیوریاں چڑھا رہا ہے تو پھر اس بات کے بارے میں اس سے زیادہ سوال نہ کیجئے'

خاص طور سے صحت کے بارے میں تو زیادہ سوال کیجئے ہی گا نہیں۔ اسے پسند نہیں ہے۔"

"اف دمیتری پروکو فیچ' ماں ہونا بھی کتنا مشکل ہے! لیجئے' یہی تو سیڑھیاں ہیں.... کیسی خوفناک سیڑھیاں ہیں!"

"ماما' آپ کا تو بالکل رنگ ہی اڑ گیا' گھبرایئے مت' میری لاڈلی ماں" دونیا نے اس سے شفقت کے ساتھ کہا اور آنکھیں چمکاتے ہوئے اضافہ کیا "انہیں تو آپ کو دیکھ کر اور آپ سے مل کر ضرور خوش ہونا چاہئے اور آپ خود کو دکھ دے رہی ہیں۔"

"ذرا ٹھہر جایئے' میں آگے جا کر دیکھ لوں کہ وہ جاگ گیا ہے کہ نہیں؟"

خواتین سیڑھیوں پر رزومیخن کے پیچھے پیچھے چپکے چپکے چل رہی تھیں اور جب وہ چوتھی منزل پر مکان مالکن کے دروازے کے سامنے پہنچیں تو انہوں نے دیکھا کہ مکان مالکن کا دروازہ ذرا سا شگاف بھر کھلا ہوا ہے اور دو سیاہ آنکھیں ان لوگوں کو اندھیرے سے تک رہی ہیں۔ جب نگاہیں چار ہوئیں تو دروازہ بند ہو گیا اور اتنے زوروں سے کہ پولخیریا الکساندروونا ڈر کے مارے چیختے چیختے رہ گئیں۔

3

اندر آنے والوں کا سامنا ہوتے ہی زوسیموف نے جوش کے ساتھ چلا کر کہا "وہ اچھا ہے' بالکل اچھا ہے!" وہ کوئی دس منٹ پہلے آیا تھا اور صوفے پر اپنے کل ہی والے کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسکولنیکوف صوفے کے دوسرے کونے میں بیٹھا تھا' پوری طرح کپڑے پہنے ہوئے بلکہ بڑی احتیاط سے ہاتھ منہ دھوئے اور کنگھی کئے ہوئے جیسا کہ اس نے بہت دنوں سے نہ کیا تھا۔ کمرہ یکبارگی بھر گیا لیکن پھر بھی پیچھے پیچھے نستاسیا بھی آ گئی اور سننے لگی۔

درحقیقت رسکولنیکوف تقریباً بالکل ٹھیک تھا' خاص طور سے کل کے مقابلے میں۔ صرف یہ کہ اس کا رنگ بالکل پیلا تھا اور وہ کھویا کھویا سا اور بہت اداس تھا۔ دیکھنے میں وہ ایسے آدمی کی طرح لگ رہا تھا جو زخمی ہو یا کوئی بہت شدید جسمانی درد برداشت کر رہا ہو۔ اس کی بھویں سکڑی ہوئے تھیں' ہونٹ بھینچے ہوئے اور آنکھیں سوجی ہوئی۔ باتیں وہ بہت کم اور بادل ناخواستہ کر رہا تھا' جیسے اپنے اوپر جبر کر کے ایک فرض پورا کر رہا ہو اور اس کی حرکتوں سے کبھی کبھی ایک بے چینی سی ظاہر ہوتی تھی۔

بس اتنی کمی تھی کہ اس کا ہاتھ سلنگ میں نہیں تھا یا انگلی پر تافتہ کی پٹی نہیں بندھی ہوئی تھی ورنہ تو وہ بالکل ایک ایسے آدمی کی طرح لگتا جس کی انگلی میں بہت درد کرنے والا پھوڑا ہو یا ہاتھ میں چوٹ لگی ہو یا اسی قسم کی کوئی اور چیز ہو۔

لیکن اس پیلے اور بہت ہی اداس چہرے پر بھی ایک لمحے کے لئے اس وقت جیسے آب سی آ گئی جب ماں اور بہن کمرے میں داخل ہوئیں۔ لیکن اس سے بھی اس کے چہرے کے آثار میں پہلے والے غمگین کھوئے کھوئے پن کی جگہ زیادہ شدید اذیت کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آب تو جلد ہی ماند پڑ گئی لیکن اذیت باقی رہی اور زوسیموف نے' جو اپنے مریض کا مشاہدہ و مطالعہ ابھی ابھی علاج معالجہ شروع کرنے والے ڈاکٹر کے نوجوانی والے جوش و خروش کے ساتھ کر رہا تھا حیرت سے یہ دیکھا کہ اپنے قریبی عزیزوں کے آنے پر اس میں کوئی خوشی نہیں بلکہ گھٹے دبے گھٹنے کے لئے اس آزمائش کو' جس سے بچنا ممکن نہ تھا' برداشت کرنے کا بہت ہی گراں اور

چھپایا ہوا عزم تھا۔ بعد کو اس نے دیکھا کہ جو بات چیت شروع ہوئی اس کا تقریباً ہر لفظ اس کے مریض کے کسی زخم کو جیسے کرید رہا ہو اور دکھا رہا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس بات پر حیران تھا کہ کل کے یک رخے خبطی کو' جس پر ذرا سی بات سے کل تقریباً جنون کا دورہ پڑ جاتا تھا' آج اپنے آپ پر قابو رکھنے اور اپنے جذبات کو چھپائے رکھنے پر کتنی قدرت تھی۔

"ہاں اب تو میں خود دیکھ رہا ہوں کہ تقریباً تندرست ہوں" رسکولنیکوف نے ماں اور بہن کو سلام و دعا کے طور پر پیار کرتے ہوئے کہا۔ اس پر پولخیریا الکساندروونا فوراً ہی کھل اٹھیں۔ اس نے رزومیخن سے مخاطب ہو کر اور دوستانہ انداز میں اس کا ہاتھ دباتے ہوئے یہ بھی کہا کہ "اور یہ میں ویسے نہیں کہہ رہا ہوں جیسے کل کہا تھا۔"

"اور آج تو میں انہیں دیکھ کر حیران ہی رہ گیا" زوسیموف نے لوگوں کے آ جانے سے بہت خوش ہو کر کہا اس لئے کہ دس ہی منٹ میں وہ اپنے مریض کے ساتھ بات چیت کا سرا کھو چکا تھا۔ "اگر ایسا ہی چلتا رہا تو تین چار دن میں بالکل پہلے کی طرح ہو جائیں گے یعنی جیسے مہینہ بھر بلکہ دو مہینے یا شاید تین مہینے پہلے تھے اس لئے کہ یہ بیماری تو آخر بہت دنوں سے شروع ہو چکی تھی.... ایں؟ اب اعتراف کر لیجئے کہ ہو سکتا ہے اس کے ذمہ دار آپ ہی تھے؟" اس نے بڑے احتیاط کے ساتھ مسکراتے ہوئے اضافہ کیا جیسے ابھی تک ڈر رہا ہو کہ وہ کہیں کسی بات پر چڑ نہ جائے۔

"بالکل ہو سکتا ہے" رسکولنیکوف نے سرد مہری سے جواب دیا۔

"میں بھی یہی کہہ رہا ہوں" زوسیموف نے جوش میں آ کر اپنی بات جاری رکھی "کہ اب آپ کی مکمل صحت یابی بڑی حد تک صرف آپ کے اپنے اوپر منحصر ہے۔ اب جب آپ سے بات چیت کرنا ممکن ہو گیا ہے تو میں آپ سے زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ مرض کے ابتدائی یعنی یوں کہئے کہ ان بنیادی اسباب سے بچنا ضروری ہے جو آپ کی مریضانہ حالت کے پیدا ہونے پر اثر انداز ہوئے تھے' تب آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے ورنہ تو مرض اور بھی برا ہو جائے گا۔ ان ابتدائی اسباب کو میں نہیں جانتا لیکن آپ کو تو ضرور ہی معلوم ہوں گے۔ آپ سمجھ دار آدمی ہیں اور آپ نے خود ہی اپنا مشاہدہ کیا ہو گا۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کی گڑبڑ ایک حد تک آپ کے یونیورسٹی سے نکلنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ آپ کے لئے مصروفیت کے بغیر رہنا بالکل ناممکن ہے' اس لئے محنت اور اپنے سامنے تمام طریقے سے طے کیا ہوا مقصد' مجھے لگتا ہے کہ آپ کے لئے بہت مددگار ہو سکتے ہیں۔"

"ہاں ہاں' آپ بالکل سچ کہہ رہے ہیں.... میں جلد ہی یونیورسٹی میں داخلہ لے لوں گا تب یہ سب گھڑیوں چلنے لگے گا جیسے.... تیل لگا ہو...."

زوسیموف نے اپنے دانش مندانہ مشورے ایک حد تک اس لئے بھی شروع کئے تھے کہ خواتین متاثر ہو جائیں لیکن جب اس نے اپنی بات ختم کر کے اپنے سامع پر نظر ڈالی اور اس کے چہرے پر قطعی طور پر مذاق اڑانے والا تاثر دیکھا تو ظاہر ہے کہ تھوڑا سا سٹ پٹا گیا۔ لیکن یہ کیفیت بس ایک ہی لمحے رہی۔ پولخیریا الکساندروونا نے فوراً ہی زوسیموف کا شکریہ ادا کرنا شروع کر دیا خاص طور سے اس لئے کہ وہ رات کو ان لوگوں سے ملنے کے لئے ان کی اقامت گاہ میں آیا۔

"یہ کیسے' وہ آپ لوگوں کے پاس رات کو بھی آئے تھے؟" رسکولنیکوف نے متردد ہو کر پوچھا۔ "مطلب

یہ کہ آپ بھی رات کو سفر کے بعد سوئیں نہیں؟"

"ارے رودیا یہ سب تو بس دو بجے تک ہوا۔ ہم اور دونیا تو گھر پر بھی دو سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے۔"

"میں بھی نہیں جانتا کہ کیسے ان کا شکریہ ادا کروں" رسکولنیکوف نے اپنے بات جاری رکھی اور اچانک وہ تیوری چڑھا کر نیچے دیکھنے لگا "رقم کے سوال کو ایک طرف رکھ دیا جائے" اس نے زوسیموف سے مخاطب ہو کر کہا "آپ معاف کیجئے گا کہ میں اس کا ذکر کر رہا ہوں--- تو بھی میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے ایسی کونسی نیکی کی ہے کہ آپ میری طرف ایسی خاص توجہ کریں؟ بالکل نہیں سمجھ سکتا.... اور.... اور مجھ پر یہ بڑا بار ہے کیونکہ ناقابل فہم ہے--- میں آپ سے صاف صاف کہہ رہا ہوں۔"

"آپ جھنجھلا ئیں نہیں" زوسیموف کوشش کر کے ہنسا "فرض کر لیجئے کہ آپ میرے پہلے مریض ہیں اور ہمارے جو بھائی علاج معالجہ بس شروع ہی کرتے ہیں وہ اپنے پہلے مریضوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے ان کے اپنے بچے ہوں اور کچھ تو ان پر تقریباً عاشق ہو جاتے ہیں۔ اور میرے پاس بہرحال مریضوں کی بہتات تو نہیں ہے۔"

"میں اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہتا" رسکولنیکوف نے رزومیخن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "حالانکہ اس کو بھی مجھ سے توہین اور پریشانیوں کے سوائے کچھ بھی نہیں ملا۔"

"یہ سب کیا بک بک ہے! آج کیا تم جذباتی ہو رہے ہو؟"

اگر وہ زیادہ غور سے دیکھتا تو اس کو نظر آ گیا ہوتا کہ جذباتی ذہنی کیفیت تو سرے سے تھی ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس کوئی چیز تھی۔ لیکن اودوتیا رومانوونا نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ بڑے غور سے اور بے چینی کے ساتھ اپنے بھائی پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"اور ماما آپ کے بارے میں تو کچھ کہنے کی جرات ہی نہیں کر سکتا" اس نے اپنی بات یوں جاری رکھی جیسے صبح سے رٹا ہوا سبق دہرا رہا ہو "آج ہی میں کسی حد تک اس بات کا تصور کر سکا کہ کل آپ نے یہاں میری واپسی کے انتظار میں کس قدر اذیت برداشت کی ہو گی۔" یہ کہہ کر وہ اچانک چپ ہو گیا اور مسکراتے ہوئے اس نے بہن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن اس مسکراہٹ میں اس بار تصنع سے پاک سچا جذبہ تھا۔ دونیا نے فوراً ہی بڑھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا اور خوش اور شکرگزار ہو کر اسے بڑی محبت سے دبایا۔ کل کی کماسنی کے بعد وہ پہلی بار بہن کی طرف مخاطب ہوا تھا۔ بھائی اور بہن کے درمیان اس قطعی اور بغیر الفاظ کے صلح صفائی کو دیکھ کر ماں کا چہرہ خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا۔

رزومیخن نے جو ویسے ہی ساری چیزوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتا تھا اپنی کرسی پر زوروں میں گھوم کر دبی ہوئی آواز میں کہا "اسی کے لئے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں! اس میں ہیں ایسی حرکتیں!"

"اور یہ سب اس سے کتنی آسانی سے ہو جاتا ہے" ماں نے اپنے دل میں سوچا "اس میں کتنی شریفانہ تحریکیں ہیں اور کتنی سادگی اور نفاست سے اس نے بہن کے ساتھ کل والی ساری بیوقوفی کو ختم کر دیا' بس اتنے سے کہ ایسے لمحے میں ہاتھ بڑھا دیا اور اتنی اچھی نظروں سے دیکھا.... اور آنکھیں اس کی کتنی اچھی ہیں اور پوری صورت ہی کتنی اچھی ہے! اس کی صورت تو دونیچکا سے بھی اچھی ہے.... لیکن خدایا' اس کا سوٹ کیسا ہے اور کپڑے کتنے برے ہیں! افاناسی ایوانووچ کی دکان کا ہرکارہ واسیا بھی اس سے اچھے کپڑے پہنتا ہے!.... اور یوں ہوتا' یوں ہوتا کہ شاید میں تو لپک کر اس کے پاس جاتی' اسے گلے لگاتی اور.... رو پڑتی--- لیکن ڈرتی ہوں' ڈرتی ہوں.... کیسا ہو گیا ہے وہ.... میرے مالک!.... وہ تو محبت سے بات کرتا ہے تو بھی میں ڈرتی ہوں لیکن کس چیز سے ڈرتی ہوں؟...."

"ارے رودیا' تم کو یقین نہیں آتا" اچانک وہ اس کی باتوں کے جواب میں بول پڑیں "کل میرا اور دونیا کا کیا حال تھا.... کس قدر رنجیدہ! اب جب سب کچھ ختم ہو چکا ہے اور ہم سب پھر خوش ہیں--- تو بتانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ تم خود ہی سوچو کہ ہم بھاگے بھاگے یہاں آتے ہیں کہ تمہیں گلے لگائیں' تقریباً یہ سمجھو کہ ریل کے ڈبے سے نکل کر سیدھے' اور اس عورت نے--- ارے ہاں وہ تو یہیں ہے! کہو کیسی ہو نستاسیا!.... اس نے یکبارگی ہم سے کہا کہ وہ تو بہت تیز بخار میں پڑے تھے اور ابھی ابھی ڈاکٹر سے چھپ کر سرسامی حالت میں سڑک پر نکل گئے ہیں اور تمہیں ڈھونڈنے کے لئے لوگ گئے ہیں۔ تم کو یقین نہیں آئے گا کہ ہمارا کیا حال ہوا! مجھے فوراً یاد آ گیا کہ لیفٹیننٹ پوتانچیکوف کی موت کیسی المناک ہوئی تھی' وہ ہمارے ایک واقف کار تھے' تمہارے والد کے دوست--- وہ تمہیں یاد نہیں ہیں رودیا۔ وہ بھی شدید بخار میں اس طرح بھاگ گئے تھے اور صحن میں کنوئیں میں گر پڑے۔ دوسرے دن کہیں لوگ انہیں نکال پائے۔ اور ہم نے ظاہر ہے کہ چیزوں کو اور بڑھا چڑھا کر سوچا۔ ہم تو چاہتے تھے کہ پیوتر پتروویچ کو تلاش کرنے نکل پڑیں تاکہ ان کی مدد سے.... اس لئے کہ ہم تو اکیلے تھے' بالکل اکیلے"--- انہوں نے اپنی فریادی آواز کو کھینچا لیکن پھر بالکل اچانک ہی تان توڑ دی یہ یاد کر کے کہ پیوتر پتروویچ کی بات کرنا ابھی کافی خطرناک ہے باوجود اس کے کہ "پھر سے سب بالکل خوش ہیں۔"

"ہاں ہاں' ظاہر ہے کہ یہ سب بڑا پریشان کن تھا...." جواب میں رسکولنیکوف بدبدایا لیکن اتنی بیدلی اور تقریباً بے توجہی کے ساتھ کہ دونیا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا تھا" اس نے اپنی بات کوشش کر کے یاد کرتے ہوئے جاری رکھی "ماما آپ مہربانی کر کے اور دونیا تم بھی یہ نہ سوچنا کہ آج میں پہلے آپ کے پاس نہ آنا چاہتا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ آپ لوگ پہلے آئیں۔"

"ارے رودیا تم کیا کہہ رہے ہو!" پولخیریا الکساندروونا بھی حیران ہو کر چیخ اٹھیں۔

"کیا وہ ذمہ داری سمجھ کر ہمیں جواب دے رہے ہیں؟" دونیا نے سوچا "صلح صفائی کر رہے ہیں اور معافی مانگ رہے ہیں جیسے کوئی فرض پورا کر رہے ہوں یا سبق پکا کر رہے ہوں۔"

"میں ابھی ابھی جاگا ہوں اور جانا چاہتا تھا لیکن اپنے کپڑوں کی وجہ سے رکنا پڑا۔ کل میں ان سے کہنا بھول گیا تھا.... نستاسیا سے.... کہ خون کو دھو دیں.... تو بس ابھی ابھی کپڑے پہنے ہیں۔"

"خون؟ کیسا خون؟" پولخیریا الکساندروونا کو بڑی تشویش ہو گئی۔

"وہ ایسا ہے.... آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ خون اس طرح لگا کہ کل جب میں سرسامی حالت میں گھومتا پھر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی گاڑی کے نیچے آ کر کچل گیا ہے.... ایک سرکاری ملازم تھا...."

"سرسامی حالت میں؟ لیکن تمہیں تو سب کچھ یاد ہے" رزومیخن بیچ میں بول پڑا۔

"یہ سچ ہے" کچھ خاص طور سے فکرمند ہو کر رسکولنیکوف نے اس بات کا جواب دیا "یاد سب کچھ ہے' چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی' پھر بھی میں نے یہ کیوں کیا' وہاں کیوں گیا اور کیا بات کی؟ یہ میں اچھی طرح سمجھا نہیں سکتا۔"

"یہ بہت معروف صورت حال ہے" زوسیموف نے بات میں شریک ہوتے ہوئے کہا "کام کی انجام دہی

کبھی کبھی استادانہ، بہت ہی عیارانہ ہوتی ہے لیکن برتاؤ کا رخ اور برتاؤ کی ابتدا اکثر بڑھوتی ہے اور اس کا دارومدار مختلف مریضانہ تاثرات پر ہوتا ہے۔ یہ خواب سے ملتی جلتی چیز ہوتی ہے۔"

رسکولنیکوف نے سوچا "اور یہ شاید اچھا ہی ہے کہ یہ مجھے تقریباً پاگل سمجھتا ہے۔"

"لیکن ایسے ہی تو شاید تندرست لوگ بھی کرتے ہیں" دونیا نے زوسیموف کی طرف پریشان ہو کر دیکھتے ہوئے کہا۔

زوسیموف نے جواب دیا "کافی قابل یقین مشاہدہ ہے۔ اس مفہوم میں ہم سب اکثر پاگلوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بس ایک چھوٹا سا فرق ہوتا ہے کہ "مریض" ہم سے کچھ زیادہ پاگل ہوتے ہیں اس لئے کہ یہاں حد فاصل کھینچنی ضروری ہے۔ یہ سچ ہے کہ متوازن مزاج کا انسان تو تقریباً ہوتا ہی نہیں، دس ہزار بلکہ ہو سکتا ہے کئی لاکھ میں ایک آدمی ملتا ہے اور وہ بھی خاصا کمزور نمونہ ہوتا ہے....."

لفظ "پاگل" پر، جو زوسیموف کے منہ سے اپنے محبوب موضوع پر بات کرتے ہوئے نکل گیا تھا، سب کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ رسکولنیکوف بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی دھیان ہی نہ دے رہا ہو۔ وہ فکرمند لگ رہا تھا اور اس کے سفید ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ وہ کسی چیز کے بارے میں غور و فکر کرتا رہا۔

"ہاں تو اس آدمی کا کیا ہوا جو کچل گیا تھا؟ میں نے تمہاری بات کاٹ دی!" رزومیخن جلدی سے چیخا۔

"کیا؟" رسکولنیکوف نے یوں پوچھا جیسے جاگ پڑا ہو "ہاں..... تو جب میں نے اسے اس کے گھر لے جانے میں مدد کی تو خون میں لتھڑ گیا..... اب ذکر آ گیا ہے تو ماما میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے کل ایک ناقابل معافی حرکت کی۔ میں سچ مچ اپنے حواس میں نہیں تھا۔ کل میں نے وہ ساری رقم جو آپ نے مجھے بھیجی تھی، دے دی..... اس کی بیوی کو..... کفن دفن کے لئے۔ اب وہ بیوہ ہے، تپ دق میں مبتلا ہے، قابل رحم عورت ہے..... تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، بھوکے..... گھر میں کچھ بھی نہیں..... اور ایک اور لڑکی ہے..... ہو سکتا ہے آپ نے اگر دیکھا ہوتا تو خود ہی دے ڈالتیں..... لیکن میں یہ مانتا ہوں کہ مجھے اس کا کوئی حق نہیں تھا، خاص طور سے یہ جانتے ہوئے کہ آپ نے خود یہ رقم کیسے حاصل کی تھی۔ کسی کی مدد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کا حق تو ہو، ورنہ "تو اگر تم بدنصیب ہو تو مر جاؤ!" وہ ہنس پڑا۔ "کیوں ایسا ہی ہے نہ دونیا؟"

"نہیں ایسا نہیں ہے" دونیا نے زور دے کر جواب دیا۔

"ہونہہ، تم بھی آدرش لے کر چلی ہو!" وہ بدبدایا اور دونیا کو ایسی نظروں سے دیکھا جن میں تقریباً نفرت تھی اور مذاق اڑانے کے انداز میں مسکرانے لگا۔ "مجھے اس کا خیال کرنا چاہئے تھا..... لیکن کیا ہوا، تعریف کے قابل تو ہے۔ تمہارے لئے یہ بہتر ہے..... اور اگر ایسی حد تک پہنچ گئی ہو کہ اسے نہیں پار کر سکتیں تو دکھی ہو جاؤ گی، اور پار کر لو تو ہو سکتا ہے اور زیادہ دکھی ہو جاؤ..... لیکن یہ سب بیوقوفی ہے!" اس نے جھنجلا کر خود اپنی باتوں کی رو میں بہہ جانے پر چڑ کر کہا "میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ ماما میں آپ سے معافی مانگتا ہوں" اس نے یکبارگی اور تیزی سے بات ختم کر دی۔

"رودیا مجھے پوری طرح یقین ہے کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ بہت اچھا ہوتا ہے!" ماں نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ یقین مت رکھئے گا" اس نے مسکرانے کے انداز میں منہ بنا کر جواب دیا۔ خاموشی طاری ہو گئی۔ اس ساری بات چیت میں کچھ تناؤ تھا، خاموشی میں بھی، صلح صفائی میں بھی اور معافی میں بھی۔ اور سب لوگ اسے محسوس کر رہے تھے۔

"اور یہ تو ایسا ہے جیسے یہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہوں" رسکولنیکوف نے اپنے دل میں سوچا اور ذرا سا نظر اٹھا کر ماں اور بہن کو دیکھا۔ پولخیریا الکساندروونا سچ مچ جتنا زیادہ چپ رہیں اتنا ہی ان کی جھجک بڑھتی جا رہی تھی۔

رسکولنیکوف کو اچانک خیال ہوا "عدم موجودگی میں تو لگتا ہے کہ میں ان سے محبت کرتا تھا!"

اچانک پولخیریا الکساندروونا بول پڑیں "تمہیں پتہ ہے رودیا کہ مارفا پتروونا مر گئیں!"

"کون تھیں یہ مارفا پتروونا؟"

"اف میرے خدا، ارے مارفا پتروونا، سویدریگائلووا! میں تو ان کے بارے میں اتنی تفصیل سے تمہیں لکھ چکی ہوں۔"

"ہاں ہاں، یاد آ گیا..... تو مر گئیں؟ واقعی؟" اچانک وہ بالکل چوکنا ہو گیا جیسے سوتے سوتے جاگ اٹھا ہو "کیا سچ مچ مر گئیں؟ کس طرح؟"

"اب یہ سمجھ لو کہ بس چٹ پٹ!" پولخیریا الکساندروونا نے اس کے تجسس کی وجہ سے ہمت کر کے جلدی جلدی جواب دیا "اور ایسا ہوا کہ ٹھیک اسی وقت جب میں نے تمہیں خط بس بھیجا ہی تھا، بلکہ اسی دن، ذرا سوچ کہ یہ بھیانک شخص لگتا ہے، ان کی موت کا بھی سبب تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے انہیں بے انتہا پیٹا تھا!"

"کیا سچ مچ وہ لوگ اس طرح رہتے سہتے تھے؟" اس نے بہن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں، بلکہ اس کے برعکس۔ بیوی کے ساتھ تو ہمیشہ بہت متحمل رہے، بلکہ ان کا خیال بھی کرتے تھے۔ بہت سے واقعات میں تو وہ اپنی بیوی کے کردار کو بڑی چھوٹ دیتے رہے، پورے سات برس..... اچانک جیسے بے قابو ہو گئے۔"

"مطلب یہ کہ وہ اتنے برے بالکل نہیں ہیں، پورے سات سال انہوں نے برداشت کیا؟ تم دونیچکا لگتا ہے ان کی صفائی دے رہی ہو؟"

"نہیں نہیں، آدمی وہ بہت برے ہیں! ان سے بدتر کسی چیز کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی" دونیا نے تقریباً کانپتے ہوئے جواب دیا اور بھویں سکوڑ کر سوچ میں پڑ گئی۔

پولخیریا الکساندروونا نے جلدی جلدی اپنی بات پھر شروع کی "یہ ان کے ہاں صبح کو ہوا۔ اس کے بعد مارفا پتروونا نے فوراً گھوڑے جوتنے کا حکم دیا تاکہ کھانے کے بعد فوراً شہر جائیں اس لئے کہ جب کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا تھا تو وہ ہمیشہ شہر چلی جاتی تھیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ کھانا انہوں نے شوق سے اچھی طرح کھایا....."

"پٹنے جانے کے بعد؟"

"..... اور پھر ان کی ہمیشہ کی یہ..... عادت تھی، اور جیسے ہی انہوں نے کھانا ختم کیا ویسے ہی اس خیال سے کہ جانے میں دیر نہ ہو وہ فوراً نہانے چل دیں..... بات یہ ہے کہ وہ نہانے کے ذریعے کسی طرح کا علاج کر رہی تھیں۔ ان کے ہاں کوئی ٹھنڈا چشمہ ہے اور اس میں وہ روز باقاعدگی سے نہاتی تھیں، اور جیسے ہی وہ پانی میں گئیں ویسے ہی ان پر فالج گر پڑا!"

"ضرور یہی ہوا ہوگا!" زوسیموف نے کہا۔

"اور اس نے انہیں بہت سختی سے پیٹا تھا؟"

"ارے اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے" دونیا بول پڑی۔

"ہوں! لیکن ماما آپ کا ایسی لغو چیزوں کے بارے میں بتانے کا جی چاہتا ہے" اچانک رسکو لینکوف نے جھنجلا کر اور جیسے انتہائی مایوس ہو کر کہا۔

پولخیریا الکساندرووانا کی طرف سے آواز آئی "ارے میری جان' میں کب جانتی تھی کہ کس چیز کے بارے میں بات کروں۔"

"تو کیا آپ سب لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں کیا؟" اس نے بھونڈی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"یہ بالکل سچ ہے" دونیا نے بھائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تندی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ماما نے تو سیڑھیوں سے اوپر آتے ہوئے مارے ڈر کے صلیب کا نشان بھی اپنے اوپر بنایا۔"

رسکو لینکوف کا چہرہ مسخ ہو گیا جیسے اس پر تشنج طاری ہو گیا ہے۔

"ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے دونیا! رودیا تم ناراض مت ہونا' مجھے..... دونیا' کس لئے تم آخر!" پولخیریا الکساندرووانا بوکھلا کر بول پڑیں "میں تو سچ کہتی ہوں' یہاں آئی تو سارے راستے ریل کے ڈبے میں سوچتی آرزو کرتی رہی کہ ہم کیسے ملیں گے' کیسے ایک دوسرے کو ساری خبریں سنائیں گے..... اور میں اتنی خوش تھی کہ مجھے راستہ بالکل پتہ ہی نہ چلا! لیکن میں کہہ کیا رہی ہوں! میں تو اب بھی خوش ہوں..... دونیا تم بیکار کی باتیں کرتی ہو! میں تو اسی پر خوش ہوں کہ تمہیں دیکھ رہی ہوں رودیا....."

"اچھا اب بس ہوا ماما" وہ بوکھلا کر بدبدایا اور ماں کی طرف دیکھے بغیر ہی ان کا ہاتھ دبایا "باتیں کرنے کا وقت مل جائے گا!"

یہ کہہ کر وہ اچانک بوکھلا گیا اور اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ پھر ابھی تھوڑے ہی دنوں والا بھیانک احساس موت کی سی ٹھنڈک کے ساتھ اس کے دل پر طاری ہو گیا۔ اچانک پھر بالکل صاف اس کی سمجھ میں آ گیا کہ اس نے ابھی بالکل جھوٹ کہا تھا اور اب اسے نہ صرف یہ کہ باتیں کرنے کا وقت نہ ملے گا بلکہ یہ کہ اب پھر کبھی اور کسی سے بھی بات کرنے کا موقع اسے نہ ملے گا۔ اس اذیت ناک خیال کا تاثر اتنا شدید تھا کہ وہ ایک لمحے کے لئے خود کو بالکل بھول گیا' اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کسی کی طرف دیکھے بغیر کمرے سے باہر جانے لگا۔

"یہ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟" رزومیخن اس کا ہاتھ پکڑ کر چلایا۔

وہ پھر بیٹھ گیا اور چپ چاپ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ سب لوگ اسے حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔

"یہ آخر آپ لوگ اتنے بے کیف کیوں ہیں!" اچانک وہ بالکل ہی غیر متوقع طور پر چلایا "کچھ تو کہئے! آخر اس طرح بیٹھنے کا مطلب کیا ہے! ارے باتیں کیجئے! باتیں ہی کریں گے..... اکٹھے ہوئے اور چپ بیٹھے ہیں..... ارے' کچھ بھی!"

"شکر ہے خدا کا! اور میں سوچ رہی تھی کہ کہیں کچھ کل جیسی چیز پھر تو نہیں شروع ہو رہی ہے" پولخیریا الکساندرووانا نے صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

"رودیا' تمہیں کیا ہو رہا ہے؟" اودوتیا رومانوونا نے بے اعتمادی کے ساتھ پوچھا۔

"کچھ نہیں' بس ایک بات یاد آ گئی تھی" اس نے جواب دیا اور اچانک ہنسنے لگا۔

"خیر اگر کچھ یاد آ گیا تھا تو یہ اچھا ہے! ویسے تو میں بھی سوچنے لگا تھا....." زوسیموف صوفے سے اٹھتے ہوئے بدبدایا "لیکن اب مجھے چلنا چاہئے۔ میں پھر آؤں گا' شاید' اگر ہو سکا تو....."

اس نے سر جھکا کر تعظیم کی اور چلا گیا۔

"کتنا اچھا آدمی ہے!" پولخیریا الکساندرووانا نے کہا۔

"ہاں اچھا' شاندار' پڑھا لکھا' سمجھ دار....." اچانک رسکو لینکوف کچھ ایسی غیر متوقع تیزی سے اور کچھ اپنے جیالے پن سے بول اٹھا جو ابھی تک اس کے لئے غیر معمولی رہا تھا "مگر مجھے یاد نہیں کہ پہلے' بیماری سے پہلے' اس سے کہاں ملا تھا..... لگتا ہے کہ کہیں ملا تھا..... اور پھر یہ بھی اچھا آدمی ہے!" اس نے رزومیخن کی طرف اشارہ کیا "دونیا' تمہیں یہ پسند ہے؟" اس نے اچانک دونیا سے سوال کیا اور پتہ نہیں کیوں ہنسنے لگا۔

"بہت" دونیا نے جواب دیا۔

"تھو ہے' تم بھی کس قدر سور ہو!" رزومیخن نے بے حد بوکھلا کر اور سرخ ہوتے ہوئے کہا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ پولخیریا الکساندرووانا ہلکے سے مسکرائیں اور رسکو لینکوف نے زوروں کا قہقہہ لگایا۔

"ارے تم کہاں چلے؟"

"میں بھی جا رہا ہوں..... مجھے ضرورت ہے۔"

"تمہیں بالکل کوئی ضرورت نہیں ہے' ٹھہرو! زوسیموف چلا گیا تو اب تمہیں بھی ضرورت ہے۔ جانا مت..... اور بجا کیا ہے' بارہ بج گئے؟ دونیا تمہارے پاس گھڑی کتنی پیاری سی ہے! ارے آپ لوگ پھر چپ ہو گئے؟ بس ایک میں ہی باتیں کر رہا ہوں!....."

"یہ مارفا پتروونا کا تحفہ ہے" دونیا نے جواب دیا۔

"اور بڑی قیمتی ہے" پولخیریا الکساندرووانا نے اضافہ کیا۔

"اچھا! اور بڑی کتنی ہے' عورتوں کی گھڑی تو تقریباً ہے ہی نہیں۔"

"مجھے ایسی ہی پسند ہے" دونیا نے کہا۔

رزومیخن نے سوچا "مطلب یہ کہ منگیتر کا تحفہ نہیں ہے" اور پتہ نہیں کیوں خوش ہو گیا۔

رسکو لینکوف بولا "اور میں نے سوچا کہ لوژین کا تحفہ ہے۔"

"نہیں انہوں نے ابھی دونیچکا کو کوئی تحفہ نہیں دیا۔"

"اچھا! اور ماما آپ کو یاد ہے کہ مجھے محبت ہو گئی تھی اور میں شادی کرنا چاہتا تھا" اچانک اس نے ماں کی طرف دیکھا جو اس غیر متوقع موڑ اور لہجے سے سٹ پٹا گئی تھیں جس میں اس نے یہ بات کہی تھی۔

"ارے میری جان' ہاں!" پولخیریا الکساندرووانا نے دونیچکا اور رزومیخن کو اور ان لوگوں نے انہیں دیکھا۔

"ہاں! ہاں! اور میں آپ کو کیا بتاؤں؟ مجھے ٹھیک سے یاد بھی نہیں۔ وہ ایسی بیمار لڑکی تھی" اس نے اس طرح اپنی بات جاری رکھی جیسے پھر فکر مند ہو گیا ہو اور اس نے اپنی نگاہیں نیچی کر لی تھیں۔ "بالکل ہی اپاہج۔ اسے بھکاریوں کو خیرات دینا بہت اچھا لگتا تھا اور ہمیشہ خانقاہ کے خواب دیکھا کرتی تھی اور ایک بار تو جب مجھے اس کے بارے میں بتا رہی تھی تو رونے لگی۔ ہاں' ہاں..... یاد ہے..... بہت کچھ یاد ہے..... بہت بدصورت تھی..... سچ یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تب میں اس کی طرف کیوں مائل ہوا تھا۔ لگتا ہے اس لئے کہ ہمیشہ بیمار رہتی تھی..... اگر وہ لنگڑی یا کبڑی ہوتی تو شاید میں اور بھی زیادہ محبت کرتا....." وہ فکر مندانہ انداز میں مسکرانے لگا۔ "بس..... کچھ بہار کا سا جنون تھا....."

"نہیں یہ خالی بہار کا جنون نہیں تھا" دونیا نے دلی جوش کے ساتھ کہا۔

اس نے بہن کو غور سے اور ایک تناؤ کے ساتھ دیکھا لیکن اس کی بات صاف نہیں سنی بلکہ ایک لفظ بھی

اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر گہری سوچ میں ڈوبا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ' ماں کے پاس گیا ' انہیں پیار کیا اور واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"تم اب بھی اسی سے محبت کرتے ہو!" پولخیریا الکساندروونا نے متاثر ہو کر کہا۔

"اسے؟ اب؟ اچھا ' ہاں.... آپ اس کی بات کر رہی ہیں! نہیں ' اب تو یہ سب جیسے دوسری دنیا کی بات ہو.... اور اتنے دن ہو گئے۔ اور ارد گرد کی ہر چیز ایسی لگتی ہے جیسے یہاں نہ ہو رہی ہو...."

اس نے غور سے ان لوگوں کو دیکھا۔

"اب آپ ہیں.... جیسے ہزاروں ورست سے آپ کو دیکھ رہا ہوں.... اور شیطان ہی جانے آخر ہم اس کی بات کیوں کر رہے ہیں! اور اتنے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" اس نے جھنجلا کر اضافہ کیا اور چپ ہو گیا اور پھر سے اپنے ناخن کاٹنے اور کچھ سوچنے لگا۔

"رودیا تمہارا فلیٹ کتنا خراب ہے ' بالکل تابوت ہے" اچانک پولخیریا الکساندروونا نے طول پکڑتی ہوئی خاموشی کو توڑ کر کہا "مجھے یقین ہے کہ تم کو ایسا مالیخولیا آدھا تو اس فلیٹ کی وجہ سے ہے۔"

"فلیٹ؟...." اس نے گڑبڑا کر جواب دیا "ہاں فلیٹ کا بہت کچھ قصور ہے.... میں نے بھی اس کے بارے میں سوچا تھا.... لیکن اگر آپ کو پتہ ہوتا کہ آپ نے اس وقت کتنی عجیب بات کہہ دی ہے ماما" اچانک اس نے عجیب طریقے سے ہنستے ہوئے کہا۔

تھوڑی ہی دیر اور ہوتی تو یہ صحبت ' یہ قریبی عزیز ' تین سال کی جدائی کے بعد ' بات چیت کا یہ اپنے پن والا لہجہ جب کہ کسی بھی چیز کے بارے میں بات چیت کرنا ہی بالکل ناممکن تھا ' آخر کار اس کے لئے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہو جاتے۔ لیکن ایک ناقابل التوا معاملہ تھا جس کا ادھر یا ادھر آج ہی ضرور فیصلہ کرنا تھا —— یہ اس نے اسی وقت طے کر لیا تھا جب وہ جاگا تھا۔ اب وہ اس کام سے خوش تھا اس لئے کہ یہی نکلنے کا راستہ تھا۔

"تو بات یہ ہے دونیا" اس نے سنجیدگی اور روکھے پن سے شروع کیا "میں ظاہر ہے کہ کل کی بات کے لئے تم سے معافی مانگتا ہوں لیکن اس بات کو تمہیں پھر یاد دلانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے جو خاص بات کی تھی اس کو میں واپس نہیں لے رہا ہوں۔ میں یا لوژین۔ چلو میں کمینہ سہی ' لیکن تمہارے لئے تو ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ کوئی ایک تو رہے اگر تم لوژین سے شادی کرو گی تو میں فوراً تم کو اپنی بہن سمجھنا بند کر دوں گا۔"

"رودیا ' رودیا! یہ تو سب پھر بالکل وہی ہے جو کل تھا" پولخیریا الکساندروونا نے رنج کے ساتھ کہا "اور تم بار بار اپنے آپ کو کمینہ کیوں کہتے ہو ' میں یہ نہیں برداشت کر سکتی! اور کل بھی یہی...."

"بھائی" دونیا نے زور دے کر روکھے پن سے جواب دیا "اس سب میں غلطی تمہاری طرف سے ہے۔ میں نے رات کو اس کے بارے میں سوچا اور غلطی ڈھونڈلی۔ ساری بات یہ ہے کہ تم لگتا ہے یہ فرض کر رہے ہو کہ گویا میں کسی کو یا کسی کے لئے اپنی قربانی دے رہی ہوں۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ میں صرف اپنے لئے شادی کر رہی ہوں اس لئے کہ میرے لئے بھی بڑی مشکل ہے۔ اور اس کے بعد اگر میں اپنے سگوں کے لئے کار آمد بن سکی تو ظاہر ہے مجھے خوشی ہو گی لیکن میرے عزم میں یہ سب سے خاص مقصد نہیں ہے...."

"جھوٹ بولتی ہے" اس نے غصے میں ناخن کاٹتے ہوئے دل میں سوچا۔ "بڑا گھمنڈ ہے اپنے اوپر! یہ اعتراف نہیں کرنا چاہتی کہ نیکی اور بھلائی کرنا چاہتی ہے! اف یہ پست کردار! یہ محبت بھی اس طرح کرتے ہیں جیسے نفرت کر رہے ہوں.... اف میں.... کتنی نفرت کرتا ہوں ان سب سے!"

"مختصر یہ کہ میں پیوتر پیتروویچ سے شادی اس لئے کر رہی ہوں" دونیا نے اپنی بات جاری رکھی "کہ دو برائیوں میں سے میں کمتر کا انتخاب کر رہی ہوں۔ میں نے طے کر لیا ہے کہ میں دیانت داری سے وہ سب پورا کروں گی جس کی وہ مجھ سے توقع رکھتے ہیں ' مطلب یہ کہ میں ان کو دھوکا نہ دوں گی.... اب تم ایسے مسکرا کیوں رہے ہو؟"

دونیا کا رنگ بھی سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں غصہ جھلکنے لگا۔

"سب پورا کرو گی؟" رسکولنیکوف نے زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے پوچھا۔

"معروف و معلوم حد تک۔ اور خواستگاری کے دنوں میں ان کے انداز اور طریقے نے مجھے یہ دکھا دیا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خود کو شاید بہت زیادہ اہم سمجھتے ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ وہ مجھے بھی اہمیت دیتے ہیں۔۔۔ تم پھر ہنس کیوں رہے ہو آخر؟"

"اور تم پھر شرم سے گلابی کیوں ہوتی جا رہی ہو؟ بہن تم جھوٹ بول رہی ہو ' تم جان بوجھ کر جھوٹ بول رہی ہو ' محض تریا ہٹ میں تاکہ میرے سامنے اپنی بات پر قائم رہ سکو.... ہو ہی نہیں سکتا کہ تم لوژین کا احترام کرتی ہو۔ میں نے اسے دیکھا اور اس سے بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ خود کو زر کے لئے بیچ رہی ہو اور مطلب یہ کہ بہر صورت گھٹیا حرکت کر رہی ہو ' اور مجھے خوشی ہے کہ کم سے کم تم کو اب بھی شرمندگی تو ہو سکتی ہے!"

"یہ سچ نہیں ہے ' میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں!...." دونیا اپنا ضبط و تحمل کھو بیٹھی اور چلا پڑی "اگر مجھے اس بات کا یقین ' پورا یقین نہ ہوتا کہ میں خود ان کا احترام کر سکتی ہوں تو میں ان سے کبھی شادی نہ کرتی۔ خوش قسمتی سے اس کا یقین میں شاید آج ہی حاصل کر سکتی ہوں۔ اور اس طرح کی شادی کمینہ پن نہیں ہے جیسا کہ تم کہتے ہو! اور اگر تم سچ بھی کہتے ہوتے ' اگر میں نے درحقیقت کمینہ پن ہی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہوتا ——— تو بھی کیا مجھ سے اس طرح بات کرنا تمہاری طرف سے بے رحمی نہیں ہے؟ تم مجھ سے کیوں ایسی دلیری کا مطالبہ کرتے ہو جو شاید خود تم میں بھی نہیں ہے؟ یہ آمریت ہے ' یہ جبر ہے! اگر میں کسی کو برباد کر رہی ہوں تو خود اپنے ہی کو نا.... میں نے کسی کو قتل تو نہیں کیا!.... تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ تمہارا چہرہ کیوں اتنا پیلا پڑ گیا؟ رودیا کیا ہوا تم کو؟ رودیا ' میرے پیارے!...."

"اے میرے مالک! تم نے اس کو بے ہوش کر دیا!" پولخیریا الکساندروونا چیخ اٹھیں۔

"نہیں نہیں ' یہ کیا بیوقوفی ہے.... کوئی بات نہیں!.... بس ذرا سر چکرا گیا تھا۔ بے ہوشی بالکل نہیں.... آپ کو تو ہر وقت بے ہوشی ہی کی سوجھتی ہے!.... ہوں!.... تو میں کیا کہنا چاہتا تھا؟ ہاں ——— آج تم کس طرح سے یقین حاصل کرو گی کہ تم اس کا احترام کر سکتی ہو اور وہ.... تم کو اہم سمجھتا ہے ' یہی نہ ' جیسا کہ تم نے کہا؟ لگتا ہے تم نے کہا تھا کہ آج ہی؟ یا میں غلطی کر رہا ہوں؟"

"ماما ' بھائی کو پیوتر پیتروویچ کا خط دکھا دیجئے" دونیا نے کہا۔

پولخیریا الکساندروونا نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے خط اسے دے دیا۔ اس نے بڑے تجسس کے ساتھ لے لیا لیکن کھولنے سے پہلے اس نے اچانک کچھ حیرت کے ساتھ دونیا کی طرف دیکھا۔

"عجیب بات ہے" اس نے دھیرے سے کہا جیسے اس کے ذہن میں کوئی نیا خیال آ گیا ہو "میں اتنا ہنگامہ کس لئے کر رہا ہوں؟ کاہے کے لئے اتنی چیخ پکار؟ کر لو شادی جس سے بھی تمہارا جی چاہے!"

اس نے کہا تو ایسے جیسے خود سے باتیں کر رہا ہو لیکن اس نے اونچی آواز میں کہا اور ذرا دیر بہن کو جیسے

حیرت زدہ ہو کر دیکھتا رہا۔

آخر کار اس نے خط کھولا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک کسی طرح کی عجیب حیرانی کے آثار تھے۔ پھر اس نے خط کو دھیرے دھیرے اور دھیان سے پڑھنا شروع کیا اور دوبار پڑھا۔ پولخیریا الکساندروونا خاص طور سے بے چین تھیں' اور سبھی لوگ کسی خاص بات کے منتظر تھے۔

"مجھے بڑا تعجب ہے" اس نے کچھ دیر سوچنے اور خط ماں کو واپس دینے کے بعد لیکن کسی سے بھی خاص طور سے مخاطب ہوئے بغیر کہنا شروع کیا "کہ وہ معاملے مقدمے کرتا ہے' وکیل ہے' اور باتیں بھی وہ ایسی کرتا ہے.... بڑی ادا کے ساتھ.... لیکن لکھتا کتنا ان پڑھوں کی طرح ہے۔"

سب لوگ چونک پڑے۔ اس کی توقع تو کسی کو نہ تھی۔

"ارے یہ سبھی ایسے ہی لکھتے ہیں" رزومیخن یکبارگی بول پڑا۔

"کیا تم نے بھی پڑھا ہے؟"

"ہاں۔"

"ہم نے انہیں دکھایا تھا رودیا' ہم نے.... ابھی تھوڑی دیر پہلے مشورہ کیا تھا" پولخیریا الکساندروونا نے بوکھلا کر کہنا شروع کیا۔

"یہ بالکل عدالتی اسلوب ہے" رزومیخن نے کہا "عدالتی کاغذات آج تک یوں ہی لکھے جاتے ہیں۔"

"عدالتی؟ ہاں بالکل عدالتی' کاروباری.... نہ یہ کہ بالکل ان پڑھوں والی' اور نہ یہ کہ بہت ادبی۔۔۔ کاروباری!"

"پیوتر پتروویچ اس بات کو چھپاتے نہیں ہیں کہ انہوں نے سستی تعلیم پائی ہے' بلکہ اس بات پر انہیں ناز بھی ہے کہ انہوں نے اپنا راستہ خود بنایا ہے" اودوتیا رومانوونا نے بھائی کے نئے لہجے پر کچھ برا مان کر کہا۔

"تو پھر کیا' اگر اسے ناز ہے تو اس کی وجہ بھی ہے۔۔۔ میں اس کی تردید نہیں کرتا۔ تم لگتا ہے بہن برا مان گئیں کہ میں پورے خط میں اس معمولی سی بات کی طرف متوجہ ہوا' اور تم سوچتی ہو کہ میں جان بوجھ کر ایسی خرافات کے بارے میں باتیں کر رہا ہوں تاکہ تم کو چھیڑ دوں اور غصہ دلاؤں۔ اس کے برعکس اسلوب کے سلسلے میں میرے ذہن میں ایک خیال آیا جو موجودہ صورت میں کسی طرح بھی بیکار نہیں ہے۔ وہاں ایک فقرہ ہے' "آپ خود ہی قصوروار ہوں گی" جو بہت ہی معنی خیز اور واضح انداز میں درج کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ یہ دھمکی بھی ہے کہ اگر میں آؤں گا تو وہ فوراً ہی چلا جائے گا۔ یہ چلے جانے کی دھمکی بالکل اس بات کی دھمکی ہے کہ اگر تم لوگوں نے نافرمانی کی تو وہ تم دونوں کو چھوڑ دے گا اور چھوڑ دے گا اس وقت جب کہ پیٹرس برگ بلا چکا ہے۔ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ لوژین کے اس فقرے پر اسی طرح برا مانا جا سکتا ہے جیسے کہ تب مانا جاتا جب مثلاً انہوں نے" اس نے رزومیخن کی طرف اشارہ کیا "یا زوسیموف نے یا ہم میں سے کسی نے لکھا ہوتا؟"

"نا۔۔۔ نہیں" دونیا نے جوش کے ساتھ جواب دیا "میں بہت اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ یہ بہت ہی بھونڈا فقرہ ہے اور یہ کہ ہو سکتا ہے وہ تحریر کے استاد نہ ہوں.... یہ تم نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔ مجھے تو اس کی توقع نہیں تھی...."

"یہ عدالتی انداز میں لکھا گیا ہے اور عدالتی انداز میں کسی اور طرح لکھنا ناممکن ہے' اور ہو گیا بھونڈا' اس سے زیادہ جتنا کہ شاید وہ چاہتا تھا۔ بہرحال میرے لئے ضروری ہے کہ میں تمہاری خوش فہمی کو تھوڑا دور کر

دوں۔ اس خط میں ایک اور فقرہ ہے' میرے سلسلے میں ایک بہتان اور کافی چھچھورا بہتان۔ کل میں نے رقم بیوہ کو دی تھی جو دق زدہ اور بالکل کچلی ہوئی ہے' اور "تکفین و تدفین کا بہانہ بنا کر" نہیں بلکہ سیدھے تکفین و تدفین کے لئے' اور بیٹی کے۔۔۔ اس لڑکی کے ہاتھ میں نہیں جو' جیسا کہ اس نے لکھا ہے "بدنام چال چلن کی" ہے اور جسے میں نے کل پہلی بار دیکھا تھا بلکہ خود بیوہ کو۔ اس سب میں مجھے بدنام کرنے کی اور تم سے جھگڑا کروانے کی جلد بازانہ خواہش نظر آتی ہے۔ یہ بات بھی عدالتی زبان میں لکھی گئی ہے یعنی مقصد کے بہت ہی واضح اظہار اور بالکل ہی بھونڈی جلد بازی کے ساتھ۔ آدمی وہ سمجھدار ہے' لیکن سمجھداری کے ساتھ معاشرت کرنے کے لئے صرف سمجھ کافی نہیں ہوتی۔ ان سب چیزوں سے اس شخص کی ایک تصویر بنتی ہے.... اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ تم کو کچھ بہت اہمیت دیتا ہے۔ میں صرف تمہیں آگاہ کرنے کے لئے یہ بتا رہا ہوں اس لئے کہ خلوص کے ساتھ تمہاری بھلائی چاہتا ہوں...."

دونیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے اپنا فیصلہ اب سے کچھ دیر پہلے ہی کر لیا تھا اور اب اسے صرف شام کا انتظار تھا۔

"تو پھر رودیا تم نے کیا فیصلہ کیا؟" پولخیریا الکساندروونا نے پوچھا جو اس کی باتوں کے اچانک' نئے کاروباری لہجے کی وجہ سے پہلے سے بھی زیادہ بے چین تھیں۔

"یہ "فیصلہ کیا" کا کیا مطلب؟"

"ارے اب پیوتر پتروویچ تو لکھتے ہیں کہ تم کو آج شام کو ہمارے پاس نہیں ہونا چاہئے نہیں تو وہ چلے جائیں گے۔ تو پھر تم.... آؤ گے؟"

"یہ تو ظاہر ہے کہ میرے فیصلہ کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ آپ پیوتر پتروویچ کے اس طرح کے مطالبوں کا برا مانتی ہیں کہ نہیں' اور پھر دونیا کو کہ وہ بھی برا مانتی ہے یا نہیں۔ اور میں وہ کروں گا جو آپ کے نزدیک بہتر ہو" اس نے روکھے پن سے کہا۔

"دونیچکا تو فیصلہ کر چکی ہے اور مجھے اس کی بات سے بالکل اتفاق ہے" پولخیریا الکساندروونا نے جلدی سے اعلان کر دیا۔

دونیا نے کہا "رودیا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم سے درخواست کروں گی' تم سے پرزور درخواست کروں گی کہ تم اس ملاقات کے وقت ہمارے پاس ضرور رہو۔ آؤ گے؟"

"آؤں گا۔"

پھر دونیا نے رزومیخن سے مخاطب ہو کر کہا "میں آپ سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ ہمارے ہاں آٹھ بجے آئیے۔ ماما میں انہیں بھی مدعو کر رہی ہوں۔"

"بڑی اچھی بات ہے دونیچکا۔ تم لوگوں نے جیسا کہ فیصلہ کر لیا تھا" پولخیریا الکساندروونا نے جواب دیا "ویسا ہی ہونے دو۔ اور میرے لئے یہ سب سے آسان ہے۔ مجھے باتیں بنانا اور جھوٹ بولنا پسند نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ پوری سچائی سے بات کریں.... اب پیوتر پتروویچ غصہ ہوں یا نہ ہوں!"

4

اسی وقت دروازہ آہستہ سے کھلا اور کمرے میں جھجکتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک لڑکی داخل

ہوئی۔ سب لوگ تعجب اور تجسس کی ساتھ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ رسکولنیکوف نے پہلی نظر میں اسے نہیں پہچانا۔ یہ سونیا سیمیونوونا مارمیلادووا تھی۔ رسکولنیکوف نے اسے کل پہلی بار دیکھا تھا اور وہ بھی ایسے لمحے میں' ایسی حالت اور ایسے لباس میں دیکھا تھا کہ اس کے حافظے میں بالکل ہی مختلف صورت تھی۔ اب یہ ایک معمولی بلکہ خستہ حال کپڑے پہنے ہوئے لڑکی تھی' ابھی بالکل ہی نوخیز' بالکل بچی سی' جس کے انداز میں انکساری اور شائستگی تھی اور جس کا چہرہ بالکل صاف اور جیسے تھوڑا سہما ہوا سا تھا۔ وہ بہت ہی سادہ سی گھریلو فراک پہنے تھی' سر پر پہلے کے فیشن کی پرانی ٹوپی تھی۔ البتہ کل ہی کی طرح چھتری آج بھی ہاتھ میں تھی۔ غیر متوقع طور پر کمرے بھر لوگوں کو دیکھ کر وہ یہ نہیں کہ بوکھلا گئی بلکہ بالکل ہی سکتے میں آ گئی' چھوٹے سے بچے کی طرح شرما گئی اور واپس جانے کا ارادہ کرنے لگی۔

"ارے' آپ ہیں؟...." رسکولنیکوف نے غیر معمولی تعجب سے کہا اور اچانک خود بوکھلا گیا۔

اسے فوراً خیال ہوا کہ ماں اور بہن کو سرسری طور پر 'لوژین کے خط سے "بدنام" چال چلن کی کسی لڑکی کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے۔ ابھی ابھی اس نے لوژین کے بہتان کے خلاف احتجاج کیا تھا اور یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اس نے اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا" اور اچانک وہ خود ہی چلی آ رہی ہے۔ اسے یہ بھی یاد آیا کہ اس نے "بدنام چال چلن" کے فقرے پر کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔ یہ سب ایک لمحے میں اس کے ذہن میں پھر گیا لیکن لڑکی کی طرف ایک ٹک دیکھتے ہوئے اسے یکبارگی نظر آیا کہ اس توہین کردہ ہستی کی توہین اس حد تک کی جا چکی ہے کہ اچانک اسے ترس آ گیا۔ اور جب لڑکی نے ڈر کر بھاگ جانے کے لئے حرکت کی تو رسکولنیکوف کا کلیجہ دہل کر رہ گیا۔

اس نے نظروں ہی نظروں میں اسے روکتے ہوئے جلدی جلدی کہا۔ "میں آپ کے آنے کی بالکل توقع نہیں کر رہا تھا۔ مہربانی کر کے تشریف رکھئے۔ آپ شاید کاترینا ایوانوونا کے پاس سے آئی ہیں۔ نہیں یہاں نہیں' آپ ادھر تشریف رکھئے...."

سونیا کے آنے پر رزومیخن' جو رسکولنیکوف کی تین کرسیوں میں سے ایک پر دروازے کے پاس ہی بیٹھا تھا' اسے راستہ دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ رسکولنیکوف نے پہلے تو سونیا کو صوفے کے اس کونے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا جس پر زوسیموف بیٹھا تھا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ صوفہ تو اس کے لئے بستر کا کام دیتا تھا اور بہت ہی بے تکلفی اور قربت کی جگہ ہو گی' اس نے جلدی سے لڑکی کو رزومیخن والی کرسی دکھائی۔

"اور تم یہاں بیٹھو" اس نے رزومیخن کو اس کونے میں بٹھاتے ہوئے کہا جہاں پہلے زوسیموف بیٹھا تھا۔

سونیا بیٹھ گئی۔ ڈر کے مارے وہ تقریباً تھرتھرا رہی تھی۔ اس نے جھجک کر دونوں خواتین کو دیکھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ وہ ان خواتین کے پاس کیسے بیٹھ گئی۔ اس خیال سے وہ اتنا ڈر گئی کہ پھر کھڑی ہو گئی اور بالکل ہی بوکھلاہٹ میں رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئی۔

"میں.... میں.... بس منٹ بھر کو آئی ہوں' معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو پریشان کیا" اس نے رک رک کر کہا۔ "میں کاترینا ایوانوونا کے پاس سے آئی ہوں' اور کوئی تھا نہیں جسے وہ بھیجتیں.... اور کاترینا ایوانوونا نے مجھے حکم دیا ہے آپ سے التجا کرنے کا کہ کل آپ عبادت جنازہ میں آیئے' صبح کو.... عام عبادت کے وقت.... متروفانیئفسکی گرجا میں' اور بعد کو ہمارے ہاں.... ان کے ہاں.... کھانے کے لئے ان کی عزت افزائی ہو گی.... انہوں نے التجا کرنے کی درخواست کی ہے۔"

سونیا ہکلانے سی لگی اور چپ ہو گئی۔

"ضرور کوشش کروں گا.... ضرور" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔ وہ بھی کھڑا ہو گیا تھا' وہ بھی رک رک کر بولا اور چپ ہو گیا.... پھر اس نے اچانک کہا "لیکن آپ مہربانی کر کے بیٹھئے تو--- مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ مہربانی کر کے.... ہو سکتا ہے آپ جلدی میں ہوں.... لیکن اتنی عنایت کیجئے' مجھے دو منٹ کا وقت دیجئے...."

اور اس نے سونیا کے لئے کرسی آگے بڑھائی۔ سونیا پھر بیٹھ گئی اور پھر اس نے جھجکتے ہوئے' کھوئے کھوئے انداز میں جلدی سے دونوں خواتین پر ایک نظر ڈالی اور نگاہیں نیچی کر لیں۔

رسکولنیکوف کے سفید چہرے پر رنگ آ گیا' اسے ایسا لگا جیسے سارے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی اور اس کی آنکھیں دہکنے لگیں۔

"ماما" اس نے زور دے کر اور لہجے میں اصرار کے ساتھ کہا "یہ سونیا سیمیونوونا مارمیلادووا ہیں' انہیں بدنصیب مارمیلادوف صاحب کی بیٹی جو کل میری آنکھوں کے سامنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں آ گئے تھے اور جن کے بارے میں میں آپ کو بتا چکا ہوں...."

پولخیریا الکساندروونا نے سونیا کی طرف دیکھا اور اپنی آنکھیں ذرا سی بھینچ لیں۔ رودیا کی تاکیدی اور سرکشانہ نظروں کے سامنے اپنی ساری بوکھلاہٹ کے باوجود وہ خود کو یہ اطمینان حاصل کرنے سے کسی طرح نہ باز رکھ سکیں۔ دونیا نے بیچاری لڑکی کے چہرے کو سنجیدگی سے دیر تک گھورا اور اس طرح دیکھتی رہی جیسے کچھ سمجھ نہ پا رہی ہو۔ سونیا نے یہ تعارف سن کر اپنی نگاہیں پھر اٹھا لیں لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ گھبرا گئی۔

رسکولنیکوف جلدی اس سے مخاطب ہو گیا "میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کے ہاں آج کیسے بندوبست ہوا؟ آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی.... مثلاً پولیس سے؟"

"نہیں' سب ہو گیا.... آخر یہ تو صاف ظاہر ہے کہ موت کا سبب کیا تھا' کوئی پریشان نہیں کیا' بس کرایہ دار خفا ہو رہے ہیں۔"

"کس بات پر؟"

"اس بات پر کہ میت اتنی دیر سے پڑی ہے.... آخر آج کل گرمی ہے' بو.... تو پھر آج شام کو قبرستان لے جائیں گے اور کل تک عبادت گاہ میں رکھیں گے۔ پہلے تو کاترینا ایوانوونا نہیں چاہتی تھیں لیکن اب وہ خود ہی دیکھ رہی ہیں کہ گھر میں رکھنا ناممکن ہے...."

"تو آج ہی؟"

"انہوں نے آپ سے التجا کی ہے کہ ہماری بڑی عزت افزائی ہو گی اگر آپ عبادت جنازہ کے لئے گرجے میں کل آئیں' اور اس کے بعد ان کے ہاں' حاضری میں۔"

"تو وہ حاضری کا بندوبست کر رہی ہیں؟"

"ہاں' کچھ یوں ہی بس چکھنے کے لئے۔ انہوں نے آپ کا بہت شکریہ ادا کرنے کی درخواست کی ہے کہ کل آپ نے ہماری مدد کی.... آپ کے بغیر تو کفن دفن کے لئے کچھ ہوتا ہی نہیں" اور اس کے ہونٹ اور ٹھوڑی پھڑکنے لگے لیکن اس نے ہونٹ بھینچ لئے' ضبط کیا اور پھر نگاہیں نیچی کر لیں۔

بات چیت کے دوران میں رسکولنیکوف اسے ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔ اس لڑکی کا چھوٹا سا چہرہ بہت ہی دبلا اور بالکل پیلا تھا' کافی بے ڈول' کافی نوکیلا اور تیکھا سا' نوکیلی ناک اور ویسی ہی ٹھوڑی۔ اس کو خوبصورت کہنا تو

ناممکن تھا لیکن اس کی نیلی آنکھیں بہت ہی روشن تھیں اور جب وہ دمک اٹھتی تھیں تو اس کے چہرے سے ایسی نیکی اور سادہ دلی کا اظہار ہوتا تھا کہ آدمی غیر ارادی طور پر اس کی طرف کشش محسوس کرتا تھا۔ اس کے چہرے پر بلکہ اس کی پوری قامت میں اس کے علاوہ ایک کرداری خصوصیت تھی۔۔۔اپنے اٹھارہ سال کے باوجود وہ بالکل بچی لگتی تھی' بالکل ننھی سی اور اس سے اس کی بعض حرکات و سکنات کبھی کبھی مضحکہ خیز بھی لگتی تھیں۔

"لیکن کیا کاتریا ایوانوونا اتنے معمولی سے ذرائع سے حاضری کا بندوبست بھی کر لیں گی؟...."

رسکولنیکوف نے بات چیت کو جاری رکھنے کی کوشش میں پوچھا۔

"تابوت تو سادہ سا ہو گا.... اور سبھی سادہ ہو گا' تو یہ کہ مہنگا نہ ہو گا.... ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اور کاتریا ایوانوونا نے سب حساب لگایا تھا تو حاضری کی لئے کچھ بچ رہتا ہے.... اور کاتریا ایوانوونا بہت چاہتی ہیں کہ ایسا ہو.... اب یہ تو ناممکن ہے کہ.... ان کو تسلی ہو جائے گی.... وہ ہیں ہی ایسی' آپ تو جانتے ہی ہیں...."

"ہاں میں سمجھتا ہوں' ظاہر ہے سمجھتا ہوں.... یہ آپ میرے کمرے کو کیا دیکھ رہی ہیں؟! ابھی ابھی ماما بھی کہہ رہی تھیں کہ تابوت کی طرح لگتا ہے۔"

"آپ نے سب کچھ تو کل ہمیں دے ڈالا!" جواب میں سونیا اچانک خاصی اونچی اور تیز سرگوشی میں بول اٹھی۔ اور یکبارگی پھر اس نے اپنی نظریں زمین پر گڑو لیں۔ اس کے ہونٹ اور ٹھوڑی پھر پھڑکنے لگے۔ رسکولنیکوف کی مفلسی کی حالت کا احساس اسے دیر سے تھا اور اب یہ الفاظ اس کے منہ سے اپنے آپ ہی نکل گئے۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ دونیا کی آنکھیں کچھ روشن سی ہو گئیں اور پولخیریا الکساندرروونا نے تو سونیا کو شفقت آمیز نظروں سے دیکھا۔

انہوں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "رودیا تو پھر ظاہر ہے کہ ہم لوگ ساتھ ہی کھانا کھائیں گے۔ چلو دونیچکا چلیں اب.... اور تم بھی رودیا تھوڑا ٹہل آؤ تو اچھا رہے گا' پھر آرام کرنا' لیٹنا اور وہاں جلدی ہی آ جانا.... مجھے اندیشہ ہے کہ ہم لوگوں نے تم کو تھکا ڈالا...."

"ہاں ہاں' آ جاؤں گا" اس نے کھڑے ہو کر بے چینی کے ساتھ کہا "لیکن مجھے ذرا کام ہے...."

"بھلا آپ لوگ الگ کھانا کھائیں گے؟" رزومیخن نے حیرت کے ساتھ رسکولنیکوف کو دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا "تمہارا مطلب کیا ہے؟"

"ہاں ہاں' آؤں گا' ظاہر ہے' ظاہر ہے.... اور تم ذرا ٹھہر جاؤ۔ ماما آپ کو ابھی ان کی ضرورت تو نہیں ہے نہ؟ یا میں انہیں آپ سے چھین رہا ہوں؟"

"ارے نہیں نہیں اور آپ دمیتری پرد کو فیچ کھانے کے لئے آ جائیے گا' مہربانی کر کے ضرور؟"

"مہربانی کر کے ضرور آئیے گا" دونیا نے گزارش کی۔

رزومیخن نے سر جھکا کر تعظیم کی اور اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے سب جیسے اچانک گھبرا سے گئے۔

"الوداع رودیا' میرا مطلب ہے پھر ملیں گے' مجھے "الوداع" کہنا بالکل اچھا نہیں لگتا۔ الوداع نستاسیا.... اُفوہ' پھر "الوداع" کہہ گئی!...."

پولخیریا الکساندرروونا تو چاہتی تھیں کہ سونیا کو بھی تعظیم کریں لیکن کچھ بن نہیں پڑا اور جلدی سے وہ کمرے سے نکل گئیں۔

لیکن اودوتیا رومانوونا جیسے اپنی باری آنے کا انتظار کر رہی تھی ماں کے پیچھے پیچھے جب وہ سونیا کے پاس سے گزری تو اس نے بڑی توجہ اور اخلاق کے ساتھ تعظیم کی۔ سونیا گھبرا گئی اور اس نے بھی جلدی سے ڈرتے ڈرتے انداز میں تعظیم کی اور اس کے چہرے پر کچھ مریضانہ سا احساس نمودار ہو گیا جیسے اودوتیا رومانوونا کی توجہ اور اخلاق اس کے لئے درد اور اذیت کا باعث بن گئے ہوں۔

"دونیا' الوداع!" رسکولنیکوف نے راہداری میں آ کر پکار کے کہا "اپنا ہاتھ تو دو!"

"ارے میں دے تو چکی ہوں' بھول گئے؟" دونیا نے اس کی طرف شفقت سے گڑبڑا کر مڑتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا' ایک بار پھر سہی!"

اور اس نے دونیا کی انگلیوں کو زور سے دبایا۔ دونیا مسکرائی۔ گلابی ہو گئی اور جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر ماں کی طرف لپک گئی پتہ نہیں کیوں بہت خوش ہو کر۔

"تو یہ ہوئی شاندار بات!" رسکولنیکوف نے اپنے کمرے میں واپس آ کر اور خوش ہو کر سونیا کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا "جو مر گئے ہیں ان کو خدا چین دے اور جو زندہ ہیں انہیں ابھی اور جینا ہے! ہے نا؟ ہے نا؟ ایسا ہی ہے نا؟"

سونیا نے تعجب کے ساتھ اس کے اچانک دمک اٹھنے والے چہرے کو دیکھا۔ وہ ذرا دیر چپ رہا اور ایک ٹک سونیا کو دیکھتا رہا۔ اس کے بارے میں اس کے مرحوم باپ کی ساری باتیں اس ایک لمحے میں رسکولنیکوف کو یاد آ گئیں....

"اف میرے خدا!" پولخیریا الکساندرروونا نے سیڑھیوں سے نکلتے ہی فوراً کہا "دونیا' اب میں خود ہی خوش ہوں کہ وہاں سے ہم نکل آئے۔ کچھ ذرا جی سنبھلا۔ کل شام کو' ریل کے ڈبے میں' میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ اس پر بھی خوش ہوؤں گی!"

"میں آپ سے پھر کہتی ہوں ماما کہ وہ بہت بیمار ہیں کیا آپ یہ نہیں دیکھ رہی ہیں؟ ہو سکتا ہے ہم لوگوں کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہو گئے ہوں۔ متحمل ہونے کی ضرورت ہے اور بہت کچھ بہت کچھ معاف کیا جا سکتا ہے۔"

"مگر تم تو کوئی ایسی متحمل نہ تھیں!" پولخیریا الکساندرروونا نے اسے گرم ہو کر اور رشک کے ساتھ کاٹ دیا۔ "معلوم ہے تمہیں دونیا میں نے تم دونوں کو دیکھا' تم ہو بہو اس کی تصویر ہو اور شکل صورت میں اتنا نہیں جتنا دل سے۔ تم دونوں کو ماليخوليا ہے' دونوں اداس اور غصہ ور ہو' دونوں کو برتری کا احساس ہے اور دونوں کا دل بڑا ہے.... اب یہ تو نہیں ہو سکتا دونیچکا کہ وہ انا پرست ہو؟ کیوں؟.... اور جیسے ہی خیال آتا ہے کہ آج ہمارے ہاں شام کو کیا ہو گا تو ویسے ہی میرا دل ڈوبنے لگتا ہے!"

"ماما آپ پریشان نہ ہوں' جو ہونا ضروری ہے وہ ہو گا ہی۔"

"دونیچکا تم ذرا سوچو کہ ہم اس وقت کس حالت میں ہیں؟! اگر پیوتر پترووچ نے انکار کر دیا تو کیا ہو گا؟" بیچاری پولخیریا الکساندرروونا بے احتیاطی میں کہہ گئیں۔

"تو اس کے بعد ان کی وقعت کیا رہ جائے گی!" دونیا نے تیکھے پن اور حقارت سے کہا۔

"ہم نے یہ اچھا کیا کہ اس وقت چلے آئے" پولخیریا الکساندروونا نے جلدی سے کہا "وہ کہیں کام سے جانے کی جلدی میں ہے' اچھا ہے چلا جائے' ذرا کھلی ہوا میں سانس لے گا.... اس کے ہاں تو غضب کی گھٹن ہے.... اور یہاں ہوا کہاں ہے جو آدمی سانس لے؟ یہاں سڑک پر بھی ایسا ہو رہا ہے جیسے بے روشن دان کا کمرہ ہو۔ اف میرے مالک' کیا شہر ہے یہ بھی! ٹھہر جاؤ' ایک طرف ہو جاؤ' دب جاؤ گی' کچھ لایا جا رہا ہے شاید! یہ تو نور تے پیانو لا رہے ہیں یہ لوگ' اف کیسے ٹھیل ڈھکیل رہے ہیں.... اس لڑکی سے بھی میں بہت ڈر رہی ہوں...."

"کونسی لڑکی ماما؟"

"ارے یہی سونیا سیمیونوونا' جو ابھی ابھی آئی تھی...."

"تو کیا ہوا؟"

"دونیا مجھے ایسا اندیشہ ہو رہا ہے۔ اب تم یقین کرو یا نہ کرو' جیسے وہ اندر داخل ہوئی ویسے ہی مجھے خیال ہوا کہ یہ بیٹھی ہوئی ہے اصل جڑ ساری چیزوں کی...."

"کوئی نہیں بیٹھی ہوئی ہے!" دونیا جھلا کر چیخ پڑی۔ "اور آپ کا اندیشہ بھی خوب ہے ماما! ابھی کل تو وہ اس سے ملے ہیں اور آج جب وہ آئی تو اسے پہچان بھی نہیں پائے۔"

"خیر تم دیکھ لینا!.... میں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں' دیکھ لینا تم' دیکھ لینا! اور میں تو اتنی ڈر گئی۔ دیکھے جا رہی تھی مجھے' دیکھے جا رہی تھی' آنکھیں ایسی ہیں کہ میں کرسی پر مشکل سے سنبھل پائی جب یاد ہے تمہیں اس نے تعارف کرانا شروع کیا؟ اور مجھے بڑا عجیب لگا کہ پیوتر پترووچ تو اس کے بارے میں یہ لکھ رہے ہیں اور روویا ہم سے اس کا تعارف کرا رہا ہے' اور تم سے بھی! مطلب یہ کہ اسے بہت ہی عزیز ہوگی!"

"لکھنے کو تو لوگ کیا کیا نہیں لکھتے! ہمارے بارے میں بھی باتیں کی گئیں اور لکھا بھی گیا' بھول گئیں کیا آپ؟ اور مجھے یقین ہے کہ وہ.... بہت اچھی ہے اور یہ سب ---- لغویات ہیں!"

"خدا کرے ایسا ہی ہو!"

"اور پیوتر پترووچ نکمے بہتان تراش ہیں" اچانک دونیا بولی۔

پولخیریا الکساندروونا نے چپ سادھ لی۔ بات چیت ختم ہو گئی۔

رسکولنیکوف نے رزومیخن کو کھڑکی کے پاس لے جاتے ہوئے کہا "میں بتاؤں' مجھے تم سے کیا کام ہے...."

"تو میں کاترینا ایوانوونا سے کہہ دوں گی کہ آپ آئیں گے...." سونیا نے جلدی سے کہا اور جانے کے لئے اٹھنے لگی۔

"میں ابھی آیا سونیا سیمیونوونا' کوئی رازکی بات نہیں ہے' آپ بالکل مخل نہیں ہو رہی ہیں.... مجھے ابھی آپ سے کچھ باتیں اور کرنی ہیں...." اور بات پوری کئے بغیر اچانک وہ رزومیخن سے مخاطب ہو گیا "تو یہ ہے کہ تم شاید جانتے ہو اسے.... کیا نام ہے اس کا!.... پورفیری پترووچ کو؟"

"کیوں نہیں! رشتہ دار ہے۔ تو کیا کام ہے؟" اس نے تجسس کے ایک ابال کے ساتھ کہا۔

"اب شاید آج کل وہ اس معاملے.... اس قتل والے معاملے کو.... کل ہی تو تم اس کی بات کر رہے تھے.... چلا رہا ہے نہ؟"

"ہاں.... تو پھر؟"

"اس نے مال گرو رکھ کر قرض لینے والوں کو بلایا ہے۔ وہاں میری چیزیں بھی گروی ہیں' ایسی ہی معمولی چیزیں ---- بہن کی ایک انگوٹھی ہے جو اس نے مجھے نشانی کے طور پر دی تھی جب میں یہاں آ رہا تھا تب اور میرے والد کی چاندی کی گھڑی ہے۔ سب پانچ چھ روبل کی ہوں گی لیکن مجھے نشانی کے طور پر عزیز ہیں۔ تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میں نہیں چاہتا کہ یہ چیزیں گم ہو جائیں' خاص طور سے گھڑی۔ میں تو ابھی پریشان تھا جب ہم لوگ دو نیچکا کی گھڑی کی باتیں کر رہے تھے کہ کہیں ماں اسے ایک نظر دیکھنے کے لئے مانگ نہ بیٹھیں۔ یہ والد کی واحد چیز ہے جو اب تک بچ رہی ہے! اگر وہ کھو گئی تو ماما بیمار ہو جائیں گی! عورتیں! تو اب بتاؤ' کیا کیا جائے! جانتا ہوں کہ پولیس کے دفتر میں درخواست دینی ہو گی۔ لیکن کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ سیدھے پورفیری کو دی جائے' ایں؟ تمہارا کیا خیال ہے؟ جلدی کرنے کی ضرورت ہے۔ دیکھ لینا ماما کھانے سے پہلے ہی پوچھ بیٹھیں گی!"

"پولیس کے دفتر میں ہرگز نہیں بلکہ سیدھے پورفیری کے پاس!" رزومیخن کسی غیر معمولی ہیجان کے ساتھ چیخ پڑا۔ "اور مجھے بڑی خوشی ہے! تو چلو ابھی' وہاں چلتے ہیں' غالباً ابھی وہ مل جائے گا!"

"ہاں تو.... چلو چلیں...."

"اور وہ تم سے مل کر بہت' بہت بہت' بہت خوش ہو گا! میں نے اس سے تمہارے بارے میں بہت باتیں کی ہیں' مختلف وقتوں میں.... اور کل بھی بات کی۔ چلو!.... تو تم اس بڑھیا کو جانتے تھے؟ اچھا اچھا!.... یہ سب تو بہت ہی خوب ہوتا جا رہا ہے!.... ارے ہاں.... سونیا ایوانوونا...."

"سونیا سیمیونوونا" رسکولنیکوف نے اسے درست کیا۔ "سونیا سیمیونوونا' یہ میرا دوست ہے رزومیخن اور بہت اچھا آدمی ہے...."

"ابھی اگر آپ کو جانا ہے...." سونیا نے رزومیخن کی طرف بالکل نہ دیکھتے ہوئے اور اس کی وجہ سے اور بھی گھبرا کر کہنا شروع کیا۔

"تو ساتھ ہی چلتے ہیں!" رسکولنیکوف نے طے کر دیا۔ "میں آپ کے پاس آج ہی آؤں گا سونیا سیمیونوونا' مجھے بس یہ بتا دیجئے کہاں رہتی ہیں آپ؟"

یہ نہیں کہ وہ گھبرا رہا تھا بلکہ یہ کہ جلدی میں تھا اور سونیا سے آنکھیں چرا رہا تھا۔ سونیا نے اپنا پتہ بتایا اور اس میں اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ سب لوگ ایک ساتھ باہر نکلے۔

"تم کیا تالا نہیں بند کرتے؟" رزومیخن نے اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیوں پر آتے ہوئے پوچھا۔

"کبھی نہیں!.... بہرحال دو سال سے تالا خریدنا چاہتا ہوں" اس نے لاپروائی سے کہا۔ "خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے پاس تالا لگانے کو کچھ ہے ہی نہیں' ہے نہ؟" اس نے مسکراتے ہوئے سونیا سے کہا۔

باہر آ کر وہ پھاٹک میں کھڑے ہو گئے۔

"آپ دائیں کو جائیں گی سونیا سیمیونوونا؟ اچھا یہ بتائیے کہ آپ نے مجھے ڈھونڈ کیسے لیا؟" اس نے اس طرح پوچھا جیسے وہ کہنا کچھ اور ہی چاہتا ہو۔ اس کا بہت جی چاہتا تھا کہ سونیا کی پرسکون' روشن آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے لیکن ایسا کیا نہیں گیا۔

"ارے آپ ہی نے تو کل پولینکا کو پتہ بتایا تھا۔"

"پولینکا؟ ارے ہاں.... پولینکا وہ چھوٹی بچی.... وہ آپ کی بہن ہے؟ تو اس کو میں نے پتہ بتایا تھا؟"

"کیا پانچ بھول گئے آپ؟"

"نہیں.... یاد ہے...."

"میں نے آپ کے بارے میں پہلے اپنے مرحوم والد سے سنا تھا.... لیکن تب مجھے آپ کا نام معلوم نہیں تھا' انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا.... اور آج آئی.... اور کل چونکہ آپ کا نام معلوم ہو گیا تھا.... اس لئے میں نے پوچھ لیا کہ یہاں رسکولنیکوف صاحب کہاں رہتے ہیں؟.... اور میں نہیں جانتی تھی کہ آپ بھی کرایے کے کمرے میں رہتے ہیں.... اچھا الوداع.... میں کاترینا ایوانوونا کو...."

وہ بے حد خوش تھی کہ آخر کار الگ چلی آئی۔ وہ نیچے دیکھتے ہوئے تیز تیز چلی جا رہی تھی کہ ان لوگوں کی آنکھ سے جلد او جھل ہو جائے' کہ کسی طرح جلدی سے بیس قدم طے کر کے دائیں کو گلی میں مڑ جائے اور آخر کار بالکل اکیلی رہ جائے اور وہاں تیز تیز چلتے ہوئے' کسی کو دیکھے بغیر' کسی چیز کی طرف دھیان دیے بغیر سوچے' یاد کرے' ہر لفظ جو کہا گیا تھا اس کا' ہر موقع و محل کا تصور کرے۔ اسے اس طرح کا احساس پہلے کبھی نہیں ہوا تھا' کبھی نہیں۔ اس کے دل میں ایک پوری نئی دنیا سما گئی تھی جو ٹھیک سے نظر نہیں آ رہی تھی اور دھندلی دھندلی تھی۔ اچانک اسے یاد آیا کہ رسکولنیکوف تو خود اس کے ہاں آنا چاہتا تھا' ہو سکتا ہے صبح ہی کو' ہو سکتا ہے ابھی!

"بس آج نہیں' براہ مہربانی آج نہیں!" وہ ڈوبتے دل کے ساتھ بدبدائی جیسے کسی سے منت کر رہی ہو' جیسے کوئی بچہ ڈر کر سہم گیا ہو۔ "اے میرے مالک! میرے پاس.... اس کمرے میں.... وہ دیکھ لیں گے.... اے میرے مالک!"

اور ظاہر ہے کہ اس وقت وہ اس طرف دھیان ہی نہ دے سکی کہ ایک صاحب جو اس کے لئے بالکل انجان تھے' اس پر بڑی توجہ سے نظریں جمائے ہوئے تھے اور بالکل اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے جب وہ پھاٹک سے نکلی تھی۔ اس وقت جب وہ تینوں۔ یعنی رزومیخن' رسکولنیکوف اور وہ' دو باتیں کرنے کے لئے فٹ پاتھ پر ٹھہر گئے تھے تو یہ صاحب ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اتفاق سے سونیا کے یہ الفاظ سن کر کہ "میں نے پوچھ لیا کہ یہاں رسکولنیکوف صاحب کہاں رہتے ہیں؟" اچانک جیسے ٹھٹک گئے۔ انہوں نے جلدی سے لیکن بڑے غور سے تینوں کو اور خاص طور سے رسکولنیکوف کو دیکھا جس سے سونیا مخاطب تھی اور پھر اس مکان کو دیکھ کر ذہن نشین کر لیا۔ یہ سب ایک لمحے میں ہو گیا' چلتے چلتے میں اور راہ گیر یہ کوشش کر کے کہ اس کے چہرے سے بھی کچھ نہ ظاہر ہونے پائے آگے نکل گیا۔ اس نے اپنے قدم سست کر لئے جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ وہ سونیا کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ان لوگوں نے سونیا کو رخصت کیا اور اب وہ کہیں اپنے گھر جانے والی ہے۔

"تو اپنے گھر کہاں؟ میں نے یہ صورت کہیں دیکھی ہے" وہ سونیا کے چہرے کو یاد کر کے سوچ رہا تھا "معلوم کرنا چاہیے۔"

موڑ تک پہنچ کر وہ سڑک کے دوسری طرف چلا گیا اور مڑ کر اس نے دیکھا کہ سونیا اس کے پیچھے ہی آ رہی ہے' اسی راستے پر' اور اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ موڑ تک پہنچ کر وہ بھی اسی سڑک پر مڑ آئی۔ وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا' سامنے والے فٹ پاتھ پر' اس پر سے نظریں ہٹائے بغیر۔ کوئی پچاس قدم چل کر وہ پھر اس طرف کو آ گیا جس طرف سونیا چل رہی تھی' اس کے قریب پہنچ گیا اور اس سے کوئی پانچ قدم کا فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

یہ آدمی کوئی پچاس سال کا تھا' درمیانہ سے نکلتا ہوا قد' چوڑے اور جھکے ہوئے کندھے جن کی وجہ سے وہ یوں لگتا تھا جیسے کچھ جھکا ہوا ہو۔ وہ خوش وضع اور آرام دہ کپڑے پہنے ہوئے تھا اور بھاری بھرکم صاحب لگ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی خوبصورت چھڑی تھی جس سے وہ ہر قدم پر فٹ پاتھ پر ٹھک ٹھک کرتا جا رہا تھا' اور اس کے ہاتھوں میں صاف ستھرے دستانے تھے۔ چوڑا' چکلا چہرہ اس کا کافی وجیہ تھا اور چہرے کی رنگت میں تازگی تھی' وہ پیٹرس برگ کا نہیں تھا۔ اس کے بال ابھی تک بہت گھنے اور بالکل ہلکے سنہرے رنگ کے تھے جن میں ذرا ذرا سفیدی ضرور آ چلی تھی اور چوڑی داڑھی جو پھاوڑے کی طرح لٹک رہی تھی' سر کے بالوں سے بھی ہلکے رنگ کی تھی۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور سرد مہری سے یک ٹک اور فکر مندانہ انداز میں دیکھتی تھیں' ہونٹ سرخ تھے۔ عام طور سے یہ اچھی کاٹھی کا آدمی تھا اور دیکھنے میں اپنی عمر سے کہیں کم لگتا تھا۔

جب سونیا نہر کے کنارے پر پہنچی تو فٹ پاتھ پر بس وہی دونوں تھے۔ سونیا کو غور سے دیکھتے ہوئے اس شخص نے اس کی فکر مندی اور کھوئے کھوئے پن کو بھانپ لیا۔ اپنے مکان تک پہنچ کر سونیا پھاٹک میں مڑ گئی۔ وہ بھی کچھ حیران ہو کر سونیا کے پیچھے ہی پیچھے آیا۔ صحن میں آ کر وہ دائیں کو چلی جہاں کونے میں اس کے فلیٹ کی سیڑھیاں تھیں۔ "واہ!" انجان شخص نے دبی زبان سے کہا اور اس کے پیچھے پیچھے زینے چڑھنے لگا۔ تب کہیں سونیا نے اس کی طرف دھیان دیا۔ وہ تیسری منزل پر آئی' راہداری میں مڑی اور اس نے نویں نمبر کی گھنٹی بجائی جس کے دروازے پر کھریا مٹی سے لکھا ہوا تھا "کاپیرناؤموف' درزی۔" "خوب!" انجان شخص نے اس عجیب حسن اتفاق پر حیران ہو کر کہا اور پاس ہی آٹھویں نمبر کی گھنٹی بجائی۔ دونوں دروازے ایک دوسرے سے کوئی چھ گز کے فاصلے پر رہے ہوں گے۔

"آپ کاپیرناؤموف کے ہاں رہتی ہیں!" اس نے سونیا کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "انہوں نے کل میری ایک واسکٹ الٹی تھی۔ اور میں یہاں ہوں' آپ کے پاس ہی' مادام ریسلیخ گرتروداکارلوونا کے ہاں۔ کیسا اتفاق ہے!"

سونیا نے اس کو غور سے دیکھا۔

"پڑوسی ہوئے" اس نے کچھ خاص طور سے خوش ہو کر بات جاری رکھی۔ "میں تو بس تیسرا ہی دن ہے کہ شہر میں ہوں۔ اچھا تو ملیں گے۔"

سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا دروازہ کھلا اور وہ چپکے سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پتہ نہیں کیوں وہ شرمائی اور پس و پیش میں پڑ گئی....

پورفیری کے پاس جاتے ہوئے راستے میں رزومیخن خاص طور سے ہیجانی حالت میں تھا۔

"بھائی یہ بڑی شاندار بات ہے" اس نے کئی بار یہ کہا "اور میں خوش ہوں' میں خوش ہوں!"

"آخر کس بات پر تم خوش ہو؟" رسکولنیکوف نے اپنے دل میں سوچا۔

"میں تو جانتا ہی نہ تھا کہ تم نے بھی بڑھیا کے ہاں چیزیں گروی رکھی تھیں۔ اور.... اور.... بہت دن ہوئے اس بات کو؟ یعنی تم بہت دن ہوئے گئے تھے اس کے ہاں؟"

"کس قدر بھولا بیوقوف ہے یہ بھی!"

"کب؟" رسکولنیکوف رک کر یاد کرنے لگا "اس کی موت سے تین دن پہلے شاید میں اس کے ہاں گیا

تھا۔ لیکن میں ابھی ان چیزوں کو چھڑانے کے لئے نہیں جا رہا ہوں" اس نے چیزوں کے بارے میں کچھ جلد بازی اور خاص فکرمندی کے ساتھ کہا" اس لئے کہ میرے پاس تو پھر اس وقت بس چاندی کا ایک روبل ہے.... کل کی اس لعنتی سرسامی حالت کے بعد!...."

اس نے خاص طور سے زور دے کر سرسامی حالت کا اعتراف کیا تھا۔

"ہاں ہاں' ہاں ہاں" جلدی سے لیکن پتہ نہیں کس بات سے رزومیخن نے اتفاق کیا" اچھا تو اس لئے تب تم.... ایک حد تک پریشان تھے.... معلوم ہے تمہیں' سرسامی حالت میں تم کچھ انگوٹھیوں اور زنجیروں کو بار بار یاد کر رہے تھے!.... ہاں ہاں' ہاں.... سمجھ میں آگیا' اب سب سمجھ میں آگیا۔"

"لو اب دیکھو! آخر یہ خیال تو ان لوگوں میں پھیلا ہو گا اب یہ شخص ہے جو میری خاطر سولی پر چڑھ جائے گا' لیکن بہت خوش ہے کہ سب بالکل سمجھ میں آگیا کہ میں نے انگوٹھیوں اور زنجیروں کو کیوں یاد کیا تھا! آخر ان سب کو تو پکا ہی یقین ہو گیا ہو گا!...."

اس نے اونچی آواز میں پوچھا" لیکن اب وہ مل جائے گا کہ نہیں؟"

"مل جائے گا' مل جائے گا" جلدی سے رزومیخن نے کہا۔ "بھائی یہ بڑا ہی شاندار آدمی ہے' تم خود ہی دیکھ لینا! ذرا بھونڈا ہے یعنی آدمی تو وہ شائستہ ہے مگر میں دوسری معنوں میں بھونڈا کہہ رہا ہوں۔ سمجھ دار نوجوان ہے' سمجھ دار بلکہ بیوقوف بالکل نہیں ہے' بس یہ کہ خیالات کا انداز ذرا خاص قسم کا ہے.... کسی پر اعتبار نہیں کرتا' شکی مزاج کا' کلبیت پسند ہے.... لوگوں پر رعب جمانا اسے بہت اچھا لگتا ہے' یعنی رعب جمانا نہیں بلکہ انہیں بیوقوف بنانا.... اور پرانے مادی طور طریقے استعمال کرتا ہے.... لیکن اپنا کام جانتا ہے' خوب جانتا ہے.... پچھلے سال اس نے اسی طرح کے قتل کے ایک معاملے کی تفتیش کی جس میں تقریباً سارے سراغ گم ہو چکے تھے! تم سے ملنا تو بہت' بہت' بہت چاہتا ہے!"

"لیکن اتنا زیادہ آخر کس بنا پر؟"

"یعنی اس لئے نہیں کہ.... بات یہ ہے کہ پچھلے دنوں' جب تم بیمار تھے تو میں نے اکثر تمہارا ذکر کیا.... تو اس نے سنا.... اور جب اسے معلوم ہوا کہ تم قانون پڑھ رہے تھے اور تعلیم پوری نہیں کر پائے حالات کی وجہ سے.... تو اس نے کہا "کس قدر افسوس کی بات ہے!" تو میں نے یہ نتیجہ نکالا.... یعنی ان سب چیزوں سے ملا کر' صرف اسی سے نہیں۔ کل زمیتوف.... دیکھو رودیا' کل جب ہم گھر جا رہے تھے تو میں شراب کے نشے میں تم سے جانے کیا کیا بک گیا.... تو بھائی میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں تم اس کو بڑھا چڑھا کر نہ دیکھو' بات یہ ہے کہ...."

"کیا؟ کہ مجھے پاگل سمجھتے ہیں؟ ہاں' ہو سکتا ہے سچ ہی ہو۔"

وہ تناؤ بھری ہنسی ہنسا۔

"ہاں.... ہاں.... یعنی تھو' نہیں!.... تو جو کچھ بھی میں نے کہا (اور کچھ دوسری باتیں بھی کہی تھیں) وہ سب بیہودگی کی بات تھی اور نشے کی وجہ سے۔"

"آخر تم معافی کس چیز کی مانگ رہے ہو؟ میں اس سب سے کس قدر عاجز آگیا ہوں!" رسکولنیکوف حد سے زیادہ جھنجھلاہٹ کے ساتھ چیخ پڑا۔ لیکن ایک حد تک اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔

"جانتا ہوں' جانتا ہوں' سمجھتا ہوں۔ تم یقین رکھو کہ میں سمجھتا ہوں۔ شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے بھی...."

"اگر شرم آتی ہے تو مت کہو!"

دونوں چپ ہو گئے۔ رزومیخن حد سے زیادہ خوش تھا اور رسکولنیکوف اس بات کو کراہت کے ساتھ محسوس کر رہا تھا۔ اس کے لئے وہ بھی تشویش ناک تھا جو رزومیخن نے ابھی ابھی پورفیری کے بارے میں کہا تھا۔

"اس کو بھی لازارس کی بدنصیبی کا گیت سنانا پڑے گا" اس نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سوچا اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا" اور بڑے قدرتی انداز میں گانا پڑے گا۔ سب سے قدرتی بات تو یہ ہو گی کہ کچھ گایا ہی نہ جائے۔ کوشش کر کے کچھ نہ گایا جائے! نہیں کوشش کی گئی تو پھر غیر قدرتی ہو جائے گا.... اچھا تو وہاں کیا صورت ہوتی ہے.... دیکھیں گے.... ابھی.... یہ اچھا ہے یا نہیں کہ میں جا رہا ہوں؟ تتلی خود ہی اڑ کر جال میں چلی آ رہی ہے۔ دل دھڑک رہا ہے اور یہ اچھی بات نہیں ہے!...."

"اس سرمئی مکان میں" رزومیخن نے کہا۔

"سب سے اہم بات یہ ہے کہ پورفیری یہ جانتا ہے یا نہیں جانتا کہ کل میں اس بڑھیا کے فلیٹ میں گیا تھا.... اور میں نے خون کے بارے میں پوچھا تھا؟ اس کا پتہ ایک لمحے میں لگا لینا چاہئے' پہلے ہی قدم پر' جیسے ہی داخل ہوں ویسے ہی چہرے سے پتہ لگانا ہے۔ ن---نہیں ت---تو.... پتہ لگاؤں گا چاہے تباہ ہو جاؤں!"

"اور پتہ ہے تمہیں" اچانک وہ رزومیخن سے مخاطب ہوا' عیارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے "بھائی میں نے آج دیکھا کہ تم صبح ہی سے کسی غیر معمولی ہیجان میں مبتلا ہو؟ سچ ہے نہ؟"

"کس ہیجان میں؟ میں بالکل کسی ہیجان میں نہیں ہوں" رزومیخن کو اس کی بات چبھ گئی۔

نہیں بھائی' صاف دکھائی دے رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو کرسی پر یوں بیٹھے تھے جیسے کبھی نہیں بیٹھتے بالکل سرے پر' اور سارے وقت تم پر تشنج سا طاری تھا۔ بار بار اٹھ جاتے تھے۔ کبھی غصے میں ہوتے اور کبھی کسی بات پر تمہارا منہ بالکل مٹھائی جیسا ہو جاتا۔ بلکہ گلابی بھی ہو گئے' خاص طور سے جب تم کو کھانے کے لئے مدعو کیا گیا تب تو تمہارا چہرہ بے حد سرخ ہو گیا۔"

"مجھے کچھ بھی نہیں ہوا' بک رہے ہو!.... تم کس لئے یہ کہہ رہے ہو؟"

"اس لئے کہ تم اسکولی بچے کی طرح بت بنے بیٹھے رہے ہو! تھو' لعنت ہے' پھر اس کا چہرہ سرخ ہو گیا!"

"مگر تم بھی کس قدر سور ہو!"

"ارے تو رومیو تم بوکھلا کس لئے رہے ہو! اچھا ٹھہرو آج میں ایک جگہ اس کا حال سناؤں گا' ہا' ہا' او' دیکھنا ماما کو کیسا ہنساتا ہوں.... اور کسی کو بھی...."

"سنو' سن لو' اچھی طرح سن لو' آخر یہ سنجیدہ بات ہے' آخر یہ.... اور پھر اس کے بعد کیا ہو گا' شیطان!" رزومیخن قطعی طور پر بدحواس ہو گیا تھا' اسے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔ "تم کس چیز کا حال انہیں سناؤ گے؟ میں بھائی.... تھو' کیسے تم سور ہو!"

"بالکل بہار کے گلاب کی رنگت ہو رہی ہے! اور تمہیں یہ کتنی بھلی لگتی ہے' کاش تمہیں معلوم ہوتا۔ چھ ہاتھ کا رومیو! اور ہاں آج تم نے کیسے ہاتھ منہ دھویا ہے' ناخن تک صاف کئے ہیں' ایں؟ یہ کب کی بات ہے؟ ارے' قسم خدا کی' تم نے تو شاید سر میں پومیڈ بھی لگایا ہے! ذرا جھکنا تو!"

"سور!!!"

رسکولنیکوف اس طرح ہنسا کہ لگ رہا تھا اب وہ اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح قہقہوں کی گونج

جب وہ پورفیری پیتروویچ کے فلیٹ میں داخل ہوئے۔ رسکولنیکوف کو اسی کی ضرورت تھی۔۔۔۔ کمروں میں سنائی دے جائے کہ وہ لوگ ہنستے ہوئے داخل ہوئے اور راہداری میں بھی ہنس رہے ہیں۔

"یہاں ایک لفظ بھی نہ نکالنا' نہیں تو میں تمہاری۔۔۔ کھوپڑی توڑ دوں گا!" رزومیخن نے رسکولنیکوف کے کندھے پکڑ کر غصے میں آہستہ سے کہا۔

5

رسکولنیکوف کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اپنی پوری قوت سے ضبط کئے ہوئے ہے کہ کہیں پھر سے زوروں میں قہقہے نہ لگانے لگے۔ اس کے پیچھے شکست خوردہ اور غضبناک صورت بنائے' پیونی کے پھول کی طرح سرخ' لمڑھینگ اور اٹ پٹا رزومیخن آ رہا تھا۔ اس وقت اس کا چہرہ بلکہ سارا وجود مضحکہ خیز تھا اور رسکولنیکوف کی ہنسی حق بجانب لگ رہی تھی۔ رسکولنیکوف نے' جس کا ابھی تک تعارف بھی نہ کرایا گیا تھا' بیچ کمرے میں کھڑے اور ان لوگوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے صاحب خانہ کو سر جھکا کر تعظیم کی' اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا' ہاتھ ملایا اور چہرے سے ایسا لگ رہا تھا کہ غیر معمولی کوشش کر کے وہ اپنی خوش مزاجی کو ضبط کئے ہوئے ہے تاکہ اپنے تعارف میں کم سے کم دو تین لفظ تو کہہ سکے۔ لیکن اس نے سنجیدہ صورت بنانے اور کچھ بدبدانے میں کامیابی حاصل کی ہی تھی کہ اچانک جیسے غیر ارادی طور پر اس کی نظر پھر رزومیخن پر پڑ گئی اور پھر وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا۔ اس کا ضبط کیا ہوا قہقہہ اتنے ہی زوروں میں بلند ہوا جتنی اس نے دبائے رکھنے کی کوشش کی تھی۔ رزومیخن نے اس "اندر سے اٹھنے والی" خوش مزاجی کو جس غیر معمولی غیظ و غضب سے دیکھا اس نے اس منظر میں انتہائی خلوص کا اور سب سے بڑھ کر قدرتی انداز پیدا کر دیا۔ رزومیخن نے جیسے جان بوجھ کر اس کام میں اور مدد کی۔

"تھو ہے' شیطان!" وہ ہاتھ جھٹک کر چلایا جو فوراً ہی ایک چھوٹی سی گول میز سے ٹکرا گیا جس پر چائے کا خالی گلاس رکھا تھا۔ سب کچھ الٹ گیا اور بکھر گیا۔

"صاحبان کرسیاں توڑنے کی کیا ضرورت ہے' خزانچی کا نقصان ہو جائے گا!" پورفیری پیتروویچ نے خوش دلی سے کہا۔

منظر کی تفصیل یہ ہے کہ رسکولنیکوف ہنسے جا رہا تھا اور یہ بھول ہی گیا تھا کہ وہ صاحب خانہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے لیکن اس کو حد کا اندازہ تھا اور وہ اس لمحے کا انتظار کر رہا تھا جب اسے جلدی اور قدرتی طور پر ختم کیا جا سکے۔ رزومیخن میز کے گرنے اور گلاس کے ٹوٹنے سے بالکل ہی بوکھلا کر کرچوں کو اداس نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے "تھو" کہا اور کھڑکی کی طرف مڑ گیا جہاں وہ ناظرین کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیوریوں پر بل پڑے ہوئے تھے۔ وہ کھڑکی سے باہر تک رہا تھا لیکن دیکھ کچھ نہیں رہا تھا۔ پورفیری پیتروویچ ہنسنے لگے اور ہنسنا چاہتے تھے لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سمجھنا چاہتے تھے کہ قصہ کیا ہے۔ کونے میں کرسی پر زمیوتوف بیٹھا ہوا تھا جو نوواردوں کے آنے پر کھڑا ہو گیا تھا اور مسکراتا ہوا توقع میں کھڑا تھا لیکن پورے منظر کو تحیر سے بلکہ کچھ بے یقینی سے اور رسکولنیکوف کو تو ایک حد تک گھبراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ زمیوتوف کی غیر متوقع موجودگی رسکولنیکوف کو ناگوار گزری۔

"اس کے بارے میں ذرا غور کرنا پڑے گا!" اس نے دل میں سوچا۔

"معاف کیجئے گا" اس نے کوشش کر کے بوکھلاہٹ ظاہر کرتے ہوئے کہا "میں رسکولنیکوف ہوں۔"

"آیئے' آیئے' بڑی خوشی ہوئی اور بڑا اچھا کیا آپ نے جو یوں چلے آئے۔۔۔ اور انہیں کیا ہوا' یہ صاحب سلامت بھی نہیں کرنا چاہتے؟" پورفیری پیتروویچ نے رزومیخن کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"قسم خدا کی' میں کچھ نہیں جانتا' معلوم نہیں کیوں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں نے راستے میں ان سے صرف اتنا ہی کہا کہ وہ رومیو کی طرح لگ رہے ہیں اور۔۔۔ اور ثابت کیا کہ کیسے' بس اور تو لگتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔"

"سور!" رزومیخن نے ادھر منہ کئے بغیر ہی زور سے کہا۔

پورفیری ہنس پڑے "مطلب یہ کہ کوئی بہت ہی سنجیدہ وجہ ہو گی جو بس ایک لفظ پر اس قدر خفا ہو گئے۔"

"ارے تم! تفتیش کار وکیل!۔۔۔ لعنت ہے تم سب پر!" رزومیخن نے غصے سے کہا اور اچانک خود ہنسنے لگا۔ اور پھر زیادہ خوشگوار چہرے کے ساتھ' جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو' وہ پورفیری پیتروویچ کے پاس آیا۔

"اچھا بس بہت ہوا! سب بیوقوف ہیں۔ اب کام کی بات کرتے ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں رودیون رومانووچ رسکولنیکوف' پہلی بات تو یہ کہ انہوں نے تمہارے بارے میں سنا ہے اور تم سے متعارف ہونے کے خواہش مند تھے اور دوسری یہ کہ تم سے انہیں ایک معمولی سا کام ہے۔ ارے' زمیوتوف! تم یہاں کس سلسلے میں؟ کیا تم لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ ملاقات کب ہوئی تھی؟"

"اس کے کیا معنی ہوئے؟" رسکولنیکوف نے تشویش کے ساتھ سوچا۔

زمیوتوف کچھ گھبرا سا گیا لیکن زیادہ نہیں۔

"کل تمہارے ہی ہاں تو تعارف ہوا تھا" اس نے بڑی بے تکلفی سے کہا۔

"مطلب یہ کہ خدا نے رحمت سے بچا لیا۔۔۔ پورفیری پچھلے ہفتے اس نے بڑی شدت سے کہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح تم سے متعارف کرا دوں لیکن تم دونوں نے میرے بغیر ہی ایک دوسرے کو سونگھ سا نکال لیا۔۔۔ تمہارا تمباکو کہاں ہے؟"

پورفیری پیتروویچ گھریلو لباس میں' ڈریسنگ گاؤن اور بالکل صاف قمیص اور چپٹی سلیپریں پہنے ہوئے تھے۔ وہ کوئی پینتیس سال کے' دبتے ہوئے قد' بھرے بلکہ گدبد جسم کے تھے' داڑھی مونچھیں صاف منڈی ہوئی تھیں اور لمبی قلمیں بھی نہ تھیں' بال چھوٹے کٹے ہوئے تھے اور بڑا سا گول سر گدی پر کچھ زیادہ ہی نمایاں طور پر گول نظر آ رہا تھا۔ بھرا بھرا' گول اور کچھ چپٹی سی ناک والا چہرہ بیماروں کی طرح گہری پیلی سی رنگت کا لیکن خاصا زندہ دل بلکہ کچھ مذاق اڑانے کے سے انداز والا تھا۔ اگر آنکھوں کا تاثر گڑبڑ نہ کرتا تو یہ چہرہ نیک دلی کا اظہار بھی کر سکتا تھا لیکن آنکھوں میں ایک سیال چمکیلی سی چمک تھی اور ان پر پڑی ہوئی تقریباً سفید پلکیں برابر جھپکتی رہتی تھیں جیسے کسی کو اشارہ کر رہی ہوں۔ ان آنکھوں کی نگاہ پوری شخصیت کے ساتھ بالکل ہی میل نہ کھاتی تھی' جس میں کچھ زنانہ پن سا تھا لیکن یہ نگاہ اس میں کوئی بہت ہی سنجیدہ بات پیدا کر دیتی تھی جس کی پہلی نظر میں توقع بھی نہ کی جا سکتی تھی۔

پورفیری پیتروویچ نے جیسے ہی سنا کہ ملاقاتی کو ان سے کوئی "معمولی سا کام" ہے ویسے ہی اس سے صوفے پر بیٹھنے کو کہا' خود دوسرے سرے پر بیٹھ گئے اور ملاقاتی کی طرف دیکھنے لگے اس توقع میں کہ وہ اپنا کام بتائے' ایسی شدید اور اتنی زیادہ سنجیدہ توجہ کے ساتھ' جو شروع ہی سے تکلیف دہ اور گڑبڑا دینے والی ہوتی ہے' خاص طور

سے ناواقف شخص کے لئے اور خاص طور سے اگر آدمی جو کچھ کہنے والا ہو وہ اس کی اپنی رائے میں اس غیر معمولی طور پر اہم اور اسے دکھائی جانے والی توجہ سے کسی طرح مناسبت ہی نہ رکھتا ہو۔ لیکن رسکولنیکوف نے مختصر اور مربوط الفاظ میں صفائی اور صحت کے ساتھ اپنے کام کی وضاحت کی اور خود بھی مطمئن ہو گیا اور اس نے پورفیری کو کافی اچھی طرح دیکھ بھی لیا۔ پورفیری پترووچ نے بھی اس پر سے ایک بار بھی نظریں نہ ہٹائی تھیں۔ رزومیخن اسی میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بڑی توجہ اور بے صبری سے کام کی تفصیل بتاتے سن رہا تھا اور بار بار کبھی ان میں سے ایک کو دیکھتا اور کبھی دوسرے کو' جو کہ ذرا سلیقے کے خلاف بھی تھا۔

"بیوقوف!" رسکولنیکوف نے دل ہی دل میں سوچا۔

"تو آپ کو پولیس کو اطلاع دینی چاہئے" پورفیری نے بالکل کاروباری انداز میں جواب دیا "اس بارے میں کہ اس واردات کی یعنی کہ اس قتل کی خبر سن کر آپ تفتیش کار وکیل کو جن کے سپرد یہ معاملہ کیا گیا ہے' اپنی طرف سے اطلاع دیتے ہیں کہ فلاں فلاں چیزیں آپ کی گرو رکھی ہوئی ہیں اور آپ انہیں چھڑانا چاہتے ہیں.... یا اور کچھ.... لیکن وہ لوگ آپ کو لکھیں گے۔"

"یہی تو بات ہے کہ میں' اس وقت" رسکولنیکوف نے جہاں تک ہو سکا زیادہ بوکھلاہٹ ظاہر کرنے کی کوشش کی "میرے پاس کچھ بھی رقم نہیں ہے.... اور میں اتنی ذرا سی رقم بھی.... دیکھئے نہ میں تو اس وقت صرف مطلع کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں میری ہیں اور جب رقم ہو گی تب...."

"وہ ایک ہی بات ہے" پورفیری پترووچ نے مالی حالت کے بارے میں وضاحت کو سرد مہری سے سنتے ہوئے جواب دیا "اور آپ اگر چاہیں تو مجھے براہ راست بھی لکھ سکتے ہیں' اسی مضمون کے مطابق کہ فلاں فلاں بات کی خبر سن کر اور اپنی فلاں فلاں چیز کے بارے میں مطلع کرتے ہوئے میں درخواست کرتا ہوں...."

"یہ سادے کاغذ پر لکھنا ہے؟" رسکولنیکوف نے جلدی سے بات کاٹ دی اس لئے کہ وہ معاملے کے مالی پہلو کے بارے میں پھر فکرمند ہو گیا تھا۔

"ارے بالکل ہی سادے کاغذ پر!" اور پورفیری پترووچ نے کچھ صریحی مذاق اڑانے کے سے انداز میں اس کو دیکھا' اپنی آنکھیں بھینچ لیں اور جیسے اسے آنکھ ماری۔ لیکن ہو سکتا ہے ایسا بس رسکولنیکوف کو لگا ہو اس لئے کہ یہ بس ایک لمحے ہی بھر کی بات تھی۔ کم سے کم اس طرح کی کوئی بات تھی تو۔ رسکولنیکوف تو قسم کھا کر کہہ سکتا تھا کہ پورفیری نے اسے آنکھ ماری تھی' شیطان ہی جانے کیوں۔

"جانتا ہے!" اس کے ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوند گیا۔

"میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو اتنی ذرا سی بات کے لئے پریشان کیا" اس نے کچھ گھبرا کر اپنی بات جاری رکھی "میری چیزیں تو کل پانچ روبل کی ہیں لیکن مجھے وہ خاص طور سے عزیز ہیں' نشانی کے طور پر' ان لوگوں کی جن سے یہ مجھے ملی ہیں' اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں بہت ڈر گیا...."

"تبھی تو تم کل اس قدر بھڑک اٹھے تھے جب میں زوسیموف کے ساتھ باتیں کر رہا تھا کہ پورفیری ان لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں جن کا مال گرو رکھا ہوا تھا!" رزومیخن نے صریحی دانستہ طور پر بیچ میں اضافہ کیا۔

اب وہ ناقابل برداشت ہو چکا تھا۔ رسکولنیکوف سے نہیں ضبط کیا گیا اور اس نے اپنی غصے سے دہکتی ہوئی کالی کالی آنکھوں سے اسے دیکھا لیکن پھر فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

وہ ہوشیاری سے جھلاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے رزومیخن سے مخاطب ہوا: "تم بھائی' لگتا ہے دل ہی دل میں مجھ پر ہنس رہے ہو؟ میں مانتا ہوں کہ ہو سکتا ہے تمہاری نظروں میں میں ان معمولی چیزوں کے سلسلے میں بہت زیادہ فکرمند ہو رہا ہوں لیکن اس بنا پر مجھے خود پسند یا حریص ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا' اور ہو سکتا ہے میری نظر میں یہ دو گھٹیا سی چھوٹی چھوٹی چیزیں بالکل ہی خرافات نہ ہوں۔ میں تم سے ابھی ابھی کہہ چکا ہوں کہ یہ چاندی کی گھڑی' جو قیمت کے اعتبار سے کوڑیوں کی ہے' واحد چیز ہے جو والد کے بعد بچ رہی ہے۔ ہنسو تو ضرور مجھ پر لیکن میری ماں آ گئی ہیں" --- وہ پورفیری سے مخاطب ہو گیا --- "اور اگر انہیں پتہ چل گیا" --- اور وہ اپنی آواز کو بھرانے کی کوشش کرتے ہوئے پھر جلدی سے رزومیخن کی طرف مڑ گیا "کہ یہ گھڑی گم ہو گئی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا تو برا حال ہو جائے گا! عورتیں!"

"نہیں ہرگز نہیں! میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا! میں تو بالکل ہی کچھ اور کہہ رہا تھا!" رزومیخن نے رنجیدہ ہو کر کہا۔

رسکولنیکوف نے دل ہی دل میں کانپتے ہوئے سوچا "ٹھیک تھا یہ؟ قدرتی معلوم ہو رہا تھا؟ ضرورت سے زیادہ تو نہیں بڑھا چڑھا دیا؟ اور یہ کیوں جوڑ دیا "عورتیں"؟"

"تو آپ کی والدہ آئی ہیں؟" پتہ نہیں کیوں پورفیری پترووچ نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"کب آئیں؟"

"کل شام کو۔"

پورفیری چپ ہو گئے' جیسے سوچ رہے ہوں۔

"آپ کی چیزیں تو کسی بھی حالت میں گم نہیں ہو سکتی تھیں" اس نے سرد مہری اور سکون کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی۔ "میں تو کافی دنوں سے یہاں آپ کے آنے کی توقع کر رہا تھا۔"

اور جیسے یہ کوئی خاص بات ہی نہ تھی اس طرح انہوں نے بڑے دھیان سے رزومیخن کے لئے راکھ دانی اٹھا کر رکھی جو بڑی بیدردی سے قالین پر سگریٹ کی راکھ جھاڑے جا رہا تھا۔ رسکولنیکوف کو جھرجھری آ گئی لیکن پورفیری نے جیسے دیکھا ہی نہیں' وہ ابھی تک رزومیخن کی سگریٹ کے سلسلے میں پریشان تھے۔

"کیا؟ تم ان کے آنے کی توقع کر رہے تھے! تو کیا تم کو واقعی پتہ تھا کہ انہوں نے وہاں چیزیں گرو رکھی ہیں؟" رزومیخن چیخ پڑا۔

پورفیری پترووچ براہ راست رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئے "آپ کی دونوں چیزیں' انگوٹھی اور گھڑی اس کے پاس تھیں' ایک ہی کاغذ میں لپٹی ہوئی اور کاغذ پر آپ کا نام پنسل سے بہت صاف صاف لکھا تھا اور اسی کے ساتھ ہی مہینے کی تاریخ بھی جس دن اس کو آپ سے ملی تھیں...."

"آپ کا مشاہدہ کیسے اس قدر اچھا ہے؟...." رسکولنیکوف بھونڈے پن سے ہنسا' خاص طور سے کوشش کرتے ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے لیکن یہ اس سے نہ کیا گیا اور اس نے جلدی سے کہا "یہ میں نے ابھی اس لئے کہا کہ چیزیں گرو رکھنے والے لوگ تو غالباً بہت زیادہ رہے ہوں گے.... تو آپ کے لئے ان سب کو یاد رکھنا مشکل ہو گا.... لیکن اس کے برعکس آپ کو سب کچھ اس قدر صحیح صحیح یاد ہے اور.... اور...."

"بیوقوفی کی بات ہے! کمزوری! کیوں میں نے کہا یہ!"

"اور چیزیں گروی رکھنے والے تقریباً سارے لوگوں کا پتہ چل چکا ہے اور صرف آپ ہی رہ گئے تھے جنہوں نے دعویٰ نہیں کیا تھا" پورفیری نے خفیف سے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیا۔

"میری طبیعت خراب تھی۔"

"ہاں میں نے اس کے بارے میں بھی سنا تھا۔ بلکہ یہ بھی سنا کہ آپ کسی وجہ سے بہت پریشان اور جھنجلائے ہوئے تھے۔ اور اس وقت بھی آپ کا چہرہ بالکل ستا ہوا ہے؟"

"بالکل ستا ہوا نہیں ہے.... اس کے برعکس میں بالکل تندرست ہوں!" رسکولنیکوف نے روکھے پن سے غصے کے ساتھ اچانک لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور وہ اسے دبا نہیں پا رہا تھا۔ پھر اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ "غصے میں سب کچھ کہہ جاؤں گا! لیکن یہ لوگ مجھے اذیت کیوں دے رہے ہیں!"

"طبیعت خراب تھی!" رزومیخن بیچ میں بول پڑا۔ "بیکار بکتے ہو! ابھی کل تک تو بالکل بے ہوشی میں ہذیان بک رہے تھے.... بھلا تمہیں یقین آئے گا پورفیری کہ کھڑا تک تو مشکل سے ہوا جاتا تھا مگر جیسے میری اور زوسیموف کی پیٹھ ہوئی ویسے ہی انہوں نے کپڑے پہنے اور چپکے سے کھسک لئے اور تقریباً آدھی رات تک پتہ نہیں کہاں کہاں مارے مارے پھرتے رہے" اور یہ بالکل "میں تم سے کہتا ہوں" سرسامی حالت میں" تم سوچ بھی سکتے ہو بھلا! یا اور کھنے کے قابل واقعہ ہے یہ!"

"مگر کیا سچ مچ بالکل سرسامی حالت میں؟ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے!" پورفیری نے کچھ زنانہ سے انداز میں سر ہلایا۔

"ارے یہ بیوقوفی کی بات ہے! آپ یقین مت کیجئے! لیکن خیر آپ کو ویسے بھی یقین نہیں!" رسکولنیکوف کے منہ سے کافی غصے میں نکل گیا۔ پورفیری پتروویچ نے جیسے ان عجیب و غریب الفاظ کو سنا ہی نہیں۔

اچانک رزومیخن برس پڑا "اور اگر تم سرسامی حالت میں نہ ہوتے تو بھلا کیسے سکتے تھے؟ کس لئے گئے تھے گھر سے؟ کس واسطے.... اور وہ بھی چھپا کر کیوں؟ تو اس وقت تم اپنے ہوش و حواس میں تھے؟ اب جب سارا خطرہ گزر چکا ہے تو میں تمہارے منہ پر کہہ رہا ہوں!"

"کل ان لوگوں نے مجھے بہت عاجز کر دیا تھا" رسکولنیکوف اچانک بے شرمی سے للکارنے کے انداز میں پورفیری سے مخاطب ہو گیا "میں ان لوگوں سے بھاگ کر گیا تھا کہ کوئی دوسرا فلیٹ لے لوں تاکہ یہ لوگ مجھے ڈھونڈ نہ پائیں اور اپنے ساتھ بہت سی رقم لے گیا تھا۔ رقم تو ان زمیتوف صاحب نے بھی دیکھی تھی۔ اور آپ بتائیے زمیتوف صاحب کل میں ہوش میں تھا یا سرسامی حالت میں؟ آپ ہی اس بحث کا فیصلہ کر دیجئے!"

اس وقت اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ زمیتوف کا گلا گھونٹ دے۔ زمیتوف کی نگاہ اور اس کی خاموشی رسکولنیکوف کو بالکل ہی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"میرے خیال میں باتیں تو آپ بالکل سمجھ داری کی بلکہ چالاکی کی کر رہے تھے 'بس یہ کہ آپ بہت جھنجلائے ہوئے لگ رہے تھے" زمیتوف نے روکھے پن سے جواب دیا۔

"اور آج نکودیم فومیچ نے مجھے بتایا" پورفیری پتروویچ بول پڑے "کہ کل کافی رات گئے وہ آپ سے ایک شخص کے فلیٹ میں ملے جو گھوڑوں سے کچل گیا تھا' کوئی سرکاری ملازم تھا...."

"اب اسی سرکاری ملازم کی بات لے لو!" رزومیخن نے کہا۔ "تم نے اس سرکاری ملازم کے گھر پاگل

پن نہیں کیا؟ تم نے بیوہ کو کفن دفن کے لئے اپنی ساری کی ساری رقم دے ڈالی! ارے مدد کرنا چاہتے تھے تو پندرہ دے دیتے' بیس دے دیتے' ارے تین روبل تو اپنے لئے رکھ لیتے' لیکن تم نے تو سارے کے سارے پچیس یوں نکال کر رکھ دیئے!"

"اور ہو سکتا ہے مجھے کہیں خزانہ مل گیا ہو اور تمہیں پتہ ہی نہ ہو؟ اسی لئے کل میں نے ایسی دریا دلی کر ڈالی.... یہ زمیتوف صاحب جانتے ہیں کہ مجھے خزانہ مل گیا ہے!.... آپ مہربانی کر کے معاف کیجئے گا" وہ کانپتے ہوئے ہونٹوں سے پورفیری سے مخاطب ہوا "کہ ہم نے ایسی بیکار کی باتوں سے آدھ گھنٹے آپ کو پریشان کیا۔ عاجز آ گئے نہ آپ؟ ایں؟"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! اس کے برعکس' کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ میرے لئے آپ کی باتیں کتنی دلچسپ ہیں! آپ کو دیکھنا اور سننا بہت ہی دلچسپ ہے.... اور میں سچ کہتا ہوں' مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ آخر کار اپنی چیزوں کا دعویٰ کرنے آ گئے...."

"ارے تم کم سے کم چائے تو پلاؤ! گلا سوکھ گیا!" رزومیخن نے چیخ کر کہا۔

"بہت ہی اچھا خیال ہے! ہم لوگ بھی کیوں نہ تمہارا ساتھ دیں۔ اور چائے سے پہلے کچھ.... زیادہ زوردار چیز نہ چاہئے؟"

"اچھا اچھا چلو تم!"

پورفیری پتروویچ چائے لانے کا حکم دینے چلے گئے۔

رسکولنیکوف کے سر میں خیالات بگولے کی طرح ناچ رہے تھے۔ وہ بے حد جھنجلا رہا تھا۔

"خاص بات یہ ہے کہ یہ لوگ چھپاتے بھی نہیں اور کچھ ادب لحاظ کرنا بھی نہیں چاہتے! اور جب مجھے بالکل جانتے ہی نہیں تو پھر کس بنا پر تم نے میرے بارے میں نکودیم فومیچ سے بات کی؟ مطلب یہ کہ اب چھپانا بھی نہیں چاہتے کہ میرے پیچھے لگے رہتے ہیں کتوں کے غول کی طرح! یوں صاف صاف منہ پر تھوکتے ہیں!" وہ مارے غصے کے کانپ رہا تھا۔ "ارے تم سامنے سے وار کرو اور کھلواڑ مت کرو جیسے بلی چوہے سے کرتی ہے۔ یہ آداب و اخلاق کے خلاف ہے پورفیری پتروویچ" اور ہو سکتا ہے میں اس کی اجازت نہ دوں!.... کھڑا ہو جاؤں اور ساری سچائی ان سب کے منہ پر مار دوں اور بتا دوں کہ دیکھ لو' میں تم سب سے کتنی نفرت کرتا ہوں!...." وہ مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ "اور اگر یہ صرف مجھے ایسا لگ رہا ہو تو؟ اگر یہ محض سراب ہو اور میں اس سب میں غلطی کر رہا ہوں تو' ناتجربہ کاری کی بنا پر غصہ کر رہا ہوں اور اپنا گھٹیا رول نہیں ادا کر رہا ہوں تو؟ ہو سکتا ہے یہ سب غیر ارادی ہو؟ ان کے سارے الفاظ معمولی ہیں لیکن ان میں کچھ نہ کچھ تو ہے.... یہ سب ہمیشہ کہا جا سکتا ہے لیکن کوئی بات تو ہے۔ اس نے کیوں سیدھے کہہ دیا "اس کے پاس؟" اور زمیتوف نے یہ بھی کیوں کہا کہ میں چالاکی سے باتیں کر رہا تھا؟ یہ لوگ اس لہجے میں کیوں بات کرتے ہیں؟ ہاں.... لہجہ.... رزومیخن بھی تو یہیں بیٹھا ہے اسے کیوں نہیں لگ رہا ہے؟ اس بھولے گاؤدی کو کبھی کچھ نہیں لگتا! پھر بخار!.... ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے پورفیری نے آنکھ ماری تھی کہ نہیں؟ یقیناً یہ بیوقوفی ہے۔ آنکھ مجھے کس لئے مارتا؟ میرے اعصاب کو جھنجھوڑنا چاہتے ہیں یا مجھے چھیڑ رہے ہیں؟ یا سب سراب ہے' یا جانتے ہیں!.... زمیتوف بھی گستاخی کر رہا ہے.... کیا زمیتوف گستاخی کر رہا ہے؟ زمیتوف نے رات بھر میں اپنی رائے بدل دی۔ یہ میں پہلے ہی محسوس کر رہا تھا کہ یہ اپنی رائے بدل دے گا! وہ تو یہاں اپنوں کی طرح ہے لیکن آیا ہے پہلی بار۔ پورفیری اس کو ملاقاتی نہیں سمجھتا'

اس کی طرف پیٹھ کرکے بھی بیٹھ جاتا ہے۔ سونگھ لیا ان لوگوں نے۔ ضرور میری وجہ سے ان کا میل ملاپ ہو گیا! اور ضرور ہمارے آنے سے پہلے یہ دونوں میرے ہی بارے میں باتیں کر رہے تھے!... اور فلیٹ کے بارے میں انہیں معلوم ہے کہ نہیں؟ جلدی اب ختم بھی ہو!... جب میں نے کہا کہ کل فلیٹ لینے کے لئے میں بھاگ کھڑا ہوا تھا تو اس نے بات سنی ان سنی کر دی اور توجہ ہی نہیں کی... اور یہ فلیٹ کی بات میں نے بڑے سلیقے سے ٹانک دی تھی 'بعد کو کام آئے گی!... سرسامی حالت میں' ضرور!... ہا' ہا! وہ کل کی ساری شام کے بارے میں جانتا ہے! ماں کے پہنچنے کے بارے میں تو نہیں جانتا تھا!... اور بھوتنی نے پنسل سے تاریخ بھی لکھ دی تھی!... تم بک رہے ہو' میں نہیں مانوں گا! آخر یہ سب حقائق تو نہیں ہیں' یہ محض سراب ہے! انہیں 'تم حقائق لاؤ'! اور فلیٹ حقیقت نہیں بلکہ سرسامی حالت ہے۔ میں جانتا ہوں ان لوگوں سے کیا کہنا چاہئے... فلیٹ کے بارے میں جانتے ہیں یا نہیں؟ یہ جانے بغیر میں نہیں جاؤں گا! کس لئے آیا میں یہاں؟ اور اب میں غصہ کر رہا ہوں' تو یہ تو شاید حقیقت ہے! تھو' میں کس قدر چڑچڑا ہو گیا ہوں! اور ہو سکتا ہے یہ اچھا ہو' بیمار کا رول... وہ مجھے ٹٹول رہا ہے گمراہ کرے گا۔ کس لئے آیا میں یہاں؟"

یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں بجلی کی طرح کوند گئیں۔

پورفیری پتروویچ فوراً ہی واپس آ گئے۔ اچانک وہ پتہ نہیں کیوں خوش ہوا ٹھے تھے۔

انہوں نے بالکل دوسرے ہی لہجے میں اور مسکراتے ہوئے رزومیخن سے کہنا شروع کیا "بھائی میرا تو تمہارے ہاں کی کل کی شام سے اب تک سر... ہاں میرے تو جیسے ہاتھ پاؤں میں دم ہی نہیں ہے۔"

"تو کیسا رہا' دلچسپ؟ میں تو کل سب سے دلچسپ نقطے پر تم لوگوں کو چھوڑ کر چلا گیا تھا؟ کون جیتا؟"

"ارے ظاہر ہے کوئی نہیں۔ ازلی سوالوں تک جا پہنچے' خلا میں پرواز کرنے لگے۔"

"ذرا سوچو روڈیا کہ کل ہم لوگ کہاں جا پہنچے --- جرم کا وجود ہے یا نہیں؟ میں نے تم سے کہا تھا نہ کہ ہم نے اتنی بک بک کی کہ ناک میں دم آ گیا!"

"تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ عام سماجی سوال ہے" رسکولنیکوف نے کھویا کھویا سا جواب دیا۔

"سوال کو ان لفظوں میں نہیں پیش کیا گیا تھا" پورفیری نے کہا۔

"بالکل ان لفظوں میں تو نہیں' یہ سچ ہے" فوراً ہی رزومیخن نے اتفاق کیا اور اپنے معمول کے مطابق گرم ہو گیا اور جلدی جلدی بولنے لگا۔ "اچھا روڈیا' تم سنو اور اپنی رائے دو' میں چاہتا ہوں کہ تم رائے دو۔ میں ان لوگوں سے کل خوب لڑا اور تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ تم آؤ گے... سوشلسٹوں کے نقطہ نظر سے بات شروع ہوئی۔ اس نقطہ نظر کو سبھی جانتے ہیں --- جرم تو سماجی نظام کے غیر عادی ہونے کے خلاف احتجاج ہوتا ہے' اور بس' اس سے زیادہ کچھ نہیں' اور اس سے زیادہ کسی بھی سبب کو تسلیم نہیں کیا جاتا' کسی چیز کو بھی نہیں!..."

"بس یہی غلطی کی تم نے!" پورفیری پتروویچ چیخے۔ وہ صریحی طور پر جوش میں آ گئے تھے اور بار بار رزومیخن کی طرف دیکھ کر ہنس رہے تھے جس سے وہ اور بھی گرم ہو رہا تھا۔

"کسی بھی چیز کو تسلیم نہیں کیا جاتا!" رزومیخن نے جوش کے ساتھ کہا "میں بک نہیں رہا ہوں! میں تمہیں انہیں کے کتابچے دکھا سکتا ہوں۔ ان کے ہاں سب کچھ اس لئے ہے کہ "ماحول نے اثر ڈالا" --- اور کچھ ہے ہی نہیں! محبوب فقرہ! اس سے براہ راست یہ کہ اگر سماج کی تنظیم عادی طریقے پر کی جائے تو سارے جرائم غائب

ہو جاتے ہیں اس لئے کہ وہ چیزیں ہی نہ ہوں گی جن کے خلاف احتجاج کیا جائے اور سب ایک لمحے میں حق پسند ہو جائیں گے۔ طبیعت کو شمار ہی میں نہیں لاتے' طبیعت کو خارج کر دیا جاتا ہے' طبیعت کا وجود ہی تسلیم نہیں کیا جاتا! ان کے نزدیک انسانیت ایسی ہے ہی نہیں جو تاریخی' زندہ راستے پر آخر تک آگے بڑھتی ہے اور آخر کار اپنے آپ عادی سماج کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے برعکس سماجی نظام ہی' جو کسی ریاضی زدہ دماغ سے نکلا ہے' فوراً ہی ساری انسانیت کو منظم کر دیتا ہے اور ایک لمحے میں اسے حق پسند اور بے گناہ بنا دے گا' کسی بھی جیالے عمل سے پہلے' بغیر کسی زندہ اور تاریخی راستے کے! اسی لئے تو یہ لوگ اس قدر جبلی طور پر تاریخ کو پسند نہیں کرتے کہ "اس میں محض بدتمیزی اور بیوقوفی ہے" اور اس سب کی توضیح صرف بیوقوفی ہی سے کی جاتی ہے! اسی لئے یہ لوگ زندگی کے زندہ عمل کو نہیں پسند کرتے: زندہ روح کی کوئی ضرورت ہی نہیں! زندگی کی زندہ روح تو مطالبہ کرتی ہے' زندہ روح تو میکانیکی فرماں برداری نہیں کرتی' زندہ روح شک کرتی' زندہ روح رجعت پرست ہے! اور جو وہ چاہتے ہیں اس سے مردار کی بو آتی ہے' اسے ربڑ سے بنایا جا سکتا ہے --- لیکن اس کی خوبی یہ ہے کہ وہ زندہ تو ہے نہیں' اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں' وہ غلام کی طرح ہوتی ہے اور کبھی سرکشی نہیں کرتی! اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اینٹوں کا ایک انبار لگ جاتا ہے تاکہ اس سے فلانستیر میں راہداریاں اور کمرے بنائے جا سکیں! فلانستیر تو تیار ہو گیا لیکن ہمارے پاس فلانستیر کے لئے موزوں طبیعت تو تیار نہیں ہے' وہ تو زندگی چاہتی ہے' جیالا عمل ابھی ختم تو نہیں ہوا' ابھی قبرستان لے جانا قبل از وقت ہے! صرف منطق کے ذریعے طبیعت کو پھاند کر پار نہیں کیا جا سکتا! منطق تین امکانات فرض کرتی ہے اور ہیں وہ دس لاکھ! سارے دس لاکھ کو کاٹ دو اور بس وجود کے آرام کے سوال کو باقی رکھو! فریضوں کا آسان ترین حل! ایسے رجھانے والے انداز میں سب کچھ صاف ہے اور سوچنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں! خاص چیز یہی ہے کہ --- سوچنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں زندگی کا سارا راز چھپے ہوئے دو ورقوں میں سما جاتا ہے!"

"اب یہ چل پڑا' ڈھول پیٹ رہا ہے! اس کے ہاتھ پکڑنے کی ضرورت ہے" پورفیری ہنسنے لگے' اور رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئے "ذرا غور کیجئے' یہی حال تھا کل شام کو' ایک کمرے میں چھ آوازیں اور اوپر سے ابتدا کے طور پر پنچ بھی پئے ہوئے --- آپ تصور کر سکتے ہیں؟ نہیں بھائی' تم بک رہے ہو۔ جرم میں "ماحول" بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن تم یہ بتاؤ کہ چالیس سال کا ایک شخص دس سال کی ایک لڑکی کی عصمت دری کرتا ہے --- تو کیا اسے ماحول نے اس نوبت کو پہنچا دیا ہے؟"

"کیوں نہیں' سخت ترین معنوں میں یہ ماحول ہی نے کیا" پورفیری نے حیرت انگیز احساس اہمیت کے ساتھ کہا "لڑکی کے ساتھ ارتکاب جرم کی وضاحت "ماحول" کے ذریعے سے بہت بلکہ بہت زیادہ اچھی طرح کی جا سکتی ہے۔"

رزومیخن کی حالت تقریباً جنونی ہو گئی۔

"ہاں ہاں' تم چاہو تو میں ابھی ثابت کر دوں" وہ چلایا "کہ تمہاری سفید پلکوں کا واحد سبب یہ ہے کہ کلیسائے ایوان اعظم کی اونچائی ۳۵ ساژین (2) ہے اور ثبوت واضح' درست' ترقی پسندانہ بلکہ آزاد خیالی کا میلان رکھتا ہوا ہو گا؟ میں ثابت کرتا ہوں! شرط لگاتے ہو؟"

"لگاتا ہوں شرط! ذرا سنیں تو سہی کس طرح ثابت کرتے ہو!"

"ہمیشہ بس ایسی ہی گڑبڑ کیا کرتا ہے' لعنت ہے!" رزومیخن چلایا اور ہاتھ جھٹکتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ "تمہارے ساتھ تو بات کرنا ہی بیکار ہے! ارے یہ سب جان بوجھ کر کر رہا ہے' تم ابھی اسے جانتے نہیں رودیون! اور کل ان لوگوں کا طرفدار بن گیا تاکہ ان سب کو بیوقوف بنائے! اور کل' اف میرے مالک! کیا کیا نہ تقریریں اس نے کی ہیں! اور وہ سب تو اس سے بڑے خوش تھے!.... یہ تو دو ہفتے ایسے ہی باتیں کرتا رہ سکتا ہے۔ پچھلے سال ہم لوگوں کو اس نے یقین دلا دیا کہ راہب بن جائے گا۔ دو مہینے اپنی بات پر اڑا رہا! ابھی تھوڑے دنوں پہلے یہ یقین دلانے کی سوجھی کی شادی کرنے جا رہا ہے' کہ بیاہ کے لئے سب کچھ بالکل تیار ہے۔ نیا لباس بھی سلوا لیا۔ ہم لوگ اسے مبارک باد بھی دینے لگے۔ کوئی دلہن کہیں تھی ہی نہیں' کچھ بھی نہ تھا' بس سراب!"

"پھر غلطی کر رہے ہو! لباس میں نے پہلے سلوایا تھا! مجھے نئے کپڑوں ہی کی وجہ سے تو یہ خیال ہوا کہ تم سب کو بیوقوف بنانا چاہیے۔"

"آپ واقعی گھڑنے میں ایسے استاد ہیں؟" رسکولنیکوف نے لاپروائی سے پوچھا۔

"اور آپ نے کیا سوچا کہ نہیں؟ ٹھہرئیے میں ابھی آپ کو چکمہ دیتا ہوں' ہا' ہا! نہیں' دیکھئے' میں آپ سے سچی سچی بات کہے دیتا ہوں۔ ان سارے سوالوں' جرم' ماحول' لڑکیوں کے سلسلے میں مجھے اب یاد آتا ہے--- لیکن مجھے دلچسپی اس سے ہمیشہ رہی--- کہ آپ نے ایک مضمون لکھا تھا "جرم کے بارے میں" یا آپ کا عنوان کیا تھا' بھول گیا' یاد نہیں آ رہا۔ دو مہینے پہلے میں نے وہ مضمون "پیریاد یچسکایا ریچ" میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا تھا۔"

"میرا مضمون؟ "پیریاد یچسکایا ریچ" میں؟" رسکولنیکوف نے تعجب کے ساتھ پوچھا۔ "میں نے دراصل چھ مہینے پہلے' جب میں نے یونیورسٹی چھوڑی تھی تب ایک کتاب کے سلسلے میں ایک مضمون لکھا تھا لیکن تب اسے میں نے اخبار "یژ ینید یلنایا ریچ" میں بھیجا تھا "پیریو دیچسکایا" میں تو نہیں۔"

"اور پہنچ گیا "پیریاد یچسکایا" میں۔"

"ہاں "یژ ینید یلنایا ریچ" بند ہو گیا تو اس لئے اس میں چھپا ہی نہیں...."

"یہ سچ ہے۔ لیکن بند ہونے کے بعد "یژ ینید یلنایا ریچ" پھر "پیریاد یچسکایا ریچ" میں ضم ہو گیا اس لئے آپ کا مضمون دو مہینے پہلے "پیریاد یچسکایا ریچ" میں شائع ہوا۔ اور آپ کو معلوم ہی نہیں تھا؟"

رسکولنیکوف کو واقعی کچھ پتہ نہ تھا۔

"ارے آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ آپ ان سے مضمون کے معاوضے کا مطالبہ کر سکتے ہیں! آپ بھی کیسی شخصیت کے آدمی ہیں! ایسی تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ ایسی چیزیں بھی آپ نہیں دیکھتے جن سے آپ کا براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے!"

"مرحبا روڈیا! اور مجھے بھی پتہ نہ تھا!" رزومیخن چیخ اٹھا۔ "آج ہی مطالعہ گاہ جاؤں گا اور وہ شمارہ مانگوں گا۔ دو مہینے پہلے؟ کس تاریخ کا ہے؟ کوئی بات نہیں' ڈھونڈ لوں گا! اب یہ دیکھو ذرا! اور کسی کو بتایا بھی نہیں!"

"اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ مضمون میرا ہے؟ میں نے مضمون نگار کے نام کے صرف ابتدائی حرف لکھے تھے۔"

"یہ تو مجھے ابھی حال میں اتفاق سے معلوم ہو گیا' ایڈیٹر کے ذریعے۔ میں انہیں جانتا ہوں.... مجھے بہت ہی دلچسپ لگا۔"

"مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے جرم کے پورے عرصے میں مجرم کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کیا تھا۔"

"ہاں اور آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ جرم کے ارتکاب کے عمل کے ساتھ ہمیشہ کوئی بیماری ہوتی ہے۔ بہت' بہت ہی طبع زاد خیال ہے لیکن.... ذاتی طور پر میرے لئے آپ کے مضمون کا یہ حصہ دلچسپ نہیں تھا بلکہ ایک خیال جو مضمون کے آخر میں پیش کیا گیا تھا لیکن جس کو آپ نے بدقسمتی سے محض اشارتاً" ظاہر کیا ہے' مبہم طور پر۔ مختصراً یہ کہ اگر آپ کو یاد ہو تو اس بات کی طرف کچھ اشارے کئے گئے ہیں کہ دنیا میں کچھ ایسی ہستیاں موجود ہیں جو کسی بھی بداخلاقی یا جرم کا ارتکاب کر سکتی ہیں' یعنی یہ نہیں کہ کر سکتی ہیں بلکہ انہیں اس کا حق ہے' اور یہ کہ گویا قانون ان کے لئے ہے ہی نہیں۔"

رسکولنیکوف کو اپنے خیال کے اس مبالغہ آمیز اور مسخ کردہ بیان پر ہنسی آ گئی۔

"کیسے؟ یہ کیا بات ہوئی؟ جرم کا حق؟ لیکن اس لئے تو نہیں کہ "ماحول نے اثر ڈالا"؟" رزومیخن نے کچھ ڈر کر سوال کیا۔

"نہیں' نہیں' بالکل اس لئے نہیں" پورفیری نے جواب دیا "ساری بات یہ ہے کہ ان کے مضمون میں سارے لوگوں کو "معمولی" اور "غیر معمولی" میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ معمولی لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ فرماں برداری کی زندگی بسر کریں اور انہیں قانون کی خلاف ورزی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ وہ آپ سمجھئے کہ معمولی ہیں۔ اور غیر معمولی لوگوں کو کوئی بھی جرم کرنے کا اور کسی بھی قانون کی خلاف ورزی کرنے کا حق حاصل ہے' بالکل اسی لئے کہ وہ غیر معمولی ہیں۔ لگتا ہے یہی آپ کا مفہوم ہے نا' اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو؟"

"ایسا کیسے؟ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسا ہو!" رزومیخن حیران ہو کر بدبدایا۔

رسکولنیکوف پھر ہنس پڑا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ اصل بات کیا ہے اور یہ لوگ اسے ڈھکیل کر کہاں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسے اپنا مضمون یاد تھا۔ اس نے ان کو دوبدو جواب دینے کا فیصلہ کیا۔

"میرے مضمون میں بالکل ایسا نہیں ہے" اس نے سادگی اور انکسار سے شروع کیا۔ "مگر میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے اسے قابل یقین طور پر بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ بالکل درست پیش کیا ہے...." "معلوم ہوتا تھا اس کو اس بات سے اتفاق کرنا اچھا لگا کہ بالکل درست پیش کیا ہے۔" "فرق صرف اس میں یہ ہے کہ میں ہرگز یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ غیر معمولی لوگوں کے لئے قطعی ضروری اور لازمی ہے کہ وہ ہمیشہ کسی بھی بداخلاقی کے مرتکب ہوں' جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی لگتا ہے کہ اگر مضمون ایسا ہوتا تو اسے شائع ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ میں نے بالکل صاف اور سادہ لفظوں میں یہ اشارہ کیا تھا کہ "غیر معمولی" شخص کو یہ حق حاصل ہے.... یعنی سرکاری حق نہیں بلکہ اسے خود یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اپنے ضمیر کے مطابق حد سے آگے بڑھنے کا.... مختلف رکاوٹوں کو پار کرنے کا فیصلہ کرے اور وہ بھی صرف اسی ایک صورت میں جب اس کے خیال کی تکمیل (جو کبھی کبھی ہو سکتا ہے پوری انسانیت کے لئے فائدہ بخش ہو) اس کا مطالبہ کرے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ میرا مضمون واضح نہیں ہے۔ میں آپ کے لئے اس کی وضاحت کرنے کو تیار ہوں جہاں تک ہو سکے۔ میں شاید یہ فرض کرنے میں غلطی تو نہیں کر رہا ہوں کہ آپ بھی یہی چاہتے ہیں۔ تو مجھے اجازت دیجئے۔ میری رائے میں اگر کیپلر اور نیوٹن کی دریافتیں کسی طرح اتفاقات کے نتیجے میں لوگوں کو کسی اور طرح سے معلوم نہ ہو سکتیں سوائے اس کے کہ ایک' دس یا سو لوگوں کی زندگی قربان کر دی جائے جو ان دریافتوں میں مخل ہو رہے ہوں یا راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہوں

تو نیوٹن کو یہ حق حاصل ہوتا بلکہ اس کے لئے لازمی ہوتا کہ.... ان دس یا سو لوگوں کو ختم کر دے تاکہ اپنی دریافتوں سے ساری انسانیت کو روشناس کرا سکے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا کہ نیوٹن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسے بھی چاہے 'ہر کس و ناکس' کو قتل کر دے یا روز بازار میں چوری کرے۔ پھر مجھے یہ بھی یاد آتا ہے کہ میں نے اپنے مضمون میں ثابت کیا ہے کہ سب.... مثلاً انسانیت کے قانون ساز اور بنیاد گزار 'قدیم ترین سے لے کر لیکورگس' سولون' عیسیٰ' نپولین وغیرہ تک' سب بغیر کسی استثنا کے مجرم تھے' اسی ایک بنا پر کہ انہوں نے نیا قانون پیش کر کے پرانے کو توڑ دیا جس کو معاشرہ مقدس سمجھتا تھا اور جو انہیں اپنے آبا سے ملا تھا اور اگر انہیں (اکثر بالکل بے قصور لوگوں کا اور پرانے قانون کی خاطر جانبازی سے لڑنے والوں کا) خون بہانے سے مدد ملی تو انہوں نے خون ریزی سے بھی گریز نہیں کیا۔ بلکہ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ انسانیت کے ان محسنوں اور بنیاد گزاروں کے بڑے حصے نے خاص طور سے بہت ہی بھیانک طور پر خون ریزی کی۔ مختصراً میرا کہنا یہ ہے کہ سب' صرف عظیم ہی نہیں بلکہ عام ڈگر سے ذرا بھی ہٹے ہوئے لوگوں یعنی کچھ نئی بات کہنے کی ذرا بھی صلاحیت رکھنے والے لوگوں کے لئے اپنی فطرت کے مطابق لازمی ہے کہ وہ ضرور مجرم ہوں--- ظاہر ہے کہ کم یا زیادہ۔ ورنہ ان کے لئے ڈگر سے ہٹنا مشکل ہوگا اور ڈگر ہی پر چلتے رہنے پر ظاہر ہے کہ وہ راضی نہ ہوں گے' پھر اپنی فطرت ہی کے مطابق' اور میری رائے میں ان کا فرض بھی یہی ہے کہ وہ راضی نہ ہوں۔ مختصر یہ کہ' آپ دیکھ رہے ہیں کہ ابھی تک اس میں کوئی خاص نئی بات نہیں ہے۔ یہ ہزاروں بار لکھا جا چکا ہے اور پڑھا جا چکا ہے۔ جہاں تک لوگوں کو معمولی اور غیر معمولی میں میرے تقسیم کرنے کا تعلق ہے تو میں متفق ہوں کہ وہ کچھ من مانا ہے لیکن میں بالکل صحیح عددوں پر اصرار تو نہیں کرتا۔ مجھے صرف اپنے خاص خیال پر یقین ہے۔ اور وہ اسی بات میں مضمر ہے کہ لوگ 'فطرت کے قانون کے مطابق عام طور سے دو زمروں میں بٹے ہوئے ہیں--- نچلے (معمولی) یعنی یوں کہئے کہ وہ مسالا جو صرف اس کام آتا ہے کہ اپنے جیسے دوسرے لوگ پیدا کرے' اور پھر وہ لوگ جن کے اندر اپنے ماحول میں نئی بات کہنے کا ملکہ یا استعداد ہے۔ یہاں ظاہر ہے کہ ضمنی قسمیں بے انتہا ہیں لیکن دونوں زمروں کی امتیازی خصوصیتیں کافی واضح ہیں۔ پہلا زمرہ یعنی مسالا' عام طور سے کہا جائے تو ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے طبیعت کے اعتبار سے قدامت پرست' رسوم و رواج کے پابند ہوتے ہیں' فرماں برداری کی زندگی بسر کرتے ہیں اور فرماں بردار رہنا انہیں اچھا لگتا ہے۔ میری رائے میں ان کا فرض ہے کہ وہ فرماں برداری کریں اس لئے کہ یہ ان کا کار منصبی ہے اور اس میں ان کے لئے ہرگز کوئی توہین آمیز بات نہیں ہے۔ دوسرے زمرے میں سب قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں' تباہ کرنے والے لوگ ہوتے ہیں یا اس کا رجحان رکھتے ہیں جس کا دارومدار صلاحیت پر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے جرائم اضافی اور مختلف النوع ہوتے ہیں۔ زیادہ تر یہ لوگ' بالکل مختلف طریقوں سے 'مطالبہ' کرتے ہیں کہ جو ہے اسے بہتر کے نام پر تباہ کر دیا جائے۔ لیکن اگر انہیں اپنے خیال کے لئے لاشوں میں سے' خون میں سے ہو کر بھی گزرنا پڑے تو وہ اپنے باطن سے' اپنے ضمیر کے مطابق خود کو خون سے گزرنے کی اجازت بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین رکھئے کہ اس کا دارومدار اس کے خیال اور اس کے پیمانے پر ہوگا۔ میں نے صرف اس مفہوم میں اپنے مضمون میں ان کے ارتکاب جرم کے حق کی بات کی ہے (آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری بات چیت قانونی سوال سے شروع ہوئی تھی)۔ لیکن بہت زیادہ تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ عوام الناس ان کے اس حق کو تقریباً کبھی تسلیم نہیں کرتے' انہیں سزا دیتے ہیں' اور انہیں پھانسی دے دیتے ہیں۔ (کم و بیش) اور وہ بالکل بجا طور پر اپنا قدامت پرستانہ کار

منصبی انجام دیتے ہیں لیکن پھر بھی عوام الناس اگلی پشتوں میں انہیں سزا یافتگان کے مجسمے نصب کرتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں (کم و بیش)۔ پہلا زمرہ ہمیشہ حضرت حال کا اور دوسرا زمرہ ہمیشہ حضرت مستقبل کا ہوتا ہے۔ پہلا زمرہ دنیا کو برقرار رکھتا ہے اور تعداد کے اعتبار سے اس کو بڑھاتا ہے اور دوسرا زمرہ دنیا کو حرکت میں لاتا ہے اور اسے نصب العین تک لے جاتا ہے۔ اور ان دونوں کو وجود کا بالکل یکساں حق حاصل ہے۔ مختصر یہ کہ میرے مضمون میں سب کو یکساں حق حاصل ہے اور زندہ باد جنگ دائمی--- یعنی ظاہر ہے کہ نئے یروشلم تک!"

"مطلب اس سب کے باوجود آپ نئے یروشلم پر یقین رکھتے ہیں؟"

"یقین رکھتا ہوں" راسکولنیکوف نے قطعیت کے ساتھ جواب دیا۔ یہ کہتے ہوئے اور اپنے اس سارے زور بیان کے دوران میں 'قالین پر ایک نقطے کا انتخاب کر کے وہ زمین ہی کو تکتا رہا تھا۔

"اور--- اور--- اور خدا پر یقین رکھتے ہیں؟ معاف کیجئے گا کہ میں ایسی کرید کر رہا ہوں۔"

"یقین رکھتا ہوں" راسکولنیکوف نے آنکھیں اٹھا کر پورفیری کو دیکھتے ہوئے دہرایا۔

"اور لازارس کے جی اٹھنے پر یقین رکھتے ہیں؟"

"یقین رکھتا ہوں کس لئے آپ یہ سب پوچھ رہے ہیں؟"

"لفظی معنوں میں یقین رکھتے ہیں۔"

"لفظی معنوں میں۔"

"تو یوں ہے.... ویسے ہی میں نے تجسس میں پوچھا۔ معافی چاہتا ہوں۔ لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں' اصل سوال کے سلسلے میں کہ آخر انہیں ہمیشہ تو سزا نہیں دی جاتی' کچھ کو تو' اس کے برعکس...."

"ان کی زندگی ہی میں ظفر مندی حاصل ہوتی ہے؟ ہاں کچھ کو زندگی ہی میں حاصل ہو جاتی ہے اور تب...."

"وہ خود سزا دینا شروع کرتے ہیں؟"

"اگر ضرورت ہو تو' اور پتہ ہے آپ کو' زیادہ تر ان میں سے۔ عام طور سے آپ کی بات بہت ذکاوت کی ہے۔"

"شکریہ۔ لیکن اب یہ بتائیے کہ آپ ان غیر معمولی لوگوں کو "معمولی لوگوں سے کس طرح ممتاز کرتے ہیں؟ پیدائش کے وقت کوئی اس طرح کی علامت ہوتی ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ یہاں زیادہ درستی کی' زیادہ خارجی تعین کی ضرورت ہے۔ آپ میری ایک عملی اور نیک نیت انسان کی قدرتی تشویش کو معاف کیجئے گا لیکن کیا یہاں مثلاً خاص قسم کا لباس پہننا' کسی نہ کسی قسم کا مہر لگا دینا ممکن ہے؟.... اس لئے کہ یہ تو آپ مانیں گے کہ اگر کچھ گڑبڑ ہو جاتی ہے اور ایک زمرے کا ایک شخص تصور کر لیتا ہے کہ اس کا شمار دوسرے زمرے سے ہے اور وہ "ساری رکاوٹوں کو دور کرنا" شروع کر دیتا ہے' جیسا کہ آپ نے اتنے خوشگوار طریقے سے بیان کیا' تو پھر تو...."

"ارے یہ تو اکثر ہوتا ہے! آپ کی یہ بات تو پہلی سے بھی زیادہ ذکاوت کی ہے...."

"شکریہ آپ کا...."

"کوئی بات نہیں۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین رکھئے کہ غلطی صرف پہلے زمرے کی یعنی "معمولی" لوگوں

کی طرف سے (جیسا کہ میں نے ہو سکتا ہے انھیں بہت زیادہ صحت کے ساتھ نہیں بیان کیا ہے) ممکن ہے۔ فرماں برداری کی طرف اپنے پیدائشی رجحان کے باوجود قدرت کے کھلنڈرے پن کی وجہ سے جس سے گایوں تک کو محروم نہیں رکھا گیا ہے' ان میں سے بہت سے خود کو آگے بڑھے ہوئے لوگ "تباہ کرنے والے "تصور کرتا اور "نئی بات" میں دخل دینا پسند کرتے ہیں اور یہ وہ بالکل خلوص کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ حقیقی نئے لوگوں کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے بلکہ ان سے پچھڑے ہوئے اور پست طریقے سے سوچنے والے لوگوں کی حیثیت سے نفرت بھی کرتے ہیں لیکن میری رائے میں یہاں کوئی معنی خیز خطرہ نہیں ہو سکتا اور آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایسے لوگ دور تک کبھی نہیں جاتے۔ ان کے جوش کی بنا پر ظاہر ہے کہ کبھی کبھی ان کو کوڑے مارے جا سکتے ہیں تاکہ انھیں ان کی جگہ یاد دلا دی جائے' لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ یہاں ویسے مارنے والے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ کوڑے اپنے آپ کو وہ خود ہی مار لیتے ہیں اس لئے کہ یہ لوگ اخلاق کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔ کچھ تو ایک دوسرے کے لئے یہ خدمت انجام دیتے لیکن کچھ خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی پٹائی کرتے ہیں.... وہ اپنے اوپر توبہ و تاسف کی مختلف اقسامات واجب قرار دے لیتے ہیں ۔۔۔ اور اس کا انجام خوبصورت اور روح افزا ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں.... قانون ہی ایسا ہے۔"

"خیر کم سے کم اس سلسلے میں تو آپ نے مجھے تھوڑا ہی سہی لیکن مطمئن کر دیا۔ لیکن پھر ایک اور مصیبت ہے۔ یہ بتایئے کہ کیا ایسے لوگ بہت ہیں جنہیں دوسروں کو قتل کر دینے کا حق حاصل ہے یعنی یہ "غیر معمولی" لوگ؟ میں تو ظاہر ہے ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہوں لیکن یہ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ اگر ایسے لوگ بہت ہیں تو یہ بڑی ہیبت ناک بات ہے' ایں؟"

"ارے نہیں آپ اس سلسلے میں بھی پریشان نہ ہوں" رسکولنیکوف نے اسی لہجے میں اپنی بات جاری رکھی۔ "عام طور سے نئے خیالات رکھنے والے لوگ' بلکہ کوئی نئی بات کہنے کی تھوڑی سی صلاحیت رکھنے والے لوگ بھی غیر معمولی طور پر کم پیدا ہوتے ہیں بلکہ تعجب خیز حد تک کم۔ صاف صرف ایک بات ہے کہ ان سارے زمروں اور ضمنی زمروں میں لوگوں کی پیدائش کا نظام لازمی طور پر کسی نہ کسی قانون فطرت نے بہت ہی قابل یقین اور درست طور پر متعین کر رکھا ہوگا۔ یہ قانون ظاہر ہے کہ ابھی معلوم نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ موجود ہے اور بعد میں معلوم بھی ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا زبردست جم غفیر مسالا ہے جو دنیا میں صرف اس لئے وجود رکھتا ہے کہ آخر کار کسی نہ کسی کوشش سے' کسی نہ کسی ایسے عمل کے ذریعے جو اب تک راز سربستہ ہے' نسلوں اور نسبوں کے کسی نہ کسی اختلاط کے ذریعے آخر کار دنیا میں ہزار میں کم سے کم ایک انسان ایسا پیدا کریں جو کسی نہ کسی حد تک آزاد انسان ہو۔ زیادہ آزاد طبیعت کا انسان ہو سکتا ہے دس ہزار میں ایک پیدا ہوتا ہو (میں مثال کے طور پر اندازاً "بات کر رہا ہوں) "اور بھی زیادہ آزاد طبیعت کا انسان ایک لاکھ میں ایک۔ عالی دماغ لوگ دس لاکھ میں ایک' اور عظیم عالی دماغ' حاصل انسانیت ہو سکتا ہے روئے زمین پر ہزاروں لاکھ انسانوں میں ایک پیدا ہوتا ہو۔ مختصر یہ کہ میں نے اس ترکیب میں جھانکا نہیں' جس میں یہ سب وقوع پذیر ہوتا ہے۔ لیکن معین قانون ضرور ہے اور ہونا چاہئے' اس میں محض اتفاق کار فرما نہیں ہو سکتا۔"

"تم دونوں مذاق کر رہے ہو کیا؟" رزومیخن آخر کار چیخ اٹھا۔ "ایک دوسرے کا مذاق اڑا رہے ہو تم لوگ کہ نہیں؟ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا مذاق اڑا رہے ہیں! تم سنجیدگی سے بات کر رہے ہو' روڈیا؟"

رسکولنیکوف نے کچھ کہے بغیر اپنا ستا ہوا اور رنجیدہ سا منہ اس کی طرف اٹھایا لیکن جواب کوئی نہیں دیا۔ اور رزومیخن کو اس چپ چاپ اور رنجیدہ چہرے کے مقابل پورفیری کی ظاہر بہ ظاہر' مسلسل جھنجھلا دینے والی اور غیر شائستہ طنزیہ باتیں بہت ہی عجیب لگیں۔

"تو بھائی اگر یہ سچ مچ سنجیدہ بات ہے تو.... تمہارا یہ کہنا ظاہر ہے صحیح ہے کہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور اس سے ملتی جلتی ہوئی ہے جو ہم ہزاروں بار پڑھ اور سن چکے ہیں۔ لیکن اس سب میں جو چیز در حقیقت طبع زاد ہے ۔۔۔ اور جو در حقیقت بالکل تمہاری اپنی ہے' جس پر میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' وہ یہ ہے کہ تم اس سب کے باوجود ضمیر کے مطابق خون ریزی کی اجازت تو دیتے ہو' اور میرے اس کہنے کو معاف کرنا کہ وہ بھی اس کٹرپن کے ساتھ.... مطلب یہ کہ تمہارے مضمون کا خاص خیال اسی پر مشتمل ہے۔ لیکن ضمیر کے مطابق خون ریزی کی یہ اجازت.... میری رائے میں قانون کے مطابق خون ریزی کی سرکاری اجازت سے زیادہ خوفناک ہے...."

"بالکل ٹھیک کہا' زیادہ خوفناک ہے" پورفیری نے اتفاق رائے کا اظہار کیا۔

"نہیں تم نے کسی نہ کسی طرح مبالغہ کیا ہے! یہاں غلطی ہے! میں پڑھوں گا.... تم مبالغہ کر رہے ہو! تم اس طرح نہیں سوچ سکتے.... پڑھوں گا۔"

"مضمون میں یہ سب نہیں ہے' اس میں تو صرف اشارہ ہے" رسکولنیکوف نے کہا۔

"اچھا' اچھا" پورفیری سے رہا نہیں جا رہا تھا "اب میں تقریباً سمجھ گیا ہوں کہ آپ جرم کو کس طرح دیکھتے ہیں لیکن.... میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں (میں آپ کو بہت پریشان کر رہا ہوں' میں بہت شرمندہ ہوں) آپ دیکھئے کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئے آپ نے مجھے دونوں زمروں میں گڑبڑ ہونے کی صورت میں غلطی کے سلسلے میں تو بہت مطمئن کر دیا لیکن.... مجھے بہت سے عملی اتفاقات بڑا پریشان کر رہے ہیں! فرض کیجئے کوئی شخص یا نوجوان یہ تصور کر لے کہ وہ لیکورگس یا عیسیٰ ہے.... ظاہر ہے کہ مستقبل کا' اور اس بنا پر وہ ساری رکاوٹوں کو دور کرنے لگتا ہے.... دور تک جانے کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے' اس سفر کے لئے رقم درکار ہوتی ہے.... تو وہ سفر کے لیے رقم حاصل کرنا شروع کرتا ہے.... سمجھے آپ؟"

زمیتوف اچانک اپنے کونے سے پھنکارا۔ لیکن رسکولنیکوف نے ادھر دیکھا تک نہیں اس نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا "میرے لئے اتفاق کرنا ضروری ہے کہ ایسا واقعہ ضرور ہونا چاہئے۔ بیوقوف اور متکبر لوگ خاص طور سے اس جال میں جا پھنستے ہیں' خاص طور سے نوجوان۔"

"دیکھا نہ آپ نے؟ تو پھر؟"

"تو پھر کیا؟" رسکولنیکوف ہنسا "یہ میرا تو قصور نہیں ہے۔ ایسا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ رہے گا۔ اب انھوں نے" اس نے رزومیخن کی طرف اشارہ کیا "ابھی کہا کہ میں خون ریزی کی اجازت دیتا ہوں۔ تو پھر کیا ہوا؟ معاشرہ کی تو قید خانوں' شہر بدریوں' عدالتی تفتیش کاروں' بامشقت سزاؤں کے ذریعے حفاظت کر دی گئی ہے ۔۔۔ تو پھر پریشانی کس لئے؟ بس چور کو تلاش کر لیجئے!...."

"اور اگر ہم تلاش کر لیں تو؟"

"تو اس کا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے۔"

"بات تو آپ کی منطقی ہے لیکن اس کے ضمیر کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں آپ؟"

"ارے آپ کو اس سے کیا لینا دینا؟"

"بس ویسے ہی' انسان دوستی کے ناتے۔"

"تو جس کے پاس ہے ضمیر وہ بھگتے گا' اگر وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔ یہی اس کی سزا ہے۔۔۔ اور قید با مشقت بھی۔"

"لیکن حقیقی عالی دماغ" رزومیخن نے تیوری چڑھا کر پوچھا "یعنی وہ لوگ جنہیں قتل کرنے کا حق دے دیا گیا ہے' کیا انہیں بھگتنے کی بالکل ضرورت نہیں' اس خون کے لئے بھی نہیں جو انہوں نے بہایا ہے؟"

"یہاں لفظ "ضرورت" کس لئے؟ یہاں کوئی اجازت ہے نہ کوئی پابندی۔ اگر اس کو قربانی کرنے پر افسوس ہے تو بھگتے.... بھگتنا اور درد محسوس کرنا ہمیشہ بلند شعور اور گہرے دل کے لئے ناگزیر ہوتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ سچ مچ عظیم لوگوں کو دنیا میں لازمی طور پر بڑا رنج بھی محسوس کرنا پڑتا ہے" اس نے اچانک فکر مند ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بھی بات چیت والا نہ تھا۔

اس نے اپنی نگاہیں اٹھائیں' فکر میں ڈوبے ہوئے انداز میں سبھوں کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اپنی ٹوپی اٹھالی۔ وہ جب یہاں تھوڑی دیر پہلے آیا تھا تب کے مقابلے میں بہت زیادہ پرسکون تھا اور اس بات کو محسوس کر رہا تھا۔ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔

"اب آپ چاہے مجھے گالیاں دیں یا نہ دیں' مجھ پر خفا ہوں نہ ہوں' لیکن میں تو پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا" پورفیری پترووچ نے پھر شروع کیا "مجھے ایک چھوٹے سے سوال کی اجازت دیجئے (میں آپ کو بہت پریشان کر رہا ہوں!) میں بس ایک چھوٹے سے خیال کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا' بس ایک' اس لئے کہ بھول نہ جاؤں...."

"اچھی بات ہے' بتائیے آپ اپنا چھوٹا سا خیال" رسکولنیکوف سنجیدہ اور بالکل پیلا پڑا ہوا اس کے سامنے انتظار میں کھڑا تھا۔

"وہ یہ کہ.... سچ مچ مجھے نہیں معلوم کہ اس کا بخوبی اظہار کس طرح کیا جائے.... یہ خیال تو کھلواڑ سا' کچھ نفسیاتی سا ہے.... وہ یہ کہ جب آپ نے اپنا مضمون تحریر کیا تھا' خیر یہ تو ہو نہیں سکتا' ہے' ہے! کہ آپ نے خود کو' ذرا ای سا سہی "غیر معمولی" انسان اور نئی بات کہنے والا انسان نہ شمار کیا ہو' آپ ہی والے مفہوم میں.... کیا ایسا ہی ہے؟"

"بہت ممکن ہے" رسکولنیکوف نے حقارت کے ساتھ جواب دیا۔

رزومیخن کلبلایا۔

"اور اگر ایسا ہے تو کیا آپ نے زندگی بسر کرنے کی مشکلات' کسی نہ کسی ناکامی کی بنا پر یا پوری نوع انسانی کی کسی طرح کی خدمت کے خیال سے حد سے باہر قدم رکھنے کا.... مثلاً قتل کرنے یا لوٹنے کا فیصلہ نہ کر لیا ہوتا؟"

اور انہوں نے جیسے پھر بائیں آنکھ سے رسکولنیکوف کو آنکھ ماری اور چپکے چپکے ہنسا۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے تھوڑی دیر پہلے کیا تھا۔

"اگر میں نے حد سے باہر قدم رکھا بھی ہوتا تو بھی ظاہر ہے کہ آپ کو نہ بتاتا" رسکولنیکوف نے للکارنے والی' نفرت انگیز حقارت کے ساتھ جواب دیا۔

"نہیں یہ تو میں محض اپنی دلچسپی کی بنا پر' محض آپ کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے کے لئے' صرف ادبی

حیثیت سے...."

"تھو' یہ سب کس قدر صریحی اور دیدہ دلیرانہ ہے!" رسکولنیکوف نے کراہت کے ساتھ سوچا۔

اس نے روکھے پن سے جواب دیا "مجھے یہ جتانے کی اجازت دیجئے کہ میں خود کو عیسیٰ یا نپولین نہیں سمجھتا.... اور نہ اس طرح کی کوئی بھی ہستی' اور چونکہ ان میں سے نہیں ہوں اس لئے آپ کو اطمینان بخش طور پر یہ سمجھا بھی نہیں سکتا کہ میں نے کیا کیا ہوتا۔"

"ارے خیر' روس میں ہم میں سے کون بھلا خود کو نپولین نہیں سمجھتا؟" اچانک پورفیری نے بڑی خوفناک بے تکلفی کے ساتھ کہا۔ ان کی آواز کے اتار چڑھاؤ میں بھی اس بار کوئی چیز بالکل صاف تھی۔

"اور شاید مستقبل کے کسی نپولین ہی نے پچھلے ہفتے ہماری الیونا ایوانوونا کو کلہاڑی سے کاٹ کر رکھ دیا؟" زمیتوف اپنے کونے سے اچانک بول پڑا۔

رسکولنیکوف چپ رہا۔ وہ ایک ٹک' تند نظروں سے پورفیری کو گھور رہا تھا۔ رزومیخن نے اداس ہو کر تیوریاں چڑھا لیں۔ اسے پہلے بھی لگ رہا تھا کہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے۔ اس نے غصے سے چاروں طرف دیکھا۔ اداس خاموشی میں ایک منٹ گزرا۔ پھر رسکولنیکوف باہر جانے کے لئے مڑا

"کیا آپ جا رہے ہیں؟" پورفیری نے بڑی شفقت سے پوچھا اور انھوں نے غیر معمولی نیکی کے ساتھ اپنا ہاتھ بڑھایا۔ "آپ سے مل کر بہت' بہت خوشی ہوئی۔ اور اپنی درخواست کے سلسلے میں آپ ذرا بھی شک نہ کیجئے۔ جیسا میں نے آپ سے عرض کیا ہے ویسے ہی لکھ دیجئے۔ ہاں' سب سے اچھا یہی ہے کہ آپ لے کر وہاں میرے پاس آ جائیے.... بس چند دنوں کے اندر.... ہو سکے تو کل ہی۔ میں وہاں کوئی گیارہ بجے تک پہنچ جاؤں گا' غالباً۔ بس پھر سب ٹھیک کر لیں گے.... باتیں کریں گے.... آپ تو چونکہ وہاں جانے والے آخری لوگوں میں تھے اس لئے ہو سکتا ہے آپ ہمیں کچھ بتا سکیں" اس نے بڑی نیک دلی کے ساتھ کہا۔

"آپ مجھ سے سرکاری طور پر' ساری شرائط کے مطابق' جرح کرنا چاہتے ہیں؟" رسکولنیکوف نے تیکھے پن سے پوچھا۔

"کس لئے؟ ابھی تک تو اس کی بالکل کوئی ضرورت نہیں۔ آپ ٹھیک سمجھے نہیں۔ دیکھئے بات یہ ہے کہ میں تو کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور.... اور جتنے لوگوں نے بھی مال گروی رکھا تھا ان سب سے میں بات کر چکا ہوں.... کچھ سے میں نے ثبوت حاصل کئے.... اور آپ چونکہ آخری ہوں گے.... ارے ہاں' لگتا ہے مجھے یاد آ گیا' میں بھی کیا چیز ہوں!" وہ اچانک خوش ہو کر بول پڑے اور رزومیخن کی طرف مڑے "تم نے اس میکولائی کے بارے میں تب میرے کان کھا لئے تھے' لیکن میں خود جانتا ہوں' خود جانتا ہوں" وہ رسکولنیکوف کی طرف مڑ گئے "کہ آدمی ایماندار ہے لیکن کروں تو کیا کروں' اور میتری کو بھی پریشان کرنا پڑتا ہے.... یہی تو ساری بات ہے' یہی تو اصل بات ہے۔ اس وقت سیڑھیوں پر جاتے ہوئے.... اچھا یہ بتائیے کہ جب آپ گئے تھے تو سات بج چکے تھے؟"

"ہاں" رسکولنیکوف نے جواب دیا اور فوراً ہی اسے ناخوشگوار احساس ہوا کہ شاید یہ نہ کہنا چاہئے تھا۔

"تو سیڑھیوں پر سے سات بجے کے بعد جاتے ہوئے کہیں آپ نے دیکھا تو نہیں' دوسری منزل پر' ایک کھلے فلیٹ میں۔۔۔ یاد ہے آپ کو؟ دو کاریگر یا شاید ان میں سے ایک ہی؟ وہ وہاں رنگ کر رہے تھے' آپ نے نہیں دیکھا؟ یہ ان کے لئے بہت' بہت اہمیت رکھتا ہے!...."

"رنگ کرنے والے؟ نہیں میں نے نہیں دیکھا..." رسکولنیکوف نے دھیرے دھیرے جواب دیا جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو' اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے سارے وجود پر زوال رہا تھا اور مارے اس اذیت کے بے ہوش ہوا جا رہا تھا کہ جلد ہی وہ اندازہ لگا لے کہ اسے پکڑنے کے لئے کون سا جال بچھایا جا رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظر سے چوکنے نہ پائے۔ "نہیں دیکھا' بلکہ ایسا کھلا ہوا فلیٹ بھی نہیں خیال کیا... البتہ چوتھی منزل پر" اب وہ پوری طرح جال پر حاوی ہو چکا تھا اور اپنی فتح پر نازاں تھا "یہ یاد آ رہا ہے کہ کوئی سرکاری ملازم فلیٹ کو خالی کر رہا تھا... الیونا ایوانوونا کے فلیٹ کے بالکل مقابل... یاد ہے... یہ تو اچھی طرح یاد ہے... سپاہی کوئی صوفہ نکال رہے تھے اور انہوں نے تو مجھے بالکل دیوار سے دبا ہی دیا تھا... لیکن رنگ کرنے والے تو... نہیں' نہیں یاد آتا کہ وہاں رنگ کرنے والے بھی تھے... اور کوئی کھلا ہوا فلیٹ بھی کہیں نہیں تھا شاید۔ ہاں' نہیں تھا..."

"تم بات کیا کر رہے ہو!" اچانک رزومیخن چیخ پڑا جیسے اس کو یاد آ گیا ہو اور وہ سمجھ گیا ہو "رنگ کرنے والے تو وہاں قتل کے دن کام کر رہے تھے اور یہ گئے تھے وہاں تین دن پہلے؟ تم پوچھ کیا رہے ہو؟"

"تھو! سب گڈمڈ ہو گیا ہے!" پورفیری نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ "لعنت ہے۔ میں تو اس مقدمے میں پاگل ہو جاؤں گا!" وہ رسکولنیکوف سے مخاطب ہوئے کچھ معذرت کے سے انداز میں "اصل میں ہمارے لئے یہ جاننا بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ کسی نے انہیں دیکھا ہے یا نہیں' سات بجے کے بعد' فلیٹ میں' اور ابھی مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ بھی کچھ بتا سکتے ہوں... دماغ میں سب گڈمڈ ہو گیا ہے!"

"لیکن ضرورت ہے ذرا احتیاط رہنے کی" رزومیخن نے سنجیدگی سے کہا۔

آخری الفاظ پیش دالان میں کہے گئے تھے۔ پورفیری پیتروویچ نے ان لوگوں کو غیر معمولی شفقت کے ساتھ بالکل دروازے تک پہنچایا۔ دونوں وہاں سے سڑک پر نکلے تو اداس اداس اور چپ چپ تھے اور چند قدم تک دونوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ رسکولنیکوف نے ابھر کر ایک سانس لی...

6

"مجھے یقین نہیں! میں نہیں یقین کر سکتا!" متحیر رزومیخن نے دہرایا' پوری قوت سے یہ کوشش کرتے ہوئے کہ رسکولنیکوف کی دلیلوں کو رد کر دے۔ وہ دونوں بکالیئف کی اقامت گاہ کی طرف جا رہے تھے جہاں پولخیریا الکساندروونا اور دونیا دیر سے ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ رزومیخن بات چیت کی گرمی میں بار بار رک رک کر چل رہا تھا۔ وہ اس بات پر بے حد بوکھلایا ہوا اور پریشان تھا کہ وہ آپس میں پہلی بار اس کے بارے میں صاف صاف باتیں کر رہے تھے۔

"تو مت یقین کرو!" رسکولنیکوف نے بے کیف اور لاپروائی کی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "تم نے تو اپنی عادت کے مطابق کسی چیز کی طرف دھیان ہی نہیں دیا اور میں ایک ایک لفظ کو تول رہا تھا۔"

"تم شبہہ کر رہے ہو' اسی لئے تم نے تولا... ہوں... میں مانتا ہوں کہ پورفیری کا لہجہ سچ مچ کافی عجیب تھا اور خاص طور سے اس کمینے زمیتوف کا!... تم ٹھیک کہتے ہو اس میں کچھ تو تھا... لیکن کیوں؟ کیوں؟"

"اس نے رات بھر میں اپنی رائے بدل دی۔"

"لیکن اس کے برعکس' اس کے برعکس! اگر انہیں یہ بیوقوفی کا خیال تھا تو ان لوگوں نے پوری کوشش کی ہوتی اسے چھپائے رکھنے کی اور اپنے پتوں کو دبائے رکھنے کی تاکہ بعد کو پکڑ سکیں... لیکن اب... یہ تو ڈھٹائی اور لاپروائی ہے!"

"اگر ان کے پاس حقائق' یعنی اصلی حقائق' یا کچھ نہ کچھ بنیاد ہی ہوتی شبہہ کرنے کی' تو وہ درحقیقت کھیل کو چھپانے کی کوشش کرتے --- اس امید میں کہ اور زیادہ حاصل کر لیں گے (اور اس کے علاوہ بہت پہلے ہی تلاشی لی ہوتی۔) لیکن ان کے پاس کوئی حقیقت نہیں ہے' ایک بھی نہیں --- سب سراب ہے' سب کچھ مبہم سا' بس ایک بھٹکتا ہوا خیال --- تو اس لئے یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں ڈھٹائی سے زیر کرنے کی۔ اور ہو سکتا ہے خود ہی اس بات پر چڑا ہوا ہو کہ کوئی ثبوت نہیں' اور جھلاہٹ میں بک گیا ہو۔ اور ہو سکتا ہے کوئی چال چل رہا ہو... آدمی تو وہ لگتا ہے ذہین ہے... ہو سکتا ہے مجھ پر یہ ظاہر کر کے کہ اسے معلوم ہے مجھے ڈرانا چاہتا ہو... اس میں بھائی اپنی ہی نفسیات ہے... لیکن یہ سب وضاحت کرنا بھی کراہت انگیز ہے۔ چھوڑو بھی!"

"اور توہین آمیز ہے' توہین آمیز ہے! میں تمہاری بات سمجھتا ہوں! لیکن... اب جب کہ ہم صاف صاف باتیں کر رہے ہیں (اور یہ بہت اچھا ہے کہ ہم نے آخرکار صاف صاف باتیں کیں' میں خوش ہوں!) تو میں تمہارے سامنے اب صاف اقبال کرتا ہوں کہ میں نے ان میں یہ خیال بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا' جو اس سارے وقت میں تھا' ظاہر ہے کہ محض موہوم سا' قیاس آرائی کی طرح' لیکن آخر یہ قیاس آرائی بھی کیوں؟ کیسے یہ لوگ ہمت کرتے ہیں؟ آخر ان کے دلائل کی بنیاد کیا ہے؟ کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ میں کیسا کیسا جھنجھلایا ہوں! یہ کیسے' اس بنا پر کہ ایک مفلس طالب علم' محتاجی اور ہیک رنے خبط کا مارا ستایا ہوا' جسے سرسامی کیفیت کے ساتھ شدید بیماری ہونے ہی والی ہے اور ہو سکتا ہے اس وقت شروع ہو بھی چکی ہو (اس بات کو ذہن میں رکھنا!) شکی مزاج' خوددار' جو اپنی اہمیت کو جانتا ہے اور جو چھ مہینے سے اپنے کونے میں پڑا کسی سے ملا تک نہیں' چیتھڑے لگے ہوئے اور جوتے بے تلے کے --- کچھ پولیس والوں کے سامنے کھڑا ہے اور ان کی بدتمیزیوں کو برداشت کرتا ہے اور وہیں اس کے منہ پر غیر متوقع قرض' یہ پرامیسری نوٹ مار دیا جاتا ہے جو درباری کونسلر چیبارووف نے پیش کیا ہے' اوپر سے رنگ و روغن کی بو' تیس ڈگری ریومیور کا درجہ حرارت' دم گھٹا دینے والی فضا' لوگوں کی بھیڑ' کسی کے قتل کر دئے جانے کی باتیں' جس کے پاس وہ کچھ ہی پہلے جا بھی چکا تھا اور یہ سب --- بھوکے پیٹ پر! تو بھلا آدمی کیسے نہ بے ہوش ہو جائے! اور اس پر' صرف اسی پر ساری چیزوں کی بنیاد رکھنا! لعنت ہے! میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جھنجھلاہٹ ہونا لازمی ہے' روڈیا! میں تمہاری جگہ ہوتا تو ان کے سامنے قہقہے لگاتا بلکہ بہتر یہ ہوتا کہ سبھوں کے منہ پر تھوک دیتا' اچھی طرح سے' اور چاروں طرف کوئی دس بارہ تھپڑ مارتا' سوچ سمجھ کے' جیسے کہ یہ ہمیشہ کرنا چاہئے اور بس اسی پر ختم کر دیتا۔ تھو کو ان پر! ہمت سے کام لو! کس قدر شرم کی بات ہے!"

"مگر بات کو اس نے بڑی اچھی طرح پیش کیا ہے" رسکولنیکوف نے سوچا۔

"تھوکوں؟ اور کل پھر جرح ہو گی!" اس نے تلخی کے ساتھ کہا "تو کیا میں ان لوگوں کو صفائی دیتا پھروں؟ مجھے اسی پر جھلاہٹ ہے کہ میں نے کل طعام خانے میں خود کو اتنا گرایا کہ زمیتوف سے باتیں کیں..."

"لعنت ہے ان پر! میں خود ہی پورفیری کے پاس جاؤں گا! اور میں اس کو نچوڑوں گا' رشتہ دار کی حیثیت سے۔ بتائے مجھے ساری بات' جڑ تک۔ اور رہا زمیتوف تو..."

"آخرکار بوجھ گیا!" رسکولنیکوف نے سوچا۔

"ٹھہرو!" رزومیخن اچانک اس کا کندھا پکڑ کر چلایا "ٹھہرو! تم نے غلطی کی! میں نے سمجھ لیا۔ تم نے غلطی

کی! یہ بھلا کیسا جال ہو سکتا ہے؟ تم کہتے ہو کہ کاریگروں کے بارے میں سوال ایک جال تھا؟ ذرا غور کرو۔۔۔ اگر تم نے یہ کیا ہوتا تو تم کبھی یہ بتا سکتے تھے کہ تم نے فلیٹ میں رنگ ہوتے دیکھا ہے۔۔۔ اور کاریگروں کو؟ اس کے برعکس۔۔۔ کچھ بھی نہیں دیکھا' دیکھا بھی ہوتا تو بھی! خود اپنے خلاف کون بیان دیتا ہے؟"

"اگر میں نے یہ کام کیا ہوتا تو میں نے ضرور کہہ دیا ہوتا کہ میں نے کاریگروں کو بھی دیکھا تھا اور فلیٹ کو بھی" بیزاری اور صریحی کراہت کے ساتھ رسکولنیکوف نے جواب دیا۔

"خود اپنے خلاف کس لئے کہتا؟"

"اس لئے کہ صرف کسان یا بالکل ہی ناتجربہ کار اناڑی ہی جرح میں ہر چیز سے صاف صاف اور پے در پے انکار کرتے ہیں۔ آدمی اگر ذرا سا بھی ترقی یافتہ ہے اور کچھ حاصل کر چکا ہے تو وہ ضرور جہاں تک ممکن ہوتا ہے خارجی اور ناقابل انکار حقیقتوں کا اعتراف کر لینے کی کوشش کرتا ہے البتہ ان کے اسباب دوسرے تلاش کرتا ہے اور ان کو ایسے اپنے مخصوص اور غیر متوقع رنگ دیتا ہے کہ ان کے معنی ہی بالکل دوسرے ہو جاتے ہیں اور انہیں بالکل ہی دوسری روشنی میں پیش کرتا ہے۔ پورفیری نے بھی ہو سکتا ہے یہی حساب لگایا ہو کہ میں بھی ضرور اسی طرح جواب دوں گا اور ضرور کہوں گا کہ دیکھا تھا سچائی سے مشابہت پیدا کرانے کے لئے' اور پھر اس کو کوئی نہ کوئی وضاحت پیش کروں گا۔۔۔"

"لیکن اس نے فوراً تم سے کہہ دیا ہوتا کہ دو دن پہلے وہاں کاریگر ہو ہی نہ سکتے تھے اور اس کا مطلب ہوا کہ تم قتل کے دن ہی گئے تھے' سات بجے کے بعد۔ معمولی سی بات پر تم کو دھر لیتا!"

"ہاں یہی تو اس نے حساب لگایا تھا کہ میں سوچ نہ پاؤں گا اور جلدی میں سچائی سے ملتا جلتا ہوا جواب دے دوں گا اور یہ بھول جاؤں گا کہ دو دن پہلے تو کاریگر وہاں ہو ہی نہ سکتے تھے۔"

"لیکن اسے بھول کیسے سکتے تھے؟"

"یہ تو سب سے آسان تھا! اور ایسی ہی معمولی چیزیں تو چالاک لوگ بھول جاتے ہیں۔ آدمی جتنا ہی چالاک ہوتا ہے اتنا ہی کم اسے شبہ ہوتا ہے کہ اسے معمولی چیزوں میں پکڑ لیا جائے گا۔ زیادہ چالاک آدمی کو زیادہ معمولی ہی چیزوں میں پکڑنا چاہئے۔ پورفیری ہرگز اتنا بیوقوف نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھتے ہو۔۔۔"

"اس کے بعد تو وہ کمینہ ہے!"

رسکولنیکوف ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن اسی وقت اسے اپنی یہ صاف دلی اور اپنا اشتیاق بہت ہی عجیب لگا جس سے اس نے آخری وضاحت پیش کی تھی جب کہ ساری اس سے پہلے کی بات چیت اس نے رنجیدہ کراہت کے ساتھ' بظاہر ایک مقصد کے تحت' ضرورت کی بنا پر برقرار رکھی تھی۔

"مجھے بعض پہلوؤں میں مزہ آنے لگا ہے!" اس نے اپنے دل میں سوچا۔

لیکن تقریباً اسی وقت اچانک وہ بہت بے چین ہو گیا جیسے اس کے ذہن میں کوئی غیر متوقع اور تشویش ناک خیال پیدا ہو گیا ہو۔ اس کی بے چینی بڑھتی گئی۔۔۔ وہ دونوں بکالیئف کی اقامت گاہ کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔

"تم اکیلے چلے جاؤ" اچانک رسکولنیکوف نے کہا "میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

"تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم تو پہنچ بھی گئے!"

"میرا جانا ضروری ہے' ضروری۔ کام ہے۔۔۔ آدھ گھنٹے میں آ جاتا ہوں۔۔۔ ان لوگوں سے کہہ دینا۔"

"مرضی تمہاری لیکن میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا!"

"اب کیا تم بھی مجھ کو اذیت دینا چاہتے ہو!" اس نے اتنی تلخ جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا' آنکھوں میں اتنی شدید ناامیدی کے ساتھ کہ رزومیخن بے بس ہو گیا۔ ذرا دیر وہ سائبان کے نیچے کھڑا رہا اور اداس نظروں سے دیکھتا رہا کہ رسکولنیکوف جلدی جلدی اپنی گلی کی سمت میں تیز تیز قدموں سے چلا جا رہا ہے۔ آخرکار اس نے دانت پیس کر اور مٹھیاں کس کر اسی وقت قسم کھائی کہ آج ہی پورفیری کو اچھی طرح نچوڑے گا' لیموں کی طرح' اور سیڑھیاں چڑھ کر وہ پولخیریا الکساندروونا کے پاس چلا گیا جو ان لوگوں کی غیر حاضری سے بڑے تشویش میں مبتلا تھیں۔

جب رسکولنیکوف اپنے مکان تک پہنچا تو اس کے سر کے بال پسینے سے تر تھے اور وہ مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ جلدی جلدی وہ سیڑھیوں پر چڑھا' اپنے کھلے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور فوراً اس کی کنڈی لگا دی۔ اس کے بعد ڈرتے ڈرتے اور بدحواسی میں وہ اس کونے کی طرف لپکا' کاغذ میں اسی شگاف کی طرف جس میں اس دن چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ شگاف کے اندر ہاتھ ڈال کر وہ کئی منٹ تک بڑی احتیاط سے اس سوراخ میں ٹٹولتا رہا' اور کاغذ کی ساری درزوں اور شکنوں کو دیکھ ڈالا۔ جب اس میں کچھ بھی نہ ملا تو اس نے کھڑے ہو کر گہری سانس لی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے بکالیئف کی اقامت گاہ کے سائبان تک پہنچ کر اسے اچانک خیال ہوا کہ کوئی نہ کوئی چیز' کوئی زنجیر' کوئی بٹن یا صرف کاغذ ہی جس میں وہ چیزیں لپٹی ہوئی تھیں' بڑھیا کے ہاتھ کے لکھے اندراجات کے ساتھ' تب ہو سکتا ہے کسی نہ کسی طرح نکل گیا ہو اور کسی درز میں گم ہو گیا ہو اور پھر اچانک غیر متوقع اور ناقابل تردید شہادت کی طرح اس کے سامنے نمودار ہو جائے۔

وہ خیالوں میں گم کھڑا تھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب' حقیرانہ' نیم بے عقلی کی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ آخرکار اس نے اپنی ٹوپی اٹھائی اور چپکے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ خیالوں میں کھویا ہوا وہ پھاٹک میں داخل ہوا۔

"لو یہ خود ہی آ گئے!" ایک بلند آواز نے کہا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

دربان اپنی کوٹھری کے دروازے پر کھڑا تھا اور ایک پستہ قد سے آدمی کو اسے دکھا رہا تھا۔ دیکھنے سے یہ شخص دستکار لگتا تھا' کچھ لبادے کی قسم کی چیز پہنے تھا' واسکٹ تھی اور دور سے دیکھنے میں بالکل کسی عورت کی طرح لگتا تھا۔ اس کا سر' جس پر چیکٹ ٹوپی تھی' نیچے کو لٹکا ہوا تھا اور وہ پورے کا پورا ہی کچھ کبڑا جیسا لگ رہا تھا۔ اس کے جھریوں دار تھل تھل چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ پچاس سے اوپر کا ہے۔ چھوٹی چھوٹی سوجی ہوئی آنکھیں اداسی' تندی اور ناگواری کے ساتھ دیکھ رہی تھیں

"کیا بات ہے؟" رسکولنیکوف نے دربان کے پاس پہنچ کر پوچھا۔

دستکار نے بھوؤں کے نیچے سے آنکھیں اٹھا کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر بڑے اطمینان سے اسے یک ٹک اور بڑے غور سے تکتا رہا۔ پھر وہ دھیرے دھیرے مڑا اور ایک لفظ بھی کہے بغیر مکان کے پھاٹک سے نکل کر سڑک پر چلا گیا۔

"ارے بات کیا ہے؟" رسکولنیکوف نے پکار کر پوچھا۔

"یہ کوئی آیا تھا اور اس نے پوچھا کہ یہاں ایک طالب علم رہتا ہے' اور آپ کا نام لیا اور پوچھا کہ کس کے ہاں رہتے ہیں۔ اسی وقت آپ آ گئے' میں نے دکھایا اور وہ چل دیا۔ عجیب بات ہے۔"

دربان کی بھی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن اسے زیادہ پریشانی نہ تھی اور ذرا دیر سوچتے رہنے کے بعد وہ

مڑا اور اپنی کوٹھری میں چلا گیا

رسکولنیکوف اس دستکار کے پیچھے لپکا اور فوراً ہی اس نے دیکھ لیا کہ وہ سڑک کی دوسری طرف ' پہلے ہی جیسے ہموار قدموں سے ' بغیر کسی جلدی کے ' زمین میں آنکھیں گڑوئے اور جیسے کچھ سوچتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ رسکولنیکوف نے فوراً ہی اسے جا لیا لیکن کچھ دیر اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ آخر کار وہ اس شخص کے برابر آ گیا اور ایک طرف سے اس کے چہرے کو دیکھا۔ اس شخص نے فوراً ہی اسے دیکھ لیا ' جلدی سے اس پر ایک نظر ڈالی لیکن پھر آنکھیں نیچی کر لیں۔ یوں ہی ایک منٹ تک دونوں چلتے رہے ' برابر برابر ' کچھ کہے بغیر۔

"آپ نے میرے بارے میں پوچھا تھا... دربان سے؟" آخر کار رسکولنیکوف نے کہا لیکن کچھ زیادہ اونچی آواز میں نہیں۔

دستکار نے کوئی بھی جواب نہ دیا بلکہ اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ پھر دونوں چپ تھے۔

"آخر آپ کو ہوا کیا ہے.... آئے ' پوچھا... اور اب چپ ہیں.... آخر یہ بات کیا ہے؟" رسکولنیکوف کی آواز پھٹ گئی اور الفاظ جیسے صاف نہیں ادا ہونا چاہتے تھے۔

دستکار نے اس بار آنکھیں اٹھائیں اور غصے میں بھری ہوئی ' بد نظروں سے رسکولنیکوف کو دیکھا۔

"قاتل!" اچانک اس نے ہلکی لیکن صاف اور واضح آواز میں کہا۔

رسکولنیکوف اس کے برابر برابر چل رہا تھا۔ اچانک اس کی ٹانگیں بے حد کمزور ہو گئیں ' پیٹھ ٹھنڈی ہو گئی اور دل کی دھڑکن جیسے ایک لمحے کو رک گئی اور پھر یوں شروع ہو گئی جیسے بندھن ٹوٹ گیا ہو اسی طرح وہ کوئی سو قدم تک چلتے رہے ' برابر برابر اور پھر بالکل خاموش۔

دستکار اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"آپ کہہ کیا رہے ہیں.... کیا.... کون قاتل ہے؟" رسکولنیکوف بمشکل سنائی دینے والی آواز میں بڑبڑایا۔

"تم قاتل ہو" اس نے اور بھی زیادہ وضاحت اور صفائی کے ساتھ اور ایک نفرت انگیز ظفر مندی کی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور پھر رسکولنیکوف کے ستے ہوئے چہرے پر آنکھیں گڑو کر اور اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ اس وقت وہ دونوں چوراہے پر پہنچ گئے تھے۔ دستکار بائیں طرف کی سڑک پر مڑ گیا اور مڑ کر دیکھے بغیر چلا گیا۔ رسکولنیکوف اسی جگہ پر کھڑا رہ گیا اور دیر تک اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ وہ شخص کوئی پچاس قدم جا کر مڑا ' اس نے رسکولنیکوف کی طرف دیکھا جو ابھی تک اسی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ وہاں سے صاف نظر آنا تو ممکن نہیں تھا لیکن رسکولنیکوف کو ایسا لگا جیسے اس بار وہ شخص مسکرایا ہو اور اس کی مسکراہٹ ویسی ہی ٹھنڈی نفرت بھری اور فتح مندانہ تھی۔

خاموش ' کمزور قدموں اور کانپتے ہوئے گھٹنوں سے چل کر ' گویا سردی سے بالکل ٹھٹھرتا ہوا رسکولنیکوف واپس مڑا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ ٹوپی اتار کر اس نے میز پر رکھی اور کوئی دس منٹ تک اس کے پاس ہی ساکت کھڑا رہا۔ اس کے بعد نقاہت سے صوفے پر لیٹ گیا اور بیمار کی طرح ہلکی سی کراہ کے ساتھ اس نے اپنے پاؤں پھیلا لئے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس طرح وہ آدھ گھنٹے تک پڑا رہا۔

وہ کسی بھی چیز کے بارے میں سوچ نہیں رہا تھا۔ بس یوں ہی کچھ خیالات یا خیالات کے اجزا تھے ' کچھ تصورات ' بغیر کسی ترتیب اور ربط کے --- لوگوں کے چہرے ' جنہیں اس نے بچپن میں دیکھا تھا یا جن سے کہیں

نہ کہیں بس ایک بار ملا تھا اور جن کو اس نے کبھی یاد بھی نہ کیا ہوتا ' و ز نیسنسکی کلیسا کا گھڑیال ' ایک طعام خانے کا بلیرڈ اور اس کی میز کے پاس کوئی فوجی افسر ' کسی تہ خانے میں واقع تمباکو کی دکان میں سگار کی مہک ' شراب خانہ ' کالی سیڑھیاں ' بالکل اندھیری ' گندے پانی سے تر بتر اور انڈوں کے چھلکوں سے پٹی ہوئی ' اور کہیں سے آتی ہوئی گرجا گھر کی اتوار والے گھنٹوں کی آواز.... چیزیں بدل جاتی تھیں اور بگولے کی طرح دماغ میں ناچ رہی تھیں۔ کچھ چیزیں اسے اچھی بھی لگیں اور اس نے ان کے ساتھ وابستہ ہو جانے کی کوشش بھی کی لیکن وہ ماند پڑ گئیں۔ ویسے عام طور سے اس کے دل پر کوئی چیز بار سی تھی لیکن بہت زیادہ نہیں۔ کبھی کبھی اچھا بھی لگتا تھا۔ ہلکی ہلکی کپکپی نہیں گئی اور یہ بھی تقریباً اچھی معلوم ہو رہی تھی۔

اس کو رزومیخن کے تیز تیز قدموں کی چاپ اور اس کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سوتا بن گیا۔ رزومیخن نے دروازہ کھولا اور ذرا دیر چوکھٹ ہی پر کھڑا رہا ' جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ پھر وہ چپکے چپکے کمرے میں داخل ہوا اور احتیاط کے ساتھ صوفے کے پاس آیا۔ نستاسیا کی سرگوشی سنائی دی:

"جگایئے مت! سونے دیجئے! کھانا بعد کو کھا لیں گے۔"

"ٹھیک ہے" رزومیخن نے جواب دیا۔

دونوں دبے پاؤں چلے گئے اور دروازہ بھیڑ دیا۔ آدھ گھنٹہ اور گزر گیا۔ رسکولنیکوف نے آنکھیں کھول دیں اور پھر سے چت لیٹ کر اپنے ہاتھ سر کے نیچے رکھ لئے....

"کون ہے وہ؟ کون ہے یہ شخص جو بس زمین میں سے نکل آیا؟ کہاں تھا وہ اور کیا دیکھا تھا اس نے؟ دیکھا اس نے سب کچھ ' اس میں تو کوئی شک نہیں۔ تو اس وقت وہ کہاں کھڑا تھا اور کہاں سے اس نے دیکھا؟ اور کیوں وہ اب اس وقت زمین کے اندر سے نکل آیا؟ اور وہ دیکھ کیسے سکا . کیا سچ مچ یہ ممکن ہے؟.... ہوں...."

رسکولنیکوف نے سردی محسوس کرتے ہوئے اور کپکپاتے ہوئے سوچنا شروع کیا۔ "اور ڈبیا جو میکولائی کو دروازے کی آڑ میں مل گئی تھی: واقعی کیا یہ بھی ممکن ہے؟ سراغ؟ لاکھوں چیزوں کا پہلے سے تصور کر کے بس ایک ہی کو چھوڑ دیا --- اور یہ مل گیا سراغ جس سے بنے گا اہرام مصر! مکھی اڑی تھی اور اس نے دیکھا تھا! کیا واقعی یہ ممکن ہے؟"

اور اچانک اسے نفرت کے ساتھ احساس ہوا کہ وہ کس قدر کمزور ہو گیا ہے ' جسمانی طور پر کمزور ہو گیا ہے۔

"یہ مجھے جاننا چاہئے تھا" اس نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ سوچا "اور میں نے کیسے ہمت کی ' اپنے آپ کو جانتے ہوئے ' اپنے آپ کو پہلے سے محسوس کرتے ہوئے ' کلہاڑی لے کر خون کر دینے کی۔ میرا فرض تھا پہلے سے جاننا.... ہاں ہاں! میں جانتا تھا پہلے ہی سے!...." اس نے انتہائی ناامیدی میں زیر لب کہا۔

کبھی کبھی وہ کسی نہ کسی خیال پر ساکت ہو کر رک جاتا:

"نہیں ' وہ لوگ اس طرح نہیں بنے ہوتے ' اصلی صاحب اقتدار ' جسے ہر چیز کی اجازت ہوتی ہے ' تولون پر یلغار کرتا ہے ' پیرس میں قتل عام کرتا ہے ' مصر میں پوری فوج کو بھول جاتا ہے ' ماسکو پر چڑھائی کرنے میں پانچ لاکھ جانیں ضائع کر دیتا ہے اور ایک پھبتی کے ذریعے ویلنا سے بچ نکلتا ہے۔ اور اس کے لئے مرنے پر آلتر قائم کئے جاتے ہیں ' اور سب کچھ روا ہوتا ہے۔ نہیں ' صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کے جسم نہیں ہوتا ' کانسہ ہوتا ہے!"

ایک اچانک بے تعلق خیال نے یکبارگی اسے تقریباً ہنسا دیا:

"نپولین، اہرام مصر، واٹرلو --- اور سوکھی ہوئی بدطینت بڑھیا، ایک سرکاری ملازم کی بیوہ، سود خور، پلنگ کے نیچے سرخ تجوری رکھنے والی --- اس کو کیسے ہضم کریں گے پور فیری پتروویچ!... ہرگز نہیں ہضم کریں گے! جمالیات مخل ہو جاتی ہے --- "کیا نپولین رینگ کر ایک بڑھیا کے پلنگ کے نیچے گھسے گا!" اف گھن آتی ہے!..."

کبھی کبھی اسے لگتا کہ جیسے وہ سرسامی حالت میں ہو۔ وہ پھر بخار کے ہیجان کی کیفیت میں جا پہنچا۔

"بڑھیا تو خرافات ہے!" اس نے گرم ہو کر اور اکھڑے اکھڑے طریقے سے سوچا۔ "بڑھیا شاید ہی غلطی تھی لیکن وہ اصل چیز نہیں ہے! بڑھیا تو ایک بیماری تھی... میں بہت جلدی حد سے بڑھ جانا چاہتا تھا... میں نے انسان کو نہیں قتل کیا، میں نے ایک اصول کو قتل کر دیا! اصول کو تو میں نے قتل کر دیا لیکن حد سے بڑھنے کے معاملے میں تو حد سے آگے نہیں بڑھا، اسی طرف کھڑا رہ گیا... بس اتنا ہی کر سکا کہ قتل کر دوں۔ اور اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی نہ کر سکا... اصول؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے بیوقوف رزومیخن سوشلسٹوں کو کیوں گالی دے رہا تھا؟ محنتی لوگ ہوتے ہیں اور کاروباری "عام خوشی" کے خواہاں... نہیں، مجھے زندگی صرف ایک بار دی گئی ہے اور یہ پھر کبھی نہ ہوگی۔ میں "سارے لوگوں کی خوشی" کا انتظار نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو خود جینا چاہتا ہوں نہیں تو نہ جینا ہی اچھا ہے۔ تو پھر؟ بس میں بھوکی ماں کے پاس سے اپنا روبل جیب میں دبائے ہوئے "سارے لوگوں کی خوشی" کا انتظار کرتے ہوئے نہیں گزرنا چاہتا تھا۔ "آخر سارے لوگوں کی خوشی میں اپنی اینٹ بھی جوڑ دیتا ہوں اور اس سے اطمینان قلب محسوس کرتا ہوں۔" ہا، ہا! تم نے مجھے کیوں نظر انداز کیا؟ آخر میں صرف ایک ہی بار تو جیتا ہوں، میں بھی تو چاہتا ہوں... اف میں جمالیاتی چیلر ہوں اور زیادہ کچھ نہیں" اچانک اس نے پاگل کی طرح ہنستے ہوئے کہا۔ "ہاں میں سچ مچ چیلر ہوں" اس نے بدطینت خوشی کے ساتھ اس خیال کو پکڑ کر، اس پر پھولے نہ سماتے ہوئے، اس سے کھیل کر محظوظ ہوتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی "اور میں ہوں وہی اس لئے کہ اول تو میں اب یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ میں چیلر ہوں، دوسرے اس لئے کہ پورے ایک مہینے میں نے رحمت کل قسمت کو پریشان کیا، اسے اس بات کا شاہد بننے کے لئے طلب کیا کہ میں نے اپنے عیش و عشرت کے لئے اس کا بیڑا نہیں اٹھایا ہے بلکہ میرے پیش نظر عظیم الشان اور خوشگوار مقصد ہے --- ہا، ہا! تیسرے اس لئے کہ اس کی تکمیل میں حتی الامکان انصاف پسندی کی پابندی کرنے کا جتن کیا --- تولا، ناپا اور حساب لگایا --- ساری چیزوں میں سے سب سے بیکار کا انتخاب کیا اور اسے قتل کر کے میں نے اس سے صرف اتنا لینے کا جتن کیا جتنے کی مجھے اپنے پہلے قدم کے لئے ضرورت تھی، اس سے زیادہ نہ اس سے کم (اور باقی مطلب یہ ہے کہ ویسے ہی خانقاہ کو چلا جاتا، روح کو ثواب پہنچانے کے لئے --- ہا، ہا!)... اس لئے، اس لئے میں قطعی طور پر چیلر ہوں" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا "اس لئے کہ میں خود ہو سکتا ہے مارے جانے والے چیلر سے بھی بدتر اور زیادہ گھناؤنا ہوں اور میں نے پہلے ہی محسوس کر لیا تھا کہ میں خود سے یہی کہوں گا قتل کر دینے کے بعد! اور واقعی کیا اس قسم کی بھیانک چیز سے کسی چیز کا بھی موازنہ کیا جا سکتا ہے! اف، یہ ذلالت! اف یہ کمینہ پن! اف، میں "پیغمبر" کو کتنی اچھی طرح سمجھتا ہوں، تلوار سونتے ہوئے، گھوڑے پر سوار --- اللہ حکم دیتا ہے اور "کانپتی ہوئی" مخلوق اطاعت کرتی ہے۔ "پیغمبر" حق پر ہے، حق پر ہے، جب کہیں سڑک پر اچ --- اچھی توپیں نصب کر دیتا ہے اور بے قصور لوگوں اور قصوروار لوگوں کو اڑا دیتا ہے اور وضاحت کرنے کی بھی زحمت نہیں کرتا! اطاعت کر، کانپتی ہوئی

مخلوق اور کوئی خواہش نہ کر اس لئے کہ --- یہ تیرا کام نہیں ہے!... اف، ہرگز، ہرگز، بڑھیا کو معاف نہیں کروں گا!"

اس کے بال پسینے سے تر تھے، کانپتے ہوئے ہونٹ سوکھ گئے تھے، ٹک ٹک نگاہ چھت پر ٹکی ہوئی تھی۔

"ماں، بہن، کتنا میں ان سے پیار کرتا تھا! کس وجہ سے اب میں ان سے نفرت کرتا ہوں؟ ہاں میں ان سے نفرت کرتا ہوں، جسمانی طور پر نفرت کرتا ہوں، اپنے پاس میں انہیں برداشت نہیں کر سکتا... ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے آگے بڑھ کر ماں کو پیار کیا تھا، مجھے یاد ہے... انہیں گلے لگاتے ہوئے یہ سوچا کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے تو... کیا میں ان کو بتا دوں؟ آخر میں یہ کر سکتا ہوں... ہوں! وہ بھی ویسی ہی رہی ہوگی جیسے میں ہوں" اس نے کوشش کر کے سوچتے ہوئے کہا جیسے اپنے اوپر طاری ہوتی جانے والی سرسامی کیفیت سے لڑ رہا ہو "اف، اب میں اس بڑھیا سے کتنی نفرت کرتا ہوں! لگتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہو جاتی تو میں اسے دوسری بار قتل کر دیتا! بیچاری لیزاویتا! کس لئے وہ اسی وقت واپس آ گئی! لیکن یہ عجیب بات ہے کہ میں اس کے بارے میں تقریباً کبھی سوچتا ہی نہیں، جیسے قتل ہی نہ کیا ہو؟... لیزاویتا! سونیا! بیچاری، بردبار، نرم نرم نگاہوں سے بردباری ٹپکتی ہوئی... پیاری پیاری!... وہ روتیں کیوں نہیں؟ وہ آہیں کیوں نہیں بھرتیں؟... وہ سب کچھ دے ڈالتی ہیں... چپکے چپکے اور بردباری سے دیکھتی ہیں... سونیا، سونیا! خاموش سونیا!..."

اس پر غفلت طاری ہو گئی۔ اسے یہ بات بڑی عجیب لگی کہ اسے یاد ہی نہیں کہ وہ سڑک پر کیسے پہنچ گیا۔ شام ڈھل چکی تھی، دھندلکا گہرا ہو گیا تھا، پورا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا لیکن ہوا میں کچھ خاص طور سے گھٹن تھی۔ لوگوں کی بھیڑ سڑک پر آ جا رہی تھی۔ محنت مزدوری کرنے والے اور دفتر میں کام کرنے والے لوگ اپنے اپنے گھر جا رہے تھے، دوسرے لوگ ٹہل رہے تھے۔ گارے، دھول اور ٹھہرے پانی کی بو بسی ہوئی تھی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ گھر سے وہ کسی مقصد کے تحت نکلا تھا، کہ کچھ کرنا ضرور تھا اور جلدی کرنا تھا لیکن کیا کرنا تھا --- یہ وہ بھول گیا تھا۔ اچانک وہ ٹھہر گیا اور اس نے دیکھا کہ سڑک کی دوسری طرف فٹ پاتھ پر ایک شخص کھڑا ہے اور اسے ہاتھ ہلا کر بلا رہا ہے۔ وہ سڑک پار کر کے اس شخص کے پاس گیا لیکن اچانک وہ شخص مڑ کر یوں چل دیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا تھا اور اس کے انداز سے کسی طرح بھی یہ نہ لگ رہا تھا کہ اس نے اسے بلایا تھا۔ "اچھا ٹھہرو، واقعی بلایا تھا اس نے؟" راسکولنیکوف نے سوچا لیکن وہ اس شخص کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ دس قدم بھی نہ چلا ہوگا کہ اس نے اس شخص کو پہچان لیا اور --- ڈر گیا۔ یہی وہی ابھی تھوڑی دیر پہلے والا دستکار تھا، اسی طرح کا لبادہ پہنے ہوئے اور ویسے ہی کبڑا۔ راسکولنیکوف اس سے دور دور رہتے ہوئے چل رہا تھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ پھر دونوں ایک گلی میں مڑ گئے --- اس شخص نے پھر بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ "کیا وہ جانتا ہے کہ میں اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں؟" راسکولنیکوف نے سوچا۔ دستکار ایک بڑے سے مکان کے پھاٹک میں چلا گیا۔ راسکولنیکوف بھی جلدی سے پھاٹک تک پہنچ گیا اور دیکھنے لگا کہ وہ شخص اس کی طرف دیکھتا ہے یا نہیں اور اسے بلاتا ہے یا نہیں۔ واقعی وہ شخص پھاٹک میں سے ہو کر جب صحن میں پہنچ گیا تو اس نے اچانک مڑ کر دیکھا اور پھر جیسے اس نے راسکولنیکوف کو ہاتھ سے آنے کا اشارہ دیا۔ راسکولنیکوف فوراً پھاٹک میں ہو کر نکل آیا لیکن صحن میں دستکار کا کہیں پتہ نہ تھا۔ مطلب یہ کہ وہ ابھی ابھی پہلی سیڑھیوں میں گیا ہے۔ راسکولنیکوف اس کے پیچھے لپکا۔ واقعی دو سیڑھیوں کے اوپر کسی کے ہموار اور بغیر جلدی کے چلتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ عجیب بات تھی کہ سیڑھیاں کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھیں! یہ تھی پہلی

منزل پر کھڑکی کے شیشے میں سے اداس اور پراسرار سی چاندنی چھن کر آ رہی تھی۔ یہ دوسری منزل آ گئی۔ ارے واہ! یہ تو وہی فلیٹ ہے جس میں کاریگر رنگ کر رہے تھے.... کیسے یہ ہوا کہ اس نے فوراً انہیں پہچان لیا؟ آگے جانے والے شخص کے قدموں کی چاپ مدھم پڑ گئی۔۔۔ "مطلب یہ کہ وہ ٹھہر گیا ہے یا کہیں نہ کہیں چھپ گیا ہے۔" یہ تیسری منزل آ گئی' اب اور آگے جاؤں؟ اور ایسی خاموشی تھی وہاں' بلکہ ڈر بھی لگ رہا تھا.... لیکن وہ چلتا گیا۔ خود اپنے قدموں کی چاپ سے اسے ڈر لگ رہا تھا۔ خدایا' کس قدر اندھیرا ہے! دشمن غالباً یہیں کہیں چھپا ہوگا کونے میں۔ آ! فلیٹ کا سیڑھیوں والا دروازہ تو پاٹوں پاٹ کھلا ہوا ہے۔ اس نے ذرا سا سوچا اور اندر چلا گیا۔ پیش دالان میں بالکل اندھیرا تھا' وہ خالی تھی' آدم نہ آدم زاد' لگتا تھا جیسے ساری چیزیں وہاں سے اٹھا لے گئے۔ چپکے چپکے' پنجوں کے بل وہ ڈرائنگ روم میں آیا۔ چاندنی سے پورا کمرہ روشن تھا۔ یہاں سب کچھ پہلے ہی کی طرح تھا۔۔۔ کرسیاں' آئینہ' پیلا صوفہ اور فریموں میں لگی ہوئی تصویریں۔ کھڑکی سے بڑا سا گول' تانبے کی سی سرخ رنگت کا چاند جھانک رہا تھا۔ رسکولنیکوف نے سوچا "یہ چاندنی کی وجہ سے ایسا سناٹا ہے۔ اب غالباً وہ پہیلی بجھا رہا ہے۔" وہ کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا' دیر تک انتظار کرتا رہا اور چاند جتنا خاموش تھا اتنا ہی زور سے اس کا دل دھڑک رہا تھا' یہاں تک کہ درد بھی ہونے لگا۔ اور مکمل سناٹا تھا۔ اچانک اس نے ایک لمحے کے لئے چٹخنے کی سوکھی آواز سنی جیسے کسی نے کھپچیاں توڑی ہوں اور پھر بالکل مردنی چھا گئی۔ اچانک ایک مکھی جاگ اٹھی اور اڑتی ہوئی جا کر کھڑکی کے شیشے سے ٹکرائے اور فریادی انداز میں بھنبھنانے لگی۔ اسی وقت اس کی نظر چھوٹی الماری اور کھڑکی کے بیچ والے کونے میں دیوار پر لٹکی ہوئی لبادے جیسی ایک چیز پر پڑی۔ "یہ لبادہ یہاں کس لئے؟" اس نے سوچا "یہ تو پہلے یہاں نہیں تھا...." وہ دبے پاؤں اس کے پاس گیا اور سمجھ گیا کہ لبادے کی آڑ میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ احتیاط کے ساتھ اس نے ہاتھ سے لبادے کو ہٹایا اور دیکھا کہ وہاں ایک کرسی رکھی ہے اور کرسی پر کونے پر بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے' بالکل سکڑی ہوئی اور سر نہوڑائے ہوئے ایسے کہ وہ اس کے چہرہ کسی طرح بھی نہ دیکھ سکا لیکن یہ وہی تھی۔ وہ اس کے اوپر جھکا کھڑا تھا۔ اس نے سوچا "ڈر رہی ہے!" اس نے چپکے سے کلہاڑی پھندے میں سے نکالی اور کھوپڑی پر ماری' ایک بار پھر دوسری بار۔ لیکن عجیب بات تھی کہ وہ وار سے ہلی ڈلی تک نہیں' بالکل جیسے لکڑی کی ہو۔ وہ ڈر گیا' اور قریب جھک آیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا لیکن بڑھیا نے سر اور جھکا لیا۔ تب وہ بالکل فرش تک جھک گیا اور اس نے نیچے سے اس کی صورت کو دیکھا' دیکھا اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔۔۔ بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی اور ہنس رہی تھی' بے آواز خاموش ہنسی سے اس کا سارا بدن ہل رہا تھا اور وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کی ہنسی کو رسکولنیکوف نہ سن پائے۔ اچانک اسے لگا کہ سونے کے کمرے کا دروازہ ذرا ذرا کھلا اور یہ کہ وہاں بھی لوگ ہنس رہے تھے اور سرگوشیاں کر رہے تھے۔ اس پر جنون سا طاری ہو گیا' اس نے پوری قوت سے بڑھیا کے سر پر وار کرنے شروع کئے لیکن کلہاڑی کے ہر وار کے ساتھ سونے کے کمرے سے ہنسی اور سرگوشیوں کی آواز تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور صاف سنائی دینے لگی تھی اور بڑھیا ویسے ہی قہقہوں سے ہلے جا رہی تھی۔ وہ بھاگنے کے لئے جھپٹا لیکن پوری پیش دالان لوگوں سے بھری ہوئی تھی' سیڑھیوں والا دروازہ پاٹوں پاٹ کھلا تھا اور چوکے پر' سیڑھیوں پر اور وہاں نیچے ہر جگہ لوگ ہی لوگ تھے' سر سے سر جوڑے ہوئے سب دیکھ رہے تھے۔۔۔ لیکن سب سٹے ہوئے کھڑے تھے اور انتظار کر رہے تھے' اور چپ تھے!..... وہ چیخنا چاہتا تھا اور۔۔۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے ابھر کر سانس لی۔۔۔ لیکن عجیب بات تھی کہ خواب جیسے ابھی جاری تھا۔ اس کا دروازہ پاٹوں

پاٹ کھلا تھا اور چوکھٹ پر ایک بالکل ہی انجان شخص کھڑا تھا اور اسے ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا

رسکولنیکوف نے ابھی پوری طرح آنکھیں بھی نہ کھولی تھیں کہ انہیں پھر بند کر لیا۔ وہ چپ لیٹا تھا اور بالکل ہل جل نہیں رہا تھا۔ "یہ خواب جاری ہے یا نہیں" اس نے سوچا اور ذرا ذرا بالکل دکھائی نہ دے سکنے بھر اس نے اپنی پلکیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔ انجان شخص اسی جگہ پر کھڑا تھا اور اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اچانک اس نے احتیاط کے ساتھ چوکھٹ کے اندر قدم رکھا' سنبھال کر اپنے پیچھے دروازہ بھیڑا' میز کے پاس آیا' ایک منٹ انتظار کرتا رہا۔۔۔ لیکن اس سارے عرصے اس شخص نے اس پر سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔۔۔ اور چپکے سے' شور کئے بغیر صوفے کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی ہیٹ پہلو میں فرش پر رکھ دی' دونوں ہاتھ چھڑی کے اوپر باندھ لئے اور ٹھوڑی ہاتھوں پر ٹکا لی۔ صاف ظاہر تھا کہ اس نے دیر تک انتظار کرنے کی تیاری کر لی ہے۔ جہاں تک پلکوں کے بیچ سے دیکھنا ممکن تھا' یہ لگ رہا تھا کہ یہ شخص جوانی کی حد سے گزر چکا ہے' بھاری بھرکم تھا اور اس کی ڈاڑھی گھنی' ہلکے رنگ کی تقریباً سفید تھی۔

کوئی دس منٹ گزرے۔ ابھی اجالا تو تھا لیکن شام ہو رہی تھی۔ کمرے میں بالکل خاموشی تھی۔ سیڑھیوں سے بھی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ بس کوئی بڑی سی مکھی بھنبھنا رہی تھی اور اڑتے میں شیشے سے ٹکرا ٹکرا کر پھڑپھڑا رہی تھی۔ آخر کار یہ ناقابل برداشت ہو گیا۔ رسکولنیکوف اچانک اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تو بتائیے' آپ کو کیا چاہئے؟"

"اور میں یہ جانتا تھا کہ آپ سو نہیں رہے ہیں' صرف ایسا ظاہر کر رہے ہیں" اجنبی نے عجیب سے انداز میں اطمینان سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "تعارف کرانے کی اجازت دیجئے' ارکادی ایوانووچ سویدریگائلوف۔"



حوالہ جات

(1) انتون روبنشتائن (۱۸۲۹ء تا ۱۸۹۴ء)۔۔۔ مشہور روسی نغمہ نگار اور پیانو نواز تھے۔ (ایڈیٹر)

(2) ساژین۔۔ لمبائی کا پرانا روسی پیمانہ۔ ایک ساژین ۲۰۱۳ میٹر کے برابر ہوتا تھا۔ (ایڈیٹر)

چوتھا حصہ

"کہیں یہ خواب ہی کا سلسلہ تو نہیں؟" رسکولنیکوف کو ایک بار پھر یہ خیال ہوا۔ چوکنے پن اور بے یقینی سے اس نے غیر متوقع نووارد کو دیکھا۔

"سویدریگائلوف؟ کیا بیوقوفی ہے! ہو نہیں سکتا!" اس نے آخرکار حیرانی سے اونچی آواز میں کہا۔

ایسا لگا کہ جیسے اس استعجاب پر نووارد کو ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی۔

"میں دو وجہوں کی بنا پر آپ کے پاس آیا ہوں' پہلی تو یہ کہ آپ سے ذاتی واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ بہت دنوں سے آپ کا ذکر سن رہا تھا اس طرح کی باتیں جو کہ آپ کے لئے سازگار تھیں اور تجسس پیدا کرتی تھیں' دوسری یہ کہ مجھے امید ہے کہ آپ شاید میری مدد کرنے سے انکار نہ کریں گے ایک ایسے معاملے میں جس کا براہ راست تعلق آپ کی بہن اودوتیا رومانوونا کے مفاد سے ہے۔ مجھے اکیلے بغیر۔ تعارف کے تو ابھی وہ شاید اپنے دروازے کے اندر قدم بھی نہ رکھنے دیں اس لئے کہ وہ پہلے سے میرے بارے میں غلط رائے رکھتی ہیں لیکن آپ کی مدد سے' اس کے برعکس' میں یہ سمجھتا ہوں کہ....."

"آپ بالکل غلط سمجھ رہے ہیں" رسکولنیکوف نے کہا۔

"وہ لوگ تو ابھی کل ہی پہنچی ہیں نا' مجھے پوچھنے کی اجازت دیجئے؟"

رسکولنیکوف نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کل ہی۔ میں جانتا ہوں۔ میں خود بھی پرسوں ہی پہنچا ہوں۔ تو روودیون رومانووچ میں آپ سے اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی صفائی دینے کو لاحاصل سمجھتا ہوں لیکن آپ زحمت کر کے مجھے یہ بتایئے کہ اس سب میں میری طرف سے واقعی کون سی خاص طور سے مجرمانہ بات تھی' یعنی پہلے سے کوئی فیصلہ کئے بغیر' عقل سلیم کے تقاضے کے مطابق؟"

رسکولنیکوف چپ چاپ انہیں دیکھتا رہا۔

"کہ میں نے اپنے مکان میں ایک بے مدافعت لڑکی کا پیچھا کیا اور "اپنی شرمناک تجویزوں سے اس کی توہین کی' ـــــ یہی نا؟ (میں خود آپ کے آگے آگے چل رہا ہوں۔) آپ صرف یہ فرض کر لیجئے کہ آخر میں بھی انسان ہوں' اور انسان ہوتے ہوئے.... مختصراً یہ کہ میں بھی کسی کی طرف کھنچ سکتا ہوں اور محبت کر سکتا ہوں (جو

ظاہر ہے ہماری مرضی سے نہیں پیدا ہوتی) تب ساری چیزیں بالکل قدرتی طریقے سے واضح ہو جاتی ہیں۔ یہاں سارا سوال یہ ہے کہ میں وحشی درندہ ہوں یا خود ہی شکار رہوں؟ اور اگر شکار ہوں تو؟ اپنی محبوب کو یہ تجویز کر کے کہ وہ میرے ساتھ امریکہ یا سوئزرلینڈ بھاگ چلے ہو سکتا ہے میں نے سب سے زیادہ احترام کے احساس کو عزیز رکھا ہو اور یہ بھی سوچا ہو کہ اپنی دونوں کی خوشی کا سامان کر رہا ہوں!.... عقل تو آخر جذبے کے تابع ہوتی ہی ہے' آپ ذرا سوچئے کہ میں شاید اپنے آپ کو زیادہ برباد کر رہا تھا!...."

"لیکن اصل بات یہ بالکل ہے ہی نہیں" رسکولنیکوف نے کراہت کے ساتھ قطع کلام کیا "سیدھی سی بات یہ ہے کہ آپ ناپسندیدہ ہیں' آپ ٹھیک ہیں یا غلطی پر ہیں' اس لئے وہ لوگ آپ سے میل جول نہیں رکھنا چاہتے اور آپ کو نکال دیتے ہیں' تو دفعان ہو جائیے!...."

سویدریگائلوف نے اچانک قہقہہ لگایا۔

"لیکن آپ کو.... لیکن آپ کو باتوں میں نہیں لایا جا سکتا!" انہوں نے جی کھول کر ہنستے ہوئے کہا "میں نے چالاکی کرنے کی سوچی تھی' لیکن نہیں' آپ تو فوراً ہی اصل نقطے پر پہنچ گئے!"

"آپ چالاکی تو اس لمحے بھی کئے جا رہے ہیں۔"

"تو پھر کیا ہوا؟ تو پھر کیا ہوا؟" سویدریگائلوف نے صاف صاف ہنستے ہوئے کہا "آخر یہ تو وہ ہے جسے "خوشگوار لڑائی" کہا جاتا ہے اور سب سے زیادہ روا چالاکی ہے!.... پھر بھی آپ نے میری بات کاٹ دی' یوں کہئے یا یوں کہئے' میں پھر زور دے کر کہتا ہوں کہ اگر باغ والا واقعہ نہ ہوتا تو کوئی بھی ناخوشگوار بات نہ ہوئی ہوتی۔ مارفا پترووناI...."

"لوگ کہتے ہیں کہ مارفا پترووناکو بھی تو آپ نے چلتا کر دیا؟" رسکولنیکوف نے کھرے پن سے بات کاٹی۔

"تو آپ نے اس کے بارے میں بھی سن لیا؟ لیکن کیسے نہ سنتے!.... تو آپ کے اس سوال کے سلسلے میں سچ یہ ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کیسے بتاؤں' حالانکہ میرا ضمیر اس سلسلے میں بھی صد درجہ مطمئن ہے یعنی آپ یہ نہ سوچئے کہ مجھے کسی طرح کا اندیشہ ہے۔ سب کچھ بالکل قاعدے سے اور ہر طرح سے ٹھیک کیا گیا۔ میڈیکل تفتیش نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سکتے کا دورہ تھا جو پیٹ بھر کھانا کھانے اور ایک بوتل سے کچھ ہی کم شراب پینے کے فوراً بعد نہانے کی وجہ سے پڑا' اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نتیجہ اخذ ہی نہ کیا جا سکتا تھا.... میں کافی وقت دن ہی دل میں' خاص طور سے ابھی سفر میں' ریل گاڑی کے ڈبے میں بیٹھے بیٹھے سوچتا رہا کہ میں نے ہی تو اس ساری.... مصیبت کا سامان نہیں کر دیا تھا.... کسی نہ کسی طرح کی جھنجلاہٹ اضافی یا اسی طرح کی کسی اور چیز سے؟ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ تو کسی طرح فرض کیا ہی نہیں جا سکتا۔"

رسکولنیکوف ہنسنے لگا۔

"تو آپ کیوں اس قدر بے چین ہیں!"

"تو آپ ہنس کس بات پر رہے ہیں؟ آپ خود تصور کیجئے کہ میں نے صرف دو بار ایک ٹہنی سے مارا۔ جس کا کوئی نشان تک نہیں پڑا.... مہربانی کر کے آپ مجھے کلبیت پسند نہ سمجھئے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری طرف سے یہ کتنی گھناؤنی بات تھی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مارفا پتروونا ہو سکتا ہے میرے اس وفورِ جوش سے خوش بھی ہوئی ہوں۔ آپ کی بہن والا قصہ تو گھس پٹ چکا تھا۔ مارفا پتروونا تین دن سے گھر پر بیٹھے رہنے پر مجبور تھیں' کچھ ایسا تھا ہی نہیں جس کے سہارے وہ شہر میں نمودار ہوتیں اور اپنے اس خط سے (آپ

نے خط پڑھ کر سنانے کے بارے میں تو سنا ہی ہوگا؟) انہوں نے سب کو عاجز کر دیا تھا۔ اور اچانک یہ سٹیاں بالکل جیسے آسمان سے ٹپک پڑیں! پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ بگھی تیار کرنے کا حکم دیا!.... خیر میں اس کی تو بات ہی نہیں کر رہا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے جب انہیں بہت ہی اچھا لگتا ہے کہ ان کی توہین کی جائے' ظاہری نفرت و ناپسندیدگی کے باوجود۔ اور ایسا ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان کو عام طور سے یہ بات بہت ہی اچھی لگتی ہے کہ اس کی توہین کی جائے۔ آپ نے کبھی اس کی طرف دھیان دیا ہے؟ لیکن عورتوں کے ساتھ ایسا خاص طور سے ہوتا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بس اسی سے محظوظ ہوتی ہیں۔"

ایک بار رسکولنیکوف کو یہ خیال ہوا کہ وہ اٹھ کر چلا جائے اور اس طرح اس ملاقات کو ختم کر دے۔ لیکن کچھ تجسس کی بنا پر اور کچھ سوچ ساچ کر وہ ذرا دیر کے لئے رک گیا۔

"آپ کو لڑائی جھگڑا کرنا پسند ہے؟" اس نے بے خیالی سے پوچھا۔

"نہیں' زیادہ نہیں" سویدریگائلوف نے اطمینان سے جواب دیا۔ "اور مارفا پتروونا کے ساتھ تو تقریباً کبھی لڑائی ہوئی ہی نہیں۔ ہم نے مکمل اتفاق رائے کی زندگی بسر کی اور انہیں مجھ سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ سختی کا استعمال اپنی سات سالہ ازدواجی زندگی میں میں نے صرف دو بار کیا (اگر ایک تیسرے واقعے کو شمار نہ کیا جائے جو بہرحال بہت ہی مبہم نوعیت کا تھا۔) پہلی بار۔۔۔ ہماری شادی کے دو مہینے بعد ہم گاؤں میں پہنچے ہی تھے تب' اور دوسری بار یہ اب جو آخری موقع تھا۔ اور آپ یہ سوچتے تھے کہ میں ایسا وحشی درندہ' رجعت پرست اور کھیت غلاموں کا ظالم مالک ہوں؟ ہی ہی.... اچھا یہ بتائیے روودیون رومانووچ کہ آپ کو یہ یاد ہے کہ نہیں کہ چند سال پہلے' مرحمت و عنایات کی تشہیر کے زمانے میں ہمارے عوامی اور ادبی اخباروں میں ایک درباری کو' جس کا نام میں بھول گیا' شرمندہ کیا گیا تھا اس لئے کہ اس نے ریل کے ڈبے میں ایک جرمن عورت کی پٹائی کر دی تھی' یاد ہے آپ کو؟ اسی زمانے میں' شاید اسی سال "ویک" کی سب سے زیادہ بدتمیزی کی حرکت بھی ہوئی تھی (ارے وہی "مصری راتیں" کی برسرِ عام قصہ خوانی' یاد ہے نہ؟ کالی آنکھیں! ارے کہاں گیا تو ہماری جوانی کے سنہرے زمانے!) تو میری رائے یہ ہے کہ جن صاحب نے اس جرمن عورت کی پٹائی کی تھی ان سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں ہے اس لئے کہ دراصل وہ.... ہمدردی کس لئے کی جائے؟ لیکن میں اعلانیہ کہہ سکتا ہوں کہ کبھی کبھی ایسی اشتعال انگیز "جرمن" بھی ہوتی ہیں کہ میرے خیال میں ایک بھی ایسا ترقی پسند نہ ہوگا جو اپنے اوپر قابو رکھ سکے۔ اس وقت اس واقعے کو کسی نے بھی اس نقطہ نظر سے نہیں دیکھا حالانکہ یہ نقطہ نظر درحقیقت انسان دوستانہ ہے' سچ ہے یہ بالکل!"

سویدریگائلوف یہ کہہ کر اچانک پھر ہنسنے لگے۔ رسکولنیکوف فوراً یہ سمجھ گیا کہ یہ ایسا شخص ہے جس نے کوئی اٹل فیصلہ کر لیا ہے اور اپنے معاملوں میں کافی ہوشیار ہے۔

"آپ نے ضرور کئی دن سے کسی سے بات نہیں کی؟" اس نے پوچھا۔

"تقریباً ایسا ہی ہے۔ تو کیا شاید آپ تعجب کر رہے ہیں کہ میں کس قدر اوچھے لچک والا آدمی ہوں؟"

"نہیں' میں تو اس پر تعجب کر رہا ہوں کہ آپ بہت زیادہ لوچ لچک والے آدمی ہیں۔"

"اس لئے کہ میں آپ کے سوالوں کے کھرے پن کا برا نہیں مانتا؟ یہی نہ؟ تو.... برا کیا ماننا؟ جس طرح آپ نے پوچھا اسی طرح میں نے جواب دیا" انہوں نے سادہ دلی کے حیرت انگیز اظہار کے ساتھ کہا۔ "بات یہ ہے کہ مجھے خاص طور سے تو تقریباً کسی بھی چیز سے دلچسپی نہیں ہے' قسم خدا کی" انہوں نے فکرمندانہ انداز میں

اپنی بات جاری رکھی "خاص طور سے آج کل 'کوئی بھی ایسی مصروفیت نہیں ہے.... پھر آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ میں کسی مقصد کے تحت خوشامد کر رہا ہوں 'اس لئے اور بھی کہ میں نے خود ہی بتا دیا ہے کہ مجھے آپ کی بس سے کچھ کام ہے۔ لیکن میں آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ میں بہت اوب گیا ہوں! خاص طور سے ان تین دنوں میں 'اتنا کہ مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی.... رودیون رومانووچ' آپ ناراض مت ہوئیے گا لیکن آپ بھی مجھے پتہ نہیں کیوں بہت ہی زیادہ عجیب سے لگ رہے ہیں۔ جیسا آپ چاہیں لیکن آپ کو کچھ نہ کچھ ہوا ہے اور ابھی یعنی اس وقت نہیں بلکہ آج ہی کل.... آپ تیوری مت چڑھائیے 'میں نہیں پوچھوں گا 'نہیں پوچھوں گا! میں ایسا ریچھ نہیں ہوں جیسا آپ سمجھتے ہیں۔"

رسکولنیکوف نے اداس نظروں سے انہیں دیکھا۔

اس نے کہا "آپ تو ہو سکتا ہے بالکل ہی ریچھ نہ ہوں۔ مجھے تو یہ لگتا ہے کہ آپ بہت اچھی سوسائٹی کے ہیں یا کم سے کم ضرورت پڑنے پر شائستہ انسان ہو سکتے ہیں۔"

"خیر مجھے کسی اور کی رائے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" سویدریگائلوف نے رکھائی سے بلکہ کچھ برتری کے انداز میں جواب دیا "اس لئے کیوں نہ آدمی کبھی کبھی غیر شائستہ ہو جائے جب کہ ہمارے ماحول میں یہ لباس بڑا آرام دہ ہوتا ہے اور.... خاص طور سے اگر اس کا قدرتی رجحان بھی ہو" انہوں نے پھر ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو سنا تھا کہ یہاں آپ کی جان پہچان کے لوگ بہت ہیں۔ آپ تو ایسے شخص ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "بغیر پہنچ اور رسوخ کے نہیں ہیں'۔ تو پھر میری کیا ضرورت آپڑی آپ کو 'جب تک کوئی مقصد نہیں ہے؟"

"یہ آپ نے سچ کہا کہ میرے جان پہچان کے لوگ ہیں" سویدریگائلوف نے کہا لیکن انہوں نے خاص بات کا کوئی جواب نہیں دیا "میں ان سے مل بھی چکا ہوں۔ آخر تیسرا دن ہے کہ پڑا ہوا ہوں۔ میں خود ان کو پہچانتا ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ لوگ بھی مجھ کو پہچان لیتے ہیں۔ لباس یہ بہت اچھا ہے اور مجھے غریب آدمی نہیں شمار کیا جاتا ہم پر کسانوں کی اصلاحات کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ جنگل اور سیلابی چراگاہ ہے 'جس کا منافع کم نہیں ہوتا لیکن.... میں اب وہاں نہ جاؤں گا۔ پہلے ہی میں اس سے عاجز آچکا تھا۔ تیسرا دن ہے کہ گھوم رہا ہوں اور کسی سے بھی ملنے میں نہیں گیا.... اور یہ شہر بھی ہے! یعنی یہ کہ ہمارے ہاں یہ کیسے ترتیب دیا گیا ہے 'ذرا بتائیے سرہانی کرکے! عہدیداروں کا اور ہر طرح کے طالب علموں کا شہر! یہ سچ ہے کہ پہلے میں نے یہاں بہت سی چیزوں کی طرف دھیان نہیں دیا تھا 'کوئی آٹھ سال پہلے 'جب میں یہاں آوارہ گردی کیا کرتا تھا.... اب تو مجھے صرف علم تشریح سے امید ہے 'خدا کی قسم!"

"کس علم تشریح سے؟"

"ارے ان کلبوں 'ریستورانوں اور آپ کے ان پریڈوں کے سلسلے میں 'یا اس ترقی کے بارے میں بھی۔۔۔ تو اچھا یہ ہے کہ یہ ہمارے بغیر ہی ہو" انہوں نے پھر اپنی بات جاری رکھی 'سوال کی طرف دھیان دئے بغیر۔ "اور پھر پتے باز بننا کون چاہتا ہے؟"

"اور آپ پتے باز تھے؟"

"اس کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ ہماری پوری جماعت تھی 'بہترین لوگوں کی 'آٹھ سال پہلے۔ وقت اچھا گزارتے تھے 'اور سب 'معلوم ہے آپ کو 'آداب و اخلاق والے لوگ 'شاعر تھے 'سرمایہ دار تھے۔ اور عام

طور سے ہمارے ہاں 'روسی معاشرے میں سب سے اچھے طور طریقے ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو پٹ چکے ہوں۔ دیکھا ہے آپ نے یہ؟ یہ تو میں گاؤں میں بد اخلاق ہو گیا ہوں۔ لیکن اس وقت مجھے قرض دار ہونے کی بنا پر قید کر دیا گیا طویل مدت کے لئے 'نیژن کا ایک یونانی تھا جس کا قرضہ تھا۔ تبھی مارفا پتروونا نمودار ہو گئیں ' انہوں نے اس سے سودا کیا اور تیس ہزار روبل نقرئی ادا کر کے مجھے چھڑا لیا (میرے ذمے کل ستر ہزار روبل کا قرض تھا۔) میں نے ان کے ساتھ قانونی شادی کر لی اور وہ فوراً ہی مجھے لے کر گاؤں چلی گئیں 'جیسے میں کوئی خزانہ ہوں۔ وہ مجھ سے پانچ سال بڑی تھیں۔ بے انتہا محبت کرتی تھیں۔ سات سال میں گاؤں سے کہیں نہیں گیا۔ اور یہ ذہن نشین رکھئے کہ ساری زندگی دستاویز 'دوسرے کے نام سے 'اس تیس ہزار کی دستاویز میرے خلاف ان کے قبضے میں رہی کہ میں اگر ذرا بھی سرتابی کا خیال کروں۔۔۔ تو فوراً جال میں! اور وہ یہ ضرور کرتیں! عورتوں میں یہ سب چیزیں بیک وقت موجود ہوتی ہیں۔"

"اور اگر دستاویز نہ ہوتی تو آپ نے دغا دے دی ہوتی؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ سے کیا کہوں۔ میرے لئے یہ دستاویز تقریباً مانع نہیں ہوتی۔ میرا کہیں جانے کو جی ہی نہ چاہتا تھا۔ اور ملک کے باہر جانے کے لئے تو دوبار خود مارفا پتروونا نے کہا 'یہ دیکھ کر کہ میں اوب گیا تھا! آخر کس لئے! ملک سے باہر میں جا چکا تھا اور ہمیشہ میں بیزار رہی ہوا۔ کوئی خاص وجہ نہ تھی 'بس یہ کہ طلوع سحر 'خلیج نیپلس 'سمندر دیکھ کر جی کچھ اداس ہو جاتا ہے۔ سب سے ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ سچ مچ کسی چیز کا رنج ہوتا ہے! نہیں 'اپنے وطن میں بہتر ہے۔ یہاں کم سے کم ساری چیزوں کے لئے دوسروں کو قصوروار ٹھہرایا جا سکتا ہے اور اپنے کو حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں تو شاید اب قطب شمالی جانے والی مہم پر بھی چلا جاؤں اس لئے کہ شرابی کے طور طریقے مجھ پر پھبتے نہیں اور پینا مجھے ویسے بھی پسند نہیں اور شراب کے علاوہ اور کچھ اب رہ ہی نہیں گیا۔ آزمایا میں نے۔ اچھا سنئے 'لوگ کہتے ہیں کہ اتوار کو بیرگ یوسوپوف باغ سے ایک بہت بڑے غبارے میں پرواز کرے گا اور اس نے دعوت دی ہے کہ جو بھی چاہے مقررہ رقم ادا کر کے اس کا ہم سفر بن جائے 'سچ ہے؟"

"تو کیا آپ پرواز کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں؟ نہیں.... ویسے ہی...." سویدریگائلوف بڑبڑائے بالکل اس انداز میں جیسے سچ مچ سوچ رہے ہوں۔

"یہ کہہ کیا رہے ہیں 'کیا واقعی؟" رسکولنیکوف نے سوچا۔

"نہیں 'دستاویز میرے لئے مانع نہیں ہوئی" سویدریگائلوف نے فکرمندانہ انداز میں اپنی بات جاری رکھی "میں خود ہی گاؤں سے کہیں نہیں گیا۔ اور اب تو سال بھر ہونے والا ہے کہ مارفا پتروونا نے میرے نام کے دن پر یہ دستاویز واپس کر دی تھی اور اس کے ساتھ خاصی رقم تحفے کے طور پر بھی دی۔ ان کے پاس پونجی کافی تھی۔ "دیکھئے ارکادی ایوانووچ 'میں آپ پر کتنا اعتبار کرتی ہوں"۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں انہوں نے یہی الفاظ کہے تھے۔ آپ کو یقین نہیں کہ انہوں نے یہی کہا تھا؟ اور پتہ ہے آپ کو 'میں گاؤں میں اچھا منتظم مالک بن گیا 'آس پاس کے لوگ مجھے جانتے ہیں۔ میں نے کتابیں بھی منگوائیں۔ مارفا پتروونا نے پہلے تو اس کی تائید کی لیکن پھر ڈرنے لگیں کہ میں بہت زیادہ پڑھ جاؤں گا۔"

"لگتا ہے آپ مارفا پتروونا کو بہت یاد کرتے ہیں؟"

"میں؟ ہو سکتا ہے 'سچ مچ ہو سکتا ہے۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپ روح پر یقین رکھتے ہیں؟"

"کیسی روح ہے؟"

"عام روحیں' اور کیسی؟"

"اور آپ یقین رکھتے ہیں؟"

"قطعاً نہیں' آپ جو چاہیں سمجھ لیں.... یعنی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نہیں...."

"کیا وہ نمودار ہوتی ہیں؟"

سویدریگا ئلوف نے کچھ عجیب طرح سے اسے دیکھا

"مارفا پتروونا ملنے کے لئے آنے کا کرم کرتی ہیں" انھوں نے کہا اور ان کا منہ ایک عجیب سی مسکراہٹ میں اینٹھ گیا۔

"کیا مطلب کہ آنے کا کرم کرتی ہیں؟"

"ہاں' اب تک تین بار آ چکی ہیں... پہلی بار میں نے اسی دن دیکھا جس دن انھیں دفن کیا تھا۔ قبرستان سے آنے کے بس گھنٹے بھر بعد۔ یہ میرے یہاں آنے سے عین پہلے تھا۔ دوسری بار پرسوں دیکھا' راستے میں' یو چلنے کے وقت' مالیا وشیرا اسٹیشن پر اور تیسری بار' دو گھنٹے پہلے' فلیٹ میں' جہاں میں رہتا ہوں اسی کمرے میں۔ میں اکیلا تھا۔"

"جاگتے میں؟"

"بالکل۔ تینوں بار جاگتے میں۔ آتی ہیں' منٹ بھر بات کرتی ہیں اور چلی جاتی ہیں دروازے سے۔ ہمیشہ دروازے سے۔ بلکہ ایسا بھی لگتا ہے کہ ان کے جانے کی چاپ بھی سنائی دی۔"

"کسی وجہ سے مجھے یہ خیال ہوا تھا کہ آپ کے ساتھ ضرور کچھ اس قسم کی چیز ہوتی ہوگی!" اچانک رسکولنیکوف نے کہا اور فوراً ہی وہ حیران رہ گیا کہ یہ کیا کہہ ڈالا۔ وہ بہت ہی ہیجان میں تھا۔

"اچھا؟ آپ نے یہ سوچا تھا؟" سویدریگا ئلوف نے تعجب سے پوچھا "کیا واقعی؟ لیکن میں نے کہا تھا نہ کہ ہمارے درمیان کوئی مشترک نقطہ ہے' ایں؟"

"آپ نے ہرگز یہ نہیں کہا!" رسکولنیکوف نے تیکھے پن اور جوش کے ساتھ جواب دیا۔

"نہیں کہا؟"

"نہیں۔"

"مجھے لگا کہ میں نے کہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جب میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے ہیں اور سوتے بن رہے ہیں' تو فوراً ہی میں نے دل میں کہا "یہ تو وہی شخص ہے خود!"

"اس کا کیا مطلب ہوا "وہی شخص"؟ یہ آپ کس سلسلے میں کہہ رہے ہیں؟" رسکولنیکوف چیخ اٹھا۔

"کس سلسلے میں؟ سچ تو یہ ہے کہ میں خود نہیں جانتا کس سلسلے میں...." سویدریگا ئلوف صاف دلی سے اور کچھ خود بھی کھلا کر بڑبڑائے۔

منٹ بھر خاموشی رہی۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے۔

"یہ سب بیوقوفی ہے!" رسکولنیکوف جھنجھلا کر چیخا۔ "اور جب وہ آتی ہیں تو کہتی کیا ہیں آپ سے؟"

"وہ؟ ذرا سوچئے تو آپ' سب سے غیر اہم معمولی باتیں' اور آدمی بھی کمال کی چیز ہے---- اور مجھے اسی پر غصہ آتا ہے۔ پہلی بار آئیں (میں تھک گیا تھا' تدفین کی عبادت' آخری رسوم' پھر حاضری وغیرہ---- آخر کار میں کمرے میں اکیلا رہ گیا' میں نے سگار جلایا اور سوچنے لگا) دروازے سے آئیں' کہنے لگیں "اور آپ ارکادی ایوانووچ پریشانیوں میں آج کھانے کے کمرے کی گھڑی میں چابی دینا ہی بھول گئے"۔ اور واقعی اس گھڑی میں سات سال کے پورے عرصے میں میں ہر ہفتے چابی دیتا تھا اور اگر میں بھول جاتا تھا تو ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ وہ یاد دلاتی تھیں۔ دوسرے دن میں یہاں آنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ایک اسٹیشن پر پہنچنے کے وقت تڑکا---- پچھلی رات کو آنکھ لگ گئی تھی' تھکن سے چور' آنکھیں نیند میں ڈوبی ہوئی---- کافی لی۔ دیکھتا ہوں تو میرے برابر مارفا پتروونا بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہاتھوں میں تاش کی گڈی لئے ہوئے "ارکادی ایوانووچ' آپ اس سفر کا حال پہلے سے نہیں جاننا چاہتے؟" اور وہ مستقبل کا حال بتانے میں ماہر تھیں۔ میں اپنے کو کبھی معاف نہ کروں گا کہ میں نے ان سے سفر کا حال پوچھا نہیں! میں ڈر کر بھاگ کھڑا ہوا اور اسی وقت یہ سچ ہے کہ گھنٹی بھی بج گئی تھی۔ آج کھانے کی ایک دکان میں بہت ہی گھٹیا کھانا کھانے کے بعد بیٹھا ہوا تھا اور پیٹ بھاری ہو رہا تھا تو بیٹھا سگار پی رہا تھا کہ اچانک پھر مارفا پتروونا' شاندار کپڑے پہنے ہوئے داخل ہو گئیں۔ یہ نیا ریشمی سبز لباس تھا جس کا پچھلا دامن بہت لمبا تھا۔

"آداب ارکادی ایوانووچ! آپ کو میرا لباس کیسا لگا؟ انیسکا اس طرح کے نہیں سیتی۔" (انیسکا ہمارے یہاں گاؤں میں مغلانی ہے' پہلے کھیت غلام تھی' ماسکو میں یہ ہنر سیکھ لیا تھا---- خوبصورت لڑکی ہے۔) وہ میرے سامنے کھڑی گھوم گھوم کر دکھا رہی تھیں۔ میں نے لباس کو دیکھا' پھر غور سے ان کے چہرے کو دیکھا اور کہا "مارفا پتروونا کیا آپ کو اچھا لگتا ہے اس طرح کی معمولی چیزوں کے لئے میرے پاس آنا اور پریشان کرنا؟" "اف میرے خدا' میرے پیارے اب تمہیں پریشان کرنا بھی منع ہو گیا؟" میں نے ان سے انھیں چھیڑنے کے لئے کہا "مارفا پتروونا میں شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ "ارکادی ایوانووچ' آپ سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔ آپ کے لئے یہ کچھ بڑی اچھی بات نہیں ہے کہ ابھی بیوی کو دفن کیا ہے اور فوراً ہی شادی کرنے چل پڑے۔ اور اچھی بیوی کا انتخاب کیا ہوتا تو بھی ٹھیک تھا لیکن میں تو جانتی ہوں---- نہ اسے کچھ ملے گا نہ آپ کو' بس بھلے لوگوں کو ہنسنے کا موقع دیجئے گا"۔ اور بس وہ چلی گئیں اور پچھلے دامن کی سرسراہٹ جیسے سنائی دے رہی تھی۔ یہ تو فی ہی ہے نا؟"

"اور ہو سکتا ہے آپ سب جھوٹ بول رہے ہوں؟" رسکولنیکوف نے کہا۔

"میں جھوٹ بہت کم بولتا ہوں" سویدریگا ئلوف نے فکر مندانہ انداز میں جواب دیا اور جیسے انھوں نے سوال کی بدتمیزی کی طرف کوئی توجہ ہی نہ کی ہو۔

"اور پہلے' اس سے پہلے آپ نے کوئی روح کبھی نہیں دیکھی؟"

"ن.... نہیں' دیکھی تھی' زندگی میں صرف ایک بار' چھ سال پہلے۔ ہمارے ہاں اوپر کا کام کرنے والا ایک آدمی تھا فیلکا۔ تھوڑی دیر پہلے اسے دفن کیا گیا تھا لیکن میں نے بھولے سے آواز دی "فیلکا میرا پائپ لاؤ!" وہ آیا اور اس الماری کے پاس گیا جہاں میرے پائپ رکھے رہتے ہیں۔ میں بیٹھا سوچ رہا تھا "یہ مجھ سے انتقام لے رہا ہے" اس لئے کہ موت سے پہلے میرا اور اس کا سخت جھگڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا "کیسے تو نے ہمت کی یہ پھٹی ہوئی کہنیاں لئے میرے سامنے آنے کی---- نکل جا یہاں سے بدمعاش! وہ مڑ کر چلا گیا اور پھر کبھی نہیں آیا۔ تب میں نے یہ واقعہ مارفا پتروونا سے نہیں بتایا تھا چاہتا تو تھا کہ اس کے ثواب کے لئے عبادت کروا دوں لیکن پھر شرم آئی۔"

"آپ ڈاکٹر کے پاس جائیے"

"یہ تو میں آپ کے کہے بغیر ہی سمجھتا ہوں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ حالانکہ سچ بات یہ ہے کہ

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیماری کیا ہے۔ میری رائے میں تو میں آپ سے پانچ گنا زیادہ صحت مند ہوں۔ میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ نہیں کہ روحیں دکھائی دیتی ہیں؟ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ روحیں ہوتی ہیں؟"

"نہیں میں ہرگز یقین نہیں رکھتا!" رسکولنیکوف کچھ غصے میں چلایا۔

"آخر عام طور سے لوگ کیا کہتے ہیں؟" سویدریگائلوف بدبدائے جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہوں، وہ ایک طرف کو دیکھ رہے تھے اور انہوں نے سر تھوڑا جھکا لیا تھا "یہی کہتے ہیں کہ "تم بیمار ہو" مطلب یہ کہ سب تو تم خود ہی تصور کرتے رہتے ہو، یہ سب ہذیان ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔ لیکن اس میں کوئی انتہائی درست منطق تو نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ روحیں صرف بیماروں کو دکھائی دیتی ہیں لیکن اس سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ روحیں سوائے بیمار لوگوں کے اور کسی کو دکھائی نہیں دے سکتیں، یہ تو نہیں کہ وہ ہیں ہی نہیں۔"

"ظاہر ہے کہ نہیں ہیں!" رسکولنیکوف نے جھنجھلا کر اصرار کیا۔

"نہیں؟ آپ ایسا سوچتے ہیں؟" سویدریگائلوف نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنی بات جاری رکھی "لیکن اگر اس طرح دلیل دی جائے (آپ ذرا میری مدد کیجئے): روحیں --- یوں کہئے کہ دوسری دنیاؤں کے ٹکڑے اور پرزے ہیں "ان کی ابتدا۔ صحت مند آدمی کو ظاہر ہے کہ انہیں دیکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ صحت مند آدمی سب سے بڑھ کر ارضی آدمی ہوتا ہے، مطلب یہ ہوا کہ اسے صرف یہیں کی ایک زندگی جینی چاہئے، تکمیل اور تنظیم کی خاطر۔ لیکن وہ ذرا سا بیمار ہوا، نظام جسمانی میں ارضی تنظیم ذرا سا ٹوٹی تو فوراً ہی دوسری دنیا کا امکان محسوس ہونے لگتا ہے اور وہ جتنا زیادہ بیمار ہوتا ہے اتنا ہی دوسری دنیا سے اس کا تعلق زیادہ بڑھتا جاتا ہے چنانچہ آدمی جب بالکل مر جاتا ہے تو سیدھا دوسری دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ میں نے بہت دن ہوئے اس پر غور کر لیا ہے۔ اگر آپ آئندہ زندگی پر یقین رکھتے ہیں تو اس دلیل کا یقین کرنا ممکن ہے۔"

"میں آئندہ زندگی پر یقین نہیں رکھتا" رسکولنیکوف نے کہا۔

سویدریگائلوف اپنے خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے۔

پھر اچانک بولے "اور اگر وہاں صرف مکڑیاں ہوں یا اسی قسم کی کوئی اور چیز تو؟"

رسکولنیکوف نے سوچا "یہ پاگل ہے۔"

"ہم ابد کا تصور ایک خیال کی طرح کرتے ہیں جسے سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے، کچھ بہت بڑا اور لامحدود! لیکن لازمی طور پر بڑا ہی کیوں؟ اور اچانک اس سب کی بجائے ذرا تصور کیجئے، وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ ہوگا گاؤں کے حمام جیسا، دھوئیں سے کالا، اور ہر کونے میں مکڑیاں اور بس یہی ہوگا ابد۔ پتہ ہے آپ کو، مجھے اکثر اسی قسم کا قیاس ہوتا ہے۔"

"اور کیا واقعی آپ کسی زیادہ آرام دہ اور منصفانہ چیز کا تصور ہی نہیں کرتے!" رسکولنیکوف ایک مریضانہ احساس کے ساتھ چیخا۔

"زیادہ منصفانہ؟ اور کیسے کوئی جان سکتا ہے، ہو سکتا ہے یہی منصفانہ ہو، اور پتہ ہے آپ کو، میں نے اسے جان بوجھ کر ضرور ایسا ہی بنایا ہوتا!" سویدریگائلوف نے مبہم انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اس بدتمیزی کے جواب پر رسکولنیکوف کو اچانک ایک عجیب طرح کی سردی سی چڑھی۔ سویدریگائلوف

نے سر اٹھایا، اسے گھور کر دیکھا اور اچانک قہقہے لگانے لگے۔

انہوں نے چلا کر کہا "نہیں، آپ اس پر غور کیجئے--- کوئی آدھ گھنٹے پہلے ہم ایک دوسرے سے ملے نہ تھے، ایک دوسرے کو دشمن سمجھتے تھے، ہمارے درمیان ایک غیر فیصل معاملہ ہے۔ معاملے کو تو ہم نے چھوڑ دیا اور پہنچ گئے کیسی ادبی دنیا میں! میں نے ٹھیک ہی کہا تھا نہ کہ ہم ایک ہی کھیت کی مولی ہیں؟"

رسکولنیکوف نے جھنجھلا کر کہنا شروع کیا "مجھ پر عنایت کیجئے، مجھے یہ التجا کرنے کی اجازت دیجئے کہ آپ مجھے جلدی سے یہ سمجھا دیں اور بتا دیں کہ آپ نے مجھ کو اپنی تشریف آوری کا شرف کیوں عطا فرمایا ہے.... اور.... اور میں جلدی میں ہوں، میرے پاس وقت نہیں ہے، میں باہر جانا چاہتا ہوں...."

"جیسی آپ کی مرضی، جیسی آپ کی مرضی۔ آپ کی بہن اودوتیا رومانوونا شادی کر رہی ہیں پیوتر پیتروویچ لوژین سے؟"

"کیا یہ ناممکن ہے کہ میری بہن کے سلسلے میں سارے سوالات ترک کر دئے جائیں اور اس کا نام بیچ میں نہ لایا جائے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر آپ سچ مچ سویدریگائلوف ہیں تو آپ میرے سامنے اس کا نام لینے کی جرأت کیسے کر سکتے ہیں؟"

"لیکن میں تو انہیں کے بارے میں باتیں کرنے آیا ہوں، ان کا ذکر کیسے نہ کیا جائے؟"

"اچھا تو کہئے، لیکن جلدی سے!"

"مجھے یقین ہے کہ آپ ان لوژین صاحب کے بارے میں، جو بیوی کی طرف سے میرے رشتہ دار ہوتے ہیں، اپنی رائے قائم ہی کر چکے ہوں گے اگر آپ ان سے آدھ گھنٹے کے لئے بھی ملے ہوں گے یا ان کے بارے میں سنا بھی ہوگا تو بھی۔ وہ اودوتیا رومانوونا کے لائق نہیں ہیں۔ میری رائے میں اودوتیا رومانوونا اس معاملے میں اپنے.... اپنے کنبے کی خاطر بڑی فیاضی اور ناسمجھی سے اپنی قربانی دے رہی ہیں۔ جو کچھ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے اس کے نتیجے میں مجھے یہ لگا کہ اگر مفادات کو نقصان پہنچائے بغیر اس نسبت کو توڑا جا سکے تو آپ بہت خوش ہوں گے۔ اب آپ سے ذاتی طور پر واقف ہونے کے بعد مجھے اس کا یقین ہو گیا ہے۔"

"آپ کی جانب سے یہ سب بڑی سادہ لوحی ہے، معاف کیجئے گا میں کہنا چاہتا تھا، بے شرمی ہے" رسکولنیکوف نے کہا۔

"تو اس طرح آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں اپنے مطلب کے لئے پریشان ہوں۔ رودیون رومانووچ آپ اطمینان رکھئے، اگر میں اپنے فائدے کے لئے پریشان ہوتا تو میں نے یوں صاف صاف بات نہ کی ہوتی۔ آخر میں بالکل ہی بیوقوف تو نہیں ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اودوتیا رومانوونا سے اپنی محبت کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں خود شکار تھا۔ تو اب آپ یہ جان لیجئے کہ میں ذرا بھی محبت نہیں محسوس کرتا، ذرا بھی نہیں، اس حد تک کہ یہ مجھے خود عجیب لگتا ہے اس لئے کہ میں نے واقعی کچھ تو محسوس کیا تھا...."

"کاہلی اور عیاشی کی وجہ سے" رسکولنیکوف نے کہا۔

"درحقیقت میں عیاش اور کاہل آدمی ہوں اور پھر آپ کی بہن میں ایسی خوبیاں ہیں کہ میں بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں جیسا کہ اب میں خود ہی دیکھتا ہوں۔"

"کافی دن سے دیکھ رہے ہیں؟"

"دیکھنا تو پہلے شروع کر دیا تھا لیکن پرسوں، پیٹرس برگ میں تقریباً قدم رکھتے ہوئے قطعی یقین ہو گیا۔"

لیکن ابھی جب ماسکو میں تھا تب تک میں سوچتا رہتا تھا کہ اودوتیا رومانوونا کی خواستگاری کرنے کی اور لوژین صاحب سے مقابلہ کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"معاف کیجئے گا میں قطع کلام کر رہا ہوں لیکن ذرا عنایت کیجئے ——— کیا مختصر کرنا اور آپ کی تشریف آوری کا مقصد براہ راست بیان کر دینا ممکن نہیں ہے؟ میں جلدی میں ہوں، مجھے باہر جانا ہے....."

"بہت ہی خوشی سے۔ یہاں پہنچ کر اور اب ایک..... سفر پر جانے کا فیصلہ کر کے میں کچھ ضروری ابتدائی انتظامات کرنا چاہتا تھا۔ میرے بچے ایک چچی کے پاس رہ رہے ہیں، وہ دولت مند ہیں اور ذاتی طور پر میری انہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں باپ بھی کون سا ایسا ہوں! اپنے لئے میں نے بس وہی لیا ہے جو مجھے سال بھر پہلے مارفا پتروونا نے تحفے کے طور پر دیا تھا۔ میرے لئے کافی ہے۔ معاف کیجئے گا اب میں اصل معاملے پر آتا ہوں۔ سفر پر روانگی سے پہلے، جو جلدی ہی ہو سکتی ہے، میں لوژین صاحب سے بھی نمٹنا چاہتا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ میں انہیں بالکل گوارا نہ کر سکتا تھا بلکہ اس لئے کہ انہیں کی وجہ سے مارفا پتروونا سے یہ جھگڑا ہوا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اس شادی کا بندوبست کر رہی ہیں۔ اب میں اودوتیا رومانوونا سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کے توسط سے اور شاید آپ کی موجودگی میں، انہیں یہ سمجھانے کے لئے کہ ایک تو لوژین صاحب سے انہیں نہ صرف یہ کہ رتی بھر بھی فائدہ نہ پہنچے گا بلکہ غالباً صریحی نقصان پہنچے گا۔ اس کے بعد ان سے کچھ دنوں پہلے کی ان ناخوشگوار باتوں کے لئے معافی مانگ کر میں ان سے اجازت چاہوں کہ انہیں دس ہزار روبل پیش کروں اور اس طرح لوژین صاحب سے قطع تعلق کو آسان بنا دوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس کا امکان پیدا ہو جائے تو اس قطع تعلق کے خلاف وہ خود بھی نہ ہوں گی۔"

"آپ واقعی، واقعی پاگل ہیں!" رسکولنیکوف اتنا زیادہ جھنجھلا کر نہیں جتنا تعجب سے چلایا۔ "آپ کی ہمت کیسے پڑی اس طرح بات کرنے کی!"

"میں یہ جانتا تھا کہ آپ چیخ پڑیں گے۔ لیکن اول تو یہ کہ میں دولت مند تو نہیں ہوں لیکن یہ دس ہزار روبل میرے پاس فاضل ہیں یعنی مجھے ان کی بالکل، بالکل کوئی ضرورت نہیں۔ اودوتیا رومانوونا نہ لیں گی تو میں انہیں کسی اور بیوقوفی میں ضائع کر دوں گا۔ یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسرے یہ کہ میرا ضمیر بالکل مطمئن ہے۔ میں کسی بھی حساب کتاب کے بغیر یہ پیش کش کر رہا ہوں۔ یقین کیجئے نہ کیجئے لیکن بعد کو آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا اور اودوتیا رومانوونا کو بھی۔ یہ سب اس لئے کہ میں آپ کی بہت ہی محترم بہن کے لئے کافی پریشانی اور ناگواری کا واقعی باعث بنا، مطلب یہ کہ مخلصانہ تاسف محسوس کرتے ہوئے میری دلی خواہش ہے کہ ——— ناگواری کا معاوضہ دینے کی نہ اس کا ہرجانہ دینے کی بلکہ محض یہ کہ ——— سیدھے سیدھے ان کے لئے کچھ کارآمد چیز کر دوں اس بنیاد پر کہ میں نے صرف بدی ہی کرنے کی مراعات حاصل نہیں کی ہیں۔ اگر میری پیش کش میں حساب کتاب کا دس لاکھواں حصہ بھی ہوتا تو میں نے کل دس ہزار کی پیش کش نہ کی ہوتی جب کہ صرف پانچ ہفتے پہلے انہیں کہیں زیادہ کی پیش کش کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ ہو سکتا ہے میں شاید جلد ہی ایک لڑکی سے شادی کر لوں اور اس کے بعد تو اودوتیا رومانوونا کے لئے کوشش کرنے کے سارے شکوک تو اسی سے ختم ہو جانے چاہئیں۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ لوژین صاحب سے شادی کر کے بھی اودوتیا رومانوونا رقم ہی لے رہی ہیں، بس یہ کہ دوسری طرف سے..... ہاں رودیون رومانووچ، آپ ناراض مت ہوئیے، اطمینان اور سکون قلب کے ساتھ فیصلہ کیجئے....."

یہ کہہ کر خود سویدریگائلوف غیر معمولی طور پر پرسکون اور مطمئن تھے۔

"میری درخواست ہے کہ اب اور کچھ نہ کہئے" رسکولنیکوف نے کہا۔ "بہرصورت یہ ناقابل معافی گستاخی ہے۔"

"ذرا سی بھی نہیں۔ اس کے بعد تو انسان دوسرے انسان کے ساتھ اس دنیا میں صرف بدی کر سکتا ہے اور برعکس اس کے اسے رتی بھر بھی نیکی کرنے کا حق نہیں ہے، معمولی قابل قبول آداب و رسوم کی وجہ سے۔ یہ حماقت ہے۔ اب میں مثلاً اگر مر گیا ہوتا اور یہ رقم آپ کی بہن کے لئے وصیت میں ترکے کے طور پر چھوڑ جاتا تو کیا وہ تب بھی اسے لینے سے انکار کر دیتیں؟"

"بالکل ممکن ہے۔"

"ارے بالکل نہیں۔ لیکن اگر نہیں تو نہیں، یوں ہی سہی۔ صرف یہ کہ دس ہزار روبل، ضرورت پڑنے پر اچھی رقم ہوتی ہے۔ بہرصورت میں درخواست کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا اسے اودوتیا رومانوونا تک پہنچا دیجئے۔"

"نہیں میں نہیں پہنچاؤں گا۔"

"اس صورت میں رودیون رومانووچ میں مجبور ہوں گا کہ ذاتی ملاقات کی، مطلب یہ کہ انہیں پریشان کرنے کی کوشش کروں۔"

"اور اگر میں آپ کا کہا پہنچا دوں تو کیا آپ ذاتی ملاقات کی کوشش نہ کریں گے۔"

"سچ یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں۔ میں بہت چاہتا ہوں کہ ایک بار ان سے مل لوں۔"

"کوئی امید نہ رکھئے۔"

"افسوس ہے۔ لیکن آپ مجھے جانتے نہیں۔ ہو سکتا ہے ہم ایک دوسرے سے اور قریب آ جائیں۔"

"آپ سوچتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے اور قریب آ جائیں گے؟"

"اور کیوں نہیں؟" سویدریگائلوف نے مسکراتے ہوئے کہا، کھڑے ہو گئے اور اپنی ہیٹ اٹھائی۔ "ایسا تو نہیں ہے کہ میں آپ کو پریشان کرنے کا بہت زیادہ خواہش مند تھا اور یہاں آتے ہوئے بھی میں نے بہت زیادہ سوچا سمجھا نہیں تھا حالانکہ آپ کی صورت مجھے صبح ہی کو بہت نمایاں لگی تھی....."

"صبح کو آپ نے مجھے کہاں دیکھا؟" رسکولنیکوف نے گھبرا کر پوچھا۔

"بس یوں ہی اتفاق سے..... مجھے بالکل لگتا ہے کہ آپ میں مجھ سے ملتی جلتی کوئی بات ہے..... لیکن آپ پریشان نہ ہوں، میں عاجز کرنے والا آدمی نہیں ہوں، میں نے پتے بازوں کے ساتھ بھی زندگی نبھائی ہے اور میں نے اپنے دور کے رشتہ دار اور عظیم شخصیت راجہ سویر سکی کو بھی عاجز نہیں کیا، اور میں نے مادام پریلوکووا کے البم میں رفائیل کی میڈونا کے بارے میں بھی لکھنے کی جسارت کی اور سات سال بغیر کہیں آئے گئے مارفا پتروونا کے ساتھ رہا ہوں اور میں پرانے زمانے میں سینایا چوک پر ویازیمسکی کے مکان میں راتیں گزارتا تھا اور ہو سکتا ہے برگ کے ساتھ غبارے میں پرواز بھی کروں۔"

"اچھا، اچھا۔ یہ پوچھنے کی اجازت دیجئے کہ آپ سیاحت کے لئے جلدی ہی جا رہے ہیں؟"

"کس سیاحت کے لئے؟"

"ارے یہی "سفر" جس کا آپ نے خود ہی ذکر کیا تھا۔"

"سفر پر؟ ارے ہاں، میں نے آپ سے سفر کی بات کی تھی.... لیکن یہ ذرا لمبا سوال ہے.... کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ آپ کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں!" انہوں نے کہا اور اچانک زور سے ہنسے "میں ہو سکتا ہے سفر پر جانے کی بجائے شادی کر لوں- میرے لئے نسبت پکی کی جا رہی ہے-"

"یہاں؟"

"ہاں-"

"اس کے لئے کب آپ کو وقت مل گیا؟"

"لیکن اودوتیا رومانوونا سے ایک بار ملنا بہت چاہتا ہوں میں سنجیدگی سے درخواست کر رہا ہوں- اچھا تو پھر ملیں گے.... ارے ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا! رودیون رومانووچ اپنی بہن سے یہ کہہ دیجئے گا کہ مارفا پتروونا نے اپنی وصیت میں انہیں یاد رکھا ہے اور تین ہزار روبل ان کے نام لکھے ہیں- یہ بالکل پکی بات ہے- مارفا پتروونا نے اس کا بندوبست موت سے ایک ہفتہ پہلے میری موجودگی میں کیا تھا- دو تین ہفتے بعد اودوتیا رومانوونا یہ رقم حاصل کر سکتی ہیں-"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

"سچ- آپ کہہ دیجئے گا- اچھا، خادم آپ کا- میں آپ کے قریب ہی ٹھہرا ہوں-"

وہاں سے نکلتے ہوئے سویدریگا کوف دروازے میں رزومیخن سے ٹکرا گیا-

۲

تقریباً آٹھ بجے تھے- دونوں جلدی جلدی بکالیئفت کی اقامت گاہ کی طرف جا رہے تھے تاکہ لوژین سے پہلے پہنچ جائیں-

"ہاں تو یہ کون تھا؟" رزومیخن نے سڑک پر نکلتے ہی پوچھا-

"یہ تھا سویدریگا کوف، وہی زمیندار جس کے گھر میں میری بہن کی توہین کی گئی تھی جب وہ گورنس کی طرح وہاں کام کرتی تھی- اس کی محبت کی نظر کی وجہ سے اسے وہاں سے نکلنا پڑا تھا، اس کی بیوی مارفا پتروونا نے نکال دیا- بعد کو ان مارفا پتروونا نے دونیا سے معافی مانگی اور اب وہ اچانک مر گئیں- آج صبح کو ہم لوگ انہیں کے بارے میں بات کر رہے تھے- معلوم نہیں کیوں میں اس شخص سے بہت ڈرتا ہوں- اپنی بیوی کو دفن کرنے کے بعد فوراً ہی وہ یہاں آ پہنچا- وہ بہت ہی عجیب شخص ہے اور اس نے کچھ فیصلہ کر لیا ہے.... ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ کچھ جانتا ہے.... اس سے دونیا کی حفاظت کرنا بہت ضرورت ہے.... یہ کہنا چاہتا تھا میں تم سے، سنا تم نے؟"

"حفاظت کرنا؟ وہ اودوتیا رومانوونا کے خلاف کیا کر سکتا ہے؟ لیکن تمہارا بہت بہت شکریہ رودیا کہ تم نے مجھ سے اس طرح کہا.... کریں گے، حفاظت کریں گے!.... رہتا کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"پوچھا کیوں نہیں؟ افسوس کی بات ہے- لیکن معلوم کر لوں گا-"

"تم نے اسے دیکھا؟" رسکولنیکوف نے تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد پوچھا-

"ہاں دیکھ لیا، اچھی طرح دیکھ لیا-"

"تم نے اسے ٹھیک سے دیکھا ہے؟ صاف صاف دیکھا ہے؟" رسکولنیکوف نے اصرار سے پوچھا-

"ہاں، مجھے بالکل اچھی طرح یاد ہے، ہزاروں میں پہچان لوں گا، مجھے چہرے اچھی طرح یاد رہتے ہیں-"

دونوں پھر چپ ہو گئے-

"ہوں.... اچھا، اچھا" رسکولنیکوف بدبدایا- "اور معلوم ہے.... مجھے خیال ہوا.... مجھے بالکل لگتا ہے کہ یہ سب ہو سکتا ہے قیاس آرائی ہو-"

"یہ تم کس چیز کے بارے میں کہہ رہے ہو؟ میں تمہاری بات ٹھیک سے سمجھ نہیں پاتا-"

"اب تم سب لوگ کہتے ہو" رسکولنیکوف نے مسکراتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی "کہ میں پاگل ہوں- اور مجھے ابھی یہ لگا کہ ہو سکتا ہے میں سچ مچ پاگل ہوں اور صرف ایک ہیولا دیکھا ہو-"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"اور کون جانے! ہو سکتا ہے میں واقعی پاگل ہوں اور سب کچھ جو ان دنوں میں ہوا وہ سب ہو سکتا ہے صرف تخیل ہی ہو...."

"اف رودیا! ان لوگوں نے پھر تمہیں پریشان کر دیا!.... ہاں تو کیا کہا اس نے اور آیا کس لئے تھا؟"

رسکولنیکوف نے کوئی جواب نہیں دیا- رزومیخن ذرا دیر چپ رہا-

"اچھا تو تم میری رپورٹ سن لو" اس نے کہنا شروع کیا- "میں تمہارے پاس آیا، تم سو رہے تھے- پھر کھانا کھایا اور اس کے بعد میں پورفیری کے پاس گیا- زمیوتوف تب تک اسی کے پاس تھا- میں نے شروع کرنا چاہا لیکن بات آگے نہیں بڑھی- صحیح طریقے سے میں بات ہی نہیں کر سکا- وہ لوگ بالکل سمجھتے ہی نہیں اور سمجھ سکتے بھی نہیں لیکن انہیں ذرا بھی گھبراہٹ نہیں ہے- میں پورفیری کو کھڑکی کے پاس لے گیا اور باتیں کرنے لگا لیکن پتہ نہیں کیوں پھر بات بنی نہیں- وہ ایک طرف دیکھ رہا تھا اور میں دوسری طرف دیکھ رہا تھا- آخر کار میں نے اس کے منہ پر مکا تانا اور کہہ دیا کہ رشتہ داری کی حیثیت سے میں اس کا منہ توڑ دوں گا- وہ بس مجھے دیکھتا رہا- میں لعنت بھیج کر چلا آیا، بس- سخت بیوقوفی کی بات ہے- زمیوتوف سے میں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا- لیکن دیکھو میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میں نے سب گڑبڑ کر دیا مگر سیڑھیوں سے نکلتے ہوئے مجھے ایک خیال ہوا، بس یوں ہی ذہن میں آ گیا--- میں اور تم آخر کس بات سے پریشان ہو رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اگر تمہیں کوئی خطرہ ہوتا یا وہاں کچھ بھی ہوتا تو خیر، لیکن تمہیں کیا فکر! تمہیں ذرا بھی پرواہ نہ کرنا چاہئے، بس تھوکو ان کے منہ پر- ہم بعد کو ان پر ہنسیں گے- اور میں اگر تمہاری جگہ ہوتا تو ان کے لئے اور بھی پر اسرار اور تکلف باتیں بنا دیتا- بعد کو ان لوگوں کو کس قدر شرمندہ ہونا پڑے گا! لعنت بھیجو- بعد کو پٹائی کرنا ممکن ہو گا، ابھی تو ان پر ہنسیں گے!"

"یقیناً یہی ٹھیک ہے!" رسکولنیکوف نے کہا اور اپنے دل میں سوچا "اور کل تم کیا کہو گے؟" عجیب بات ہے کہ ابھی تک اس کے ذہن میں ایک بار بھی یہ سوال نہ پیدا ہوا تھا کہ "رزومیخن کو جب معلوم ہو گا تو وہ کیا سوچے گا؟" اب جو اسے یہ خیال ہوا تو رسکولنیکوف ایک ٹک رزومیخن کو دیکھتا رہا- ابھی رزومیخن نے پورفیری سے ملنے جانے کی جو رپورٹ دی تھی اس سے رسکولنیکوف نے زیادہ دلچسپی نہیں لی- اس عرصے میں اتنا زیادہ کچھ ہو چکا تھا اور گزر چکا تھا!....

راہداری میں ان کی مڈبھیڑ لوژین سے ہو گئی- وہ ٹھیک آٹھ بجے پہنچ گئے تھے اور کمرہ تلاش کر رہے تھے- چنانچہ وہ تینوں ایک ساتھ ہی داخل ہوئے لیکن ایک دوسرے کی طرف دیکھا نہ کسی نے کسی کی تعظیم کی- نوجوان لوگ آگے چلے گئے اور پیوتر پتروویچ نے شائستگی کی بنا پر پیش دالان میں اوورکوٹ اتارنے ٹانگنے میں ذرا دیر

لگائی- پولخیریا الکساندرووناان سے چوکھٹ ہی پر ملنے کے لئے فوراً باہر نکل آئیں- دونیا بھائی سے حال چال پوچھ رہی تھی-

پیوتر پترووچ کمرے میں داخل ہوئے تو کافی شفقت سے انہوں نے خواتین کی تعظیم کی حالانکہ ان کے انداز میں دوچند احساس وقار تھا- اس کے علاوہ انہوں نے اس طرح دیکھا جیسے وہ تھوڑا سٹپٹا گئے ہوں اور ابھی تک خود کو سنبھال نہ پائے ہوں- پولخیریا الکساندرووناکو بھی کچھ بوکھلائے ہوئے طریقے سے فوراً ہی سب کو گول میز کے گرد بٹھانا شروع کر دیا جس پر سماوار کھول رہا تھا- دونیا اور لوژین ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے- رزومیخن اور رسکولنیکوف دونوں پولخیریا الکساندرووناکے سامنے بیٹھے--- رزومیخن لوژین کے پاس اور رسکولنیکوف بہن کے پاس-

ذرا دیر خاموشی رہی- پیوتر پترووچ نے بڑے اطمینان سے کیمبرک کا رومال نکالا' جس سے سنٹ کی خوشبو آرہی تھی' اور ایک ایسے آدمی کے انداز میں ناک صاف کی جو فیاض و نیک سیرت تھا لیکن اپنی صلاحیت اور حیثیت کی کچھ توہین محسوس کر رہا تھا اور اس نے پکا فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کی وضاحت طلب کرے گا- انہیں پیش دالان ہی میں یہ خیال آیا تھا کہ اوور کوٹ نہ اتاریں اور چلے جائیں اور اس طرح دونوں خواتین کو سخت اور متاثر کن سزا دیں تاکہ ایک ہی بار میں انہیں سبق ہو جائے- لیکن انہوں نے ایسا نہ کرنے کا فیصلہ کیا- اس لئے کہ یہ شخص لاعلمی نہیں برداشت کر سکتا تھا اور یہاں معاملے کو سمجھنے جاننے کی ضرورت تھی--- ان لوگوں نے اگر اس کے حکم کی اتنی صریحی عدم پابندی کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ تو ہے چنانچہ اسے پہلے جان لینا بہتر ہو گا- سزا دینے کے لئے تو ہمیشہ وقت ہو گا اور یہ اس کے ہاتھ میں بھی ہو گا-

"امید ہے کہ آپ کا سفر بخیر و عافیت گزرا ہو گا؟" وہ بڑے رسمی انداز میں پولخیریا الکساندروونا سے مخاطب ہوئے-

"شکر ہے خدا کا پیوتر پترووچ-"

"سن کر بڑی خوشی ہوئی- اور اوودوتیا رومانوونا بھی تھکیں نہیں؟"

"میں تو جوان اور مضبوط ہوں' تھکی نہیں لیکن ماما کے لئے بہت ہی تکلیف دہ تھا" دونیا نے جواب دیا-

"اب کیا کیا جائے- ہماری ملکی ریلیں بہت ہی لمبی ہیں- "مادر وطن روس" جیسا کہ کہا جاتا ہے' بہت بڑی ہے.... میں چاہتا تو بہت تھا لیکن کل شام کو آپ لوگوں کے استقبال کے لئے کسی طرح نہ پہنچ پایا- لیکن مجھے امید ہے کہ سب کچھ بغیر کسی پریشانی کے ہو گیا ہو گا؟"

"ارے نہیں پیوتر پترووچ' ہمیں بڑی ہی مایوسی ہوئی" پولخیریا الکساندروونا نے جلدی سے ایک خاص لہجے میں کہا- "اور ایسا لگتا ہے کہ اگر خود خدا نے کل دمیتری پروکو فیچ کو ہمارے پاس نہ بھیج دیا ہوتا تو ہماری تو بالکل ہی سمجھ میں نہ آتا کہ کیا کریں اور کہاں جائیں- یہ ہیں وہ' دمیتری پروکو فیچ" پولخیریا الکساندروونا نے رزومیخن کا تعارف لوژین سے کرایا-

"میں جانتا ہوں' شرف حاصل ہو چکا ہے.... کل ہی" لوژین بدبدائے اور رزومیخن کی طرف معاندانہ انداز میں سر جھکایا- اس کے بعد انہوں نے تیوریاں چڑھا لیں اور خاموش ہو گئے- ویسے عام طور سے بھی پیوتر پترووچ کا تعلق لوگوں کی اس قسم سے تھا جو معاشرے میں بظاہر نیک اور مہربان ہوتے ہیں اور نیکی و مہربانی کا خاص طور سے اظہار اور دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن جو' اگر ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف ہو تو' فوراً ہی اپنے حواس

کھو بیٹھتے ہیں اور معاشرے کے خوش وضع اور چھیلے بانکوں کی بجائے آٹے کا بورا زیادہ لگنے لگتے ہیں- سب لوگ پھر خاموش ہو گئے- رسکولنیکوف ہٹ دھرمی کے ساتھ چپ تھا' اوودوتیا رومانوونا وقت سے پہلے خاموشی کو توڑنا نہ چاہتی تھی' رزومیخن کو کچھ کہنے ہی کو نہ تھا اور اس لئے پولخیریا الکساندروونا کو پھر تشویش ہونے لگی تھی-

"آپ نے سنا' مارفا پترووناکا انتقال ہو گیا" انہوں نے اپنے سب سے اہم موضوع کا سہارا لے کر شروع کیا-

"کیوں نہیں' سنا- مجھے فوراً ہی اطلاع مل گئی تھی اور میں آپ کو بھی مطلع کرنے آیا ہوں کہ ارکادی ایوانووچ سویدریگائلوف بیوی کی تدفین کے فوراً ہی بعد پیٹرس برگ آ گئے ہیں- مجھے کم سے کم اتنا ہی صحیح ذرائع سے یہی خبر ملی ہے-"

"پیٹرس برگ؟ یہاں؟" دونیا نے تشویش کے ساتھ پوچھا اور ماں بیٹی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا-

"بالکل یہیں' اور ظاہر ہے کہ اگر اس طرف توجہ کی جائے کہ وہ بڑی جلدی وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سے پہلے کے سارے حالات کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہو گا-"

"مالک میرے! کیا وہ یہاں بھی دونیچکا کو چین نہ لینے دیں گے؟" پولخیریا الکساندروونا نے چونک کر کہا-

"مجھے لگتا ہے کہ خاص طور سے تشویش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' آپ کو نہ اوودوتیا رومانوونا کو' ظاہر ہے کہ اگر آپ خود ہی ان کے ساتھ کسی طرح کا تعلق نہیں قائم کرنا چاہتیں تو- جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں ان پر نظر رکھ رہا ہوں اور اب تلاش کر رہا ہوں کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں...."

"ارے پیوتر پترووچ! آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ ابھی آپ نے مجھے کس درجہ ڈرا دیا تھا!" پولخیریا الکساندروونا نے کہا- "میں نے انہیں صرف دو بار دیکھا ہے اور وہ مجھے خوفناک لگے' خوفناک! مجھے یقین ہے کہ مرحومہ مارفا پتروونا کی موت کا سبب وہی تھے-"

"اس سلسلے میں قطعی رائے قائم کرنا ناممکن ہے- مجھے بالکل صحیح اطلاعات ملی ہیں- میں اس سے بحث نہیں کرتا' ہو سکتا ہے انہوں نے یوں کہئے کہ توہین کے اخلاقی اثر سے واقعات کی روش کو تیز تر کرنے کا سامان کر دیا ہو- لیکن جہاں تک اس شخص کے چال چلن اور بالعموم اخلاقی خصوصیات کا تعلق ہے تو میں آپ سے متفق ہوں- مجھے نہیں معلوم کہ اب وہ دولت مند ہیں یا نہیں اور یہ کہ مارفا پتروونا اس کے لئے کیا اور کتنا چھوڑ گئی ہیں- یہ مجھے بہت تھوڑی ہی مدت میں معلوم ہو جائے گا- لیکن اگر ان کے پاس تھوڑے بھی مالی وسائل ہیں تو یہاں پیٹرس برگ میں وہ فوراً اپنے طور طریقے اپنا لیں گے- وہ تو اس قسم کے لوگوں میں بھی سب سے زیادہ عیاش اور بدیوں میں ڈوبا ہوا شخص ہے! میرے پاس یہ کہنے کے لئے معقول بنیاد ہے کہ مارفا پتروونا نے جن کی بدنصیبی یہ تھی کہ انہوں نے اس شخص سے محبت کی اور اس کا قرض ادا کر کے اسے چھڑایا' آٹھ سال پہلے ایک اور سلسلے میں بھی اس کی خدمت کی- محض انہیں کی کوششوں اور قربانیوں کے نتیجے میں اس کے خلاف فوجداری کا ایک مقدمہ بالکل شروع ہی میں دبا دیا گیا جس میں وحشیانہ اور یوں کہنا چاہئے کہ عجیب ازتیاس قتل عمد کا الزام تھا جس کے لئے اسے یقیناً سائبیریا کی سیر کرنی پڑتی- ایسا ہے یہ شخص' اگر آپ جاننا چاہتی ہیں تو-"

"اف میرے مالک!" پولخیریا الکساندروونا چلا پڑیں- رسکولنیکوف بڑی توجہ سے سن رہا تھا-

"آپ سچ کہہ رہے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ کے پاس صحیح شہادت ہے؟" دونیا نے تندی کے

ساتھ زور دے کر پوچھا۔

"میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رازدارانہ طور پر خود مرحومہ مارفا پتروونا سے سنا ہے۔ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ قانونی نقطہ نظر سے یہ معاملہ بالکل مبہم ہے۔ یہاں ایک عورت رہتی تھی اور شاید اب بھی رہتی ہے' رسلیخ نام کی' جو غیر ملکی تھی اور اوپر سے چھوٹے پیمانے کی سود خور بھی تھی اور دوسرے کام بھی کرتی تھی۔ اس رسلیخ کے ساتھ بہت دنوں تک سویدریگائلوف صاحب کے کچھ بہت ہی قریبی اور خفیہ تعلقات تھے۔ اس کے ساتھ اس کی ایک دور کی رشتہ دار' شاید بھتیجی بھی رہتی تھی' گونگی بہری' پندرہ بلکہ چودہ ہی سال کی لڑکی' جس سے یہ رسلیخ شدید نفرت کرتی تھی اور اسے روٹی کا سوکھا ٹکڑا دینا بھی کھلتا تھا۔ اور اس کے ساتھ غیر انسانی برتاؤ بھی کرتی تھی۔ ایک دن وہ برساتی میں ملی' پھانسی سے لٹکی ہوئی۔ فیصلہ یہ کر دیا گیا کہ اس نے خود کشی کر لی معمول کے مطابق کارروائی پوری کرنے کے بعد وہ معاملہ ختم ہو گیا لیکن بعد کو معلوم ہوا' بہرحال یہ مخبری ہی تھی' کہ سویدریگائلوف نے..... بڑی بیدردی کے ساتھ اس بچی کی بے حرمتی کی تھی۔ یہ سچ ہے کہ یہ سب مبہم تھا' مخبری ایک دوسری جرمن عورت نے کی تھی جو بدنام عورت تھی اور جسے قابل اعتبار نہیں سمجھا جا سکتا۔ آخر کار مارفا پتروونا کی کوششوں اور رقم کی بدولت معاملہ یوں دب گیا جیسے دراصل مخبری بھی کی ہی نہیں گئی تھی۔ بات بس افواہ تک محدود رہ گئی۔ لیکن یہ افواہ بہت ہی معنی خیز ہے۔ اودوتیا رومانوونا آپ نے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے ہاں فلپ نامی ایک شخص کا قصہ تو ضرور سنا ہو گا جو چھ سال پہلے جب کھیت غلامی کا نظام رائج تھا تھی ایذا رسانی کی وجہ سے مر گیا تھا۔"

"میں نے تو اس کے برعکس یہ سنا ہے کہ اس فلپ نے خود کشی کر لی تھی۔"

"بالکل ٹھیک ہے لیکن اسے پھانسی لگا کر جان دے دینے پر سویدریگائلوف صاحب کی مسلسل ایذا رسانی اور سزا دینے کے طریقے ہی نے تو مجبور کیا تھا یا یہ کہنا زیادہ اچھا ہو گا کہ اس میں اس کا رجحان پیدا کر دیا۔"

"یہ تو میں نہیں جانتی" دونیا نے روکھے پن سے جواب دیا "میں نے تو صرف ایک بہت ہی عجیب و غریب قصہ سنا تھا کہ یہ فلپ کچھ یک رخا خبطی سا تھا' کچھ گھریلو فلسفی کی قسم کا' لوگ کہتے تھے کہ اس نے پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کر لیا تھا اور اس نے سویدریگائلوف صاحب کی مار پیٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنا مذاق اڑائے جانے سے تنگ آ کر خود کشی کر لی۔ اور جب میں وہاں تھی تب تو سویدریگائلوف لوگوں سے اچھی طرح پیش آتے تھے اور لوگ ان سے محبت بھی کرتے تھے حالانکہ یہ سچ ہے کہ انہیں فلپ کی موت کے لئے قصوروار بھی ٹھہراتے تھے۔"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اودوتیا رومانوونا کسی طرح سے اس شخص کا جواز پیش کرنے کی طرف مائل ہو گئی ہیں" لوژین نے کہا۔ ان کے ہونٹوں پر ذومعنی مسکراہٹ تھی۔ "حقیقت یہ ہے کہ وہ آدمی چالاک ہیں اور عورتوں کے سلسلے میں انہیں رجھا لینے کی مہارت رکھتے ہیں جس کی قابل رحم مثال خود مارفا پتروونا تھیں جو اتنے عجیب حالات میں مر گئیں۔ میں تو ان کی نئی اور بلاشبہ متوقع کوشش کو دیکھتے ہوئے اپنے مشورے سے آپ کی اور آپ کی والدہ کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ جہاں تک مجھ سے تعلق ہے تو میں پر زور یقین دلاتا ہوں کہ یہ شخص بلاشبہ پھر قرض کی بنا پر قید خانے ہی میں گم ہو جائے گا۔ مارفا پتروونا کا کبھی ذرا بھی ارادہ نہ تھا کہ اس شخص کے نام کچھ بھی کر جائیں' ان کے پیش نظر بچے تھے' اور اگر کچھ چھوڑ بھی گئی ہیں تو کچھ بہت ہی ضرورت بھر کی' بہت ہی تھوڑی' برائے نام رقم ہو گی جو اس کی جیسی عادتوں والے شخص کے لئے سال بھر کو بھی کافی نہ ہو گی۔"

"پیوتر پتروویچ' میری آپ سے درخواست ہے" دونیا نے کہا "کہ سویدریگائلوف صاحب کے بارے میں اب بس کیجئے۔ مجھے اس سے کوفت ہوتی ہے۔"

"وہ ابھی میرے پاس آئے تھے" اچانک رسکولنیکوف بول پڑا' پہلی بار خاموشی کو توڑتے ہوئے۔

ہر طرف سے استعجاب کا اظہار ہوا' سارے لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پیوتر پتروویچ بھی چونک سے پڑے۔

"ڈیڑھ گھنٹے پہلے جب میں سو رہا تھا تو وہ آئے' مجھے انہوں نے جگایا اور اپنا تعارف کروایا" رسکولنیکوف نے اپنی بات جاری رکھی۔ "وہ کافی بے تکلف اور خوش تھے اور یہ قطعی امید رکھتے ہیں کہ ان کی اور میری اچھی نبھے گی۔ دوسری باتوں کے علاوہ وہ تم سے' دونیا' ملاقات کے بہت خواہش مند اور متمنی ہیں اور مجھ سے انہوں نے درخواست کی کہ میں اس ملاقات کا وسیلہ بنوں۔ تمہارے لئے ان کے پاس ایک تجویز ہے۔ مجھے انہوں نے بتا دیا ہے کہ یہ تجویز کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے قطعی طور پر مجھے یقین دلایا کہ مارفا پتروونا نے اپنی موت سے ایک ہفتہ پہلے اپنی وصیت میں تمہارے نام' دونیا' تین ہزار روبل لکھ دیئے تھے اور یہ رقم اب تم جلد ہی حاصل کر سکتی ہو۔"

"شکر ہے خدا کا!" پلخیریا الکساندروونا نے زور سے کہا اور اپنے اوپر صلیب کا نشان بنایا "ان کے لئے دعا کرو' دونیا' ان کے لئے دعا کرو!"

"یہ بالکل سچ ہے" لوژین کے منہ سے نکل گیا۔

"اچھا تو پھر اور آگے؟" دونیا نے بے صبری سے کہا۔

"اس کے بعد انہوں نے کہا کہ وہ خود دولت مند نہیں ہیں اور ساری جائیداد بچوں کے نام ہے جو اب ایک چچی کے پاس ہیں۔ پھر یہ کہا کہ وہ کہیں میرے پاس ہی ٹھہرے ہوئے ہیں' لیکن کہاں؟--- یہ مجھے نہیں معلوم' پوچھا نہیں میں نے....."

"لیکن آخر کیا' وہ آخر دونیچکا کے سامنے کیا تجویز رکھنا چاہتے ہیں؟" سہمی ہوئی پلخیریا الکساندروونا نے پوچھا "تم سے کچھ بتایا؟"

"ہاں' بتایا۔"

"آخر کیا؟"

"بعد کو بتاؤں گا" رسکولنیکوف چپ ہو گیا اور اپنی چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پیوتر پتروویچ نے گھڑی نکالی اور دیکھا۔

"مجھے ایک کام سے جانا ضروری ہے' اس لئے میں اب مخل نہ ہوں گا" انہوں نے کچھ ناراضگی کے ساتھ کہا اور کرسی سے اٹھنے لگے۔

"ٹھہریئے پیوتر پتروویچ" دونیا نے کہا "آپ کا ارادہ تو شام بھر یہیں رہنے کا تھا۔ اس کے بارے میں آپ نے خود ہی لکھا تھا کہ آپ ماما سے کوئی وضاحت چاہتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے اودوتیا رومانوونا" پیوتر پتروویچ نے پھر سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے لیکن اپنی ہیٹ ہاتھ ہی میں لئے لئے بڑی شان سے کہا "میں سچ مچ وضاحت چاہتا تھا آپ سے بھی اور آپ کی بہت محترم والدہ سے بھی' اور وہ بھی بہت اہم باتوں کے سلسلے میں۔ لیکن جس طرح آپ کے بھائی سویدریگائلوف صاحب کی بعض

تجویزوں کے سلسلے میں میری موجودگی میں وضاحت نہیں کرسکتے' اسی طرح میں بھی.... غیروں کی موجودگی میں.... بہت ہی اہم باتوں کے سلسلے میں وضاحت کرنا نہیں چاہتا اور نہیں کرسکتا۔ اور پھر یہ کہ میری سب سے خاص اور قابل یقین التجا بھی نہیں پوری کی گئی....''

لوژین نے اپنی صورت سے تلخی کا اظہار کیا اور بڑی آن کے ساتھ چپ ہو گئے۔

''التجا آپ کی' کہ میرے بھائی ہماری ملاقات کے وقت نہ ہوں' نہیں پوری کی گئی صرف میرے اصرار پر'' دونیا نے کہا۔ ''آپ نے لکھا تھا کہ بھائی نے آپ کی توہین کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بات کی فوراً صفائی ہو جانی چاہئے اور آپ دونوں میں میل ہو جانا چاہئے۔ اور اگر رودیا نے درحقیقت آپ کی توہین کی ہے تو انہیں آپ سے معافی مانگنی چاہئے اور وہ مانگیں گے۔''

پیوتر پترووچ نے فوراً دھونس جمائی۔

''بعض توہینیں ایسی ہوتی ہیں اودوتیا رومانوونا کہ جنہیں ساری نیک خواہشات کے باوجود بھولنا ناممکن ہوتا ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے جس کو پار کرنا خطرناک ہوتا ہے اس لئے کہ اگر ایک بار اسے پار کرلیا تو پھر واپس لوٹنا ممکن نہیں ہوتا۔''

''پیوتر پترووچ' میں نے درحقیقت اس کے بارے میں آپ سے نہیں کہا تھا'' کچھ بے صبری سے دونیا نے کہا ''اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہمارے سارے مستقبل کا دارومدار اب اس بات پر ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو اس سب کی وضاحت کی جاسکتی ہے یا نہیں اور اسے درست کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ میں صاف صاف بالکل شروع ہی میں کہے دیتی ہوں کہ میں اس کو کسی اور طرح نہیں دیکھ سکتی' اور اگر آپ تھوڑا ہی بہت سہی مجھے عزیز رکھتے ہیں تو' چاہے یہ مشکل ہی ہو' اس سارے قصے کو آج ہی ختم ہو جانا چاہئے۔ میں آپ سے پھر کہتی ہوں کہ اگر قصور بھائی کا ہے تو وہ معافی مانگیں گے۔''

''مجھے حیرت ہے اودوتیا رومانوونا کہ آپ سوال کو اس طرح پیش کر رہی ہیں'' لوژین کی جھنجھلاہٹ برابر بڑھتی جارہی تھی۔ ''آپ کی قدر اور یوں کہنا چاہئے کہ آپ کی پرستش کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے گھر کے کسی آدمی سے پوری طرح محبت نہ کرسکوں۔ آپ سے نسبت کی خوش نصیبی کا دعویدار ہوتے ہوئے بھی میں اس کے ساتھ ہی اپنے اوپر ایسی ذمہ داریاں نہیں لے سکتا جو میل نہ کھاتی ہوں میری....''

''اوہ پیوتر پترووچ' اس طرح کی باتیں رہنے دیجئے جیسے آپ کو بڑی ٹھیس پہنچی ہو'' دونیا نے جوش کے ساتھ کہا ''اور ویسے ہی نیک اور شریف آدمی کی طرح بات کیجئے جیسا میں آپ کو سمجھتی تھی اور سمجھنا چاہتی ہوں۔ میں نے آپ سے بہت بڑا وعدہ کیا ہے' میں آپ کی منگیتر ہوں۔ مجھ پر بھروسا کیجئے اس معاملے میں اور یقین کیجئے کہ میں پوری کوشش کرکے غیر جانبداری سے فیصلہ کروں گی۔ یہ بات کہ میں منصف کا رول اختیار کر رہی ہوں' میرے بھائی کے لئے بھی اتنی ہی غیر متوقع ہے جتنی آپ کے لئے۔ آج جب میں نے ان کو یہاں آنے کی دعوت دی' آپ کا خط ملنے کے بعد' کہ یہ ہماری ملاقات کے وقت ضرور آئیں تو ان سے میں نے اپنے ارادے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس بات کو سمجھئے کہ اگر آپ میل نہیں کرتے تو مجھے آپ دونوں میں انتخاب کرنا پڑے گا.... آپ یا وہ۔ اس طرح سوال پیش کیا گیا ہے ان کی طرف سے بھی اور آپ کی طرف سے بھی۔ میں انتخاب میں غلطی نہیں کرنا چاہتی اور نہ مجھے کرنی چاہئے۔ آپ کی خاطر مجھے بھائی سے قطع تعلق کرنا

ضروری ہے' بھائی کی خاطر آپ سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔ میں اب یقینی طور پر جاننا چاہتی ہوں اور جان سکتی ہوں کہ وہ میرے لئے بھائی ہیں یا نہیں؟ اور آپ کے بارے میں یہ کہ میں آپ کو عزیز ہوں یا نہیں' آپ میری قدر کرتے ہیں یا نہیں' میرے لئے آپ شوہر ہیں یا نہیں؟''

''اودوتیا رومانوونا'' لوژین کسمساتے ہوئے بولے ''آپ کے الفاظ میرے لئے بہت معنی خیز ہیں بلکہ میں اس سے زیادہ کہوں گا کہ ہتک آمیز ہیں اس حیثیت کو دیکھتے ہوئے جو مجھے آپ کے سلسلے میں رکھنے کا شرف حاصل ہے۔ اس ہتک آمیز اور عجیب طرح سے مجھ کو اور.... ایک گستاخ نوجوان کو ایک ہی سطح پر رکھ دئے جانے کے بارے میں تو میں کچھ کہتا ہی نہیں لیکن آپ نے اپنے الفاظ سے اس امکان کا بھی اظہار کیا کہ آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے بھی توڑ سکتی ہیں۔ آپ کہتی ہیں ''آپ یا وہ؟'' مطلب یہ کہ اسی سے آپ مجھ کو یہ جتا دیتی ہیں کہ میں آپ کے لئے کتنے کم معنی رکھتا ہوں.... ہمارے درمیان جو رشتے اور.... ذمہ داریاں موجود ہیں ان کو دیکھتے ہوئے میں اسے نظرانداز نہیں کرسکتا۔''

''کیسے!'' دونیا کا چہرہ سرخ ہو گیا ''میں نے آپ کے مفاد کو ان ساری چیزوں کے برابر رکھا جو ابھی تک میرے لئے زندگی میں بیش بہا تھیں' جن پر ابھی تک میری ساری زندگی مشتمل تھی اور آپ یکبارگی روٹھ جاتے ہیں کہ میں نے آپ کو کم اہمیت دی!''

رسکولنیکوف کچھ کہے بغیر طنزیہ انداز میں مسکرایا۔ رزومیخن بیٹھا ہوا کسمسایا۔ لیکن پیوتر پترووچ نے اس اعتراض کو قبول نہیں کیا۔ اس کے برعکس ہر لفظ پر ان کا جھگڑالوپن اور جھنجھلاہٹ بڑھتی ہی گئی جیسے انہیں اس میں مزہ آرہا ہو۔

''زندگی کے آئندہ ہم سفر کی' شوہر کی محبت کو بھائی کی محبت سے زیادہ وزنی ہونا چاہئے'' انہوں نے بڑی شان سے اعلان کیا ''اور بہرصورت میں ایک ہی سطح پر نہیں کھڑا ہو سکتا.... حالانکہ میں نے اصرار کیا تھا کہ میں آپ کے بھائی کی موجودگی میں پوری طرح وضاحت نہ کرسکوں گا کہ میں کس مقصد سے آیا ہوں پھر بھی اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کی والدہ محترمہ سے مخاطب ہوں اور ایک بہت ہی بنیادی اور میرے لئے توہین آمیز نقطے کی ضروری وضاحت چاہوں۔ آپ کے بیٹے نے'' وہ پولخیریا الکساندروونا سے مخاطب ہوئے ''کل رسود کین صاحب (یا.... شاید یہی نہ؟ معاف کیجئے گا آپ کا نام ذہن سے اتر گیا'' ---- انہوں نے رزومیخن کی تعظیم میں بڑی مہربانی سے سر جھکایا) ''کی موجودگی میں میرے ایک خیال کو مسخ کرکے میری توہین کی جس کا ذکر میں نے آپ سے کافی پیتے ہوئے ذاتی بات چیت کے دوران میں کیا تھا۔ وہ یہ کہ کسی غریب لڑکی کے ساتھ' جو زندگی کے دکھ جھیل چکی ہو' شادی کرنا میری رائے میں ازدواجی رشتے کے لئے زیادہ مفید ہے بہ نسبت ایسی لڑکی سے شادی کرنے کے جسے صرف آرام کا تجربہ ہوا ہو اس لئے کہ یہ اخلاقی کردار کے لئے زیادہ کارآمد ہے۔ آپ کے بیٹے نے دانستہ طور پر میرے الفاظ کے معنی میں اتنا مبالغہ کردیا کہ وہ احمقانہ ہو گئے اور انہوں نے مجھے بدنیتی کا الزام دیا اور میری رائے میں اس کی بنیاد آپ ہی کی خط و کتابت پر تھی۔ پولخیریا الکساندروونا' میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا اگر آپ کے لئے ممکن ہو اور آپ مجھے اس کے برعکس یقین دلا دیں اور اس طرح مجھے کافی مطمئن کردیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ نے روودیون رومانووچ کو اپنے خط میں میرے الفاظ ٹھیک ٹھیک کس عبارت میں لکھ بھیجے تھے؟''

''مجھے یاد نہیں'' پولخیریا الکساندروونا نے گڑبڑاتے ہوئے کہا ''اور لکھ بھیجا میں نے اس طرح جس طرح

خود سمجھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ رودیا نے آپ کے سامنے انھیں کس طرح دوہرایا.... ہو سکتا ہے اس نے کچھ مبالغہ کر دیا ہو۔"

"آپ کی ترغیب کے بغیر وہ مبالغہ نہیں کر سکتے تھے۔"

"پیوتر پتروورچ" پولخیریا الکساندروونا نے بڑے وقار سے کہا "اس بات کا ثبوت کہ میں نے اور دونیا نے آپ کے الفاظ کو بہت برے معنوں میں نہیں لیا' یہ ہے کہ ہم یہاں آ گئے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہا' ماما!" دونیا نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ اس میں بھی قصور میرا ہی ہے!" لوژین برا مان گئے۔

"اور پیوتر پتروورچ آپ ہر بات کا قصوروار روزیون کو ٹھہراتے ہیں اور آپ نے خود اس کے بارے میں اپنے خط میں ایک جھوٹی بات لکھی" پولخیریا الکساندروونا نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

"مجھے یاد نہیں کہ میں نے کوئی جھوٹی بات لکھی ہو۔"

"آپ نے لکھا" رسکولنیکوف لوژین کی طرف مڑے بغیر تیزی سے بول پڑا "کہ کل میں نے رقم اس شخص کی' جو کچلا گیا تھا' بیوہ کو نہیں' جیسا کہ سچ مچ ہوا تھا' بلکہ اس کی بیٹی کو دی (جس کو کل تک میں نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔) آپ نے یہ اس لئے لکھا کہ مجھ میں اور میرے قریبی عزیزوں میں جھگڑا کرا دیں اور اس کے لئے آپ نے اس لڑکی کے چال چلن کے بارے میں بھی برے کلمات استعمال کئے جس کو آپ جانتے بھی نہیں۔ یہ سب سنی سنائی باتیں اور کمینہ پن ہے۔"

"معاف کیجئے گا جناب" لوژین نے غصے سے کانپتے ہوئے جواب دیا "میں نے اپنے خط میں آپ کی خوبیوں اور حرکتوں کا ذکر صرف اس لئے کیا کہ آپ کی ماں اور بہن نے اس کے بارے میں لکھنے کی التجا کی تھی کہ میں نے آپ کو کیسا پایا اور آپ سے مل کر مجھ پر کیسا تاثر ہوا؟ جہاں تک میرے خط میں ان باتوں کا تعلق ہے جن کا ذکر آپ نے کیا تو اس میں ایک سطر بھی ایسی دکھا دیجئے جو بیجا ہو یعنی یہ کہ آپ نے اپنی رقم لٹا نہیں دی اور یہ کہ اس خاندان میں' جو مانا کہ بد نصیبی کا شکار ہے' نا اہل لوگ نہیں ہیں؟"

"اور میری رائے میں آپ اپنی ساری اہلیت سمیت اس بدنصیب لڑکی کی چھنگلیا کے برابر بھی نہیں ہیں جس پر آپ پتھر برسا رہے ہیں۔"

"مطلب یہ کہ آپ اپنی ماں اور بہن کے ساتھ اس کا میل جول کرا سکتے ہیں؟"

"یہ میں کرا چکا ہوں' اگر آپ جاننا ہی چاہتے ہیں تو آج میں نے اسے اپنی ماں اور دونیا کے برابر ہی بٹھایا تھا۔"

"رودیا!" پولخیریا الکساندروونا چیخ پڑیں۔

دونیا کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ رزومیخن کی بھویں چڑھ گئیں۔ لوژین طنزیہ انداز میں بڑی شان سے مسکرائے۔

"اودوتیا رومانوونا' آپ خود ہی دیکھ لیجئے" انہوں نے کہا "کیا اس سے متفق ہونا ممکن ہے؟ اب میں امید کرتا ہوں کہ یہ معاملہ ختم ہو گیا اور بات صاف ہو گئی ہمیشہ کے لئے۔ میں چلا جاتا ہوں تاکہ خاندانی ملاقات کی مزید خوشگواریوں اور رازدارانہ باتوں کے کہنے سننے میں مخل نہ ہوں" وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی ہیٹ لے لی۔ "لیکن جاتے جاتے میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے مجھے امید ہے کہ اس قسم کی ملاقاتوں اور کہنا چاہئے کہ سمجھوتے بازیوں سے بچ سکوں گا۔ محترمہ پولخیریا الکساندروونا میں آپ سے

خاص طور سے اس سلسلے میں درخواست کروں گا اس لئے اور بھی زیادہ کہ میرا خط آپ کے نام تھا کسی اور کے نام نہیں۔"

پولخیریا الکساندروونا کو یہ بات ذرا بری لگی۔

"تو کیا پیوتر پتروورچ آپ ابھی سے ہم لوگوں کو بالکل اپنے قبضہ قدرت میں سمجھ رہے ہیں؟ دونیا نے آپ کو وجہ بتا دی ہے کہ آپ کی خواہش کیوں نہیں پوری کی گئی۔ اس کی نیت بالکل نیک تھی۔ اور آپ مجھے لکھتے اس طرح ہیں جیسے حکم دے رہے ہوں۔ تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہر خواہش کو حکم سمجھیں؟ اور میں آپ سے اس کے بالکل برعکس کہوں گی کہ آپ کے لئے زیبا یہ ہے کہ اب آپ ہمارے ساتھ خاص طور سے لحاظ اور مروت سے پیش آئیں اس لئے کہ ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ پر بھروسہ کر کے یہاں آ گئے اور مطلب یہ ہے کہ یوں بھی ہم بالکل آپ کے بس میں ہیں۔"

"پولخیریا الکساندروونا یہ بالکل انصاف کی بات نہیں ہے' اور خاص طور سے اس وقت جب مارفا پتروونا کے تین ہزار کے ترکے کی خبر مل چکی ہے جو اس نئے لہجے کو دیکھتے ہوئے جس سے آپ نے مجھ سے بات کی' لگتا ہے کہ بہت ہی بروقت تھی" انہوں نے طنز کے ساتھ کہا۔

دونیا نے جھلا کر کہا "آپ کی اس بات کی بنا پر تو سچ مچ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے سارا حساب کتاب ہماری بے بسی ہی پر لگایا تھا۔"

"لیکن اب تو کسی بھی طرح ایسا حساب کتاب نہیں لگا سکتا اور خاص طور سے ارکادی ایوانووچ سویدریگائلوف کی خفیہ تجویزوں کی اطلاع ملنے میں مخل نہیں ہونا چاہتا جس کا مختار انہوں نے آپ کے بھائی کو بنایا ہے اور جو' جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں' آپ کے لئے بنیادی اور ہو سکتا ہے خوشگوار ترین اہمیت رکھتی ہیں۔"

"اف میرے خدا!" پولخیریا الکساندروونا چیخ پڑیں۔

رزومیخن سے کرسی پر بیٹھا نہیں رہا گیا۔

"اور بہن اب تمہیں شرم نہیں آ رہی ہے؟" رسکولنیکوف نے پوچھا۔

"شرمندہ ہوں رودیا" دونیا نے کہا "پیوتر پتروورچ' چلے جائیے یہاں سے آپ!" اس نے لوژین سے کہا اور غصے سے اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔

لگتا ہے پیوتر پتروورچ کو ایسے انجام کی بالکل توقع نہ تھی۔ انھیں اپنے آپ سے' اپنی بالادستی سے اور اپنے شکاروں کی بے بسی سے بڑی امید تھی۔ اب بھی انھیں یقین نہیں آیا۔ ان کا چہرہ فق ہو گیا اور ان کے ہونٹ کانپنے لگے۔

"اودوتیا رومانوونا اگر میں اس وقت اس دروازے سے نکل گیا' اس طرح کے کلمات کے بعد تو۔۔۔۔ یہ سمجھ لیجئے کہ۔۔۔۔ پھر کبھی نہیں واپس آؤں گا۔ اچھی طرح سوچ لیجئے! میں اپنے قول کا پکا ہوں۔"

"کیا دیدہ دلیری ہے!" دونیا اپنی جگہ سے تیزی سے اٹھتے ہوئے چلائی "میں چاہتی ہی نہیں کہ آپ پھر واپس آئیں!"

"کیا؟ تو یہ بات ہے!" لوژین نے چیخ کر کہا۔ انھیں آخری لمحے تک اس طرح کے انجام پر یقین نہیں تھا اور اب وہ بالکل بدحواس ہو گئے۔ "اچھا' آج۔۔۔۔ چھا! لیکن آپ کو جاننا چاہئے اودوتیا رومانوونا کہ میں احتجاج کر سکتا ہوں۔"

"آپ کو کیا حق ہے اس سے اس طرح بات کرنے کا!" پولخیریا الکساندروونا نے غصے میں کہا "آپ احتجاج کس بات کے لئے کریں گے؟ اور کیا حق ہے آپ کو اس کا؟ دے چکی میں آپ جیسے کو اپنی دونیا کا ہاتھ؟ چلے جائیے اور ہماری جان چھوڑیئے ہمیشہ کے لئے! قصور ہمارا ہی ہے کہ ہم ایک نامناسب بات پر راضی ہو گئے' اور سب سے بڑھ کر میرا..."

"لیکن پولخیریا الکساندروونا" لوژین نے جنونی حالت میں کہا "آپ نے مجھے قول دے کر باندھ لیا جس سے اب آپ مکر رہی ہیں... اور آخر... آخر... اس کے ذریعے مجھ سے اخراجات کروائے گئے..."

یہ آخری شکوہ اس حد تک پیوتر پترووچ کے کردار کے مطابق تھا کہ رسکولنیکوف جو غصے سے اور اس کو ضبط کئے رہنے کی وجہ سے سفید ہو رہا تھا' اچانک اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور ہنس پڑا۔ لیکن پولخیریا الکساندروونا آپے سے باہر ہو گئیں۔

"اخراجات؟ کس چیز میں ہوئے یہ اخراجات؟ ہمارے صندوق کی بات تو نہیں کر رہے ہیں آپ؟ اس لئے کہ اسے تو کنڈکٹر مفت میں لایا تھا۔ مالک میرے' ہم نے آپ کو باندھ لیا! اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے' پیوتر پترووچ کہ آپ نے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہیں' ہم نے آپ کو نہیں باندھ لیا!"

"بس ماما بہت ہو گیا' مہربانی کر کے اب بس کیجئے!" اوودوتیا رومانوونا نے درخواست کی۔ "پیوتر پترووچ' مہربانی کر کے آپ چلے جائیے!"

"جا رہا ہوں لیکن بس ایک آخری بات!" انہوں نے کہا۔ اب وہ تقریباً بالکل حواس باختہ تھے "آپ کی ماما لگتا ہے بالکل ہی بھول گئیں کہ میں نے آپ کو اپنانے کا فیصلہ کیا یوں کہنا چاہئے کہ شہر بھر کی افواہوں کے بعد جو آپ کی نیک نامی کے سلسلے میں سارے علاقے میں پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ کی خاطر معاشرے کی رائے کو نظرانداز کر کے اور آپ کی عزت آبرو کو بحال کر کے میں یالکل امید کر سکتا تھا کہ مجھے اس کا صلہ ملے گا بلکہ میں آپ سے شکرگزاری کا مطالبہ بھی کر سکتا تھا... لیکن اب جا کر میری آنکھیں کھلیں! میں خود دیکھ رہا ہوں کہ میں نے معاشرے کی آواز کو نظرانداز کر کے شاید بہت ہی ناسمجھی اور جلدبازی کی تھی..."

"چاہتا کیا ہے کہ کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر دوں!" رزومیخن کرسی سے اچھل کر اور ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہوتے ہوئے چیخا۔

"آپ نیچ اور بد آدمی ہیں!" دونیا نے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں کچھ کہنے کی نہ کچھ کرنے کی!" رسکولنیکوف نے رزومیخن کو روکتے ہوئے چیخ کر کہا۔

اس کے بعد وہ لوژین کے بالکل قریب آ گیا:

"آپ یہاں سے فوراً نکل جائیے!" اس نے سکون سے صاف صاف کہا "اور ایک لفظ منہ سے نہ نکلے ورنہ..."

پیوتر پترووچ غصے سے سفید اور اینٹھے ہوئے چہرے سمیت چند سکنڈ تو اسے دیکھتے رہے پھر مڑے اور نکل گئے۔ اور ظاہر ہے کہ کم ہی کسی نے اپنے دل میں کسی کے خلاف اتنی غضب ناک نفرت برداشت کی ہو گی جتنی اس شخص کے دل میں رسکولنیکوف کے لئے تھی۔ ہر چیز کے لئے قصوروار وہ اسی کو اور صرف اسی کو سمجھتا تھا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وہ اب بھی سوچ رہا تھا کہ معاملہ اب بھی ہو سکتا ہے بالکل نہ بگڑا ہو اور جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو سب کچھ اب بھی "بالکل اور پوری طرح سے" ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔

3

خاص بات یہ تھی کہ وہ آخری منٹ تک اس طرح کے انجام کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ وہ آخری حد تک دھونس جماتا رہا اور اس کو اس امکان کا گمان تک نہ تھا کہ وہ محتاج لاوارث عورتیں اس کے پنجے سے نکل بھی سکتی ہیں۔ اس یقین کو غرور اور خوداعتمادی کے اس درجے نے تقویت پہنچائی جسے خودپسندی اور خودبینی کہنا بہتر ہو گا۔ لوژین تنگی اور مفلسی سے اوپر اٹھا تھا اور اپنے آپ پر مریضانہ حد تک فریفتہ تھا' وہ اپنی عقل و صلاحیت کو بہت بلند سمجھتا تھا اور کبھی کبھی اکیلے میں آئینے میں اپنی صورت پر بھی فدا ہو جاتا تھا۔ لیکن دنیا میں سب سے زیادہ وہ اپنی پونجی سے پیار اور اس کی قدر کرتا تھا جو اس نے محنت سے اور طرح طرح کے ذریعوں سے جمع کی تھی۔۔۔ وہ اسے ان تمام چیزوں کے برابر پہنچا دیتی تھی جو اس سے بلندتر تھیں۔

اب دونیا کو تلخی کے ساتھ یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اس نے باوجود بری افواہوں کے دونیا کو اپنانے کا فیصلہ کیا تھا' لوژین نے پورے خلوص سے بات کی تھی بلکہ اس "سیاہ ناشکرگزاری" کے خلاف شدید بیزاری بھی محسوس کی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس وقت دونیا کی خواستگاری کرتے ہوئے اسے ان سب افواہوں کے احمقانہ ہونے کا یقین تھا' ان کی تردید خود مارفا پترووونا نے کر دی تھی اور ایک عرصے سے شہر کے لوگوں کو اس پر یقین نہیں رہا تھا۔ وہ دونیا کو پوری طرح حق بجانب سمجھنے لگے تھے۔ اور اب وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا کہ یہ سب وہ تب بھی جانتا تھا۔ پھر بھی اس کے نزدیک اس بات کی بڑی اہمیت تھی کہ اس نے دونیا کو اپنی سطح پر لانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ اسے اپنا کارنامہ سمجھتا تھا۔ اس وقت جب دونیا سے اس نے اس کا ذکر کیا تو اس نے اپنا دلی راز ظاہر کر دیا تھا جس کی اس کے دل میں بڑی قدر تھی اور وہ یہ سمجھ ہی نہ سکتا تھا کہ بھلا دوسرے کیسے اس کے اس کارنامے کی قدر نہیں کر سکتے۔ جب وہ رسکولنیکوف سے ملنے گیا تھا تو وہ ایک محسن کی طرح محسوس کر رہا تھا' اپنے نیکی کے ثمرے حاصل کرنے اور اپنی خوش آیند تعریفیں سننے کے لئے تیار تھا۔ اور اب ظاہر ہے کہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی حد درجہ توہین کی گئی ہے اور اس کی عظمت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

دونیا اس کے لئے بالکل ضروری تھی' وہ دونیا کو ترک کر دینے کے بارے میں سوچ ہی نہ سکتا تھا۔ ایک عرصے سے' کئی برس سے وہ شادی کے سہانے خواب دیکھ رہا تھا لیکن سارے عرصے وہ پونجی جمع کرتا رہا اور انتظار کرتا رہا۔ وہ انتہائی رازداری میں وجد میں آ کر اس لڑکی کے بارے میں سوچا کرتا تھا جو باعصمت اور غریب (لازمی طور پر غریب)' بالکل نوجوان' بہت خوبصورت' شریف خاندان کی اور تعلیم یافتہ' بہت ہی دبلی سہمی سی' غیرمعمولی طور پر دکھ درد کا تجربہ رکھنے والی' اس کے سامنے پوری طرح سرنگوں ہو گی' ایسی کہ اسے ساری زندگی اپنا نجات دہندہ سمجھے گی' اس کا احترام کرے گی' اس کی پرستش کرے گی' جسے اس سے اور صرف اس سے عقیدت ہو گی۔ کام کے بعد سکون سے آرام کرتے ہوئے خیال ہی خیال میں جانے کتنے مناظر' جانے کتنے پرلطف واقعات وہ اس من موہ لینے والے اور دل خوش کن موضوع کے سلسلے میں گھڑا کرتا تھا! اور اب اتنے برسوں کا خواب تقریباً حقیقت بن رہا تھا۔ اوودوتیا رومانوونا کی خوبصورتی اور تعلیم و تربیت سے وہ بہت متاثر ہو گیا تھا اور اس کی بےبسی کی حالت نے اس کو بےانتہا خوش کر دیا تھا۔ بلکہ یہاں تو کچھ اس سے بھی زیادہ سامنے آ گیا تھا جس کے اس نے خواب دیکھے تھے۔ ایک لڑکی مل گئی جسے اپنے اوپر ناز تھا' جو اچھے کردار کی تھی' نیک چلن

تھی' اس سے زیادہ تربیت یافتہ اور ترقی یافتہ تھی (اس بات کو وہ محسوس کرتا تھا) اور ایسی ہستی اس کے کارنامے کی بدولت ساری زندگی کنیز کی طرح اس کی شکرگزار رہے گی اور اس کے سامنے احترام کے ساتھ جھکی اور دبی رہے گی اور وہ اس پر بلا روک ٹوک اور پوری آن بان سے حکومت کرے گا!... گویا جان بوجھ کر' اس سے کچھ ہی پہلے' بہت دنوں تو غور کرنے اور توقع کرنے کے بعد اس نے آخر کار اپنی کام کی زندگی میں تبدیلی کرنے اور سرگرمیوں کے زیادہ وسیع حلقے میں قدم رکھنے کا اور اس کے ساتھ ہی معاشرے میں رفتہ رفتہ زیادہ بلندی تک پہنچنے کا قطعی فیصلہ کیا تھا جس کے بارے میں وہ بہت دنوں سے بڑے مزے لے لے کر سوچا کرتا تھا.... مختصر یہ کہ اس نے پیٹرس برگ کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا تھا—وہ جانتا تھا کہ عورت کی مدد سے بہت کچھ حاصل کر لینا "بالکل اور پوری طرح" ممکن ہوتا ہے—ایک دلکش' پاکیزہ اور تعلیم یافتہ عورت کی کشش اس کے راستے کو حیرت انگیز طور پر مختصر بنا سکتی تھی' اس کی طرف لوگوں کو کھینچ سکتی تھی' اس کے گرد ایک ہالہ بنا سکتی تھی.... اور اب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا! اس وقت کے اچانک اور بے ہودہ دھاکے نے اس پر ایسے عمل کیا جیسے بجلی گر پڑی ہو—یہ تو کسی لغو مذاق کی طرح احمقانہ تھا! اس نے ذرا سی دھونس ہی تو جمائی تھی' وہ تو اپنی پوری بات بھی نہ کہہ پایا تھا' اس نے تو بس مذاق کیا تھا' باتوں کی رو میں بہہ گیا تھا اور اس کا انجام اس قدر گمبھیر ہوا! آخر اپنے طریقے سے تو وہ دونیا سے محبت کرتا تھا' اپنے خوابوں میں تو وہ اس پر حکمرانی بھی کرنے لگا تھا—– اور اچانک!... نہیں! کل ہی اس سب کو بحال کرنا' اس کا علاج کرنا' اس کو درست کرنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ—– اس مغرور دودھ پیتے لونڈے کو ختم کرنا ضروری ہے جو اس سب کا سبب تھا—اسے غیر ارادی طور پر ایک مریضانہ احساس کے ساتھ رزومیخن بھی یاد آ گیا.... لیکن پھر وہ جلدی ہی اس طرف سے مطمئن ہو گیا—"اس جیسے آدمی کو بھی میرے برابر رکھنے کی ایک ہی رہی!" لیکن جس سے وہ دراصل سنجیدگی سے ڈر رہا تھا وہ یہ سویدریگائلوف تھا.... مختصر یہ کہ پریشانیاں بہت تھیں۔

"نہیں' میں' میں سب سے زیادہ قصوروار ہوں!" دونیا نے ماں کو گلے لگا کر پیار کرتے ہوئے کہا—"میں اس کی دولت پر ریجھ گئی لیکن بھائی میں قسم کھاتی ہوں کہ میں نے تصور بھی نہ کیا تھا کہ یہ ایسا نکما آدمی ہو گا! اگر پہلے میں نے اس کی اصلیت جان لی ہوتی تو کوئی بھی چیز مجھے ور غلا نہ سکتی تھی—بھائی' تم مجھ کو برا بھلا مت کہنا!"

"خدا نے بچا لیا! خدا نے بچا لیا!" پولخیریا الکساندرووانا بدبدائیں لیکن جیسے بے ہوشی میں' جیسے ابھی تک اس سب کو سمجھ نہ پائی ہوں جو ہو چکا تھا—

سب خوش ہو گئے بلکہ پانچ منٹ بعد ہنسنے بھی لگے—بس دونیا کا رنگ کبھی کبھی اڑ جاتا تھا اور جو کچھ ہوا تھا اسے یاد کر کے وہ اپنی بھویں سکوڑ لیتی تھی—پولخیریا الکساندرووانا تصور بھی نہ کر سکتی تھیں کہ وہ بھی خوش ہو جائیں گی—لوژین سے قطع تعلق ابھی صبح تک انہیں خوفناک بلائے ناگہانی کی طرح لگتا تھا—لیکن رزومیخن بہت ہی خوش اور جوش میں تھا—ابھی تک وہ پوری طرح اس کا اظہار کرنے کی ہمت تو نہ کر سکتا تھا لیکن وہ سارے بدن سے کانپ رہا تھا جیسے بخار میں ہو' جیسے اس کے دل پر سے پانچ پود کا باٹ ہٹ گیا ہو—اب اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ساری زندگی ان لوگوں کے لئے وقف کر دے' ان کی خدمت کرے.... اب نہ جانے اور کیا ہو سکتا ہے! لیکن اس نے اس سے آگے کے خیالات کو ڈر کر اپنے ذہن سے نکال دیا اور اپنے تصورات سے اسے ڈر لگنے لگا—صرف رسکولنیکوف اسی جگہ پر بیٹھا تھا' تقریباً اداس بلکہ کھویا کھویا سا—لوژین سے پیچھا چھڑانے پر سب سے

زیادہ اصرار اسی کو تھا لیکن جو کچھ ہو چکا تھا اسی سے اب سب سے کم دلچسپی اسی کو تھی—دونیا نے غیر ارادی طور پر سوچا کہ بھائی ابھی تک اس سے بہت ناراض ہے اور پولخیریا الکساندرووانا اس کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں—

"تم سے سویدریگائلوف نے کیا کہا؟" دونیا نے اس کے پاس آ کر پوچھا—

"ارے ہاں ہاں!" پولخیریا الکساندرووانا نے چلا کر کہا—

رسکولنیکوف نے سر اٹھایا:

"وہ تمہیں تحفے کے طور پر دس ہزار روبل ضرور بالضرور دینا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ایک بار تم سے میری موجودگی میں مل لیں—"

"مل لیں؟ ہرگز کسی صورت سے بھی نہیں!" پولخیریا الکساندرووانا چیخ پڑیں "اور ان کی ہمت کیسے پڑی اسے رقم پیش کرنے کی!"

اس پر رسکولنیکوف نے (کافی روکھے سوکھے انداز میں) سویدریگائلوف سے اپنی بات چیت بیان کی جس میں سے اس نے مارفا پتروونا کی روح کے آنے کی بات چھوڑ دی اس لئے کہ ماں کو بیکار کی باتوں میں نہ الجھانے اور اس لئے بھی کہ وہ سوائے بہت ہی ضروری باتوں کے کسی بھی طرح کی بات چیت کرنے سے کراہت محسوس کر رہا تھا—

"تو تم نے انہیں کیا جواب دیا؟" دونیا نے پوچھا—

"پہلے تو میں نے کہا کہ میں کوئی بھی پیغام تم کو نہ پہنچاؤں گا—تب انہوں نے کہا کہ وہ خود سارے ذرائع استعمال کر کے ملاقات کی کوشش کریں گے—انہوں نے یقین دلایا کہ تمہارے لئے جو بھی جذبہ ان کے دل میں تھا وہ محض وقتی جنون تھا اور اب وہ تمہارے لئے کچھ بھی محسوس نہیں کرتے.... وہ نہیں چاہتے کہ تم لوژین سے شادی کرو.... عام طور سے ان کی باتیں بہت گڈمڈ تھیں"

"تم خود روڈیا ان کو کیسا سمجھتے ہو؟ تمہیں وہ کیسے لگے؟"

"میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ کوئی اچھی بات نہیں دیکھ رہا ہوں—دس ہزار روبیے کی پیش کش کرتے ہیں اور خود کہہ رہے تھے کہ دولت مند نہیں ہیں—بتایا کہ کہیں جانا چاہتے ہیں اور دس منٹ بعد بھول گئے کہ اس کے بارے میں بات کی تھی—اچانک یہ بھی کہتے ہیں کہ شادی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے لئے نسبت بھی پکی کی جا رہی ہے.... ظاہر ہے کہ ان کا کوئی مقصد ہے اور غالباً—– برا مقصد ہے—لیکن پھر یہ کہ اگر تمہارے بارے میں وہ کچھ برا اقدام کرنا چاہتے ہیں تو یہ عجیب بات ہے کہ رقم کی پیش کش کر کے انہوں نے خاصی بیوقوفی کی حرکت کی.... میں نے ظاہر ہے کہ تمہاری طرف سے اس رقم سے انکار کر دیا' ہمیشہ کے لئے—عام طور سے وہ مجھے بہت ہی عجیب لگے.... بلکہ ان میں.... کچھ پاگل پن کی علامتیں بھی نظر آئیں—لیکن میں غلطی بھی کر سکتا ہوں—ہو سکتا ہے یہ بھی کسی قسم کی چال ہو—لگتا ہے کہ مارفا پتروونا کی موت سے وہ متاثر ہیں—"

"یا خدا' ان کی روح کو چین دے!" پولخیریا الکساندرووانا نے زور سے کہا—"ہمیشہ ہمیشہ خدا سے ان کے لئے دعا کروں گی! انہیں تو ان تین ہزار کے بغیر ہمارے ساتھ دونیا اب کیا ہوا ہوتا! مالک میرے' بالکل آسمان سے گرے ہیں! اف روڈیا' ہمارے پاس آج صبح کو کل تین روبل رہ گئے تھے اور میں اور دونیا بس یہ حساب لگا رہے تھے کہ جلدی سے کسی طرح اس کی گھڑی گروی رکھ دیں تاکہ اس شخص سے نہ لینا پڑے جب تک کہ اس کو خود

اندازہ نہ ہو جائے۔"

دونیا جیسے سوید ریگا کلوف کی پیش کش سے بہت متاثر ہو گئی تھی۔ وہ کھڑی سوچ رہی تھی۔

"انھوں نے ضرور کوئی بھیانک چیز سوچی ہو گی!" اس نے سرگوشی کے انداز میں اپنے آپ سے تقریباً کانپتے ہوئے کہا۔

رسکو لنیکوف نے اس حد سے بڑھے ہوئے خوف کو بھانپ لیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ ابھی ان سے کئی بار میری ملاقات ہو گی" اس نے دونیا سے کہا۔

"ان پر نظر رکھیں گے! میں انھیں ڈھونڈ نکالوں گا!" رزومیخن نے بڑے زور سے کہا۔ "آنکھ سے اوجھل ہونے ہی نہ دوں گا! مجھے رودیا نے اجازت دے دی ہے۔ انھوں نے خود ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے کہا تھا کہ "بہن کی حفاظت کرنا۔" آپ بھی اجازت دیتی ہیں مجھے اودوتیا رومانوونا؟"

دونیا مسکرائی اور اس نے اپنا ہاتھ رزومیخن کی طرف بڑھا دیا لیکن دونیا کے چہرے سے فکر کے آثار غائب نہیں ہوئے۔ پولخیریا الکساندرووونا نے اس کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا مگر تین ہزار کی رقم نے بظاہر انھیں مطمئن کر دیا تھا۔

چند منٹ بعد سب کے سب بڑی جیالی بات چیت میں مصروف تھے۔ رسکو لنیکوف بھی باتیں تو نہیں کر رہا تھا لیکن کچھ دیر تک اس نے دوسروں کی باتیں توجہ سے سنیں۔ رزومیخن کو فن خطابت دوروں پر تھا۔

"اور کس لئے، آخر کس لئے آپ کو جانا ہے!" اس کی جوشیلی تقریر کا دھارا بڑے وجد میں آ کر رواں تھا۔ "اور آپ اس چھوٹے سے شہر میں کریں گی کیا؟ اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ یہاں آپ سب اکٹھے ہوں گے اور سب کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔۔۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے! کم سے کم، کچھ وقت تک کے لئے تو ضروری۔۔۔۔ مجھے دوست کی حیثیت سے، ساتھی کی حیثیت سے قبول کر لیجئے، اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم بہت اچھا ادارہ منظم کر لیں گے۔ سنئے میں یہ سب بڑی تفصیل کے ساتھ آپ کو سمجھاتا ہوں۔۔۔ پورا منصوبہ! مجھے آج صبح ہی خیال ہوا تھا، تب تک یہ سب کچھ تو ہوا بھی نہ تھا۔۔۔۔ معاملہ یوں ہے کہ میرے ایک چچا ہیں (میں آپ لوگوں سے ان کو ملا دوں گا، بہت ہی سلجھے ہوئے اور بہت ہی قابل احترام بزرگ ہیں!) اور ان کے پاس ایک ہزار روبل کا سرمایہ بھی ہے جس کی انھیں کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ خود پنشن پر گزر بسر کرتے ہیں۔ یہ دوسرا سال ہے کہ وہ میرے پیچھے پڑے ہیں کہ میں ان سے یہ ہزار روبل لے لوں اور انھیں چھ فیصدی سود دے دیا کروں۔ میں ان کی بات اچھی طرح سمجھتا ہوں۔۔۔ وہ بس میری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ پچھلے سال مجھے کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اس سال میں ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان سے یہ رقم لے لوں گا۔ اس کے بعد ایک ہزار آپ دے دیجئے اپنے تین میں سے، اور کام شروع کرنے کے لئے اتنا کافی ہو گا اور ہم متحد ہو جائیں گے۔ تو ہم کریں گے کیا؟"

اس کے بعد رزومیخن نے اپنے منصوبے کی تفصیل بتانی شروع کی اور اس بات کی بڑی وضاحت کی کہ ہمارے سارے کتابیں چھاپنے اور نشر کرنے والے اپنے مال کے بارے میں کس قدر کم جانتے ہیں اور اسی لئے وہ خراب ناشر ہوتے ہیں پھر یہ کہ معقول مطبوعات عام طور سے بک جاتی ہیں اور ان سے منافع ملتا ہے، کبھی کبھی خاصا۔ رزومیخن دو سال سے دوسرے ناشرین کے لئے کام کر رہا تھا اس لئے وہ نشریاتی سرگرمی کے خواب دیکھا کرتا تھا، اور وہ تین یورپی زبانیں خاصی اچھی طرح جانتا ہے حالانکہ کوئی چھ دن پہلے اس نے رسکو لنیکوف سے کہا تھا کہ جرمن زبان اسے زیادہ اچھی نہیں آتی لیکن وہ محض اس مقصد سے کہا کہ اسے ترجمے کا آدھا کام اور تین روبل پیشگی لینے پر راضی کر لے۔ تب اس نے جھوٹ کہا تھا اور رسکو لنیکوف کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔

"ہم کس لئے، آخر کس لئے اپنا موقع ہاتھ سے جانے دیں جب ہمارے پاس خاص ذریعوں میں سے ایک یعنی خود اپنی رقم موجود ہے؟" رزومیخن نے جوش میں کہا۔ "ظاہر ہے کہ بڑی محنت کرنے کی ضرورت ہو گی، تو ہم محنت کریں گے، اودوتیا رومانوونا آپ، میں اور رودیون۔۔۔۔ کچھ کتابوں پر تو آج کل بڑا شاندار منافع ملتا ہے! اور ادارے کی خاص بنیاد اس بات پر ہو گی کہ ہم کو معلوم ہو گا کہ کن چیزوں کا ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ترجمہ بھی کریں گے اور شائع بھی کریں گے اور علم بھی حاصل کریں گے، سب ساتھ۔ اب میں اس میں کارآمد ہو سکتا ہوں اس لئے کہ مجھے تجربہ ہے۔ جلدی دو سال ہو جائیں گے مجھے ناشرین کے چکر لگاتے اور میں ان سب کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ یقین جانئے کہ بھانڈے بنانے والے سنت نہیں ہوتے! اور کس لئے، آخر کس لئے منہ کے پاس آئے لقمے کو جانے دیں! ارے میں خود جانتا ہوں اور راز رکھے ہوئے ہوں دو تین ایسی تصنیفات کہ ان کا ترجمہ کرنے اور شائع کرنے کے خیال ہی کے سو روبل فی کتاب لئے جا سکتے ہیں اور ایک کتاب ایسی ہے کہ میں اس کے خیال کا معاوضہ پانچ سو روبل بھی نہ لوں گا۔ اور آپ کیا سمجھتی ہیں، اگر میں کسی کو بتاؤں تو وہ شاید پھر بھی سوچ بچار ہی کرے گا، ایسے تو کندہ ناتراش ہوتے ہیں یہ ناشر! اور جہاں تک کاروبار کی متعلقہ پریشانیوں، چھاپے خانے، کاغذ، فروخت کا سوال ہے تو یہ سب آپ مجھ کو سونپ دیجئے! سارے بھید جانتا ہوں! تھوڑے سے شروع کریں گے، بہت تک پہنچیں گے، کم سے کم اس سے ہماری روزی نکل جائے گی اور بہر صورت اپنا سرمایہ نکال لیں گے۔"

دونیا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

اس نے کہا "دمیتری پروکو فیچ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ مجھے بہت پسند آیا۔"

پولخیریا الکساندرووونا بولیں "میں تو ظاہر ہے اس معاملے میں کچھ نہیں جانتی، ہو سکتا ہے اچھا ہو لیکن اب یہ تو پھر خدا ہی جانتا ہے۔ نئی چیز ہے، کچھ انجان سی۔ ظاہر ہے کہ ہمارا یہاں رہنا تو ضروری ہے چاہے تھوڑے ہی دنوں کے لئے سہی۔"

انھوں نے رودیا کی طرف دیکھا۔

"بھائی تمہارا کیا خیال ہے؟" دونیا نے پوچھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس خیال بہت اچھا ہے" اس نے جواب دیا۔ "ظاہر ہے کہ پہلے ہی سے بڑی کمپنی کے خواب دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پانچ چھ کتابیں تو یقیناً کامیابی کے بارے میں شبہہ کئے بغیر شائع کی جا سکتی ہیں۔ میں خود بھی ایک تصنیف جانتا ہوں جو ضرور کامیاب ہو گی اور جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ وہ کاروبار چلا سکتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا، وہ کام کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔۔۔۔ اور پھر آپ لوگوں کے پاس سوچنے سمجھنے کا وقت بھی ہو گا۔۔۔۔"

"زندہ باد!" رزومیخن چلا پڑا۔ "اب ٹھہرئے ذرا، یہاں ایک فلیٹ ہے، اس مکان میں اسی مکان مالک کا۔ وہ بالکل الگ ہے اور اس اقامت گاہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، تین کمرے ہیں، فرنیچر ہے اور کرایہ مناسب ہے۔ ابھی شروع کے لئے آپ اسے لے لیجئے۔ گھڑی میں آپ کی کل گرو رکھ دوں گا اور رقم لا دوں گا

اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور خاص بات یہ ہے کہ آپ تینوں ساتھ رہ سکتے ہیں' رودیا ابھی آپ کے ساتھ ہی...ارے تم کہاں چلے' رودیا؟"

پولخیریا الکساندرونا نے کچھ ڈر کر پوچھا "کیا تم جا رہے ہو رودیا؟"

"ایسے اہم وقت پر!" رزومیخن چیخا۔

دونیا نے بھائی کو اس طرح تعجب سے دیکھا جیسے یقین نہ آ رہا ہو۔ رسکولنیکوف نے اپنی ٹوپی ہاتھ میں لے لی تھی اور جانے کے لئے تیار تھا۔

اس نے کچھ عجیب انداز سے کہا "آپ لوگ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے مجھے دفن کر رہے ہوں یا ہمیشہ کے لئے رخصت کر رہے ہوں۔"

ایسا لگا جیسے وہ مسکرایا ہو اور ایسا لگا جیسے یہ مسکراہٹ نہ ہو۔

"اور کون جانے' ہو سکتا ہے آخری بار مل رہے ہوں" اس نے غیر ارادی طور پر اضافہ کیا۔

اس نے یہ سوچا تو دل میں تھا لیکن یہ الفاظ خود بخود نکل گئے۔

"یہ تمہیں ہو کیا گیا ہے!" ماں چلائیں۔

"رودیا تم جا کہاں رہے ہو؟" دونیا نے کچھ عجیب طریقے سے پوچھا۔

"مجھے بہت ضروری کام ہے" اس نے کچھ گڑبڑا کر کہا جیسے جو کہنا چاہتا ہو وہ کہتے ہوئے ہچکچا رہا ہو۔ لیکن اس کے ستے ہوئے چہرے سے بہت پکا عزم ٹپک رہا تھا۔

"میں یہ کہنا چاہتا تھا.... یہاں آتے ہوئے.... میں نے سوچا کہ ماما آپ سے.... اور دونیا تم سے کہہ دوں گا کہ ہمارے لئے اچھا یہ ہے کہ ہم تھوڑے دنوں کے لئے الگ ہو جائیں۔ میری طبیعت اچھی نہیں ہے اور مجھے بے چینی ہے.... بعد کو میں آؤں گا' خود آؤں گا.... جب ممکن ہو گا تب۔ میں آپ لوگوں کو یاد کرتا رہتا ہوں اور آپ سے محبت کرتا ہوں.... مجھے ابھی چھوڑ دیجئے! مجھے اکیلا چھوڑ دیجئے! یہ میں نے فیصلہ کر لیا تھا' پہلے ہی.... میں نے یہ قطعی فیصلہ کر لیا تھا.... میرے ساتھ چاہے کچھ بھی ہو' میں تباہ ہو جاؤں یا نہ ہوں' میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے بالکل بھول جایئے یہی بہتر ہے.... میرے بارے میں پوچھ گچھ بھی نہ کیجئے۔ جب ضرورت ہو گی تو میں خود آ جاؤں گا یا.... آپ کو بلوا لوں گا۔ ہو سکتا ہے سب کچھ نئے سرے سے شروع ہو جائے!.... لیکن ابھی اگر آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں تو مجھ سے مطلب نہ رکھئے.... نہیں تو میں آپ لوگوں سے نفرت کرنے لگوں گا۔ میں یہ محسوس کر رہا ہوں.... الوداع!"

"اے میرے مالک!" پولخیریا الکساندرونا چیخ پڑیں۔

ماں اور بہن دونوں بہت ڈر گئی تھیں اور رزومیخن بھی۔

"رودیا' رودیا! ہمارے ساتھ میل ملاپ کر لو' ہم پہلے ہی کی طرح رہیں گے!" بیچاری ماں نے چلا کر کہا۔

وہ دھیرے دھیرے دروازے کی طرف مڑا اور آہستہ آہستہ کمرے سے نکلنے لگا۔ دونیا لپک کر اس کے پاس پہنچی۔

"بھائی' یہ تم ماں کے ساتھ کیا کر رہے ہو!" اس نے غصے سے دہکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔

رسکولنیکوف نے بہن کو بوجھل نظروں سے دیکھا۔

"کچھ نہیں' میں آؤں گا' میں آیا کروں گا!" وہ دبی زبان میں بڑبڑایا جیسے پوری طرح سمجھ نہ رہا ہو کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے' اور کمرے سے نکل گیا۔

"بے حس' بدطینت خود پسند!" دونیا چلائی۔

"وہ بے حس نہیں پاگل ہے! اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے! کیا آپ کو دکھائی نہیں دیتا؟ اس کے بعد تو آپ بے حس ہیں!...." جوش میں رزومیخن نے دونیا کا ہاتھ دباتے ہوئے اس کے بالکل کان میں سرگوشی کی۔

"میں ابھی آتا ہوں!" اس نے بے جان پولخیریا الکساندرونا سے مخاطب ہو کر چلا کے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

رسکولنیکوف راہداری کے سرے پر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اس نے کہا "میں یہ جانتا تھا کہ تم دوڑے ہوئے آؤ گے۔ ان لوگوں کے پاس واپس چلے جاؤ اور انہیں کے ساتھ رہو.... کل بھی انہیں کے ساتھ رہنا.... اور ہمیشہ.... میں.... ہو سکتا ہے آؤں.... اگر ممکن ہوا تو۔ الوداع!"

اور ہاتھ ملائے بغیر وہ چلا گیا۔

"مگر تم جا کہاں رہے ہو؟ ہوا کیا ہے تمہیں؟ یہ کر کیا رہے ہو تم؟ کیا سچ اس طرح کیا جا سکتا ہے!...."

رزومیخن بالکل بوکھلا کر بڑبڑا رہا تھا۔

رسکولنیکوف ایک بار پھر رک گیا۔

"ایک بار ہمیشہ کے لئے سن لو! کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کیا کرو۔ تمہیں جواب دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے.... میرے پاس مت آنا' ہو سکتا ہے میں یہیں آؤں.... مجھے چھوڑ دو اور ان لوگوں کو.... مت چھوڑنا۔ سمجھے میری بات؟"

راہداری میں اندھیرا تھا۔ وہ دونوں لیمپ کے پاس کھڑے تھے۔ ایک منٹ تک دونوں خاموش ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ یہ منٹ رزومیخن کو ساری زندگی یاد رہا۔ رسکولنیکوف کی دہکتی ہوئی اور ایک ٹک نگاہیں جیسے ہر لحہ تیز تر ہوتی گئیں اور رزومیخن کی روح اور اس کے شعور کو چھیدتی چلی گئیں۔ اچانک رزومیخن چونک پڑا۔ جیسے ان کے درمیان کوئی عجیب بات ہو گئی ہو.... کوئی خیال یک دم سے نمودار ہوا اور غائب ہو گیا' جیسے کوئی اشارہ ہو' کوئی بھیانک' بے ڈھنگی چیز جسے دونوں فوراً ہی سمجھ گئے ہوں.... رزومیخن کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔

"اب سمجھ گئے؟...." اچانک رسکولنیکوف نے پوچھا۔ اس کا چہرہ مریضانہ انداز میں اینٹھا ہوا تھا۔

"لوٹ جاؤ' ان لوگوں کے پاس رہو" اس نے اچانک کہا اور جلدی سے مڑ کر مکان سے باہر چلا گیا....

میں اب یہ تو نہیں لکھوں گا کہ اس شام کو پولخیریا الکساندرونا کے ہاں کیا ہوا' کہ رزومیخن لوٹ کر ان لوگوں کے پاس کیسے گیا' اس نے ان لوگوں کو کیسے اطمینان دلایا' کیسے قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلایا کہ بیماری میں رودیا کو آرام کرنے دینا چاہئے' کہ رودیا ضرور آئے گا' روز آیا کرے گا' کہ وہ بہت ہی پریشان ہے' کہ اسے جھنجھلانے کا موقع نہیں دینا چاہئے' اور یہ کہ وہ خود' رزومیخن کیسے اس پر نظر رکھے گا' اس کے لئے اچھے ڈاکٹر کا' زیادہ اچھے ڈاکٹر کا' کئی ماہر ڈاکٹروں سے مشورے کا بندوبست کرے گا.... مختصر یوں کہ اس شام سے رزومیخن ان لوگوں کے لئے بیٹا اور بھائی ہو گیا۔

4

رسکولنیکوف سیدھا نہر کنارے کے اس مکان کی طرف گیا جہاں سونیا رہتی تھی۔ یہ ایک تین منزلہ' پرانا ہرے رنگ کا مکان تھا۔ اس نے دربان کو ڈھونڈا اور اس سے مبہم سا اندازہ حاصل کیا کہ کاپیرناؤموف درزی کہاں رہتا ہے۔ صحن کے ایک کونے میں تنگ اور تاریک سیڑھیوں کا دروازہ تلاش کر کے وہ آخرکار اوپر چڑھا اور دوسری منزل کی راہداری میں داخل ہو گیا جو صحن کی طرف کو پورے صحن کی لمبائی میں چلی جاتی تھی۔ وہ اندھیرے اور لاعلمی میں بھٹک رہا تھا کہ کاپیرناؤموف کے گھر کا دروازہ کون سا ہو گا۔ اتنے میں اس سے کوئی تین قدم کے فاصلے پر کوئی دروازہ کھلا جسے اس نے میکانکی طور پر پکڑ لیا۔

"کون ہے؟" ایک عورت کی آواز نے تشویش کے ساتھ پوچھا۔

"میں ہوں.... آپ ہی کے پاس آیا ہوں" رسکولنیکوف نے جواب دیا اور چھوٹے سے پیش دالان میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر تانبے کے ایک ٹوٹے پھوٹے شمع دان میں موم بتی رکھی تھی۔

"ارے آپ ہیں! اف میرے مالک!" سونیا کی ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"آپ کا کمرہ کدھر ہے؟ ادھر؟" اور رسکولنیکوف جلدی سے کمرے میں داخل ہو گیا یہ کوشش کرتے ہوئے کہ اس کی طرف دیکھے نہیں۔

منٹ بھر میں سونیا بھی موم بتی لیے آ گئی۔ وہ موم بتی رکھ کر رسکولنیکوف کے سامنے کھڑی ہو گئی' بالکل ہی بوکھلائی ہوئی' ناقابل بیان ہیجان میں مبتلا اور بہ ظاہر اس کی غیر متوقع آمد سے ڈری ہوئی۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر اچانک رنگ آ گیا اور آنکھوں میں آنسو بھی چھلک آئے.... اسے گھن بھی آ رہی تھی' شرم بھی آ رہی تھی اور اچھا بھی لگ رہا تھا.... رسکولنیکوف نے جلدی سے منہ دوسری طرف کر لیا اور میز کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک جھپک میں اس نے آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لے لیا۔

یہ بڑا سا کمرہ تھا لیکن اس کی چھت غیر معمولی طور پر نیچی تھی۔ کاپیرناؤموف بس یہی ایک کمرہ کرائے پر دیتا تھا جس کے ہاں جانے کا بند دروازہ بائیں طرف کی دیوار میں تھا۔ اس کے مقابل دائیں طرف کی دیوار میں ایک دوسرا دروازہ تھا جو ہمیشہ مضبوطی سے بند رہتا تھا۔ وہ دوسرا پڑوس کا فلیٹ تھا جس کا نمبر بھی دوسرا تھا۔ سونیا کا کمرہ کچھ اوسارے سے ملتا جلتا تھا۔ اس کی شکل کچھ بے قاعدہ چوکور کی سی تھی اور اس سے وہ بے حد بے ڈھنگا ہو جاتا تھا۔ ایک دیوار جس میں تین کھڑکیاں نہر کی طرف کھلتی تھیں' کمرے کو جیسے آڑا آڑا کاٹ رہی تھی جس کی وجہ سے ایک کونا بے انتہا نوکیلا ہو کر کہیں اندھیری گہرائی میں چلا جاتا تھا اور کم روشنی میں اسے اچھی طرح دیکھنا بھی ممکن نہ تھا۔ دوسرا کونا بہت ہی چوڑے ہوئے پہلو والے زاویے کی طرح تھا اس پورے بڑے کمرے میں فرنیچر تقریباً تھا ہی نہیں۔ دائیں طرف کے کونے میں پلنگ تھا جس کے برابر میں دروازے کے قریب ایک کرسی رکھی تھی۔ جدھر پلنگ تھا اسی دیوار سے لگی ہوئی دوسرے فلیٹ کے دروازے کے پاس سادہ سی کچی لکڑی کی میز رکھی تھی جس پر نیلا سا میزپوش پڑا تھا۔ میز کے پاس بید کی دو کرسیاں تھیں۔ پھر مقابل والی دیوار سے لگی ہوئی' نوکیلے کونے کے قریب ہی چھوٹی سی سادہ سی درازوں والی الماری تھی جو خالی سپاٹ جگہ میں کھوئی گئی تھی۔ بس' کمرے میں کل اتنا ہی فرنیچر تھا۔ زرد سا' نچا کھچا اور بوسیدہ دیواری کاغذ سارے کونوں میں کالا پڑ گیا تھا' جاڑوں میں یہاں ضرور نمی اور ابخرات ہوتے ہوں گے۔ مفلسی صاف نظر آتی تھی' پلنگ پر بھی کوئی پردہ نہ تھا۔

سونیا خاموش اپنے ہاں آنے والے کو تک رہی تھی جو اس کے کمرے کو اتنی توجہ سے اور کوئی شرم لحاظ کیے بغیر دیکھے جا رہا تھا آخرکار وہ ڈر سے کانپنے لگی جیسے وہ منصف اور اپنے مقدر کا فیصلہ کرنے والے کے سامنے کھڑی ہو۔

"میں بہت دیر ہو گئی.... گیارہ بج چکے ہیں؟" اس نے پوچھا لیکن ابھی تک سونیا کی طرف دیکھے بغیر۔

"بج چکے" سونیا بڑبڑائی "ارے ہاں' بج چکے!" اچانک اس نے جلدی سے کہا جیسے یہی اس کے لیے واحد راہ نجات ہو۔ "ابھی ابھی مکان مالکن کی گھڑی بجی تھی.... میں نے خود سنا تھا.... بج چکے۔"

"میں آپ کے پاس آخری بار آیا ہوں" رسکولنیکوف نے اداس لہجے میں کہنا شروع کیا حالانکہ اس وقت تو وہ پہلی بار آیا تھا "ہو سکتا ہے میں آپ سے پھر نہ ملوں...."

"آپ.... کہیں جا رہے ہیں؟"

"کچھ نہیں جانتا.... سب کچھ کل صبح...."

"تو آپ کل کاترینا ایوانوونا کے ہاں نہیں آئیں گے؟" سونیا کی آواز بھرا گئی۔

"پتہ نہیں۔ سب کچھ کل صبح.... یہ اصل بات نہیں ہے' میں آپ سے دو باتیں کرنے آیا تھا...."

اس نے اپنی فکرمندانہ نگاہیں اٹھا کر سونیا کو دیکھا اور اچانک اسے خیال ہوا کہ وہ تو بیٹھا ہے اور سونیا اب تک اس کے سامنے کھڑی ہے۔

"آپ کھڑی کیوں ہیں؟ بیٹھ جائیے" اس نے بدلے ہوئے پرسکون اور پرشفقت لہجے میں کہا۔

وہ بیٹھ گئی۔ رسکولنیکوف ذرا دیر اسے شفقت اور تقریباً دردمندی سے دیکھتا رہا۔

"کتنی دبلی ہیں آپ! کیسے پتلے پتلے ہیں آپ کے ہاتھ کہ آرپار نظر آ جائے۔ انگلیاں بالکل بے جان سی!"

اس نے سونیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سونیا ذرا سا مسکرائی۔

"میں ہمیشہ سے ایسی ہی ہوں" اس نے کہا۔

"جب گھر میں رہتی تھیں تب بھی؟"

"ہاں۔"

"ہاں' ظاہر ہے" اس نے یک لخت کہا اور اس کے چہرے کے آثار اور اس کا لہجہ پھر اچانک بدل گیا۔

اس نے ایک بار پھر چاروں طرف نظر دوڑائی۔

"یہ آپ نے کاپیرناؤموف سے کرائے پر لیا ہے؟"

"ہاں...."

"وہ لوگ خود اس دروازے کے ادھر رہتے ہیں؟"

"ہاں' ان کے پاس بھی ایسا ہی کمرہ ہے۔"

"سب ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں؟"

"ایک ہی میں۔"

"مجھے تو آپ کے کمرے میں رات کو ڈر لگتا" رسکولنیکوف نے اداسی کے ساتھ کہا۔

"مکان مالک اور اس کی بیوی بڑے اچھے لوگ ہیں' بڑے مہربان" سونیا نے جواب دیا اس طرح جیسے ابھی تک وہ کچھ سوچ سمجھ نہ رہی ہو "اور سارا فرنیچر اور سبھی چیزیں.... مکان مالک ہی کی ہیں۔ اور وہ بڑے نیک

لوگ ہیں اور بچے بھی اکثر میرے پاس آجاتے ہیں...."

"وہ جو ہکلاتے ہیں؟"

"ہاں... مالک مکان تو ہکلاتے ہیں اور لنگڑے بھی ہیں- اور ان کی بیوی بھی... یہ نہیں کہ وہ ہکلاتی ہوں بلکہ وہ بات پوری طرح سے صاف نہیں کرپاتیں- وہ نیک ہیں 'بہت ہی- مکان مالک خان زاد خدمت گزار تھے- اور بچے ہیں سات.... بس ایک بڑا والا ہکلاتا ہے' دوسرے بس بیمار رہتے ہیں.... مگر ہکلاتے نہیں.... اور آپ ان کے بارے میں کہاں سے جانتے ہیں؟" سونیا نے کسی قدر تعجب سے پوچھا-

"مجھے آپ کے والد نے بھی بتایا تھا- انہوں نے آپ کے بارے میں سب کچھ بتادیا تھا.... اس کے بارے میں بھی کہ کیسے آپ ایک بار چھ بجے گئیں اور نو بجے کے قریب واپس آئیں اور یہ بھی کہ کاتریتا ایوانوونا آپ کے پلنگ کے پاس گھٹنوں کے بل کھڑی رہیں-"

سونیا گھبرا گئی-

"میں نے جیسے آج انہیں دیکھا ہو" اس نے ہچکچاتے ہوئے سرگوشی میں کہا-

"کس کو؟"

"باپ کو- میں سڑک پر جارہی تھی- وہاں پاس ہی موڑ پر نو بجے کے بعد' اور وہ جیسے میرے آگے آگے چلے جارہے تھے- ایسا لگ رہا تھا کہ وہی تھے- میں کاتریتا ایوانوونا کے ہاں جانا چاہتی تھی-"

"آپ ٹہل رہی تھیں؟"

"ہاں" سونیا نے یک لخت سرگوشی میں کہا- وہ پھر گھبرا گئی اور زمین کو تکنے لگی-

"کاتریتا ایوانوونا آپ کو تو مارتے مارتے چھوڑتی تھیں 'باپ کے گھر میں؟"

"ارے نہیں' کیا کہہ رہے ہیں آپ 'کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ 'نہیں!" سونیا نے جیسے کچھ ڈر کر اس کی طرف دیکھا-

"تو آپ ان سے محبت کرتی ہیں؟"

"ان سے؟ ہاں ک--- کیوں نہیں!" سونیا نے شکایت آمیز اور پرجوش لہجے میں ذرا کھینچ کر اور اچانک اپنے ہاتھ باندھ کر کہا- "ارے! آپ ان کو.... کاش آپ ان کو جانتے ہوتے- وہ تو بالکل بچے کی طرح ہیں.... لگتا ہے ان کا دماغ جیسے بالکل چل گیا ہے.... مارے رنج کے- اور کتنی وہ سمجھدار تھیں.... کتنی دریا دل.... کتنی نیک! آپ کچھ نہیں جانتے' بالکل کچھ نہیں جانتے.... اف!"

سونیا نے یہ جیسے انتہائی ناامیدی کے ساتھ 'پریشان ہوکر بڑے دکھ کے ساتھ اور ہاتھ ملتے ہوئے کہا- اس کے پیلے گالوں پر پھر سرخی جھلک آئی اور آنکھوں سے کرب اور اذیت جھلکنے لگی- صاف نظر آرہا تھا کہ بہت سی باتیں اسے بہت دکھ دے رہی تھیں کہ وہ بے حد چاہتی تھی بہت کچھ کہنا 'جتانا اور کاتریتا ایوانوونا کی حمایت کرنا- اس کے چہرے کے سارے خدوخال میں اچانک کوئی ناقابل تشفی دردمندی سی نمودار ہوگئی-

"مارتی تھیں! آپ بھی کیا بات کرتے ہیں! اف میرے مالک 'مارتی تھیں! اور مارتی بھی تھیں تو کیا ہوا! کیا ہوا؟ آپ کچھ بھی 'کچھ بھی نہیں جانتے.... وہ ایسی رنج و غم کی ستائی ہوئی 'کیسی دکھیاری عورت ہیں! اور بیمار.... وہ انصاف پسندی تلاش کرتی ہیں.... وہ دیانت دار ہیں- ان کو یقین ہے کہ انصاف پسندی تو سب میں نازی ضرور ہونی چاہئے' اور اس کا مطالبہ کرتی ہیں.... اور آپ چاہے انہیں جتنی اذیت دیجئے لیکن وہ انصاف پسندی کے

خلاف کوئی بات کرہی نہیں سکتیں- وہ خود دیکھتیں ہی نہیں کہ یہ کس قدر ناممکن ہے کہ لوگوں میں انصاف پسندی ہو' اور وہ جھنجھلاتی ہیں.... بچے کی طرح' بالکل- بچے کی طرح! وہ انصاف پسند ہیں' انصاف پسند!"

"اور آپ کا کیا ہوگا؟"

سونیا نے سوالیہ نظروں سے دیکھا-

"وہ سب تو اب آپ ہی پر رہ گئے ہیں- اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پہلے بھی آپ ہی پر تھے اور مرحوم بھی پینے کے لئے مانگنے آپ ہی کے پاس آیا کرتے تھے- لیکن اب کیا ہوگا؟"

"پتہ نہیں" سونیا نے رنج کے ساتھ کہا-

"وہ لوگ وہیں رہیں گے؟"

"پتہ نہیں' وہاں ان کا قرض پڑا ہے- مگر مکان مالکن' سنا ہے کہ' آج کہہ رہی تھیں کہ وہ خالی کرانا چاہتی ہیں اور کاتریتا ایوانوونا کہتی ہیں کہ وہ خود ہی وہاں ایک منٹ بھی نہیں رہنا چاہتیں"-

"کس بات پر وہ اتنی دلیر ہورہی ہیں؟ آپ سے آس لگائے ہیں؟"

"ارے نہیں' ایسے مت کہئے!.... ہم ایک ہی ہیں' الگ تھوڑا ہی ہیں" وہ پھر پریشان ہوگئی بلکہ جھنجھلا گئی بالکل اس طرح جیسے مینا یا کوئی اور ایسی ہی چھوٹی سی چڑیا ناراض ہوجائے- "اور پھر کیسے وہ گزر بسر کریں بتایئے' کیسے گزر بسر کریں؟" اس نے غصے میں اور پریشان ہوکر پوچھا- "اور آج وہ کتنا روئی ہیں' کتنا روئی ہیں! ان کا دماغ تو ٹھکانے ہے نہیں' یہ آپ نے نہیں دیکھا؟ نہیں ٹھکانے ہے' کبھی تو تشویش ہوتی ہے بچے کی طرح' اس کی کہ کل سب بہت عمدہ طریقے سے ہو' کھانے پینے کی چیزیں ہوں اور سب کچھ.... کبھی ہاتھ ملتی ہیں' خون تھوکتی ہیں' روتی ہیں' اچانک دیوار سے سر ٹکرانے لگتی ہیں' انتہائی ناامیدی میں- اور پھر پرسکون ہوجاتی ہیں- ساری امیدیں آپ سے لگا رکھی ہیں' کہتی ہیں کہ اب آپ ہی ان کے مددگار ہیں' اور یہ کہ وہ کہیں نہ کہیں سے تھوڑی رقم حاصل کرلیں گی اور اپنے شہر چلی جائیں گی' مجھے لے کر' اور شریف خاندان کی لڑکیوں کے لئے تعلیم گاہ چلائیں گی اور مجھے اس کی خبر گیری کے لئے رکھ لیں گی اور ہماری بالکل نئی اور بہت اچھی زندگی شروع ہوجائے گی' اور مجھے پیار کرتی ہیں' گلے لگاتی ہیں' تسلی دیتی ہیں' اور اس پر انہیں پورا یقین ہے! اپنی خیالی باتوں پر پورا یقین ہے! لیکن آپ بتایئے کیا ان کی بات کی تردید کرنا ممکن ہے؟ اور خود آج سارے دن دھلائی صفائی کرتی رہیں' کپڑوں کی مرمت کی' اپنی کمزوری کے باوجود ٹب کو گھسیٹ کر کمرے میں لے گئیں' ہانپ گئیں اور بستر پر ڈھے پڑیں- اور آج صبح ہی میں' اور وہ دکانوں کی طرف گئے تھے پولینکا اور لیدنا کے لئے جوتے خریدنے' اس لئے کہ ان کے جوتے بالکل ہی پھٹ گئے ہیں لیکن ہم نے جو حساب لگایا تھا اتنی رقم کافی نہیں تھی' بہت کم تھی' اور انہوں نے اتنے اچھے جوتے پسند کرتے تھے اس لئے کہ ذوق تو ان کا اچھا ہے' آپ جانتے نہیں.... وہیں دکان میں ایسی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں' دکانداروں کے سامنے' کہ رقم کم پڑگئی.... اف' کیسا دکھ ہوا انہیں دیکھ کر-"

"ہاں تو اس کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ آپ.... ایسی زندگی بسر کرتی ہیں" راسکولنیکوف نے تلخ ہنسی کے ساتھ کہا-

"اور آپ کو کیا ترس نہیں آتا؟ نہیں آتا ترس؟" سونیا پھر برس پڑی "میں جانتی ہوں کہ آپ نے تو یہ سب نہیں دیکھا پھر بھی اپنی ساری رقم دے ڈالی- اور اگر آپ نے سب کچھ دیکھا ہوتا تو' اف میرے مالک! اور

میں نے کتنی بار ' کتنی بار انہیں رلایا ہے! ارے ابھی پچھلے ہی ہفتے! میں بھی کتنی بری ہوں! باپ کی موت سے بس ایک ہفتے پہلے! میں نے بڑی کٹھور حرکت کی! اور کتنی بار ' کتنی بار میں نے ایسا کیا ہے - اف ' آج سارا دن اسے یاد کر کر کے میں دکھی رہی!"

یہ کہتے ہوئے سونیا تو اس تکلیف دہ یاد کی وجہ سے ہاتھ تک ملنے لگی تھی -

"آپ نے کٹھور حرکت کی؟"

"ہاں ' میں نے ' میں نے! تب میں ان کے ہاں گئی" سونیا نے روتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی "اور مرحومہ نے مجھ سے کہا "مجھے پڑھ کر سناؤ سونیا ' میرا سر کچھ درد کر رہا ہے" "تم پڑھ کر سنا دو... یہ رہی کتاب " --- کوئی کتاب تھی ان کے پاس جو اندرییئی سمیونووچ لیبزیا تنیکوف سے لائے تھے ' یہیں رہتے ہیں وہ ' وہ ایسی ہنسنے ہنسانے والی کتابیں ہمیشہ لاتے تھے - اور میں نے کہا " مجھے جانا ہے " اس لئے کہ میں پڑھ کر سنانا نہیں چاہتی تھی - میں تو ان کے ہاں خاص طور سے اس لئے گئی تھی کہ کاتریناایوانوونا کو کالر دکھانے تھے - مجھے لیزاویتا نے ' جو پرانی چیزیں بیچتی تھی نا ' کچھ کالر اور آستینیں سستے داموں لا دی تھیں ' اچھی اور نئی چیزیں تھیں اور کشیدے کا کام بھی تھا - اور کاتریناایوانوونا کو وہ چیزیں بڑی اچھی لگیں ' انہوں نے پہن لیں اور خود کو آئینے میں دیکھا اور بہت پسند کیا - مجھ سے کہنے لگیں "سونیا تم یہ مجھے دے دو" "تمہاری بڑی مہربانی ہوگی - بڑی مہربانی ہوگی کہہ کر مانگا " اتنا ان کا جی چاہ رہا تھا - لیکن وہ اسے پہنتیں کب؟ انہیں بس یوں ہی پیتے دن یاد آ گئے تھے! خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھیں ' پسند کر رہی تھیں ' مگر کپڑے تو ان کے پاس تھے نہیں ' بالکل ہی نہیں ' کوئی ایک بھی چیز نہیں ' جانے کتنے برسوں سے! اور کبھی انہوں نے کسی سے کچھ بھی نہیں مانگا ' مغرور ہیں ' وہ تو اپنی آخری چیز بھی اٹھا کر دوسرے کو دے دیں ' لیکن اس وقت مانگ لیا ' انہیں اتنے اچھے لگے وہ کالر! لیکن مجھے دیتے ہوئے افسوس ہوا - میں نے کہہ دیا "آپ کریں گی کیا کاتریناایوانوونا"؟ بالکل یہی کہہ دیا "کریں گی کیا" - اب یہ تو ان سے کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی! انہوں نے مجھے اس طرح دیکھا اور انہیں اتنا دکھ ' اتنا دکھ ہوا کہ میں نے دینے سے انکار کر دیا ' کہ ان کو دیکھ کر رنج ہوتا تھا.... انہیں دکھ کالروں کا نہیں تھا بلکہ اس کا کہ میں نے دینے سے انکار کر دیا ' یہ مجھے صاف نظر آ رہا تھا - اب لگتا ہے کہ کاش میں واپس لے سکتی ' کاش میں بدل سکتی اپنے اس وقت کے لفظوں کو.... اف.... میں.... لیکن آپ کو کیا! آپ کے لئے تو سب برابر ہے!"

"اس لیزاویتا ' پرانی چیزیں بیچنے والی کو آپ جانتی تھیں؟"

"ہاں.... اور کیا آپ بھی جانتے تھے؟" کسی قدر تعجب سے سونیا نے پوچھا -

"کاتریناایوانوونا کو تو تپ دق ہے ' بہت ہی بری حالت ہے ' وہ تو جلدی ہی مر جائیں گی" رسکولنیکوف نے کچھ رک کر سوال کا جواب دیئے بغیر ہی کہا

"اف نہیں ' نہیں ' نہیں!" اور سونیا نے لاشعوری طور پر اس کے دونوں ہاتھ اس طرح پکڑ لئے جیسے التجا کر رہی ہو کہ نہیں ایسا نہ ہونے دیجئے

"آخر یہ اچھا ہی ہوگا کہ وہ مر جائیں -"

"نہیں ' اچھا نہیں ہوگا ' اچھا نہیں ہوگا ' بالکل بھی اچھا نہیں ہوگا!" سونیا نے ڈر کر اور انجانے میں بار بار کہا -

"اور پھر بچے؟ تب انہیں آپ کہاں لے جائیں گی ' سوائے اس کے کہ اپنے پاس لائیں؟"

"میں کچھ نہیں جانتی!" سونیا نے انتہائی ناامیدی میں چلا کر کہا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا - صاف دکھائی دے رہا تھا کہ یہ خیال اسے خود بھی جانے کتنی بار آ چکا تھا اور رسکولنیکوف نے اس وقت پھر اس خیال کو صرف چھیڑ دیا تھا -

"اور اگر آپ ابھی کاتریناایوانوونا کی زندگی ہی میں بیمار پڑ جائیں اور آپ کو اسپتال پہنچا دیا جائے تب کیا ہوگا؟" اس نے بے رحمی کے ساتھ اصرار کیا -

"اُوہ ' آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! اب یہ تو نہیں ہو سکتا!" اور سونیا کے چہرے پر بے انتہا خوف طاری ہو گیا -

"ہو کیسے نہیں سکتا؟" رسکولنیکوف نے بے رحمی سے مسکراتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی "کیا آپ کا بیمہ ہو گیا ہے؟ تب ان لوگوں کے لئے کیا رہ جائے گا؟ پورا جھنڈ کا جھنڈ سڑک پر پہنچ جائے گا ' وہ کھانسیں گی اور بھیک مانگیں گی اور کہیں دیوار سے سر ٹکرائیں گی جیسے آج کر رہی ہیں ' اور بچے روئیں گے.... اور وہیں گر جائیں گی ' پولیس والے اٹھا کر لے جائیں گے ' اسپتال پہنچائیں گے ' مر جائیں گی اور بچے...."

"اف نہیں!.... خدا یہ نہیں ہونے دے گا!" بالآخر سونیا کے بوجھل دل سے آواز نکلی - وہ منت کے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے اور خاموش التجا کے ساتھ ہاتھوں کو دباتے ہوئے یوں سنتی رہی تھی جیسے ہر چیز کا انحصار رسکولنیکوف ہی پر ہو -

رسکولنیکوف کھڑا ہو گیا اور کمرے میں ٹہلنے لگا - منٹ بھر گزر گیا - سونیا بھی سر جھکائے اور ہاتھ لٹکائے بے حد مایوسی کے عالم میں کھڑی تھی -

"اور جمع کرنا ناممکن ہے؟ برے دنوں کے لئے کچھ جوڑ کر رکھنا؟" رسکولنیکوف نے اچانک اس کے سامنے رک کر پوچھا -

"نہیں" سونیا نے سرگوشی میں کہا -

"ظاہر ہے کہ نہیں! لیکن کوشش کی کبھی؟" اس نے تقریباً مذاق اڑاتے ہوئے پوچھا -

"کی کوشش -"

"اور ناکامی ہوئی! ہاں ' ظاہر ہے! اس کے بارے میں پوچھنا ہی کیا!"

اور وہ پھر کمرے میں ٹہلنے لگا - ایک منٹ اور گزر گیا -

"ہر روز تو ملتا بھی نہیں؟"

سونیا پہلے سے بھی زیادہ گھبرا گئی اور یکبارگی اس کا چہرہ پھر سرخ ہو گیا -

"نہیں" اس نے اذیت ناک کوشش کر کے سرگوشی میں جواب دیا -

"اور پولینکا کے ساتھ بھی یقیناً یہی ہوگا" رسکولنیکوف نے اچانک کہا -

"نہیں! نہیں! ہرگز نہیں ہو سکتا ' نہیں!" انتہائی ناامید انسان کی طرح سونیا نے چیخ کر زور سے کہا ' جیسے کسی نے اچانک اسے چھری گھونپ دی ہو - "خدا ' خدا ایسی بھیانک چیز نہ ہونے دے گا!...."

"دوسروں کے ساتھ تو ہونے دے رہا ہے -"

"نہیں ' نہیں! خدا اس کی حفاظت کرے گا!...." اس نے بے حواس ہو کر کہا -

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ خدا ہو ہی نہیں" ایک طرح کی بدطینت خوشی کے ساتھ رسکولنیکوف نے

کہا اور ہنستے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

سونیا کا چہرہ اچانک بالکل بدل گیا۔ اس پر تشنج کی سی کیفیت آنے جانے لگی۔ اس نے ناقابل اظہار ندامت کے ساتھ رسکولنیکوف کو دیکھا' کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن منہ سے بولا ہی نہ گیا اور بس چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپ کر بری طرح تلخ سسکیاں بھرنے لگی۔

"آپ کہتی ہیں کہ کاترینا ایوانوونا کا دماغ چل گیا ہے' خود آپ کا دماغ چل گیا ہے" رسکولنیکوف نے ذرا دیر چپ رہنے کے بعد کہا۔

پانچ منٹ گزر گئے۔ وہ سارے وقت خاموش اور سونیا کی طرف دیکھے بغیر ٹہلتا رہا۔ آخر کار اس کے پاس آیا۔ رسکولنیکوف کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سونیا کے کندھے پکڑے اور اس کے روتے ہوئے چہرے کو نظر بھر کر دیکھا۔ اس کی نظر سخت' بخار کی سی اور تیکھی تھی اور اس کے ہونٹ بڑے زوروں میں کانپ رہے تھے..... اچانک وہ بڑی تیزی سے اس کے سامنے گھٹنوں کے بل ہو گیا اور زمین تک جھک کر اس نے سونیا کے پاؤں چوم لئے... سونیا ڈر کر اس سے یوں پیچھے ہٹی جیسے وہ پاگل ہو۔ اور واقعی وہ یوں دیکھ رہا تھا جیسے بالکل پاگل ہو۔

"ارے آپ' آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ میرے سامنے!" وہ بدبدائی۔ اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اور درد و کرب نے اس کے دل کو یکبارگی دبوچ لیا۔

وہ فوراً ہی کھڑا ہو گیا۔

"میں نے تمہارے سامنے تعظیم نہیں کی' میں نے انسانیت کے سارے دکھ درد کی تعظیم کی ہے" کچھ وحشیانہ سے انداز میں اس نے کہا اور کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ مڑ کر سونیا سے مخاطب ہوا "سنو---- ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے میں نے ایک بدتمیز شخص سے کہا تھا کہ وہ تمہاری چھنگلیا کے برابر بھی نہیں ہے.... اور یہ کہ آج میں نے تمہیں اپنی بہن کے برابر بٹھا کر اس کی عزت افزائی کی ہے۔"

"اُفوہ' آپ نے اس سے یہ کیا کہہ دیا! اور اپنی بہن کے سامنے؟" ڈر کر سونیا چیخی۔ "میرے برابر بٹھنا! عزت افزائی ہے! ارے میں تو.... بے عزت ہوں' بہت بڑی' بہت بڑی گناہ گار ہوں! اُف' آپ نے یہ کیا کہہ دیا!"

"تمہارے بارے میں یہ میں نے تمہاری بے عزتی اور گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہارے دکھ درد کی وجہ سے کہا تھا۔ اور یہ کہ تم بہت بڑی گناہ گار ہو' تو یہ تو ہے" اس نے تقریباً خوش ہو کر کہا "اور تمہارا بدترین گناہ یہ ہے کہ تم نے بیکار اپنے آپ کو ذبح کیا اور اپنے ساتھ دغا کی۔ کیا یہی انتہائی بھیانک چیز نہیں ہے! کیا یہی انتہائی بھیانک چیز نہیں ہے کہ تم اس گندگی میں رہتی ہو جس سے اتنی نفرت کرتی ہو اور اس کے ساتھ ہی خود جانتی ہو (بس آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے) کہ اس سے تم کسی کی مدد نہیں کر رہی ہو اور کسی کو کسی بھی چیز سے نہیں بچا رہی ہو! آخر تم مجھے یہ بتاؤ" اس نے تقریباً جنونی حالت میں کہا "کہ تمہارے اندر ایسی بے شرمی اور اتنی پستی دوسرے اس کے بالکل ضد اور مقدس جذبات کے ساتھ کیسے ایک ہی جگہ رہ سکتی ہیں؟ شاید مناسب' کہیں زیادہ مناسب اور سمجھ داری کی بات تو یہ ہوتی کہ سر کے بل پانی میں کود جاؤ اور ایک بار میں سب ختم کر دو!"

"اور ان لوگوں کا کیا ہو گا؟" سونیا نے دکھ سے بھری ہوئی نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا لیکن اس کے ساتھ ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے رسکولنیکوف کی اس تجویز پر کوئی تعجب نہ ہوا ہو۔ رسکولنیکوف

نے اسے عجیب طریقے سے دیکھا۔

اس نے سونیا کی ایک ہی نظر میں سب کچھ پڑھ لیا۔ مطلب یہ کہ واقعی خود اسے بھی یہ خیال ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے بہت بار اور سنجیدگی سے اس نے انتہائی ناامیدی کی حالت میں یہ سوچا ہو کہ ایک ہی بار میں سب کچھ ختم کر دے' اور اتنی سنجیدگی سے سوچا ہو کہ اب رسکولنیکوف کی تجویز پر اسے کوئی تعجب ہی نہیں ہوا۔ اس نے تو رسکولنیکوف کے لفظوں کی بے رحمی کی طرف بھی دھیان نہیں دیا (اس کی ملامت کے معنی اور خاص طور سے سونیا کی بے شرمی کے بارے میں اس کے نقطۂ نظر کی طرف بھی سونیا نے کوئی دھیان نہیں دیا اور یہ رسکولنیکوف کو صاف نظر آ رہا تھا۔) لیکن وہ پوری طرح سمجھ گیا کہ اپنی بے عزتی اور بے شرمی کے خیال نے خود سونیا کو کس وحشیانہ درد کی حد تک اذیت پہنچائی تھی اور ایک عرصے سے پہنچا رہا تھا۔ رسکولنیکوف سوچنے لگا کہ کس چیز نے' کس چیز نے اسے ایک بار میں سب کچھ ختم کر دینے کا تہیہ کر لینے سے اب تک باز رکھا ہو گا؟ اور تبھی پوری طرح اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ مفلس چھوٹے چھوٹے یتیم بچے اور یہ قابل رحم نیم پاگل دق زدہ اور دیوار سے سر ٹکرانے والی کاترینا ایوانوونا سونیا کے لئے کیا معنی رکھتے تھے۔

اس کے باوجود اس کے نزدیک پھر یہ بھی پوری طرح صاف تھا کہ اپنے کردار کی اور ساری چیزوں کے باوجود سونیا کا جو ارتقا ہوا ہے اس کی وجہ سے وہ کسی بھی حالت میں اس طرح رہ تو نہیں سکتی۔ اب رسکولنیکوف اس سوال سے دوچار تھا کہ سونیا اتنے دنوں تک ایسی حالت میں کیسے رہی اور اگر پانی میں کود پڑنے کی ہمت اس میں نہیں تھی تو پاگل کیوں نہیں ہو گئی؟ ظاہر ہے کہ وہ سمجھتا تھا کہ سونیا معاشرے میں ایک اتفاقی مظہر ہے حالانکہ بدقسمتی سے واحد نہیں ہے اور نہ استثنا ہے۔ لیکن یہی اتفاقی نوعیت ہی' یہ تھوڑا بہت ذہنی ارتقا اور پہلے کی ساری زندگی تو لگتا ہے کہ اس قابل کراہت راستے پر پہلا قدم رکھتے ہی اسے فوراً جان سے مار سکتی تھیں۔ اسے سنبھالا کس چیز نے؟ بدچلنی نے تو نہیں؟ صاف ظاہر تھا کہ یہ ساری بے شرمی اسے بس میکانیکی طور پر چھوتی تھی۔ صحیح معنوں میں بدچلنی کی رمق بھی اس کے دل میں ابھی تک نمودار نہیں ہوئی۔ وہ یہ دیکھ رہا تھا۔ سونیا تو اس کے سامنے کھڑی تھی جیتی جاگتی.....

رسکولنیکوف سوچ رہا تھا کہ "اس کے لئے تین راستے ہیں---- نہر میں کود کر جان دے دے' پاگل خانے میں پہنچ جائے یا..... یا آخر کار بدچلنی میں مبتلا ہو جائے' عقل بالکل ہی ماری جائے اور دل پتھر ہو جائے۔"

رسکولنیکوف کے لئے آخری خیال سب سے زیادہ کراہت انگیز تھا۔ لیکن وہ تشکیک پسند بن گیا تھا' وہ یقین کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا کہ آخری راستہ یعنی بدچلنی کا راستہ اغلب تھا۔

"لیکن کیا یہ سچ ہے" وہ اپنے آپ ہی چیخ پڑا "کیا واقعی یہ مخلوق' جس نے اپنی روح کی پاکیزگی کو اب تک برقرار رکھا ہے' آخر کار شعوری طور پر بدی کے اس بدبودار غار میں کھنچ جائے گی؟ کیا کھنچاؤ واقعی یہ شروع ہو چکا ہے اور اسے وہ اب تک صرف اسی وجہ سے برداشت کر سکی کہ بدی اب اسے اتنی کراہت انگیز نہیں معلوم ہوتی؟ نہیں' نہیں' ہو ہی نہیں سکتا ایسا!" وہ اسی طرح چیخا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے سونیا چیخی تھی۔ "نہیں' نہر سے روک رکھا اسے اب تک گناہ کے خیال نے اور ان لوگوں نے جو.... اگر اب تک وہ پاگل نہیں ہوئی... لیکن یہ کس نے کہا کہ وہ پاگل نہیں ہوئی؟ سچ مچ کیا وہ اپنے ہوش و حواس میں ہے؟ سچ مچ کیا اس طرح بات کی جا سکتی ہے جس طرح وہ کرتی ہے؟ سچ مچ کیا ہوش و حواس میں رہتے ہوئے اس طرح کی دلیلیں دی جا سکتی ہیں جیسی وہ دیتی ہے؟ سچ مچ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح کھنڈر پر' اس بدبودار غار کے عین دھانے پر بیٹھی رہے جو

اسے اپنی طرف کھینچنے لگا ہے اور جب اسے خطرے سے آگاہ کیا جائے تو ہاتھ ہلائے اور اپنے کان بند کر لے' وہ کس معجزے کا انتظار کر رہی ہے؟ اور یقیناً کر رہی ہے۔ سچ مچ کیا یہ سب پاگل پن کی علامتیں نہیں ہیں؟"

وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ اسی خیال پر اڑا رہا۔ یہ نتیجہ اسے دوسرے کسی بھی نتیجے سے زیادہ پسند بھی تھا۔ وہ سونیا کو ایک ٹک دیکھنے لگا۔

اس نے پوچھا "تو سونیا تم خدا سے بہت دعا کرتی ہو؟"

سونیا خاموش رہی۔ وہ سونیا کے پاس ہی کھڑا ہو گیا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"خدا کے بغیر میں بھلا کیا ہو سکتی تھی؟" اس نے جلدی سے بڑی توانائی کے ساتھ سرگوشی میں کہا' اس کو اچانک چمک اٹھنے والی نظروں سے دیکھا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے دبایا۔

"ہاں' یہ تو ہے" رسکولنیکوف نے سوچا۔

"اور اس کے بدلے میں خدا تمہارے لئے کیا کرتا ہے؟" اس نے اور کرید کرتے ہوئے پوچھا۔

سونیا دیر تک چپ رہی جیسے جواب نہ دے سکتی ہو۔ اس کا دبلا اور کمزور سینہ پریشانی سے دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

"چپ رہئے! مت پوچھئے! آپ اس لائق نہیں ہیں!...." وہ رسکولنیکوف کو تندی اور غصے سے بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اچانک چیخ پڑی۔

"ہاں' یہ تو ہے! یہ تو ہے!" وہ بار بار اپنے آپ سے کہتا رہا۔

"سب کچھ کرتا ہے!" جلدی سے اس نے کہا اور پھر نگاہیں نیچی کر لیں۔

"یہ نتیجہ ہے اور یہی اس نتیجے کی وضاحت بھی ہے!" رسکولنیکوف نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا اور بہت ہی شدید تجسس کے ساتھ سونیا کو دیکھا۔

اس نے اس ستے ہوئے' دبلے سوکھے اور بے ڈھنگے طریقے سے ابھری ہوئی ہڈیوں والے چہرے کو' ان ہلکی نیلی آنکھوں کو' جو ایسی آگ سے اور ایسے تندوتوانا احساس کے ساتھ دمک رہی تھیں' اس چھوٹے سے جسم کو ایک نئے' عجیب اور تقریباً مریضانہ جذبے کے ساتھ دیکھا جو ابھی تک غیظ اور غصے سے کانپ رہا تھا' اور یہ سب اسے اور بھی زیادہ عجیب' تقریباً ناممکن لگا۔ "کٹر مذہبی سنکی ہے' کٹر مذہبی سنکی!" اس نے اپنے دل میں کہا۔

درازوں والی الماری کے اوپر کوئی کتاب پڑی تھی۔ جب وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا تو ہر بار اس کتاب کو دیکھتا تھا۔ اب اس نے اٹھا کر دیکھا۔ یہ "عہد نامہ نو" تھا' روسی ترجمہ۔ کتاب پرانی' کباڑی سے خریدی ہوئی تھی اور اس پر چمڑے کی جلد بندھی تھی۔

"یہ کہاں سے لی؟" اس نے کمرے کے اس سرے سے پکار کر پوچھا۔ سونیا اسی جگہ پر میز سے کوئی تین قدم پہ کھڑی تھی۔

"میرے لئے کوئی لایا تھا" سونیا نے جیسے بادل ناخواستہ اور اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

"کون لایا تھا؟"

"لیزاویتا لائی تھی' میں نے اس سے کہا تھا۔"

"لیزاویتا! عجیب بات ہے!" رسکولنیکوف نے سوچا۔ سونیا کی ہر بات ہر منٹ اس کے لئے کچھ عجیب اور حیرت انگیز ہوتی جا رہی تھی۔ کتاب کو لے کر وہ موم بتی کے پاس لایا اور اس کے ورق الٹنے پلٹنے لگا۔

"اس میں لازارس کا واقعہ کہاں پر ہے؟" اس نے اچانک پوچھا۔

سونیا زمین میں نظریں گڑوئے رہی اور کچھ نہیں بولی۔ وہ میز کی طرف ذرا سا مڑی ہوئی کھڑی تھی۔

"لازارس کے جی اٹھنے کا ذکر کس جگہ پر ہے؟ سونیا میرے لئے ڈھونڈ دو ذرا۔"

سونیا نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس جگہ مت دیکھئے.... چوتھی انجیل میں...." سونیا نے تند لہجے میں اس کی طرف بڑھے بغیر سرگوشی کی۔

"ڈھونڈ کر مجھے سنا دو ذرا" رسکولنیکوف نے کہا اور بیٹھ کر میز پر کہنیاں ٹکالیں' سر اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سننے کے لئے تیار ہو کر ایک طرف کو گمبھیر نظروں سے دیکھنے لگا۔

وہ اپنے آپ ہی بدبدایا "تین ہفتے میں ساتویں ورست پر' خدا آپ کا بھلا کرے! میں لگتا ہے کہ خود ہی وہاں پہنچ جاؤں گا' اگر اس سے بھی بدتر حشر نہ ہوا تو۔"

سونیا ہچکچاتی ہوئی میز کے پاس آئی۔ اس نے رسکولنیکوف کی عجیب و غریب خواہش کو بے یقینی کے ساتھ سنا تھا۔ بہرحال اس نے کتاب اٹھالی۔

"کیا سچ مچ آپ نے پڑھا نہیں؟" اس نے نظریں اٹھا کر میز کی دوسری طرف کھڑے ہوئے رسکولنیکوف سے پوچھا۔ اس کا لہجہ تندی سے تند تر ہوتا جا رہا تھا۔

"بہت دن ہوئے.... جب اسکول میں تھا تب۔ پڑھا!"

"اور گرجے میں نہیں سنا؟"

"میں.... گیا نہیں۔ اور تم اکثر جاتی ہو؟"

"نہیں" سونیا نے سرگوشی میں کہا۔

رسکولنیکوف مسکرایا۔

"سمجھتا ہوں.... تو مطلب یہ کہ کل والد کی تدفین کے لئے نہ جاؤ گی؟"

"جاؤں گی۔ میں پچھلے ہفتے گئی تھی.... ایصال ثواب کی عبادت میں۔"

"کس کے لئے؟"

"لیزاویتا کے لئے۔ اس کو کسی نے کلہاڑی سے مار ڈالا۔"

اس کے اعصاب کا تناؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ سر چکرانے لگا۔

"لیزاویتا کے ساتھ تمہاری دوستی تھی؟"

"ہاں.... وہ بڑی نیک چلن تھی.... میرے پاس آتی تھی.... کبھی کبھی.... اکثر آنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ میں اور وہ ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور.... باتیں کرتے تھے۔ اس کو دیدار خدا ہوگا۔"

اس کو یہ کتابی لفظ بہت ہی عجیب لگا' اور پھر یہ خبر ـــ لیزاویتا کے ساتھ کچھ خفیہ میل ملاقات اور دونوں ـــ کٹر مذہبی سنکی۔

"جلد ہی تم خود بھی سنکی ہو جاؤ گے! متعدی مرض ہوتا ہے!" اس نے سوچا۔ اچانک وہ اصرار اور جھنجلاہٹ کے ساتھ چیخ پڑا "پڑھو!"

سونیا بڑے پس و پیش میں تھی۔ اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ رسکولنیکوف کو پڑھ کر سنانے کی

اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ اس نے تقریباً اذیت کے احساس کے ساتھ اس "بدنصیب پاگل" کو دیکھا۔

"آپ کو کس لئے سننا ہے؟ آخر آپ تو خدا کو مانتے نہیں؟" اس نے اتنے آہستہ سے سرگوشی کی جیسے سانس نہ سمار رہی ہو۔

"پڑھو۔ میرا جی چاہتا ہے!" رسکولنیکوف نے اصرار کیا "لیزاویتا کو تو پڑھ کر سناتی تھیں۔"

سونیا نے کتاب کے ورق الٹے اور وہ جگہ نکال لی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور آواز بڑی مشکل سے نکل رہی تھی۔ اس نے دو بار شروع کیا لیکن پہلا لفظ بھی پوری طرح ادا نہ ہو سکا۔

"بیمار تھا ایک شخص لازارس نامی' بیتانی کا رہنے والا....." آخر کار اس نے کوشش کر کے اتنا پڑھا لیکن اچانک تیسرے ہی لفظ سے اس کی آواز بھرائی اور حد سے زیادہ تنے ہوئے تار کی طرح ٹوٹ گئی۔ سانس اٹک سی گئی اور سینے میں گھٹ کر رہ گئی۔

رسکولنیکوف ایک حد تک سمجھ رہا تھا کہ سونیا اس کو پڑھ کر سنانا کیوں نہیں چاہتی تھی اور جتنا زیادہ وہ اس بات کو سمجھتا جا رہا تھا اتنا ہی زیادہ تند روئی اور جھنجھلاہٹ کے ساتھ پڑھنے پر اصرار کر رہا تھا۔ وہ بہت اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ سونیا کے لئے جو کچھ بالکل اپنا تھا اسے عیاں اور بے نقاب کر دینا اس کے لئے کتنا مشکل تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ احساسات اس کے اصلی اور بہت دنوں کے راز کی طرح تھے جو ہو سکتا ہے بالکل کچی عمر سے 'جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بدنصیب باپ اور رنج سے پاگل ہو جانے والی سوتیلی ماں کے ساتھ 'بھوکے بچوں' بدتمیزی کی چیخوں اور ڈانٹ ڈپٹ کے درمیان رہتی تھی تبھی سے اس کے دل میں محفوظ تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی رسکولنیکوف کو اب یہ معلوم ہو گیا تھا اور وہ یقینی طور پر جان گیا تھا کہ اگرچہ سونیا کو پڑھنے میں رنج بھی ہو رہا تھا اور وہ بے انتہا ڈر بھی رہی تھی پھر بھی وہ خود بھی بڑے کرب کے ساتھ پڑھنا چاہتی تھی باوجود سارے دکھ اور سارے خوف کے 'اور خاص طور سے اس کے لئے پڑھنا چاہتی تھی تاکہ وہ سنے اور اسی وقت۔۔۔ "بعد کو چاہے کچھ بھی ہو!"..... رسکولنیکوف نے یہ سب اس کی آنکھوں میں پڑھ لیا اور اس کی ہیجانی پریشانی سے سمجھ لیا تھا..... سونیا نے اپنی پوری کوشش سے کام لے کر گلے میں پڑتے ہوئے پھندے پر قابو پایا جس نے شروع میں اس کی آواز کو گھونٹ دیا تھا اور انجیل یوحنا کی گیارھویں سورہ پڑھنی شروع کی۔ وہ ۱۹ ویں آیت تک پڑھ گئی:

"اور یہودیوں میں سے بہت سے لوگ مارفا اور ماریا کے پاس آئے ان کے بھائی کے رنج میں انھیں تسلی دینے کے لئے۔ مارفا یہ سن کر کہ عیسٰی آ رہے ہیں ان سے ملنے گئی۔ لیکن ماریا گھر ہی پر رہی۔ تب مارفا نے عیسٰی سے کہا: میرے مالک! اگر تم یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور ابھی میں جانتی ہوں کہ تم خدا سے جو بھی مانگو گے وہ خدا تمھیں ضرور دے گا۔"

سونیا پھر رک گئی' اسے شرم کے ساتھ پہلے ہی سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس کی آواز پھر بھرا جائے گی اور منہ سے نہ نکلے گی.....

عیسٰی نے اس سے کہا: "پھر سے زندہ ہو گا بھائی تیرا"۔ مارفا نے اس سے کہا کہ جانتی ہوں کہ وہ زندہ ہو گا جب سب مردوں کو حیات نو ملے گی' روز قیامت کو۔ عیسٰی نے اس سے کہا کہ میں ہوں حیات نو اور زندگی۔ مجھ پر ایمان لانے والا اگر مر بھی جاتا ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر زندہ اور مجھ پر ایمان لانے والا کبھی نہیں مرتا۔ تجھ کو اس کا یقین ہے؟ مارفا نے ان سے کہا:

(اور جیسے درد کے ساتھ سانس لیتے ہوئے سونیا نے کوشش کر کے بہت صاف تلفظ کے ساتھ پڑھا جیسے وہ خود مجمع عام میں اعتراف کر رہی ہو:)

"ہاں میرے مالک! میرا ایمان ہے کہ تم مسیح ہو' خدا کے بیٹے' جو دنیا میں آئے ہو۔"

سونیا رک گئی اور اس نے جلدی سے نگاہیں اٹھا کر رسکولنیکوف کو دیکھا لیکن پھر جلدی سے اس نے اپنے آپ پر قابو حاصل کر لیا اور آگے پڑھنے لگی۔ رسکولنیکوف بیٹھا ہوا ساکت و صامت سنتا رہا۔ وہ کہنیوں کو میز پر ٹکائے مڑے بغیر بس ایک ہی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ سونیا ۳۲ ویں آیت تک پڑھ گئی۔

"ماریا وہاں آ کر' جہاں عیسٰی تھے' اور انھیں دیکھ کر ان کے پاؤں پر گر پڑی اور ان سے کہنے لگی کہ میرے مالک' اگر تم یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مرتا۔ عیسٰی نے جب اسے روتے ہوئے اور اس کے ساتھ آنے والے یہودیوں کو روتے ہوئے دیکھا تو انھیں روحانی رنج ہوا اور وہ پریشان ہو گئے۔ اور انھوں نے کہا کہ تم نے اس کو کہاں رکھا ہے؟ لوگوں نے انھیں بتایا "ہمارے مالک! چلو اور دیکھ لو"۔ عیسٰی کے آنسو بہنے لگے۔ تب یہودیوں نے کہا کہ دیکھو وہ اس سے کتنا پیار کرتے تھے۔ اور ان میں سے کئی بولے کہ کیا یہ جس نے اندھوں کو ان کی بینائی واپس کر دی ہے 'ایسا نہیں کر سکتا کہ یہ شخص بھی نہ مرتا؟"

رسکولنیکوف سونیا کی طرف مڑا اور پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا ہاں' یہ تو ہے! سونیا کا سارا بدن سچ مچ اصلی بخار میں کانپ رہا تھا۔ رسکولنیکوف کو اس کی توقع تھی۔ وہ عظیم ترین اور ناشنیدہ معجزے کے ذکر کے قریب پہنچ رہی تھی اور اس پر ایک عظیم ظفر مندی کا احساس طاری ہو رہا تھا۔ اس کی آواز میں دھات کی سی گونج پیدا ہو گئی تھی۔ اس میں فتح مندی اور خوشی نے کھنک پیدا کر دی تھی اور اسے پختہ بنا دیا تھا۔ اس کی نظروں کے سامنے سطریں گڈمڈ ہوتی جا رہی تھیں اس لئے کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا تھا لیکن وہ جو کچھ پڑھ رہی تھی وہ اسے زبانی یاد تھا اور وہ پڑھتی رہی۔ آخری آیت "کیا یہ جس نے اندھوں کو ان کی بینائی واپس کر دی ہے....." کے دوران میں سونیا نے آواز نیچی کر کے ایمان نہ رکھنے والے اندھے یہودیوں کے شکوک' مذمت اور اعتراض کی ترجمانی بڑے پرجوش اور پرجذبات انداز میں کی جو ابھی ذرا ہی دیر میں اس طرح اس کے قدموں میں گر کر سسکیاں بھرنے اور ایمان لانے والے تھے جیسے ان پر بجلی گر پڑی ہو..... سونیا کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی اور وہ اس توقع کی خوشی میں کانپنے لگی کہ "اور وہ' وہ بھی 'نابینا اور ایمان نہ رکھنے والا' وہ بھی ابھی سنے گا' وہ بھی ایمان لائے گا' ہاں ہاں! ابھی' اسی وقت۔"

"عیسٰی پھر اندرونی رنج کے ساتھ قبر کے پاس آئے۔ یہ ایک غار تھا اور اس پر پتھر رکھا تھا۔ عیسٰی نے کہا کہ پتھر ہٹا دو۔ مرنے والے کی بہن مارفا نے ان سے کہا "مالک میرے" لاش تو سڑنے لگی ہے اس لئے کہ چار دن ہو گئے کہ وہ قبر میں پڑا ہے'۔"

سونیا نے لفظ "چار" بہت زور دے کر ادا کیا تھا۔

"عیسٰی نے مارفا سے کہا "کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ اگر تو ایمان سلامت رکھے گی تو تجھے خدا کا دیدار حاصل ہو گا؟' تو پھر لوگوں نے پتھر کو غار پر سے ہٹا لیا جس کے اندر مرنے والا لیٹا تھا۔ عیسٰی نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور کہا کہ باپ "تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری عرض سنی۔ میں جانتا تھا کہ تو ہمیشہ میری عرض سنے گا لیکن میں نے یہاں کھڑے لوگوں کے لئے کہا تاکہ وہ مجھ پر ایمان لائیں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے بہت بلند آواز میں پکارا کہ لازارس! ادھر آ۔ اور جو مر چکا تھا وہ نکل آیا۔

(سونیا نے بہت بلند آواز میں بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔ وہ یوں کانپ رہی تھی اور ٹھنڈی پڑ گئی تھی جیسے

اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو:)

"اس کے ہاتھ اور پاؤں کفن میں بندھے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ ایک رومال سے بندھا ہوا تھا۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اسے کھول دو اور اسے جانے دو۔

"تب بہت سے یہودی جو ماریا کے ساتھ آئے تھے اور جنہوں نے دیکھا تھا کہ عیسیٰ نے کیا معجزہ کر دکھایا ہے ان پر ایمان لے آئے۔"

اس سے آگے سونیا نے نہیں پڑھا اور وہ پڑھ سکتی بھی نہ تھی۔ اس نے کتاب بند کی اور جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بس یہ ہے لازارس کے دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں" اس نے دوٹوک اور تند لہجے میں آہستہ سے کہا اور ایک طرف کو منہ کئے ہوئے بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ رسکولنیکوف کی طرف دیکھنے کی اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی اور جیسے شرم سی آ رہی تھی۔ اس کی بخار کی سی کپکپی ابھی تک جاری تھی۔ موم بتی کا ٹکڑا ٹوٹے پھوٹے شمع دان میں دیر سے ٹمٹما رہا تھا اور اس فلاکت زدہ کمرے میں قاتل اور عصمت فروش پر مدھم مدھم روشنی ڈال رہا تھا جو اتنے عجیب و غریب طریقے سے اس لازوال کتاب کو ایک ساتھ پڑھ رہے تھے۔ پانچ منٹ یا اس سے زیادہ گزر گئے۔

"میں کام کی بات کرنے آیا تھا" رسکولنیکوف نے زور سے اور تیوری چڑھا کر کہا اور اٹھ کر سونیا کے پاس آ گیا۔ سونیا نے کچھ کہے بغیر آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ رسکولنیکوف کی نگاہیں خاص طور سے تند تھیں اور ان سے ایک وحشیانہ عزم ٹپک رہا تھا۔

اس نے کہا "آج میں نے اپنے سگوں کو چھوڑ دیا" ماں کو اور بہن کو۔ اب میں ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ میں نے وہاں سب بالکل توڑ پھوڑ ڈالا۔"

"کس لئے؟" سونیا نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ اس کی ماں اور بہن سے ابھی تھوڑی دیر پہلے کی ملاقات سے وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوئی تھی حالانکہ یہ تاثر خود اس کے لئے بالکل مبہم تھا۔ پھوٹ کی خبر اس نے تقریباً خوفزدہ ہو کر سنی۔

"اب میرے پاس صرف تم رہ گئی ہو" رسکولنیکوف نے مزید کہا۔ "چلو ساتھ چلیں.... میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ ہم دونوں لعنتی ہیں، ہم دونوں ساتھ ہی جائیں گے!"

اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ "نیم پاگل کی طرح!" اب سونیا نے پوچھا۔

"جانا کہاں ہے؟" سونیا نے ڈر کر پوچھا اور غیر ارادی طور پر پیچھے ہٹ گئی۔

"مجھے کیا معلوم؟ صرف اتنا جانتا ہوں کہ ایک ہی راستے پر، یقینی طور پر جانتا ہوں۔۔۔ مگر بس اتنا ہی۔ نصب العین ایک ہی ہے!"

سونیا نے اس کی طرف دیکھا لیکن وہ کچھ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ وہ بس یہ سمجھ رہی تھی کہ رسکولنیکوف بے حد اور بے انتہا دکھی ہے۔

"اگر تم ان لوگوں سے جاؤ گی تو ان میں سے کوئی بھی کچھ نہ سمجھے گا" رسکولنیکوف نے اپنی بات جاری رکھی "لیکن میں سمجھ گیا۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے اس لئے میں تمہارے ہی پاس آیا تھا۔"

"کچھ نہیں سمجھی...." سونیا نے سرگوشی میں کہا۔

"بعد کو سمجھ جاؤ گی اور واقعی کیا تم نے بھی یہی نہیں کیا؟ تم نے بھی جرم کیا.... تم میں جرم کر سکنے کی ہمت تھی۔ تم نے اپنے اوپر ہاتھ ڈالا' تم نے ایک زندگی کو ختم کر دیا.... اپنی زندگی کو (یہ بھی بالکل وہی بات ہے!)۔ تم روح اور عقل کی زندگی بسر کر سکتی تھیں لیکن تمہارا انجام ہو گا سینایا چوک میں.... لیکن تم برداشت نہیں کر سکتیں اور اگر اکیلی رہ گئیں تو پاگل ہو جاؤ گی' اور میں بھی۔ تم تو اب بھی پاگل ہی کی طرح ہو۔ مطلب یہ کہ ہمیں ساتھ جانا ہے 'ایک ہی راستے پر! چلو!"

"کس لئے؟ کس لئے آپ یہ کہہ رہے ہیں!" سونیا نے اس کے لفظوں سے عجیب طریقے سے اور بہت ہی پریشان ہو کر کہا۔

"کس لئے؟ اس لئے کہ یوں رہنا ناممکن ہے۔۔۔ اس لئے۔ آخر یہ تو ضروری ہے کہ سنجیدگی سے اور سیدھے سیدھے فیصلہ کیا جائے' یہ نہیں کہ بچوں کی طرح رویا اور چیخا جائے کہ خدا یہ نہیں ہونے دے گا! لیکن اگر سچ مچ کل تمہیں اسپتال لے گئے تو کیا ہو گا؟ ان کا تو دماغ چل گیا ہے اور تپ دق ہے' جلد ہی مر جائیں گی اور بچے؟ کیا در حقیقت پولینکا برباد نہ ہو جائے گی؟ کیا تم نے یہاں 'نکڑ پر' ایسے بچوں کو نہیں دیکھا جنہیں مائیں بھیک مانگنے کو بھیجتی ہیں! میں نے پتہ چلایا ہے کہ یہ مائیں کہاں رہتی ہیں اور کس حالت میں۔ وہاں بچوں کے لئے بچہ رہنا ناممکن ہے۔ وہاں سات سال کا بچہ کمینہ ہو جاتا ہے اور چور۔ اور بچے تو آخر۔۔۔ مسیح کی تمثیل ہیں: "ان کی ہے آسمانی بادشاہت۔" عیسیٰ نے بچوں کی عزت کرنے اور ان سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے' وہ تو انسانیت کا مستقبل ہیں...."

"پھر کیا' آخر کیا کیا جائے؟" سونیا نے خفقانی انداز میں روتے اور ہاتھ ملتے ہوئے دہرایا۔

"کیا کیا جائے؟ توڑنا ہے اس کو جسے توڑنے کی ضرورت ہو' ایک بار ہمیشہ کے لئے' اور بس' اور دکھ درد اپنے اوپر لینا ہے! کیا؟ نہیں سمجھ رہی ہو؟ بعد کو سمجھ جاؤ گی.... آزادی اور اقتدار' اور خاص چیز ہے اقتدار! ساری تھرتھراتی ہوئی مخلوق پر اور سارے دیمکوڑوں پر!.... یہ ہے نصب العین! یاد رکھنا اسے! یہ میری طرف سے تمہارے لئے زاد راہ ہے۔ ہو سکتا ہے میں تم سے آخری بار بات کر رہا ہوں۔ اگر کل میں نہ آؤں گا تو سب کچھ تم خود ہی سن لو گی اور تب اس وقت کے ان لفظوں کو یاد کرنا۔ اور کبھی نہ کبھی' برسوں بعد' اگر زندگی رہی تو' ہو سکتا ہے سمجھ جاؤ کہ ان کے معنی کیا تھے۔ اگر میں کل آؤں گا تو تمہیں بتاؤں گا کہ لیزاویتا کو کس نے قتل کیا ہے۔ الوداع!"

ڈر کے مارے سونیا سارے تن سے کانپ اٹھی۔

"کیا سچ مچ آپ جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے؟" اس نے خوف سے منجمد ہو کر اور وحشیانہ نظروں سے رسکولنیکوف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جانتا ہوں اور بتا دوں گا.... تمہیں' صرف تمہیں! میں نے تم کو منتخب کر لیا ہے۔ میں تم سے معافی مانگنے نہیں آؤں گا' میں صرف بتا دوں گا۔ میں نے تمہیں بہت دنوں پہلے منتخب کر لیا تھا کہ یہ تم کو بتا دوں گا' جب تمہارے والد نے تمہارے بارے میں باتیں کی تھیں اور جب لیزاویتا زندہ تھی تبھی میں نے اس کے بارے میں سوچ لیا تھا۔ الوداع۔ اپنا ہاتھ مت دو۔ کل!"

وہ چلا گیا۔ سونیا نے اس کو یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو۔ لیکن وہ خود بھی عقل سے عاری تھی اور اس بات کو محسوس کر رہی تھی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ "اف میرے مالک! انہیں کیسے معلوم کہ لیزاویتا کو کس نے قتل کیا

ہے؟ ان لفظوں کے معنی کیا تھے؟ کس قدر بھیانک ہے یہ!" لیکن اس کے ساتھ ہی اسے وہ خیال ہی نہیں ہوا۔ کسی طرح بھی نہیں، کسی طرح بھی نہیں!... "اف وہ ضرور بے حد دکھی ہوں گے!... انہوں نے اپنی ماں اور بہن کو چھوڑ دیا۔ کس لئے؟ کیا ہوا تھا؟ اور انہوں نے کیا طے کر رکھا ہے؟ یہ انہوں نے اس سے کیا کہا تھا... انہوں نے اس کے پاؤں چومے تھے اور کہا تھا... کہا تھا (ہاں، انہوں نے بالکل صاف صاف کہا تھا) کہ اس کے بغیر اب وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتے... اف میرے مالک!"

سونیا نے ساری رات بخار اور سرسامی حالت میں بسر کی۔ کبھی کبھی وہ چونک کر اچھل پڑتی تھی، روتی تھی، ہاتھ ملتی تھی، پھر بخار کی نیند میں غافل ہو جاتی تھی۔ اس نے خواب میں پولینکا، کاتریناایوانوونا، لیزاویتا کو دیکھا، خود کو انجیل پڑھتے ہوئے دیکھا اور انہیں... انہیں اور ان کے ستے ہوئے چہرے اور دہکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھا... دیکھا کہ وہ اس کے پاؤں چوم رہے ہیں، رو رہے ہیں... اف میرے مالک!

دائیں طرف والے دروازے، اسی دروازے کے ادھر جو سونیا کے کمرے کو گرترود کارلوونار سلیخ کے فلیٹ سے الگ کرتا تھا، ایک درمیانی کمرہ تھا جو عرصے سے خالی پڑا ہوا تھا۔ یہ مادام ریسلیخ ہی کے فلیٹ سے متعلق تھا اور وہی اسے کرائے پر دیتی تھیں۔ اس کے بارے میں پھاٹک پر تختی لگی تھی اور نہر کی طرف کھلنے والی کھڑکیوں کے شیشے پر کاغذ چپکے ہوئے تھے۔ سونیا اس کمرے کو ایک عرصے سے غیر آبادی تصور کرنے کی عادی ہو چکی تھی لیکن اس سارے وقت میں خالی کمرے کے دروازے کے پاس سویدریگائلوف صاحب کھڑے رہے تھے اور چھپے ہوئے سب کچھ سنتے رہے تھے۔ جب رسکولنیکوف چلا گیا تو وہ کچھ دیر کھڑے سوچتے رہے، پھر پنجوں کے بل اپنے کمرے میں گئے جو خالی کمرے سے ملا ہوا تھا، کرسی لی اور اسے بالکل دبے پاؤں اس دروازے کے ٹھیک پاس تک لائے جو سونیا کے کمرے میں جانے کے لئے تھا۔ وہاں کی بات چیت انہیں بہت ہی دلچسپ اور بہت ہی اہم لگی تھی اور انہیں بڑی پسند آئی تھی۔۔۔ اتنی پسند آئی تھی کہ وہ کرسی بھی لے آئے تھے تاکہ اگلی بار، مثلاً کل ہی، پورے گھنٹے بھر پاؤں پر کھڑے رہنے کی غیر خوشگوار زحمت نہ برداشت کرنی پڑے بلکہ وہ آرام کا بندوبست کر لیں تاکہ ہر اعتبار سے اچھی طرح مزے لے سکیں۔

5

اگلی صبح کو ٹھیک گیارہ بجے جب رسکولنیکوف امور تفتیش کے پولیس افسر کے محکمے کی عمارت میں گیا اور اس نے کہا کہ پورفیری پیترووچ کو اس کے آنے کی اطلاع کر دی جائے تو اس کو اس بات پر حیرت بھی ہوئی کہ اسے بڑی دیر تک اندر نہیں بلایا گیا۔ کم سے کم دس منٹ گزر گئے تب اسے طلب کیا گیا۔ اور اس کا اندازہ یہ تھا کہ شاید ان لوگوں کو تو فوراً ہی اس پر جھپٹ پڑنا چاہئے تھا۔ اس عرصے میں وہ استقبالیہ کمرے میں کھڑا رہا اور اس کے پاس سے ایسے لوگ آتے جاتے رہے جن کا بظاہر اس سے تو کوئی تعلق نہ تھا۔ اگلے کمرے میں، جو دفتر کی طرح لگ رہا تھا، کچھ منشی بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے اور صاف دکھائی دے رہا تھا کہ ان میں سے کسی کی سمجھ میں بھی نہ آیا تھا کہ رسکولنیکوف کون ہے اور کیا چیز ہے؟ اس نے اپنے چاروں طرف پریشان اور مشتبہ نظروں سے دیکھا اور جائزہ لیا کہ اس کے آس پاس کوئی نگرانی کرنے والا، کوئی خفیہ نظر رکھنے والا ہے یا نہیں جسے اس پر پہرہ دینے کے لئے تعینات کیا گیا ہو کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے؟ لیکن اس طرح کا کوئی شخص نہ تھا۔ اس نے بس دفتری ملازم دیکھے جو معمولی فکروں میں الجھے لوگ تھے، اور پھر کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ لیکن کسی کو بھی اس سے کوئی

سروکار نہیں تھا، وہ جدھر بھی چاہے جا سکتا تھا۔ اس کا یہ خیال پختہ سے پختہ تر ہو گیا کہ اگر واقعی کل والا یہ معما شخص، یہ ہیولا، جو زمین میں سے نمودار ہو گیا تھا، سب کچھ جانتا تھا اور اس نے سب کچھ دیکھا تھا۔۔۔ تو بھلا یہ لوگ اسے، رسکولنیکوف کو یوں کھڑے رہنے اور چین سے انتظار کرنے دیتے؟ اور واقعی کیا گیارہ بجے تک اس کے آنے کا انتظار کرتے کہ وہ خود تشریف آوری کا نیک فیصلہ کرے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ یا تو ابھی تک اس شخص نے کوئی مخبری نہیں کی یا... یا صرف یہ کہ وہ بھی کچھ نہیں جانتا اور اس نے بھی اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا (اور وہ دیکھ کیسے سکتا تھا؟) اور مطلب یہ ہوا کہ کل جو کچھ بھی اس کے ساتھ وقوع پذیر ہوا وہ پھر بھی واہمہ ہی تھا جسے اس کے بے حد جھنجھلائے ہوئے اور بیمار تخیل نے بہت بڑا کر دیا تھا۔ یہ قیاس اس میں کل ہی، انتہائی شدید تشویش اور ناامیدی کے وقت میں بھی پختہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اب اس سب کے بارے میں سوچتے اور نئی جھڑپ کے لئے خود کو تیار کرتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ وہ کانپ رہا ہے، بلکہ اس خیال سے کہ وہ نفرت انگیز پورفیری پیترووچ کا سامنا کرنے کے ڈر سے کانپ رہا ہے وہ غصے میں ابلنے لگا۔ سب سے زیادہ بھیانک تھا اس کے لئے اس شخص سے پھر ملنا۔ وہ اس شخص سے بے حد نفرت کرتا تھا بلکہ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ وہ اپنی نفرت کے ذریعے اپنے ہی ساتھ کسی طرح دغا نہ کر بیٹھے۔ اور اس کا تنفر اور غصہ اتنا شدید تھا کہ کپکپی فوراً رک گئی۔ اس نے سرد اور پرغرور چہرے کے ساتھ اندر جانے کی تیاری کی اور اپنے آپ سے اس نے وعدہ کیا کہ جتنا زیادہ ممکن ہو گا وہ چپ ہی رہے گا، دیکھے گا اور سنے گا اور کم سے کم اس بار تو ایسا کرے گا کہ اپنی مریضانہ چڑچڑی فطرت پر فتح مند رہے گا۔ اسی وقت اسے پورفیری پیترووچ کے پاس ملنے کے لئے بلایا گیا۔

پتہ چلا کہ اس وقت پورفیری پیترووچ اپنے ہی کمرے میں اکیلے تھے۔ ان کا کمرہ بہت چھوٹا تھا نہ بہت بڑا۔ اس میں ریگزین چڑھے ایک صوفے کے سامنے ایک الماری اور چند کرسیاں تھیں۔۔۔ سارا سرکاری فرنیچر، پالش کی ہوئی زرد لکڑی کا بنا ہوا۔ پیچھے کی دیوار بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ لکڑی کی دیوار کے کونے میں ایک بند دروازہ تھا۔ ادھر لکڑی کی دیوار کی آڑ میں ضرور دوسرے کمرے رہے ہوں گے۔ رسکولنیکوف کے اندر آتے ہی پورفیری پیترووچ نے فوراً اس دروازے کو بند کر دیا جس سے وہ اندر آیا تھا چنانچہ وہ اکیلے رہ گئے۔ انہوں نے بظاہر اپنے پاس آنے والے شخص کا خیر مقدم بہت ہی خوش مزاجی کے ساتھ دوستانہ انداز میں کیا تھا اور چند منٹ گزر جانے کے بعد ہی رسکولنیکوف نے چند علامتوں سے یہ اندازہ لگایا کہ وہ کچھ پریشان تھے۔۔۔ جیسے اچانک کوئی دھکا لگا ہو یا انہیں کسی بہت ہی خفیہ اور رازدارانہ کام کرتے پکڑ لیا گیا ہو۔

"ارے، محترم! آپ آ گئے... ہمارے علاقے میں..." پورفیری نے شروع کیا اور دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیے۔ "اچھا تو بیٹھو بابا! یا ہو سکتا ہے آپ کو یہ بات پسند نہ ہو کہ لوگ آپ کو محترم اور بابا کہیں۔۔۔ اس طرح مختصراً؟ مہربانی کر کے بے تکلفی کا برا نہ مانئے گا... ادھر صوفے پر بیٹھئے۔"

رسکولنیکوف بیٹھ گیا، اس کے چہرے پر سے نظریں ہٹائے بغیر۔

"ہمارے علاقے میں" بے تکلفی کے لئے معذرت، اور پھر فرانسیسی میں "مختصراً" وغیرہ وغیرہ۔۔۔ یہ سب مخصوص علامتیں تھیں۔ "اس نے میری طرف بڑھائے تو دونوں ہاتھ لیکن مصافحہ ایک سے بھی نہیں کیا، بروقت اپنی طرف کھینچ لیا" اس کے دماغ میں مشتبہ طور پر یہ خیال پیدا ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کو برابر دیکھے جا رہے تھے لیکن جیسے ہی ان کی آنکھیں چار ہوتیں ویسے ہی بجلی کی سی تیزی سے وہ انہیں ایک دوسرے پر سے ہٹا لیتے۔

"میں آپ کے لئے یہ کاغذ لایا ہوں... گھڑی وغیرہ کے سلسلے میں... یہ لیجئے۔ اسی طرح لکھنا ہے یا پھر سے لکھنا پڑے گا؟"

"کیا؟ کاغذ؟ ہاں' ہاں... آپ پریشان نہ ہوں' اسی طرح' بالکل ٹھیک ہے" پورفیری پتروویچ نے یوں کہا جیسے کہیں جانے کی جلدی میں ہوں' اور یہ کہنے کے بعد ہی انھوں نے کاغذ لیا اور اسے دیکھا۔ "ہاں' بالکل اسی طرح۔ بس اور کچھ ضرورت نہیں ہے" انھوں نے پھر اسی طرح جلدی جلدی بول کر تائید کی اور کاغذ کو میز پر رکھ دیا۔ پھر' منٹ بھر بعد' کچھ اور بات کرتے ہوئے' انھوں نے کاغذ کو دوبارہ میز پر سے اٹھایا اور اپنے پاس بیورو پر رکھ لیا۔

"آپ نے لگتا ہے کل یہ کہا تھا کہ آپ مجھ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں... باقاعدہ طور پر... اس... قتل سے میری واقفیت کے بارے میں؟" رسکولنیکوف نے کہنا شروع کیا لیکن اس کے دماغ میں بجلی کی طرح یہ خیال کوندا کہ "یہ لگتا ہے۔ کیوں میں نے کہہ دیا؟" پھر فوراً ہی اسے دوسرا خیال ہوا کہ "لیکن میں اس بات سے اتنا پریشان کیوں ہوں کہ میں نے "لگتا ہے" کہہ دیا؟"

اور اچانک اس نے محسوس کیا کہ پورفیری کے ساتھ محض ایک ہی ربط سے' صرف دو لفظوں سے' صرف دو نگاہوں سے ایک ہی لمحے میں اس کی بے چینی بھیانک حد تک بڑھ گئی ہے... اور یہ تو بہت ہی خطرناک ہے: اعصاب جھنجھلا رہے ہیں' پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ "مصیبت ہے! مصیبت!... پھر کوئی بات چھوٹ سکتی ہے۔"

"ہاں ہاں! آپ پریشان نہ ہوں! بڑا وقت ہے' کوئی جلدی نہیں ہے" پورفیری پتروویچ نے بدبدا کر کہا۔ وہ میز کے پاس کبھی آگے آتے کبھی پیچھے چلے جاتے' لگ رہا تھا جیسے کسی مقصد کے بغیر' کبھی کھڑکی کے پاس جاتے کبھی بیورو کے پاس اور کبھی پھر میز کے پاس' کبھی رسکولنیکوف کی مشتبہ نظروں سے بھاگتے اور کبھی خود ہی ایک جگہ پر کھڑے ہو کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے۔ اس سب میں ان کا پستہ قد' موٹا اور گول مٹول ڈیل مختلف سمتوں میں لڑھکتی ہوئی اور ساری دیواروں اور کونوں سے اچک کر واپس آجانے والی گیند کی طرح بہت ہی عجیب و غریب لگ رہا تھا۔

"کرلیں گے' کرلیں گے!... آپ سگریٹ پیتے ہیں؟ ہے آپ کے پاس؟ لیجئے یہ لیجئے..." انھوں نے اپنے ملاقاتی کو سگریٹ دیتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "پتہ ہے آپ کو' میں آپ سے مل تو یہاں رہا ہوں لیکن میرا فلیٹ بھی یہیں ہے' لکڑی کی دیوار کے ادھر... سرکاری ہے' لیکن میں ابھی باہر رہتا ہوں' وقتی طور پر۔ یہاں کچھ چیزیں ادھر ادھر ٹھیک ٹھاک کرنی تھیں۔ اب تقریباً تیار ہے... سرکاری فلیٹ' معلوم ہے آپ کو' بڑی شاندار چیز ہوتی ہے' ایں؟ کیا خیال ہے آپ کا؟"

"ہاں' شاندار چیز ہوتی ہے" رسکولنیکوف نے تقریباً مذاق اڑانے کے انداز میں انھیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاندار چیز ہوتی ہے' شاندار چیز..." پورفیری پتروویچ نے دوہرایا جیسے اچانک وہ کسی اور ہی چیز کے بارے میں سوچنے لگے ہوں "ہاں' شاندار چیز!" اچانک رسکولنیکوف سے بس دو قدم پر کھڑے ہو کر اور اسے گھورتے ہوئے وہ تقریباً چیخ پڑے۔ یہ بار بار کی احمقانہ تکرار کہ سرکاری فلیٹ شاندار چیز ہوتی ہے' بالکل ہی خرافات ہونے کی بنا پر اس سنجیدہ' فکرمندانہ اور پُراسرار نظر کی بالکل ہی ضد تھی جس سے انھوں نے اب اپنے ملاقاتی کو دیکھا تھا۔

لیکن اس سے رسکولنیکوف کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور وہ کسی طرح مذاق اڑانے والے اور کافی غیر محتاط انداز میں انھیں للکارنے سے باز نہ رہ سکا۔

"اور پتہ ہے آپ کو" اس نے ان کو تقریباً گستاخی کے ساتھ دیکھتے ہوئے اور گویا اپنی گستاخی سے محظوظ ہوتے ہوئے پوچھا "مجھے لگتا ہے کہ قانون میں اس قسم کا قاعدہ' اس طرح کی قانونی روایت ہے' تفتیش کرنے والے سارے ممکن لوگوں کے لئے --- کہ پہلے دور سے "معمولی چیزوں سے یا ہو سکتا ہے سنجیدہ چیزوں سے بھی لیکن بالکل ہی بے تعلق چیزوں سے شروع کیا جائے تاکہ جس سے سوالات کئے جا رہے ہیں اس کی یوں کہئے کہ ہمت بڑھائی جائے یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اس کی توجہ ہٹا دی جائے' اس کے محتاط رہنے کی صلاحیت کو کم کر دیا جائے اور پھر اچانک غیر متوقع پہلو سے اس کی ٹھیک کھوپڑی پر انتہائی مہلک اور خطرناک سوال سے وار کیا جائے۔ ایسا ہی ہے نا؟ اس کا ذکر اب بھی شاید سارے قاعدوں اور ہدایت ناموں میں مقدس روایت کی طرح کیا جاتا ہے؟"

"اچھا' اچھا' تو آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے آپ سے یہ سرکاری فلیٹ کی بات اس لئے کی... ایں؟" یہ کہتے ہوئے پورفیری پتروویچ نے آنکھیں میچ لیں اور آنکھ ماری۔ ان کے چہرے پر خوشی اور چالاکی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ ان کے چہرے کی جھریاں صاف ہو گئیں' آنکھیں مچ گئیں' خدوخال پھیل گئے اور اچانک انھوں نے طویل اعصابی قہقہہ لگایا۔ ان کا سارا ڈیل ہنسی سے ہل رہا تھا اور وہ رسکولنیکوف کو گھور رہے تھے۔ وہ خود بھی مسکرانے لگا جس کے لئے اس نے اپنے آپ پر جبر بھی کیا۔ لیکن جب پورفیری نے دیکھا کہ وہ بھی مسکرا رہا ہے تو انھوں نے ایسا قہقہہ لگایا کہ ان کا چہرہ تقریباً قرمزی ہو گیا اور اس پر رسکولنیکوف کا تنفر اور غصہ ساری احتیاط پر غالب آگیا۔ اس نے ہنسنا بند کر دیا' تیوریاں چڑھالیں اور دیر تک بڑی نفرت کے ساتھ پورفیری کو تکتا رہا اور اس کے طویل اور دانستہ طور پر نہ رکنے والی ہنسی کے پورے عرصے میں اس کے چہرے پر سے نظریں نہیں ہٹائیں۔ بہرحال بے احتیاطی دونوں طرف سے صاف ظاہر تھی۔ پورفیری پتروویچ جیسے اپنے ملاقاتی کے سامنے ہنس رہے تھے جو اس ہنسی کو نفرت کے ساتھ دیکھ رہا تھا اور اس صورت حال سے وہ بہت ہی تھوڑا پریشان ہو رہے تھے۔ یہ آخری بات رسکولنیکوف کے لئے بڑی معنی خیز تھی۔ وہ سمجھا کہ غالباً پورفیری پتروویچ ابھی ذرا دیر پہلے بھی بالکل پریشان نہ تھے بلکہ برعکس اس کے وہ' رسکولنیکوف خود شاید ایک جال میں پھنس گیا تھا کہ کچھ تو یقیناً ہے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا --- کوئی نہ کوئی مقصد کہ ہو سکتا ہے سب کچھ تیار کر لیا گیا ہو اور ابھی' اسی منٹ ظاہر ہو جائے گا اور پھٹ پڑے گا...

وہ فوراً اصل بات کی طرف بڑھا' اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس نے ٹوپی اٹھائی۔

"پورفیری پتروویچ" اس نے فیصلہ کن انداز میں لیکن کافی شدید جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہنا شروع کیا "کل آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں کسی طرح کی جرح کے لئے آجاؤں" اس نے لفظ "جرح" پر خاص طور سے زور دیا "میں آگیا۔ اگر آپ کو ضرورت ہے تو سوالات کیجئے' اگر نہیں تو مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے' مجھے کام ہے... مجھے اسی گھوڑوں سے کچل جانے والے سرکاری ملازم کے دفن میں شرکت کرنی ہے جس کے بارے میں آپ... بھی... جانتے ہیں" اس نے کہا لیکن فوراً ہی اسے یہ سب کہنے پر غصہ آگیا اور بعد کو فوراً ہی وہ اور جھنجھلا کر بولا "میں اس سب سے عاجز آگیا ہوں' سنا آپ نے' اور بہت دنوں سے... میں ایک حد تک اسی وجہ سے بیمار بھی پڑا... مختصر یہ کہ" اس نے تقریباً چیخ کر کہا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ بیماری والا فقرہ تو اور بھی نامناسب تھا "مختصر یہ کہ یا تو سوالات کرنے کی زحمت کیجئے یا پھر جانے دیجئے' اسی

وقت.... اور اگر سوالات کرتے ہیں تو بالکل قاعدے کے مطابق' کسی اور طرح نہیں! کسی اور طرح کی میں اجازت نہیں دوں گا۔ اور اس لئے فی الحال الوداع' اس لئے کہ ہم دونوں کو ابھی تو کچھ کرنا نہیں ہے۔"

"اف میرے مالک! ارے یہ آپ کہہ کیا رہے ہیں! اور کس چیز کے بارے میں آپ سے سوال کرتا" پورفیری پیترووچ کسمسائے اور فوراً ہی ہنسنا بند کر کے انہوں نے اپنا لہجہ اور چہرہ بدل لیا تھا۔ "آپ براہ مہربانی بالکل پریشان نہ ہوں" انہوں نے فکرمند ہو کر ادھر ادھر پھر آنا جانا شروع کر دیا تھا اور پھر رسکولنیکوف سے بیٹھنے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ "کوئی جلدی نہیں ہے' وقت کہیں بھاگا نہیں جاتا' اور یہ سب معمولی باتیں ہیں! برعکس اس کے میں تو اس قدر خوش ہوں کہ آپ آخرکار ہمارے پاس آ گئے.... میں تو مہمان کی حیثیت سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور اس لعنتی ہنسی کے لئے' بابا رودیون رومانووچ آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ رودیون رومانووچ ہی نا؟ لگتا تو ہے کہ یہی نام ہے آپ کا؟.... میں اعصابی آدمی ہوں' آپ نے اپنی بڑی چٹکیلی بات سے مجھے ہنسا دیا۔ سچ جانئے کبھی کبھی تو ربڑ کی گیند کی طرح آدھ آدھ گھنٹے تک ہنسی سے ہلتا رہتا ہوں.... میں بڑا ہنس مکھ آدمی ہوں۔ جس کی بناوٹ کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ فالج کا دورہ نہ پڑ جائے۔ ارے آپ بیٹھئے تو' یہ بھی کیا بات ہوئی؟.... مہربانی کر کے بابا' نہیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ ناراض ہو گئے...."

رسکولنیکوف چپ رہا' سنتا رہا اور غور سے دیکھتا رہا۔ غصے میں اس کی تیوری ابھی تک چڑھی ہوئی تھی۔

بہرحال وہ بیٹھ گیا لیکن اپنی ٹوپی ہاتھ ہی میں لئے رہا۔

"بابا رودیون رومانووچ' میں آپ کو ایک بات اپنے بارے میں بتاؤں' یوں سمجھئے کہ کرداری خصوصیتوں کی وضاحت کے لئے" پورفیری پیترووچ نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے اور پہلے ہی کی طرح اپنے ملاقاتی سے نظریں چراتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔ "پتہ ہے آپ کو کہ میں کنوارا ہوں' بے نام و نمود اور بے عہدہ ورتبہ' اور اوپر سے ایسا آدمی ہوں کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکا اور جم کے رہ گیا' میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور.... اور.... اور اس طرح آپ نے دھیان دیا رودیون رومانووچ کہ ہمارے ہاں' یعنی یہ کہ ہمارے روس میں اور سب سے زیادہ ہمارے پیٹرس برگ کے حلقوں میں اگر دو ذہین آدمی' جو آپس میں بہت اچھی طرح واقف نہ ہوں لیکن یوں کہئے کہ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہوں جیسے اس وقت میں اور آپ' ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو پورے آدھ گھنٹے تک بات چیت کے لئے کوئی موضوع ہی کسی طرح تلاش نہیں کر سکتے' ایک دوسرے کے سامنے گونگے ہو جاتے ہیں' بیٹھے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو بوکھلاتے رہتے ہیں بات چیت کے لئے موضوع سب کے پاس ہے' مثلاً خواتین کے پاس.... اعلیٰ سوسائٹی والوں' بلند آہنگ لوگوں کے پاس تو بات چیت کا موضوع ہمیشہ ہی ہوتا ہے' بنے بنائے قاعدوں کے مطابق' لیکن درمیانہ قسم کے لوگ' جیسے کہ ہم ہیں' ہمیشہ الجھے ہوئے ہوتے ہیں اور بات چیت کرتے ہی نہیں.... یعنی سوچ بچار کرنے والے ہوتے ہیں۔ بابا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ سماجی دلچسپیاں نہیں ہیں یا ہم بڑے دیانت دار لوگ ہیں اور ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دینا چاہتے' میں نہیں جانتا۔ ایں؟ آپ کا کیا خیال ہے؟ ارے ٹوپی تو رکھ دیجئے' جیسے بس جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں' سچ کہتا ہوں اچھا نہیں لگتا دیکھنا.... اس کے برعکس میں اتنا خوش ہوں...."

رسکولنیکوف نے ٹوپی رکھ دی لیکن وہ چپ ہی رہا اور تیوری چڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے پورفیری کی خالی خولی اور بے ربط باتوں کو سنتا رہا۔ "آخر یہ کر کیا رہا ہے' کیا سچ مچ اپنی بیوقوفی کی بک بک سے میری توجہ دوسری طرف مبذول کرانا چاہتا ہے؟"

"کافی میں آپ کو پیش نہیں کر سکتا' جگہ موزوں نہیں ہے۔ لیکن پانچ منٹ ایک دوسرے کے ساتھ دل بہلانے کے لئے بیٹھنے میں کیا ہرج ہے" پورفیری رکے بغیر بک بک کرتے رہے "اور پتہ ہے آپ کو' ملازمت کی یہ ساری ذمہ داریاں.... ہاں بابا آپ برا نہ مانئے گا کہ میں یوں سارے وقت ٹہلے جا رہا ہوں' معاف کیجئے گا بابا میں بہت ڈر رہا ہوں کہ آپ کہیں برا نہ مان جائیں لیکن چلنا پھرنا میرے لئے بہت ضروری ہے۔ سارے وقت بیٹھا رہتا ہوں اور اس وقت اس قدر خوش ہوں کہ پانچ منٹ ٹہلنے کی مہلت مل گئی.... بواسیر کی شکایت ہے.... سوچتا رہتا ہوں کہ جمناسٹک سے علاج کروں۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں تو بڑے بڑے عہدیدار بلکہ پریوی کونسلر تک بڑی خوشی سے اسکیپنگ روپ لے کر اچھلتے کودتے رہتے ہیں۔ اب دیکھئے ایسی ہے ہماری صدی کی سائنس.... جی ہاں اور یہاں کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں' ارے یہی جرح اور یہ ساری قواعد کی پابندی.... اب بابا آپ ہی نے ابھی جرح کا ذکر کرنا مناسب خیال کیا تھا.... تو پتہ ہے آپ کو' بابا رودیون رومانووچ درحقیقت یہ جرحیں کبھی کبھی خود جرح کرنے والے کے لئے اس سے زیادہ مصیبت بن جاتی ہیں جتنی اس شخص کے لئے ہوتی ہیں جس سے جرح کی جا رہی ہے.... اس کے بارے میں تو بابا آپ نے خود ہی بالکل صحیح اور بڑی چبھتی ہوئی بات کہی تھی۔" رسکولنیکوف نے اس طرح کی کوئی بھی بات نہیں کہی تھی۔ "آدمی گڑبڑا جاتا ہے! اور وہی ایک ہی بات' وہی ایک ہی بات' ڈھول کی طرح! اب اصلاح ہونے والی ہے' اور کم سے کم ہم نئے نام سے تو پکارے جانے لگیں گے' ہی ہی ہی! اور ہماری قانونی روایات کے بارے میں تو آپ نے کس قدر سچی بات کہی ہے.... ایسی کہ میں آپ سے بالکل اور پوری طرح متفق ہوں۔ اب یہ بتائیے کہ بھلا ملزمین میں سے کون' انتہائی گنوار کسان تک بھلا یہ نہیں جانتا کہ اسے مثلاً شروع میں ادھر ادھر کے سوالوں کے ذریعے غافل کر دیتے ہیں (جیسا کہ آپ نے بہت ہی خوبی کے ساتھ کہا ہے) اور پھر اصل موضوع پر وار کرتے ہیں' کندے کی طرف سے' ہی ہی ہی! جیسا کہ آپ نے بہت ہی اچھا موازنہ کیا ہے! ہی ہی! تو آپ نے سچ مچ یہ سوچا تھا کہ میں فلیٹ کی بات کر کے آپ کو.... چاہتا تھا' ہی ہی! آپ کو طنز کرنا بہت پسند ہے۔ اچھا' نہیں کروں گا۔ ارے ہاں' اب دیکھئے' ایسا لگتا ہے کہ ایک لفظ سے دوسرے کا خیال آ جاتا ہے' ایک خیال سے دوسرا خیال پیدا ہوتا ہے--- اب ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے بھی قاعدے کا ذکر کیا تھا' پتہ ہے نہ آپ کو' وہ جرح کے سلسلے میں.... لیکن قاعدے کی بات ہی کیا! آپ جانتے ہی ہیں کہ قاعدہ بہت سی صورتوں میں بیوقوفی کی بات ہوتا ہے۔ کبھی کبھی صرف دوستانہ انداز میں بات کیجئے تو وہی زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔ قاعدہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے' کہیں چلا تھوڑا ہی جاتا ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کو اطمینان دلا سکتا ہوں۔ اور میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ قاعدہ اصل میں ہے کیا۔ تفتیش کرنے والے کو ہر قدم پر قاعدے سے نہیں باندھا جا سکتا۔ تفتیش کرنے والے کا کام تو یوں کہئے کہ آزادانہ فن ہے اپنے قسم کا یا کچھ اسی طرح کی چیز.... ہی ہی ہی!...."

پورفیری پیترووچ نے ایک منٹ کے لئے سانس لی۔ وہ اسی طرح بکے جا رہے تھے' تھکے بغیر' کبھی بے معنی خالی خولی فقرے' کبھی اچانک کوئی چیستانی لفظ کہہ دیتے اور پھر فوراً ہی بے معنی باتیں شروع کر دیتے۔ کمرے میں اب وہ تقریباً دوڑنے لگے تھے' ان کی چربیلے پاؤں کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ وہ زمین کو تکتے رہتے تھے' ان کا داہنا ہاتھ پیٹھ پر رکھا ہوا تھا اور بائیں ہاتھ کو مسلسل ہلاتے جاتے تھے' طرح طرح کے اشارے کرتے جاتے تھے جو ہر بار ان کے الفاظ سے حیرت انگیز حد تک بے تعلق ہوتے تھے۔ رسکولنیکوف نے اچانک اس طرف دھیان دیا کہ کمرے میں دوڑ لگاتے ہوئے کوئی دوبارہ جیسے بس ایک لمحے بھر کے لئے دروازے کے

پاس رکے اور جیسے انہوں نے کچھ سننے کی کوشش کی.... "انتظار کر رہا ہے وہ کسی چیز کا کیا؟"

"اور یہ آپ نے درحقیقت بالکل ٹھیک کہا" پورفیری نے پھر خوش خوش اور رسکولنیکوف کو غیر معمولی سادہ دلی سے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ (جس سے وہ کانپ کر چونک اٹھا اور آن کی آن میں چوکنا ہو گیا) "درحقیقت آپ نے ٹھیک کیا کہ قانونی قاعدوں پر اتنے تیکھے پن سے ہنسے 'ہی! ہی!' آخر یہ (اور بلاشبہ ان میں سے چند) دقیق خیالات والی نفسیاتی روایات ہماری بے انتہا مضحکہ خیز ہیں اور شاید بیکار بھی' ایسی صورت میں جب قاعدے کی پابندی کی جائے۔ ہاں.... میں نے پھر وہی قاعدوں کی بات چھیڑ دی۔ کسی معاملے میں جو مجھے سپرد کیا گیا ہے اگر میں کسی کو مجرم سمجھتا یا یوں کہئے کہ اس کے 'اس کے یا کسی اور کے مجرم ہونے کا شبہ کرتا ہوں.... آپ بھی تو قانون کی تعلیم حاصل کر رہے تھے رودیون رومانووچ؟"

"ہاں 'کر رہا تھا...."

"تو اب یہ لیجئے آپ کے مستقبل کے لئے یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے---یعنی آپ یہ نہ سمجھئے کہ میں آپ کو پڑھانے کی جرات کر رہا ہوں' آپ تو جرم کے بارے میں ایسے ایسے مضامین شائع کرتے ہیں! نہیں 'یوں ہی' محض حقیقت کے طور پر میں نے ایک چھوٹی سی مثال پیش کرنے کی جرات کی--- یہ کہ مثلاً میں اس کو 'اس کو یا کسی اور کو مجرم خیال کرتا ہوں تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ میں اسے وقت سے پہلے کیوں پریشان کروں چاہے اس کے خلاف میرے پاس کوئی شہادت بھی ہو؟ ایک صورت میں میرا فرض ہوتا ہے کہ مثلاً میں ایک شخص کو جلدی گرفتار کر لوں لیکن دوسرا ہو سکتا ہے ایسا کردار نہ ہو 'ٹھیک ہے نہ' تو اسے کیوں نہ شہر میں گھومنے پھرنے دیا جائے 'ہی' ہی! نہیں 'میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بالکل نہیں سمجھے اس لئے میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہوں--- مثلاً اگر میں اسے بہت جلدی گرفتار کر لیتا ہوں تو اس طرح شاید میں اسے یوں کہئے کہ اخلاقی سہارا دیتا ہوں 'ہی' ہی! آپ ہنس رہے ہیں؟" رسکولنیکوف نے ہنسنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا' وہ بیٹھا تھا دانت بھینچے ہوئے اور اپنی سوجی ہوئی آنکھیں پورفیری پتروچ کی آنکھوں میں ڈالے ہوئے۔ "لیکن ہے ایسا ہی' خاص طور سے بعض لوگوں کے معاملے میں اس لئے کہ لوگ تو بھانت بھانت کے ہوتے ہیں اور دستور سب کے لئے ایک ہی۔ ابھی ابھی آپ نے "شہادت" کی بات کی تھی۔ اچھا چلئے مان لیا کہ شہادت ہے لیکن بابا شہادت کی تو مختلف تاویلیں ہو سکتی ہیں' ان کے زیادہ تر حصے کی۔ اور میں ہوں تفتیش کرنے والا 'مطلب یہ کہ کمزور آدمی' اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ ثبوت یوں کہئے کہ ریاضی کی طرح صاف صاف پیش کیا جا سکے' چاہتا ہوں ایسی شہادت حاصل ہو جائے کہ بس دو دونی چار سے ملتی جلتی ہو ایسا راست اور ناقابل بحث ثبوت سے ملتی جلتی ہو! اور اگر اس کو قید کر دیا وقت سے پہلے--- چاہے مجھے یقین ہی کیوں نہ ہو کہ مجرم وہی ہے 'تو یوں میں شاید خود اپنے آپ کو اس کی آئندہ سراغ یابی کے ذریعے سے محروم کر دیتا ہوں' اور کیوں؟ وہ اس لئے کہ میں یوں کہئے کہ اس کے لئے ایک معین حالت فراہم کر دیتا ہوں یعنی یوں کہئے کہ اسے نفسیاتی طور پر معین اور مطمئن کر دیتا ہوں اور اس طرح وہ مجھ سے دور ہو کر اپنے خول میں چلا جاتا ہے۔ آخر کار سمجھ لیتا ہے کہ وہ گرفتار ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ الما کے فوراً بعد سیواستوپول میں ذہین لوگ بھی بے انتہا ڈرے ہوئے تھے کہ دشمن بس اب کھلم کھلا حملہ کر دے گا اور سیواستوپول پر قبضہ کر لے گا۔ لیکن جیسے انہوں نے دیکھا کہ دشمن تو باقاعدہ محاصرے کی تیاری کر رہا ہے اور پہلا گھیرا ڈال رہا ہے تو کہتے ہیں کہ ذہین اور سمجھدار لوگ اس قدر خوش ہو گئے اور مطمئن ہو گئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کم سے کم دو مہینے تک تو معاملہ طول کھینچے گا اس لئے کہ باقاعدہ محاصرہ کبھی

تو انتہا ہی جائے گا! آپ پھر ہنس رہے ہیں' آپ کو پھر یقین نہیں آیا؟ خیر آپ کی بات بھی ٹھیک ہی ہے۔ ٹھیک ہے 'بالکل ٹھیک ایسا اتفاقی واقعہ ہے 'میں متفق ہوں آپ سے۔ جو واقعہ میں نے پیش کیا وہ بالکل اتفاقی ہے! لیکن اس میں محترم رودیون رومانووچ' اس میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ عام واقعہ 'وہ جس کے لئے سارے قانونی قواعد و ضوابط مقصود ہیں اور جس کی بنا پر انہیں وضع اور کتابوں میں درج کیا گیا ہے 'تو بالکل کوئی وجود ہی نہیں رکھتا' محض اسی وجہ سے کہ ہر معاملہ 'مثلاً ہر جرم جیسے ہی حقیقت میں وقوع پذیر ہوتا ہے ویسے ہی بالکل اتفاقی واقعہ بن جاتا ہے اور کبھی کبھی اس حد تک کہ وہ پہلے کے کسی بھی واقعے سے ملتا جلتا ہوا نہیں ہوتا۔ اس قسم سے کبھی کبھی بڑے ہی مضحکہ خیز واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور اگر میں کسی صاحب کو اکیلے چھوڑ دیتا ہوں 'میں انہیں ہاتھ لگاتا ہوں نہ پریشان کرتا ہوں لیکن ایسا کرتا ہوں کہ ہر گھڑی اور ہر منٹ جانتے رہیں یا کم سے کم انہیں شبہ رہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں' سب کچھ اچھی طرح سمجھتا ہوں اور دن رات ان پر نظر رکھتا ہوں' ان کی نگرانی سے غافل نہیں ہوتا تو وہ میری طرف سے ہمیشہ شبہے اور خوف کے احساس میں مبتلا رہیں گے اور اس طرح خدا کی قسم وہ پاگل ہو جائیں گے' سچ کہہ رہا ہوں' خود آئیں گے اور شاید کوئی نہ کوئی اور ایسی حرکت کر بیٹھیں گے جو دو دونی چار سے ملتی جلتی ہو یعنی یوں سمجھئے کہ ریاضی کی سی ہو گی--- اور یہ خوشگوار بات ہو گی۔ یہ معمولی کسان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور خاص طور سے کسی ہمارے بھائی 'بہت ہی ذہین آدمی کے ساتھ بھی جو معروف پہلو سے ارتقا یافتہ ہو! اس لئے میری جان سب سے اہم چیز سمجھنے کی یہ ہے کہ انسان کس پہلو سے ارتقا یافتہ ہے۔ اور اعصاب' اعصاب بھی تو ہیں' آپ انہیں تو بالکل ہی بھول گئے! آخر یہ سب درد پیدا کرنے والی' تکلیف پہنچانے والی اور جھنجھلا دینے والی چیزیں ہیں اور چڑچڑا پن تو ان میں' سب میں کتنا ہے! آخر یہ تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ اپنی قسم کی کان ہے! اور مجھے اس کی کیا پریشانی کہ وہ بلا روک ٹوک شہر میں آتا جاتا ہے! جائے' تھوڑی دیر گھوم لے' سیر کر لے۔ میں تو آخر بغیر اس کے بھی جانتا ہوں کہ وہ میرا شکار ہے اور مجھ سے بھاگ کر وہ کہیں نہیں جا سکتا! اور بھاگ کر جائے گا کہاں 'ہی' ہی! کیا سرحد پار؟ سرحد پار تو پولستانی بھاگ سکتا ہے لیکن وہ نہیں 'خاص طور سے اس لئے کہ میں اس پر نظر رکھتا ہوں اور میں نے ضروری اقدام کر لئے ہیں۔ کیا ملک کی وسعت میں کہیں گم ہو جائے گا؟ لیکن وہاں تو کسان رہتے ہیں' اصلی گنوار' روسی۔ اور یہ ہمارا ارتقا یافتہ انسان ہمارے کسان جیسے اجنبیوں کے ساتھ رہنے کے مقابلے میں قید خانے کو ترجیح دے گا 'ہی' ہی! لیکن یہ سب بیوقوفی کی اور سطحی باتیں ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ بھاگ جائے گا! یہ قاعدے کی پابندی ہے 'خاص بات تو یہ نہیں ہے۔ وہ صرف اسی ایک بنا پر مجھ سے نہیں بھاگے گا کہ بھاگ کر جانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ وہ مجھ سے نفسیاتی طور پر نہیں بھاگ سکتا 'ہی' ہی! کیا فقرہ ہے یہ بھی! وہ فطرت کے قانون کے مطابق مجھ سے نہیں بھاگ سکتا چاہے بھاگ کر جانے کے لئے کوئی جگہ ہو بھی۔ آپ نے شمع کے سامنے پروانے کو کبھی دیکھا ہے؟ بس وہ بھی ویسے ہی ہو گا' میرے پاس ہی چکر لگاتا رہے گا جیسے شمع کے گرد پروانہ لگاتا ہے۔ آزادی خوشگوار نہیں رہ جائے گی' سوچنے لگے گا' الجھ کر رہ جائے گا' اپنے کو خود ہی گورکھ دھندے میں الجھا لے گا' تشویش و تردد میں جانے کیا گل کھلائے گا!.... اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میرے لئے وہ خود ہی دو دونی چار کی قسم کا کوئی ریاضیاتی نقطہ تیار کر دے گا--- بس یہ کہ میں اس کو کافی لمبا وقفہ دوں.... اور وہ میرے چاروں طرف چکر لگاتا رہے گا' اور دائرہ تنگ ہوتا جائے گا' تنگ ہوتا جائے گا اور.... غڑاپ! سیدھے اڑ کر میرے منہ میں آ جائے گا اور میں اسے ہڑپ کر لوں گا اور تب یہ بہت ہی خوشگوار ہو گا 'ہی' ہی! آپ یقین نہیں رکھتے اس پر؟"

رسکولنیکوف نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ بالکل پیلا اور ساکت بیٹھا ہوا اور اسی تناؤ بھرے انداز میں پورفیری کو دیکھے جا رہا تھا۔

"سبق اچھا ہے!" اس نے ٹھنڈے پڑتے ہوئے سوچا۔ "یہ تو اب بلی اور چوہے والی بات بھی نہیں ہے جیسے کل تھی۔ اور وہ اپنی طاقت کے بارے میں مجھے یوں ہی تو نہیں بتا رہا ہے اور.... دکھا رہا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ عقل مند ہے۔ یہاں مقصد دوسرا ہے' لیکن کیا؟ ارے یہ حماقت کی بات ہے بھائی' تم مجھے ڈرا رہے ہو اور مجھ سے چالاکی کر رہے ہو! تمہارے پاس ثبوت نہیں ہے اور کل والے آدمی کا کوئی وجود نہیں ہے! اور تم صرف صدمہ پہنچا کر کام نکالنا چاہتے ہو' چاہتے ہو کہ مجھے پہلے ہی سے جھنجھلا دو اور اسی حالت میں مجھے دبوچنا چاہتے ہو' لیکن تم غلطی کر رہے ہو' تم سے چوک ہو جائے گی' چوک ہو جائے گی! لیکن کس لئے' کس لئے اس حد تک مجھ سے سب کچھ بیان کرنا؟.... کیا وہ میرے مریضانہ اعصاب پر تکیہ کر رہا ہے؟ نہیں' بھائی تم بک رہے ہو' تم سے چوک ہو گئی حالانکہ تم نے کچھ تیار تو کر رکھا ہے.... اچھا تو دیکھیں گے کہ تم نے کیا تیار کر رکھا ہے۔"

اور اس نے اپنی ساری قوت سے خود کو مضبوط کیا اور کسی بھیانک اور انجانی مصیبت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کبھی کبھی اس کا جی چاہتا کہ اچھل پڑے اور فوراً اسی جگہ پورفیری کا گلا گھونٹ دے۔ وہ جب یہاں آ رہا تھا تبھی اپنے اس غصے سے ڈر رہا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے ہونٹ پپڑیا گئے ہیں' دل دھڑک رہا ہے اور ہونٹوں پر جھاگ آ گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس نے چپ رہنے کا اور فی الحال ایک لفظ بھی نہ کہنے کا فیصلہ کیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی حالت میں یہی سب سے اچھا طریقہ کار ہے اس لئے کہ وہ نہ صرف یہ کہ زیادہ کچھ کہہ نہیں جائے گا بلکہ اپنی خاموشی سے دشمن کو جھنجھلا بھی دے گا اور شاید وہی ضرورت سے کچھ زیادہ کہہ جائے۔ کم سے کم اسے یہی امید تھی۔

"نہیں' میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے' آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے کوئی بے ضرر مذاق کر رہا ہوں" پورفیری نے کہا۔ وہ زیادہ سے زیادہ خوش ہوتے جا رہے تھے اور طمانیت و خوشی کے مارے بار بار قہقہے لگا رہے تھے۔ انہوں نے پھر کمرے کا چکر لگانا شروع کر دیا تھا۔ "لیکن آپ بھی ظاہر ہے کہ ٹھیک ہی سمجھ رہے ہیں۔ میرا ڈیل ڈول ہی خدا نے اپنے ہاتھ سے ایسا بنایا ہے کہ دوسرے میں اسے دیکھ کر صرف مضحکہ خیز ہی خیال پیدا ہوتے ہیں۔ مسخرہ۔ لیکن میں آپ سے یہ کہتا ہوں اور پھر دہراتا ہوں کہ آپ بابا رودیون رومانووچ' مجھ بوڑھے کو معاف کیجئے گا' ابھی نوجوان ہیں' یوں کہئے کہ شروع جوانی ہے اور اس لئے آپ کے نزدیک سب سے زیادہ قدر انسانی عقل کی ہے جیسا کہ سبھی نوجوانوں کے نزدیک ہوتی ہے۔ عقل کا کھلنڈرا تیکھا پن اور عقل کی مجرد دلیلیں آپ کے لئے کشش رکھتی ہیں۔ اور یہ بالکل مثلاً سابق آسٹریائی ہوف کریگسرات کی طرح ہے' یعنی جس حد تک میں جنگی واقعات کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں کاغذ پر تو انہوں نے نپولین کو شکست فاش دے دی اور اسے قیدی بنا لیا' اور وہاں اپنے کمرے میں تو انہوں نے سب کچھ بڑی ذہانت کے ساتھ حساب کتاب لگا لیا اور طے تمام کر لیا لیکن دیکھا تم نے کہ جنرل ماک نے اپنی پوری فوج سمیت ہتھیار ڈال دیئے' ہی' ہی' ہی! دیکھ رہا ہوں' دیکھ رہا ہوں بابا رودیون رومانووچ کہ آپ میرے اوپر ہنس رہے ہیں کہ مجھ جیسا غیر فوجی آدمی مثالیں چن چن کر پیش کر رہا ہے فوجی تاریخ میں سے۔ لیکن اب کیا کیا جائے' یہ میری کمزوری ہے' مجھے فوجی امور بہت پسند ہیں اور مجھے ان سب فوجی واقعات کے بارے میں پڑھنا اتنا اچھا لگتا ہے.... قطعی طور پر میں نے اپنا اصل کام اپنے ہاتھ سے نکل جانے دیا۔ مجھے تو فوج میں ملازمت کرنی چاہئے تھی' واقعی۔ نپولین تو شاید

میں نہ بن پاتا لیکن میجر تو ہو ہی جاتا' ہی' ہی' ہی! تو اب میں عزیز من آپ کو پوری تفصیل اس سچائی کی بتاؤں گا اس سلسلے میں کہ اتفاقی واقعہ کیا ہوتا ہے۔ حقیقت اور فطرت' جناب من' بہت اہم چیزیں ہیں اور واقعہ کیسے یہ کبھی کبھی انتہائی دقیق حساب کتاب کو کاٹ کر رکھ دیتی ہیں! میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں رودیون رومانووچ' آپ سنئے اس بوڑھے کی بات" یہ کہتے ہوئے مشکل سے پینتیس سال کے پورفیری پترووچ درحقیقت جیسے اچانک بوڑھے ہو گئے' ان کی آواز تک بدل گئی اور وہ پورے کے پورے جیسے سکڑ کر رہ گئے "اور پھر میں صاف گو آدمی ہوں.... میں صاف گو آدمی ہوں کہ نہیں؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ مجھے لگتا ہے کہ پوری طرح۔۔۔ ایسی ایسی باتیں آپ کو مفت میں بتا رہا ہوں اور اس کے لئے کسی طرح کا صلہ نہیں مانگتا' ہی' ہی! اچھا تو خیر' جاری رکھتا ہوں۔۔۔ ذہانت کا تیکھا پن میرے خیال میں بہت ہی عظیم الشان چیز ہے' یوں کہئے کہ یہ فطرت کی آرائش اور زندگی کی تسکین ہے اور لگتا ہے کہ وہ کیسی کیسی چالیں چل سکتی ہے' ایسی کہ شاید کبھی کبھی کسی بیچارے تفتیش کرنے والے کی سمجھ ہی میں کچھ نہیں آتا جو ویسے بھی اپنے ہی دور از کار خیالوں کا گرویدہ ہوتا ہے' جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اس لئے کہ آخر وہ بھی تو انسان ہی ہوتا ہے! لیکن فطرت بیچارے تفتیش کرنے والے کو بچا لیتی ہے! اور ذہانت کے تیکھے پن کا شیدائی نوجوان اس وقت اس کے بارے میں نہیں سوچتا جب وہ "ساری رکاوٹوں کو پار کر رہا ہوتا ہے" (جیسا کہ آپ نے انتہائی تیکھے پن اور چالاکی کے ساتھ کہا تھا۔) فرض کیجئے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے یعنی یہ اتفاقی واقعے والا شخص' کوئی انجان آدمی' اور بڑی عمدگی سے جھوٹ بولتا ہے' بہت ہی عیارانہ طریقے سے۔ اور لگتا ہے کہ جیت یقینی ہے اور وہ اپنے تیکھے پن کے ثمرات حاصل کر لے گا لیکن وہ ناکام ہو جاتا ہے! سب سے زیادہ دلچسپی کی اور سب سے زیادہ شرمناک جگہ پر وہ بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ چلئے مان لیا کہ بیماری ہے' کبھی کبھی کمرے میں گھٹن بھی ہوتی ہے' اور اسی طرح کی ساری چیزیں! پھر بھی اس نے سوچنے کا موقع تو دے دیا! جھوٹ تو اس نے بے مثال طریقے سے بولا لیکن اپنے حساب کتاب میں فطرت کا بھی لحاظ رکھنا تو اسے نہ آیا۔ اور یہ رہی وہ' بد قسمتی! دوسری بار اپنی ہی تیکھی ذہانت کے کھلنڈرے پن کا شیدائی ہو کر وہ اس آدمی کو بیوقوف بنانے لگتا ہے جو اس پر شبہہ کرتا ہے' چہرے کا رنگ اڑ جاتا ہے جیسے دانستہ طور پر' جیسے کھیل میں کیا گیا ہو' لیکن قدرتی انداز میں رنگ اڑ جاتا ہے' سچائی سے ضرورت سے زیادہ ملتا جلتا ہوتا ہے اور پھر اس نے ایک خیال تو فراہم کر دیا! ایک بار تو وہ شخص بیوقوف بن جاتا ہے لیکن رات کو پھر سے سوچتا ہے اگر وہ خود ہی احمق نہیں ہے تو۔ اور ہر قدم پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ ارے کیا۔۔۔ وہ خود ہی آگے آگے بھاگنے لگتا ہے' وہاں نمودار ہو جاتا ہے جہاں اسے بلایا بھی نہیں جاتا' اس چیز کے بارے میں مسلسل باتیں کرنے لگتا ہے جس کے بارے میں الٹے چپ رہنے کی ضرورت ہوتی ہے' طرح طرح کے رمزیے چھوڑنا شروع کر دیتا ہے' ہی' ہی! خود ہی آتا ہے اور پوچھنا شروع کرتا ہے "مجھے اتنے دنوں تک چھیڑا کیوں نہیں؟" ہی' ہی' ہی! اور یہ انتہائی تیکھی ذہانت والے آدمی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے' ماہرین نفسیات اور ادیبوں کے ساتھ بھی! فطرت کا آئینہ سب سے زیادہ شفاف ہوتا ہے! اس میں دیکھو اور فریفتہ ہو جاؤ' یوں ہے! ارے یہ آپ کا چہرہ کیوں اتنا پیلا پڑ گیا رودیون رومانووچ' آپ کو گھٹن تو نہیں محسوس ہو رہی' کیا روشن دان کو کھول دوں؟"

"ارے آپ پریشان نہ ہوں" رسکولنیکوف نے چلا کر کہا اور اچانک اس نے قہقہہ لگایا" آپ مہربانی کر کے بالکل پریشان نہ ہوں!"

پورفیری اس کے سامنے آ کر رک گئے۔ ذرا دیر انہوں نے انتظار کیا اور اچانک اس کے ساتھ خود بھی

قہقہہ لگانے لگا۔ رسکولنیکوف صوفے پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے بالکل جنونی قہقہے کو یک لخت روک لیا۔

"پورفیری پتروویچ!" اس نے اونچی آواز میں بہت صاف صاف کہنا شروع کیا حالانکہ اس سے کانپتی ہوئی ٹانگوں پر بمشکل ہی کھڑا ہوا جا رہا تھا" آخرکار میں واضح طور سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجھ پر اس بڑھیا اور اس کی بہن لیزاویتا کے قتل کا واقعی شبہہ کر رہے ہیں۔ میں اپنی طرف سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ ان سب چیزوں سے میں کافی عرصہ ہوا عاجز آ چکا ہوں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو مجھ پر قانونی مقدمہ چلانے کا حق حاصل ہے تو مقدمہ چلایئے گرفتار کرنے کا حق حاصل ہے تو گرفتار کیجئے لیکن اپنے اوپر اپنے سامنے ہنسنے کی اور اذیت دینے کی اجازت میں نہ دوں گا "

اچانک اس کے ہونٹ کانپنے لگے' اور اس کی آنکھیں جنونی طور پر دہکنے لگیں اور اب تک ضبط کی ہوئی آواز گونجنے لگی۔

"بالکل اجازت نہ دوں گا!" اچانک وہ پوری وقت سے میز پر مکا مار کر چلا پڑا" سن لیا آپ نے پورفیری پتروویچ؟ ہرگز اجازت نہ دوں گا!"

"اف میرے مالک' یہ کیا پھر سے شروع ہو گیا!" بظاہر بہت خوفزدہ ہو کر پورفیری پتروویچ چلائے "بابا! رودیون رومانووچ! پیارے! بابا! یہ کیا ہو گیا آپ کو؟"

"اجازت نہ دوں گا!" رسکولنیکوف دوسری بار چلایا۔

"بابا' ذرا دھیرے! لوگ سن لیں گے تو آ جائیں گے! اور تب ہم ان سے کیا کہیں گے' ذرا یہ تو سوچئے!" پورفیری پتروویچ نے بہت ڈر کر' رسکولنیکوف کے منہ کے بالکل پاس اپنا منہ لا کر سرگوشی میں کہا۔

"اجازت نہ دوں گا' اجازت نہ دوں گا!" رسکولنیکوف نے میکانکی طور پر دوہرایا لیکن اچانک اس نے بھی سرگوشی میں بولنا شروع کر دیا تھا۔

پورفیری نے تیزی سے لپک کر کھڑکی کھول دی۔

"ہوا آنی چاہئے' تازہ! اور آپ کو جان من' پانی پینا چاہئے تھوڑا' ظاہر ہے کہ یہ دورہ ہے!" اور وہ پانی لانے کا حکم دینے کے لئے لپکے ہی تھے لیکن انہیں کونے میں پانی کی صراحی مل گئی۔

"بابا' پی لیجئے" انہوں نے صراحی لے کر رسکولنیکوف کی طرف تیزی سے آتے ہوئے سرگوشی میں کہا "ضرور مدد کرے گا...." پورفیری پتروویچ کا ڈر اور ہمدردی اتنی فطری تھی کہ رسکولنیکوف چپ ہو گیا اور وحشیانہ تجسس کے ساتھ انہیں دیکھنے لگا۔ لیکن اس نے پانی نہیں پیا۔

"رودیون رومانووچ! پیارے! یوں تو آپ خود کو پاگل کر لیں گے' میں یقین دلاتا ہوں آپ کو' اف! اف! لیجئے پی لیجئے۔ پی لیجئے چاہے تھوڑا ہی سہی!"

انہوں نے پانی کا گلاس اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور وہ میکانکی طور پر اسے ہونٹوں تک لے گیا لیکن کچھ سوچ کر اسے بیزاری کے ساتھ میز پر رکھ دیا۔

"ہاں' پھر وہی چھوٹا سا دورہ پڑ گیا! تو آپ پھر جان من اپنی سابق بیماری کو واپس لے آئیں گے" پورفیری پتروویچ دوستانہ ہمدردی کے ساتھ کٹ کٹائے لیکن وہ ابھی تک کچھ کھوئے کھوئے سے لگ رہے تھے۔ "مالک میرے! بھلا کیسے آپ اپنی دیکھ بھال نہیں کرتے؟ اب وہ دمیتری پرو کو فیچ کل میرے پاس آئے تھے --- میں

مانتا ہوں اس بات کو' مانتا ہوں کہ میرے کردار میں تند مزاجی اور بدی ہے لیکن انہوں نے اس سے پتہ ہے کیا نتیجہ نکالا!.... اف میرے مالک! کل آئے' آپ کے بعد' ہم نے کھانا کھایا' وہ باتیں کرتے رہے' میں نے بس ہاتھ پھیلائے.... تو یہ بات ہے' میں نے سوچا.... اف میرے مالک! آپ کے پاس سے وہ آئے تھے؟ ارے آپ بیٹھئے تو بابا' ذرا دیر کو بیٹھ جایئے' خدا کے واسطے!"

"نہیں' میرے پاس سے نہیں! لیکن مجھے معلوم تھا کہ وہ آپ کے پاس آئے تھے اور کس لئے آئے تھے" رسکولنیکوف نے تیکھے پن سے جواب دیا۔

"آپ جانتے تھے؟"

"جانتا تھا۔ تو پھر اس سے کیا؟"

"یہی بابا کہ میں آپ کے اور بھی کارنامے جانتا ہوں۔ سب خبر ہے مجھے! میں جانتا ہوں کہ آپ بالکل رات ہو گئی تھی تب فلیٹ کرائے پر لینے گئے تھے' اندھیرا ہو چکا تھا تب' اور آپ نے گھنٹی بجائی' اور خون کے بارے میں سوال کیا اور کاریگروں کے اور دربان کے تو آپ نے ہوش اڑا دیئے۔ میں آپ کی اس وقت کی مزاجی کیفیت کو سمجھتا ہوں.... لیکن اس طرح تو آپ خود کو بالکل ہی پاگل کر لیں گے' خدا کی قسم' آپ کا دماغ پھر جائے گا! آپ شریفانہ غصہ اور نفرت سے تو ویسے ہی کھول رہے ہیں' جو توہین کی ہے اس کی بنا پر' پہلے تو قسمت نے' پھر پولیس والوں نے' اور اب آپ ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں تاکہ سب کو جلد سے جلد باتیں کرنے پر مجبور کر دیں اور اس طرح سب کچھ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں اس لئے کہ آپ ان بیوقوفیوں اور ان شکوک و شبہات سے عاجز آ چکے ہیں۔ ایسا ہی ہے نہ؟ میں نے آپ کی مزاجی کیفیت کو بھانپ لیا نہ؟.... لیکن اس طرح آپ خود ہی نہیں بلکہ رزومیخن کو بھی پاگل کر دیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس کے لئے بہت ہی زیادہ نیک آدمی ہے' آپ خود ہی جانتے ہیں۔ آپ تو بیمار ہیں اور اسے نیکی کرنے کا مرض ہے اور آپ کی بیماری کی چھوت اسے بھی لگ جائے گی.... آپ کو بابا جب ذرا سکون ہو جائے گا تو میں بتاؤں گا.... ارے بیٹھئے تو بابا' خدا کے واسطے! مہربانی کر کے ذرا آرام کیجئے' آپ کے چہرے پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں' بیٹھ جایئے ذرا دیر کو۔"

رسکولنیکوف بیٹھ گیا۔ اس کی سردی ختم ہو چکی تھی اور سارے جسم میں گرمی لگ رہی تھی۔ بڑی ہی حیرت اور تناؤ کے ساتھ وہ خوفزدہ اور اس کی دوستانہ دیکھ بھال کرنے والے پورفیری پتروویچ کی باتیں سن رہا تھا۔ لیکن اسے ان کی ایک بات کا بھی یقین نہ تھا حالانکہ وہ یقین کر لینے کا ایک عجیب سا میلان محسوس کر رہا تھا۔ فلیٹ کے بارے میں پورفیری پتروویچ کے غیر متوقع الفاظ نے اسے بالکل ہی بے حال کر دیا۔ "یہ کیسے ہوا کہ وہ فلیٹ کے بارے میں جانتا ہے؟" اچانک اسے خیال ہوا "اور خود ہی مجھے بتا بھی رہا ہے!"

"ہاں' ہمارے عدالتی دستور میں تقریباً بالکل ایسا ہی نفسیاتی واقعہ ہوا تھا' اسی طرح کا مریضانہ نفسیات کا" تیز تیز بات کرتے ہوئے پورفیری نے اپنی بات جاری رکھی۔ "اس میں بھی ایک شخص نے قتل کا اقبال کر لیا اور کس طرح اقبال کیا۔ فریب تصور کا پورا سلسلہ پیش کر دیا' حقائق کا تصور کیا' صورت حال بیان کی' پھر گڑبڑ کر دی' سب کے اور ایک ایک کے ہوش اڑا دیئے' اور کس لئے؟ وہ خود بالکل غیر ارادی طور پر ایک حد تک قتل کا باعث ہوا تھا لیکن صرف ایک حد تک' اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اس نے قاتلوں کے لئے موقع فراہم کر دیا تھا تو اس کو بڑا صدمہ پہنچا' عقل ماری گئی' وہ تصور کرنے لگا' بالکل ہی از خود رفتہ ہو گیا اور اس نے خود کو یقین دلا لیا کہ وہ خود ہی قاتل ہے! آخر کو حکومتی سینیٹ نے معاملے کو درست کیا اور اس بدنصیب کو رہا کر دیا گیا اور نگرانی

میں رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔ حکومتی سینٹ کی بدولت! ورنہ تو ہائے ہائے! تو آپ کو کیا ہو رہا ہے بابا؟ جب آپ نے اپنے اعصاب کو جھنجلانے والی ایسی حرکات کرنی شروع کی ہیں کہ آپ رات کو گھنٹیاں بجانے اور خون کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے تو سرسامی حالت میں پہنچ جانا ممکن ہے! میں نے یہ ساری نفسیات اچھے عملی کام میں سیکھی ہے۔ اسی طرح آدمی کبھی کبھی کھڑکی سے یا گرجا گھر کے گھڑیال والے مینار پر سے کود پڑنا چاہتا ہے اور یہ احساس بڑی ہی کشش رکھتا ہے۔ یہی معاملہ گھنٹیاں بجانے کا ہے.... بیماری ہے رودیون رومانووچ' بیماری! آپ نے اپنی بیماری کو بالکل نظرانداز کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ کو کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے نہ کہ وہ جو موٹا سا آدمی ہے آپ کے پاس.... آپ کو سرسام ہے! آپ کو یہ سب کچھ سرسامی حالت ہی میں ہوتا ہے!...."

ایک لمحے کے لئے رسکولنیکوف کے اردگرد کی ساری چیزیں گھوم گئیں۔

اسے خیال ہوا کہ "ایسا تو نہیں ہو سکتا' ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ اب بھی جھوٹ بول رہا ہے؟ نہیں ہو سکتا' نہیں ہو سکتا!" اس نے اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ خیال اسے جنون اور غیظ و غضب کی کس حد تک لے جا سکتا ہے اور غیظ و غضب میں وہ پاگل بھی ہو سکتا ہے۔

"یہ سرسامی حالت میں نہیں ہوا تھا' یہ دانستہ تھا!" اس نے پورفیری کے کھیل کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اپنی عقل کی ساری قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "دانستہ' دانستہ' سنا آپ نے؟"

"ہاں سمجھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں! آپ نے کل بھی کہا تھا کہ آپ سرسامی حالت میں نہیں ہیں' آپ نے خاص طور سے زور دیا اس بات پر کہ سرسامی حالت میں نہیں ہیں! آپ جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں وہ سب میں سمجھتا ہوں! اُف وہ!... اچھا آپ میری بات سنئے رودیون رومانووچ' محسن میرے' اسی صورت حال کو لے لیجئے۔ اب اگر آپ درحقیقت' سچ مچ مجرم ہوتے یا آپ اس لعنتی معاملے میں کسی طرح ملوث ہوتے تو آپ خود ہی بتایئے کہ آپ نے اس بات پر زور دیا ہوتا کہ آپ نے یہ سب سرسامی حالت میں نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس پورے ہوش و حواس میں؟ اور پھر خاص طور سے زور دیتا' اور اس طرح کی خاص استواری کے ساتھ زور دیتا--- کیا ایسا ہو سکتا تھا' آپ خود ہی بتایئے کہ ہو سکتا تھا ایسا؟ میری رائے میں تو اس کے بالکل ہی برعکس ہوتا۔ اگر آپ اپنے دل میں کچھ محسوس کرتے تو آپ کے لئے تو اس بات پر اصرار کرنا مناسب تھا کہ آپ بلاشبہ سرسامی حالت میں تھے! ایسا ہی ہے نا؟ یہی نا؟"

اس سوال میں کسی طرح کی چالاکی کی کھنک تھی۔ رسکولنیکوف اپنی طرف جھکے ہوئے پورفیری سے دور ہٹ کر صوفے کی بالکل پشت تک کھسک گیا اور خاموش' حیرت کے ساتھ یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔

"یا رزومیخن صاحب کے سلسلے میں' یعنی اس سلسلے میں کہ کل وہ اپنی طرف سے بات کرنے آئے تھے یا آپ کی تحریک پر؟ آپ کو تو لازمی طور پر کہنا چاہئے تھا کہ وہ اپنے آپ آئے تھے اور اس بات کو چھپانا چاہئے تھا کہ وہ آپ کی تحریک پر آئے تھے! لیکن آپ تو اسے چھپاتے نہیں! بلکہ آپ تو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ آپ کی تحریک پر آئے تھے!"

رسکولنیکوف نے اس بات پر کبھی زور نہیں دیا تھا۔ اس کی پیٹھ پر ٹھنڈک کی لہر دوڑ گئی۔

"آپ سب جھوٹ کہہ رہے ہیں" اس نے دھیرے دھیرے نقاہت سے اور ہونٹوں پر مریضانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا "آپ پھر مجھے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ میرا سارا کھیل جانتے ہیں' کہ آپ میرے سارے جواب پہلے ہی سے جانتے ہیں" یہ کہتے ہوئے وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ وہ لفظوں کو تول نہیں رہا ہے جیسے

کہ اسے ضرور کرنا چاہئے "ڈرانا چاہتے ہیں مجھے.... یا سیدھے سیدھے میرے اوپر ہنس رہے ہیں...."

وہ یہ کہتے ہوئے بھی پورفیری کو یک ٹک گھورے جا رہا تھا اور اچانک اس کی آنکھوں میں پھر شدید غصہ چمکنے لگا۔

"آپ سب جھوٹ کہہ رہے ہیں!" وہ چیخنے لگا۔ "آپ خود بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجرم کے لئے یقین دلانے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں کو چھپانا ممکن نہ ہو ان کو جہاں تک ہو سکے چھپائے نہیں۔ مجھے آپ کی کسی بات کا یقین نہیں!"

"آپ بھی ایک ہی عجوبہ ہیں!" پورفیری کٹ کٹائے "ہاں بابا' آپ کو کچھ بھی سمجھانا بجھانا ممکن نہیں ہے۔ پتہ نہیں کون سا ایک رخا خبط آپ کے سر میں سما گیا ہے۔ تو آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے؟ اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یقین کرنے لگے ہیں' کہ آپ کوئی بالشت بھر تو ابھی یقین کرنے لگے ہیں اور میں ایسا کروں گا کہ آپ پورے ہاتھ بھر یقین کرنے لگیں اس لئے کہ میں سچے دل سے آپ سے پیار کرتا ہوں اور خلوص کے ساتھ آپ کا بھلا چاہتا ہوں۔"

رسکولنیکوف کے ہونٹ کانپنے لگے۔

"جی ہاں' چاہتا ہوں اور قطعی طور پر آپ سے کہتا ہوں" اس نے ہلکے سے' دوستانہ انداز میں رسکولنیکوف کا ہاتھ کہنی سے ذرا اوپر پکڑ کر اپنی بات جاری رکھی "قطعی طور پر کہتا ہوں کہ اپنی بیماری کی طرف توجہ کیجئے۔ اس لئے بھی کہ آپ کے گھر کے لوگ بھی آ گئے ہیں۔ ان کا تو آپ کو خیال کرنا چاہئے۔ آپ کو تو چاہئے کہ ان کو اطمینان دلائیں اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں اور آپ ہیں کہ انہیں اور ڈراتے ہیں...."

"آپ کو اس سے کیا مطلب؟ آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ کس لیے آپ اتنی دلچسپی لے رہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ میرا پیچھا کر رہے ہیں اور مجھے یہ جتا بھی دینا چاہتے ہیں؟"

"بابا! ارے مجھے آپ سے' آپ ہی سے سب کچھ معلوم ہوا ہے! آپ دھیان بھی نہیں دیتے کہ آپ اپنے ہیجان میں خود ہی مجھ سے اور دوسروں سے سب کچھ بتا دیتے ہیں۔ رزومیخن صاحب' دمیتری پروکوفیچ سے بھی کل بہت سی دلچسپ تفصیلات معلوم کیں۔ نہیں' آپ نے میری بات کاٹ دی لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی ذہانت کے سارے تیکھے پن کے باوجود اپنی شکی طبیعت کی وجہ سے چیزوں کو معقول طریقے سے دیکھنے کی صلاحیت بھی گنوا دی ہے۔ اب مثال کے طور پر اسی کو لے لیجئے' وہی موضوع گھنٹیاں بجانے کے سلسلے میں--- اتنی بیش قیمت چیز' ایسی حقیقت (بہرحال یہ حقیقت تو ہے!) میں نے یوں ہاتھوں سے اور پاؤں سے آپ کے حوالے کر دی' میں نے' تفتیش کرنے والے نے!! اور آپ کو اس میں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا؟ اگر میں آپ پر ذرا بھی شبہ کرتا تو میرے لئے اس طرح کرنا مناسب ہوتا!! اس کے برعکس میرے لئے تو مناسب یہ ہوتا کہ شروع میں آپ کے شبہ کو زائل کر دیتا اور کسی طرح نہ ظاہر کرتا کہ مجھے اس حقیقت کا پتہ چل چکا ہے۔ آپ کی توجہ دوسری طرف مبذول کرا دیتا اور پھر اچانک سیدھے کھوپڑی پر وار کرتا (آپ ہی کا فقرہ ہے)؛" اور یہ بتایئے جناب کہ آپ مقتولین کے فلیٹ میں دس بجے شام کو بلکہ گیارہ کے قریب کیا کر رہے تھے؟ اور گھنٹیاں آپ نے کس لئے بجائیں؟ اور خون کے بارے میں پوچھ گچھ کس لئے کی اور کس لئے آپ نے دربان کو حیران کیا اور اسے اپنے ساتھ پولیس کے دفتر چلنے کو کہا؟" اگر مجھے آپ پر رتی بھر بھی شبہ ہوتا تو اس طرح عمل کرنا

میرے لئے مناسب ہوتا۔ میں نے قاعدے کی پوری مطابقت کرتے ہوئے آپ کا بیان لیا ہوتا" تلاشی لی ہوتی اور شاید آپ کو گرفتار بھی کر لیا ہوتا.... مطلب یہ کہ میں آپ پر شبہ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں ورنہ میرا برتاؤ مختلف ہوتا! اور آپ نے چیزوں کو معقول طریقے سے دیکھنے کی صلاحیت گنوا دی ہے اور میں پھر کہتا ہوں کہ آپ کچھ نہیں دیکھتے!"

رسکولنیکوف سارے جسم سے کانپ اٹھا اس طرح کہ پورفیری پیترووچ نے بھی اسے صاف طور سے دیکھ لیا۔

"آپ سب جھوٹ کہہ رہے ہیں!" وہ چلا پڑا "مجھے پتہ نہیں کہ آپ کا مقصد کیا ہے لیکن آپ سب جھوٹ کہہ رہے ہیں.... ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ اس طرح سے بات نہیں کر رہے تھے اور میں غلطی نہیں کر سکتا.... آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں!"

"میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟" پورفیری نے بہ ظاہر غصے میں لیکن اپنے چہرے کی خوش مزاجی اور مضحکہ خیزی کو برقرار رکھتے ہوئے اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ رسکولنیکوف صاحب اس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں' کہا۔ "میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟.... اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے آپ سے کس طرح بات کی تھی (میں تو تفتیش کرنے والا ہوں) میں نے خود ہی صفائی کے سارے ذریعے آپ کو بتا دیئے اور دکھا دیئے' خود ہی میں نے آپ کو یہ ساری نفسیات سمجھا دی--- بیماری' میں نے کہا' سرسامی حالت' ٹھیس اور صدمہ' ما بیجولیا اور پولیس والے' اور یہ ساری چیزیں؟ ایں؟ ہی' ہی' ہی! حالانکہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ صفائی کے یہ سارے نفسیاتی ذرائع' انکار اور اصرار انتہائی ناقابل اعتبار ہیں اور دو رخے ہوتے ہیں: "میں کہتا ہوں بیمار اور سرسامی حالت' تصورات' مجھے لگا' مجھے یاد نہیں'--- سب ٹھیک ہے لیکن بابا بیماری میں آخر اسی طرح کے تصورات کیوں ہوتے ہیں اور دوسری طرح کے کیوں نہیں ہوتے؟ آخر دوسری طرح کے بھی تو ہو سکتے تھے؟ ہے نا؟ ہی' ہی' ہی!"

رسکولنیکوف نے انہیں غرور اور حقارت کے ساتھ دیکھا۔

"مختصراً یہ کہ" اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اور اس میں پورفیری کو ذرا سا دھکا لگاتے ہوئے اصرار کے ساتھ بلند آواز میں کہا "ایک لفظ میں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے شبہ سے بالکل بری سمجھتے ہیں یا نہیں؟ بتایئے' پورفیری پیترووچ' سچ سچ اور قطعی طور پر بتایئے اور جلدی' ابھی!"

"اُفوہ یہ تو گڑبڑ ہو گئی بالکل! ویسے آپ کے ساتھ گڑبڑ ہی تو ہے" پورفیری پیترووچ نے خوش خوش' عیارانہ اور بالکل بے تشویش چہرے کے ساتھ چیخ کر کہا۔ "اور آپ یہ کس لئے جاننا چاہتے ہیں' اتنا زیادہ جاننے کی آپ کو ضرورت کیا ہے اگر ابھی تک آپ کو پریشان نہیں کیا جانے لگا! آپ بالکل بچے ہیں--- لاؤ مجھے آگ ہاتھ میں دے دو! اور آپ پریشان کس لئے ہیں؟ کیوں آپ خود کو ہمارے اوپر مسلط کرتے ہیں' اس کا سبب کیا ہے؟ ایں؟ ہی' ہی' ہی!"

"میں پھر کہہ رہا ہوں" رسکولنیکوف نے انتہائی غصے میں چلا کر کہا "کہ اب میں اور زیادہ نہیں برداشت کر سکتا...."

"کیا؟ لا علمی کی حالت؟" پورفیری نے کہا۔

"میرا مذاق مت اڑایئے! میں نہیں چاہتا!.... آپ سے کہہ رہا ہوں کہ نہیں چاہتا!.... برداشت نہیں کر سکتا اور نہیں چاہتا!.... سنا آپ نے! سن لیا!" وہ پھر میز پر مکا مار کر چلایا۔

"اچھا ذرا دھیرے! دھیرے! نہیں تو باہر سنائی دے جائے گا! سنجیدگی سے آپ کو آگاہ کر رہا ہوں۔ اپنا خیال رکھئے۔ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں!" پورفیری نے سرگوشی میں کہا لیکن اس بار ان کے چہرے پر ابھی تھوڑی دیر پہلے کی عورتوں والی نیک دلی اور ڈر کا اظہار نہیں تھا۔ اس کے برعکس اب وہ سیدھے حکم دے رہے تھے' تندی کے ساتھ' تیوری چڑھا کر اور جیسے یکبارگی ساری رازداری اور ذومعنی پن کو ختم کر کے۔ لیکن یہ بس ایک لمحے بھر کے لئے تھا۔ رسکولنیکوف بالکل حیرت زدہ ہو گیا اور اس پر سچ مچ جنون طاری ہو گیا۔ لیکن عجیب بات یہ تھی کہ اس نے دھیرے بولنے کے حکم کی پھر تعمیل کی حالانکہ اس پر جنون کا سخت دورہ پڑا تھا۔

"میں اپنے اوپر آپ کو اذیت کرنے نہ دوں گا" اچانک اس نے پھر دیر پہلے کی طرح سرگوشی میں کہا اور اس نے درد اور نفرت کے ساتھ دل میں ذرا دیر کے لئے تسلیم کیا کہ وہ حکم عدولی نہیں کر سکتا اور اس خیال پر اسے اور بھی غصہ آیا "گرفتار کر لیجئے مجھے' تلاشی لیجئے میری' لیکن قاعدے کے مطابق عمل کیجئے اور میرے ساتھ کھلواڑ نہیں! اس کی ہمت نہ کیجئے!...."

"ارے آپ قاعدے کے بارے میں پریشان نہ ہوں" پورفیری نے پہلے ہی والی عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اور جیسے بڑی خوشی کے ساتھ رسکولنیکوف کو داد دیتے ہوئے کہا "بابا میں نے آپ کو بالکل گھریلو طریقے سے' دوستانہ طور پر یہاں آنے کی دعوت دی تھی!"

"نہیں چاہتا میں آپ کی دوستی اور تھوکتا ہوں اس پر! سن لیا آپ نے؟ اور یہ لیجئے۔ ٹوپی اٹھاتا ہوں اور جاتا ہوں۔ اگر تمہارا ارادہ گرفتار کرنے کا تھا تو اب کیا کہو گے؟"

اس نے ٹوپی ہاتھ میں لے لی اور دروازے کی طرف چلا۔

"اور ایک عجوبہ آپ نہیں دیکھنا چاہتے؟" پورفیری نے اس کے ہاتھ کو پھر کہنی سے ذرا اوپر پکڑ کر اور دروازے کے پاس روک کر بڑی خوش مزاجی سے کہا۔ بہ ظاہر وہ اور زیادہ خوش مزاج اور کھلنڈرے ہو گئے تھے جس سے رسکولنیکوف بالکل ہی آپے سے باہر ہو گیا۔

"کیسا عجوبہ؟ وہ کیا ہے؟" اس نے اچانک رک کر اور ڈر کے ساتھ پورفیری کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"بس عجوبہ' یہاں ہے' میرے پاس دروازے کے اس طرف بیٹھا ہے' ہی' ہی' ہی!" انہوں نے انگلی سے لکڑی کی دیوار میں بنے ہوئے بند دروازے کی طرف اشارہ کیا جو ان کے سرکاری فلیٹ میں کھلتا تھا "میں نے تالے میں بند کر دیا ہے کہ بھاگ نہ جائے۔"

"ہے کیا؟ کہاں ہے؟ کیا چیز ہے؟" رسکولنیکوف دروازے کے پاس گیا اور اسے کھولنا چاہتا تھا لیکن وہ بند تھا۔

"بند ہے' یہ رہی کنجی!"

اور سچ پورفیری نے اپنی جیب سے نکال کر اسے ایک کنجی دکھائی۔

"تم سب جھوٹ بک رہے ہو!" رسکولنیکوف ضبط نہ کر سکا اور گرجا "جھوٹ بول رہے ہو تم لعنتی مسخرے!" اور وہ پورفیری پر جھپٹا جو دوسرے دروازے کی طرف کھسک رہے تھے ذرا بھی ڈرے سہمے بغیر۔

"میں سب' سب سمجھتا ہوں!" رسکولنیکوف نے ان سے چلا کر کہا۔ "تم جھوٹ بول رہے ہو اور مجھے غصہ دلا رہے ہو تاکہ میں سب قبول دوں...."

"اب اس سے زیادہ قبولنا تو ناممکن ہے بابا روڈیون رومانووچ - آپ پر جنون طاری ہو گیا ہے - چلا یئے مت ورنہ میں لوگوں کو بلا دوں گا!"

"جھوٹ بک رہے ہو تم' کچھ بھی نہیں ہو گا! بلاؤ لوگوں کو! تم جانتے تھے کہ میں بیمار ہوں اور تم مجھے غصہ دلانا چاہتے تھے' جنون کی حد تک تاکہ میں سب اگل دوں' یہ تھا تمہارا مقصد! نہیں' تم حقیقت پیش کرو! میں سب سمجھ گیا! تمہارے پاس حقائق نہیں ہیں - تمہارے پاس صرف خرافات ہیں' حقیر قیاسات' زیمیتوف کے جیسے!... تم میرا کردار جان گئے تھے' مجھے جنون کی حد تک پہنچانا چاہتے تھے اور بعد کو اچانک میرا پادریوں اور نمائندوں سے سامنا کرا کے مجھے بوکھلا دینا چاہتے تھے.... تم انہیں کا انتظار کر رہے ہو؟ ایں؟ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ کہاں؟ لاؤ سامنے!"

"ارے بابا کیسے یہاں نمائندے! آدمی بھی کیا کیا تصور کرتا ہے! اور اس طرح قاعدے کے مطابق عمل کرنا تو ناممکن ہے' جیسا کہ آپ کہتے ہیں' عزیز من آپ معاملے کی بات نہیں جانتے.... اور قاعدے سے بچ کر کہاں جایئے گا' خود ہی دیکھ لیجئے!" پورفیری دروازے کے پاس کان لگاتے ہوئے بڑبڑائے -

اور واقعی اسی وقت دروازے کے پاس ہی دوسرے کمرے میں کچھ شور سنائی دیا -

"اچھا' آ رہے ہیں!" رسکولنیکوف چلایا" تم نے ان لوگوں کو بلا بھیجا تھا!... تم ان کا انتظار کر رہے تھے! تم نے یہ حساب لگایا تھا... اچھا تو لاؤ سبھوں کو یہاں ---- نمائندوں کو' گواہوں کو اور جن جن کو چاہو... لاؤ! میں تیار ہوں' تیار ہوں!...."

لیکن اس موقع پر ایک عجیب سانحہ ہوا' ایک اس حد تک غیر متوقع چیز کہ اس طرح کے انجام کا اندازہ رسکولنیکوف نے لگایا تھا نہ پورفیری پترووچ نے -

6

بعد کو رسکولنیکوف نے جب اس وقت کو یاد کیا تو اس نے اس سب کا تصور حسب ذیل طریقے سے کیا:

دروازے کی آڑ سے جو شور سنائی دے رہا تھا وہ یکبارگی بہت بڑھ گیا اور دروازہ ذرا سا کھلا -

"کیا بات ہے ؟" پورفیری پترووچ جھنجھلا کر چلائے - "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا...."

لمحے بھر تو کوئی جواب نہیں سنائی دیا لیکن یہ پتہ چل رہا تھا کہ دروازے کی آڑ میں کئی لوگ کھڑے ہیں اور جیسے کسی کو ڈھکیل رہے ہیں -

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے وہاں؟" پورفیری پترووچ نے تشویش کے ساتھ دہرایا -

"حوالاتی میکولائی کو لائے ہیں" کسی کی آواز سنائی دی -

"اس کی کوئی ضرورت نہیں! لے جاؤ! انتظار کرو!.... وہ یہاں کیسے آ گیا! یہ کیسی بد انتظامی ہے!" پورفیری دروازے کی طرف لپکتے ہوئے چلائے -

"اس لئے کہ وہ...." اسی آواز نے کہنا شروع کیا تھا لیکن پھر اوٹ گئی -

زیادہ سے زیادہ دو سکنڈ تک بیچ بچ کی جدوجہد ہوتی رہی اور پھر اچانک کسی نے کسی کو بڑے زور سے دھکا دیا اور اس کے نتیجے میں ایک بالکل ہی پیلا سا آدمی سیدھے پورفیری پترووچ کے کمرے میں پہنچ گیا -

یہ شخص پہلی ہی نظر میں بہت عجیب معلوم ہوا - وہ سیدھے اپنے سامنے تک رہا تھا لیکن ایسے جیسے کسی کو بھی دیکھ نہ رہا ہو - اس کی آنکھوں میں عزم کی چمک تھی لیکن اس کے ساتھ ہی چہرے پر مردنی زردی کھنڈی ہوئی تھی جیسے اسے سزائے موت کے لئے لے جایا جا رہا ہو - اس کے بالکل سفید ہونٹ آہستہ آہستہ کانپ رہے تھے -

وہ ابھی بالکل جوان تھا' معمولی آدمیوں کے سے کپڑے پہنے تھا' میانہ قد اور دبلا پتلا تھا - بال یوں کٹے تھے کہ ایک گول حلقہ سا بن گیا تھا - اس کا چہرہ بہت ہی دبلا پتلا' بالکل سوکھا سا تھا - جس شخص کو اس نے غیر متوقع طور پر دھکا دیا تھا وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہو گیا اور میکولائی کا کندھا پکڑنے میں کامیاب ہو گیا - وہ پہرے دار تھا - لیکن میکولائی نے ہاتھ جھٹک کر اپنے آپ کو ایک بار پھر چھڑا لیا -

کئی متجسس لوگوں نے دروازے پر بھیڑ لگا لی تھی - ان میں سے کچھ نے اندر آنے کی بھی کوشش کی - یہ سب کچھ بس منٹ بھر میں ہو گیا تھا -

"باہر جاؤ' ابھی بہت جلدی ہے! جب تک تمہیں بلایا نہ جائے تب تک انتظار کرو!... اسے اتنی جلدی کیوں لائے؟" پورفیری پترووچ انتہائی جھنجھلاہٹ میں بدبدائے جیسے انہیں بڑا دھکا لگا ہو - لیکن میکولائی اچانک گھٹنوں کے بل ہو گیا -

"کیا ہوا ہے تجھے؟" پورفیری حیران ہو کر چیخے -

"قصوروار ہوں! میرا گناہ ہے! میں قاتل ہوں!" اچانک میکولائی نے اقبال کیا - وہ کچھ ہانپ سا رہا تھا لیکن اس کی آواز کافی اونچی تھی -

کوئی دس سیکنڈ خاموشی رہی - سب پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا - اس کے ساتھ آنے والا پہرے دار بھی ذرا پیچھے ہٹ گیا اور پھر میکولائی کے قریب نہیں آیا اور میکانیکی طور پر دروازے کے پاس جا کر وہاں ساکت کھڑا ہو گیا -

"یہ کیا ہے؟" پورفیری پترووچ لمحے بھر کے سکتے سے چونک کر چیخے -

"میں... قاتل ہوں..." میکولائی نے ذرا سا چپ رہ کر دہرایا -

"کیسے... تو... کیسے.... کس کو تو نے قتل کیا؟"

"صاف ظاہر تھا کہ پورفیری پترووچ بالکل بوکھلا گئے تھے -

میکولائی پھر ذرا دیر چپ رہا -

"الیونا ایوانوونا کو اور ان کی بہن لیزاویتا ایوانوونا کو' میں نے.... قتل کیا.... کلہاڑی سے - میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا...." اچانک اس نے کہا اور پھر چپ ہو گیا وہ ابھی گھٹنوں کے بل کھڑا تھا -

پورفیری پترووچ چند سکنڈ تو جیسے کچھ سوچتے ہوئے کھڑے رہے - اچانک انہوں نے تیوری چڑھا کر ان بلائے گواہوں کو جانے کا اشارہ کیا - وہ لوگ فوراً غائب ہو گئے اور دروازہ بند ہو گیا - اس کے بعد انہوں نے کونے میں کھڑے رسکولنیکوف کی طرف دیکھا جو وحشیانہ نظروں سے میکولائی کو تک رہا تھا اور اس کی طرف روانہ ہوئے لیکن اچانک رک گئے' اسے دیکھا اور پھر فوراً میکولائی پر نظر ڈالی اور پھر رسکولنیکوف کو دیکھا اور پھر جیسے بے قابو ہو کر میکولائی کی طرف لپکے -

"تو مجھے اپنے "آنکھوں کے آگے اندھیرے" سے کیوں آگے آگے ہنکا رہا ہے؟" وہ تقریباً غصے سے اس پر چیخے - "میں نے تو ابھی تجھ سے پوچھا نہیں کہ تیری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا کہ نہیں... بول' تو نے

قتل کیا ہے؟"

"میں قاتل ہوں... بیان دے رہا ہوں..." میکولائی نے اقبال کیا۔

"اُفوہ! کس چیز سے تو نے قتل کیا؟"

"کلہاڑی سے۔ پہلے سے تیار کر لی تھی۔"

"پھر جلدی کر رہا ہے! اکیلے؟"

میکولائی سوال کو سمجھا نہیں۔

"تو نے اکیلے قتل کیا؟"

"اکیلے۔ اور میتری قصوروار نہیں ہے اور اس نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا۔"

"اچھا میتری کے بارے میں جلدی نہ کر! اُفوہ!... تو تو کیسے 'اچھا تو تو کیسے اس وقت سیڑھیوں پر سے بھاگا؟ دربان نے تو تم دونوں کو ساتھ دیکھا؟"

"یہ میں نے بہکانے کے لئے کیا تھا... تب... میتری کے ساتھ بھاگا تھا" میکولائی نے جلدی سے جواب دیا جیسے پہلے سے سوچ رکھا ہو۔

"اچھا تو یہ بات ہے!" پورفیری غصے سے چیخے "یہ سکھائی پڑھائی بات کر رہا ہے!" وہ بڑبڑائے جیسے اپنے آپ سے کہہ رہے ہوں اور اچانک پھر انہوں نے رسکولنیکوف کو دیکھا۔

وہ بہ ظاہر میکولائی کی طرف اتنا زیادہ متوجہ ہو گئے تھے کہ ایک لمحے کے لئے رسکولنیکوف کو بالکل بھول ہی گئے۔ اب اچانک انہیں یاد آیا اور وہ سٹپٹا بھی گئے...

"روودیون رومانووچ' بابا' معاف کیجئے گا" وہ رسکولنیکوف کی طرف بڑھے "یہ ناممکن ہے' مہربانی کر کے... آپ کی کوئی ضرورت نہیں... میں خود ہی... دیکھا آپ نے کیسا عجوبہ ہے!... مہربانی کر کے!..."

اور رسکولنیکوف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر وہ اسے دروازے تک لے گئے۔

"آپ شاید اس کی توقع نہیں کر رہے تھے؟" رسکولنیکوف نے کہا۔ حالانکہ ظاہر ہے وہ ابھی تک صاف طریقے سے تو کچھ نہ سمجھا تھا لیکن اس کی ہمت بہت بڑھ گئی تھی۔

"اور بابا' آپ بھی اس کی توقع نہیں کر رہے تھے۔ ارے آپ کا ہاتھ کس قدر کانپ رہا ہے! ہی' ہی!"

"اور آپ بھی کانپ رہے ہیں پورفیری پتروویچ۔"

"میں بھی کانپ رہا ہوں' بالکل غیر متوقع!..."

وہ دونوں دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ پورفیری بے صبری سے انتظار کر رہے تھے کہ رسکولنیکوف چلا جائے۔

"اور وہ اپنا عجوبہ آپ نہ دکھائیں گے؟" اچانک رسکولنیکوف نے کہا۔

"کہہ رہے ہیں اور خود اپنے دانت ایک دوسرے سے ٹکرا کر بج رہے ہیں' ہی' ہی! آپ کو طنز کرنا بہت پسند ہے! اچھا' تو پھر ملیں گے۔"

"میرے خیال میں تو الوداع!"

"جیسا بھی خدا کرے' جیسا بھی خدا کرے!" پورفیری ایک بے ڈھنگی سی مسکراہٹ کے ساتھ بڑبڑائے۔

دفتر میں سے گزرتے ہوئے رسکولنیکوف نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اسے گھور رہے ہیں۔ پیشی والان

میں بھیڑ لگی تھی اور اس میں اس کی نظر اس والے مکان کے دونوں دربانوں پر پڑی جن سے اس نے اس رات کو پولیس کے دفتر چلنے کو کہا تھا۔ وہ کھڑے کسی چیز کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن وہ سیڑھیوں تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس نے پیچھے سے پھر پورفیری پتروویچ کی آواز سنی۔ مڑ کر اس نے دیکھا کہ وہ اس کے پیچھے لپکے چلے آ رہے ہیں' ہانپتے ہوئے۔

"بس ایک بات روودیون رومانووچ۔ اس سب کے سلسلے میں تو خیر جیسا بھی خدا کرے' لیکن قاعدے کے مطابق ابھی کچھ باتیں پوچھنے کو ہیں... تو ابھی ہم پھر ملیں گے' ضرور۔"

اور پورفیری اس کے سامنے مسکراتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

"ضرور" انہوں نے پھر ایک بار کہا۔

یہ فرض کرنا ممکن تھا کہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے لیکن کسی طرح کہا نہ جا رہا تھا۔

"اور آپ پورفیری پتروویچ مجھے معاف کیجئے گا جو کچھ ابھی ذرا دیر پہلے ہوا اس کے سلسلے میں... مجھے غصہ آ گیا..." رسکولنیکوف نے کہنا شروع کیا جس کی ہمت اب اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ شان دکھانا چاہتا تھا۔

"کوئی بات نہیں' کوئی بات نہیں..." تقریباً خوش ہو کر پورفیری نے کہا "میں خود بھی... بدمزاجی میری طبیعت میں ہے' میں مانتا ہوں' مانتا ہوں! تو پھر ہم ملیں گے۔ اگر خدا کی مرضی ہوئی تو بہت بہت بار ملیں گے!..."

"اور پوری طرح سے ایک دوسرے کو جان لیں گے؟" رسکولنیکوف نے کہا۔

"اور پوری طرح سے ایک دوسرے کو جان لیں گے" پورفیری پتروویچ نے کہا اور آنکھیں میچ کر بڑی سنجیدگی سے دیکھا۔ "تو اب کسی کے نام رکھنے کے دن کی تقریب میں جا رہے ہیں؟"

"تدفین میں۔"

"ارے ہاں' تدفین میں! اپنی صحت کا خیال رکھئے' صحت کا..."

"اور میری سمجھ ہی میں نہیں آ رہا کہ آپ کے لئے کس چیز کی تمنا کروں" رسکولنیکوف نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا لیکن پھر اچانک پورفیری کی طرف مڑ کر کہا "بڑی بڑی کامیابیوں کی تمنا کرتا لیکن اب دیکھئے نہ کہ آپ کا عہدہ تو اس قدر مسخروں کا جیسا ہے!"

"مسخروں جیسا کیوں ہے؟" پورفیری پتروویچ کے کان فوراً کھڑے ہو گئے حالانکہ وہ بھی واپس جانے کے لئے مڑ چکے تھے۔

"ارے کیوں نہیں' اب اس بیچارے میکولائی کو آپ نے آخر ضرور ہی پریشان کیا ہو گا اور اذیت پہنچائی ہو گی' نفسیاتی' اپنے طریقے کی' یہاں تک کہ اس نے اقبال کر لیا۔ ضرور ہی رات دن اس پر ثابت کرتے رہے ہوں گے کہ 'تو قاتل ہے' تو قاتل ہے...' اور اب جب اس نے خود اقبال کر لیا تو پھر پھر سے گودنا شروع کیجئے گا کہ "تو جھوٹ بول رہا ہے" تو قاتل نہیں ہے! تو انہیں قتل کر ہی نہ سکتا تھا! تو سکھائی پڑھائی بات کہہ رہا ہے!' تو پھر اب اس کے بعد عہدہ مسخروں جیسا نہیں ہے؟"

"ہی' ہی' ہی! اور آپ نے ذہن نشین کر لیا کہ میں نے ابھی ابھی میکولائی سے کہا تھا کہ "تو سکھائی پڑھائی بات کہہ رہا ہے؟"

"کیسے نہ ذہن نشین کرتا؟"

"ہی' ہی! تیکھی ذہانت کے آدمی ہیں' تیکھی ذہانت کے۔ سب کچھ تو آپ دیکھ لیتے ہیں! اصلی پھرتیلا ذہن!

اور آپ خود بھی تو ہمیشہ مسخرے پن ہی والا تار ہوتے ہیں.... ہی ہی! کہتے ہیں ادیبوں میں گوگول میں یہ خصوصیت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی' ہے نہ؟"

"ہاں گوگول میں۔"

"جی ہاں گوگول میں۔ اچھا تو پھر ملیں گے خوشگوار حالات میں۔"

"خوشگوار حالات میں...."

رسکولینکوف سیدھے گھر گیا۔ وہ اس حد تک ہکا بکا اور حیران پریشان تھا کہ گھر پہنچ کر صوفے پر ڈھے پڑا اور پندرہ منٹ تک بیٹھا بس دم لیتا رہا اور کوشش کرتا رہا کہ تھوڑا بہت تو خیالات کو یکجا کر لے۔ میکولائی کے بارے میں تو اس نے سوچنا بھی نہیں شروع کیا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ ہار گیا۔ میکولائی کے اقبال جرم میں کوئی چیز ناقابل توضیح' حیرت انگیز ہے جسے ابھی تو وہ کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتا۔ لیکن میکولائی کا اقبال جرم تو ایک واقعی حقیقت تھی۔ اس حقیقت کے نتائج اس کے نزدیک فوراً واضح ہو گئے---اس کا جھوٹ ہونا کسی طرح چھپا رہ ہی نہیں سکتا اور تب یہ لوگ پھر اس کے پیچھے پڑیں گے۔ لیکن کم سے کم تب تک کے لئے تو وہ آزاد ہے اور اسے اپنے لئے کچھ نہ کچھ لازمی طور پر ضرور کر لینا چاہئے اس لئے کہ خطرہ ناگزیر ہے۔

لیکن کس درجہ ناگزیر ہے؟ صورت حال واضح ہونی شروع ہوئی۔ پورفیری کے ساتھ ابھی تھوڑی دیر پہلے کے اپنے منظر کے خاکے کو عام طور سے یاد کر کے وہ ہیبت سے ایک بار پھر بے اختیار کانپ اٹھا۔ ظاہر ہے کہ وہ پورفیری کے سارے مقاصد کو نہ جانتا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے کے ان کے سارے حساب کتاب کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن کھیل کا ایک حصہ تو کھل گیا تھا اور اتنے سے بھی ظاہر ہے کہ خود اس سے بہتر تو کوئی اس بات کو نہ سمجھ سکتا تھا کہ پورفیری کے کھیل میں یہ "چال" اس کے لئے کتنی خطرناک تھی۔ ذرا سا اور ہوتا تو وہ سچ سچ سب کچھ قبول سکتا تھا' حقائق کی بنا پر اس کے کردار کے مریضانہ ہونے کو جانتے ہوئے اور پہلی ہی نظر سے اسے یقینی طور پر اپنی مٹھی میں لے کر اور پوری طرح سمجھ کر پورفیری نے حالانکہ بہت فیصلہ کن طریقے سے لیکن تقریباً یقین کے ساتھ عمل کیا۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے رسکولینکوف نے اپنے کو کافی پھنسا دیا تھا مگر معاملہ حقائق تک تو نہیں پہنچا تھا۔ اب بھی یہ سب اضافی ہی باتیں تھیں۔ لیکن کیا وہ بھی اس سب کو اب صحیح طور پر سمجھتا ہے' صحیح طور پر؟ کیا وہ غلطی نہیں کر رہا ہے؟ آج پورفیری کونسا نتیجہ حاصل کرنے کی فکر میں تھا؟ کیا آج سچ سچ اس کے لئے کچھ تیار کر کے رکھا گیا تھا؟ اور کیا؟ درحقیقت وہ کسی چیز کا انتظار کر رہا تھا یا نہیں؟ اگر میکولائی کے ذریعے سے غیر متوقع بلا نہ نازل ہو گئی ہوتی تو آج وہ کس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوتے؟

پورفیری نے اپنا تقریباً سارا کھیل دکھا دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس نے خطرہ تو مول لیا لیکن دکھا دیا تھا اور (رسکولینکوف کو بالکل لگ رہا تھا کہ) اگر پورفیری کے پاس درحقیقت اور زیادہ کچھ ہوتا تو اس نے وہ بھی دکھا دیا ہوتا۔ اور یہ "عجوبہ" کیا تھا؟ مذاق تھا کوئی؟ اس کے کچھ معنی تھے کہ نہیں؟ کیا اس کی تہ میں کوئی حقیقت جیسی' قطعی طور پر مجرم قرار دینے والی کوئی چیز چھپی ہو سکتی تھی یا نہیں؟ کل والا آدمی؟ وہ کہاں غائب ہو گیا؟ آج وہ کہاں تھا؟ اگر پورفیری کے پاس کوئی بھی قطعی چیز ہے تو بلاشبہ اس کا تعلق کل والے آدمی سے ہو گا....

رسکولینکوف صوفے پر بیٹھا تھا' سر جھکائے گھٹنوں پر کہنیاں ٹیکے اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپے ہوئے اس کے سارے جسم میں اب بھی اعصابی کپکپی ہو رہی تھی۔ آخر کار وہ کھڑا ہوا' اس نے اپنی ٹوپی اٹھائی'

کچھ سوچا اور دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

اسے پہلے سے کچھ ایسا احساس ہو رہا تھا کہ کم سے کم آج کے دن تو وہ تقریباً یقینی طور پر خود کو ہر خطرے سے محفوظ سمجھ سکتا تھا۔ اچانک اسے اپنے دل میں خوشی کا سا احساس ہوا۔ وہ جلد سے جلد کاترینا ایوانوونا کے ہاں پہنچنا چاہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ تدفین میں شریک ہونے کے لئے تو اسے دیر ہو گئی تھی لیکن ضیافت میں وہ پہنچ سکتا تھا اور وہاں سونیا سے اس کی ملاقات ہو گی۔

وہ رک کر کچھ سوچنے لگا اور اس کے ہونٹوں پر ایک مریضانہ مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

"آج! آج!" اس نے اپنے آپ ہی دہرایا "ہاں' آج ہی! یہ ضروری ہے...."

وہ دروازہ کھولنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک وہ اپنے آپ ہی کھلنے لگا۔ رسکولینکوف کانپ کر پیچھے ہٹ گیا۔ دروازہ دھیرے دھیرے اور چپکے سے کھلا اور اچانک ایک شخص نمودار ہوا---کل والا پراسرار آدمی۔

وہ آدمی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے خاموشی سے رسکولینکوف کو دیکھا اور کمرے میں قدم رکھا۔ وہ ہو بہو کل ہی کا جیسا تھا' وہی ڈیل ڈول' وہی لباس' لیکن اس کے چہرے اور نگاہوں میں زبردست تبدیلی ہو گئی تھی۔ اب وہ دل شکستہ لگ رہا تھا۔ وہ ذرا سی دیر رکا اور اس نے ابھر کر سانس لی۔ بس اتنی کمی رہ گئی تھی کہ وہ ٹھنڈی سانس بھرتے وقت ہتھیلی اپنے گال پر رکھ لیتا اور سر ایک طرف کو جھکا لیتا اور بالکل کسی عورت کی طرح لگتا۔

"کیا چاہئے؟" بے جان سے ہو جانے والے رسکولینکوف نے پوچھا۔

وہ آدمی چپ رہا پھر اچانک رسکولینکوف کے سامنے بہت زیادہ' تقریباً زمین تک جھک گیا۔ کم سے کم داہنے ہاتھ کی انگلی سے تو اس نے زمین کو چھوا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" رسکولینکوف چیخا۔

"قصوروار ہوں" اس آدمی نے کہا۔

"کس بات کے؟"

"برے خیالات کا۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مجھے بہت برا لگا تھا اس وقت جب آپ آ گئے' شاید نشے میں' اور آپ نے دربانوں کو پولیس اسٹیشن چلنے کے لئے کہا اور خون کے بارے میں سوال کیا' مجھے بہت برا لگا کہ ان لوگوں نے آپ کو شرابی سمجھ لیا اور جانے دیا۔ اتنا برا لگا مجھے کہ رات بھر نیند نہیں آئی۔ اور پتہ یاد کر کے کل ہم یہاں آئے اور ہم نے پوچھا...."

"کون آیا تھا؟" رسکولینکوف نے بیچ میں ٹوکا' اب اسے سب یاد آنا شروع ہو گیا تھا۔

"میں آیا تھا' میں نے آپ کی توہین کی۔"

"تو آپ اس والے مکان کے ہیں؟"

"ہاں میں وہیں کا ہوں' اس وقت ان لوگوں کے ساتھ پھاٹک میں کھڑا تھا' یاد آیا آپ کو؟ میں اپنا کام وہیں کرتا ہوں' برسوں سے۔ ہم چمڑا کماتے ہیں' کاریگر ہیں' گھر پر کام لے جاتے ہیں.... سب سے زیادہ مجھے برا لگا تھا...."

اور اچانک رسکولینکوف کو پرسوں کا پھاٹک میں کا پورا منظر یاد آ گیا۔ اسے یاد آیا کہ دربانوں کے علاوہ

وہاں اس وقت کئی اور لوگ کھڑے تھے' کچھ عورتیں بھی تھیں۔ اسے ایک آواز یاد آئی جس نے یہ تجویز کیا تھا کہ اسے سیدھے پولیس کے دفتر میں لے جاؤ۔ کہنے والے کی صورت اسے یاد نہیں آسکی اور اب بھی اس نے نہیں پہچانا لیکن اسے یہ یاد تھا کہ اس نے اس شخص کی طرف مڑ کر اس وقت جواب میں کچھ کہا بھی تھا.....

تو یہ حال نکلا کل کے اس سارے خوف کا۔ سب سے زیادہ بھیانک تو یہ سوچنا تھا کہ وہ در حقیقت اس طرح کی معمولی صورت حال کی بدولت برباد ہوتے ہوتے' خود کو برباد کرتے کرتے رہ گیا۔ مطلب یہ کہ یہ آدمی فلیٹ کرائے پر لینے اور خون کے بارے میں بات چیت کے علاوہ اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ مطلب یہ کہ پورفیری کے پاس بھی سوائے اس سرسامی حالت کے کچھ بھی نہیں ہے' کوئی حقیقت نہیں ہے' سوائے نفسیات کے جو دو رخی ہوتی ہے' کچھ بھی قطعی نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کچھ اور حقائق سامنے نہیں آتے (اور اب زیادہ حقائق نمودار نہیں ہونے چاہئیں' ہرگز نہیں' ہرگز نہیں!) تو..... تو وہ لوگ اس کے ساتھ کر کیا سکتے ہیں؟ کس بنا پر اسے قطعی طور سے مجرم قرار دے سکتے ہیں' چاہے اسے گرفتار ہی کر لیں؟ اور مطلب یہ کہ پورفیری کو فلیٹ کے بارے میں بس ابھی ابھی معلوم ہوا ہے اور ابھی تک وہ کچھ نہیں جانتا۔

"تو یہ آپ نے آج پورفیری کو بتایا ہے..... اس بارے میں کہ میں وہاں آیا تھا؟" ایک اچانک خیال سے سکتے میں آکر اس نے چیخ کر پوچھا۔

"کس پورفیری کو؟"

"امور تفتیش کے نگراں کو۔"

"میں نے بتایا تھا۔ تب دربان نہیں گئے تھے بلکہ میں گیا تھا۔"

"آج؟"

"آپ سے بس منٹ بھر پہلے۔ اور سب میں نے سنا' سب کہ کیسے اس نے آپ کو دق کیا۔"

"کہاں؟ کیا؟ اور کب؟"

"ارے وہیں' اسی کے ہاں' لکڑی کی دیوار کے ادھر سارے وقت بیٹھا رہا۔"

"کیسے؟ تو وہ" مجوب "آپ ہی تھے؟ یہ ہوا کیسے آخر؟ ذرا بتایئے تو!"

"جب میں نے یہ دیکھا" کاریگر نے کہنا شروع کیا' "کہ میرے کہنے پر دربان نہیں جانا چاہتے اور کہتے ہیں کہ اب دیر ہو چکی ہے اور شاید وہ ناراض ہو کہ اسی وقت کیوں نہیں آئے تو مجھے بہت برا لگا اور نیند بھی نہیں آئی۔ تب میں نے پتہ لگانا شروع کیا اور کل پتہ لگا لیا تو آج گیا۔ میں پہلی بار گیا --- تب تک وہ نہیں آیا تھا۔ ایک گھنٹے بعد گیا --- تو مجھ کو اندر نہیں جانے دیا۔ تیسری بار گیا --- تب مجھے اندر جانے دیا۔ میں نے اس کو بتانا شروع کیا' سب' جیسے ہوا تھا' اور وہ کمرے میں چکر لگانے لگا اور اپنے سینے پر مکے مار مار کر کہنے لگا "مجھ سے تم بدمعاش' آخر کرتے کیا ہو؟ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ معاملہ ہے تو اسے پکڑ بلاتا!" پھر بھاگ کر گیا' کسی کو بلا کر لایا اور اس کے ساتھ کونے میں کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگا۔ پھر میرے پاس آیا اور پوچھنے اور گالیاں دینے لگا۔ بہت ڈانٹا اس نے' اور میں نے اسے سب بتا دیا اور یہ بھی کہا کہ کل میری بات کا جواب دینے کی آپ کی ہمت تک نہیں پڑی اور یہ کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ اور وہ پھر دوڑ لگانے لگا اور سارے وقت اپنا سینہ کوٹتا رہا' غصہ کرتا رہا اور دوڑتا رہا۔ کہ اتنے میں اسے آپ کے آنے کی خبر دی گئی --- تب اس نے کہا کہ تم لکڑی کی دیوار کے ادھر چلے جاؤ' ابھی بیٹھو' بالکل ہلنا ڈلنا نہیں چاہے تم کچھ بھی کیوں نہ سنو۔ اور وہاں میرے لئے کرسی خود لا یا اور

مجھے بند کر دیا۔ کہنے لگا ہو سکتا ہے میں تم سے بھی سوال کروں۔ اور جیسے ہی میکولائی کو لائے ویسے ہی اس نے مجھے' آپ کے بعد' روانہ کر دیا۔ کہنے لگا میں تم کو پھر بلاؤں گا اور پھر سوال کروں گا....."

"اور تمہاری موجودگی میں میکولائی سے پوچھ گچھ کی؟"

"جیسے ہی آپ کو رخصت کیا ویسے ہی فوراً مجھے بھی روانہ کر دیا' تب میکولائی سے جرح کرنی شروع کی۔"

کاریگر کھڑا ہوا تھا' اچانک وہ پھر جھک گیا اور اس نے اپنی انگلیوں سے زمین کو چھوا۔

"الزام لگانے اور برے خیالات کی معافی چاہتا ہوں۔"

"خدا معاف کرے گا" راسکولنیکوف نے جواب دیا اور جیسے ہی اس نے یہ کہا ویسے ہی کاریگر اس کے سامنے جھک جھک کر' لیکن زمین تک نہیں بلکہ کمر تک' دھیرے دھیرے مڑا اور کمرے سے نکل گیا۔ "سب چیزیں دو رخی ہیں' اب سب چیزیں دو رخی ہیں" راسکولنیکوف نے زور دے کر کہا اور ہمیشہ سے زیادہ ہمت کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا۔

"اب تو ہم ابھی اور لڑیں گے" سیڑھیوں سے باہر آتے وقت اس نے کینے کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کو کینہ خود اپنے آپ سے تھا۔ اس نے حقارت اور شرم کے ساتھ اپنی "کم ہمتی" کو یاد کیا۔



پانچواں حصہ

1

دو ٹیپ کاسٹ اور پولچیا الکساندروونا سے پیوتر پترووچ کے لئے منحوس وضاحت طلبی کے بعد والی صبح نے پیوتر پترووچ پر بھی یہ اثر کیا کہ وہ ذرا سنجیدہ ہو گیا۔ اس کے لئے یہ بہت ہی ناخوشگوار تھا پھر بھی کل جو چیز ناقابل یقین اور تقریباً بعید از قیاس اور وقوع پذیر ہو جانے کے بعد بھی ناممکن لگتی تھی اسے اس کو رفتہ رفتہ ایک اٹل اور قطعی حقیقت کی طرح قبول کرنا ہی پڑا۔ مجروح خودپسندی کا کالا سانپ رات بھر اس کے دل کو ڈستا رہا تھا۔ بستر سے اٹھ کر پیوتر پترووچ نے فوراً ہی آئینے میں دیکھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں رات بھر میں اسے یرقان نہ ہو گیا ہو؟ لیکن اس طرف سے ابھی تک تو سب خیروعافیت تھی اور اپنے شریف النسل سفید اور کچھ دنوں سے ذرا چربی چڑھ جانے والے چہرے کو دیکھ کر پیوتر پترووچ کو ذرا تسکین بھی ہو گئی اس پورے یقین کے ساتھ کہ وہ اپنے لئے دلہن کہیں نہ کہیں دوسری جگہ ڈھونڈ لے گا جو شاید کہیں زیادہ اچھی ہو گی۔ لیکن جلد ہی وہ ہوش میں آ گیا اور اس نے ایک طرف کو زور سے تھوکا۔ اس پر اس کے جوان دوست اور ساتھ رہنے والے اندریئی سیمیونووچ لیبزیاتنیکوف کے چہرے پر ایک خاموش لیکن طنزیہ مسکراہٹ بھی آ گئی۔ پیوتر پترووچ نے اس مسکراہٹ کو دیکھ لیا اور فوراً ہی اپنے دل میں اسے اپنے جوان دوست کے کھاتے میں ڈال دیا۔ ابھی تک پچھلے چند دنوں میں وہ بہت کچھ اپنے جوان دوست کے کھاتے میں ڈال چکا تھا۔ اور جب اس نے یہ سوچا کہ کل کے انجام کے بارے میں اندریئی سیمیونووچ کو مطلع کرنا مناسب نہیں تھا تو اس کا کینہ اور بھی بڑھ گیا۔ یہ کل کی دوسری غلطی تھی جو اس نے غصے میں بیکار کے وفور جذبات اور جھنجھلاہٹ میں کی تھی۔ اس کے بعد آج کی ساری صبح جیسے جان بوجھ کر ایک کے بعد دوسری ناخوشگوار بات ہی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ سینیٹ میں بھی اس معاملے میں جس کی وہ وہاں پیروی کر رہا تھا کوئی ناکامی ہی اس کی منتظر تھی۔ خاص طور سے اس کو جھنجھلا دیا اس فلیٹ کے مالک نے جسے پیوتر پترووچ اپنی فوری شادی کے پیش نظر لے رہا تھا اور اپنے خرچ پر اس کی مرمت اور صفائی وغیرہ کرا رہا تھا۔ یہ مکان مالک جو مالدار جرمن ٹھیکے دار تھا اس اقرارنامے کو منسوخ کرنے پر کسی طرح راضی نہ ہوا جو ابھی حال ہی میں کیا گیا تھا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اقرارنامے میں درج پوری ضمانتی رقم ادا کی جائے باوجود اس کے کہ پیوتر پترووچ اسے فلیٹ بالکل نیا کرا کے واپس کر رہا تھا۔ بالکل اسی طرح فرنیچر کی دکان میں بھی وہ لوگ اس فرنیچر کی پیشگی میں سے جو خریدا گیا تھا لیکن ابھی تک فلیٹ میں نہ لے جایا گیا تھا ایک روبل بھی واپس کرنے پر

تیار نہ ہوئے۔ "کیا اس فرنیچر کی خاطر مجھے شادی کرنی پڑے گی؟" پیوتر پتروویچ نے اپنے دانت پیسے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں یہ مایوسانہ امید پیدا ہوئی کہ "کیا واقعی یہ سب اس طرح گم ہو گیا کہ اب واپس ہی نہیں مل سکتا اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا؟ کیا ایک بار اور کوشش کرنا ممکن ہی نہیں؟" دونیا کے خیال سے اس کے دل میں ایک پرہوس ٹیس اٹھی۔ اس نے اس لمحے کو بڑی اذیت کے ساتھ برداشت کیا اور ظاہر ہے کہ اگر ابھی صرف تمنا کرنے سے رسکولنیکوف کو مار ڈالنا ممکن ہوتا تو پیوتر پتروویچ نے فوراً ہی اس تمنا کا اظہار کر دیا ہوتا۔

"اس کے علاوہ غلطی یہ بھی تھی کہ میں نے ان لوگوں کو نقدی بالکل دی ہی نہیں" اس نے لیبزیا تنیکوف کے کمرے میں اداس اداس واپس آتے ہوئے سوچا "اور لعنت ہے کس لئے آخر میں نے اتنی کنجوسی کی؟ اس میں تو کوئی حساب کتاب بھی نہ لگایا تھا! میں نے سوچا تھا کہ انہیں ایسے ہی ننگے بوچے پکڑاؤں گا اور اس حال تک لے جاؤں گا کہ وہ مجھ کو اپنا مقدر سمجھیں اور ان لوگوں نے یوں جواب دے دیا!... تھو!... اگر میں نے اس سارے عرصے میں انہیں مثلاً ڈیڑھ ہزار روبل دے دیئے ہوتے جہیز کے لئے اور تحائف کے لئے 'طرح طرح کے ڈبوں خانوں' زیور' کپڑوں اور کنوپ کے ہاں سے اور انگریزی دکان سے ان ساری خرافات چیزوں کے لئے تو معاملہ زیادہ صاف اور... زیادہ پکا رہتا! تب مجھ سے اتنی آسانی سے انکار نہ کر سکتیں! لوگ وہ اتنے قاعدے کے ہیں کہ انکار کی صورت میں تحائف اور رقم سب واپس کرنے کی ذمہ داری محسوس کرتے اور واپس کرنے میں مشکل بھی ہوتی' افسوس بھی ہوتا اور پھر ضمیر ملامت کرتا۔ کہتیں کہ ایسے آدمی کو کس طرح چلتا کر دیں جو ابھی تک اتنا فیاض اور کافی سلیقہ مند رہا ہے؟... ہوں! میں نے غلطی کر دی!" اور ایک بار اور دانت پیس کر پیوتر پتروویچ نے خود کو نورا بیوقوف کہا۔۔۔ ظاہر ہے کہ اپنے دل میں۔

اس نتیجے پر پہنچ کر وہ واپس لوٹا تو جتنا جاتے وقت تھا اس سے دوگنے زیادہ غصے میں اور جھنجلایا ہوا تھا۔ کاترینا ایوانوونا کے کمرے میں حاضری کی تیاریاں دیکھ کر ایک حد تک اس کی کرید جاگی۔ اس نے کل بھی اس حاضری کا کچھ ذکر سنا تھا بلکہ کچھ یہ بھی خیال ہو رہا تھا کہ شاید اسے مدعو بھی کیا گیا تھا لیکن وہ اپنی ذاتی پریشانیوں میں اس قدر رجتلا تھا کہ یہ ساری چیزیں اس کے دھیان سے اتر گئیں۔ مادام لیپو ینژل سے جلدی جلدی معلومات حاصل کرکے' جو کاترینا ایوانوونا کی غیر موجودگی میں (وہ قبرستان گئی تھی) حاضری کے دسترخوان کے انتظامات میں مصروف تھیں' پیوتر پتروویچ کو پتہ چل گیا کہ حاضری بڑے اہتمام کے ساتھ ہوگی' کہ مکان کے تقریباً سبھی کرایہ داروں کو مدعو کیا گیا ہے جن میں سے کچھ تو مرحوم سے واقف بھی نہ تھے' کہ اندریئی سیمیونووچ لیبزیا تنیکوف بھی مدعو کئے گئے ہیں باوجود اس کے کہ پہلے کاترینا ایوانوونا سے اس کا جھگڑا ہو چکا تھا اور خود اسے' پیوتر پتروویچ کو نہ صرف یہ کہ مدعو کیا گیا ہے بلکہ یہ کہ اس کا انتظار بڑی بے چینی سے کیا جا رہا ہے اس بنا پر کہ وہ سارے کرایہ داروں میں سب سے اہم مہمان ہوگا۔ خود امالیا ایوانوونا کو بھی بڑے اعزاز کے ساتھ مدعو کیا گیا تھا باوجود ساری سابق ناخوشگواریوں کے' اور اسی لئے وہ سارے انتظامات کر رہی تھیں اور اس سے خوشی بھی حاصل کر رہی تھیں اور اس کے علاوہ حالانکہ یہ ماتمی لباس میں تھیں لیکن وہ بالکل نیا اور ریشمی تھا' غرض یہ کہ وہ نوک پلک سے درست تھیں اور اس پر فخر بھی محسوس کر رہی تھیں۔ ان تمام حقائق اور معلومات سے پیوتر پتروویچ کو ایک خیال ہوا اور وہ کچھ فکرمندی کے ساتھ اپنے کمرے یعنی اندریئی سیمیونووچ لیبزیا تنیکوف کے کمرے میں چلا گیا۔ بات یہ تھی کہ اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ مدعو کئے جانے والوں میں رسکولنیکوف بھی ہے

اندریئی سیمیونووچ پتہ نہیں کیوں اس دن صبح بھر گھر ہی میں بیٹھے رہے تھے۔ ان صاحب سے پیوتر

پتروویچ کچھ عجیب سا بر تاؤ کرتا تھا حالانکہ وہ ایک حد تک فطری تھا۔ پیوتر پتروویچ ان سے بے انتہا نفرت کرتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان سے تھوڑا ڈرتا بھی تھا۔ پیٹرس برگ آنے پر وہ ان کے ساتھ صرف کفایت شعاری ہی کی بنا پر نہیں ٹھہرا تھا حالانکہ یہ تقریباً اہم ترین وجہ تھی۔ دوسری وجہ بھی تھی۔ جب وہ مضافات میں تھا تبھی اس نے اندریئی سیمیونووچ کے بارے میں سنا تھا جو پہلے اس کی زیر ولایت تھے۔ اس نے سنا تھا کہ وہ سب سے آگے بڑھے ہوئے نوجوان ترقی پسندوں میں ہیں اور بعض دلچسپ اور مشہور حلقوں میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ پیوتر پتروویچ اس سے بہت ہی متاثر ہوا۔ ان طاقتور 'ہمہ دان' ہر ایک سے نفرت کرنے والے اور ہر ایک کو بے نقاب کرنے والے حلقوں سے پیوتر پتروویچ بہت دنوں سے کچھ خاص قسم کا خوف کھاتا تھا جو بالکل ہی غیر متعین سا تھا۔ جب وہ مضافات میں تھا تب تو ظاہر ہے کہ وہ خود اس قسم کی چیزوں کا کسی طرح تھوڑا سا بھی اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ ان کا مطلب کیا ہے۔ دوسروں کی طرح اس نے بھی سنا کہ خاص طور سے پیٹرس برگ میں کسی طرح کے ترقی پسند 'منکرین' چیزوں کو بے نقاب کرنے والے وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن بہتوں کی طرح اس نے بھی ان ناموں کے معنی میں احمقانہ حد تک مبالغہ کیا تھا اور انہیں مسخ کر دیا تھا۔ کئی برس سے اسے سب سے زیادہ خوف بے نقاب کئے جانے سے تھا اور خاص طور سے اپنی سرگرمیوں کو پیٹرس برگ منتقل کرنے کے خوابوں میں یہی اس کی مستقل اور حد سے بڑھی ہوئی پریشانی کی خاص بنیاد تھی۔ اس سلسلے میں جیسا کہ کہا جاتا ہے اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا جیسے کبھی کبھی چھوٹے بچوں کے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ کئی سال پہلے مضافات ہی میں جب اس نے اپنی کام کی زندگی کو ٹھیک ٹھاک کرنا شروع کیا تھا تبھی اس نے دو واقعات ایسے دیکھے جن میں صوبے کی اہم شخصیتوں کو' جن کے ساتھ اس کے تعلقات بھی تھے اور جو اس کی سرپرست بھی تھیں' بڑی بے رحمی کے ساتھ بے نقاب کیا گیا تھا۔ ایک واقعے کا انجام یہ ہوا کہ بے نقاب کی جانے والی شخصیت کی بڑی رسوائی ہوئی اور دوسرے کا انجام بھی بڑی پریشانی کا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اسی لئے پیوتر پتروویچ کا ارادہ تھا کہ پیٹرس برگ پہنچتے ہی وہ معلوم کرے گا کہ معاملہ کیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو آگے بڑھ کر "ہماری نوجوان پشتوں" کی خوشامد کرے گا۔ اس صورت میں اسے اندریئی سیمیونووچ سے بڑی امید تھی اور مثلاً رسکولنیکوف سے ملنے جانے کے دوران میں اس نے عجیب و غریب آوازوں والے کچھ مشہور فقرے سیکھ لئے تھے....

ظاہر ہے کہ اس نے جلد ہی دیکھ لیا کہ اندریئی سیمیونووچ غیر معمولی طور پر عام اور سادہ مزاج شخص ہیں۔ لیکن اس سے پیوتر پتروویچ کا یقین کم نہیں ہوا اور نہ اس کی ہمت بڑھی۔ اگر اسے یہ بھی یقین ہو جاتا کہ سارے ترقی پسند ایسے ہی بیوقوف ہیں تب بھی اس کی پریشانی کم نہ ہوتی۔ خاص طور سے سارے علوم' خیالات اور نظام ہائے فکر سے (جن سے اندریئی سیمیونووچ اس کی ناک میں دم کئے رہتے تھے) اسے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس کا اپنا ذاتی نصب العین تھا۔ اسے بس جلد اور فوراً یہ پتہ چلانا تھا کہ یہاں کیا اور کیسے ہوتا تھا؟ ان لوگوں کے پاس طاقت ہے کہ نہیں؟ اسے ذاتی طور پر ڈرنے کی کوئی وجہ ہے کہ نہیں؟ اگر اس نے ذرا بھی کچھ کاروبار شروع کیا تو یہ لوگ اسے بے نقاب کر دیں گے یا نہیں؟ اور اگر بے نقاب کریں گے تو کس لئے اور خاص کر آج کل یہ لوگ کن چیزوں کے لئے لوگوں کو بے نقاب کرتے ہیں؟ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اگر یہ لوگ طاقتور ہیں تو کیا ان کے پاس پہنچنا اور ان میں رسوخ حاصل کرنا ممکن ہے؟ یہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ مثلاً کیا یہ ممکن ہے کہ ان کے ذریعے سے اپنی کام کی زندگی میں کچھ ٹھیک ٹھاک کر لیا جائے؟ مختصر یہ کہ سیکڑوں سوال درپیش تھے۔

یہ اندریئی سیمیونووچ دبلے سوکھے اور کنٹھ مالا کے مریض تھے' پستہ قد تھے' کہیں ملازم تھے اور عجیب طرح کے ہلکے سنہرے بال اور کٹلٹ کی شکل کے گل مچھے رکھتے تھے جن پر انہیں بڑا ناز تھا۔ اس کے علاوہ ان کی آنکھوں میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف رہتی تھی۔ ان کا دل کافی نرم تھا لیکن ان کی باتوں میں بہت ہی خود اعتمادی اور کبھی کبھی تو غیر معمولی گھمنڈ بھی ہوتا تھا۔۔۔ جو ان کے ڈیل ڈول کو دیکھتے ہوئے تقریباً ہمیشہ ہی مضحکہ خیز لگتا تھا۔ امالیا ایوانوونا بہرحال انہیں کافی معزز کرایہ داروں میں شمار کرتی تھیں یعنی وہ کبھی شراب کے نشے میں دھت نہیں ہوتے تھے اور اپنے فلیٹ کا کرایہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ان ساری خوبیوں کے باوجود اندریئی سیمیونووچ درحقیقت کچھ بیوقوف سے تھے۔ ترقی اور "ہماری نوجوان نسل" کے مقاصد کے لئے وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ کام کرتے تھے۔ وہ ان عامی احمقوں' وقت سے پہلے پیدا ہو جانے والے نحیف و مریض اور بالکل نیم تعلیم یافتہ کم ظرف جابروں کی لاتعداد اور مختلف النوع فوج کے ایک فرد تھے جو وقت کے سب سے زیادہ فیشن ایبل خیال سے خود کو فوراً وابستہ کر لیتے ہیں تاکہ اسے آن کی آن میں عامی بنا دیں' تاکہ دیکھتے دیکھتے ہر اس چیز کو مضحکہ خیز تماشہ بنا دیں جس کی وہ کبھی کبھی بڑے خلوص کے ساتھ خدمت کرتے ہیں۔

لیکن لیبزیا تنیکوف بھی' اس کے باوجود کہ بڑے نیک آدمی تھے' اپنے ساتھ رہنے والے اور اپنے سابق ولی پیوتر پیترووچ سے ایک حد تک تنگ آنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ دونوں طرف سے غیر شعوری اور باہمی طور پر شروع ہوا۔ اندریئی سیمیونووچ چاہے جتنے بھی سادہ لوح رہے ہوں لیکن انہوں نے تھوڑا تھوڑا یہ دیکھنا شروع کر دیا کہ پیوتر پیترووچ ان سے دل ہی دل میں نفرت کرتا ہے اور انہیں دھوکا دیتا ہے اور یہ کہ "کچھ زیادہ ٹھیک آدمی نہیں ہے یہ"۔ انہوں نے پیوتر پیترووچ کو فوریئے کے نظام اور ڈاروِن کے نظریے کے بارے میں سمجھانا شروع کیا تھا لیکن پیوتر پیترووچ نے 'خاص طور سے ادھر کچھ دنوں سے' یہ باتیں بہت طنزیہ انداز میں سننا شروع کر دیں اور ابھی حال میں تو بدتمیزی کرنی بھی شروع کر دی۔ بات یہ تھی کہ پیوتر پیترووچ کو جبلی طور پر یہ اندازہ ہونا شروع ہو گیا تھا کہ لیبزیا تنیکوف نہ صرف یہ کہ عامی بیوقوف قسم کے آدمی ہیں بلکہ شاید جھوٹے بھی تھے اور یہ کہ خود اپنے حلقے میں بھی ان کے کوئی بھی اہم مراسم اور سلسلے نہیں ہیں' انہیں بس کسی نہ کسی سے کچھ سنی سنائی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے پروپیگنڈے کے کام کے بارے میں بھی ٹھیک سے کچھ نہیں جانتے اس لئے کہ وہ بہت گڑبڑا جاتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ وہ کسی کو بے نقاب کرنے والے بھلا کیا ہو سکتے ہیں۔ برسبیل تذکرہ ہم یہ بتا دیں کہ پیوتر پیترووچ ان ڈیڑھ ہفتوں میں اندریئی سیمیونووچ سے ساری عجیب و غریب تعریف و تحسین کو قبول کرتا رہا تھا یعنی اس نے مثلاً اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا کہ اندریئی سیمیونووچ نے اس کے بارے میں کہا کہ وہ تو جلد ہی کہیں میشانسکی سڑک میں بنائے جانے والے "کمیون" کی معاونت کرنے کے لئے بالکل تیار ہے یا اگر دونیا شادی کے اولین مہینوں ہی میں کسی اور سے عشق کرنے لگے تو وہ مخل نہ ہو گا یا وہ اپنے آئندہ بچوں کا بپتسمہ نہیں کرائے گا وغیرہ وغیرہ۔ پیوتر پیترووچ کو اپنی تعریفیں سننا اس قدر پسند تھا کہ اپنی ذات سے ایسی خوبیوں کے محمول کئے جانے پر بھی اعتراض نہ کرنا اور اس انداز سے بھی اپنی تعریف کرنے دینا اس کا معمول بن گیا تھا۔

"پیوتر پیترووچ نے اس صبح کو پتہ نہیں کس سبب سے پانچ فیصدی سود والے چند بانڈ بھنائے تھے اور اس وقت میز کے پاس بیٹھا نوٹوں کی گڈیوں کو گن رہا تھا۔ اندریئی سیمیونووچ کے پاس کبھی رقم ہوتی ہی نہ تھی۔ کمرے میں ٹہلتے ہوئے انہوں نے ایسا ظاہر کیا جیسے وہ ان ساری گڈیوں کو بے نیازی بلکہ حقارت سے دیکھتے

ہیں۔ پیوتر پیترووچ کو کسی طرح یہ یقین ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اندریئی سیمیونووچ اتنی بڑی رقم کو بھی بے نیازی سے دیکھ سکتے ہیں اور ادھر اندریئی سیمیونووچ بڑے غصے سے سوچ رہے تھے کہ ہو سکتا ہے پیوتر پیترووچ سچ مچ ان کے بارے میں ایسی رائے رکھنے کے لائق ہیں اور اس بات پر شاید خوش بھی ہیں کہ نوٹوں کی گڈیاں سجا کر انہیں اپنے نوجوان دوست کو چھیڑنے اور غصہ دلانے کا اور اسے اپنی حیثیت کی کمتری کا اور دونوں کے درمیان جو فرق تھا اسے دکھانے کا موقع بھی مل گیا۔

اس وقت اندریئی سیمیونووچ نے دیکھا کہ وہ ناقابل یقین حد تک چڑچڑا اور غیر متوجہ ہے باوجود اس کے کہ انہوں نے یعنی اندریئی سیمیونووچ نے اپنے پسندیدہ ترین موضوع یعنی نئے "خاص قسم کے "کمیونوں" کے قیام پر روشنی ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ گنتی کرنے کے ابیکس پر لٹوؤں کی کھٹ کھٹ کے درمیان پیوتر پیترووچ جو مختصر اعتراضات یا فقرے کہہ دیتا ان سے انتہائی طنزیہ اور بہت ہی بدتمیزی کے انداز میں مذاق اڑانے کا احساس ہوتا۔ لیکن "انسان دوست" اندریئی سیمیونووچ نے پیوتر پیترووچ کی دلی حالت کو اس بات پر محمول کیا کہ کل ہی تو دونیا سے منگنی ٹوٹی ہے اور وہ جلد سے جلد اس موضوع پر بات چیت کرنے کی خواہش سے بیتاب ہو گئے۔ ان کے پاس اس سلسلے میں کچھ ترقی پسند اور پروپیگنڈے کی باتیں کہنے کو تھیں جو ان کے معزز دوست کو تسکین دے سکتی تھیں اور ان کے آئندہ ارتقا کے لئے "بلاشبہ" مفید ہو سکتی تھیں۔

"یہ اس۔۔۔ بیوہ کے ہاں حاضری کا کیا بندوبست ہو رہا ہے؟" پیوتر پیترووچ نے اچانک سب سے دلچسپ جگہ پر اندریئی سیمیونووچ کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"جیسے آپ جانتے ہی نہیں۔ ابھی کل ہی تو میں نے آپ سے اس موضوع پر بات کی تھی اور اس طرح کی ساری رسومات کے بارے میں اپنے خیالات کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا تھا۔۔۔ اور میں نے سنا کہ انہوں نے آپ کو بھی مدعو کیا ہے۔ کل تو آپ نے خود انہیں سے بات کی تھی۔۔۔"

"مجھے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ اس بیوقوف محتاج عورت کو اس دوسرے بیوقوف۔۔۔ راسکولنیکوف سے جو رقم ملی ہے وہ سب کی سب حاضری میں صرف کر دے گی۔ مجھے تو ابھی اندر آتے وقت بھی تعجب ہوا کہ کیسی وہاں تیاریاں ہو رہی ہیں' شرابیں!۔۔۔ کئی لوگوں کو مدعو کیا گیا ہے' شیطان ہی جانے یہ سب کیا ہے!" پیوتر پیترووچ نے زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنی بات کہی اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس بات چیت کو جاری رکھنے میں اس کا کوئی مقصد ہے۔ "کیا؟ آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے بھی مدعو کیا گیا ہے؟" اچانک اس نے سر اٹھا کر اضافہ کیا۔ "یہ کب کی بات ہے؟ مجھے تو یاد نہیں۔ اور پھر میں جاؤں گا بھی نہیں۔ میں وہاں کروں گا کیا؟ کل تو میں نے پاس سے گزرتے ہوئے بیوہ سے صرف یہ بات کی تھی کہ سرکاری ملازم کی محتاج بیوہ کی حیثیت سے اس سالانہ تنخواہ کے برابر یک بار امداد مل جانے کا امکان ہے۔ تو کیا اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے مجھے مدعو کیا ہے؟ ہی ہی!"

"میرا بھی جانے کا ارادہ نہیں ہے" لیبزیا تنیکوف نے کہا۔

"ظاہر ہے! اپنے ہاتھوں سے تو اس کی پٹائی کی۔ اب ہچکچاہٹ تو ہوتی ہی ہوگی' ہی ہی' ہی!"

"کس نے پٹائی کی؟ کس کی؟" لیبزیا تنیکوف نے اچانک گڑبڑا کر کہا۔ ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"ارے آپ نے' کاترینا ایوانوونا کی' مہینہ بھر پہلے۔ میں نے تو کل ہی سنا۔۔۔ تو یہ ہیں آپ کے عقائد! اور عورتوں کا سوال بھی ذرا بھٹک گیا۔ ہی ہی ہی!"

اور پیوتر پیترووچ نے جیسے مطمئن ہو کر پھر سے لٹوؤں کی کھٹ کھٹ شروع کر دی۔

"یہ سب بیوقوفی کی بات ہے اور بہتان!" لیرنیا تیخکوف نے چلا کر کہا۔ وہ اس قصے کے یاد دلائے جانے سے ہمیشہ ہی ڈرتے تھے۔ "اور بالکل اس طرح نہیں ہوا تھا! دوسری ہی بات تھی.... آپ نے بالکل غلط سنا ہے' ہتک عزت ہے! میں نے تو تب صرف اپنا بچاؤ کیا تھا.... وہ خود ہی میرے اوپر پہلے ہی ٹوٹ پڑیں اپنے ناخنوں سمیت.... میرے سارے گل مچھے انہوں نے نوچ ڈالے.... میرے خیال میں اپنی ذات کا بچاؤ کرنے کی اجازت تو ہر شخص کو ہے۔ اسی لئے میں اپنے ساتھ کسی کو بھی جبر کی اجازت نہیں دیتا.... اصولاً۔ اس لئے کہ یہ تو تقریباً آمریت ہے۔ تو میں کیا کرتا۔ ان کے سامنے یوں ہی کھڑا رہتا؟ میں نے بس انہیں پیچھے ڈھکیل دیا۔"

"ہی ہی ہی!" لوژین کینے کے ساتھ ہنستا رہا۔

"یہ آپ یوں چھیڑ رہے ہیں اس لئے کہ آپ خود چڑے ہوئے اور غصے میں ہیں.... اور اس بیوقوفی کا عورتوں کے سوال سے ہرگز' ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے! آپ ٹھیک سے سمجھتے ہی نہیں۔ میں بھی سوچا کرتا تھا کہ یہ تو بالکل طے ہے کہ اگر عورت ہر چیز میں مرد کے برابر ہے' قوت میں بھی (جس کا اب دعویٰ کیا جاتا ہے) تو مطلب یہ ہوا کہ اس میں بھی برابری ہونی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ بعد کو میری سمجھ میں آیا کہ لڑائی جھگڑا اور مار پیٹ ضروری تو نہیں ہیں اور یہ کہ مستقبل کے سماج میں لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کے واقعات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا.... اور یہ کہ لڑائی جھگڑے میں برابری تلاش کرنا بڑی عجیب بات ہے.... میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں.... حالانکہ لڑائی جھگڑے تو بہرحال ہیں ہی.... یعنی یہ کہ بعد کو نہ رہیں گے لیکن ابھی تو ہیں.... تھو لعنت ہے! آپ کے ساتھ سب گڈمڈ ہو جاتا ہے! حاضری میں میرے نہ جانے کی یہ وجہ نہیں ہے کہ یہ ناخوشگوار بات ہو گئی تھی۔ میں صرف اصولاً نہیں جاؤں گا تاکہ حاضریوں کے گھناؤنے تعصبات میں شرکت نہ کرنی پڑے۔ حالانکہ ہنسنے کے لئے جانا ممکن تھا.... لیکن افسوس یہ ہے کہ پادری نہیں ہوں گے ورنہ تو میں ضرور جاتا۔"

"یعنی یہ کہ دوسرے کا نان و نمک کھانا اور اس کے ساتھ ہی اس پر اور ان لوگوں پر تھوکنا بھی جنہوں نے تمہیں مدعو کیا۔ یہی نا؟"

"تھوکنا ہرگز نہیں' بلکہ احتجاج کرنا۔ میرا مقصد مفید ہے۔ ہو سکتا ہے میں بالواسطہ ارتقاء اور پروپیگنڈے کا موقع نکال لوں۔ ارتقاء کرنا اور پروپیگنڈہ کرنا ہر شخص کا فرض ہے اور ہو سکتا ہے وہ جتنے زیادہ تیکھے پن سے کیا جائے اتنا ہی بہتر ہو۔ ہو سکتا ہے میں کوئی خیال پیش کر دوں' بیج ڈال دوں.... اس بیج سے حقیقت نکلے گی۔ میں ان کی توہین کس طرح کرتا ہوں؟ پہلے وہ توہین محسوس کرتے ہیں لیکن پھر خود دیکھ لیتے ہیں کہ میں نے ان کو فائدہ پہنچایا۔ ابھی ابھی ہمارے ہاں تیریبوا کو (جو اب کمیون میں ہیں) قصوروار ٹھہرایا گیا کہ جب انہوں نے اپنے خاندان کو چھوڑا اور.... اپنے آپ کو وقف کر دیا تو اپنی ماں اور باپ کو لکھا کہ وہ تعصبات کے درمیان نہیں رہنا چاہتیں اور سول میرج کر رہی ہیں۔ یہ کہا گیا کہ بہت تند و تلخ رویہ تھا اور ماں باپ کا تو لحاظ کرنا چاہئے تھا اور انہیں نرمی کے ساتھ لکھنا چاہئے تھا۔ میری رائے میں یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نرمی کی بالکل ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس' اس کے برعکس ضرورت ہے احتجاج کرنے کی۔ اب وارنس ہے' سات سال شوہر کے ساتھ رہی لیکن اس نے اپنے دو بچوں کو بھی چھوڑ دیا اور شوہر کو خط لکھ کر ایک بار میں اس کا قصہ پاک کر دیا۔۔۔ "میں اچھی طرح سمجھ چکی ہوں کہ آپ کے ساتھ میں خوش نہیں رہ سکتی۔ میں اس بات کو کبھی معاف نہیں کر سکتی کہ آپ نے مجھے دھوکا دیا اور مجھ سے چھپایا کہ کمیونوں کے ذریعے سماج کی دوسری تنظیم کا بھی وجود ہے۔ اس سب کے بارے میں مجھے ابھی حال میں ایک بڑے دل والے انسان سے معلوم ہوا جس کے لئے میں

نے خود کو وقف کر دیا ہے اور جس کے ساتھ مل کر اب میں کمیون قائم کروں گی۔ میں صاف صاف بات کر رہی ہوں اس لئے کہ آپ کو دھوکا دینے کو میں بددیانتی سمجھتی ہوں۔ آپ جیسے آپ کا جی چاہے رہیں۔ مجھے واپس لانے کی امید نہ کیجئے گا' آپ نے بہت دیر کر دی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ خوش رہیں۔' اس قسم کے خط یوں لکھے جانے چاہئیں!"

"اور یہ تیریبوا' یہ وہی ہے نہ جس کے بارے میں تب آپ نے کہا تھا کہ یہ اس کی تیسری سول میرج ہے؟"

"کل صرف دوسری' اگر سچی بات کرنی ہے تو! لیکن چوتھی بھی ہوتی یا پندرہویں بھی ہوتی تو کیا؟ یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں! اور اگر مجھے کبھی اس بات کا افسوس ہوا ہے کہ میرے باپ اور ماں مر چکے ہیں تو بلاشبہ اب ہے اس لئے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میں نے اپنے احتجاج سے انہیں کیسا غصہ دلایا ہوتا! جان بوجھ کر ایسی حرکت کرتا.... یہ کیا ہے کوئی "اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونے والا" تھو! میں نے انہیں دکھا دیا ہوتا! میں نے انہیں حیران کر دیا ہوتا! سچ مچ افسوس ہے کہ کوئی بھی نہیں!"

"جس کو حیران کر دیا جائے! ہی ہی! اچھا خیر چلئے' وہی سہی جو آپ کی مرضی" پیوتر پترووچ بولا۔ "اچھا ذرا یہ تو بتائے کہ آپ مرحوم کی بیٹی کو جانتے ہیں' ایسی چھوٹی سی دبلی پتلی سی ہے جو! اور کیا یہ واقعی سچ ہے جو لوگ اس کے بارے میں باتیں کرتے ہیں' ایں؟"

"تو اس میں ایسی کیا خاص بات ہے؟ میری رائے میں' یعنی میرے ذاتی عقیدے کے مطابق یہ تو عورتوں کی انتہائی عادی حالت ہے۔ کیوں نہیں؟ میرا مطلب ہے کہ فرق تو کرنا پڑے گا۔ موجودہ معاشرے میں یہ ظاہر ہے کہ بالکل عادی نہیں ہے اس لئے کہ لازمی ہے لیکن مستقبل میں بالکل عادی ہو گی اس لئے کہ آزادانہ ہو گی اور آج بھی اسے پورا حق تھا۔۔۔ وہ دکھ جھیل رہی تھی اور یہ اس کا اثاثہ تھا' یوں کہئے کہ سرمایہ' جس کو تصرف میں لانے کا اسے پورا حق تھا۔ سیدھی سی بات ہے کہ مستقبل کے سماج میں اثاثوں کی صورت نہ رہے گی لیکن تب اس کے رول کے بالکل ہی دوسرے معنی ہوں گے' حالات سے ہم آہنگ اور معقول۔ جہاں تک سونیا سیمیونوونا کا ذاتی طور پر تعلق ہے تو سردست میں ان کے عمل کو معاشرے کی تنظیم کے خلاف پرزور اور مجسم احتجاج کی طرح دیکھتا ہوں اور اس کے لیے ان کا بہت احترام کرتا ہوں بلکہ انہیں دیکھتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔"

"اور مجھے لوگوں نے بتایا کہ اسے یہاں سے' اس اقامت گاہ سے آپ ہی نے نکلوایا تھا!"

لیرنیا تیخکوف کو غصہ آ گیا۔

"یہ دوسرا بہتان ہے!" انہوں نے بھڑک کر کہا۔ "معاملہ بالکل اس طرح تھا ہی نہیں' ہرگز نہیں! یہ تو ایسی کوئی بات تھی ہی نہیں! یہ سب تب کا تیرینا ایوانوونا نے گھڑ لیا تھا اس لئے کہ وہ کچھ نہیں سمجھی تھیں! اور میں سونیا سیمیونوونا کے پاس بالکل نہیں گھس رہا تھا! میں تو سیدھے سیدھے انہیں ترقی دے رہا تھا' بالکل بے لوث طریقے سے کوشش کر رہا تھا کہ ان میں احتجاج کو بیدار کر دوں.... مجھے صرف احتجاج کی ضرورت تھی اور سونیا سیمیونوونا اپنے آپ تو اس اقامت گاہ میں ویسے بھی نہ رہ سکتی تھیں!"

"آپ نے انہیں کمیون میں بلایا کہ نہیں؟"

"آپ ہر بات پر ہنستے رہتے ہیں اور بالکل ناکامی کے ساتھ' میں آپ سے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

آپ کچھ بھی نہیں سمجھتے! کمیون میں اس طرح کا رول نہیں ہے۔ کمیون بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ اس طرح کے رول نہ ہوں۔ کمیون میں اس رول کا مارا موجودہ جو ہر دل جاتا ہے اور جو یہاں بیوقوفی کی بات ہے وہ وہاں سمجھ داری کی ہوتی ہے' جو یہاں موجودہ حالات میں غیر قدرتی ہے وہ وہاں بالکل قدرتی ہو جاتا ہے۔ سارا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ انسان کن حالات میں اور کس ماحول میں ہے۔ سب کچھ ماحول سے ہوتا ہے اور انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ اور سونیا سیمیونوونا سے میرے تعلقات آج بھی اچھے ہیں اور یہ آپ کے لئے ثبوت کا کام دے سکتا ہے کہ انہوں نے کبھی مجھے اپنا دشمن اور توہین کرنے والا نہیں سمجھا۔ ہاں! اب میں انھیں کمیون میں آنے کی ترغیب دے رہا ہوں لیکن بالکل' بالکل ہی دوسری بنیادوں پر! آپ ہنس کیا رہے ہیں! ہم اپنے کمیون کو خاص قسم کا بنانا چاہتے ہیں' صرف یہ کہ پہلے سے زیادہ وسیع بنیادوں پر۔ ہم اپنے عقائد سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ ہم زیادہ چیزوں سے انکار کرتے ہیں! اگر دوبرولیوبوف اپنی قبر سے اٹھ آتا تو میں اس سے بحث کرتا اور بیلنسکی کی تو اچھی طرح خبر لیتا! فی الحال تو میں سونیا سیمیونوونا کو ترقی دینے میں لگا ہوں۔ بڑی ہی خوبصورت' بہت خوبصورت طبیعت پائی ہے اس نے!"

"اور آپ خوبصورت طبیعت کو استعمال کرتے ہیں' ایں؟ ہی' ہی!"

"نہیں نہیں! ارے نہیں! برعکس!"

"اچھا تو برعکس! ہی' ہی' ہی! خوب کہا!"

"آپ یقین کیجئے نا! آخر کس وجہ سے میں آپ کے سامنے چھپاتا' ذرا بتایئے تو مہربانی کر کے! برعکس اس کے مجھے خود بھی یہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ میرے ساتھ وہ کچھ بہت ہی شائستہ' کچھ سہمی ہوئی سی' پاکیزہ اور شرمیلی سی رہتی ہے!"

"اور آپ ظاہر ہے کہ اسے ترقی دیتے ہیں..... ہی' ہی! اس پر ثابت کرتے ہیں کہ یہ شرمیلا پن بیوقوفی ہے؟....."

"ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! آپ کتنے بھونڈے پن سے' بلکہ کتنی بیوقوفی سے' معاف کیجئے گا مجھے' اس لفظ ترقی کو سمجھتے ہیں! کچھ بھی تو آپ نہیں سمجھتے! اف میرے خدا! آپ ابھی تک کس قدر..... کچے ہیں! ہم عورتوں کی آزادی کی تلاش کر رہے ہیں' اور آپ کے دماغ میں بس ایک ہی بات بیٹھی ہوئی ہے..... پاکیزگی اور عورت کی شرم و حیا کے سوال کو بالکل ترک کر کے' اس وجہ سے کہ یہ اپنے آپ میں بے سود چیزیں ہیں بلکہ تعصبات ہیں' میں اپنے ساتھ اس کی پاکیزگی کو پوری طرح' پوری طرح قبول کرتا ہوں اس لئے کہ اس میں اس کی مرضی سب کچھ ہے اور اس کا پورا حق ہے۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ اگر اس نے خود مجھ سے کہا ہوتا کہ "میں تم کو اپنانا چاہتی ہوں" تو میں نے اسے اپنے لئے بہت بڑی کامیابی سمجھا ہوتا اس لئے کہ وہ لڑکی مجھے بہت پسند ہے لیکن اب کم سے کم اب بھی اتنا ہے کہ اس سے کوئی بھی اتنے لحاظ اور اخلاق سے مخاطب نہیں ہوتا جتنا کہ میں' نہ اس کے وقار کے لئے اتنا احترام سے..... میں انتظار کر رہا ہوں اور امید کر رہا ہوں ——— اور بس!"

"آپ اسے کوئی اچھی سی چیز تحفے کے طور پر دیجئے۔ میں شرط لگا سکتا ہوں کہ آپ نے اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔"

"کچھ بھی تو آپ نہیں سمجھتے' میں آپ سے کہہ چکا ہوں نا! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی حالت ایسی ہی ہے لیکن یہاں سوال دوسرا ہے! بالکل دوسرا! آپ اسے صرف حقارت سے دیکھتے ہیں۔ آپ ایک حقیقت کو دیکھ کر غلطی سے اسے قابل حقارت سمجھ لیتے ہیں اور ایک انسانی ہستی کو انسان دوستی کی نظر سے دیکھنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آپ ابھی جانتے ہی نہیں کہ وہ کس طبیعت کی ہے! مجھے بس اس بات کا بہت رنج ہے کہ ادھر کچھ دنوں سے اس نے پڑھنا بالکل بند کر دیا ہے اور اب مجھ سے کتاب مانگ کر نہیں لے جاتی۔ لیکن پہلے لے جاتی تھی۔ یہ بھی افسوس کی بات ہے کہ اپنی ساری توانائی اور احتجاج کرنے کے سارے عزم کے باوجود۔ جس کا ایک بار اس نے ثبوت دیا تھا' اس میں اب تک جیسے کہ خود اعتمادی کم ہے' یوں کہئے کہ آزادی' نفی کرنے کی صلاحیت کم ہے کہ سارے تعصبات سے اور..... بیوقوفیوں سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ اس کے باوجود مختلف سوالوں کو وہ بہت اچھی طرح سمجھتی ہے۔ مثلاً اس نے ہاتھ کو بوسہ دینے کے سوال کو بہت ہی عمدہ طریقے سے سمجھ لیا یعنی یہ کہ مرد اگر عورت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے تو وہ اس کو اپنے برابر کا نہ سمجھ کر اس کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اس سوال پر بحث کی گئی اور میں نے اس کے بارے میں فوراً اسے بتایا۔ فرانس میں مزدوروں کی انجمنوں کے بارے میں بھی اس نے توجہ سے سنا۔ اب میں اسے مستقبل کے معاشرے میں کمرے میں آزادی سے آنے جانے کا سوال سمجھا رہا ہوں۔"

"اور یہ ہے کیا؟"

"پچھلے دنوں اس سوال پر بحث ہوئی کہ کیا کمیون کے رکن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کمیون کے دوسرے رکن کے ہاں' چاہے وہ مرد ہو چاہے عورت' کسی بھی وقت چلا جائے..... اور فیصلہ یہ کیا گیا کہ اسے یہ حق حاصل ہے....."

"اور اگر وہ اسی وقت ضروری کاموں میں مصروف ہو تو؟ ہی' ہی!"

اندرییَ سیمیونووچ کو پھر غصہ آ گیا۔

"آپ کو بس اسی سب کی' ان لعنتی ضروری کاموں کی پڑی ہے!" وہ نفرت کے ساتھ چلائے۔ "تھو' مجھے کس قدر غصہ اور افسوس ہے کہ جب میں نظام کی وضاحت کر رہا تھا' تبھی میں نے آپ کو قبل از وقت ان لعنتی ضروری کاموں کے بارے میں سمجھا دیا تھا! لعنت ہے! یہ آپ جیسے لوگوں کے لئے راستے میں پڑی ہوئی چٹان ہے اور سب کے سب یہ جاننے سے پہلے کہ معاملہ کیا ہے' اسی پر دانت مارتے ہیں! اور ایسے جیسے بالکل ٹھیک کر رہے ہوں! جیسے اس بات پر بڑا فخر بھی ہو! تھو! جانے کتنی بار میں اس بات پر زور دے چکا ہوں کہ کسی بھی اناڑی کو یہ سوال بالکل ہی آخر میں سمجھایا جا سکتا ہے' اس سے پہلے نہیں' جب اسے نظام پر پورا عقیدہ ہو چکا ہو' جب انسان ترقی یافتہ ہو چکا ہو اور اس کی سمت کا تعین ہو چکا ہو۔ اچھا آپ مہربانی کر کے یہ بتایئے کہ آپ کو نابدان کی ہودی میں کون سی ایسی شرمناک اور قابل حقارت بات نظر آتی ہے؟ میں سب سے پہلے تیار رہوں جس نابدان کی ہودی کو کیجئے صاف کرنے کے لئے! اور یہاں تو اپنے نفس کو قربان کرنے کا بھی کوئی سوال نہیں! یہ تو سیدھا سادہ کام ہے' شریفانہ' معاشرے کے لئے سودمند سرگرمی جو کسی بھی دوسرے کام کی طرح ہے بلکہ کسی رفائیل یا پوشکن کے کام سے تو کہیں زیادہ بلند ہے اس لئے کہ زیادہ سودمند ہے!"

"اور زیادہ شریفانہ' زیادہ شریفانہ ہی' ہی' ہی!"

"زیادہ شریفانہ کیا ہوتا ہے؟ میں انسان کی سرگرمی کا تعین کرنے کے لئے اس طرح کے کلموں کو بالکل نہیں سمجھتا۔" زیادہ شریفانہ" "زیادہ فیاضانہ" ——— یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں' حماقتیں' پرانے پر تعصب الفاظ جن سے میں انکار کرتا ہوں! جو کچھ بھی انسانیت کے لئے سودمند ہے وہ شریفانہ بھی ہے! میں صرف ایک

لفظاً سمجھتا ہوں--- سو میرا قیقہ آپ کا جتنا جی چاہے لگا لیجئے لیکن ہے ایسا ہی!"

پیوتر پترووچ خوب ہنسا- وہ رقم گننا ختم کر چکا تھا اور اسے سمیٹ رہا تھا- لیکن اس کا ایک حصہ اس نے پتہ نہیں کیوں میز ہی پر رہنے دیا- یہ "نادان کی ہودی کا سوال" اس قدر احمقانہ ہونے کے باوجود کئی مرتبہ پیوتر پترووچ اور اس کے جوان دوست کے درمیان تکرار اور نااتفاقی کا باعث بن چکا تھا- ساری بیوقوفی یہ تھی کہ آندرئی سیمیونووچ سچ مچ خفا ہو جاتے تھے- لوژین کو اس میں بڑا مزہ آتا تھا اور اس وقت وہ لیبزیا تنیکوف کو خاص طور سے غصہ دلانا چاہتا تھا-

"یہ آپ کی کل کی ناکامی کی وجہ سے ہے کہ آپ اتنے بدمزاج ہیں اور مجھے پریشان کر رہے ہیں" آخرکار لیبزیا تنیکوف نے کہا جو عام طور سے "اپنی ساری "آزادی" اور سارے "احتجاج" کے باوجود جیسے پیوتر پترووچ کی مخالفت کرنے کی ہمت نہ کر سکتے تھے اور اس کے سامنے پچھلے برسوں کی عادت کے مطابق احترام و عزت سے پیش آتے تھے-

پیوتر پترووچ نے احساس برتری اور رنجیدگی کے ساتھ بات کاٹتے ہوئے کہا "اور بہتر یہ ہے کہ آپ یہ بتائیے کہ آپ یہ کر سکتے ہیں... بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ سچ مچ کیا مذکورہ بالا نوجوان ہستی سے آپ کے تعلقات اتنے بے تکلفانہ ہیں کہ آپ اسے اس وقت یہاں اس کمرے میں بلا سکتے ہیں؟ لگتا ہے کہ وہ لوگ سب واپس آ گئے ہیں' قبرستان سے... میں قدموں کی چاپ سن رہا ہوں... میں اس سے ملنا چاہتا ہوں... اسی لڑکی سے-"

"آخر کس لئے آپ ملنا چاہتے ہیں؟" لیبزیا تنیکوف نے تعجب کے ساتھ پوچھا-

"بس کچھ کام ہے- آج ہی کل میں میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور اس لئے اس کو اطلاع دینا چاہتا تھا کہ... بہرحال آپ بھی اس وقت یہاں رہئے گا جب میں اسے بتاؤں گا- بلکہ یہ زیادہ اچھا ہو گا- ورنہ تو خدا جانے آپ کیا سوچیں-"

"میں بالکل کچھ نہیں سوچوں گا... میں نے بس یوں ہی پوچھ لیا تھا اور اگر آپ کو کچھ کام ہے تو اسے بلانے سے آسان تر تو کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا- ابھی جاتا ہوں- اور آپ بالکل یقین رکھئے میں آپ کی باتوں میں مخل نہیں ہوں گا-"

واقعی پانچ منٹ بعد لیبزیا تنیکوف سونیا کو ساتھ لئے ہوئے آ گئے- سونیا غیر معمولی تعجب کے ساتھ اور اپنی عادت کے مطابق شرماتی ہوئی آئی تھی- ایسے موقعوں پر وہ ہمیشہ شرما جاتی تھی اور نئے لوگوں سے اور نئی ملاقاتوں سے بہت ڈرتی تھی- ڈرتی تو وہ بچپن ہی سے تھی لیکن اب اور بھی زیادہ ڈرنے لگی تھی... پیوتر پترووچ اس سے "شفقت اور اخلاق کے ساتھ" ملا لیکن اس کے انداز میں خوش مزاجانہ بے تکلفی کی جھلک تھی جو پیوتر پترووچ کی رائے میں اتنی نوجوان اور بعض معنوں میں دلچسپ ہستی کے ساتھ ان جیسے معزز اور معتبر آدمی کے برتاؤ میں مناسب تھی- اس نے جلدی سے سونیا کے "ڈر اور جھجک کو ختم کرایا" اور اسے میز کی دوسری طرف اپنے مقابل بٹھایا- سونیا بیٹھ گئی' اس نے چاروں طرف نظر ڈالی' لیبزیا تنیکوف کو اور میز پر پڑی رقم کو دیکھا اور پھر اچانک پیوتر پترووچ کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر سے نظریں نہیں ہٹائیں جو جیسے وہیں گڑ کر رہ گئیں- لیبزیا تنیکوف دروازے کی طرف چل پڑے تھے لیکن پیوتر پترووچ نے کھڑا ہو کر اشارے سے سونیا کو بیٹھے رہنے کو کہا اور لیبزیا تنیکوف کو دروازے کے پاس روک لیا-

"یہ رسکولنیکوف وہاں ہے؟ آ گیا وہ؟" اس نے سرگوشی میں لیبزیا تنیکوف سے پوچھا-

"رسکولنیکوف؟ ہے وہاں- تو کیا ہوا؟ ہاں' وہیں ہے... ابھی ابھی آیا ہے' میں نے دیکھا... تو کیا ہوا؟"

"تو اس لئے میں آپ سے خاص طور سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہیں ٹھہریئے' ہمارے ساتھ اور مجھے اس... نوجوان لڑکی کے ساتھ اکیلا نہ چھوڑئے- بات معمولی سی ہے... لیکن لوگ اسے پتہ نہیں کیا بنا دیں- میں نہیں چاہتا کہ رسکولنیکوف وہاں جا کر کچھ بتائے... سمجھتے ہیں نہ آپ کہ میں کس چیز کے بارے میں بات کر رہا ہوں؟"

"ہاں ہاں' سمجھتا ہوں' سمجھتا ہوں!" لیبزیا تنیکوف نے اچانک قیاس کر لیا- "ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں... میری ذاتی رائے میں تو آپ حد سے زیادہ احتیاط کر رہے ہیں لیکن... بہرحال آپ ٹھیک کہتے ہیں- آپ چاہتے ہیں تو میں یہیں رک جاتا ہوں- میں یہاں کھڑکی کے پاس رہوں گا اور آپ کی باتوں میں مخل نہیں ہوں گا... میرے خیال میں آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں...."

پیوتر پترووچ صوفے کی طرف واپس آ گیا اور سونیا کے مقابل بیٹھ گیا- اس نے غور سے بلکہ کچھ تند نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ "خاتون آپ کوئی ایسا ویسا خیال دل میں نہ لائیے گا-" سونیا بے انتہا بوکھلا گئی-

"پہلے تو سونیا سیمیونونا آپ برائے مہربانی میری طرف سے معافی مانگ لیجئے گا اپنی محترم والدہ سے... ایسا ہی ہے نہ شاید؟ کاترینا ایوانوونا تو آپ کے لئے ماں ہی کی جگہ ہیں؟" پیوتر پترووچ نے بڑی سنجیدگی سے لیکن کافی مشفقانہ انداز میں کہنا شروع کیا- صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ انتہائی دوستانہ نیت رکھتا ہے-

"جی ہاں' بالکل ایسا ہی ہے' ماں کی جگہ ہیں" سونیا نے جلدی جلدی اور سہمے ہوئے جواب دیا-

"ہاں تو ان سے آپ میری طرف سے معافی مانگ لیجئے گا کہ میں ناگزیر حالات کی وجہ سے غیر حاضر رہنے پر مجبور ہوں اور میں آپ کے ہاں دعوت میں... یعنی حاضری میں شریک نہ ہو سکوں گا باوجود آپ کی والدہ کی پرشفقت دعوت کے-"

"جی اچھا' میں کہہ دوں گی' ابھی" اور سونیا جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی-

"ابھی بات ختم نہیں ہوئی" اسے پیوتر پترووچ نے روکا اور اس کی سادگی اور آداب سے ناواقفیت پر مسکرانے لگا "اور میری کرم فرما سونیا سیمیونونا اگر آپ نے یہ سوچا کہ میں نے اتنی کم اہم اور صرف مجھ سے تعلق رکھنے والی بات کے لئے آپ کو پریشان کیا اور آپ جیسی ہستی کو اپنے پاس بلوایا تو آپ مجھے بہت کم جانتی ہیں- میرا مقصد دوسرا ہی ہے-"

سونیا جلدی سے بیٹھ گئی- اس کی آنکھوں کے سامنے پھر سرمئی اور رنگ برنگے نوٹ کوند گئے جو میز سے اٹھائے نہیں گئے تھے' لیکن اس نے جلدی سے ادھر سے نظریں ہٹا لیں اور پیوتر پترووچ کی طرف دیکھنے لگی- اس کو لگا کہ دوسرے کی رقم کو دیکھنا بہت ہی سخت بدتمیزی ہے' خاص طور سے اس کے لئے- اس نے اپنی نظریں سنہرے لورنیت پر جما لیں جسے پیوتر پترووچ بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ ہی بڑی سی ٹھوس اور غیر معمولی طور پر خوبصورت انگوٹھی کو دیکھنے لگی جس میں زرد نگینہ جڑا تھا اور جسے وہ اسی ہاتھ کی بیچ کی انگلی میں پہنے ہوئے تھا--- لیکن اچانک اس نے اس کی طرف سے بھی نظریں ہٹا لیں اور جب اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کدھر دیکھے تو اس نے پھر پیوتر پترووچ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں- کچھ دیر اور بھی زیادہ سنجیدگی کے ساتھ چپ رہنے کے بعد اس نے پھر سے کہنا شروع کیا:

"کل ایسا اتفاق ہوا کہ پاس سے گزرتے ہوئے میں نے آپ کی دکھیاری والدہ سے دو باتیں کیں اور دو باتیں کرنا ہی یہ جاننے کے لئے کافی تھا کہ وہ غیر قدرتی حالت میں ہیں' اگر ایسا کہا جا سکے تو......"

"ہاں' غیر قدرتی حالت میں" جلدی سے سونیا نے تائید کی۔

"یا زیادہ سیدھے اور سمجھ میں آنے والے طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ...... بیمار ہیں۔"

"جی ہاں' زیادہ سیدھی اور سمجھ میں آنے والی بات یہی ہے کہ بیمار ہیں۔"

"ہاں تو انسانیت کے جذبات اور یوں کہئے کہ دردمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی طرف سے ان کے لئے کچھ مفید ہوں اس لئے کہ میں ان کی ناگزیر تنگدستی کو ابھی سے دیکھ رہا ہوں۔ لگتا یہ ہے کہ اس سارے مفلس خاندان کا بار اب آپ ہی پر ہے۔"

"میں یہ پوچھنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ" سونیا اچانک کھڑی ہو گئی "کیا کل آپ نے ان سے پنشن ملنے کے امکان کے بارے میں بات کی تھی؟ اس لئے کہ انہوں نے کل ہی مجھ سے کہا تھا کہ آپ نے ان کی پنشن کے لئے کوشش کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"بالکل نہیں' بعض معنوں میں تو حماقت کی بات ہے۔ میں نے صرف یہ اشارہ کیا تھا کہ ایک ایسے سرکاری ملازم کی بیوہ کی حیثیت سے جو دوران ملازمت میں مر گیا ہے' انہیں عارضی امداد مل سکتی ہے بشرطیکہ کوئی سرپرست ہو۔ لیکن لگتا ہے کہ آپ کے مرحوم والد نے نہ صرف یہ کہ پوری مدت بھر ملازمت نہیں کی بلکہ پچھلے دنوں وہ بالکل ملازم ہی نہ تھے۔ مختصر یہ کہ امید اگر کچھ ہو بھی سکتی ہے تو وہ بالکل ہوائی ہے اس لئے کہ دراصل امداد کا کوئی بھی حق اس صورت میں حاصل نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس...... اور وہ ابھی سے پنشن کے بارے میں سوچنے لگیں' ہی' ہی' ہی! بڑی زوردار خاتون ہیں!"

"ہاں پنشن کے بارے میں...... اس لئے کہ وہ بڑی آسانی سے ہر بات کا یقین کر لیتی ہیں اور خود نیک ہیں اور نیکی کی بنا پر سب کچھ یقین کر لیتی ہیں...... اور...... اور...... اور...... ان کا ذہن ایسا ہے...... جی ہاں...... معاف کیجئے گا" سونیا نے کہا اور پھر باہر جانے لگی۔

"لیکن آپ نے میری پوری بات تو سنی ہی نہیں۔"

"جی ہاں' نہیں سنی" سونیا بدبدائی۔

"تو بیٹھئے ذرا۔"

سونیا بے حد گھبرا گئی اور تیسری بار بیٹھ گئی۔

"ان کی ایسی حالت اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بدنصیب بچوں کو دیکھتے ہوئے' جیسا کہ میں نے ابھی کہا' میں چاہتا تھا کہ کچھ نہ کچھ' اپنی قوت بھر ان کے لئے مفید ہوں یعنی جیسا کہ کہا جاتا ہے' اپنی قوت بھر' زیادہ نہیں۔ مثلاً ان کے نام پر چندہ کیا جا سکتا ہے' یا کوئی لاٹری' یا اسی قسم کی کوئی اور چیز' جیسا کہ ایسے موقعوں پر قریبی عزیز یا انجان لوگ بھی جو لوگوں کی عام طور سے مدد کرنا چاہتے ہیں' اکثر بندوبست کرتے ہیں۔ بس اسی کے بارے میں میں آپ کو مطلع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ کیا جا سکتا ہے۔"

"ہاں' اچھا ہے...... خدا اس کے لئے آپ کو......" سونیا نے پیوتر پتروودچ کو یک ٹک دیکھتے ہوئے لکنت کرتی زبان سے کہا۔

"کیا جا سکتا ہے لیکن...... اس کے بارے میں ہم بعد کو...... یعنی آج ہی شروع کیا جا سکتا ہے۔ شام کو دیکھیں

گے' بات کریں گے اور یوں کہئے کہ بنیاد رکھ دیں گے۔ آپ میرے پاس یہاں کوئی سات بجے آ جائیے۔ مجھے امید ہے کہ اندریئی سیمیونووچ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوں گے...... لیکن...... یہاں ایک ایسی حالت ہے جس کے بارے میں قطعی طور پر اور پہلے سے آگاہ کر دینا ضروری ہے اور جس کے لئے میں نے آپ کو سونیا سیمیونووناپہ ساری زحمت دی اور آپ کو یہاں بلایا۔ وہ یہ کہ میری رائے میں خود کاترینا ایوانوونا کے ہاتھ میں رقم دینا مناسب نہیں ہے اور اس کا پورا ثبوت تو آج کی حاضری ہی ہے۔ یوں کہئے کہ کل کے لئے تو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے اور...... نہ جوتے نہ کچھ اور لیکن آج کے لئے خریدی گئی جمائیکا کی رم بلکہ مدیرا بھی اور' اور' اور کافی بھی۔ میں نے آتے وقت دیکھا تھا۔ کل پھر سارا بار آپ پر پڑے گا' روٹی کے آخری ٹکڑے تک کا۔ یہ حماقت ہے۔ اسی لئے میری ذاتی رائے میں چندہ اس طرح کیا جانا چاہئے کہ بدنصیب بیوہ کو رقم کے بارے میں نہ معلوم ہو اور مثلاً صرف آپ کو معلوم ہو۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں؟"

"میں کہہ نہیں سکتی۔ یہ تو صرف آج ہی انہوں نے ایسا کیا ہے...... یہ تو زندگی میں ایک بار...... وہ بہت چاہتی تھیں یاد منانا' یاد کے لئے احترام کا اظہار کرنا...... ویسے وہ بہت سمجھ دار ہیں۔ لیکن ویسے جو آپ ٹھیک سمجھیں' اور میں بہت' بہت' بہت زیادہ...... وہ سبھی آپ کے...... اور خدا آپ کو...... اور یتیم بچے......"

سونیا اپنی بات پوری نہ کر سکی اور رونے لگی۔

"اچھا' اچھا تو آپ اس کو ذہن میں رکھئے گا۔ اور اب آپ اپنی رشتہ دار کے مفاد کی خاطر ابتدا کے طور پر جتنی رقم مجھ سے ممکن ہے وہ از راہ کرم قبول کر لیجئے۔ ہر طرح سے میری خواہش یہ ہے کہ میرے نام کا ذکر نہ آئے۔ بس...... یوں کہئے کہ اپنی پریشانیاں بھی ہیں مجھے' زیادہ کرنے کی حالت میں نہیں ہوں......"

اور پیوتر پتروودچ نے سونیا کی طرف دس روبل کا نوٹ بڑھایا جسے بڑی احتیاط سے کھول دیا تھا۔ سونیا نے لے لیا' اس کا چہرہ سرخ ہو گیا' وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی' کچھ بدبدائی اور جلدی سے رخصت ہونے لگی۔ پیوتر پتروودچ نے اسے بڑے اہتمام سے دروازے تک پہنچایا۔ آخرکار وہ کمرے سے چلی گئی' بالکل پریشان اور اذیت میں مبتلا' اور بہت زیادہ گھبرائی ہوئی کاترینا ایوانوونا کے پاس واپس پہنچی۔

جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو سارے وقت اندریئی سیمیونووچ کبھی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو جاتے' کبھی کمرے میں ٹہلنے لگتے تاکہ بات چیت میں مخل نہ ہوں۔ جب سونیا چلی گئی تو وہ اچانک پیوتر پتروودچ کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے بڑے تقدس کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا:

"میں نے سب کچھ سنا اور دیکھا" انہوں نے آخری لفظ پر خاص طور سے زور دیتے ہوئے کہا۔ "یہ بڑی شریفانہ بات ہے یعنی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان دوستی کی بات ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ شکریہ کے لئے زیر بار کرنے سے بچنا چاہتے تھے! اور اگرچہ میں آپ سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں اصولی طور پر ذاتی خیرات سے ہمدردی نہیں کر سکتا اس لئے کہ وہ نہ صرف یہ کہ بدی کو جڑ سے اکھاڑ نہیں پھینکتی بلکہ اسے اور تقویت پہنچاتی ہے پھر بھی مجھے یہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ کے برتاؤ کو دیکھ کر مجھے خوشی اور طمانیت ہوئی۔ ہاں' ہاں' مجھے یہ بات پسند آئی۔"

"ارے یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں!" پیوتر پتروودچ بدبدایا۔ وہ تھوڑا پریشان سا تھا اور لیبزیا تنیکوف کو ذرا غور سے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں' بیوقوفی کی باتیں نہیں ہیں! ایسا شخص جس کی توہین ہوئی اور جس کو صدمہ برداشت کرنا پڑا ہو'

جیسا کہ آپ کو کل کے واقعے سے ہوا' پھر بھی اس میں دوسرے کی بد قسمتی کے بارے میں سوچنے کی صلاحیت ہو---ایسا شخص.... چاہے وہ اپنے برتاؤ سے معاشرتی غلطی ہی کر رہا ہوں' پھر بھی.... احترام کا مستحق ہے! پیوتر پترووچ میں تو آپ سے اس کی توقع ہی نہ کرتا تھا' اس لئے اور بھی کہ آپ کی سمجھ کے مطابق 'اف' آپ کی سمجھ اب بھی کس قدر آپ کے راستے میں حائل ہوتی ہے! مثلاً یہ کل کی ناکامی آپ کو کس قدر پریشان کرتی ہے"

خلیق دل اندریئی سیمیونووچ نے پھر سے پیوتر پترووچ کے لئے شفقت کو زیادہ ہوتے ہوئے محسوس کر کے زور سے کہا "اور کیا ضرورت ہے' آخر کیا ضرورت ہے میرے انتہائی شریف اور مہربان پیوتر پترووچ آپ کو اس شادی کی' اس قانونی شادی کی؟ کیا ضرورت ہے آپ کو شادی میں اس قانونیت کی؟ آپ چاہیں تو مجھے مار لیجئے لیکن میں خوش ہوں' خوش ہوں کہ وہ شادی نہیں بنی کہ آپ آزاد ہیں کہ آپ اب بھی انسانیت کے لئے بالکل ہی تباہ نہیں ہو گئے' میں خوش ہوں.... دیکھا آپ نے' میں نے دل کی بات کہہ دی!"

"اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کی شہری شادی میں میرے سر پر سینگ لگ جائیں اور میں دوسروں کے بچے پالوں' اس لئے مجھے قانونی شادی کی ضرورت ہے" لوژین نے کچھ جواب دینے کی خاطر کہا۔ وہ بہت زیادہ مصروف اور فکر مند تھا۔

"بچے؟ آپ نے بچوں کا ذکر کیا؟" اندریئی سیمیونووچ ایسے تھرتھرا اٹھے جیسے فوجی گھوڑا جنگی قرنا کی آواز سن کر جھرجھری لیتا ہے۔ "بچے' میں مانتا ہوں کہ سوال معاشرتی ہے اور سوال اولین اہمیت کا ہے لیکن بچوں کا سوال دوسری ہی طرح طے ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو بچوں سے بالکل ہی انکار کرتے ہیں جیسے کہ خاندان کی کسی بھی علامت سے انکار کرتے ہیں۔ ہم بچوں کی بات بعد کو کریں گے' ابھی سینگوں کے سوال کو لیتے ہیں! میں آپ سے اعتراف کرتا ہوں کہ یہ میری کمزوری ہے۔ یہ ایک بھونڈا' فوجی افسروں والا' پوشکن کا فقرہ ہے جس کی کوئی جگہ مستقبل کی لغت میں نہیں ہوگی۔ اور یہ سینگ ہوتی کیا ہے؟ اف' کیا خود فریبی ہے! کیسی سینگیں؟ کس لئے سینگیں؟ کیا بیہودگی ہے! اس کے برعکس شہری ہی شادی میں یہ نہیں ہوں گی! سینگیں---تو کسی بھی قانونی شادی کا قدرتی نتیجہ ہوتی ہیں' یوں کہئے کہ اس کی تصحیح' احتجاج' چنانچہ اس حیثیت سے وہ ذرا بھی ہتک آمیز نہیں ہیں.... اور اگر میں نے کبھی فرض کیجئے کہ ایسی حماقت کی اور میری قانونی شادی ہوئی تو مجھے تو آپ کی ان سینگوں سے خوشی ہی ہوگی۔ تب میں اپنی بیوی سے کہوں گا کہ "میری دوست" ابھی تک میں تم سے محبت کرتا تھا' اب میں تمہاری عزت کرتا ہوں اس لئے کہ تم نے احتجاج کرنے کی ہمت کی!" آپ ہنستے ہیں؟ یہ اس لئے کہ تعصبات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی قوت نہیں ہے آپ میں۔ لعنت ہے' اب میں سمجھتا ہوں کہ جب قانونی شادی میں دغا کی جاتی ہے تو ناخوشگواری کیوں ہوتی ہے اس لئے کہ یہ تو ایک شرمناک حقیقت کا شرمناک نتیجہ ہوتا ہے جس میں اس کی بھی توہین ہوتی ہے اور اس کی بھی۔ اور جب سینگیں علانیہ لگائی جاتی ہیں جیسے کہ شہری شادی میں' تو ان کا وجود ہی نہیں رہ جاتا' وہ بے معنی ہو جاتی ہیں اور ان کا نام بھی سینگ نہیں رہ جاتا۔ برعکس اس کے آپ کی بیوی آپ کو صرف یہ دکھا دیتی ہے کہ وہ آپ کا کتنا احترام کرتی ہے اور آپ کو اپنی خوشی کی مخالفت کرنے کا اہل نہیں سمجھتی اور آپ کو اتنا ترقی یافتہ سمجھتی ہے کہ آپ اس سے نئے شوہر کا انتقام نہ لیں گے۔ لعنت ہے' میں کبھی سوچتا ہوں کہ اگر میری شادی کر دی جاتی' تھو! اگر میں نے شادی کی ہوتی (شہری طریقے سے یا قانونی طریقے سے' سب ایک ہی ہے) تو شاید میں خود ہی بیوی کے پاس کسی عاشق کو لاتا اگر وہ زیادہ دنوں تک کوئی نہ تلاش کر پاتی تو۔ میں اس سے کہتا "میری دوست' میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن اس سے بھی زیادہ میں یہ چاہتا

ہوں کہ تم میری عزت کرو۔ سمجھیں! ٹھیک ہے نا' میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟...."

پیوتر پترووچ یہ سن کر قہقہہ تو لگا رہا تھا لیکن کسی خاص خوشی کے بغیر۔ بلکہ اس نے زیادہ سنا بھی نہیں۔ وہ واقعی کچھ اور سوچ رہا تھا اور آخرکار لیبزیا تنیکوف نے بھی یہ دیکھ لیا۔ پیوتر پترووچ کچھ پریشان سا تھا' وہ ہاتھ مل رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ اس سب کو اندریئی سیمیونووچ نے بعد میں یاد کیا اور اس پر غور کیا....

2

ان اسباب کی صحیح نشاندھی کرنا مشکل ہو گا جن کی بناپر کاترینا ایوانوونا کے پراگندہ ذہن میں اس بیہودہ ضیافت کے خیال نے جنم لیا تھا۔ اس پر واقعی' ان دس روبلوں میں سے جو راسکولنیکوف سے مارمیلادوف کی تدفین کے لئے ملے تھے' دس روبل ضائع کر دیئے گئے تھے۔ ہو سکتا ہے کاترینا ایوانوونا مرحوم کے سامنے اپنا فرض سمجھتی تھیں کہ ان کی یاد کا احترام کریں "جیسا کہ کرنا چاہئے" تاکہ سارے کرایہ داروں اور خاص طور سے امالیا ایوانوونا کو معلوم ہو جائے کہ وہ "ان لوگوں سے نہ صرف یہ کہ برے نہیں تھے بلکہ شاید کہیں زیادہ اچھے ہی تھے" اور یہ کہ ان کے سامنے "اپنی ناک سکوڑنے" کا کسی کو بھی حق نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اس میں سب سے زیادہ اثر غریبوں کے اس غرور کا رہا ہو جس کے نتیجے میں متعدد معاشرتی رسوم میں' جو ہماری روزمرہ زندگی میں ہر ایک کے لئے اور سب کے لئے لازمی ہیں بہت سے مفلس اپنا سارا زور لگا دیتے ہیں اور اپنی پس انداز کی ہوئی رقم کا آخری کوپیک تک صرف کر دیتے ہیں تاکہ کسی طرح "دوسروں سے برے" نہ رہیں اور دوسرے لوگ ان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ بہت ممکن یہ بھی ہے کہ کاترینا ایوانوونا اسی موقع پر اور اسی وقت' جب دنیا میں سب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا' وہ ان سب "پست اور گھٹیا" کرایہ داروں کو دکھا دینا چاہتی تھیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ "زندہ رہنا اور مہمانوں کی خاطر کرنا جانتی ہیں" بلکہ یہ بھی کہ اس طرح کے حالات کے لئے ان کی تربیت نہیں کی گئی تھی اور وہ تو "شریفانہ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ طبقہ امرا کے" ایک کرنل کے گھر میں پالی پوسی گئی تھیں" اور انہیں اس کے لئے تو بالکل نہیں تیار کیا گیا تھا کہ خود فرش پر جھاڑو دیں اور رات کو بچوں کے چیتھڑے دھوئیں۔ غرور اور خود پسندی کا یہ دورہ کبھی کبھی سب سے غریب اور کچلے ہوئے لوگوں پر پڑتا ہے اور عارضی طور پر ان میں ناقابل برداشت اور جھنجھلا دینے والی طلب پیدا کر دیتا ہے۔ اور کاترینا ایوانوونا تو کچلی ہوئی بھی نہ تھیں۔ حالات انہیں بالکل جان سے مار سکتے تھے لیکن اخلاقی اعتبار سے انہیں کچل دینا یعنی انہیں ڈرا دینا اور انہیں اپنی مرضی کا تابع بنا لینا ناممکن تھا۔ اس کے علاوہ سونیا نے ان کے بارے میں معقول وجوہ کی بنا پر کہا تھا کہ ان کی عقل جواب دے چکی ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ یہ قطعی اور یقینی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن پچھلے دنوں' پچھلے سال بھر سے ان کے بیچارے دماغ نے بڑی اذیت برداشت کی تھی اور بالکل ہو سکتا ہے کہ ایک حد تک خراب ہو گیا ہو۔ تپ دق کا تیزی سے بڑھنا بھی' جیسا کہ ڈاکٹر کہتے ہیں' ذہنی صلاحیتوں کے ناکارہ ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

بہت زیادہ مقداروں اور مختلف قسم کی شرابیں تو نہیں تھیں اور مدیرا بھی نہ تھی۔ یہ تو مبالغہ تھا لیکن شراب تھی۔ واڈکا' رم اور لسبن کی شراب تھی' سب گھٹیا قسم کی لیکن سب کافی مقداروں میں۔ کھانے کے لئے رسم کے مطابق شہد اور چاول کے علاوہ تین چار چیزیں تھیں اور بلینی(1) بھی تھی۔ یہ ساری چیزیں امالیا ایوانوونا کے باورچی خانے میں تیار ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ دو سماوار گرم تھے تاکہ مہمانوں کو کھانے کے بعد

جائے اور پیش کی جاسکے۔ خریداری ساری خود کاتریناایوانوونا نے ایک کرایہ دار کی مدد سے کی تھی' جو کوئی قابل رحم پولستانی تھا اور خدا ہی جانے مادام لیبو سترل کے گھر میں کیوں رہتا تھا۔ اس نے فوراً ہی خود کو کاتریناایوانوونا کی خدمت پر مامور کرلیا تھا اور کل کا سارا دن اور آج صبح کو سر جھکائے اور زبان لٹکائے دوڑتا رہا تھا اور لگتا تھا اس بات کی پوری کوشش کررہا ہے کہ اس صورت حال کو سب لوگ اچھی طرح دیکھ لیں۔ ذرا ذرا سی معمولی باتوں کے لئے وہ بار بار بھاگ کر خود کاتریناایوانوونا کے پاس جاتا' بلکہ ان کو کتنی دور میں بھی ڈھونڈ نکالا' انہیں مسلسل "پانی خوروژنیا" (بیگم صاحبہ۔۔۔ افسرانی) کہہ کر مخاطب کرتا اور اس نے آخر کار انہیں عاجز کردیا حالانکہ شروع میں خود انہوں نے کہا تھا کہ اس "خدمت گزار اور فیاض" انسان کے بغیر وہ تو بالکل ہی کچھ نہ کرپاتیں۔ یہ کاتریناایوانوونا کی خصوصیت تھی کہ وہ جس سے بھی پہلی بار ملتیں وہ چاہے کوئی بھی ہو اسے بہترین اور روشن ترین رنگوں میں پیش کرتیں اور اس کی ایسی تعریفیں کرتیں کہ بعض لوگوں کو شرم بھی آتی' اور اس کی تعریف میں مختلف حالات کا تصور کرتیں جن کا کوئی وجود ہی نہ ہوتا اور انتہائی خلوص کے ساتھ اور صاف دلی سے ان کے حقیقی ہونے کا یقین کرتیں اور بعد کو اچانک ان کی خوش فہمی دور ہو جاتی اور وہ اسی شخص پر تھوکتیں' برا بھلا کہتیں اور اسے دھتکارتیں جس کے سامنے ابھی چند ہی گھنٹے پہلے وہ سچ مچ سجدہ کررہی تھیں۔ فطرتاً وہ ہنسی مذاق پسند کرنے والی' خوش مزاج اور میل ملاپ والی طبیعت کی تھیں لیکن مسلسل رنج و غم اور ناکامیوں کی وجہ سے وہ اتنی شدت سے یہ چاہنے اور مطالبہ کرنے لگی تھیں کہ سب خوشی سے اور میل ملاپ میں رہیں اور کسی دوسرے طریقے سے ہرگز نہ رہیں کہ زندگی میں بہت ہی معمولی سی بے آہنگی' بہت ہی چھوٹی سی ناکامی بھی انہیں جنونی حالت میں پہنچا دیتی تھی اور انتہائی روشن امیدوں اور قیاس آرائیوں کے بعد وہ ایک لمحے میں قسمت کو کوسنا' جو کچھ بھی ہاتھ میں آجائے اسے پھاڑنا اور توڑنا اور دیوار سے سر ٹکرانا شروع کردیتیں۔ امالیا ایوانوونا کو بھی پتہ نہیں کیوں کاتریناایوانوونا کی نظروں میں اچانک غیر معمولی اہمیت اور غیر معمولی عزت حاصل ہو گئی تھی۔ صرف یہی ایک وجہ ہو سکتی تھی کہ اس حاضری کا بیڑا اٹھایا گیا تو امالیا ایوانوونا نے تہہ دل سے سارے کام دھندوں میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے دسترخوان سجانے' میزپوش اور نیپکن اور برتن وغیرہ فراہم کرنے کا ذمہ لیا اور کھانے کی چیزیں بھی اپنے باورچی خانے میں تیار کرائیں۔ کاتریناایوانوونا انہیں مختار کل بنا کر اور اکیلا چھوڑ کر قبرستان چلی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری چیزیں بڑے شاندار طریقے سے تیار کی گئیں۔ دسترخوان بہت صاف ستھرا تھا' برتن' کانٹے' چھریاں' گلاس' شراب کے گلاس' پیالیاں یہ سب ظاہر ہے کہ مختلف شکلوں اور نمونوں کے تھے اس لئے کہ مختلف کرایہ داروں کے ہاں سے جمع کئے گئے تھے لیکن مقررہ وقت پر سب چیزیں اپنی اپنی جگہ پر تھیں اور امالیا ایوانوونا یہ محسوس کرکے بہت خوش تھیں کہ سارا کام انہوں نے بڑی عمدگی سے انجام دے دیا ہے۔ قبرستان سے واپس آنے والوں کا استقبال انہوں نے کافی فخر کے ساتھ کیا۔ وہ سیاہ لباس اور نئے ماتمی فیتے لگی ٹوپی پہنے تھیں۔ یہ فخر بجا تو تھا لیکن پتہ نہیں کیوں کاتریناایوانوونا کو پسند نہیں آیا "جیسے امالیا ایوانوونا کے بغیر تو دسترخوان لگ ہی نہ سکتا تھا!" انہیں نئے فیتوں والی ٹوپی بھی نہیں پسند آئی: "کہیں یہ بیوقوف جرمن عورت اس بات پر فخر تو نہیں کررہی ہے کہ وہ مکان مالکن ہے اور وہ ازراہ عنایت غریب کرایہ داروں کی مدد کرنے پر تیار ہو گئی؟ ازراہ عنایت! بندگی بجالاتی ہوں! کاتریناایوانوونا کے پاپا کے ہاں جو کرنل تھے اور گورنر ہوتے ہوتے رہ گئے تھے' دسترخوان کبھی کبھی چالیس آدمیوں کے لئے لگایا جاتا تھا اور ایسا کہ امالیا ایوانوونا بلکہ یہ کہنا زیادہ اچھا ہوگا کہ لوودیگوونا کو وہاں باورچی خانے میں بھی نہ جانے دیا جاتا...." بہرحال کاتریناایوانوونا نے فی الحال اپنے احساسات کو ظاہر کرنے کا فیصلہ کیا حالانکہ دل میں یہ طے کرلیا کہ آج ہی ٹھیک کرنا اور انہیں یہ جتا دینا ضروری ہوگا کہ ان کی اصل جگہ کہاں ہے ورنہ تو خدا جانے وہ اپنے آپ کو کیا سمجھ رہی ہوں گی۔ تب تک کے لئے وہ ان کے ساتھ سرد مہری سے پیش آتی رہیں۔ ایک اور ناگوار چیز سے بھی کاتریناایوانوونا ایک حد تک چڑ گئیں۔ کرایہ داروں میں سے سوائے پولستانی کے' جو اسی طرح بھاگ کر قبرستان بھی پہنچ گیا تھا' تدفین میں تقریباً کوئی بھی نہ آیا تھا۔ اور حاضری چکھنے کے لئے بھی ان میں سے سب سے گھٹیا اور غریب ہی لوگ آئے تھے' ان میں سے بہت سے تو ایسے بدبخت تھے کہ ہوش ہی میں نہ تھے۔ ان میں جو زیادہ عمر کے اور معزز لوگ تھے وہ سب تو جیسے دانستہ طور پر طے کرکے غیر حاضر تھے۔ مثلاً سارے کرایہ داروں میں کہا جا سکتا ہے کہ سب سے معزز شخص پیوتر پترووچ لوژین نہیں تشریف لائے جب کہ ابھی کل ہی شام کو کاتریناایوانوونا نے ساری دنیا کو یعنی امالیا ایوانوونا' پولینکا' سونیا اور پولستانی سب کو بتا دیا تھا کہ یہ انتہائی شریف اور سب سے فیاض شخص' جو خود بھی بڑی حیثیت والا ہے اور جس کے تعلقات بڑے بڑے لوگوں سے ہیں' ان کے پہلے شوہر کا سابق دوست ہے' ان کے والد کے گھر میں آتا جاتا تھا اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سارے ذرائع استعمال کرکے انہیں معقول پنشن دلوائے گا۔ یہاں ہم یہ بتا دیں کہ اگر کاتریناایوانوونا کسی کی حیثیت اور بڑے بڑے لوگوں سے اس کے تعلقات کی تعریف کرتی تھیں تو یہ بالکل بغیر کسی مفاد کے' بغیر کسی ذاتی حساب کتاب' بالکل بے لوث اور یوں کہنا چاہئے کہ لبریز دل سے بس ایک اس خوشی اور طمانیت کے لئے کرتی تھیں کہ تعریف کریں اور اس شخص کی وقعت و اہمیت کو اور بڑھا دیں۔ لوژین کی وجہ سے اور غالباً "اس کی مثال پر عمل کرتے ہوئے" یہ "گھٹیا بدبخت لیبزیا تنیکوف" بھی نہیں آیا۔ "اب یہ بھی پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے؟ اسے تو ازراہ عنایت بلا لیا تھا اور اس لئے کہ وہ پیوتر پترووچ کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہتا ہے اور ان کا واقف کار ہے تو اسے نہ مدعو کرنا اچھا نہیں لگا۔" نہ آنے والوں میں ایک طمطراق والی خاتون اور ان کی "کچی عمر کی بیٹی" بھی تھیں جو امالیا ایوانوونا کے ہاں ابھی صرف دو ہی ہفتے سے رہ رہی تھیں لیکن مارمیلادوف خاندان کے کمرے سے آنے والے شور اور چیخوں کی شکایت کئی بار کرچکی تھیں' خاص طور سے اس وقت جب مرحوم شراب کے نشے میں گھر آتے تھے۔ اس کے بارے میں کاتریناایوانوونا کو امالیا ایوانوونا سے معلوم ہو چکا تھا جنہوں نے کاتریناایوانوونا سے جھگڑا کرتے ہوئے اور پورے خاندان کو نکال باہر کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا تھا کہ وہ لوگ ایسے "شریف کرایہ داروں کو پریشان کرتے ہیں جن کے جوتوں کے تلووں کے برابر بھی نہیں ہیں۔" کاتریناایوانوونا نے جان بوجھ کر اب ان خاتون اور ان کی بیٹی کو مدعو کرنے کی ٹھانی تھی "جن کے جوتوں کے تلووں کے برابر بھی وہ نہ تھیں"۔ خاص طور سے اس لئے کہ وہ خاتون ابھی تک اتفاق سے سامنے ہونے پر غرور کے ساتھ منہ پھیر لیا کرتی تھیں۔۔۔ تو ان کو یہ جتا دینا تھا کہ یہاں "شریف لوگ کینے کو بھلا دیتے ہیں اور زیادہ شریفانہ طریقے سے سوچتے' محسوس کرتے اور مدعو کرتے ہیں" اور وہ لوگ یہ بھی دیکھ لیں کہ کاتریناایوانوونا بھی اس طرح کی زندگی بسر کرنے کی عادی نہیں ہیں۔ انہوں نے طے کرلیا تھا کہ وہ دسترخوان پر اپنے مرحوم پاپا کی گورنری کا ذکر کرکے اور اس طرف اشارہ کرکے کہ سامنا ہونے پر منہ پھیر لینے کی کوئی وجہ نہ تھی اور یہ غیر معمولی بیوقوفی تھی' اس بات کو ضرور صاف کردیں گی۔ موٹا لیفٹیننٹ کرنل (جو دراصل برخاست شدہ اسٹاف کیپٹن تھا) بھی نہیں آیا لیکن پتہ یہ چلا کہ کل صبح ہی سے وہ اس قدر دھت ہے کہ اپنی "ٹانگوں پر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔" مختصر یہ کہ آئے صرف پولستانی' پھر ایک منحوس صورت چپاوفتری ملازم جو چیکٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا' اس کے منہ پر مہاسے تھے اور

اس سے بڑی خراب بو آ رہی تھی' پھر ایک بہرا اور تقریباً بالکل اندھا بوڑھا تھا جو کسی زمانے میں کسی ڈاک گھر میں کام کرتا تھا اور جسے کوئی پتہ نہیں کب سے اور کیوں امالیا ایوانوونا کے گھر میں رہنے کا خرچ دیتا تھا۔ شراب کے نشے میں دھت ایک برخاست شدہ لیفٹیننٹ' دراصل صوبائی چھوٹا عہدیدار بھی آیا جو بڑے زوروں میں بڑی بدتمیزی سے قہقہے لگاتا تھا اور "ذرا سوچئے کہ واسکٹ نہیں پہنے تھا!" ایک اور کوئی سیدھا آ کے بس میز پر بیٹھ گیا اور اس نے کاتریناایوانوونا کو تسلیم تک نہیں کیا۔ اور آخر میں ایک شخص کم سے کم کپڑے ہونے کی وجہ سے ڈریسنگ گاؤن ہی پہنے چلا آیا تھا لیکن اب یہ تو اس درجے کی بدتمیزی تھی کہ امالیا ایوانوونا اور پولستاتی کوشش کر کے اسے وہاں سے ہٹا لے گئے۔ لیکن پولستائی اپنے ساتھ کسی دو اور پولستانیوں کو لایا تھا جو کبھی بھی امالیا ایوانوونا کے ہاں نہ رہے تھے اور جنہیں کسی نے بھی اس سے پہلے اس اقامت گاہ میں نہ دیکھا تھا ان ساری چیزوں پر کاتریناایوانوونا بہت ہی غیر معمولی طور پر اور بری طرح جھنجھلا گئیں۔ "آخر کس کے لئے یہ اتنی سب تیاریاں کی گئی تھیں؟" میز پر جگہ نہ گھیرنے کے خیال سے بچوں کو بھی میز کے پاس نہیں بٹھایا گیا جو اس کے بغیر ہی پورے کمرے میں چھائی ہوئی تھی' بلکہ انہیں پچھلے کونے میں ایک صندوق پر کھانا دے دیا گیا تھا۔ دونوں چھوٹے بچے ایک بنچ پر بیٹھے تھے اور پولینا بڑی لڑکی کی طرح ان کی دیکھ بھال کرنے' انہیں کھلانے اور "شریف گھروں کے بچوں کی طرح" ان کی ناکیں صاف کرتے رہنے پر مامور کی گئی تھی۔ مختصر یہ کہ کاتریناایوانوونا خواہی نخواہی سب کا استقبال دوگنی اہمیت بلکہ احساس برتری کے ساتھ کرنے پر مجبور تھیں۔ ان میں سے بعض کو انہوں نے خاص تندی کے ساتھ دیکھا اور انہیں میز کے گرد بیٹھنے کے لئے بڑی شان کے ساتھ کہا۔ پتہ نہیں کیوں یہ سمجھ کر کہ جتنے بھی لوگ نہیں آئے ان سب کے لئے امالیا ایوانوونا ذمہ دار ہیں' کاتریناایوانوونا ان کے ساتھ انتہائی بے احتیاطی اور لاپروائی سے پیش آنے لگیں جس کو امالیا ایوانوونا نے فوراً ہی بھانپ لیا اور یہ انہیں بہت ہی برا لگا۔ اس طرح کا آغاز بخیر و خوبی انجام کے لئے اچھا شگون نہ تھا۔ آخر سب لوگ بیٹھ گئے۔

رسکولنیکوف تقریباً ٹھیک اسی وقت آیا تھا جب یہ لوگ قبرستان سے واپس آئے تھے۔ کاتریناایوانوونا اس کے آنے سے بہت ہی خوش ہو گئیں' اول تو اس لئے کہ سارے مہمانوں میں وہی ایک "تعلیم یافتہ اور مہذب" مہمان تھا اور "جیسا کہ سبھی جانتے تھے کہ وہ دو سال بعد یہاں کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہونے والا تھا" اور دوسرے اس لئے کہ اس نے فوراً ہی بڑے ادب کے ساتھ کاتریناایوانوونا سے معافی مانگی کہ وہ پوری طرح سے چاہنے کے باوجود تدفین میں نہ شریک ہو سکا۔ وہ اس کے سامنے بالکل بچھ گئیں' اسے اپنے بائیں طرف کو بٹھایا (دائیں طرف امالیا ایوانوونا بیٹھی تھیں) اور اس بات کی مسلسل تشویش اور فکر کے باوجود کہ کھانے کی چیزیں ٹھیک سے سب تک پہنچیں اور سب لوگوں کو مل جائیں' اور اذیت ناک کھانسی کے باوجود جو بار بار آ رہی تھی اور ان کی بات کاٹ دیتی تھی اور شاید ان پچھلے دو دنوں میں اور بدتر ہو گئی تھی' وہ برابر رسکولنیکوف سے مخاطب رہیں اور سرگوشیوں میں اس کے سامنے اپنے سارے جمع شدہ احساسات اور ناکام حاضری کے سلسلے میں اپنے سارے جائز غصے کو انڈیل دینے میں کامیاب ہو گئیں۔ اس کے ساتھ غصے کی جگہ اکثر جمع شدہ مہمانوں پر اور سب سے بڑھ کر خود مکان مالکن پر بہت زیادہ خوش اور ضبط سے باہر ہو جانے والی ہنسی بھی لے لیتی۔

"اور یہ سارا قصور اس کو کل کا ہے۔ آپ سمجھتے ہی ہیں کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں' اس کے بارے میں' اس کے بارے میں!" اور کاتریناایوانوونا نے سر سے مکان مالکن کی طرف اشارہ کیا۔ "دیکھئے ذرا اس کو! آنکھیں پھاڑ رہی ہے' اسے لگ رہا ہے کہ ہم اس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں مگر سمجھ کچھ نہیں پا رہی ہے' آنکھیں دوسری طرف کر لیں۔ تھو' الو! ہا' ہا!... کھو' کھو' کھو! آپ نے یہ دیکھا کہ یہ بس یہ چاہتی ہے کہ سب لوگ سمجھیں کہ وہ سرپرستی کر رہی ہے اور یہاں آ کر میری عزت افزائی کر رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا تھا' سلیقے کی عورت کی طرح' کہ اچھے لوگوں کو اور خاص کر ایسے لوگوں کو مدعو کر لے جو مرحوم کے واقف کار تھے اور دیکھئے ذرا کس کو اس نے مدعو کیا ہے' پتہ نہیں کہاں کہاں کے مسخرے ہیں! پھوہڑ عورتیں! اس گندے چہرے والے کو دیکھئے' دو ٹانگوں والا ریچھ بھرا کیس کا! اور ان پولستانیوں کو... ہا' ہا! کھو' کھو' کھو! کوئی بھی' ان میں سے کوئی بھی یہاں نہیں دکھائی دیا اور میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ تو پھر کس لئے یہ لوگ آئے ہیں' میں آپ سے پوچھتی ہوں؟ سب کے سب ایک صف میں بیٹھے ہیں۔" "اے' پان!" وہ ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے اچانک چلائیں "بلینی لی آپ نے؟ اور لیجئے! بیئر پیجئے' بیئر! واڈکا نہیں لیں گے آپ؟" "دیکھئے' اٹھ کھڑا ہوا' جھک کر تعظیم کر رہا ہے' دیکھئے' دیکھئے--- ضرور سب کے سب بھوکے ہوں گے' بیچارے! کوئی بات نہیں' خیر کھا لیں۔ کم سے کم شور تو نہیں مچاتے' صرف... صرف' سچ بات یہ ہے کہ مجھے مکان مالکن کے چاندی کے چمچوں کا دھڑکا لگا ہے!... "امالیا ایوانوونا!" اچانک وہ مکان مالکن سے مخاطب ہو کر خاص اونچی آواز میں بولیں "اگر اتفاق سے آپ کے چمچے چوری کر لئے جائیں' تو میں ان کی ذمہ دار نہ ہوں گی' پہلے سے خبردار کئے دے رہی ہوں! ہا' ہا' ہا!" وہ پھر رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر ہنسیں اور پھر مکان مالکن کی طرف اشارہ کر کے اپنی پھبتی پر خوش ہو اٹھیں۔ "نہیں سمجھی' پھر نہیں سمجھی! منہ کھولے بیٹھی ہے' دیکھئے--- الو' بالکل اصلی الو' نئے فیتے لگائے الو' ہا' ہا!"

اتنے میں ان کی ہنسی پھر ناقابل برداشت کھانسی میں تبدیل ہو گئی اور پانچ منٹ تک جاری رہی' ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور رومال پر تھوڑا خون لگ گیا۔ انہوں نے کچھ کہے بغیر رسکولنیکوف کو خون دکھایا اور بہ مشکل سانس لیتے ہوئے فوراً ہی غیر معمولی جیالے پن کے ساتھ اور گالوں پر سرخ دھبوں سمیت اس سے سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگیں۔

"اب دیکھئے میں نے اس کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انتہائی نفاست سے ہدایت کی تھی کہ ان خاتون اور ان کی بیٹی کو بھی مدعو کر لے' سمجھتے ہیں آپ میں کن کے بارے میں بات کر رہی ہوں؟ یہاں ضرورت تھی بہت ہی شائستہ طور طریق سے پیش آنے کی' انتہائی تکلف اور تصنع کے ساتھ عمل کرنے کی اور اس نے ایسا کیا کہ وہ بیوقوف عورت جو یہاں آئی ہوئی ہے' وہ مغرور ریکا کو مال' وہ دو کوڑی کی صوبائی عورت' صرف اس لئے کہ کسی میجر کی بیوہ ہے اور پنشن کے لئے کوشش کرنے اور دفتروں کو اپنے سایے سے گھیرنے میں سمیٹے آئی ہے' اس لئے کہ پچپن سال کی عمر میں سرخی پوڈر سے پتی تھپی رہتی ہے۔ (سب جانتے ہیں یہ)... اور اس ریکا کو مال نے نہ صرف یہ کہ آنے کی تکلیف نہیں گوارا کی بلکہ کوئی معذرت بھی نہیں کہلا بھیجی کہ نہیں آ سکی' جیسا کہ ایسے موقعوں پر بالکل معمولی اخلاق کا تقاضا ہوتا ہے! میں سمجھ نہیں سکتی کہ پیوتر پیتروویچ بھی کیوں نہیں آئے؟ لیکن سونیا کہاں ہے؟ کہاں چلی گئی؟ لیجئے' وہ آ ہی گئی آخر کار! کیا ہے سونیا' کہاں گئی تھیں؟ عجیب بات ہے کہ تم باپ کی تدفین کے موقع پر بھی ایسی غلط حرکتیں کرتی ہو۔ رودیون رومانووچ' اسے اپنے پاس بٹھا لیجئے۔ یہ ہے تمہاری جگہ سونیچکا... جو کھانا چاہو وہ لے لو۔ مچھلی کی جیلی لو' اچھی ہے۔ بلینی ابھی آتی ہے۔ اور بچوں کو دی؟ پولینکا' تمہارے پاس وہاں سب کچھ ہے؟ کھو' کھو' کھو! اچھا' ٹھیک ہے۔ لینا' سمجھ سے کام لو اور تم کولیا' ٹانگیں ادھر

ادھر مت اچھالو' پیٹو جیسے شریف خاندان کے بچے کو پیٹنا چاہئے۔ کیا کہا تم نے سو پچکا؟"

سونیا نے فوراً پیوتر پتروویچ کی معذرت پہنچا دی اور خاص اونچی آواز میں بات کرنے کی کوشش کی تاکہ سب لوگ سن لیں۔ اس نے بہت ہی احترام و آداب والے فقرے استعمال کئے جنہیں اس نے جان بوجھ کر پیوتر پتروویچ کی زبان سے خوب سجا سنوار کر ادا کرائے۔ اس نے یہ بھی اضافہ کیا کہ پیوتر پتروویچ نے خاص طور سے کہلوایا ہے کہ جیسے ہی انہیں موقع ملے گا وہ فوراً ان کے پاس آئیں گے اور کام کی باتیں اکیلے میں کریں گے اور اس پر سوچ بچار کریں گے کہ آگے کیا کیا جا سکتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔

سونیا جانتی تھی کہ اس سے کاترینا ایوانوونا کو چین ملے گا اور انہیں اطمینان ہوگا اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے غرور کی تشفی ہو جائے گی۔ وہ رسکولنیکوف کے پاس بیٹھ گئی' جسے جلدی سے اس نے تسلیم کی اور تجسس کے ساتھ اس پر ایک نظر ڈالی۔ لیکن پھر باقی سارے وقت اس کی طرف دیکھنے اور اس سے باتیں کرنے سے کتراتی رہی۔ وہ کچھ کھوئی کھوئی سی تھی حالانکہ وہ کاترینا ایوانوونا کی طرف دیکھتی رہتی تھی تاکہ وہ خوش رہیں۔ ماتمی لباس میں وہ تھی نہ کاترینا ایوانوونا۔ اس لئے کہ ان کے پاس اتنے کپڑے ہی نہ تھے۔ سونیا کوئی گہرے بھورے رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھی اور کاترینا ایوانوونا اپنا واحد گہرے رنگ کا سوتی دھاری دار لباس۔ پیوتر پتروویچ کے بارے میں اطلاع بہت کامیاب رہی۔ سونیا کی باتیں بڑی اہمیت سے سن کر کاترینا ایوانوونا نے اتنی ہی اہمیت کے ساتھ پوچھا کہ پیوتر پتروویچ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس کے بعد فوراً ایسی آواز میں کہ اوروں کو بھی سنائی دے جائے' انہوں نے رسکولنیکوف سے سرگوشی میں کہا کہ واقعی یہ بڑی ہی عجیب بات ہوتی کہ پیوتر پتروویچ جیسے محترم اور سنجیدہ شخص ایسی "غیر معمولی صحبت" میں پہنچ جاتے باوجود اس کے کہ وہ ہمارے خاندان سے لگاؤ رکھتے ہیں اور میرے پاپا کے پرانے دوست ہیں۔

"اور اسی لئے رودیون رومانووچ میں آپ کی خاص طور سے شکرگزار ہوں کہ آپ نے ایسی حالت میں ہمارے یہاں نان و نمک سے گریز نہیں کیا" انہوں نے تقریباً سنائی دے جانے والی آواز میں کہا۔ "بہرحال مجھے یقین ہے کہ میرے بیچارے مرحوم سے خاص دوستی ہی کی بدولت آپ اپنے آنے کے وعدے پر قائم رہے۔"

اس کے بعد انہوں نے پھر ایک بار فخر اور وقار کے ساتھ اپنے مہمانوں کا جائزہ لیا اور پھر اچانک خاص فکرمندی کے ساتھ بڑے زور سے میز کے اس سرے پر بیٹھے ہوئے بہرے بوڑھے سے پوچھا کہ "گرم کھانا کچھ اور تو نہیں چاہئے؟ اور لسبن والی شراب دی گئی کہ نہیں؟" بوڑھے نے کوئی جواب ہی نہیں دیا اور بہت دیر تک اس کی سمجھ ہی میں نہ آیا کہ اس سے کس چیز کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے حالانکہ پاس کے لوگوں نے ہنسنے کے لئے اس کو ٹہوکے بھی لگانے شروع کر دیئے تھے۔ وہ بس منہ کھولے چاروں طرف دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی خوشی اور بھی بڑھ گئی۔

"کیسا بدھو ہے دیکھئے' دیکھئے تو! اور لے کس لئے آئے تھے اسے؟ جہاں تک پیوتر پتروویچ کا تعلق ہے تو مجھے ان پر ہمیشہ اعتماد تھا" کاترینا ایوانوونا نے رسکولنیکوف سے باتیں کرنا جاری رکھا "اور ظاہر ہے کہ وہ اس طرح کے نہیں ہیں..." بڑی تیز اور اونچی آواز میں اور بہت تند نظروں کے ساتھ وہ امالیا ایوانوونا سے مخاطب ہو گئیں جس سے امالیا ایوانوونا سٹپٹا گئیں "اس طرح کے نہیں ہیں جیسے آپ کے یہ بنے ٹھنے زمین پر اپنا سایہ گھسیٹتے ہوئے چلنے والے ہیں جن کو پاپا کے باورچی خانے میں کام کرنے کے لئے بھی نہ رکھا جاتا اور میرے مرحوم شوہر نے بلاشبہ ان کی عزت افزائی کی ہوتی اگر انہیں اپنے گھر میں مدعو کرتے اور وہ بھی سچ یہ ہے کہ اپنی انتہائی نیکی

کی بنا پر۔"

"ہاں' پینے کا بڑا شوق تھا' پینا بڑا پسند تھا' پی گیا!" اچانک ریٹائرڈ فوجی افسر وادکا کا بارھواں جام چڑھاتے ہوئے چیخ اٹھا۔

"مرحوم شوہر میں واقعی یہ کمزوری تھی اور اسے سبھی جانتے ہیں" یوں کاترینا ایوانوونا فوراً اس پر جھپٹ پڑیں "لیکن وہ نیک اور شریف آدمی تھے' اپنے خاندان سے محبت کرتے تھے اور اس کا احترام کرتے تھے۔ بس ایک برائی تھی کہ اپنی نیکی کی وجہ سے وہ ہر طرح کے بدکار لوگوں پر بھروسا کر لیتے تھے اور اب تو خدا ہی جانے کہ کس کے ساتھ انہوں نے نہیں پی' ان لوگوں کے ساتھ بھی جو ان کے جوتے کے تلے کے برابر بھی نہ تھے! رودیون رومانووچ آپ ذرا تصور کیجئے کہ ان کی جیب میں بسکٹ والا مرغ ملا --- شراب کے نشے میں دھت تھے لیکن بچوں کے بارے میں یاد رہا۔"

"مو---ر---غ؟ آپ نے کہا مو---ر---غ؟" افسر صاحب چلائے۔

کاترینا ایوانوونا نے انہیں جواب سے نہیں نوازا۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کچھ سوچنے لگیں۔

"آپ بھی غالباً دوسروں کی طرح یہ سوچتے ہوں گے کہ میں ان کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتی تھی" انہوں نے رسکولنیکوف سے مخاطب ہو کر کہا "لیکن ایسا بالکل نہیں ہے! وہ میرا احترام کرتے تھے' وہ میرا بہت احترام کرتے تھے! بڑے نیک دل کے آدمی تھے! اور کبھی کبھی ان پر اس قدر ترس آتا تھا! ایسا ہوتا کہ بیٹھے ہوئے کونے میں سے مجھے دیکھ رہے ہیں' ان پر اتنا ترس آتا' جی چاہتا کہ ان سے شفقت و محبت کی باتیں کروں لیکن پھر دل میں سوچتی کہ ان سے شفقت و محبت کی باتیں کیں تو یہ پھر پئیں گے۔ ان کو اگر کچھ بھی روکا جا سکتا تھا تو بس سختی سے۔"

"ہاں' اس کے بال کھینچے جاتے تھے' یہ بھی ہوتا تھا' ایک بار نہیں کئی کئی بار" افسر نے چلا کر کہا اور وادکا کا ایک جام اور چڑھا لیا۔

کاترینا ایوانوونا نے ترش سے جواب دیا "خالی بال ہی کھینچنا نہیں بلکہ بعض بیوقوفوں کی تو اچھی پٹائی کرنا بھی ان کے لئے مفید ہوتا ہے۔ میں اب مرحوم کی بات نہیں کر رہی ہوں!"

ان کے گالوں کے سرخ دھبے اور گہرے ہوتے گئے اور ان کا سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ بس ایک منٹ اور گزرتا تو وہ خفقان میں مبتلا ہو جاتیں۔ بہت سے لوگ کھی کھی کھی کھی کرنے لگے' بہتوں کو یہ بات شاید بہت اچھی لگی۔ افسر کو ٹہوکے مار مار کر لوگ کچھ اس سے کھسر پھسر بھی کرنے لگے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اسے ورغلانا چاہتے تھے۔

افسر نے کہنا شروع کیا "تو آپ ای--- جا--- زت دیجئے پوچھنے کی کہ یہ آپ نے کس سلسلے میں ابھی کس کے.... بھلے نام کے سلسلے میں.... آپ نے ابھی مناسب سمجھا.... لیکن خیر' کوئی ضرورت نہیں! بیوقوفی! بیوہ! بیچاری بیوہ! معاف کرتا ہوں.... لاؤ ادھر!" اور اس نے پھر وادکا چڑھالی۔

رسکولنیکوف بیٹھا تھا اور چپ چاپ کراہت کے ساتھ سن رہا تھا۔ کھایا اس نے' سچ تو یہ ہے کہ' محض اخلاقاً' بس ان چیزوں کو چکھ لیا جو کاترینا ایوانوونا برابر اس کی پلیٹ میں ڈالتی رہتی تھیں' اور وہ بھی اس لئے کہ کاترینا ایوانوونا برا نہ مانیں۔ وہ سونیا کو ٹکٹکی لگائے دیکھے جا رہا تھا۔ لیکن سونیا برابر متردد اور متفکر ہوتی جا رہی تھی۔ اسے بھی یہ احساس ہونے لگا تھا کہ یہ حاضری بخیر و خوبی تمام نہ ہو گی اور وہ کاترینا ایوانوونا کی بڑھتی ہوئی

جھنجھلاہٹ کو خوف کے ساتھ دیکھ رہی تھی- اور پھر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ خاص سبب جس کی بنا پر دونوں نووارد خواتین نے اس کی ماں کی دعوت کو حقارت کے ساتھ ٹال دیا تھا' وہ خود تھی' سونیا- اس نے خود امالیا ایوانووْنا سے سنا تھا کہ ماں کو تو یہ بھی برا لگا تھا کہ انھیں دعوت دی گئی اور انھوں نے یہ سوال کیا تھا کہ "کس طرح اس لڑکی کے برابر بھلا وہ اپنی بیٹی کو بٹھا سکتی تھیں؟" سونیا یہ بھی محسوس کر رہی تھی کہ کاترینا ایوانوونا کو بھی کسی طرح یہ بات معلوم ہو گئی تھی اور اس کی' سونیا کی توہین کاترینا ایوانوونا کے لئے ان کی اپنی توہین سے' ان کے بچوں کی' ان کے پاپا کی توہین سے بھی زیادہ معنی رکھتی تھی' مختصر یہ کہ مہلک توہین تھی' اور سونیا جانتی تھی کہ اب کاترینا ایوانوونا کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہو گا "جب تک ان زمین پر سایہ گھسیٹ کر چلنے والیوں کو دکھا نہ دیں گی کہ وہ دونوں کیا ہیں" وغیرہ وغیرہ- جیسے جان بوجھ کر کسی نے میز کے دوسرے سرے سے سونیا کو ایک پلیٹ بھجوائی جس میں کالی روٹی سے کاٹ کر بنائے ہوئے دو دل رکھے تھے جنھیں ایک تیر چھید رہا تھا- کاترینا ایوانوونا کا چہرہ سرخ ہو گیا اور انھوں نے فوراً اونچی آواز میں کہا تاکہ میز کے دوسرے سرے کے لوگ سن لیں کہ بھیجنے والا بلاشبہ "شراب کے نشے میں دھت گدھا ہے!" امالیا ایوانوونا بھی محسوس کر رہی تھیں کہ کچھ گڑبڑ ہے اور اس کے ساتھ کاترینا ایوانوونا کے احساس برتری سے انھیں بڑی ہی دلی ٹھیس پہنچی تھی- سب لوگوں کی توجہ کسی اور طرف مبذول کرانے کے لئے اور شاید سب کی نظروں میں اپنے آپ کو بلند کرنے کے لئے انھوں نے بغیر کسی تک کے اچانک ایک واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ ایک ان کا واقف کار "دواخانے والا کارل" رات کو گھوڑا گاڑی میں جا رہا تھا اور "گاڑی والا چاہتا تھا کہ اسے مار ڈالے اور کارل نے بہت بہت خوشامد کی کہ وہ اسے نہ مارے' اور رویا اور ہاتھ جوڑے' اور ڈر گیا اور ڈر سے اس کا دل چھد گیا-" کاترینا ایوانوونا مسکرائیں تو لیکن انھوں نے فوراً یہ بھی کہہ دیا کہ امالیا ایوانوونا کو روسی زبان میں لطیفے نہ سنانے چاہئیں- امالیا ایوانوونا اور بھی برا مان گئیں اور کہنے لگیں کہ ان کے "برلن والے باپ بہت اہم شخص تھے اور ہمیشہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے چلتے تھے-" کاترینا ایوانوونا سے ضبط نہ کیا گیا اور وہ بڑے زوروں میں قہقہہ لگانے لگیں' اتنے زوروں میں کہ امالیا ایوانوونا بھی آپے سے باہر ہو گئیں اور انھوں نے بڑی مشکل سے ضبط کیا-

"کس قدر الو ہے!" کاترینا ایوانوونا نے' پھر سے تقریباً خوش ہو کر' رسکولنیکوف سے سرگوشی میں کہا' "کہنا چاہتی تھی کہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے چلتے تھے اور نکل گیا یہ کہ وہ دوسروں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے تھے' کھو' کھو! اور آپ نے اس طرف دھیان دیا رودیون رومانووچ کہ ہمیشہ یہ پیٹرس برگ والے غیر ملکی یعنی خاص طور سے جرمن' جو ہمارے ہاں پتہ نہیں کہاں سے آ جاتے ہیں' سب ہم سے زیادہ ہی بیوقوف ہوتے ہیں! اب یہ تو آپ مانیں ہی گے کہ بھلا یہ بھی کوئی بیان کرنے کی بات ہے کہ "دواخانے والے کارل کا ڈر سے دل چھد گیا" اور وہ کیا آدمی تھا کہ گاڑی والے کی مرمت کر دینے کی بجائے اس نے "ہاتھ جوڑے اور رویا اور بہت خوشامد کی-" بیوقوف کہیں کا! اور یہ سمجھتی ہے کہ یہ بڑی دلچسپ بات ہے' اسے شبہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس قدر بیوقوف ہے! میرے خیال میں تو یہ شرابی افسر بھی اس سے کہیں زیادہ عقل مند ہے- کم سے کم اتنا تو دیکھا ہی جا سکتا ہے کہ بدکار ہے' پی پی کر ساری عقل گنوا دی- لیکن یہ سب تو ایسے سلیقے کے اور سنجیدہ ہوتے ہیں.... بیٹھی ہوئی آنکھیں پھاڑ رہی ہے- ناراض ہو گئی' ناراض ہو گئی! ہا' ہا' ہا! کھو' کھو' کھو!"

پھر سے خوش ہو کر کاترینا ایوانوونا نے مختلف تفصیلات کی طرف توجہ کی اور فوراً ہی یہ بتانے لگیں کہ ان کے لئے پنشن کی کوشش کی جا رہی ہے اور جیسے ہی وہ مدد انھیں مل جائے گی ویسے ہی وہ اپنے آبائی شہر ت.... میں

شریف خاندان کی لڑکیوں کے لئے تربیت گاہ چلائیں گی- اب تک رسکولنیکوف کو اس کی اطلاع خود کاترینا ایوانوونا نے نہیں دی تھی اور انھوں نے فوراً ہی سب سے زیادہ دل خوش کن تفصیلات بیان کرنی شروع کیں- پتہ نہیں کہاں سے اسی وقت ان کے ہاتھ میں وہ "سند اعزاز" نمودار ہو گئی جس کے بارے میں رسکولنیکوف کو مرحوم مارمیلادوف نے بتایا اور اس کو شراب خانے میں سمجھایا تھا کہ ان کی بیوی کاترینا ایوانوونا نے انسٹی ٹیوٹ سے فارغ التحصیل ہوتے وقت "گورنر کی موجودگی میں اور دوسرے لوگوں کی موجودگی میں" شال کے ساتھ ناچ کیا تھا- معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ "سند اعزاز" اب لازمی طور پر اس بات کی تصدیق کے لئے استعمال کی جانے والی تھی کہ کاترینا ایوانوونا کو تربیت گاہ چلانے کا حق ہے- لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وقت اسے اس مقصد سے سنبھال کر رکھا گیا کہ اگر وہ دونوں "زمین پر اپنا سایہ گھسیٹتے ہوئے چلنے والیاں" حاضری میں آ جائیں تو ان کو قطعی طور پر مرعوب کر دیا جائے اور ان پر واضح طور سے ثابت کر دیا جائے کہ کاترینا ایوانوونا انتہائی شریف خاندان کی "بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ امرا کے خاندان کی" کرنل کی بیٹی تھیں اور یقینی طور پر ان مہم جو ہستیوں سے کہیں بہتر تھیں جن کی ادھر کچھ دنوں سے بڑی بہتات ہو گئی ہے- "سند اعزاز" فوراً شراب کے نشے میں مدہوش مہمانوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی اور اس کو کاترینا ایوانوونا نے روکا نہیں اس لئے کہ اس میں واقعی اور مکمل طور پر درج تھا کہ وہ درباری کونسلر اور نائٹ کی' یعنی مطلب یہ کہ دراصل تقریباً ایک کرنل کی بیٹی تھیں- اس سے جوش میں آ کر کاترینا ایوانوونا نے فوراً پوری تفصیل کے ساتھ شہر ت.... میں اپنی آئندہ خوبصورت اور پرچین کی زندگی کی' جمنازیم کے استادوں کی جنھیں وہ اپنی تربیت گاہ میں سبق دینے کے لئے مدعو کریں گی' ایک معزز فرانسیسی مانگو کی تصویر کھینچنی شروع کر دی جس نے خود کاترینا ایوانوونا کو فرانسیسی پڑھائی تھی اور اب بھی شہر ت.... میں رہتا ہے اور جو غالباً انتہائی مناسب تنخواہ پر ان کی تربیت گاہ میں کام کرنے آ جائے گا- بات آخر کار سونیا تک پہنچی جو "کاترینا ایوانوونا ہی کے ساتھ شہر ت.... جائے گی اور ہر کام میں انھیں مدد دے گی-" لیکن اسی موقع پر پتہ نہیں کون میز کے سرے پر پھنکارا- کاترینا ایوانوونا نے حالانکہ یہ دکھانے کی کوشش کی کہ وہ میز کے سرے سے اٹھنے والی ہنسی کو انتہائی بے نیازی کے ساتھ نظرانداز کرتی ہیں لیکن دانستہ طور پر انھوں نے اپنی آواز اونچی کر دی اور بڑے جیالے طریقے سے سونیا سیمیونوونا کی ان یقینی صلاحیتوں کے بارے میں بات کرنے لگیں کہ وہ ان کی مددگار ثابت ہو گی' "اس کی نیکی' تحمل' لگن' شرافت اور تعلیم یافتہ و مہذب ہونے کے بارے میں" باتیں کرنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی سونیا کے گال بھی تھپتھپائے اور دو مرتبہ اسے بہت زوروں میں پیار بھی کیا- سونیا کا چہرہ گلابی ہو گیا اور کاترینا ایوانوونا اچانک رونے لگیں اور فوراً کہنے لگیں کہ "وہ کمزور اعصاب کی بیوقوف ہیں اور اس وقت تو ویسے بھی بہت پریشان ہیں کہ اب ختم کرنے کا وقت ہو گیا' اور چونکہ کھانے کی چیزیں ختم ہو چکی ہیں اس لئے چائے لائی جائے-" اسی وقت امالیا ایوانوونا نے' جو اس بات پر قطعی طور سے توہین محسوس کر رہی تھیں کہ ساری بات چیت میں انھوں نے ذرا بھی حصہ نہیں لیا اور یہ لوگ ان کی بات سنتے تک نہیں ہیں' اچانک آخری کوشش کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کے دل میں جو تشویش چھپی ہوئی تھی اس کی بنا پر کاترینا ایوانوونا کو ایک غیر معمولی کاروبار اور دلچسپ چیز سے باخبر کرنے کی ہمت کی' اس بارے میں کہ مستقبل کی اس تربیت گاہ میں لڑکیوں کے صاف کپڑوں (ڈی ویشے) کی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہو گی اور "یا ضرور ہونا چاہئے ایک ایسا اچھا عورت (ڈی ڈامے) جو کپڑوں کے بارے میں اچھا دیکھ بھال کرے" اور دوسرے یہ کہ "سارا نوجوان لڑکی لوگ رات کو چپکے چپکے کوئی ناول نہ پڑھے-" کاترینا ایوانوونا نے' جو واقعی

پریشان ہو چکی تھیں اور بہت تھک گئی تھیں اور جواب تک حاضری سے بالکل عاجز آ چکی تھیں' امالیا ایوانوونا کی بات فوراً ہی "کاٹ دی" کہ وہ "بیوقوفی کی بات کر رہی ہیں" اور کچھ بھی نہیں سمجھتیں کہ ذی ویشے کی فکر کرنا دھلائی کی نگراں عورت کا کام ہے نہ کہ تربیت گاہ کی ڈائرکٹر کا' اور جہاں تک ناول پڑھنے کا تعلق ہے تو یہ ویسے بھی کوئی تہذیب کی بات نہیں ہے اور وہ درخواست کرتی ہیں کہ امالیا ایوانوونا چپ رہیں۔ امالیا ایوانوونا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور انہوں نے بھڑک کر کہا کہ وہ تو صرف "بھلائی چاہتا تھیں"! اور یہ کہ وہ پہلے ہی "بوہوت بھلائی چاہتا رہی ہیں" اور یہ کہ انہیں "بہت دنوں سے فلیٹ کے لئے نقدی بھی نہیں دی گئی۔" کاترینا ایوانوونا نے فوراً انہیں یہ کہہ کر "ٹھکانے لگا دیا" کہ وہ یہ جھوٹ کہہ رہی ہیں کہ 'بھلائی چاہتا تھیں' اس لئے کہ ابھی کل ہی' جب مرحوم کی میت میز ہی پر رکھی تھی' تو انہوں نے فلیٹ کے لئے دق کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس پر امالیا ایوانوونا نے بہت ہی سلسلے وار طریقے سے کہا کہ انہوں نے "ان خاتون کو مدعو کیا لیکن وہ خاتون نہیں آیا اس لئے کہ وہ خاتون شریف خاتون ہے اور غیر شریف خاتون کے پاس نہیں آ سکتا۔" کاترینا ایوانوونا نے فوراً یہ بات زور دے کر کہی کہ ان جیسی پھوہڑ عورت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ سچی شرافت ہوتی کیا ہے۔ امالیا ایوانوونا سے نہیں رہا گیا اور انہوں نے اعلان کیا کہ ان کے "برلن والے باپ بوہوت بوہوت اہم شخص تھے اور دونوں ہاتھ جیب میں ڈالتے چلتے تھے اور سارے وقت ایسے کرتے تھے پوف! پوف!" اور اپنے باپ کی ہو بہو تصویر کھینچنے کے لئے امالیا ایوانوونا کرسی پر سے اچھل پڑیں' اپنے دونوں ہاتھ جیب میں ڈال لئے' گال پھلا لئے اور منہ سے کچھ غیر معین سی آوازیں نکالنے لگیں جو کچھ 'پوف' 'پوف' سے ملتی جلتی تھی۔ اس پر سارے کرایہ داروں نے زور کا قہقہہ لگایا جو یہ محسوس کر کے کہ لڑائی ہونے والی ہے اپنی ہمت افزائیوں سے امالیا ایوانوونا کا دل بڑھا رہے تھے۔ لیکن اس کو کاترینا ایوانوونا نہیں برداشت کر سکتی تھیں اور انہوں نے ترنت "دو ٹوک کہہ دیا" کہ امالیا ایوانوونا کے شاید باپ تو کبھی تھے ہی نہیں اور امالیا ایوانوونا تو پیٹرس برگ کی شرابی فنلینڈی ہیں اور غالباً پہلے کہیں باورچن کی طرح یا شاید اس سے بھی بدتر حالت میں رہتی تھیں۔ امالیا ایوانوونا کیکڑے کی طرح سرخ ہو گئیں اور چیخیں کہ شاید کاترینا ایوانوونا کے "باپ تو کبھی تھے ہی نہیں اور ان کے تو برلن والے باپ تھے اور وہ ہمیشہ بڑا لمبا کوٹ پہنتے تھے اور سارے وقت کرتے رہتے تھے پوف' پوف!" کاترینا ایوانوونا نے حقارت کے ساتھ کہا کہ ان کے حسب نسب کے بارے میں سب کو معلوم ہے اور اسی سند اعزازی میں چھپے ہوئے حرفوں میں درج ہے کہ ان کے باپ کرنل تھے۔ اور یہ کہ امالیا ایوانوونا کے باپ (اگر ان کے کوئی باپ تھے تو) غالباً پیٹرس برگ کے کوئی فنلینڈی رہے ہوں گے 'دودھ بیچنے والے' لیکن سب سے زیادہ صحیح خیال تو یہی ہے کہ باپ بالکل تھے ہی نہیں اس لئے کہ ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ امالیا ایوانوونا کو باپ کے نام سے کس طرح پکارا جائے --- ایوانوونا کہ لودویگوونا؟ اس پر تو امالیا ایوانوونا قطعی طور پر آگ بگولا ہو گئیں اور میز پر مکا مار کر چیخنے لگیں کہ وہ امال ایوان ہیں' لودویگوونا نہیں' اس لئے کہ ان کے باپ کا "نام تھا ایوحن اور یہ کہ وہ بورماسٹر تھے" اور کاترینا ایوانوونا کے باپ تو "بالکل کبھی تھے نہیں بورماسٹر۔" کاترینا ایوانوونا کھڑی ہو گئیں اور تند و بظاہر پرسکون آواز میں (حالانکہ ان کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اور ان کا سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا) امالیا ایوانوونا سے کہا کہ اگر انہوں نے ایک بار بھی پھر "اپنے بدبخت باپ کو ان کے پاپا کے برابر رکھنے کی کوشش کی تو وہ' کاترینا ایوانوونا ان کی ٹوپی نوچ لیں گی اور اسے پاؤں تلے روند ڈالیں گی۔" یہ سن کر امالیا ایوانوونا کمرے میں دوڑنے لگیں اور پوری قوت سے چلانے لگیں کہ وہ مکان مالکن ہے اور کاترینا ایوانوونا "اسی لمحے فلیٹ سے نکل جائیں۔" اس کے بعد وہ پتہ نہیں کیوں

لپک کر میز پر سے چاندی کے چمچے اٹھانے لگیں۔ بڑا شور اور ہنگامہ ہوا' بچے رونے لگے۔ سونیا لپکی تو کاترینا ایوانوونا کو روکنے کے لئے لیکن جب امالیا ایوانوونا کچھ "زرد ٹکٹ" کے بارے میں چلائیں تو کاترینا ایوانوونا نے سونیا کو پرے دھکیل دیا اور امالیا ایوانوونا کی طرف لپکیں کہ فوراً ٹوپی کے سلسلے میں اپنی دھمکی پر عمل کریں۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور چوکھٹ پر اچانک پیوتر پتروویچ لوژین نظر آیا۔ وہ کھڑا ہوا تند اور پر توجہ نظروں سے سارے لوگوں اور پورے منظر کو دیکھ رہا تھا۔ کاترینا ایوانوونا اس کی طرف لپکیں۔

3

وہ چلائیں "پیوتر پتروویچ! آپ ہی بچائیے! اس بیوقوف بکاؤ مال کو سمجھا دیجئے کہ یہ ایک بدقسمتی میں مبتلا شریف عورت سے اس طرح پیش آنے کی ہمت نہ کرے کہ اس کے لئے قانون ہے..... میں خود جنرل گورنر کے پاس..... اس کو جواب دینا پڑے گا..... میرے باپ کے نان و نمک کو یاد کر کے ان یتیموں کی حفاظت کیجئے۔"

"مجھے اجازت دیجئے خاتون..... اجازت دیجئے' اجازت دیجئے خاتون" پیوتر پتروویچ نے انہیں ایک طرف ہٹایا "آپ کے والد کو' جیسا کہ آپ جانتی ہی ہیں' جاننے کا شرف مجھے بالکل حاصل نہیں تھا..... اجازت دیجئے خاتون!" (کسی نے زور سے قہقہہ لگایا) "اور امالیا ایوانوونا کے ساتھ آپ کے مسلسل جھگڑوں میں حصہ لینے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے..... میں اپنی ضرورت سے آیا ہوں..... اور میں آپ کی سوتیلی بیٹی سونیا..... ایوانوونا..... شاید یہی نام ہے نہ؟..... سے فوراً بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ذرا نکل جانے دیجئے....."

اور پیوتر پتروویچ پہلو بچا کر کاترینا ایوانوونا کے پاس سے نکل آیا اور سامنے والے کونے کی طرف چلا جہاں سونیا بیٹھی ہوئی تھی۔

کاترینا ایوانوونا جہاں تھیں وہیں کھڑی رہ گئیں جیسے ان پر بجلی گر پڑی ہو۔ وہ سمجھ ہی نہ سکیں کہ پیوتر پتروویچ کیسے ان کے پاپا کے نان و نمک سے انکار کر سکتا تھا۔ اس نان و نمک کی بات کو گھڑ لینے کے بعد وہ خود اس پر یقین کرنے لگی تھیں۔ اور پیوتر پتروویچ کے کاروباری' خشک اور کچھ حقارت آمیز دھمکی بھرے لہجے پر بھی وہ سکتے میں آ گئی تھیں۔ پیوتر پتروویچ کے آنے پر رفتہ رفتہ دوسرے لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے۔ نہ صرف یہ کہ "کاروباری اور سنجیدہ" شخص باقی دوسرے لوگوں سے بالکل ہی میل نہ کھاتا تھا' بلکہ یہ بھی صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ کسی بہت ہی اہم کام سے آیا ہے اور غالباً کوئی بہت ہی غیر معمولی وجہ تھی جس کی بنا پر اس نے ایسی صحبت میں آنا گوارا کیا اور مطلب یہ کہ ابھی کچھ ہونے والا ہے' کچھ ہو گا۔ رسکولنیکوف سونیا کے پاس ہی کھڑا تھا۔ اس نے ایک طرف کو ہٹ کر پیوتر پتروویچ کو جگہ دی لیکن لگا کہ پیوتر پتروویچ نے اسے دیکھا ہی نہیں۔ ایک ہی منٹ بعد چوکھٹ پر لیبزیا تنیکوف بھی نظر آئے۔ وہ کمرے میں نہیں آئے لیکن وہ بھی کچھ خاص تجسس اور تقریباً تعجب کے ساتھ کھڑے رہے' جو باتیں ہو رہی تھیں انہیں سنتے رہے لیکن لگتا تھا کہ کافی دیر تک وہ کچھ سمجھ نہیں پائے۔

"معاف کیجئے گا کہ میں شاید قطع کلام کر رہا ہوں لیکن معاملہ بہت ضروری ہے" پیوتر پتروویچ نے کچھ عام طور سے اور کسی کی طرف بھی خاص طور سے مخاطب ہوئے بغیر کہا "مجھے خوشی ہے کہ اور لوگ بھی موجود ہیں۔ امالیا ایوانوونا میں آپ سے' بہت ادب کے ساتھ' درخواست کرتا ہوں کہ فلیٹ کی مالکن کی حیثیت سے آپ اس بات کی طرف پوری توجہ کریں جو میں سونیا ایوانوونا کے ساتھ کرنے والا ہوں۔ سونیا ایوانوونا" وہ سیدھے سونیا سے مخاطب ہوا جو غیر معمولی طور پر حیرت زدہ اور ابھی سے ڈری ڈری تھی "میری میز سے' میرے دوست

اندریئی سمیونووچ لیریا تیکوف کے کمرے میں 'ابھی ابھی آپ کے آنے کے بعد میرا سو روبل کا ایک نوٹ غائب ہو گیا۔ اگر آپ کسی بھی طرح سے جانتی ہوں اور ہمیں بتا دیں کہ وہ کہاں ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اپنا قول دیتا ہوں اور سبھوں کو گواہ بناتا ہوں کہ بات بس اتنے ہی پر ختم ہو جائے گی۔ اس کے خلاف صورت میں میں دوسرے بہت ہی سنجیدہ اقدامات کرنے پر مجبور ہوں گا تب... آپ اپنے آپ ہی کو ملامت کیجئے گا!"

کمرے میں مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ روتے ہوئے بچے تک چپ ہو گئے۔ سونیا کے چہرے پر مردنی چھائی تھی' وہ کھڑی لوژین کو دیکھ رہی تھی اور کچھ جواب نہیں دے پا رہی تھی۔ اس کی توجیسے ابھی تک سمجھ ہی میں نہ آیا تھا۔ چند سکنڈ گزر گئے۔

"تو پھر کیا کہتی ہیں آپ؟" لوژین نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی... میں کچھ نہیں جانتی..." آخر کار کمزور سی آواز میں سونیا نے کہا۔

"نہیں؟ نہیں جانتیں؟" لوژین نے پھر سے سوال کیا اور چند سکنڈ پھر چپ رہا "سوچ لیجئے' مادمیوازیل" اس نے سختی سے کہا لیکن اب بھی جیسے اسے سمجھا رہا ہو "آپ فیصلہ کر لیجئے' میں آپ کو سوچ بچار کر لینے کے لئے اور وقت دینے پر تیار ہوں۔ آپ ذرا اس بات کو دیکھ لیجئے کہ اگر مجھے اتنا یقین نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ میں' میرے تجربے کو دیکھتے ہوئے' آپ کو اس طرح براہ راست ملزم ٹھہرانے کا خطرہ مول نہ لیتا۔ اس لئے کہ اس طرح کے براہ راست اور صریحی الزام دینے پر' اگر وہ جھوٹا یا محض غلطی کی بنا پر بھی ہو تو بھی' بعض معنوں میں مجھے خود جواب دہ ہونا پڑے گا۔ یہ میں جانتا ہوں۔ آج صبح میں نے اپنی ضرورتوں کے لئے کچھ پانچ فیصدی والے بانڈ بھنائے جو کہ تقریباً تین ہزار روبل کے تھے۔ حساب میرے پاس لکھا ہوا میرے بڑے بٹوے میں ہے۔ گھر آ کر میں نے' جس کے گواہ اندریئی سمیونووچ ہیں' رقم کو گننا شروع کیا' دو ہزار تین سو روبل گن کر میں نے اپنے بڑے بٹوے میں رکھ لئے اور بٹوا کوٹ کے اندر کی جیب میں رکھ لیا۔ میز پر کوئی پانچ سو روبل رکھے رہے' سب نوٹ تھے اور ان میں تین نوٹ سو سو روبل کے تھے۔ اسی وقت آپ آئیں (میرے بلوانے پر) اور جتنے وقت آپ میرے پاس رہیں' آپ غیر معمولی طور پر پریشان تھیں' اتنا کہ بات چیت کے دوران میں آپ کھڑی بھی ہو گئیں اور پتہ نہیں کیوں آپ کو جانے کی جلدی تھی حالانکہ ہماری بات چیت ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی۔ اندریئی سمیونووچ اس سب کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ غالباً آپ مادمیوازیل خود ہی اس بات کی تصدیق کرنے سے انکار نہ کریں گی کہ میں نے آپ کو اندریئی سمیونووچ کے ذریعے صرف اس لئے بلوایا تھا کہ آپ کی رشتہ دار کاترینا ایوانوونا کی لاوارث اور بے سہارا حالت کے بارے میں بات کروں (جن کے پاس میں حاضری میں نہیں آ سکتا تھا) اور اس بارے میں کہ ان کے فائدے کے لئے کچھ چندے' لاٹری یا اسی قسم کی کسی اور چیز کا بندوبست کرنا کتنا مفید ہوتا۔ آپ نے میرا شکریہ ادا کیا بلکہ رو بھی پڑیں (میں سب جیسے ہوا تھا ویسے ہی بتا رہا ہوں تاکہ اول تو آپ کو یاد دلا دوں اور دوسرے آپ کو دکھا دوں کہ میرے حافظے سے کوئی معمولی سی بات بھی محو نہیں ہوئی۔) اس کے بعد میں نے میز سے دس روبل کا ایک نوٹ اٹھایا اور آپ کو دیا' اپنی طرف سے آپ کی رشتہ دار کے مفاد میں اور پہلی ممکن امداد کے طور پر۔ یہ سب اندریئی سمیونووچ نے دیکھا ہے۔ اس کے بعد میں نے آپ کو دروازے تک پہنچایا' آپ تب تک اسی طرح پریشان تھیں۔ اس کے بعد جب میں اندریئی سمیونووچ کے ساتھ اکیلا رہ گیا اور ان سے کوئی دس منٹ بات کر چکا تو اندریئی سمیونووچ چلے گئے اور میں دوبارہ میز کی طرف' اس پر پڑی ہوئی رقم کی طرف متوجہ ہوا' اس مقصد سے کہ اسے بھی گن کر' الگ رکھ دوں جیسا کہ میں پہلے کرنا

چاہتا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ دوسرے نوٹوں میں سے سو روبل کا ایک نوٹ نہ نظر آیا۔ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اندریئی سمیونووچ پر تو کسی طرح شبہہ نہیں کر سکتا' مجھے تو اس طرح کے مفروضے سے بھی شرم آتی ہے۔ گنتی میں بھی غلطی نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ آپ کے آنے کے منٹ بھر پہلے میں نے ساری گنتی ختم کی تھی اور میزان کو صحیح پایا تھا۔ آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کی پریشانی' جانے کی جلدی اور اس بات کو یاد کر کے کہ آپ کچھ دیر تو میز پر ہاتھ بھی رکھے ہوئے تھیں اور پھر آپ کی سماجی حالت اور اس سے وابستہ عادتوں کا تصور کر کے' میں' یوں کہنا چاہئے کہ میں انتہائی خوف کے ساتھ اور اپنی مرضی کے بالکل خلاف شک کرنے پر مجبور ہو گیا جو ظاہر ہے کہ بے رحمی کا ہے لیکن --- حق بجانب تو ہے! میں پھر کہتا ہوں اور دوہراتا ہوں کہ میرے سارے صریحی یقین کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرے الزام لگانے میں میرے لئے کچھ خطرہ بھی ہے --- لیکن جیسا کہ آپ دیکھ رہی ہیں میں نے معاملے کو چھوڑا نہیں۔ میں نے اقدام کیا اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیوں --- واحد' خاتون' واحد آپ کے سیاہ ناشکرے پن کی بنا پر! کیسے؟ میں آپ کو آپ کی انتہائی غریب رشتہ دار کے مفاد میں بلواتا ہوں' میں اپنے بس بھر دس روبل کا عطیہ آپ کو دیتا ہوں اور آپ اسی وقت' فوراً ہی اس قسم کی حرکت کر کے مجھے اس کا بدلہ دے دیتی ہیں! نہیں' یہ تو بری بات ہے! سبق ملنا ضروری ہے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے' میں آپ کے سچے دوست کی طرح آپ سے درخواست کرتا ہوں (اس لئے کہ اس وقت آپ کا مجھ سے بہتر دوست کوئی ہو ہی نہیں سکتا) کہ سوچ لیجئے! ورنہ پھر مجھ پر کچھ بھی کہنے سننے کا اثر نہ ہو گا! تو بتایئے پھر!"

"میں نے آپ کے ہاں سے کچھ بھی نہیں اٹھایا" سونیا نے خوف زدہ ہو کر سرگوشی میں کہا "آپ نے مجھے دس روبل دئیے تھے وہ یہ ہیں' لے لیجئے" سونیا نے جیب سے رومال نکالا' اس کی گرہ تلاش کی اور کھول کر اس میں سے دس روبل کا نوٹ نکالا اور لوژین کی طرف بڑھا دیا۔

"اور باقی سو روبل کے بارے میں آپ اقبال نہیں کریں گی؟" لوژین نے نوٹ لئے بغیر ڈانٹتے ہوئے اصرار کے ساتھ پوچھا۔

سونیا نے چاروں طرف نظر ڈالی۔ سب لوگ اسے گھور رہے تھے اور اتنی بھیانک' تند' مذاق اڑانے والی' نفرت انگیز نظروں سے! اس نے رسکولنیکوف کی طرف دیکھا جو دیوار کے پاس ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور اسے انتہائی غضب ناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اف میرے مالک!" سونیا چیخ پڑی۔

"امالیا ایوانوونا آپ کو چاہئے کہ پولیس کو خبر کر دیجئے اور اس لئے بہت ادب کے ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ تب تک کے واسطے دربان کو بلا لیجئے" لوژین نے ہلکی آواز میں بلکہ بڑے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

"گوٹ ڈیر بارم ہرتسیگے (2) میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اس نے چوری کرتا!" امالیا ایوانوونا نے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتی تھیں؟" لوژین نے پوچھا "مطلب یہ کہ آپ پہلے بھی کسی نہ کسی بنیاد پر اسی نتیجے تک پہنچ چکی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں محترمہ امالیا ایوانوونا کہ اپنے ان لفظوں کو یاد رکھئے گا جو بہرحال گواہوں کے سامنے کہے گئے ہیں۔"

اچانک ہر طرف سے زور زور سے باتیں کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ سب لوگ کسمسا رہے تھے۔

"ک---کیا!" اچانک کاتریناایوانوونا چونک کر چلائیں اور تیزی سے جھپٹ کر لوژین پر برس پڑیں۔ "کیا! آپ اس پر چوری کا الزام لگاتے ہیں؟ اس سونیا کو؟ ارے کمینو، کمینو!" پھر وہ مڑ کر سونیا کے پاس گئیں اور اپنی سوکھی پتلی بانہوں سے اسے گلے لگا کر جیسے زنبورے میں کس لیا۔

"سونیا! تو نے ان سے دس روبل لینے کی ہمت کیسے کی! ارے بیوقوف! لا ادھر دے! ابھی دے یہ دس روبل---یہ رہے!"

اور سونیا سے نوٹ لے کر کاتریناایوانوونا نے اسے ہاتھ میں موڑا مروڑا اور اسے لوژین کے منہ پر پھینکا۔ وہ بال کر اس کی آنکھ پر لگا اور اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ امالیاایوانوونا اسے اٹھانے بڑھیں۔ پیوتر پیترووچ کو غصہ آ گیا۔

وہ چلایا "پکڑیے اس پاگل کو!"

اس وقت دروازے میں لیبزیا تنیکوف کے پاس کئی لوگ اور نمودار ہو گئے تھے اور ان میں دونوں نووارد خواتین بھی تھیں۔

"کیا! پاگل کو؟ یہ میں ہوں پاگل؟ بیوقوف!" کاتریناایوانوونا چیخیں "تو خود بیوقوف ہے، عدالتی جعل ساز، پاجی آدمی! سونیا، سونیا اس کی رقم لے گی! سونیا چور ہے! وہ تو تجھ کو دے دے، بیوقوف!" اور کاتریناایوانوونا نے ایک خفقانی قہقہہ لگایا "دیکھا لوگو تم نے بیوقوف کو؟" وہ چاروں طرف دوڑ دوڑ کر جا رہی تھیں اور سب کو لوژین کو دکھا رہی تھیں۔ "کیا! اور تو بھی؟" انہوں نے مکان مالکن کو دیکھ لیا "اور او پر سے تو بھی، ساسیج کھانے والی تائید کرتی ہے کہ وہ "چوری کرتا" کمینی پروشیائی مرغی ٹانگوں پر کرینولین چڑھائے ہوئے! ارے لوگو! ارے لوگو! ارے وہ تو کمرے سے کہیں گئی بھی نہیں، تیرے پاس سے نکلتے، جیسے آئی ویسے ہی روڈیون رومانووچ کے پاس بیٹھ گئی!.... تلاشی لے لو اس کی! وہ تو کہیں گئی ہی نہیں، مطلب یہ کہ رقم اسی کے پاس ہو گی! تلاشی لے لو اس کی! وہ تو کہیں گئی ہی نہیں، مطلب یہ کہ رقم اس کے پاس ہو گی! تلاشی لے لو تلاشی! لیکن رقم اگر تجھے نہ ملی تو پھر معاف کرنا میری جان، جواب دینا پڑے گا! مالک کے پاس، مالک کے پاس، خود زار کے پاس جاؤں گی، رحیم و کریم کے پاس، پاؤں پڑ جاؤں گی، ابھی، آج ہی! میں---بے سہارا ہوں! مجھے جانے دیں گے! تو سمجھتا ہے کہ نہ جانے دیں گے؟ تو بکتا ہے، پہنچ جاؤں گی! پہنچ جاؤں گی! تو نے یہ سمجھا تھا کہ کمزور اور دبو ہے، تو نے اس سے آس لگا رکھی تھی؟ مگر بھائی، میں بڑی لڑاکا ہوں! حد کر دی تو نے! تلاشی لے، تلاشی لے، چل، لے نہ تلاشی!"

اور کاتریناایوانوونا جنون میں لوژین کو جھنجھوڑتے ہوئے گھسیٹ کر اسے سونیا کے پاس لائیں۔

"میں تیار ہوں اور ذمہ داری لیتا ہوں.... لیکن آپ ذرا اپنے کو سنبھالئے خاتون، سنبھالئے خود کو! میں بہت اچھی طرح دیکھ رہا ہوں کہ آپ لڑاکا ہیں!.... یہ.... یہ.... یہ کیسے؟" لوژین بدبدایا "یہ تو پولیس کی موجودگی میں ہونا چاہئے.... حالانکہ گواہ تو اس وقت بھی کافی موجود ہیں.... میں تیار ہوں.... لیکن بہر حال، مرد کے لئے مشکل ہے.... عورت ہونے کی وجہ سے.... اگر امالیاایوانوونا مدد کریں تو.... حالانکہ اس طرح یہ کام کیا نہیں جاتا.... یہ کیسے؟"

"جس کو چاہتے ہو! جو بھی چاہے وہ تلاشی لے لے!" کاتریناایوانوونا چلائیں "سونیا، الٹ دے جیبیں تو اپنی! لے، لے! دیکھ لے، درندے، دیکھ خالی ہے، یہاں رومال تھا، جیب خالی ہے، دیکھ رہا ہے! یہ دوسری جیب لے، لے! دیکھ رہا ہے! دیکھ رہا ہے!"

اور کاتریناایوانوونا نے جیبیں الٹیں نہیں بلکہ دونوں جیبوں کو جیسے نوچ لیا، ایک کے بعد دوسری کو باہر نکال لیا۔ لیکن دوسری یعنی دائیں جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا اچھلا اور ہوا میں دائرہ بنا کر لوژین کے پاؤں پر گر پڑا۔ یہ سب نے دیکھا اور بہت سے چیخ پڑے۔ لوژین نے جھک کر کاغذ کو دو انگلیوں سے اٹھا لیا، سب کو دکھایا اور اسے کھولا۔ یہ سو روبل کا نوٹ تھا، آٹھ پرت میں مڑا ہوا۔ لوژین نے اپنا ہاتھ چاروں طرف گھمایا اور سب کو نوٹ دکھایا۔

"چور! نکل جا فلیٹ سے! پولیس، پولیس!" امالیاایوانوونا چلائیں "انہیں تو سائبیریا بھگانے کا ضرورت ہے! نکل!"

چاروں طرف سے چیخ پکار بلند ہوئی۔ راسکولنیکوف چپ رہا۔ وہ سونیا کو تکے جا رہا تھا اور کبھی کبھی جلدی سے ایک نظر لوژین پر بھی ڈال لیتا۔ سونیا اسی جگہ پر کھڑی رہی جیسے اسے کچھ ہوش ہی نہ ہو۔ اسے تو تقریباً حیرت بھی نہیں ہو رہی تھی۔ اچانک اس کے پورے چہرے پر سرخی چھا گئی، وہ چلائی اور اس نے ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔

"نہیں، یہ میں نے نہیں کیا! میں نے نہیں لیا! میں کچھ نہیں جانتی!" وہ دل کو چیر دینے والے بین کر کے چلانے لگی اور کاتریناایوانوونا کی طرف لپکی جنہوں نے اسے پکڑ کر گلے سے لگا لیا جیسے وہ اسے اپنے سینے میں سب کی نظروں سے چھپا لینا چاہتی ہوں۔

"سونیا! سونیا! میں نہیں یقین کرتی! دیکھ رہی ہو، تم، میں نہیں یقین کرتی!" وہ ساری صریحی باتوں کے باوجود چلائیں اور اسے اپنے ہاتھوں میں بچے کی طرح ہلکورے دینے لگیں۔ انہوں نے اسے ان گنت بار پیار کیا، اس کے ہاتھ پکڑ لئے اور انہیں بھی چوما "کہتے ہیں تو نے لیا! کس قدر بیوقوف ہیں یہ لوگ! اف میرے مالک! بیوقوف ہو تم لوگ، بیوقوف!" وہ سب سے مخاطب ہو کر چلائیں "تم لوگ ابھی جانتے ہی نہیں، نہیں جانتے کہ اس کا دل کیسا ہے اور یہ کیسی لڑکی ہے! اس نے لیا، اس نے! وہ اپنے تن کا کپڑا اتار ڈالے، بیچ ڈالے، آپ ننگے پاؤں پھرے اور تم کو ضرورت ہو تو تمہیں دے دے، ایسی ہے وہ تو! اسے زرد ٹکٹ اس لئے ملا کہ میرے بچے بھوکے مر رہے تھے، ہمارے لئے اس نے خود کو بیچ دیا!.... آہ مرحوم، مرحوم، آہ مرحوم، مرحوم! دیکھو؟ دیکھو؟ یہ ہے تمہاری حاضری! اف میرے مالک! بچاؤ اس کو، تم لوگ سب کھڑے کیوں ہو! روڈیون رومانووچ! آپ کیوں نہیں اس کی حمایت کرتے؟ کیا آپ کو بھی یقین ہے؟ تم لوگ اس کی چھنگلیا کے بھی برابر نہیں ہو، سب، سب، سب، سب! میرے مالک! آخر بچاؤ نہ اسے!"

"غریب، تپ دق کی مریض، لاوارث کاتریناایوانوونا کے بین سے لگا کہ سارے لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ اس درد سے اینٹھے ہوئے، دق زدہ، سوکھے چہرے میں، ان خون سے داغدار پپڑیائے ہونٹوں میں، اس بھرائی ہوئی چیختی آواز میں، بچے کے رونے کی طرح کے اس زار و قطار رونے میں، بچانے کی اس پر اعتماد، بچوں جیسی اور ساتھ ہی انتہائی ناامید فریاد میں اتنا درد اور اتنا دکھ تھا کہ لگتا تھا اس بدنصیب پر سب کو ترس آ رہا ہے۔ کم سے کم پیوتر پیترووچ نے تو فوراً رحم کا اظہار کیا۔

"خاتون! خاتون!" اس نے متاثر کن آواز میں چیخ کر کہا "آپ کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں! کوئی بھی آپ کو اس کے بارے میں سوچنے یا اس پر راضی ہونے کا قصوروار نہیں ٹھہرا سکتا اس لئے اور بھی کہ آپ نے تو جیبیں الٹ کر پتہ چلا دیا--- مطلب یہ کہ آپ کو پہلے سے کچھ پتہ نہ تھا۔ میں پوری طرح اور بالکل تیار

ہوں رحم کرنے پر اگر یوں کہئے کہ محتاجی نے سونیا سیمیونووناکو مجبور کیا ہو' لیکن مادموازیل آپ اقبال کر لینا کیوں نہیں چاہتی تھیں؟ ڈر گئی تھیں کہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی؟ پہلا قدم؟ شاید آپ بوکھلا گئیں؟ بات سمجھ میں آگئی ہے' بالکل سمجھ میں آگئی ہے.... لیکن آخر کس لئے اس حد تک گر گئیں؟ حضرات!" وہ سارے موجود لوگوں سے مخاطب ہوا "حضرات! ترس کھا کر اور یوں کہئے کہ ان کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے میں اب بھی ذاتی توہین اٹھانے کے باوجود معاف کرنے پر تیار ہوں۔ ہاں مادموازیل' اس وقت کی رسوائی آپ کے لئے آئندہ کے واسطے سبق ہوگی" وہ سونیا سے مخاطب ہوا "اور اس سے آگے میں کچھ بھی نہیں کروں گا اور یوں ہے کہ اس معاملے کو ختم کرتا ہوں۔ اتنا کافی ہے!"

پیوتر پترووچ نے کنکھیوں سے رسکولنیکوف کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں چار ہوئیں۔ رسکولنیکوف کی جلتی ہوئی نگاہیں اس کو بھسم کر دینے کے لئے تیار تھیں۔ اس بیچ میں لگ رہا تھا کہ کاترینا ایوانوونا نے اور کچھ سنا ہی نہیں۔ وہ پاگل کی طرح سونیا کو گلے لگائے ہوئے تھیں اور پیار کئے جا رہی تھیں۔ بچے بھی ہر طرف سے سونیا کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے لپٹے ہوئے تھے اور پولینکا' بات کو پوری طرح سمجھے بغیر' آنسوؤں سے بالکل تر لگ رہی تھی اور سسکیوں سے اس کا سارا بدن کانپ اٹھتا تھا اور وہ اپنے رونے سے سوجے ہوئے چھوٹے سے خوبصورت چہرے کو سونیا کے کندھے میں چھپائے ہوئے تھی۔

"کس قدر ذلیل بات ہے یہ!" اچانک دروازے میں ایک بلند آواز سنائی دی۔

پیوتر پترووچ نے جلدی سے ادھر دیکھا۔

"کیسی ذلیل حرکت ہے!" لیبزیا تنیکوف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دہرایا۔

پیوتر پترووچ تو جیسے کانپ اٹھا۔ اس بات کو سب نے دیکھا (اور بعد کو سب نے یاد کیا۔) لیبزیا تنیکوف کمرے میں آگئے۔

"اور آپ نے یہ ہمت کی کہ مجھے گواہی میں پیش کر دیا؟" انہوں نے پیوتر پترووچ کے پاس پہنچ کر کہا۔

"اس کا مطلب کیا ہے اندریئی سیمیونووچ؟ آپ کس چیز کے بارے میں اس طرح بات کر رہے ہیں؟" لوژین بدبدایا

"مطلب یہ ہے کہ آپ جھوٹی تہمت لگاتے ہیں.... یہ ہے مطلب میری بات کا!" لیبزیا تنیکوف نے غصے میں کہا اور اپنی قریب بین نظروں سے اسے تندی کے ساتھ گھورا۔ وہ بہت ہی جھنجھلائے ہوئے تھے۔ رسکولنیکوف نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یوں دیکھا جیسے ایک ایک لفظ کو پکڑ پکڑ کر تول رہا ہو۔ پھر سے خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ پیوتر پترووچ تو تقریباً بالکل ہی بدحواس ہو گیا' خاص طور سے شروع کے لمحوں میں۔

"اگر یہ آپ مجھے...." اس نے ہکلاتے ہوئے کہا "یہ آپ کو ہوا کیا ہے؟ آپ کی عقل تو ٹھکانے ہے نہ؟"

"میری عقل بالکل ٹھکانے ہے اور آپ ایسے.... لفنگے ہیں! اف' کس قدر ذلیل حرکت ہے! میں نے سب سنا اور جان بوجھ کر سارے وقت انتظار کرتا رہا کہ سب سمجھ لوں اس لئے کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ابھی تک مجھے بات بالکل منطقی نہیں لگتی.... آخر کس لئے آپ نے یہ سب کیا۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"لیکن میں نے ایسا کیا کیا ہے! بند کیجئے آپ یہ اپنی بیوقوفی کی پہیلیوں میں باتیں کرنا! یا شاید آپ کچھ زیادہ پی گئے ہیں؟"

"آپ ذلیل آدمی ہو سکتا ہے نشے میں ہیں' میں نہیں! اور واڈکا تو میں کبھی پیتا ہی نہیں اس لئے کہ یہ میرے عقیدوں کے خلاف ہے! ذرا سوچئے کہ انہوں نے' انہوں نے خود' اپنے ہاتھ سے یہ سو روبل کا نوٹ سونیا سیمیونوونا کو دیا۔۔۔ میں نے دیکھا' میں گواہ ہوں' میں حلف اٹھا لوں گا! انہوں نے' انہوں نے!" لیبزیا تنیکوف نے سب سے اور ایک ایک سے مخاطب ہو کر بار بار کہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو صاحبزادے؟" لوژین نے چیخ کر کہا "وہ تو خود یہاں تمہارے سامنے' تمہارے منہ پر۔۔۔ اس نے خود یہاں' ابھی' سب کے سامنے اس بات کو قبول کیا کہ دس روبل کے علاوہ اسے مجھ سے کچھ بھی اور نہیں ملا۔ اس کے بعد میں بھلا اسے کس طرح دے سکتا تھا؟"

"میں نے دیکھا ہے' دیکھا ہے!" لیبزیا تنیکوف نے چیخ کر اپنی بات پر زور دیا "اور اگرچہ یہ میرے عقیدوں کے خلاف ہے پھر بھی میں اس وقت عدالت میں کوئی بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں اس لئے کہ میں نے دیکھا ہے کہ کیسے آپ نے چپکے سے اس کی جیب میں نوٹ ڈال دیا تھا! صرف یہ کہ میں ایسا بیوقوف ہوں کہ میں نے سوچا آپ نے نیک دلی کی بنا پر ایسا کیا ہے اور دروازے کے پاس' اس سے رخصت ہوتے وقت جب وہ مڑی اور جب آپ ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تب دوسرے' بائیں ہاتھ سے اس کی جیب میں چپکے سے نوٹ ڈال دیا۔ میں نے دیکھا ہے! دیکھا ہے!"

لوژین کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

"آپ کیوں جھوٹ بول رہے ہیں!" وہ ڈھٹائی سے چلایا "اور کیسے آپ نے کھڑکی کے پاس سے کھڑے کھڑے نوٹ دیکھ لیا! یوں ہی لگا ہوگا آپ کو اپنی قریب بین آنکھوں کے سامنے۔ آپ ہذیان بک رہے ہیں!"

"نہیں یوں ہی نہیں لگا! اور میں اگرچہ دور کھڑا تھا لیکن میں نے سب' سب کچھ دیکھا۔ اور اگرچہ کھڑکی کے پاس سے کاغذ اور نوٹ میں فرق کرنا مشکل تھا' آپ ٹھیک کہتے ہیں' لیکن یہ میں شاید ایک خاص اتفاق کی بنا پر جان گیا کہ یہ سو روبل کا نوٹ ہی ہے اس لئے کہ جب آپ سونیا سیمیونوونا کو دس روبل کا نوٹ دے رہے تھے تبھی میں نے خود دیکھا تھا کہ آپ نے میز سے سو روبل کا نوٹ بھی اٹھایا تھا (یہ میں نے اس لئے دیکھ لیا کہ اس وقت میں پاس ہی کھڑا تھا اور چونکہ اس سے میرے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اس لئے میں اس بات کو نہیں بھولا کہ آپ کے ہاتھ میں نوٹ تھا۔) آپ نے اسے موڑا اور سارے وقت اسے ہاتھ میں دبائے رہے۔ پھر مجھے اس کا خیال نہیں آیا لیکن جب آپ اٹھنے لگے تو آپ نے اس نوٹ کو دائیں ہاتھ سے بائیں میں لیا اور وہ گرتے گرتے بچا۔ تب مجھے پھر یاد آگیا اس لئے کہ مجھے پھر وہی خیال ہوا کہ آپ مجھ سے چھپا کر دینا چاہتے ہیں' اس کے ساتھ نیکی کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ کیسے میں نے آپ پر نظر رکھی اور پھر یہ دیکھا کہ کیسے آپ کو اسے جیب میں ڈال دینے کا موقع مل گیا۔ میں نے دیکھا ہے' دیکھا ہے' میں حلف اٹھاتا ہوں!"

لیبزیا تنیکوف تقریباً ہانپ رہے تھے۔ چاروں طرف سے طرح طرح کی چیخیں سنائی دینے لگیں' سب سے زیادہ ایسی جن میں تعجب کا اظہار تھا مگر ایسی بھی آوازیں سنائی دیں جن میں دھمکی کا لہجہ تھا۔ سارے لوگوں نے پیوتر پترووچ کو گھیر لیا تھا۔ کاترینا ایوانوونا جلدی سے لیبزیا تنیکوف کے پاس گئیں۔

"اندریئی سیمیونووچ! میں نے آپ کو غلط سمجھا! اس کی حفاظت کیجئے! بس ایک آپ ہی اس کے طرف دار ہیں! وہ یتیم ہے' آپ کو تو خدا نے بھیج دیا! اندریئی سیمیونووچ' میرے مہربان' باپ ہمارے!"

اور تقریباً یہ سمجھے بغیر کہ وہ کیا کر رہی ہیں کاترینا ایوانوونا ان کے سامنے گھٹنے کے بل ہو گئیں۔

"سب لغو ہے!" لوژین جنون کی حد تک غضب ناک ہو کر چلایا "جناب آپ سب اتو بلتے رہے ہیں۔ بھول گیا' یاد آگیا' بھول گیا'۔۔۔یہ کیا ہے؟ آخر امطلب یہ کہ میں نے جان بوجھ کر اسے دیا؟ کس لئے؟ کس مقصد سے؟ کیا چیز مشترک ہے مجھ میں اور اس۔۔۔؟"

"کس لئے؟ یہ تو میں خود نہیں سمجھ پاتا لیکن جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں وہ بالکل حقیقت ہے' یہ یقینی بات ہے! میں ہرگز غلطی نہیں کر رہا ہوں بد معاش' مجرم آدمی' مجھے تو یہاں تک یاد ہے کہ اسی کی وجہ سے فوراً میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا' اسی وقت' جب میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور آپ کا ہاتھ دبایا۔ کیوں آپ نے یہ نوٹ اس سے بھی چھپا کر اس کی جیب میں ڈالا؟ مطلب یہ کہ چھپا کر کیوں؟ صرف اس لئے کہ مجھ سے چھپانا چاہتے تھے چونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں عقیدوں میں آپ کا مخالف ہوں اور ذاتی خیرات کو رد کرتا ہوں جو کوئی بھی بنیادی علاج نہیں کرتی؟ تو میں نے طے کیا کہ آپ کو میرے سامنے اتنی بڑی رقم دیتے واقعی شرم آئی ہو گی اور میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے وہ اس لڑکی کو اچنبھے میں ڈالنا چاہتے ہوں کہ جب اسے اپنی جیب میں پورے سو روبل ملیں تو وہ حیران رہ جائے۔ (اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے خیرات دینے والے لوگ اپنی خیرات کو اس طرح سجاتے سنوارتے ہیں۔) بعد کو مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ آپ شاید اسے آزمانا چاہتے ہوں یعنی جب اسے رقم ملے گی تو وہ شکریہ ادا کرنے آئے گی یا نہیں! پھر یہ کہ شکر گزاری سے بچنا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو کہا گیا ہے نہ کہ دائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ۔۔۔۔ مختصر یہ کہ کچھ ایسی ہی بات۔۔۔ ارے تب میرے ذہن میں ایسے ایسے خیالات آئے کہ میں نے طے کیا کہ اس سب کے بارے میں بعد کو سوچوں گا لیکن پھر بھی میں نے یہ بات شائستگی کے خلاف سمجھی کہ آپ پر ظاہر کر دوں کہ مجھے آپ کا راز معلوم ہے۔ لیکن اسی وقت میرے ذہن میں یہ بھی سوال پیدا ہوا تھا کہ ہو سکتا ہے اس سے پہلے کہ سونیا سیمیونوونا دیکھیں وہ بڑی آسانی سے یہ رقم کھو بھی سکتی ہیں۔ اسی لئے میں نے آنے کا فیصلہ کیا کہ انہیں بلا کر جتا دوں کہ آپ نے ان کی جیب میں سو روبل رکھے ہیں۔ یہاں آتے ہوئے میں مادام کو بیلیا تیکووا کے کمرے میں چلا گیا کہ انہیں اثباتی طریق کا عام رسالہ' پہنچا دوں اور خاص طور سے پیدریت کا مضمون (اور واگنر کا بھی) پڑھنے کے لئے ان سے سفارش کروں۔ اس کے بعد میں یہاں آیا اور یہاں کیسا قصہ دیکھنے میں آیا! کیا میں یہ سارے خیالات اور دلائل سوچ سکتا تھا' کسی طرح بھی سوچ سکتا تھا اگر میں نے درحقیقت نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے اس کی جیب میں سو روبل رکھے ہیں؟"

جب اندریئی سیمیونووچ نے اپنی یک طرفہ تقریر آخر میں ایسے منطقی نتیجے پر ختم کی تو وہ بے حد تھک چکے تھے اور ان کے چہرے سے پسینہ بھی ٹپکنے لگا تھا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ روسی میں بھی ٹھیک سے اپنی بات واضح نہ کر سکتے تھے (حالانکہ کوئی دوسری زبان نہ جانتے تھے) چنانچہ اپنے اس وکالتی کارنامے کے بعد تھک کر بالکل چور بلکہ نحیف تر ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود ان کی تقریر کا غیر معمولی اثر ہوا۔ انہوں نے اتنے جوش' اتنے یقین کے ساتھ بات کی تھی کہ صاف نظر آ رہا تھا کہ سب نے ان کی بات کا یقین کر لیا۔ پیوتر پتروویچ نے محسوس کیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔

وہ چلایا "مجھے اس سے کیا مطلب کہ آپ کے سر میں بیوقوفی کے سوالات پیدا ہوئے یا نہیں' یہ کوئی ثبوت نہیں ہے! یہ سب آپ نے خواب میں ہذیان بکا ہو گا' بس یہ ہے ساری بات! اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ جناب' آپ جھوٹ بول رہے ہیں! جھوٹ بول رہے ہیں اور میری طرف سے کسی کینے کی بنا پر مجھے تہمت لگا رہے ہیں اس بات پر چڑ کر کہ میں آپ کے آزاد خیال اور بے خدا سماجی تصورات سے متفق نہیں ہوں' یہ ہے اصل معاملہ!"

لیکن اس ٹال مٹول سے پیوتر پتروویچ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس کے برعکس ہر طرف سے بڑبڑانے کی آوازیں آنے لگیں۔

"ارے یہ تم کہاں جا پہنچے!" لیبزیا تیکوف نے چیخ کر کہا "بک رہے ہو تم! پولیس کو بلاؤ اور میں حلف اٹھاؤں گا! بس ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس نے آخر کس لئے ایسی گھٹیا حرکت کا خطرہ مول لیا! اف' قابل رحم' بودا آدمی!"

"اس کی وضاحت میں کر سکتا ہوں کہ اس نے ایسی حرکت کا خطرہ کیوں مول لیا اور اگر ضرورت ہوگی تو میں بھی حلف اٹھا لوں گا!" آخر کار رسکولنیکوف نے پر زور آواز میں کہا اور آگے بڑھ آیا۔

وہ چہرے مہرے سے محکم اور پرسکون لگ رہا تھا۔ بس ایک نظر اسے دیکھ کر سب کی سمجھ میں آ گیا کہ وہ واقعی جانتا ہے کہ بات کیا ہے اور اب گتھی سلجھنے کو آ گئی ہے۔

"اب میں سب کچھ خود سمجھ سکتا ہوں" رسکولنیکوف نے براہ راست لیبزیا تیکوف کو مخاطب کر کے کہا "شروع قصے ہی سے مجھے شک ہونے لگا تھا کہ یہاں کوئی نہ کوئی کمینی سازش ہے۔ شک مجھے کچھ خاص حالات کی بنا پر ہو رہا تھا جو صرف مجھے معلوم ہیں لیکن انہیں ابھی میں سب کو سمجھا دوں گا اس لئے کہ انہیں میں سارے معاملے کی جڑ ہے۔ اندریئی سیمیونووچ آپ نے اپنے بیش قیمت بیان سے میرے لئے ساری بات واضح کر دی۔ میں سب سے' سب لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ غور سے سنیں۔ ان صاحب" اس نے لوژین کی طرف اشارہ کیا "کی منگنی ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک لڑکی سے یعنی میری بہن اودوتیا رومانوونا رسکولنیکووا سے ہوئی۔ لیکن پیٹرس برگ آنے کے بعد پرسوں' ہماری پہلی ہی ملاقات میں' انہوں نے مجھ سے جھگڑا کیا اور میں نے ان کو اپنے کمرے سے نکال دیا جس کے دو گواہ موجود ہیں۔ یہ شخص بہت ہی بد ہے۔۔۔ پرسوں تک مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ یہاں رہتا ہے' آپ کے پاس اندریئی سیمیونووچ' اور یہ کہ اسی دن جس دن ہمارا جھگڑا ہوا یعنی پرسوں ہی اس نے یہ دیکھ لیا کہ میں نے کیسے مرحوم مارمیلادوف صاحب کے دوست کی حیثیت سے ان کی بیوی کاترینا ایوانوونا کو تدفین کے لئے تھوڑی سی رقم دی۔ اس نے فوراً میری ماں کو ایک رقعہ لکھا اور انہیں مطلع کیا کہ میں نے ساری رقم کاترینا ایوانوونا کو نہیں بلکہ سونیا سیمیونوونا کو دی۔ اور اس سلسلے میں اس نے انتہائی کمینے الفاظ استعمال کئے۔۔۔ سونیا سیمیونوونا کے کردار کا۔۔۔ یعنی اس نے سونیا سیمیونوونا سے میرے تعلقات کے کردار کی طرف اشارہ کیا۔ یہ سب جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں اس مقصد سے کہ ماں اور بہن سے میرا جھگڑا کروا دے اور انہیں یہ سمجھا دے کہ میں غیر شریفانہ مقاصد کے لئے ان کی آخری کوڑی تک' جس سے وہ لوگ میری مدد کرتی ہیں' اڑا دیتا ہوں۔ کل شام کو ماں اور بہن کی موجودگی میں' اور اس کی موجودگی میں' میں نے سچائی بیان کر دی اور یہ بتا دیا کہ میں نے رقم سونیا سیمیونوونا کو نہیں بلکہ تدفین کے لئے کاترینا ایوانوونا کو دی تھی اور یہ کہ پرسوں تک میں سونیا سیمیونوونا سے واقف تک نہ تھا اور میں نے ان کی شکل تک نہ دیکھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی کہا کہ وہ' پیوتر پتروویچ لوژین اپنی ساری صلاحیتوں کے باوجود سونیا سیمیونوونا کی چھنگلیا کے برابر بھی نہیں ہے جن کے بارے میں وہ اتنی بری باتیں کرتا ہے۔ اس کے اس سوال پر کہ کیا میں سونیا سیمیونوونا کو اپنی بہن کے برابر بٹھا سکتا ہوں؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں' اسی دن۔ اس بات پر چڑ کر کہ اس کے ورغلانے پر بھی ماں اور بہن مجھ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتیں' اس نے ان سے ناقابل معافی بدتمیزی کے

ساتھ باتیں کرنی شروع کیں۔ اس پر بالکل ہی قطع تعلق ہو گیا اور اسے گھر سے نکال دیا گیا۔ یہ سب کل شام کو ہوا۔ اب میں درخواست کرتا ہوں کہ خاص طور سے توجہ سے سنئے۔ ذرا سوچئے کہ اگر اسے یہ ثابت کر دینے میں کامیابی ہو جائے کہ سونیا سیمیونوونا چور ہیں تو سب سے پہلے تو اس نے میری ماں اور بہن پر یہ ثابت کر دیا ہوتا کہ اس کے شبہات تقریباً صحیح تھے "کہ وہ بجا طور سے اس بات پر ناراض ہوا تھا کہ میں نے اپنی بہن اور سونیا سیمیونووتا کو ایک ہی سطح پر رکھا" کہ مجھ پر حملہ کر کے تو اس نے میری بہن اور اپنی منگیتر کی عزت کی مدافعت کی اور اسے برقرار رکھا۔ مختصر یہ کہ اس سب کے ذریعے وہ پھر سے میرے اور میرے سگوں کے درمیان جھگڑا کروا سکتا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ امید کر رہا تھا کہ اس طرح پھر ان سے میٹھا بن جائے گا۔ میں اس کی تو بات ہی نہیں کر رہا ہوں کہ اس نے ذاتی طور پر مجھ سے انتقام لیا تھا اس لئے کہ وہ بعض وجوہ کی بنا پر جانتا ہے کہ مجھے سونیا سیمیونووتا کی عزت اور خوشی بے حد عزیز ہے۔ بس یہ ہے اس کا پورا کچا چٹھا! یوں سمجھتا ہوں میں اس معاملے کو! یہ ہے سارا سبب "کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا!"

اس طرح یا تقریباً اس طرح رسکولنیکوف نے اپنی تقریر ختم کی جس کا سلسلہ لوگوں کے استعجابی کلمات سے اکثر ٹوٹ جاتا تھا حالانکہ لوگ بڑے غور سے سن رہے تھے۔ لیکن ان مداخلتوں کے باوجود رسکولنیکوف نے بہت ہی تیکھے پن 'سکون' صحت 'صفائی اور قطعیت کے ساتھ ساری بات کی۔ اس کی تیکھی آواز 'اس کے پریقین لہجے اور تند چہرے نے سب لوگوں پر غیر معمولی اثر ڈالا۔

"یہی ہے 'بالکل یہی ہے!" لیبزیا تنیکوف نے بڑے جوش کے ساتھ تائید کی۔ "ضرور یہی ہو گا اس لئے کہ اس نے مجھ سے پوچھا تھا 'اسی وقت جب سونیا سیمیونووتا ہمارے کمرے میں آئی ہی تھیں' تبھی کہ آپ وہاں ہیں کہ نہیں؟ میں نے کاترینا ایوانوونا کے مہمانوں میں آپ کو دیکھا ہے کہ نہیں؟ یہ پوچھنے کے لئے وہ مجھے کھڑکی کے پاس لے گیا اور اس نے مجھ سے چپکے سے پوچھا۔ مطلب یہ کہ اس کے لئے اشد ضروری تھا یہ کہ آپ موجود ہیں! یہی بات ہے 'بالکل یہی بات ہے!"

لوژین چپ رہا اور حقارت کے ساتھ مسکراتا رہا۔ لیکن اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ لگتا تھا وہ سوچ رہا ہے کہ اس جال میں سے کیسے نکلے۔ ہو سکتا ہے وہ بڑی خوشی سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلا جاتا لیکن اس وقت تو یہ تقریباً ناممکن تھا۔ اس کا مطلب تو ہوتا کہ اس پر جتنے بھی الزام لگائے گئے ہیں ان کا اور اس بات کا اس نے اقبال کر لیا کہ اس نے درحقیقت سونیا سیمیونووتا کی رسوائی کی تھی۔ اور لوگ اتنے بے چین تھے 'جو اس کے بغیر ہی کافی گرم ہو رہے تھے "کہ وہ اسے ہرگز نہ جانے دیتے۔ ریٹائرڈ افسر اپنے ہوش میں تو نہیں تھا لیکن سب سے زیادہ چلا رہا تھا اور کئی اقدامات کی تجویزیں پیش کر رہا تھا جو لوژین کے لئے بالکل ہی ناخوشگوار ہوتے۔ لیکن ایسے لوگ بھی تھے جو نشے میں نہیں تھے۔ سارے کمروں سے لوگ آ آ کر جمع ہو گئے تھے۔ تینوں پولستانی بڑے غصے میں تھے اور لوژین پر برابر چیخ رہے تھے "بدمعاش!" اور پولستانی زبان میں کچھ دھمکیاں بھی دے رہے تھے۔ سونیا تناؤ کی حالت میں سن رہی تھی اور لگ رہا تھا کہ وہ بھی سب نہیں سمجھی جیسے ابھی ابھی ہوش میں آئی ہو۔ بس اس نے رسکولنیکوف پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹائیں۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ رسکولنیکوف ہی اس کی مدافعت کر سکتا ہے۔ کاترینا ایوانوونا بڑی مشکل سے اور خرخراتی ہوئی سانسیں لے رہی تھیں اور لگ رہا تھا کہ بہت تھک گئی ہیں۔ سب سے بیوقوف لگ رہی تھیں اما لیا ایوانوونا 'وہ منہ بنائے ہوئے تھیں اور کچھ بھی ان کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ انھوں نے صرف یہ دیکھا کہ کسی طرح پیوتر پیترووچ ناکام ہو گئے۔ رسکولنیکوف پھر بات کرنے کی

کوشش کر رہا تھا لیکن لوگوں نے اسے ختم کرنے ہی نہیں دیا۔ سارے لوگ چیخ رہے تھے اور سب نے لوژین کو گھیر لیا تھا اور اسے گالیاں اور دھمکیاں دے رہے تھے۔ لیکن پیوتر پیترووچ بالکل ڈرا نہیں۔ یہ دیکھ کر کہ سونیا پر الزام لگانے کا معاملہ وہ بالکل ہار چکا ہے وہ براہ راست ڈھٹائی اور گستاخی پر اتر آیا۔

"اجازت دیجئے 'حضرات' اجازت دیجئے 'ایسے بھیڑ نہ لگائیے' مجھے نکلنے دیجئے!" اس نے بھیڑ میں راستہ بناتے ہوئے کہا "اور ذرا مہربانی کیجئے 'دھمکی مت دیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو گا 'آپ کچھ بھی نہ کر پائیں گے۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ اس کے برعکس حضرات آپ کو جواب دہ ہونا پڑے گا کہ آپ نے ایک مجرمانہ معاملے کو زبردستی دبا دیا۔ چور کو اچھی طرح سے بے نقاب کیا جا چکا ہے اور میں مقدمہ چلاؤں گا۔ عدالت میں ایسے اندھے نہیں ہوتے... نہ شرابی ہوتے ہیں 'اور دو لامذہبوں 'ہنگامہ مچانے والوں اور آزاد خیالوں کا کوئی یقین نہ کرے گا جو مجھ پر ذاتی انتقام کی خاطر الزام لگاتے ہیں جس کا انھوں نے خود اپنی حماقت کی بنا پر اعتراف کر لیا ہے... اچھا 'اجازت دیجئے!"

"ابھی اسی وقت سے میرے کمرے میں آپ کی پرچھائیں تک نہ رہ جائے۔ مہربانی کر کے چلے جائیے اور ہمارے درمیان اب سب کچھ ختم! اور اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس کو سمجھاتے میں... پورے دو ہفتے مجھے اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہیں رہا!..."

"میں تو اندرئی سیمیونووچ آپ سے خود ہی کہہ چکا ہوں ابھی تھوڑی دیر پہلے کہ میں جا رہا ہوں اور تب آپ نے مجھے روکنے کی کوشش کی تھی۔ اب صرف اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بیوقوف ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی عقل کا اور اپنی آنکھوں کا علاج کروالیں۔ اجازت دیجئے 'حضرات!"

اس نے بھیڑ میں اپنا راستہ بنایا لیکن ریٹائرڈ افسر اسے اتنی آسانی سے 'بس ایک گالی کھا کر نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ اس نے میز پر سے ایک گلاس اٹھایا اور اسے کھینچ کر پیوتر پیترووچ کو مارا۔ لیکن گلاس سیدھا جا کر اما لیا ایوانوونا کو لگا 'وہ چیخیں اور افسر 'گلاس تان کر مارنے کی وجہ سے اپنا توازن کھو بیٹھا اور بعد سے میز کے نیچے گر پڑا۔ پیوتر پیترووچ اپنے کمرے میں گیا اور آدھ گھنٹے بعد وہ اس مکان سے نکل گیا۔ سونیا فطرتاً "شرمیلی تھی اور پہلے بھی جانتی تھی کہ کسی اور کے مقابلے میں اسے برباد کر دینا آسان ہے اور کوئی بھی کسی سزا کے بغیر اس کی توہین کر سکتا تھا۔ پھر بھی اس لمحے تک اسے لگتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح -- احتیاط سے کام لے کر 'سب کے اور ہر ایک کے سامنے انکسار برت کر -- وہ مصیبتوں سے بچ سکتی ہے۔ اس کی اس خوش فہمی کا ازالہ بہت ہی تکلیف دہ تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ تحمل سے اور تقریباً ذرا بھی بڑبڑائے بغیر سب کچھ برداشت کر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اسے بھی۔ لیکن شروع میں بہت ہی تکلیف دہ تھا۔ اپنی جیت اور اپنی بے گناہی کے ثابت ہو جانے کے باوجود۔ جب پہلا خوف اور پہلا سکتہ گزر گیا اور جب وہ سب کچھ صاف طور سے سمجھ گئی تو -- بے بسی اور توہین کا احساس اذیت ناک طریقے سے اس کے دل پر چھا گیا۔ اور اس پر خفقانی دورہ پڑا۔ آخر کار جب اس سے ضبط نہ ہو سکا تو وہ لپک کر کمرے سے باہر نکلی اور اپنے گھر کی طرف چل دی۔ یہ تقریباً اسی وقت ہوا تھا جب لوژین وہاں سے نکلا تھا۔ اما لیا ایوانوونا پر جب گلاس آ کر پڑا اور سارے لوگوں نے زوروں کا قہقہہ لگایا تو وہ بھی کسی اور کی بلا کو اپنے سر لینا برداشت نہ کر سکیں۔ پاگل کی طرح چیخ مار کر وہ کاترینا ایوانوونا کی طرف جھپٹیں اس لئے کہ وہ ساری چیزوں کے لئے قصوروار انہیں کو سمجھتی تھیں۔

"رفعان ہو جاؤ فلیٹ میں سے! اسی وقت! چلتے بنو!" اور ان لفظوں کے ساتھ انھوں نے کاترینا ایوانوونا کی

چیزوں میں سے جو کچھ ان کے ہاتھ لگا اٹھا اٹھا کر فرش پر پھینکنا شروع کر دیا۔ کاترینا ایوانوونا اس کے بغیر بھی بالکل ہی نڈھال ہو رہی تھیں اور تقریباً بیہوش تھیں، ہانپ رہی تھیں اور بالکل پیلی پڑ گئی تھیں۔ وہ بستر سے اچھل کر اٹھیں (جس پر وہ بے طاقتی سے ڈھیے پڑی تھیں) اور امالیا ایوانوونا پر جھپٹیں۔ لیکن لڑائی بالکل بھی برابر کی نہ تھی۔ امالیا ایوانوونا نے انھیں پر کی طرح جھٹک دیا۔

"کیا! یہ کم تھا کہ دین ایمان کو بھول کر ہم پر تہمت لگائی۔ اب یہ بکا ڈائن میرے اوپر بھی! کیا! شوہر کے دفن ہی کے دن فلیٹ سے نکال رہی ہے میرا نان و نمک کھانے کے بعد، یتیموں کے ساتھ! ارے میں کہاں جاؤں!" بیچاری عورت سسکیاں بھرتی اور ہانپتی ہوئی بین کرنے لگی۔ "میرے مالک!" اچانک وہ آنکھیں چمکا کر چلائیں "کیا واقعی انصاف رہ ہی نہیں گیا! ارے اگر ہم لاوارثوں کی نہیں تو پھر تو کس کی حفاظت کرے گا؟ اچھا دیکھتے ہیں! دنیا میں عدالت اور سچائی بھی ہے، اور میں تلاش کروں گی! اسی وقت! تو ذرا ٹھہر جا بے دین بکاؤ مال! پولینکا! تو بچوں کے پاس رہنا، میں ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ میرا انتظار کرنا، چاہے سڑک ہی پر بیٹھنا پڑے! دیکھتے ہیں دنیا میں ہے سچائی کہ نہیں؟"

اور سر پر وہی سبز شال ڈال کر جس کا ذکر مرحوم مارمیلادوف نے کیا تھا، کاترینا ایوانوونا کرایہ داروں کی بے تہذیب اور شراب کے نشے میں دھت بھیڑ کو، جو ابھی تک کمرے میں لگی ہوئی تھی، چیر کر اور بین کرتی، روتی ہوئی سڑک پر بھاگ گئیں۔ بغیر کسی متعین نصب العین کے بس کہیں بھی اسی وقت، فوراً اور چاہے کچھ بھی ہو جائے، انصاف تلاش کرنے۔ پولینکا بچوں کے ساتھ ڈر کے مارے کونے میں صندوق پر دبک گئی جہاں دونوں کانپتے ہوئے چھوٹے بچوں کو لپٹا کر وہ ماں کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ امالیا ایوانوونا کمرے میں آندھی کی طرح چکر لگاتی رہیں، چیختی رہیں، ہائے وائے کرتی رہیں اور جو جو کچھ انھیں ملتا گیا اسے فرش پر پھینکتی رہیں اور ہنگامہ مچاتی رہیں۔ کرایہ دار زوروں میں چلا رہے تھے۔ کچھ اس واقعے پر جہاں تک ہو سکا تبصرے کرتے رہے، کچھ جھگڑا کرتے اور گالیاں دیتے رہے۔ اور کچھ لوگوں نے گانا چھیڑ دیا...

"اب مجھے بھی چلنا چاہئے!" رسکولنیکوف نے سوچا۔ "تو اب، سونیا سیمیونوونا، دیکھتے ہیں اب آپ کیا کہتی ہیں!"

اور وہ سونیا کے گھر کی طرف چل دیا۔

4

رسکولنیکوف کو جتنی بھی روحانی تکلیف اور ٹھیس پہنچی تھی اس کے باوجود وہ لوژین کے مقابلے میں سونیا کا سرگرم اور باہمت حمایتی تھا۔ لیکن صبح کو اتنا کچھ بھگت چکنے کے بعد اس کو جیسے اس بات سے خوشی بھی تھی کہ اسے اپنے تاثرات کو، جو ناقابل برداشت ہو چکے تھے، بدلنے کا موقع مل گیا تھا اور یہ کہنے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ سونیا کی حمایت کرنے پر اس کے ذاتی اور دلی جذبات نے بھی اسے مجبور کیا تھا۔ اس کے علاوہ سونیا سے اس کی ہونے والی ملاقات بھی اس کو، خاص طور سے بعض اوقات، بہت ہی تشویشناک معلوم ہونے لگتی تھی، اسے سونیا کو ضرور بتانا تھا کہ لیزاویتا کو کس نے قتل کیا ہے۔ وہ پہلے سے اپنے لئے بھیانک اذیت محسوس کر رہا تھا اور جیسے اس سے ہاتھ دھونا چاہتا تھا۔ اسی لئے جب اس نے کاترینا ایوانوونا کے ہاں سے نکلتے ہوئے کہا تھا کہ "تو اب، سونیا سیمیونوونا، دیکھتے ہیں اب آپ کیا کہتی ہیں؟" تو بظاہر وہ تب تک ہمت، للکار اور کچھ دیر پہلے لوژین پر

فتح پانے کی باہری سرخوشی کی حالت میں تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک عجیب بات ہوئی۔ جب وہ کاپیرناؤموف کے گھر تک پہنچا تو اس نے اپنے اندر اچانک بے طاقتی اور خوف محسوس کیا۔ دروازے کے سامنے کھڑا ہوا وہ اس عجیب سوال پر غور کر رہا تھا کہ "کیا یہ بتانا ضروری ہے کہ لیزاویتا کو کس نے قتل کیا؟" سوال عجیب تھا اس لئے کہ اس نے اسی وقت یہ محسوس کیا کہ نہ بتانا نہ صرف یہ کہ ناممکن ہے بلکہ اس لمحے کو وقتی طور پر بھی طول دینا اور ٹالنا ممکن نہیں ہے۔ وہ ابھی تک یہ تو نہیں جانتا تھا کہ کیوں ممکن نہیں ہے، بس اس نے یہ محسوس کیا اور ضرورت کے سامنے اپنی بے بسی کے اس اذیت ناک احساس نے اسے تقریباً کچل کر رکھ دیا۔ اور زیادہ سوچنے غور کرنے اور اذیت برداشت کرنے سے بچنے کے لئے اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور چوکھٹ ہی پر سے سونیا کو دیکھا۔ وہ میز پر کہنیاں ٹیکے اور چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپے بیٹھی تھی لیکن رسکولنیکوف کو دیکھ کر جلدی سے کھڑی ہو گئی اور اس کی طرف بڑھی جیسے اس کا انتظار کر رہی ہو۔

"اگر آپ نہ ہوتے تو آج میرا کیا حال ہوتا!" اس نے رسکولنیکوف کے پاس بیچ کمرے میں آتے ہوئے جلدی سے کہا۔ بظاہر وہ یہی رسکولنیکوف سے جلد سے جلد کہہ دینا چاہتی تھی اور اسی لئے انتظار کر رہی تھی۔

رسکولنیکوف میز کے پاس جا کر اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر سے ابھی ابھی وہ اٹھی تھی۔ وہ رسکولنیکوف کے سامنے دو قدم پر، بالکل کل کی طرح کھڑی تھی۔

"تو سونیا؟" اس نے کہا اور فوراً محسوس کیا کہ اس کی آواز کانپ رہی ہے "آخر سارے معاملے کا دارومدار معاشرتی حالت اور اس سے متعلق عادتوں پر تھا۔ تھوڑی دیر پہلے آپ کی سمجھ میں یہ آ گیا؟"

سونیا کے چہرے پر دکھ کے آثار نمودار ہو گئے۔

"بس آپ میرے ساتھ کل کی طرح کی باتیں نہ کیجئے گا!" اس نے رسکولنیکوف کی بات کاٹتے ہوئے کہا "مہربانی ہو گی اگر آپ شروع ہی نہ کریں۔ ویسے ہی کافی اذیت ہے...."

وہ جلدی سے ڈر کر مسکرائی کہ کہیں رسکولنیکوف کو یہ تنبیہہ بری نہ لگے۔

"میں بیوقوفی میں وہاں سے چلی آئی۔ اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟ ابھی جانا چاہتی تھی لیکن سارے وقت سوچتی رہی کہ.... آپ آئیں گے۔"

رسکولنیکوف نے اسے بتایا کہ امالیا ایوانوونا ان لوگوں کو گھر سے نکال رہی ہیں اور کاترینا ایوانوونا بھاگ کر گئی ہیں کہیں "سچائی کی تلاش کرنے۔"

"اف، میرے خدا!" سونیا چیخ اٹھی "چلئے، جلدی وہاں چلیں...."

اور اس نے اپنا لبادہ اٹھا لیا۔

"ہمیشہ بس وہی ایک رٹ!" رسکولنیکوف جھنجھلا کر چلایا۔ "آپ کے خیالوں میں بس وہی لوگ بسے ہوئے ہیں! ذرا دیر میرے ساتھ رہئے!"

"اور... کاترینا ایوانوونا؟"

"اور کاترینا ایوانوونا اب ظاہر ہے کہ آپ کے ہاتھ سے چلی نہ جائیں گی، ابھی خود ہی آپ کے پاس آئیں گی۔ اس لئے کہ گھر سے تو بھاگ کھڑی ہوئی ہیں" اس نے جھگڑالو انداز میں کہا۔ "اور اگر آپ نہیں ملیں ان کو تو پھر قصور آپ ہی کا ہوگا...."

سونیا پریشانی اور بے یقینی کی حالت میں کرسی پر بیٹھ گئی۔ رسکولنیکوف چپ رہا، زمین کو تکتا رہا اور کچھ

سوچتا رہا۔

پھر اس نے سونیا کی طرف دیکھے بغیر کہنا شروع کیا "مان لیتے ہیں کہ اس دفعہ لوزین چاہتا نہیں تھا لیکن اگر وہ چاہتا ہوتا اور کسی طرح سے اس کو اس میں اپنا فائدہ نظر آتا تو اس نے تو آپ کو قید خانے بھیج دیا ہوتا اگر میں اور لیرنیا تیخکوف نہ ہوتے تو! ایں؟"

"ہاں" سونیا نے کمزور سی آواز میں کہا "ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں تشویش کے ساتھ دوہرایا۔

"اور میں تو وہاں واقعی نہ ہو سکتا تھا! اور لیرنیا تیخکوف بھی بالکل اتفاق ہی سے آ گیا تھا۔"

سونیا چپ رہی۔

"اور اگر قید خانے میں پہنچ جاتیں تب کیا ہوتا؟ یاد ہے کل میں نے کیا کہا تھا؟"

سونیا نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ رسکولنیکوف انتظار کرتا رہا۔

"اور میں سوچ رہا تھا کہ آپ پھر چلائیں گی اف 'مت کہئے' 'بس کیجئے!'" رسکولنیکوف ہنسا لیکن جیسے بڑی کوشش کر کے۔ "تو کیا، پھر خاموشی؟" اس نے کوئی منٹ بھر بعد پوچھا۔ "لیکن کسی نہ کسی چیز کے بارے میں بات کرنا تو ضروری ہے نہ؟ اب جیسے مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوتی کہ آپ نے ایک 'سوال' کو جیسا کہ لیرنیا تیخکوف کہتے ہیں 'کیسے حل کیا ہوتا۔" وہ جیسے اپنی باتوں میں گڑبڑانے لگا۔ "نہیں 'واقعی' میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ تصور کیجئے سونیا کہ آپ کو لوزین کی ساری نیت کا پہلے سے پتہ ہوتا آپ جانتی ہوتیں (یعنی یقینی طور پر) کہ اس کے ذریعے سے کاترینا ایوانوونا برباد ہو جاتیں اور بچے بھی' اور گھلوے میں آپ بھی (اس لئے کہ آپ تو اپنے کو کسی گنتی میں لاتی ہی نہیں اس لئے گھلوے میں)؟ اسی طرح پولینکا بھی... اس لئے کہ اس کا بھی راستہ یہی ہوتا۔ تو اب یہ کہ اگر اس سب کا فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا جاتا کہ دنیا میں اس کو زندہ رہنا ہے یا ان لوگوں کو؟ یعنی لوزین کو زندہ رہنا اور کمینہ پن کرنا ہے یا کاترینا ایوانوونا کو مرنا ہے؟ تو آپ نے کیسے اسے حل کیا ہوتا: ان میں سے کس کو مرنا ہے؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔"

سونیا نے بے چینی سے اسے دیکھا۔ اس غیر محکم اور کسی چیز تک گھما پھرا کر لے جانے والی بات میں کوئی خاص کھنک سنائی دی۔

"میں تو پہلے ہی سے محسوس کر رہی تھی کہ آپ اسی طرح کی کوئی بات پوچھیں گے" اس نے رسکولنیکوف کو کرید کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا یوں ہی سہی لیکن آپ اس کو کیسے حل کرتیں؟"

"کس لئے آپ ایسی بات پوچھ رہے ہیں جس کا ہونا ہی ناممکن ہے؟" سونیا نے کراہت کے ساتھ کہا۔

"مطلب یہ کہ بہتر یہ ہے کہ لوزین جیسے زندہ رہیں اور کمینہ پن کریں! آپ نے یہ فیصلہ کرنے کی بھی ہمت نہ کی؟"

"آخر میں تو خدا کی مرضی نہیں جان سکتی... اور آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ایسی بات جو پوچھنی ہی نہ چاہئے؟ کس لئے آخر ایسے کھوکھلے سوال؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا دارومدار میرے فیصلے پر ہو؟ اور کس نے یہاں مجھے منصف بنا دیا کہ کون جیئے کون نہ جیئے؟"

"اب جب خدا کی مرضی دخل ہونے لگے گی تب تو کچھ نہیں کیا جا سکتا" رسکولنیکوف نے روکھے پن سے

کہا۔

"اس سے تو اچھا ہے کہ سیدھے سیدھے بتا دیجئے کہ آپ چاہتے کیا ہیں!" سونیا بڑے دکھ کے ساتھ چیخی "آپ پھر کسی بات کی طرف لے جا رہے ہیں... کیا آپ صرف اس لئے آئے ہیں کہ مجھے اذیت دیں!"

اس سے ضبط نہ ہو سکا اور اچانک وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ رسکولنیکوف اسے غمگین حسد کے ساتھ دیکھتا رہا۔ پانچ منٹ گزر گئے۔

"ویسے تم ٹھیک کہہ رہی ہو سونیا" آخرکار اس نے آہستہ سے کہا۔ اچانک وہ بالکل بدل گیا۔ اس کا بناوٹی بے شرمی والا اور بے بس سرتابی والا لہجہ غائب ہو گیا۔ آواز بھی خفیف ہو گئی۔ "کل میں نے تم سے خود ہی کہا تھا کہ میں تم سے معافی مانگنے نہ آؤں گا اور شروع کیا تقریباً اسی طرح جیسے معافی مانگ رہا ہوں... یہ لوزین اور خدا کی مرضی کے بارے میں بات میں نے اپنے لئے کی تھی... اس طرح میں نے معافی مانگی تھی سونیا..."

وہ مسکرانا چاہتا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ میں کچھ بے بسی کی اور ادھ کچرے پن کی جھلک تھی۔ اس نے سر جھکا لیا اور اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپ لیا۔

اور اچانک اس کے دل میں سونیا سے شدید نفرت کا ایک عجیب اور غیر متوقع احساس پیدا ہوا۔ جیسے اس احساس سے خود متحیر اور خوف زدہ ہو کر اس نے اچانک سر اٹھایا اور اسے یک ٹک دیکھنے لگا۔ لیکن اس کی آنکھوں سے جو آنکھیں چار ہوئیں ان میں بے چینی اور اذیت کی حد تک فکرمندی تھی۔ ان میں محبت تھی۔ اس کی نفرت غائب ہو گئی' فریب نظر کی طرح۔ یہ وہ چیز ہی نہ تھی' اس نے ایک احساس کو دوسرا سمجھ لیا تھا۔ اس کے مطلب صرف یہ تھے کہ وہ لمحہ آ گیا ہے۔

اس نے پھر اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور سر نیچے جھکا لیا۔ اچانک اس کا چہرہ فق ہو گیا' وہ کرسی سے اٹھا' سونیا کو دیکھا اور کچھ کہے بغیر میکانیکی طور پر سونیا کے بستر پر بیٹھ گیا۔

یہ لمحہ اس کے احساس میں اس لمحے سے بے حد ملتا جلتا تھا جب وہ بڑھیا کے پیچھے کلہاڑی کو پھندے سے نکال کر کھڑا ہوا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ "اب ایک آن بھی وقت ضائع کرنا ناممکن ہے۔"

"کیا ہوا ہے آپ کو؟" سونیا نے بے حد سہم کر پوچھا۔

وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اس نے اس طرح مطلع کرنے کا تو ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیا تھا اور خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اس وقت اسے کیا ہو رہا ہے۔ سونیا چپکے سے اس کے پاس آ گئی اور بستر پر پاس ہی بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔ اس کی نگاہیں رسکولنیکوف ہی کے چہرے پر لگی ہوئی تھیں۔ سونیا کا دل زوروں میں دھڑک دھڑک کر تھم رہا تھا۔ آخر ناقابل برداشت ہو گیا--- رسکولنیکوف نے اپنا مردے کا سا سفید چہرہ سونیا کی طرف موڑا اور اس کے ہونٹ بے طاقتی سے کانپے اور اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ سونیا کا دل خوف سے کانپ اٹھا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو؟" اس نے آہستہ سے رسکولنیکوف سے ہٹتے ہوئے پھر پوچھا۔

"کچھ نہیں سونیا۔ ڈرو مت... بیوقوفی ہے! سچ کہہ رہا ہوں' اگر سوچو تو--- بیوقوفی ہی ہے" وہ بڑبڑایا لیکن اس کی صورت سے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ایسا آدمی ہو جسے کچھ ہوش نہ ہو اور سراسیمگی حالت میں ہو۔ "آخر کس لئے میں تمہارے پاس تم کو اذیت دینے آیا؟" اچانک اس نے سونیا کو دیکھ کر کہا۔ "سچ کہہ رہا ہوں۔ کس لئے؟ سونیا میں سارے وقت اپنے آپ سے یہ سوال کرتا رہتا ہوں..."

ہو سکتا ہے اس نے پندرہ منٹ پہلے خود سے یہ سوال کیا ہو لیکن اب تو وہ بالکل بے طاقتی سے بول رہا تھا

اور خود اسے بھی شاید ہی پتہ رہا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اسے اپنے پورے جسم میں مسلسل کپکپی کا احساس ہو رہا تھا۔

"اف آپ کتنی اذیت اٹھا رہے ہیں!" سونیا نے اسے دیکھتے ہوئے بڑے دکھ کے ساتھ کہا۔

"سب بیوقوفی ہے!.... بات یہ ہے سونیا" وہ اچانک پتہ نہیں کیوں جیسے بے طاقتی سے اور بالکل پیلے پڑتے ہوئے کوئی دو سیکنڈ تک مسکراتا رہا "تمہیں یاد ہے کہ کل میں تم سے کیا کہنا چاہتا تھا؟"

سونیا بیتابی سے منتظر رہی۔

"میں نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے تم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو رہا ہوں لیکن اگر پھر آیا تو تم کو بتا دوں گا.... کہ لیزاویتا کو کس نے قتل کیا ہے۔"

اچانک وہ سارے جسم سے کانپ گئی۔

"تو میں آگیا ہوں بتانے کے لئے۔"

"تو کیا آپ یہ واقعی کل.... " سونیا نے بڑی مشکل سے سرگوشی میں کہا "آپ کو کہاں سے معلوم؟" اس نے جلدی سے پوچھا جیسے وہ اچانک ہوش میں آگئی ہو۔

سونیا ابھر ابھر کر سانسیں لینے لگی اور اس کا چہرہ سفید سے سفید تر ہوتا گیا۔

"جانتا ہوں۔"

وہ ایک منٹ چپ رہی۔

"پکڑ لیا گیا اس کو؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں پکڑ تو نہیں پائے۔"

"تو پھر آپ اس کے بارے میں کیسے جانتے ہیں؟" پھر اس نے بہ مشکل سنائی دینے والی آواز میں کوئی منٹ بھر چپ رہنے کے بعد پوچھا۔

رسکولنیکوف اس کی طرف مڑا اور اسے یک ٹک گھورنے لگا۔

"بوجھو" اس نے پہلے ہی والی اینٹھی ہوئی اور نحیف مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

سونیا کے سارے جسم میں جیسے تشنج کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔

"یہ آپ.... مجھے.... کس لئے آپ مجھے یوں.... ڈراتے ہیں؟" اس نے بچے کی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ میں اس کا بہت گہرا دوست ہوں.... اسی سے جانتا ہوں" رسکولنیکوف نے اپنی بات جاری رکھی اور سونیا کے چہرے پر مستقل نظریں گڑوئے رہا جیسے نگاہ کو ہٹانے کی اس میں طاقت ہی نہ ہو۔ "وہ اس لیزاویتا کو.... قتل نہیں کرنا چاہتا تھا.... اس کو تو اس نے.... اتفاق سے قتل کر دیا۔ وہ بڑھیا کو قتل کرنا چاہتا تھا.... جب وہ اکیلی ہو.... اور گیا وہاں.... اتنے میں لیزاویتا پہنچ گئی.... اس نے وہیں.... اسے بھی قتل کر دیا۔"

ایک اور بھیانک منٹ گزرا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"تو تم نہیں بوجھ سکتیں؟" رسکولنیکوف نے اچانک اس احساس کے ساتھ پوچھا جیسے مینار سے نیچے چھلانگ لگا رہا ہو۔

"ن--- نہیں" سونیا نے ذرا ذرا سنائی دینے والی سرگوشی میں کہا۔

"دیکھو اچھی طرح سے۔"

اور جیسے ہی اس نے یہ کہا ویسے ہی ایک پہلے والے جانے بوجھے احساس نے اچانک اس کے دل کو منجمد کر دیا۔ اس نے سونیا کو دیکھا اور اچانک جیسے اس کے چہرے میں رسکولنیکوف کو لیزاویتا کا چہرہ دکھائی دیا۔ اسے لیزاویتا کے چہرے کا اس وقت کا تاثر بہت اچھی طرح یاد تھا جب وہ کلہاڑی لئے ہوئے اس کے پاس پہنچا تھا اور وہ اس سے پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ گئی تھی، سامنے کو ہاتھ پھیلائے ہوئے، چہرے پر بالکل بچوں کا سا خوف، بالکل چھوٹے بچوں کی طرح جب وہ اچانک کسی چیز سے ڈرنے لگتے ہیں، بے حس و حرکت ہو کر اور بے چینی سے اس چیز کو دیکھتے ہیں جس سے وہ ڈرے ہیں، پیچھے ہٹتے ہیں اور ہاتھ آگے پھیلا کر رونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تقریباً یہی اس وقت سونیا کے ساتھ ہو رہا تھا۔ ویسی ہی بے طاقت، اسی خوف کے ساتھ وہ کچھ دیر تک رسکولنیکوف کو دیکھتی رہی اور اچانک بایاں ہاتھ سامنے بڑھا کر آہستہ سے، ذرا ذرا اس کے سینے کو انگلیوں سے چھوا اور دھیرے دھیرے بستر سے اٹھنے لگی، اس سے زیادہ سے زیادہ دور ہٹتی ہوئی، اور سارے وقت اس کی آنکھیں رسکولنیکوف ہی کے چہرے پر جمی رہیں۔ سونیا کا خوف اس پر بھی طاری ہو گیا اور بالکل اسی طرح کا ڈر اس کے چہرے سے بھی ظاہر ہونے لگا اور وہ بھی بالکل اسی طرح سے سونیا کو دیکھنے لگا اور تقریباً اسی بچکانہ مسکراہٹ کے ساتھ۔

"بوجھ گئیں؟" اس نے آخر کار سرگوشی میں پوچھا۔

"اے میرے مالک!" اس کے سینے سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوا۔ وہ بے دم ہو کر بستر پر گر پڑی اور منہ اس نے تکیے میں چھپا لیا۔ لیکن بس ایک لمحے میں جلدی سے اٹھی، جلدی سے اس کے پاس آگئی، اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور انہیں زور سے اپنی پتلی پتلی انگلیوں سے جیسے زنبورے میں جکڑ لیا اور پھر بے حس و حرکت ہو کر، بالکل نگاہیں گڑو کر اسے دیکھنے لگی۔ ان آخری ناامیدانہ نگاہوں سے وہ اندر تک دیکھ کر اپنے لئے آخری ہی سہی کوئی نہ کوئی امید حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن امید نہیں تھی، کوئی شبہہ نہیں رہ گیا تھا، سب ویسے ہی تھا بعد کو بھی جب اس نے ان لمحوں کو یاد کیا تو اسے یہ بات عجیب اور معجزہ سی لگتی تھی کہ کیوں تب اس نے یوں، فوراً ہی دیکھ لیا تھا کہ کوئی شبہہ ہی نہیں؟ آخر وہ مثلاً یہ تو نہ کہہ سکتی تھی کہ اس کو اس قسم کی کسی چیز کا پہلے سے احساس تھا؟ اور اس کے باوجود اب جیسے ہی رسکولنیکوف نے اسے یہ بتا دیا ویسے ہی اچانک اسے لگا کہ اس نے درحقیقت جیسے پہلے ہی سے محسوس کر لیا تھا۔

"بس ہوا سونیا" کافی ہو گیا! مجھے مت اذیت دو!" بڑے دکھ کے ساتھ اس نے درخواست کی۔

اس نے یہ راز اس پر اس طرح افشا کرنے کے بارے میں ہرگز، ہرگز نہیں سوچا تھا لیکن ہوا ایسا ہی۔

جیسے وہ خود نہ سمجھ رہی ہو کہ کیا کر رہی ہے، وہ اچھل کھڑی ہوئی اور ہاتھ ملتی ہوئی بیچ کمرے میں چلی گئی لیکن پھر جلدی سے واپس آگئی اور اسی کے پاس دوبارہ بیٹھ گئی، تقریباً اس کے کندھے سے کندھا ملا کر۔ اچانک جیسے کسی نے کچھ چبھو دیا ہو اس طرح وہ چونک پڑی، اس نے چیخ ماری اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑی، خود بھی یہ جانے بغیر کہ کیوں وہ ایسا کر رہی ہے۔

"آپ نے کیوں، کیوں کیا یہ اپنے ساتھ!" اس نے اٹھتے ہوئے انتہائی ناامیدی سے کہا اور اس کی گردن سے لگ کر بانہیں گلے میں ڈال دیں اور بھینچ بھینچ کر اسے لپٹا لیا۔

رسکولنیکوف پیچھے ہٹ گیا اور اس نے غمگین مسکراہٹ کے ساتھ سونیا کو دیکھا

"سونیا تم بھی کتنی عجیب ہو۔ لیٹاری ہو اور پیار کر رہی ہو جبکہ میں نے تمہیں اس کے بارے میں بتا دیا ہے تم خود نہیں سمجھتیں۔"

"نہیں 'نہیں ساری دنیا میں تم سے زیادہ بدنصیب کوئی بھی نہیں ہے!" اس نے جیسے جنونی حالت میں چیخ کر کہا۔ اس نے رسکو لینکوف کی بات سنی ہی نہ تھی۔ پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر یوں رونے لگی جیسے خفقانی دورہ پڑا ہو۔

ایک ایسا احساس 'جس سے وہ ایک مدت سے ناواقف تھا' اس کے دل پر ایک لہر کی طرح چھا گیا اور یکبارگی اسے سکون ہو گیا۔ اس نے اس احساس سے مزاحمت نہیں کی۔ اس کی آنکھوں سے دو آنسو بہہ چلے اور پلکوں پر آ کر اٹک گئے۔

"تو تم مجھے نہیں چھوڑو گی 'سونیا؟" اس نے ذرا ذرا امید کے ساتھ سونیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں 'نہیں 'کبھی نہیں اور کہیں نہیں!" سونیا چلائی "تمہارے ساتھ چلوں گی 'ہر جگہ چلوں گی! اف میرے مالک!... ارے میں بدنصیب!... اور کیوں 'کیوں میں نے تمہیں پہلے نہیں جانا! تم پہلے کیوں نہیں آئے؟ اف میرے مالک!"

"اب تو آ گیا ہوں۔"

"اب تو! اف اب کیا کیا جائے!... ساتھ 'ساتھ!" وہ جیسے ناشعوری طور پر دہرا رہی تھی اور پھر سے رسکو لینکوف کو لپٹا رہی تھی۔ "تمہارے ساتھ ساتھ قید کاٹوں گی!" وہ جیسے اچانک جھجک گیا اور پہلے والی حقارت آمیز اور نفرت بھری مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہو گئی۔

"میں سونیا ہو سکتا ہے ابھی تک قید نہ کاٹنا چاہتا ہوں" اس نے کہا۔

سونیا نے جلدی سے اسے دیکھا۔

بدنصیب شخص کے ساتھ پہلی پرجوش اور اذیت ناک ہمدردی کے بعد سونیا کو قتل کے بھیانک خیال نے پھر سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ رسکو لینکوف کے بدلے ہوئے لہجے میں اس کو اچانک قاتل کی آواز سنائی دی۔ وہ رسکو لینکوف کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ زیادہ کچھ بھی اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ کیوں 'کیسے اور کس لئے ہوا تھا۔ اب یہ سارے سوالات یکبارگی اس کے شعور میں پیدا ہوئے اور اسے پھر یقین نہیں آیا "وہ 'وہ قاتل! کیا سچ مچ یہ ممکن ہے؟!"

"یہ کیا ہے؟ میں یہ کہاں کھڑی ہوں!" اس نے شدید حیرانی میں پوچھا جیسے ابھی تک ہوش میں نہ آئی ہو۔ "کیسے آپ نے 'آپ 'ایسے... اس کا فیصلہ کر سکے؟... آخر یہ کیا ہے!"

"ہاں ہاں 'لوٹنے کے لئے۔ سونیا 'اب بس کرو!" اس نے تھکے ہوئے سے اور جیسے جھنجھلاہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

سونیا یوں کھڑی تھی جیسے اس پر سکتہ طاری ہو گیا ہو 'پھر وہ اچانک چیخ پڑی:

"تم بھوکے تھے! تم... ماں کی مدد کرنا چاہتے تھے؟ کیوں؟"

"نہیں سونیا 'نہیں" وہ ہڑبڑا کر اور سر جھکا کر بڑبڑایا "میں ایسا بھوکا نہیں تھا... درحقیقت ماں کی مدد تو میں کرنا چاہتا تھا لیکن... اور یہ بالکل یقینی بات نہیں ہے... سونیا مجھے اذیت مت دو!"

سونیا نے اپنے ہاتھ باندھ لئے۔

"کیا واقعی یہ سب بالکل سچ ہے! میرے مالک 'یہ سچ تھوڑا ہی ہے! کون اس کا یقین کر سکتا ہے!... اور کیسے 'کیسے آپ اپنی تو آخری کوڑی تک دے ڈالتے ہیں 'اور قتل کر دیا تاکہ لوٹ لیں! اف!..." اچانک وہ چیخ پڑی "وہ رقم 'جو کاترینا ایوانوونا کو دی تھی... وہ رقم... میرے مالک 'ایسا تو نہیں کہ وہ رقم..."

"نہیں سونیا" اس نے جلدی سے بات کاٹ دی "یہ رقم وہ نہیں تھی 'پریشان مت ہو! یہ رقم مجھے ماں نے بھیجی تھی 'ایک سوداگر کے ذریعے 'اور مجھے ملی تھی جب میں بیمار تھا 'اسی دن جس دن میں نے دی تھی... رزومیخن نے دیکھا تھا... اسی نے میری طرف سے وصول کی تھی... یہ میری رقم تھی 'میری اپنی 'اصل میں میری۔"

سونیا نے حیران ہو کر اس کی بات سنی اور پوری کوشش کی کہ کچھ سمجھ میں آ جائے۔

"اور وہ رقم... تو بہرحال جانتا ہی نہیں کہ وہاں رقم تھی بھی کہ نہیں" اس نے بہت ہی دھیرے سے جیسے سوچتے ہوئے کہا "تب میں نے اس کی گردن سے ایک بٹوا نکالا تھا 'چمڑے کا... بھرا بھرا 'خوب ٹھنسا ہوا بٹوا... لیکن میں نے اس میں دیکھا نہیں 'شاید موقع نہیں ملا... اور چیزیں 'کچھ چھوٹے موٹے زیور اور زنجیریں — میں نے ان ساری چیزوں کو اور بٹوے کو وزنیسنکی پر ایک دوسرے صحن میں ایک پتھر کے نیچے چھپا دیا 'اگلی صبح ہی کو... سب وہیں اب بھی پڑی ہیں..."

سونیا پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

"تو پھر کیوں... کیسے آپ نے کہا کہ لوٹنے کے لئے 'اور خود تو کچھ بھی نہیں لیا؟" جلدی سے اس نے پوچھا جیسے تنکے کا سہارا لے رہی ہو۔

"میں نہیں جانتا... ابھی میں نے طے نہیں کیا — لوں گا یہ رقم یا نہیں لوں گا" اس نے پھر جیسے سوچتے ہوئے کہا اور اچانک چونک کر وہ جلدی سے ذرا سا مسکرایا۔ "اف 'میں اس وقت کیسی بیوقوفی کی باتیں کر رہا ہوں 'ایں؟"

سونیا کے ذہن میں ایک خیال کوندا — "یہ پاگل تو نہیں ہے؟" لیکن اس نے فوراً ہی اس خیال کو ذہن سے نکال دیا — نہیں 'یہ کوئی دوسری ہی بات ہے۔ اس کی کچھ بھی نہیں سمجھ میں آیا 'کچھ بھی نہیں۔

"پتہ ہے تمہیں سونیا" اس نے اچانک جیسے کسی وجدان کے تحت کہا "پتہ ہے میں تم سے کیا کہوں گا کہ اگر میں نے صرف اس لئے قتل کیا ہوتا کہ میں بھوکا تھا" اس نے کہنا شروع کیا 'ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے اور سونیا کو پراسرار لیکن پرخلوص انداز سے دیکھتے ہوئے "تو اس وقت میں... خوش ہوتا! اس بات کو تم جان لو!"

"لیکن تمہیں کیا 'تمہیں اس سے کیا" وہ ذرا ہی دیر بعد انتہائی ناامیدی کے ساتھ چلایا "آخر تمہیں اس سے کیا اگر میں اس وقت اقبال بھی کر لوں کہ میں نے برا کیا؟ میرے اوپر اس احمقانہ جیت سے تمہیں کیا ملے گا؟ آہ 'سونیا کیا اسی کے لئے میں اس وقت تمہارے پاس آیا تھا!"

سونیا پھر کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن چپ رہی۔

"کل میں نے تم سے اپنے ساتھ چلنے کو اس لئے کہا تھا کہ میرے پاس اب صرف تم رہ گئی ہو۔"

"کہاں چلنے کے لئے؟" سونیا نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"چوری کرنے اور قتل کرنے کے لئے نہیں 'تم گھبراؤ نہیں 'ان چیزوں کے لئے نہیں" وہ تلخی سے مسکرایا "ہم الگ الگ طرح کے لوگ ہیں... اور جانتی ہو تم سونیا 'میں بھی ابھی 'بس اسی وقت یہ سمجھا ہوں کہ کل میں

نے تم سے کہاں چلنے کو کہا تھا؟ اور کل جب کہا تھا تو میں خود نہیں سمجھا تھا کہ کہاں۔ بس اسی کے لئے میں نے تم سے چلنے کو کہا تھا' اسی کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ مجھے چھوڑنا مت۔ تمہیں چھوڑو گی نہ سونیا؟"

سونیا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔

"کس لئے' آخر کس لئے میں نے اسے بتایا' کس لئے اس پر راز ظاہر کر دیا!" وہ منٹ بھر بعد انتہائی ناامیدی کے ساتھ چیخا اور سونیا کی طرف اتھاہ اذیت کے ساتھ دیکھنے لگا۔ "سونیا اب تم انتظار کر رہی ہو کہ میں وضاحت کروں گا' بیٹھی ہو اور انتظار کر رہی ہو' یہ میں دیکھتا ہوں' اور میں تم سے کیا کہوں؟ اس معاملے میں تمہاری کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے گا' صرف دکھی ہو گی.... میری خاطر! لو تم رونے لگیں اور پھر مجھے لپٹا رہی ہو --- تم آخر مجھے گلے کس لئے لگاتی ہو؟ اس لئے کہ میں خود نہیں اٹھا سکا تو اپنا بار دوسرے پر ڈال رہا ہوں' "تم بھی دکھ جھیلو" میرے لئے اچھا ہو جائے گا! اور تم ایسے کمینے سے پیار بھی کر سکتی ہو؟"

"اور کیا تم خود اذیت نہیں جھیل رہے ہو؟" سونیا نے چیخ کر کہا۔

پھر اس کے دل پر وہی احساس لہر کی طرح چھا گیا اور پھر ایک آن میں اسے سکون مل گیا۔

"سونیا' میرا دل برا ہے' تم اس بات کو سمجھ لو۔ اسی سے بہت کچھ کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔ میں اسی لئے آیا ہوں کہ میں بد ہوں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ آئے ہوتے۔ لیکن میں بزدل ہوں اور.... کمینہ! لیکن.... خیر! یہ سب وہ نہیں ہے.... اب بات کرنے کی ضرورت ہے اور میں شروع کرنا جانتا ہی نہیں...."

وہ رک گیا اور سوچنے لگا۔

"ارے ہم مختلف طرح کے لوگ ہیں!" وہ پھر چلا پڑا "ہمارا جوڑ نہیں۔ کس لئے' آخر کس لئے میں آیا! میں اس کے لئے اپنے کو کبھی معاف نہ کروں گا!"

"نہیں نہیں' یہ اچھا ہے کہ تم آ گئے!" سونیا نے چیخ کر کہا "یہ زیادہ اچھا ہے کہ مجھے معلوم ہو گیا! بہت زیادہ اچھا ہے!"

اس نے کرب کے ساتھ سونیا کو دیکھا۔

"اور اگر سچ ایسا ہو تا!" اس نے فکر میں ڈوبے ہوئے انداز میں کہا "آخر یہ یوں ہی تو تھا! بات یہ ہے کہ میں نپولین بننا چاہتا تھا' اس لئے میں نے قتل کر دیا.... اب سمجھ میں آیا تمہارے؟"

"نہیں" سونیا نے بھولے پن سے جھجکتے ہوئے کہا "لیکن.... تم بات کرو' بتاؤ! میں سمجھ جاؤں گی' میں دل میں سب کچھ سمجھ جاؤں گی!" اس نے رسکولنیکوف سے التجا کی۔

"سمجھ جاؤ گی؟ اچھی بات ہے' دیکھیں گے!"

وہ چپ ہو گیا اور دیر تک سوچتا رہا۔

"بات یہ ہے کہ میں نے ایک بار اپنے آپ سے یہ سوال کیا کہ اگر مثلاً میری جگہ نپولین ہوتا اور اس کے پاس ایسے ذرائع نہ ہوتے کہ وہ اپنی زندگی شروع کر سکے' تو نون ہوتا نہ مصر نہ موں بلان کو پار کرنے کی مہم ہوتی اور ان سب خوبصورت اور زبردست یادگار چیزوں کی بجائے بس سیدھے سیدھے ایک کوئی مضحکہ خیز بڑھیا ہوتی' مال گرو رکھ کر قرض دینے والی' جس کو سب سے پہلے قتل کرنا ہوتا تاکہ اس کے صندوق سے رقم نکالی جائے (زندگی بنانے کے لئے' سمجھیں؟) تو اگر کوئی دوسرا چارہ نہ ہوتا تو وہ اس کے بارے کیا فیصلہ کرتا؟ کیا وہ اس بات سے جھجکتا کہ یہ تو بہت بڑا کارنامہ نہیں ہے اور.... اور گناہ ہے؟ تو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس

"سوال" پر بہت دنوں تک اذیت بھگتتا رہا' یہاں تک کہ جب میں نے اندازہ لگا لیا (کچھ اچانک ہی) تو مجھے بے حد شرم آئی کہ اسے نہ صرف یہ کہ جھجک نہ ہوتی بلکہ اسے یہ گمان بھی نہ ہوتا کہ یہ بڑا کارنامہ نہیں ہے.... اور وہ تو بالکل سمجھ ہی نہ سکتا کہ اس میں جھجک کی کیا بات ہے؟ اور اگر اس کے لئے کوئی اور راستہ نہ ہوتا تو اس نے یوں اس کا گلا گھونٹ دیا ہوتا کہ اسے سانس لینے کی بھی مہلت نہ ملتی اور ذرا بھی پس و پیش تک نہ کیا ہوتا!.... تو میں بھی پس و پیش میں سے نکل آیا.... میں نے گھونٹ دیا گلا.... بڑی ہستی کی مثال لے کر.... اور یہ ایسا ہی تھا! تمہیں ہنسی آ رہی ہے؟ ہاں سونیا' یہاں سب سے زیادہ ہنسی کی بات یہی ہے کہ شاید یہ ایسا ہی تھا...."

سونیا کو بالکل ہنسی نہیں آ رہی تھی۔

"زیادہ اچھا یہ ہے کہ آپ مجھ سے سیدھے سیدھے بات کیجئے.... مثالوں کے بغیر" اور بھی زیادہ جھجکتے ہوئے اور مشکل سے سنائی دینے والی آواز میں اس نے کہا۔

رسکولنیکوف اس کی طرف مڑ گیا' رنج کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لئے۔

"تم پھر ٹھیک کہہ رہی ہو' سونیا۔ یہ سب بالکل بیوقوفی ہے' تقریباً بیکار کی بڑ' دیکھو' تم یہ تو جانتی ہو کہ میری ماں کے پاس تقریباً کچھ نہیں ہے۔ بہن اتفاق سے تعلیم و تربیت یافتہ تھی اور اس کی قسمت میں یہ لکھا تھا کہ وہ گورنس کی حیثیت سے دھکے کھائے۔ ان کی ساری امیدیں ایک مجھ سے وابستہ تھیں۔ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا لیکن یونیورسٹی میں اپنا خرچ نہ اٹھا سکا اور وقتی طور پر یونیورسٹی چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا۔ اگر ویسے ہی گھسٹتا رہتا تو کوئی دس سال میں' بارہ سال میں (اگر اچھی صورت حال ہو جاتی تو) میں یہ امید کر سکتا تھا کہ کوئی مدرس یا دفتری ملازم ہو جاتا اور ہزار روبل سالانہ پاتا...." وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے سب زبانی یاد ہو اور دہرا رہا ہو۔ "اور اس عرصے میں ماں تو فکر اور رنج سے ادھ مری ہو جاتیں' اور میں انہیں کسی طرح کا سکون نہ دے سکتا اور بہن.... تو بہن کا حال اس سے بھی برا ہو سکتا تھا!.... اور بھلا کون چاہتا ہے کہ ساری زندگی ہر چیز کے پاس سے گزر جائے اور ہر چیز کی طرف سے منہ موڑ لے' ماں کو بھول جائے اور مثلاً بہن کی توہین کو باعزت طریقے سے برداشت کرے؟ کس لئے؟ کیا اس لئے کہ ان کو دفن کر کے دوسرے بار اپنے سر لے لے --- بیوی اور بچے' اور پھر پھوٹی کوڑی کے بغیر اور روٹی کے ایک ٹکڑے کے بغیر انہیں بھی چھوڑ جائے؟ تو.... تو میں نے یہ فیصلہ کیا کہ بڑھیا کی پونجی پر قبضہ کر لوں گا' اسے اپنے ابتدائی برسوں کے لئے استعمال کروں گا' ماں کو دکھ نہیں دوں گا' میری یونیورسٹی کی تعلیم کی اور یونیورسٹی کے بعد میرے پہلے قدموں کے لئے ضمانت ہو جائے گی۔ اور یہ سب بڑے پیمانے پر' معقول طریقے سے کروں گا تاکہ بالکل ہی نئی زندگی کی تعمیر کروں اور آزادانہ نئے راستے پر گامزن ہوں.... تو.... تو یہ ہے ساری بات.... تو ظاہر ہے کہ میں نے بڑھیا کو قتل کر دیا' یہ میں نے برا کیا.... خیر' اب کافی ہو گیا!"

وہ اپنی بات کے آخر تک بڑی بے طاقتی سے گھسٹ کر پہنچا اور اس نے سر نیوڑا لیا۔

"اف' نہیں' یہ بات نہیں ہے' یہ بات نہیں ہے" سونیا رنج کے ساتھ چلائی "کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے.... نہیں' ایسا نہیں ہے' نہیں ہے!"

"تم خود دیکھ رہی ہو کہ ایسا نہیں ہے! لیکن میں نے بڑے خلوص سے سچائی بتا دی!"

"ہاں مگر یہ کیسی سچائی ہے! اف میرے مالک!"

"سونیا! خرشی نے ایک جوں ہی کو مارا ہے' بیکار' بدطینت' نقصان دہ جوں کو۔"

"یہ انسان جوں ہے!"

"ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ جوں نہیں ہے" اس نے سونیا کو عجیب طرح سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ سونیا میں بک رہا ہوں" اس نے اضافہ کیا "بہت دنوں سے بک رہا ہوں.... یہ سب ایسے نہیں ہے' تم ٹھیک کہتی ہو۔ یہاں بالکل' بالکل' بالکل ہی دوسرا سبب ہے!.... سونیا میں نے بہت دنوں سے کسی سے بات نہیں کی.... اب میرا سر بہت درد کر رہا ہے۔"

اس کی آنکھیں بخار کی آگ سے چمک رہی تھیں۔ اس پر تقریباً سرسامی حالت طاری ہو گئی۔ اس کے ہونٹوں پر بے چین سی مسکراہٹ آ گئی۔ دن کی جوش میں آئی ہوئی حالت کے اندر سے بھیانک نقاہت جھلک رہی تھی۔ سونیا سمجھ رہی تھی کہ وہ کتنی اذیت جھیل رہا ہے۔ اس کا بھی سر چکرانے لگا۔ اور عجیب بات تھی کہ وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے کچھ سمجھ میں تو آ رہا تھا لیکن.... "لیکن کیسے! کیسے! اف مالک میرے!" اور وہ انتہائی ناامیدی میں اپنے ہاتھ ملنے لگی۔

"نہیں سونیا' یہ بات نہیں ہے!" اس نے اچانک سر اٹھا کر پھر سے کہنا شروع کیا جیسے خیالات کے یک لخت موڑ نے اس پر وار کیا ہو اور پھر سے اسے جگا دیا ہو "یہ بات نہیں ہے! بہتر یہ ہے کہ فرض کر لو (ہاں! یہ درحقیقت بہتر ہے) فرض کر لو کہ میں خود پسند' حاسد' بد' ذلیل' انتقام پرست ہوں تو.... اور شاید پاگل پن کا رجحان بھی رکھتا ہوں۔ (چلو سب ایک ہی بار میں لے لو! پاگل پن کے بارے میں تو پہلے ہی لوگ بات کر چکے ہیں' میں نے سنا تھا!) میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تم سے کہا تھا کہ یونیورسٹی میں میں اپنا خرچ نہ برداشت کر سکا۔ اور پتہ ہے تمہیں کہ میں شاید کر سکتا تھا؟ ماں نے فیس کے لیے بھیج دیا ہوتا اور جوتوں' کپڑوں اور روٹی کے لیے میں خود کما سکتا تھا' یقیناً! سبق مل رہے تھے' آدھ روبل دے رہے تھے وہ لوگ۔ رزومیخن کام کرتا ہی ہے! لیکن میں کھسیا گیا تھا اور کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بالکل کھسیا گیا تھا (یہ اچھا لفظ ہے!)۔ تب میں نے اپنے آپ کو مکڑی کی طرح اپنے کونے میں بند کر لیا۔ تم میرے ٹھکانے پر تو آ چکی ہو' تم نے دیکھا ہے.... اور پتہ ہے تمہیں سونیا کہ نیچی چھت اور گھٹے ہوئے کمرے دل اور عقل کو بھی گنجلک کر دیتے ہیں! میں اس کوٹھڑی سے کتنی نفرت کرتا تھا! پھر بھی اس میں سے نکلنا نہ چاہتا تھا۔ جان بوجھ کر نہیں چاہتا تھا! چوبیس چوبیس گھنٹے وہاں سے باہر نہیں نکلا' اور کام نہیں کرنا چاہتا تھا' کھانا تک نہیں کھانا چاہتا تھا' بس پڑا رہتا تھا۔ نستاسیا لائی تو کھا لیا' نہ لائی تو دن یوں ہی گزر گیا۔ بدی کے مارے جان بوجھ کر مانگتا نہ تھا! رات کو روشنی نہیں' اندھیرے میں پڑا رہتا اور موم بتی کے لئے کام نہیں کرنا چاہتا۔ پڑھنا چاہیے تھا لیکن کتابیں میں نے بیچ دیں۔ اور میری میز پر' جو نوٹ لکھے تھے ان پر' کاپیوں پر اب انگل بھر دھول جمی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ پسند تھا پڑے رہنا اور سوچنا۔ اور سارے وقت سوچتا رہتا.... لیکن اس سب کے باوجود میرے خواب تھے' عجیب اور مختلف خواب' میں کہہ نہیں سکتا کیسے کیسے! تبھی میں نے قیاس آرائیاں کرنی شروع کیں کہ.... نہیں' یہ بات نہیں ہے! میں پھر ٹھیک سے نہیں بیان کر رہا ہوں! یوں دیکھو کہ تب میں نے اپنے آپ سے سوال کرنا شروع کیا کہ میں کیوں اتنا بیوقوف ہوں' اور اگر دوسرے بیوقوف ہیں' اور میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ بیوقوف ہیں تو میں خود بھی عقل مند ہونا نہیں چاہتا! بعد کو سونیا مجھے پتہ چلا کہ اگر اس وقت تک انتظار کیا جائے کہ سب عقل مند ہو جائیں تو یہ تو بہت دن ہو جائیں گے.... بعد کو مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ لوگ نہیں بدلتے ہیں اور ان کو کچھ اور نہیں بنایا جا سکتا اور محنت ضائع کرنے کا کوئی حاصل

نہیں! ہاں' یہ ایسا ہی ہے! یہ ان کا قانون ہے.... قانون سونیا! یہ ایسا ہی ہے!.... اور میں اب جانتا ہوں سونیا کہ جو دل اور عقل کے اعتبار سے مضبوط اور طاقتور ہے اسی کو ان کے اوپر اقتدار حاصل ہوتا ہے! جو بہت کچھ کر سکنے کی ہمت کر سکتا ہے وہی ان کے نزدیک برحق ہے' جو بہت کچھ پر تھوک سکتا ہے وہی ان کا قانون ساز ہے اور جو سب سے زیادہ کرنے کی ہمت کر سکتا ہے وہی سب سے زیادہ برحق ہے! ایسا ہی ابھی تک ہوتا آیا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہو گا! صرف اندھے ہی اس بات کو نہیں دیکھتے!"

یہ کہتے ہوئے رسکولنیکوف سونیا کی طرف دیکھ تو رہا تھا لیکن اسے اب یہ فکر نہ رہی تھی کہ وہ سمجھتی ہے یا نہیں۔ بخار نے اسے پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ وہ ایک طرح کے اداس سے ہیجان میں تھا۔ (درحقیقت اس نے بہت دنوں تک کسی سے بات نہ کی تھی!) سونیا سمجھ گئی کہ یہ اداس اور بے کیف عقائد اس کے لئے ایمان اور قانون بن گئے ہیں۔

اس نے ہیجانی انداز میں اپنی بات جاری رکھی "سونیا تب مجھے اس بات کا اندازہ ہوا کہ اقتدار صرف اسے ملتا ہے جو اسے جھک کر اپنے ہاتھ میں لے لینے کی ہمت کرتا ہے یہاں صرف ایک' صرف ایک چیز ضروری ہے' صرف ہمت کرنے کی بات ہے! تب مجھے ایک خیال ہوا' زندگی میں پہلی بار' جو مجھ سے پہلے کسی نے کبھی نہیں سوچا تھا! کسی نے نہیں! یکبارگی مجھ پر سورج کی طرح روشن ہو گئی یہ بات کہ یہ کیا ہے کہ ابھی تک کسی ایک شخص نے بھی ہمت نہیں کی اور ہمت نہیں کرتا کہ اس ساری حماقت کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سیدھے سیدھے دم سے پکڑ لے اور جھپا کر پھینک دے شیطان کے پاس! میں.... میں ہمت کرنا چاہتا تھا اور میں نے قتل کر دیا.... میں صرف ہمت کرنا چاہتا تھا سونیا' بس یہی سارا سبب ہے!"

"اف چپ رہیے' چپ رہیے!" سونیا ہاتھ ملتے ہوئے چلائی۔ "آپ خدا سے دور چلے گئے اور خدا نے آپ کو کچل دیا' شیطان کے حوالے کر دیا!...."

"تو سونیا جب میں اندھیرے میں لیٹا رہتا تھا اور یہ سب چیزیں میرے تخیل میں آئیں تو کیا یہ مجھے شیطان نے ورغلایا تھا؟ ایں؟"

"چپ رہیے! ہنسئے مت' ملحد ہیں آپ' کچھ بھی' کچھ بھی نہیں سمجھتے! اف میرے مالک! وہ کچھ بھی تو نہیں سمجھتا' کچھ بھی نہیں!"

"سونیا چپ رہو' میں بالکل نہیں ہنس رہا ہوں۔ یہ تو میں خود جانتا ہوں کہ مجھے شیطان گھسیٹ کر لے گیا۔ چپ رہو سونیا' چپ رہو!" اس نے اداسی اور اصرار کے ساتھ دہرایا۔ "میں سب جانتا ہوں۔ جب میں ان دنوں اندھیرے میں لیٹا رہتا تھا تبھی میں نے یہ سب سوچ لیا تھا اور اپنے آپ سے سرگوشی میں کہہ لیا تھا.... اس سب سے میں نے آخری چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات تک بحث کر لی تھی اور سب جانتا ہوں' سب! اور تب اس ساری بیکار کی بڑ سے میں اس قدر عاجز آ چکا تھا' اس قدر عاجز آ چکا تھا! اور میں سب کچھ بھول جانا چاہتا تھا سونیا اور نئے سرے سے شروع کرنا اور بک بک کرنا بند کر دینا چاہتا تھا! اور کیا تم واقعی سوچ رہی ہو کہ میں بیوقوف کی طرح سر کے بل دندناتا چلا گیا؟ میں عقل مند کی طرح گیا اور اسی چیز نے مجھے برباد کر دیا! اور کیا تم سمجھتی ہو کہ میں مثلاً یہ بھی نہ جانتا تھا کہ اگر میں نے اپنے آپ سے سوال کرنا اور بار بار سوال کرنا شروع کر دیا کہ مجھے اقتدار حاصل کرنے کا حق ہے یا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مجھے اقتدار کا مالک بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یا اگر میں یہ سوال کروں کہ انسان جوں ہے کہ نہیں؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میرے لئے اسی وقت سے جوں نہیں ہے اور

اس کے لئے جنون ہی ہے جس کو یہ خیال ہی نہیں ہوتا اور جو بغیر سوالات کئے سیدھا آگے جاتا ہے.... اگر میں اتنے دنوں تک اذیت میں مبتلا رہا کہ نپولین نے یہ کیا ہوتا یا نہیں؟ تو میں صاف صاف یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں نپولین نہیں ہوں.... ساری اذیت اور یہ ساری بڑ میں نے برداشت کی سونیا اور اس سب کو کندھے سے اتار پھینکنا چاہتا تھا' سونیا میں ہیر پھیر کی دلیلوں کے بغیر قتل کرنا چاہتا تھا' اپنے لئے قتل کرنا چاہتا تھا' صرف اپنے لئے! اس میں میں اپنے سے بھی جھوٹ نہ بولنا چاہتا تھا! میں نے اس لئے نہیں قتل کیا تھا کہ ماں کی مدد کروں---یہ بیوقوفی کی بات! میں نے اس لئے نہیں قتل کیا کہ ذرائع اور اقتدار حاصل کر کے مجھے انسانیت کا بھلا کرنا تھا۔ بیوقوفی کی بات! میں نے بس قتل کیا' صرف اپنے لئے قتل کیا اور اس وقت یہ کہ میں کوئی محسن انسانیت بنوں گا یا ساری زندگی کے لئے مکڑی کی طرح ان سب کو اپنے جال میں پکڑ لوں گا اور سبھوں میں سے زندگی کا رس چوستا رہوں گا' میرے لئے یہ سب برابر ہوتا!.... اور جب میں نے قتل کیا تھا سونیا تو مجھے رقم کی بھی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی جتنی دوسری چیز کی.... یہ سب میں اب جانتا ہوں.... میری بات سمجھو' ہو سکتا ہے اسی راستے پر چل کر اب میں پھر کبھی قتل نہ کروں۔ مجھے کچھ اور ہی جاننے کی ضرورت تھی' ایک اور ہی چیز نے مجھے اپنے بس میں کر کے آگے دھکیلا---تب میں یہ جاننا چاہتا تھا اور بہت جلد جاننا چاہتا تھا کہ میں بھی دوسروں کی طرح جوں ہوں' یا انسان؟ کیا میں حد سے آگے نکل سکتا ہوں یا نہیں؟ جھک کر اپنے ہاتھ میں لے لینے کی ہمت مجھ میں ہے یا نہیں؟ میں تھرتھراتی ہوئی مخلوق ہوں یا مجھے حق ہے...."

"قتل کرنے کا؟ قتل کرنے کا حق ہے آپ کو؟" سونیا اپنے ہاتھ ملنے لگی۔

"اف سونیا!" وہ جھنجلا کر چلا پڑا۔ چاہتا تھا اسے الٹ کر کوئی جواب دے لیکن پھر حقارت کے ساتھ چپ ہو گیا۔ "سونیا میری بات مت کاٹو! میں تمہارے سامنے صرف ایک چیز ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تو مجھے شیطان نے گھسیٹا لیکن اس کے بعد مجھے سمجھا دیا کہ مجھے وہاں جانے کا حق نہ تھا اس لئے کہ میں بھی ویسی ہی جوں ہوں جیسے اور سب ہیں! وہ میرے اوپر ہنسا' اور اب میں تمہارے پاس آیا ہوں! مہمان کا استقبال کرو! اگر میں جوں نہ ہوتا تو بھلا میں تمہارے پاس آتا؟ سنو جب اس دن میں بڑھیا کے ہاں گیا تھا تب میں صرف آزمانے کے لئے گیا تھا.... یہ تم کو جاننا چاہئے!"

"اور قتل کر دیا! قتل کر دیا!"

"لیکن کیسے قتل کیا؟ کیا سچ مچ ایسے قتل کیا جاتا ہے؟ کیا سچ مچ مارنے کے لئے ایسے جاتے ہیں جیسے میں اس دن گیا تھا! میں کبھی نہ کبھی تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیسے گیا تھا.... کیا میں نے بڑھیا کو قتل کیا؟ میں نے تو اپنے آپ کو قتل کیا' بڑھیا کو نہیں! میں نے ایک ہی وار میں خود کو کچل دیا' ہمیشہ کے لئے.... اور اس بڑھیا کو شیطان نے قتل کیا' میں نے نہیں.... بس سونیا' بس' بس! مجھے میرے حال پر رہنے دو۔" اس نے اچانک چلا کر' صدمے کے تشنج کی سی حالت میں کہا "مجھے میرے حال پر رہنے دو!"

اس نے اپنی کہنیاں گھٹنوں پر رکھیں اور اپنے سر کو ہتھیلیوں میں یوں رکھ لیا جیسے سنڈسی سے جکڑ لیا ہو۔

"کیسا کرب ہے!" سونیا کے منہ سے ایک اذیت ناک بین نکلا۔

"تو اب کیا کیا جائے' بتاؤ!" اس نے اچانک سر اٹھا کر اور انتہائی ناامیدی میں بری طرح اینٹھے ہوئے چہرے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کیا جائے!" وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھل کر چیخی اور اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں یکبارگی چمک

اٹھیں۔ "کھڑے ہو جاؤ!" اس نے رسکولنیکوف کے کندھے پکڑ لئے اور وہ اسے تقریباً حیرت زدہ ہو کر دیکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ "اسی وقت جاؤ' اسی لمحے' چوراہے پر کھڑے ہو' گھٹنوں کے بل' پہلے زمین کو بوسہ دو جسے تم نے ناپاک کیا ہے۔ اور پھر چاروں طرف جھک کر تعظیم کرو' ساری دنیا کو' اور سب کو بتا دو' اونچی آواز میں کہ "میں نے قتل کیا ہے!" تب خدا تم کو دوبارہ زندگی میں لوٹا دے گا۔ جاؤ گے؟ جاؤ گے؟" وہ سارے بدن سے کانپتے ہوئے جیسے دورہ پڑا ہو' رسکولنیکوف کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر' انہیں اپنے ہاتھوں سے کس کر دباتے ہوئے اور اسے شعلہ بار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

رسکولنیکوف کو اس کے اچانک ہیجان پر حیرانی ہوئی اور وہ جیسے سکتے میں آ گیا۔

"یہ تم قید بامشقت کے بارے میں کہہ رہی ہو سونیا؟ کیا مجھے اقبال جرم کے لئے حاضر ہونا چاہئے؟" اس نے روکھے پن کے ساتھ پوچھا۔

"دکھ قبول کرنا اور اس کے ذریعے اپنے کئے کا کفارہ ادا کرنا' یہ کرنا چاہئے۔"

"نہیں' سونیا میں ان لوگوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

"اور جیو گے' جیو گے کیسے؟ کس چیز کے لئے زندہ رہو گے؟" سونیا چیخی۔ "کیا اب یہ ممکن ہے؟ تم اپنی ماں سے کیسے بات کرو گے؟ (اف' اب ان لوگوں کا' ان لوگوں کا کیا ہوگا!) یہ میں کیا کہہ رہی ہوں! تم نے تو ماں اور بہن کو چھوڑ ہی دیا۔ چھوڑ ہی چکے ہو' چھوڑ چکے۔ اف میرے مالک!" وہ چلائی "یہ سب تو وہ خود ہی جانتا ہے! لیکن کیسے' کیسے بغیر انسان کے زندہ رہا جا سکتا ہے! اب تمہارا کیا ہوگا!"

"سونیا بچہ نہ بنو" اس نے آہستہ سے کہا۔ "ان کے سامنے میں کس چیز کے لئے قصوروار ہوں؟ کس لئے جاؤں؟ میں ان سے کہوں گا کیا؟ یہ سب سمجھ کا پھیر ہے.... وہ لوگ خود ہی دسیوں لاکھ لوگوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور خود کو نیک کام کرنے والا سمجھتے ہیں۔ سونیا وہ سب لفنگے اور غنڈے ہیں.... میں نہیں جاؤں گا۔ اور میں ان سے کہوں گا کیا---کہ میں نے قتل کر دیا لیکن رقم لینے کی ہمت نہ کر سکا' پتھر کے نیچے چھپا دی ہے؟" اس نے ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "یوں تو وہ لوگ ضرور ہی مجھ پر ہنسیں گے' کہیں گے---بیوقوف تھا جو نہیں لیا۔ بزدل اور بیوقوف! سونیا وہ لوگ کچھ نہیں' کچھ بھی نہیں سمجھیں گے اور ان میں سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں ہے۔ کس لئے جاؤں میں؟ کچھ مت بنو سونیا...."

"اذیت بھگتو گے' اذیت بھگتو گے" سونیا دہراتی رہی اور اس کی طرف انتہائی ناامیدانہ التجا کے ساتھ ہاتھ پھیلا رہی تھی۔

"میں ہو سکتا ہے اب بھی اپنے کو بیجا ملامت کر رہا ہوں" اس نے اداسی کے ساتھ کہا جیسے سوچ رہا ہو "ہو سکتا ہے میں اب بھی انسان ہوں اور جوں نہ ہوں' اور اپنے بارے میں رائے قائم کرنے میں میں نے جلدی بازی کی ہو.... میں اب بھی لڑوں گا۔"

اس کے ہونٹوں پر ایک پرغرور مسکراہٹ آ گئی۔

"ایسی اذیت برداشت کرنا! اور پھر ساری زندگی' ساری زندگی!...."

"عادی ہو جاؤں گا...." اس نے سنجیدگی سے سوچتے ہوئے کہا۔ "میری بات سنو" اس نے ذرا دیر بعد کہنا شروع کیا "رونا بہت ہو گیا' اب کام کا وقت ہے۔ میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ وہ لوگ اب مجھے ڈھونڈ رہے ہیں' پکڑ لیں گے...."

"آہ!" سونیا ڈر کر چیخ پڑی۔

"تو تم چیخ کس لئے رہی ہو! تم تو خود ہی چاہتی ہو کہ میں قید کاٹنے چلا جاؤں اور اب ڈر گئیں؟ بس یہ ہے کہ میں خود کو ان کے حوالے نہ کروں گا۔ میں اب بھی ان سے لڑوں گا' اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس حقیقی شہادت کوئی نہیں ہے۔ کل میں بہت خطرے میں تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اب برباد ہو گیا۔ لیکن آج معاملہ ٹھیک ہو گیا۔ ان کے پاس جتنی بھی شہادتیں ہیں سب دو رخی ہیں یعنی یہ کہ ان کے الزام کو میں اپنے فائدے کے لئے موڑ سکتا ہوں' سمجھیں؟ اور میں موڑوں گا اس لئے کہ اب میں نے سیکھ لیا ہے.... لیکن حوالات میں تو مجھے ضرور بند کر دیں گے۔ اگر ایک بات نہ ہو جاتی تو یہ ہو سکتا تھا آج ہی گرفتار کر لیتے اور ہو سکتا ہے اب بھی آج ہی بند کر دیں.... لیکن سونیا یہ کچھ نہیں ہے—— حوالات میں بند ہو جاؤں گا لیکن پھر چھوڑ دیں گے.... اس لئے کہ ان کے پاس ایک بھی حقیقی ثبوت نہیں ہے اور نہیں ہو گا' میں تم سے وعدہ کرتا ہوں . اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی بنیاد پر کسی شخص کو مجرم قرار دینا ناممکن ہے۔ خیر' بس ہوا.... میں صرف یہ چاہتا تھا کہ تم کو معلوم ہو جائے.... ماں اور بہن کے ساتھ میں کسی نہ کسی طرح ایسا کرنے کی کوشش کروں گا کہ ان کو مجھ پر پھر سے بھروسا ہو جائے اور وہ ڈریں نہیں.... اس کے علاوہ اب یہ لگتا ہے کہ بہن کے لئے تو ضمانت ہے۔ مطلب یہ کہ ماں کے لئے بھی.... تو بس یہ ہے ساری بات۔ پھر بھی محتاط رہنا۔ جب مجھے بند کر دیا جائے گا تو تم میرے پاس حوالات میں آؤ گی؟"

"ہاں' آؤں گی' آؤں گی!"

دونوں پاس پاس بیٹھے تھے' رنجیدہ اور دل گرفتہ جیسے طوفان کے بعد سنسان ساحل پر اکیلے ڈال دیئے گئے ہوں۔ وہ سونیا کو دیکھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ سونیا کو اس سے کتنی زیادہ محبت ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اچانک اسے اس بات سے درد اور ایک بار کا احساس ہوا کہ اس سے اتنی محبت کی جاتی ہے۔ ہاں' یہ بہت ہی عجیب اور خوفناک احساس تھا! سونیا کے پاس آتے ہوئے وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کی ساری امید سونیا ہی سے وابستہ ہے اور سارا انجام بھی۔ اس نے سوچا تھا کہ اپنی اذیت کے کم سے کم ایک حصے سے تو اسے نجات مل جائے گی اور اچانک اب جب سونیا اپنے پورے دل سے اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی تو اس نے اچانک محسوس کیا اور جانا کہ وہ جتنا پہلے تھا اس سے بھی کہیں زیادہ غمگین اور دکھی ہو گیا ہے۔

"سونیا" اس نے کہا "جب میں حوالات میں بند ہوں گا تو اچھا یہ ہو گا کہ تم میرے پاس مت آنا۔"

سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ رو رہی تھی۔ چند منٹ گزر گئے۔

"تمہارے پاس صلیب ہے؟" اچانک اس نے غیر متوقع طور پر پوچھا جیسے اسے یکبارگی یاد آ گیا ہو۔

پہلے تو وہ اس کے سوال کو سمجھی ہی نہیں۔

"نہیں' ظاہر ہے کہ نہیں ہے؟ لو' یہ لے لو' صنوبر کی ہے۔ میرے پاس ایک اور ہے' تانبے کی' لیزاویتا کی ہے۔ میں نے اور لیزاویتا نے اپنی اپنی صلیبیں ادلا بدلی کر لی تھیں' اس نے مجھے اپنی صلیب دے دی اور میں نے اسے اپنی۔ اب میں لیزاویتا والی پہنوں گی' اور یہ تم کو دے رہی ہوں۔ لے لو.... یہ میری ہے! یہ تو میری ہے!" سونیا نے التجا کی۔ "آخر ہم دونوں دکھ جھیلنے تو ساتھ ہی ساتھ جائیں گے' ساتھ ہی اپنی صلیب اٹھائیں گے!...."

"دے دو!" رسکولنیکوف نے کہا۔ وہ سونیا کو ٹھیس پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس نے فوراً ہی وہ ہاتھ سمیٹ لیا جو صلیب لینے کے لئے پھیلایا تھا۔

"ابھی نہیں سونیا۔ زیادہ اچھا ہو گا بعد کو" اس نے سونیا کو اطمینان دلانے کے لئے کہا۔

"ہاں ہاں' زیادہ اچھا ہو گا' زیادہ اچھا ہو گا" سونیا نے جوش کے ساتھ کہا "جب دکھ جھیلنے جانا تب پہن لینا۔ میرے پاس آنا' میں تمہیں پہناؤں گی' ساتھ ساتھ ہم دعا مانگیں گے اور چلے چلیں گے۔"

اسی وقت کسی نے دروازے پر تین بار دستک دی۔

"سونیا سیمیونوونا' آ سکتا ہوں میں آپ کے پاس؟" کسی کی بہت جانی پہچانی سی بااخلاق آواز سنائی دی۔

سونیا ڈر کر دروازے کی طرف لپکی۔ لیبزیاتنیکوف کا ہلکے سنہرے بالوں والا سر کمرے کے اندر آ گیا۔

5

لیبزیاتنیکوف کے چہرے سے بڑی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔

"سونیا سیمیونوونا میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ معاف کیجئے.... میں نے یہی سوچا تھا کہ آپ مل جائیں گے" اچانک وہ رسکولنیکوف کی طرف مخاطب ہوئے۔ "یعنی میں نے.... اس قسم کی.... کوئی بات نہیں سوچی تھی.... میں نے بس یہ سوچا تھا.... وہاں ہمارے ہاں کاترینا ایوانوونا پاگل ہو گئیں" اس نے رسکولنیکوف کو چھوڑ کر اچانک سونیا سے کہا۔

سونیا نے چیخ ماری۔

"مطلب یہ کہ کم سے کم لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اس کے علاوہ.... وہاں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں' یہ مسئلہ ہے! وہ واپس آئیں—— انہیں کہیں سے نکال دیا گیا اور ہو سکتا ہے ذرا پیٹا بھی ہو.... کم سے کم لگتا تو ایسا ہی ہے.... وہ بھاگ کے گئیں سیمیون زخاریچ کے افسر کے پاس' وہ گھر پر نہیں ملا کسی دوسرے جنرل کے ہاں کھانے پر گیا ہوا تھا.... اب ذرا سوچئے کہ وہ وہاں بھی پہنچ گئیں جہاں کھانے کی دعوت تھی.... اس دوسرے جنرل کے ہاں' اور سوچئے کہ اتنا اصرار کیا کہ سیمیون زخاریچ کے افسر کو لگتا یہ ہے کہ کھانے پر سے بلوا لیا۔ اب آپ تصور کر سکتی ہیں کہ وہاں کیا ہوا ہو گا۔ ظاہر ہے کہ انہیں نکال دیا گیا اور وہ بتاتی ہیں کہ انہوں نے خود بھی اسے گالیاں دیں اور کچھ اسے پھینک کر مارا بھی۔ خیر یہ تو فرض کیا جا سکتا ہے.... انہیں پکڑ کیوں نہیں لیا گیا' یہ میری سمجھ میں نہیں آتا! اب وہ سب کو بتا رہی ہیں' امالیا ایوانوونا کو بھی' لیکن ان کی بات سمجھنا بڑا مشکل ہے' چیختی ہیں اور تڑپتی ہیں.... اف' وہ چلا چلا کر کہتی ہیں کہ اب سبھوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے تو وہ بچوں کو لے کر سڑک پر نکل جائیں گی' بیرل آرگن لے لیں گی اور بچے گائیں گے اور ناچیں گے اور وہ بھی' اور پیسے جمع کریں گی اور روز اس جنرل کی کھڑکی کے نیچے سے گزرا کریں گی۔ کہتی ہیں "تاکہ دیکھے کہ سرکاری ملازم باپ کے شریف بچے سڑک پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں!" بچوں کو مارتی ہیں' وہ روتے ہیں' لینا کو "ہماری کھیتی باڑی" گانا سکھا رہی ہیں' لڑکے کو ناچنا اور پولینا کو بھی۔ سارے کپڑوں کو پھاڑے ڈال رہی ہیں' اس سے بچوں کے لئے ایکٹروں جیسی ٹوپیاں بنا رہی ہیں اور خود طشت لے کر چلنا چاہتی ہیں تاکہ اسے بجا سکیں' دف کی جگہ.... کسی کی نہیں سنتیں.... اب آپ ذرا تصور کیجئے کہ کیا حال ہو گا؟ یہ تو بالکل ہی حد سے زیادہ ہے!"

لیبزیاتنیکوف تو شاید اپنی بات جاری رکھتے لیکن سونیا نے' جو دم سادھے ان کی باتیں سن رہی تھی' اچانک اپنا لبادہ اٹھایا' ٹوپی لی اور پہنتے پہنتے کمرے سے نکل کھڑی ہوئی۔ رسکولنیکوف بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے نکلا اور اس کے پیچھے لیبزیاتنیکوف۔

انہوں نے رسکولنیکوف کے ساتھ ساتھ سڑک پر نکلتے ہوئے اس سے کہا "بلاشبہ پاگل ہو گئی ہیں۔ میں تو سونیا سیمیونوونا کو ڈرانا نہیں چاہتا تھا اس لئے کہہ دیا کہ "لگتا ہے" لیکن کوئی شک نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تپ دق میں مرض کے جوف دماغ میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مجھے طب کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ بہرحال میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ کچھ بھی نہیں سنتیں۔"

"آپ نے ان کو مرض کے جوف کے بارے میں بتایا؟"

"نہیں 'بالکل جوف کے بارے میں تو نہیں۔ اس لئے کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتیں۔ لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر انسان کو منطقی طور پر سمجھا دیا جائے کہ دراصل کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے بارے میں وہ روئے تو وہ رونا بند کر دے گا۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے۔ اور کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رونا بند نہیں کرے گا؟"

"اگر ایسا ہو تا تو زندہ رہنا کتنا آسان ہو تا" رسکولنیکوف نے جواب دیا۔

"معاف کیجئے گا 'معاف کیجئے گا 'ظاہر ہے کہ کاتریناایوانوونا کے لئے سمجھنا بڑا مشکل ہے لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ پیرس میں اس سلسلے میں سنجیدہ تجربے کئے گئے ہیں کہ پاگلوں کا علاج صرف منطقی طور پر سمجھانے بجھانے سے کیا جا سکتا ہے؟ وہاں ایک پروفیسر تھے بہت سنجیدہ سائنس داں جن کی وفات ابھی حال ہی میں ہوئی ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح علاج کیا جا سکتا ہے۔ ان کا بنیادی خیال یہ ہے کہ پاگل کے نظام جسمانی میں کوئی بنیادی گڑبڑ نہیں ہوتی 'اور یہ کہ پاگل پن یوں کہنا چاہئے کہ ایک منطقی غلطی ہے 'تعقل کی غلطی 'چیزوں کو غلط نظر سے دیکھنا۔ وہ رفتہ رفتہ مریض پر اس کی غلطی واضح کر دیتے تھے اور ذرا سوچئے 'لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اچھے نتائج حاصل کئے! لیکن چونکہ اس کے ساتھ ہی انہوں نے فواری غسل کا بھی استعمال کیا اس لئے اس علاج کے نتائج ظاہر ہے کہ مشکوک ہو جاتے ہیں.... کم سے کم لگتا تو ایسا ہی ہے...."

رسکولنیکوف کافی دیر سے ان کی باتیں سن ہی نہیں رہا تھا۔ اپنے گھر کے برابر پہنچ کر اس نے لیبزیاتنیکوف کو سر جھکا کر تعظیم کی اور پھاٹک میں مڑ گیا۔ لیبزیاتنیکوف چونک پڑے 'انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور آگے بڑھ گئے۔

رسکولنیکوف اپنے کمرے میں آیا اور اس کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔ "وہ کس لئے یہاں واپس آیا ہے؟" اس نے اس زرد سے رنگ کے پھٹے پرانے دیواری کاغذ کو 'اس دھول کو اور اپنے صوفے کو دیکھا.... صحن سے کسی تیز اور مسلسل دستک کی سی آواز آ رہی تھی 'شاید کہیں کوئی چیز ٹھونکی جا رہی تھی 'کوئی کیل وغیرہ.... وہ کھڑکی کے پاس گیا اور پنجوں کے بل کھڑے ہو کر دیر تک غیر معمولی توجہ کی نظر سے صحن میں دیکھتا رہا۔ لیکن صحن خالی تھا اور کھٹ کھٹ کرنے والا کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ بائیں طرف کو صحنی عمارات میں کہیں کہیں کھلی کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں جن کی سلوں پر گملے اور ان میں مریل مریل سے جیرانیم نظر آ رہے تھے۔ کھڑکیوں کے سامنے دھلے ہوئے کپڑے ٹانگ دیئے گئے تھے.... یہ سب وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ وہ مڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

کبھی کبھی اس نے ابھی تک اپنے آپ کو اس قدر تنہا نہیں محسوس کیا تھا!

ہاں 'اس نے ایک بار پھر یہ محسوس کیا کہ وہ ہو سکتا ہے درحقیقت سونیا سے نفرت کرنے لگے اور خاص طور سے اب جب کہ اس نے سونیا کو بھی غم زدہ کر دیا ہے۔ "کیوں گیا تھا وہ اس کے پاس 'اس کے آنسو مانگنے کے لئے؟ کیوں اس کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ سونیا کی زندگی میں زہر گھول دے؟ اف 'یہ کمینہ پن!"

"میں اکیلا ہی رہوں گا!" اس نے اچانک فیصلہ کن طور سے کہا "اور وہ حوالات میں نہیں آئے گی!"

پانچ منٹ بعد اس نے سر اٹھایا اور عجیب طریقے سے مسکرایا۔ یہ ایک عجیب خیال تھا۔ "اور ہو سکتا ہے قید با مشقت میں واقعی بہتری ہو" اچانک اسے خیال ہوا۔

اسے یاد نہیں تھا کہ وہ اپنے ذہن میں غیر متعین خیالات کا ہجوم لئے کتنی دیر بیٹھا رہا۔ اچانک دروازہ کھلا اور اودوتیا رومانوونا داخل ہوئی۔ پہلے وہ رک گئی اور چوکھٹ ہی پر سے اس نے اسے دیکھا 'جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے خود سونیا کو دیکھا تھا 'پھر اندر آ کر وہ اس کے مقابل کرسی پر 'اپنی کل ہی والی جگہ پر بیٹھ گئی۔ رسکولنیکوف نے چپ چاپ اور جیسے بغیر کسی خیال کے اسے دیکھا۔

"بھائی ناراض مت ہونا 'میں صرف ایک منٹ کو آئی ہوں" دونیا نے کہا۔ اس کے چہرے کا تاثر فکر مندانہ تھا لیکن اس میں تندی نہیں تھی۔ نگاہ صاف اور پر سکون تھی۔ رسکولنیکوف نے دیکھا کہ دونیا بھی اس کے پاس محبت کی وجہ سے آئی ہے۔

"بھائی 'اب میں سب جانتی ہوں 'سب۔ مجھے دمیتری پروکوفیچ نے سب بتایا اور سمجھایا۔ ایک بیوقوفی کے اور گھناؤنے شبہے کی بنا پر تم پر نظر رکھی جا رہی ہے اور تم کو اذیت دی جا رہی ہے.... دمیتری پروکوفیچ نے مجھے بتایا کہ کوئی بھی خطرہ نہیں ہے اور تم بیکار ہی اس سے اتنا بھیانک طریقے سے متاثر ہو۔ میں ایسا نہیں سوچتی اور پوری طرح سمجھتی ہوں کہ تمہارے لئے یہ سب کتنا اذیت ناک ہے اور یہ کہ اس غصہ و نفرت کے اثرات ہمیشہ کے لئے رہ سکتے ہیں۔ میں اسی سے ڈرتی ہوں۔ میں اس کے بارے میں تمہیں برا بھلا نہیں کہتی کہ تم نے ہم لوگوں کو چھوڑ دیا 'اور برا بھلا کہنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتی اور تم مجھے معاف کر دو کہ پہلے میں نے تم کو ملامت کی۔ میں خود محسوس کرتی ہوں کہ اگر مجھے اتنا بڑا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہو تا تو میں بھی سب کو چھوڑ دیتی۔ ماں سے میں اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گی لیکن تمہارے بارے میں برابر باتیں کرتی رہوں گی اور تمہاری طرف سے کہہ دوں گی کہ تم جلد ہی آؤ گے۔ ان کے بارے میں پریشان مت ہونا 'میں انہیں اطمینان دلا دوں گی۔ لیکن تم بھی ان کو دکھ مت دو.... آ جاؤ چاہے ایک ہی بار سہی۔ یہ نہ بھولو کہ وہ ماں ہیں! اور اس وقت میں صرف یہ کہنے آئی ہوں" دونیا اپنی جگہ سے اٹھنے لگی "کہ اگر اتفاق سے تمہیں میری کوئی ضرورت ہو یا تمہیں ضرورت ہو.... میری ساری زندگی کی یا یہ کہ.... تو مجھے پکار لینا 'میں آ جاؤں گی۔ الوداع!"

وہ تیزی سے مڑی اور دروازے کی طرف چلی۔

"دونیا!" رسکولنیکوف نے اسے روکا اور اٹھ کر اس کے پاس گیا "یہ رزومیخن 'دمیتری پروکوفیچ بڑا اچھا آدمی ہے۔"

"دونیا کے چہرے پر گلابی جھلک آئی۔

"تو پھر؟" اس نے منٹ بھر انتظار کرنے کے بعد پوچھا۔

"وہ کام سے دلچسپی رکھنے والا 'محنت پسند اور ایماندار آدمی ہے اور اس میں بہت محبت کرنے کی صلاحیت ہے.... الوداع دونیا!"

دونیا کا چہرہ بالکل گلابی ہو گیا 'پھر اچانک اسے تشویش ہوئی:

"یہ سب کیا ہے بھائی 'کیا ہم سچ مچ ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہے ہیں جو تم مجھے.... اس طرح کی وصیت کر رہے ہو؟"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... الوداع...."

وہ مڑا اور اس سے دور ہو کر کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ وہ ذرا دیر کھڑی اسے پریشانی کے ساتھ دیکھتی رہی اور پھر تشویش کے ساتھ چلی گئی۔

نہیں وہ دونیا کے ساتھ سرد مہری سے پیش نہیں آیا تھا۔ ایک لمحہ تھا (سب سے آخری) جب اس کا بے اختیار جی چاہا تھا کہ وہ دونیا کو بھینچ کر گلے لگا لے اور اس سے رخصت ہو لے' بلکہ اسے بتا بھی دے' لیکن اس نے تو دونیا سے ہاتھ ملانے کی بھی ہمت نہیں کی:

"بعد کو جب اسے یاد آئے گا کہ میں نے اسے گلے لگایا تھا تو شاید اس کو جھرجھری آ جائے اور کہے کہ میں نے اس کا بوسہ چرا لیا تھا!"

"اور یہ اسے برداشت کر پائے گی یا نہیں؟" اس نے کچھ دیر بعد اپنے دل میں سوچا "نہیں' نہ برداشت کر پائے گی' ایسیاں نہیں برداشت کر پاتیں! ایسی کبھی نہیں برداشت کرتیں...."

اور وہ سونیا کے بارے میں سوچنے لگا۔

کھڑکی سے تازہ ہوا آ رہی تھی۔ صحن میں روشنی اب اتنی صاف نہیں رہ گئی تھی۔ اچانک اس نے ٹوپی اٹھائی اور باہر چلا گیا۔

ظاہر ہے کہ وہ اپنی مریضانہ حالت کے بارے میں فکرمند نہیں ہو سکتا تھا اور ہونا چاہتا بھی نہیں تھا۔ لیکن یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ اس مسلسل تشویش اور اس ساری روحانی کوفت کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ اور اگر ابھی تک وہ حقیقی زبردست بخار میں پڑ نہیں گیا تھا تو ہو سکتا ہے صرف اس لئے کہ یہ اندرونی مسلسل تشویش اسے ابھی تک ہوش میں اور اپنے قدموں پر کچھ مصنوعی طریقے سے' وقتی طور پر سنبھالے ہوئے تھی۔

وہ کسی مقصد کے بغیر ٹہلتا رہا۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ کچھ دیر سے ایک کوئی خاص قسم کی اداسی اس پر اثر انداز ہونے لگی تھی۔ اس میں کوئی بھی خاص طور سے تیکھی یا چبھنے والی چیز نہ تھی لیکن اس سے کوئی مستقل' دائمی چیز ظاہر ہوتی تھی۔ اس سرد مہلک اداسی کے بے امید برسوں کا پہلے سے احساس ہوتا تھا اور رقبا کی "دو گز زمین" پر ایک طرح کے دوام کا احساس ہوتا تھا۔ شام کے وقت یہ احساس اسے اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ اذیت دینے لگتا تھا۔

"اس طرح کی بیوقوفیاں' خالص جسمانی بے بسی ہو جس کا دارومدار غروب آفتاب یا کسی اور ایسی ہی چیز پر ہوتا ہے' تو آدمی بے اختیار ہو کر بیوقوفی کر بیٹھتا ہے۔ یہی نہیں کہ سونیا کے پاس بلکہ دونیا کے پاس چلے جاؤ گے!" وہ نفرت کے ساتھ بڑبڑایا۔

کسی نے اسے آواز دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا' لیبزیا تنیکاوف اس کی طرف لپکے چلے آ رہے تھے۔

"سوچئے ذرا' میں آپ کے پاس گیا تھا' آپ کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ ذرا سوچئے! انہوں نے جو نیت کی تھی اس پر عمل کر ڈالا اور بچوں کو لے گئیں! میں نے اور سونیا سیمیونوونا نے بڑی مشکلوں سے انہیں ڈھونڈا۔ خود کڑاہی کو پیٹتی ہیں اور بچوں کو ناچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ بچے روتے ہیں۔ سب کے سب چوراہوں پر اور دکانوں کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بیوقوف لوگ ان کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ چلئے۔"

"اور سونیا؟...." رسکولنیکوف نے تشویش کے ساتھ پوچھا۔ وہ لیبزیا تنیکاوف کے پیچھے پیچھے تیز تیز چل رہا تھا۔

"بالکل جنون کی حالت میں ہیں یعنی سونیا سیمیونوونا جنون کی حالت میں نہیں بلکہ کاترینا ایوانوونا۔ اور

بہرحال سونیا سیمیونوونا بھی جنون ہی کی حالت میں ہیں۔ لیکن کاترینا ایوانوونا تو بالکل ہی جنون کی حالت میں ہیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ قطعی طور پر پاگل ہو گئی ہیں۔ پولیس والے انہیں پکڑ لے جائیں گے۔ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہو گا.... ابھی تو وہ لوگ نہر کنارے پل کے پاس ہیں' سونیا سیمیونوونا کے ہاں سے زیادہ دور نہیں' پاس ہی ہے۔"

نہر کنارے پل سے تھوڑی ہی دور پر اور اس گھر سے جس میں سونیا رہتی تھی بس دو گھروں کے فاصلے پر لوگوں کی ایک بھیڑ لگی تھی۔ خاص طور سے لڑکے لڑکیاں ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ پل ہی پر سے کاترینا ایوانوونا کی پھٹی ہوئی بھرائی ہوئی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور واقعی یہ عجیب و غریب منظر تھا جس سے سڑک کے لوگوں کو دلچسپی ہو جانا یقینی تھا۔ کاترینا ایوانوونا اپنے پرانے کپڑے پہنے اور سبز شال اوڑھے اور تنکوں کی پھٹی پرانی ہیٹ لگائے جو ایک طرف بہت ہی بے ہنگم طریقے سے پچک گئی تھی' سچ مچ بالکل جنونی حالت میں تھیں۔ وہ تھک گئی تھیں اور ہانپ رہی تھیں۔ ان کا اذیت ناک دق زدہ چہرہ ہمیشہ سے زیادہ دردناک لگ رہا تھا (ویسے بھی دق زدہ لوگ گھر کے مقابلے میں باہر ہمیشہ زیادہ بیمار اور پریشان حال نظر آتے ہیں۔) لیکن ان کی پرجوش کیفیت میں کوئی فرق نہ آیا تھا اور ان کی جھنجلاہٹ برابر بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ بچوں کی طرف لپکتیں' ان پر چیختیں' انہیں ڈانٹتیں' انہیں وہیں لوگوں کے سامنے سکھاتیں کہ کیسے ناچیں اور کیا گائیں' انہیں سمجھانا شروع کرتیں کہ کس لئے یہ ضروری ہے اور ان کے نہ سمجھنے پر انتہائی ناامید ہو جاتیں' انہیں مارتیں.... پھر انہیں چھوڑ کر لوگوں کی طرف لپکتیں' اگر کسی اچھے کپڑے پہنے آدمی کو دیکھ لیتیں تو فوراً اس کو بتانے لگتیں کہ دیکھو "شریف بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ امرا کے خاندان کے بچے" کس حالت کو پہنچا دیئے گئے ہیں! اگر بھیڑ میں سے کسی کے ہنسنے کی آواز سن لیتیں یا کوئی مذاق اڑانے والا فقرہ تو فوراً ہی مذاق اڑانے والے پر برس پڑتیں اور اس کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگتیں۔ کچھ لوگ واقعی ہنستے' دوسرے لوگ سر جھٹک کر رہ جاتے' لیکن پاگل عورت اور بے حد سہمے ہوئے بچوں کو ایک نظر دیکھ لینے کی کرید سب میں تھی۔ جس کڑاہی کا ذکر لیبزیا تنیکاوف نے کیا تھا وہ تو نہیں تھی' کم سے کم رسکولنیکوف نے نہیں دیکھی۔ لیکن کڑاہی کو پیٹنے کی بجائے کاترینا ایوانوونا نے اپنی سوکھی ہتھیلیوں سے تالی بجا کر تال دینی شروع کر دی تاکہ پولینا گانا اور لینا اور کولیا ناچنا شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی خود کاترینا ایوانوونا بھی گانے لگیں لیکن ہر بار دوسرے بول پر تکلیف دہ کھانسی سے آواز ٹوٹ جاتی جس سے ان پر پھر انتہائی ناامیدی طاری ہو جاتی' وہ اپنی کھانسی پر لعنت بھیجتیں بلکہ رونے بھی لگتیں۔ سب سے زیادہ وہ کولیا اور لینا کے رونے اور ڈر پر جو اس باختہ ہو جاتیں۔ بچوں کو سڑک پر گانے والوں اور گانے والیوں کے سے لباس پہنانے کی واقعی کوشش کی گئی تھی۔ لڑکا کسی لال اور سفید سی چیز کی پگڑی باندھے تھا تاکہ ترک لگے۔ لینا کے لئے کوئی لباس نہ جڑا تھا' بس وہ سر پر بنی ہوئی لال ٹوپی (بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ رات کی ٹوپی) پہنے تھی جو مرحوم سیمیون زخاریچ کی تھی اور ٹوپی میں شترمرغ کے سفید پر کا ایک حصہ لگا ہوا تھا جو کاترینا ایوانوونا کی دادی کا تھا اور خاندانی نوادرات کی حیثیت سے صندوق میں محفوظ رکھا گیا تھا۔ پولینا اپنے روزمرہ کے لباس میں تھی۔ وہ سہمی ہوئی اور کھوئی کھوئی نظروں سے ماں کو دیکھتی' ان کے پاس سے نہ ہٹتی اور اپنے آنسوؤں کو پی جاتی۔ وہ ماں کے پاگل ہو جانے کو کچھ کچھ سمجھ رہی تھی اور پریشان ہو ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ سڑک اور بھیڑ سے وہ بے انتہا ڈری ہوئی تھی۔ سونیا بھی کاترینا ایوانوونا کے ساتھ ساتھ لگی تھی اور رو رو کر بار بار ان سے التجا کرتی کہ گھر واپس چلیں۔ لیکن کاترینا ایوانوونا اس کی بات ماننے پر بالکل تیار نہ تھیں۔

"بس کرو' سونیا' بس کرو!" وہ تیز تیز بول کر' جلدی میں' ہانپتے ہوئے اور کھانستے ہوئے چلائیں "خود نہیں جانتیں تم کہ کیا کہہ رہی ہو' بالکل بچوں کی طرح! میں کہہ چکی تم سے کہ میں واپس نہ جاؤں گی اس شرابی جرمن عورت کے گھر میں۔ اچھا ہے سب دیکھ لیں' سارا پیٹرس برگ کہ شریف باپ کے بچے کیسے بھیک مانگتے ہیں جس نے ساری زندگی بھروسے اور سچائی کے ساتھ ملازمت کی اور کہا جا سکتا ہے کہ ملازمت ہی میں مرا" کاترینا ایوانوونا نے اپنے دل میں یہ افسانہ گھڑ لیا تھا اور اس پر انہیں پوری طرح یقین تھا "اس بدمعاش جنرل کو یہ سب دیکھنے دو۔ اور تم تو سونیا بیوقوف ہو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ اب کھائیں گے کیا؟ ہم تم کو کافی پریشان کر چکے' اب میں اور پریشان کرنا نہیں چاہتی! ارے رودیون رومانووچ' آپ ہیں!" وہ رسکولنیکوف کو دیکھ کر اور اس کی طرف لپکتی ہوئی چلائیں "آپ مہربانی کر کے اس بیوقوف لڑکی کو سمجھائیے کہ اس سے زیادہ سمجھداری کا کام کوئی ہو ہی نہیں سکتا! آخر آرگن بجانے والے بھی تو اپنا پیٹ پالتے ہیں اور ہمیں تو فوراً ہی سب دیکھ لیتے ہیں' تمیز کر لیتے ہیں کہ ہم مفلس شریف لاوارثوں کا خاندان ہیں جو بھیک مانگنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں اور یہ جنرل تو اپنے عہدے سے محروم ہو جائے گا' دیکھ لیجئے گا! ہم روز اس کی کھڑکی کے نیچے سے گزریں گے اور حضور اعلیٰ گزریں گے تو میں گھٹنوں کے بل کھڑی ہو جاؤں گی' ان سب کو آگے کر دوں گی اور انہیں دکھاؤں گی "ہمیں بچائیے" مائی باپ!' وہ لاوارثوں کے باپ ہیں' وہ نیک دل ہیں' ہمیں بچائیں گے' دیکھ لیجئے گا' اور اس جنرل کو۔۔۔ لینا تیجے رو درو تجے!(3) اور تو کولیا' ابھی پھر ناچے گا۔ تو بسور کیوں رہا ہے؟ پھر بسورے جا رہا ہے! ارے کوئی بات نہیں' بیوقوف تو ڈر تا کیوں ہے! اف میرے مالک' میں ان کے ساتھ کیا کروں' رودیون رومانووچ! اگر آپ کو معلوم ہو تا کہ یہ کیسے ناسمجھ ہیں! ایسوں کے ساتھ کیا کیا جا سکتا ہے!..."

اور اسے بچوں کو دکھاتے ہوئے وہ خود بالکل روہانسی ہو رہی تھیں (لیکن اس سے ان کی مسلسل تیز تیز باتوں میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔) رسکولنیکوف نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ واپس چلیں بلکہ یہ بھی کہا' یہ سوچ کر کہ ان کی خودبینی کو متحرک کرے' کہ ان کے لئے بیرل آرگن بجانے والوں کی طرح سڑک پر گھومتے پھرنا اچھی بات نہیں ہے اس لئے کہ وہ تو شریف خاندان کی لڑکیوں کی تربیت گاہ کی ڈائرکٹر بننے کی کوشش کر رہی ہیں....

"تربیت گاہ' ہا' ہا! دور کے ڈھول سہانے!" کاترینا ایوانوونا چلائیں اور قہقہے کے فوراً بعد ہی کھانسی کا دورہ پڑا "نہیں رودیون رومانووچ' وہ خواب ختم ہو چکا! سب نے ہمیں چھوڑ دیا!... اور یہ جنرل.... معلوم ہے آپ کو رودیون رومانووچ' میں نے اس کے اوپر دوات پھینک دی' وہیں نوکروں کے کمرے میں میز پر رکھی تھی' اس کاغذ کے پاس جس پر سب دستخط کرتے ہیں اور میں نے بھی دستخط کئے تھے' پھینک ماری اور بھاگ کھڑی ہوئی۔ لفنگے' سب لفنگے۔ لیکن میں تھوکوں ان پر۔ اب ان کو خود کھلاؤں گی' کسی کے آگے نہ جھکوں گی! اس کو ہم نے کافی اذیت دے لی" انہوں نے سونیا کی طرف اشارہ کیا۔ "پولینا کتنے جمع کئے' دکھا؟ کیا' صرف دو کوپک؟ اف' یہ گھناؤنے لوگ! کچھ بھی نہیں دیتے' بس ہمارے پیچھے زبان نکال کر دوڑتے ہیں! اور یہ بیوقوف کس بات پر ہنس رہا ہے؟" انہوں نے بھیڑ میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ سب اس لئے ہے کہ یہ کولیا اتنا ناسمجھ ہے' اس کے ساتھ جان عذاب میں رہتی ہے! تجھے کیا چاہئے پولینا؟ میرے ساتھ فرانسیسی میں کہہ' پارلے موئی فرانسے(4) آخر میں نے تو تجھے پڑھایا ہے تو تو کئی جملے جانتی ہے!... نہیں تو کیسے لوگ تمیز کریں گے کہ ہم شریف خاندان کے ہیں' تربیت یافتہ بچے ہیں اور ویسے بالکل بھی نہیں ہیں جیسے سب بیرل آرگن بجانے والے

ہوتے ہیں۔ ہم سڑک پر کوئی "پتروشکا" کا تماشہ نہیں دکھاتے "ہم تو شریفانہ گیت گاتے ہیں.... اچھا! تو ہم کیا گائیں گے! آپ مجھے ہر وقت بھگاتے ہیں اور ہم.... دیکھ رہے ہیں آپ' ہم یہاں کھڑے ہو گئے رودیون رومانووچ' یہ طے کرنے کے لئے کہ کیا گائیں۔۔۔ ایسا گانا کہ جس پر کولیا ناچ سکے.... اس لئے کہ آپ ذرا سوچئے تو ہمارا یہ سارا پروگرام بغیر کسی تیاری کے ہے۔ ہم آپس میں بات کر لیتے ہیں تاکہ سارا ریہرسل اچھی طرح ہو جائے اور تب ہم نیوسکی پراسپکٹ پر جائیں گے جہاں اعلیٰ معاشرت کے زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور جو ہمیں فوراً دیکھ لیں گے۔ لینا "ہماری کھیتی باڑی" گیت جانتی ہے.... لیکن بس صرف یہی گیت' ہماری کھیتی باڑی اور سب اسی کو گاتے ہیں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ بہت زیادہ شریفانہ چیز گانی چاہئے.... تو پولینا تم نے کیا سوچا' چلو تمہیں ماں کی مدد کرو! حافظہ' حافظہ تو میرا رہا ہی نہیں' نہیں تو میں کچھ یاد کر لیتی! اب ہم "ہسار کا گیت" تو نہیں گا سکتے! چلو فرانسیسی میں گو' "سین سو!"(5) آخر میں نے تمہیں سکھایا ہے' سکھایا تو ہے۔ اور خاص بات یہ ہے کہ یہ فرانسیسی میں ہے اس لئے لوگ فوراً دیکھ لیں گے کہ تم درباری خاندان کے بچے ہو اور اس میں بڑی کشش ہو گی.... "مالبرو سینئیں وا۔۔۔" تین گو تیغے' بھی ممکن ہے اس لئے کہ یہ تو بالکل بچوں کا گیت ہے اور طبقہ امرا کے سارے گھروں میں لوری کی طرح گایا جاتا ہے "انہوں نے فرانسیسی میں گانا شروع کیا:

مالبرو اب کوچ کرے گا'
جانے وہ واپس کب آئے گا....

نہیں' "سین سو" اس سے اچھا رہے گا! اچھا کولیا' دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھ' جلدی سے اور تو لینا' تو بھی دوسری طرف کو گھری لگا اور میں اور پولینا گائیں گے اور تالیں بجائیں گے!

پانچ پیسے' پانچ پیسے
ہم کو اپنی گھر گرہستی کے لئے

کھوں! کھوں! کھوں!" اور کھانسی نے انہیں پھر بے دم کر دیا۔ "پولینا تو اپنا لباس ٹھیک کر' کندھے سے اتر گیا ہے" انہوں نے کھانسی کے بیچ میں ہانپتے ہوئے کہا "ابھی تمہیں خاص طور سے شائستگی کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے تاکہ سب دیکھ لیں کہ تم درباری خاندان کے بچے ہو۔ میں نے تبھی کہا تھا کہ چولی لمبی کاٹنی چاہئے اور دو لبائیوں کی ہونی چاہئے لیکن سونیا تم اپنا مشورہ لے کر آ گئیں کہ چھوٹی' اور چھوٹی' اور اب دیکھ رہی ہو کہ بچی بالکل ہی چوہڑ لگ رہی ہے.... ارے' پھر تم سب کے سب رونے لگے! ارے بیوقوفو' یہ تمہیں کیا ہوا ہے! چل کولیا' جلدی شروع کر' جلدی' جلدی ۔۔۔ اوہ' کیسا ناقابل برداشت بچہ ہے!....

پانچ پیسے' پانچ پیسے....

پھر سپاہی آ گیا! کیوں' تمہیں کیا چاہئے!"
بیچ بیچ بھیڑ میں گشت کا سپاہی نکل کر آگے آ رہا تھا۔ لیکن اسی وقت ایک صاحب غیر فوجی وردی اور گرم اوورکوٹ پہنے' سنجیدہ صورت' کوئی ۵۰ برس کے' گردن میں ایک تمغا ڈالے (کاترینا ایوانوونا اس سے بہت خوش ہوئیں اور گشت کا سپاہی بھی بڑا متاثر ہوا) قریب آئے اور چپکے سے انہوں نے کاترینا ایوانوونا کو تین روبل کا ہرا نوٹ دیا۔ ان کے چہرے سے پرخلوص دردمندی کا اظہار ہو رہا تھا۔ کاترینا ایوانوونا نے لے لیا اور

بڑے اخلاق بلکہ تصنع کے ساتھ ان کی تعظیم بجالائیں۔

"شکریہ ادا کرتی ہوں آپ کا مہربانی حضور اعلیٰ!" انھوں نے بڑے بلند آہنگ انداز میں کہنا شروع کیا "ہم کو اس حال میں پہنچانے کے اسباب..... رقم لے لے پولینکا 'دیکھ رہی ہے تو' شریف اور دریا دل لوگ بھی ہیں جو عالی نسب بدنصیبوں کی مدد کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ مہربان حضور اعلیٰ 'آپ ان یتیموں کو دیکھئے یہ شریف بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ بالکل حقہ امرا کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں..... اور یہ جنرل بیٹھا تیتر کھا رہا تھا..... اور پاؤں پٹکنے لگا کہ میں نے اس کو پریشان کیا۔ میں نے کہا "عالی مرتبت 'یتیموں کو بچا لیجئے اس لئے کہ آپ تمیون زخاریچ کو اچھی طرح جانتے تھے اور چونکہ ان کی سگی بیٹی پر ان کی موت ہی کے دن سب سے کمینے شخص نے تہمت لگائی ہے..... 'پھر یہ سپاہی آ گیا! بچائیے ہمیں!" انھوں نے چلا کر عہدیدار سے کہا "یہ سپاہی کیوں میری طرف آ رہا ہے؟ ہم ایک سے بھاگ کر تو میشانسکایا سے یہاں آئے ہیں..... تو تجھے اس سے کیا مطلب 'بیوقوف!"

"اس لئے کہ سڑک پر منع ہے۔ یہاں ہنگامہ مت کرو۔"

"تو خود ہنگامہ کرتا ہے! میں تو گھوم رہی ہوں ویسے ہی جیسے بیرل آرگن بجانے والے گھومتے ہیں 'تجھے کیا مطلب؟"

"بیرل آرگن بجانے کے لئے بھی اجازت نامہ چاہئے اور آپ تو اپنے آپ ہی اس طرح سے لوگوں کو جمع کر لیتی ہیں۔ اچھا آپ رہتی کہاں ہیں؟"

"کیسا اجازت نامہ!" کاترینا ایوانوونا نے فریاد کی "آج ہی میں نے اپنے شوہر کو دفن کیا ہے 'کہاں سے لاتی اجازت نامہ!"

"خاتون 'خاتون 'آپ پریشان نہ ہوں" عہدیدار نے کہنا شروع کیا "چلئے 'میں آپ کو پہنچا دیتا ہوں..... یہاں بھیڑ میں اچھا نہیں لگتا..... آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے....."

"مہربان حضور اعلیٰ 'مہربان حضور اعلیٰ 'آپ کچھ بھی نہیں جانتے!" کاترینا ایوانوونا چلائیں "ہم نیوسکی پراسپکٹ پر جا رہے ہیں--- سونیا 'سونیا! ارے کہاں ہے وہ؟ وہ بھی رو رہی ہے! یہ تم سب کو کیا ہو گیا ہے!..... کولیا 'لینا 'کہاں ہو تم؟" اچانک وہ ڈر کر پکارنے لگیں "اف یہ بیوقوف بچے! کولیا 'لینا! ارے کہاں بھاگے ہیں یہ لوگ!....."

ہوا یہ تھا کہ کولیا اور لینا نے سڑک کی بھیڑ سے اور اپنی ماں کی عجیب حرکتوں سے حد درجہ ڈر کر اور آخر میں سپاہی کو دیکھ کر 'جو انھیں کہیں لے جانا چاہتا تھا' اچانک جیسے آپس میں طے کر کے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ کاترینا ایوانوونا بیچاری بین کرتی اور روتی ہوئی ان کے پیچھے دوڑیں۔ انھیں دوڑتے 'روتے اور ہانپتے ہوئے دیکھ کر کوفت بھی ہوتی تھی اور افسوس بھی۔ سونیا اور پولینکا ان کے پیچھے لپکیں۔

"واپس لے آؤ 'واپس لے آؤ انھیں سونیا! اف یہ بیوقوف اور ناشکرے بچے..... پولینکا! پکڑ لے انھیں..... تمہارے ہی لئے تو میں....."

وہ دوڑتے میں لڑکھڑائیں اور گر پڑیں۔

"خون بہنے لگا! اف میرے مالک!" سونیا ان کے اوپر جھک کر چلائی۔

سارے لوگ دوڑ کر آ گئے 'سب نے بھیڑ لگا لی۔ سب سے پہلے رسکولنیکوف اور لیبزیا تنیکوف دوڑ کر پہنچے 'عہدیدار بھی جلدی جلدی پہنچ گیا اور اس کے پیچھے پیچھے گشت کا سپاہی بھی "اوہ" کہتا اور ہاتھ جھٹکتا ہوا آ

گیا۔ وہ ابھی سے محسوس کر رہا تھا کہ معاملہ پریشانی کا ہوتا جا رہا ہے۔

"چلو آگے بڑھو! آگے بڑھو!" اس نے چاروں طرف جمع لوگوں کو ہٹانا شروع کیا۔

"مر رہی ہے!" کسی نے چیخ کر کہا۔

"پاگل ہو گئی!" دوسرے نے بتایا۔

"اے میرے مالک 'رحم کر!" ایک عورت نے اپنے اوپر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "ننھی لڑکی اور لڑکے کو تو پکڑ لیا کہ نہیں؟ وہ رہے 'لائے جا رہے ہیں 'بڑی والی نے پکڑا..... دیکھو کیسے شیطان ہیں!"

لیکن جب لوگوں نے کاترینا ایوانوونا کو غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ ایسا نہیں تھا کہ پتھر پر گرنے کی وجہ سے خون بہنے لگا ہو 'جیسا کہ سونیا کا خیال تھا' بلکہ خون تو بیچ سڑک پر نکل آیا تھا' اس کے سینے کا تھا اور گلے سے نکلا تھا۔

"میں ایسی صورت کو جانتا ہوں 'میں نے دیکھا ہے" عہدیدار نے رسکولنیکوف اور لیبزیا تنیکوف سے کہا "یہ تپ دق ہے 'خون بہنے لگتا ہے اور دم گھٹ جاتا ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں پہلے میں نے اپنے ایک رشتہ دار کو دیکھا' اسی طرح کوئی ڈیڑھ گلاس..... اچانک..... لیکن اب کیا کیا جائے 'وہ تو بس مرنے ہی والی ہے؟"

"ادھر 'ادھر 'میرے ہاں لے چلئے!" سونیا نے منت کی "میں یہیں رہتی ہوں!..... وہ رہا گھر 'یہاں سے دوسرا..... میرے ہاں جلدی سے پہنچا دیجئے 'جلدی سے!....." وہ سب سے التجا کر رہی تھی "ڈاکٹر کو بلوائیے..... اف میرے مالک!"

عہدیدار کی کوشش سے یہ کام انجام پا گیا' گشت کے سپاہی نے بھی کاترینا ایوانوونا کو لے جانے میں مدد کی۔ انھیں سونیا کے ہاں تقریباً بے ہوشی کی حالت میں لے گئے اور بستر پر لٹا دیا۔ منہ سے خون آنا ابھی تک جاری تھا لیکن وہ کچھ ہوش میں آ گئیں۔ کمرے میں سونیا کے علاوہ رسکولنیکوف اور لیبزیا تنیکوف 'عہدیدار اور گشت کا سپاہی بھی آ گئے۔ سپاہی نے پہلے جمع شدہ بھیڑ کو ہٹایا جس میں سے کافی لوگ دروازے تک آ گئے تھے کولیا اور لینا کا ہاتھ پکڑے پولینکا آئی۔ ان کے علاوہ کاپیرنا ؤموف کے گھر سے بھی لوگ آ گئے 'خود وہ لنگڑا اور کانا 'گل مچھے رکھے ہوئے عجیب سا آدمی جس کے سر کے بال برش کی طرح کھڑے تھے 'اس کی بیوی جس کے چہرے سے ہر وقت خوف ٹپکتا رہتا تھا' اور چند بچے جو ہر وقت حیرت زدہ رہنے کی وجہ سے بے حس لگتے تھے اور منہ بنائے ہوئے تھے۔ ان سارے لوگوں میں اچانک سویدریگائلوف بھی نمودار ہو گئے۔ رسکولنیکوف نے انھیں تعجب سے دیکھا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کہاں سے آ گئے 'سڑک پر بھیڑ میں تو ان کی موجودگی یاد نہیں۔

ڈاکٹر اور پادری کے آنے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ عہدیدار نے سرگوشی میں رسکولنیکوف سے کہا کہ لگتا ہے ڈاکٹر اب بیکار ہو گا لیکن اس نے بلوا بھیجنے کا بندوبست کر دیا۔ خود کاپیرنا ؤموف دوڑے گئے۔

اس عرصے میں کاترینا ایوانوونا کی سانس سنبھلی اور وقتی طور پر خون آنا بند ہو گیا۔ وہ مریضانہ لیکن یک ٹک اور چبھتی ہوئی نظروں سے پیلی پڑی ہوئی اور کانپتی سونیا کو دیکھ رہی تھیں جو ان کے ماتھے سے پسینے کی بوندیں پونچھ رہی تھی۔ آخر کار انھوں نے کہا کہ انھیں بٹھا دیا جائے۔ لوگوں نے انھیں دونوں طرف سے پکڑ کر بستر پر بٹھا دیا۔

"بچے کہاں ہیں؟" انھوں نے کمزور آواز میں پوچھا۔ "پولیا تم انھیں لائی تھیں؟ اف بیوقوف!..... کیوں بھاگ تھے تم لوگ..... اف!"

ان کے پپڑیائے ہوئے ہونٹ ابھی خون سے تر تھے۔ انہوں نے چاروں طرف نظر ڈالی۔
"تو سونیا! ایسے رہتی ہو تم! ایک بار بھی تو میں تمہارے ہاں نہ آئی۔ اس وقت تو موقع مل ہی گیا...."
انہوں نے بڑے دکھ کے ساتھ سونیا کو دیکھا:
"ہم نے تمہاری زندگی برباد کر دی' سونیا.... پولینکا' لینا' کولیا' ادھر آؤ.... لو سونیا' یہ ہیں' اب انہیں سنبھالو.... تمہارے حوالے کیا.... میرے لئے اب کافی ہو چکا!.... ختم ہوا تماشہ! ہائے.... مجھے لٹا دیجئے.... چین سے مرنے تو دیجئے...."
انہیں پھر تکیے پر لٹا دیا گیا۔
"کیا؟ پادری؟.... کوئی ضرورت نہیں.... تمہارے پاس فاضل روبل کہاں ہے؟.... میں نے کوئی گناہ نہیں کیا.... اس کے بغیر ہی خدا معاف کر دے گا.... خود جانتا ہے کہ میں نے کیسے دکھ جھیلے ہیں.... نہ معاف کرے گا تو کوئی ضرورت بھی نہیں!...."
ان کی بے چینی اور سرسام کی حالت برابر بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ کانپ اٹھتیں' چاروں طرف نظر دوڑاتیں' ذرا دیر کے لئے سب کو پہچان لیتیں لیکن فوراً ہی پھر ہوش نہ رہتا اور سرسامی حالت طاری ہو جاتی۔ وہ خرخراہٹ کے ساتھ بڑی مشکل سے سانس لے رہی تھیں جیسے گلے میں کوئی چیز کھڑکھڑا رہی ہو۔
"میں نے اس سے کہا "عالی مرتبت!"...." وہ ہر لفظ پر ہانپتی ہوئی چلائیں "یہ امالیا لودوگووناَ.... آہ! لینا' کولیا! ہاتھ کولہوں پر رکھو' جلدی' جلدی' گلیسے--- گلیسے' پا--- دی--- باسک! پاؤں سے تھاپ دو.... شائستہ اور پروقار بچہ بن۔

ڈو ہاست ڈیامانٹن اونڈ پیرلین....(6)

اور آگے کیا ہے؟ یہ گانا چاہئے....

ڈو ہاست ڈی شیو نسٹین آؤگین
ماڈخین واس ولسٹ ڈو میہر(7)

ارے ہاں' کیوں نہیں! واس ولسٹ ڈو میہر' کیا بات گھڑی ہے بیوقوف نے! ارے ہاں' اور سنو:

دوپہر کی گرمی میں' داغستان کی وادی میں....

آہ' کتنا مجھے یہ پسند تھا.... یہ عشقیہ گیت تو مجھے اتنا پسند تھا کہ بس' پولینکا!.... معلوم ہے تجھے' تیرا باپ گاتا تھا جب ہماری منگنی ہوئی تھی تب.... ارے' وہ دن!.... کاش ہم یہی گا سکیں! لیکن کیسے' کیسے.... میں تو بھول ہی گئی.... یاد دلاؤ' ہاں' کیسے؟" وہ غیر معمولی ہیجان میں تھیں اور انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی۔ آخر کار بھیانک اور پھٹی ہوئی' خرخراتی آواز میں' ہر لفظ پر چیخ اور ہانپتی ہوئی' کسی بڑھتی ہوئی دہشت کے احساس کے ساتھ انہوں نے شروع کیا:

"دوپہر کی گرمی میں!.... داغستان.... کی وادی میں!.... سینے میں بھرے ہوئے سیسہ!....

عالی مرتبت!" اچانک انہوں نے بھیانک بین کرتے ہوئے اور آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ

فریاد کی "یتیموں کی حفاظت کیجئے! آپ نے تو مرحوم سیمیون زخاریچ کا نان و نمک کھایا ہے!.... بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ طبقہ امرا کے خاندان کے!.... ہائے!" وہ کانپ اٹھیں' انہیں ہوش آ گیا اور بہت ہی ڈرے ہوئے انداز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انہوں نے سونیا کو پہچان لیا۔ "سونیا' سونیا!" انہوں نے شفقت کے ساتھ کچھ اس طرح کہا جیسے اسے اپنے سامنے دیکھ کر انہیں تعجب ہوا ہو۔ "سونیا' پیاری' تم بھی یہاں ہو؟"
لوگوں نے انہیں پھر اٹھا دیا
"اب بس!.... وقت آ گیا!.... الوداع' میرے دکھیا را!.... لے چلے بڑھیا کو!.... ختم ہو گئی!" وہ انتہائی ناامیدی اور نفرت سے چلائیں اور ان کا سر تکیے پر گر پڑا۔
وہ پھر بے ہوش ہو گئیں لیکن یہ آخری بے ہوشی زیادہ دیر تک نہیں چلی۔ سفید اور پیلا' سوکھا ہوا چہرہ ان کا پیچھے کو ڈھلک گیا' منہ کھل گیا' پاؤں تشنج میں کھنچے۔ انہوں نے گہری سانس لی اور مر گئیں۔
سونیا ان کی لاش پر گر پڑی' ہاتھوں سے اسے لپٹا لیا اور مرحومہ کے سوکھے ہوئے سینے پر سر رکھے ساکت پڑی رہی۔ پولینکا ماں کے پاؤں پر گر پڑی اور پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی انہیں چومنے لگی۔ کولیا اور لینا کی سمجھ میں ابھی تک کچھ نہ آیا تھا کہ کیا ہوا لیکن انہیں یہ لگ رہا تھا کہ کوئی بہت ہی بھیانک بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے کندھے دونوں ہاتھوں سے پکڑے اور دونوں ایک ساتھ ہی منہ کھول کر چیخنے لگے۔ دونوں ابھی تک اسی گانے والوں کے لباس میں تھے' ایک پگڑی باندھے تھا اور دوسرے کے سر پر رات والی ٹوپی تھی جس میں شترمرغ کا پر لگا تھا۔
اور پتہ نہیں کس طرح سے وہ "سند اعزاز" اچانک اس بستر پر نمودار ہو گئی' کاترینا ایوانوونا کے پاس ہی۔ وہ وہیں تکیے کے برابر رکھی تھی۔ رسکولنیکوف کی نظر اس پر پڑی۔
وہ کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ لیبزیا تنیکوف فوراً اس کے پاس جا پہنچے۔
"مر گئیں!" لیبزیا تنیکوف نے کہا۔
"روڈیون رومانووچ' مجھے آپ سے دو باتیں کہنی ہیں" سویدریگائلوف نے پاس آتے ہوئے کہا۔ لیبزیا تنیکوف نے فوراً ان کو جگہ دی اور بڑے سلیقے سے وہاں سے ہٹ گئے۔ سویدریگائلوف حیرت زدہ رسکولنیکوف کو کونے میں اور آگے لے گئے۔
"اس سارے بندوبست' یعنی تدفین وغیرہ کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ رقم کی ضرورت ہے اور میں آپ سے کہہ ہی چکا ہوں کہ میرے پاس فاضل رقم ہے۔ ان دو چھوٹوں اور پولینکا کو میں کسی اچھے یتیم خانے میں داخل کرا دوں گا اور ہر ایک کے نام سے ڈیڑھ ہزار روبل کی پونجی جمع کر دوں گا کہ انہیں بالغ ہونے پر مل جائے۔ تاکہ "سونیا سیمیونوونا کو اس طرف سے پوری طرح اطمینان ہو جائے۔ اور انہیں بھی گندگی میں سے نکال لوں گا اس لئے کہ بھلی لڑکی ہے' ہے نہ؟ تو اب آپ اودوتیا رومانوونا سے کہہ دیجئے گا کہ ان کے دس ہزار روبل میں نے اس طرح استعمال کر لئے۔"
"کس مقصد کے تحت آپ نے یہ احسان کئے ہیں؟" رسکولنیکوف نے پوچھا۔
"اوہو" آپ بھی بڑے شکی انسان ہیں!" سویدریگائلوف ہنسے۔ "میں کہہ چکا ہوں نا کہ یہ رقم میرے پاس فاضل ہے۔ اور کیا یہ سیدھی سی بات آپ نہیں مان سکتے کہ محض انسانیت کے طور پر؟ آخر وہ "جوں" تو نہیں تھیں" انہوں نے انگلی سے اس کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں لاش تھی "جیسے کہ کوئی سود خور بڑھیا ہو سکتی

ہے- اور پھر یہ تو مانئے نہ آپ کہ "لوژین کو سچ مچ زندہ رہنا اور کینہ پن کرتے رہنا ہے یا اسے مرنا ہے؟" اور میں نہیں مدد کروں گا تو "مثلاً پولینکا بھی ادھر ہی 'اسی راستے پر جائے گی'...."

یہ سب انہوں نے کچھ آنکھ مارتے ہوئے خوش مزاجی اور عیاری کے انداز میں کہا اور رسکولنیکوف کے چہرے پر سے نگاہیں نہیں ہٹائیں- رسکولنیکوف کا چہرہ پیلا اور وہ خود سرد پڑ گیا جب اس نے اپنے ہی وہ جملے سنے جو اس نے سونیا سے کہے تھے- وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے سویدریگائلوف کو وحشیانہ نظروں سے دیکھا-

"آپ کو.... کیسے معلوم؟" اس نے بہ مشکل سانس لیتے ہوئے سرگوشی میں کہا-

"اس لئے کہ میں یہیں 'دیوار کے اودھر' مادام ر ّسلیخ کے ہاں تو رہتا ہوں- یہاں کاپیرناؤموف ہیں اور ادھر مادام ر ّسلیخ ہیں جو میری پرانی اور وفادار دوست ہیں- پڑوسی-"

"آپ؟"

"میں" سویدریگائلوف نے ہنسی سے دوہرے ہوتے ہوئے کہا "مگر میں آپ کو حلفیہ یقین دلاتا ہوں میرے عزیز رودیون رومانووچ کہ آپ سے مجھے حیرت انگیز دلچسپی ہو گئی ہے- آخر میں نے کہا تھا نہ کہ ہم دوست ہو جائیں گے' میں نے یہ آپ کو پہلے ہی بتا دیا تھا--- تو اب دیکھئے' ہو گئے- اور آپ دیکھ لیں گے کہ میں کس قدر نیک دل آدمی ہوں- آپ دیکھیں گے کہ میرے ساتھ جینا ممکن ہے...."



حوالہ جات

(1) بلینی--- مال پوئے کی طرح کا روسی پکوان جسے عام طور سے شہد یا کھٹی کریم کے ساتھ کھایا جاتا ہے- پرانی روسی رسم کے مطابق تدفین کے بعد حاضری میں بلینی کا ہونا ضروری ہے-(ایڈیٹر)
(2) (جرمن) یا خدا اے رحیم و کریم!
(3) (فرانسیسی) کم سے کم یہ تو کر!
(4) (فرانسیسی) میرے ساتھ فرانسیسی میں کہو!
(5) (فرانسیسی) پانچ پیسے-
(6) (جرمن) تمہارے پاس ہیں ہیرے اور موتی-
(7) (جرمن) تمہاری آنکھیں اتنی خوبصورت 'حسینہ' اور تم کو چاہئے کیا؟

چھٹا حصہ

رسکولنیکوف کے لئے ایک عجیب وقت شروع ہوا--- اس کے سامنے اچانک جیسے کہری چھا گئی اور اس کہرے نے اسے ایسی تنہائی میں لپیٹ لیا جو بہت گراں تھی اور جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا- بعد کو جب بہت وقت گزر جانے پر وہ اس زمانے کو یاد کرتا تھا تو اس کی سمجھ میں یہ آتا تھا کہ کبھی کبھی اس کے شعور پر جیسے دھند سی طاری ہو جاتی تھی اور یہ سلسلہ کچھ وقفوں کے ساتھ بالکل آخری بلائے عظیم تک جاری رہا تھا- اسے پوری طرح یقین تھا کہ تب اس نے بہت سی چیزوں میں غلطی کی تھی' مثلاً بعض واقعات کی مدت اور وقت میں- کم سے کم بعد کو یاد کر کے اور اپنی یادوں کو واضح تر بنانے کی کوشش میں اس نے خود اپنے بارے میں بہت کچھ جانا' خاص طور سے ان باتوں کے ذریعے جو اسے دوسرے لوگوں سے معلوم ہوئی تھیں- ایک واقعے کو وہ دوسرا سمجھتا تھا اور دوسرے کو اس واقعے کا نتیجہ جس کا وجود اس کے تصور میں تھا- کبھی کبھی اس پر مریضانہ اور اذیت بخش تشویش طاری ہو جاتی تھی جو کبھی کبھی انتہائی بوکھلاہٹ والے ڈر کی شکل اختیار کر لیتی تھی- لیکن اسے یہ بھی یاد تھا کہ ایسے منٹ بلکہ گھنٹے اور شاید دن بھی گزرے ہیں جب اس پر بالکل لاتعلقی اور بے نیازی طاری تھی' جیسے یہ پہلے کے خوف کی مدمقابل رہی ہو--- لاتعلقی اور بے نیازی جو کبھی کبھی قریب المرگ لوگوں کی مریضانہ بیزاری سے مشابہ ہوتی تھی- ویسے ان آخری دنوں میں وہ جیسے اپنی حالت کو واضح طور سے اور پوری طرح سمجھنے سے خود ہی بھاگ رہا تھا- ایسے بنیادی حقائق اسے خاص طور سے پریشان کرتے تھے جو فوری وضاحت کا تقاضا کرتے تھے- لیکن اسے کتنی خوشی ہوتی اگر وہ بعض فکروں سے آزاد ہو سکتا اور بھاگ سکتا جن کو اس حالت میں اس کے نظر انداز کرنے کا نتیجہ مکمل اور ناگزیر تباہی ہو سکتا تھا-

اسے سویدریگائلوف کے بارے میں خاص طور سے تشویش تھی بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ سویدریگائلوف میں جیسے الجھ کر رہ گیا- اس وقت سے جب سویدریگائلوف نے سونیا کے گھر میں کاتریناایوانوونا کی موت کے وقت بہت ہی خطرناک اور بہت ہی معنی خیز الفاظ کہے تھے' اس کے خیالات کا عادی سلسلہ ٹوٹ گیا تھا- لیکن اس کے باوجود کہ اس نئی حقیقت نے اسے بہت پریشان کر دیا تھا' رسکولنیکوف نے بات کو صاف کرنے میں کوئی جلدی نہیں کی- کبھی کبھی وہ شہر کے کسی دور افتادہ اور سنسان حصے میں کسی خستہ حال طعام خانے میں میز کے پاس اکیلے بیٹھا سوچ رہا ہوتا اور اسے بہ مشکل ہی یہ یاد ہوتا کہ وہاں کیسے پہنچا' تب اسے اچانک

سویدریگانلوف کا خیال آجاتا۔ تب وہ بالکل واضح اور تشویش ناک انداز میں سمجھتا کہ جتنی جلد ممکن ہو اسے اس شخص سے معاملہ طے کر لینا چاہئے اور جو بھی ممکن ہو معاہدہ کر لینا چاہئے۔ ایک بار شہر سے باہر کہیں جاتے ہوئے اسے یہ بھی خیال ہوا کہ وہ یہاں سویدریگانلوف کا انتظار کر رہا ہے اور یہیں تو اس سے ملاقات طے ہوئی تھی۔ دوسری بار تڑکا ہونے سے پہلے اس کی آنکھ کھلی تو وہ کہیں زمین پر جھاڑیوں میں پڑا تھا اور اسے تقریباً بالکل نہیں یاد تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا۔ اس کے علاوہ کاترینا ایوانوونا کی موت کے بعد کے ان دو تین دنوں میں وہ کوئی دو بار سویدریگانلوف سے ملا تھا' دونوں مرتبہ سونیا کے گھر میں' جہاں وہ بغیر کسی مقصد کے لیکن ہمیشہ بس منٹ بھر کے لئے چلا گیا تھا۔ ہر بار وہ مختصر لفظوں میں چند باتیں کرتے اور انہوں نے اہم ترین نقطے کے بارے میں کبھی بات نہیں کی جیسے ان کے درمیان آپ ہی آپ یہ طے ہو گیا ہو کہ اس کے بارے میں وقتی طور پر خاموشی اختیار کی جائے۔ کاترینا ایوانوونا کی میت ابھی تک تابوت میں رکھی تھی۔ سویدریگانلوف تدفین کے انتظامات کر رہے تھے اور اس میں مصروف رہتے تھے۔ سونیا بھی بہت مصروف تھی۔ پچھلی ملاقات میں سویدریگانلوف نے رسکولنیکوف کو بتایا کہ کاترینا ایوانوونا کے بچوں کو تو انہوں نے ٹھکانے لگا دیا اور اچھی طرح ٹھکانے لگا دیا کہ انہوں نے کسی طرح کے تعلقات کی بدولت ایک ایسی ہستی کو تلاش کر لیا جس کی مدد سے تینوں یتیموں کو فوراً ان کے لئے بہت ہی اچھے اداروں میں داخل کرا دینا ممکن ہو گیا کہ ان کے نام سے جمع شدہ رقم نے بھی بہت مدد کی اس لئے کہ پونجی رکھنے والے یتیموں کو ایسے اداروں میں داخل کرانا بہت ہی آسان ہوتا ہے بہ نسبت محتاج یتیموں کے۔ انہوں نے کچھ سونیا کے بارے میں بھی کہا اور یہ وعدہ کیا کہ انہیں دنوں میں وہ کسی نہ کسی طرح رسکولنیکوف کے پاس آنے کا وقت نکال لیں گے اور یہ بھی کہا کہ وہ "مشورہ کرنا چاہتے تھے کہ باتیں کرنا بہت ضروری ہے کہ کچھ ایسے معاملات ہیں...." یہ بات چیت راہ داری میں سیڑھیوں کے پاس ہوئی تھی۔ سویدریگانلوف برابر رسکولنیکوف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے رہے تھے اور اچانک کچھ دیر چپ رہ کر اور سر جھکا کر انہوں نے سوال کیا:

"لیکن یہ کیا ہے رودیون رومانووچ کہ آپ کچھ کھوئے کھوئے سے لگتے ہیں؟ سچ کہہ رہا ہوں! آپ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں لیکن لگتا ایسا ہے کہ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ آپ ذرا ہمت سے کام لیجئے۔ چلئے اس کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں' بس افسوس صرف یہ ہے کہ کام بہت ہیں' دوسروں کے بھی اور اپنے بھی.... ارے رودیون رومانووچ" اچانک انہوں نے اضافہ کیا "سارے لوگوں کو ضرورت ہے تازہ ہوا کی' تازہ ہوا' تازہ ہوا.... سب سے پہلے!"

اچانک وہ ایک طرف ہو گئے تاکہ سیڑھیوں پر آتے ہوئے پادری اور اس کے نائب کو اوپر جانے کا راستہ دے دیں۔ وہ آخری رسوم ادا کرنے آئے تھے۔ سویدریگانلوف کے انتظامات کے مطابق آخری رسوم کی عبادت دن میں دو بار سارے لوازمات کے ساتھ ادا کی جاتی تھیں۔ سویدریگانلوف اپنے راستے چلے گئے۔ رسکولنیکوف کھڑا رہا' کچھ سوچتا رہا اور پھر پادری کے پیچھے پیچھے سونیا کے کمرے میں چلا گیا

وہ دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ عبادت شروع ہو گئی' چپکے چپکے' تقدس اور غمگینی کے ساتھ۔ موت کے بارے میں علم اور موت کی موجودگی کا احساس رسکولنیکوف کے لئے بالکل بچپن ہی سے کچھ بہت گراں اور پراسرار طور پر بھیانک تھا اور پھر اس نے بہت دنوں سے آخری رسوم کی عبادت نہ سنی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں کچھ اور بھی بھیانک اور پریشان کن چیز تھی۔ اس نے بچوں کو دیکھا---- وہ سب تابوت کے پاس گھٹنوں کے بل

کھڑے تھے۔ پولینا رو رہی تھی۔ ان کے پیچھے چپکے چپکے اور جیسے سہم کر روتی ہوئی سونیا دعا پڑھ رہی تھی۔ "اور ان دنوں میں اس نے ایک بار بھی میری طرف نہیں دیکھا اور مجھ سے ایک بات بھی نہیں کی" ---- اچانک رسکولنیکوف کو خیال ہوا۔ دھوپ سے کمرہ خوب روشن تھا۔ لوبان کے دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ پادری "اپنی رحمت نازل کر' اے پروردگار" پڑھ رہا تھا۔ پوری عبادت کے دوران میں رسکولنیکوف کھڑا رہا۔ سب کو دعائیں دیتے اور رخصت ہوتے وقت پادری عجیب نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ عبادت کے بعد رسکولنیکوف سونیا کے پاس گیا۔ سونیا نے اچانک اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے اور اس کے کندھے پر اپنا سر لگا دیا۔ اس مختصر سے عمل نے رسکولنیکوف کو بالکل ہی بوکھلا دیا۔ اسے بہت عجیب بھی لگا کہ یہ کیسے؟ ذرا سی بھی کراہت نہیں' اس سے ذرا بھی تنافر نہیں' اس کے ہاتھوں میں ذرا بھی لرزش نہیں! یہ تو اپنے آپ کو مٹا دینے کی انتہا تھی۔ کم سے کم رسکولنیکوف نے اسے یوں ہی سمجھا۔ سونیا نے کچھ نہیں کہا۔ رسکولنیکوف نے اس کا ہاتھ دبایا اور باہر چلا گیا۔ وہ بہت ہی غمزدہ ہو گیا۔ اگر اس وقت کہیں چلا جانا اور بالکل اکیلے رہنا ممکن ہوتا' چاہے زندگی بھر کے لئے تو بھی' وہ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا۔ لیکن بات یہ تھی کہ پچھلے دنوں باوجود اس کے کہ وہ تقریباً ہمیشہ ہی اکیلا رہا تھا' کبھی محسوس نہ کر سکا کہ وہ اکیلا ہے۔ ایسا ہوتا کہ وہ شہر سے باہر چلا جاتا' بڑی شاہراہ پر چلتا' ایک بار تو وہ کسی کنج میں بھی پہنچ گیا لیکن جگہ جتنی سنسان ہوتی اتنا ہی وہ کسی قریبی اور پرتشویش وجود کو اپنے پاس محسوس کرتا جو یہ نہیں کہ ڈراؤنا ہوتا بلکہ بس یہ کہ اس سے بہت ہی جھنجھلاہٹ ہوتی چنانچہ وہ جلد ہی شہر لوٹ آتا' کباڑی بازار میں یا سینایا چوک میں گھومتا پھرتا۔ یہاں جیسے زیادہ اچھا بھی لگتا اور تنہائی بھی ہوتی۔ ایک دن ایک شراب خانے میں شام سے پہلے گانے گائے جا رہے تھے' وہ پورے گھنٹے بھر بیٹھا سنتا رہا اور اسے یاد تھا کہ گانے سننا اچھا بھی لگا تھا۔ لیکن ختم ہونے سے ذرا پہلے وہ پھر بے چین ہو گیا جیسے پچھتاوا اسے پھر سے اذیت دینے لگا ہو۔ جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ "اب بیٹھا گانے سن رہا ہوں' کیا واقعی مجھے یہ کرنا چاہئے!" لیکن اس نے فوراً ہی اندازہ لگا لیا کہ اس کے لئے صرف یہی ایک بات باعث تشویش نہیں ہے۔ کوئی اور چیز تھی جو جلد فیصلہ کئے جانے کا تقاضا کر رہی تھی لیکن اسے وہ ٹھیک سے سمجھ نہیں سکتا تھا اور نہ لفظوں میں بتا سکتا تھا.... ساری چیزیں ایک گتھی کی طرح الجھ گئی تھیں۔ اس نے سوچا کہ "نہیں اس سے تو کہیں اچھا ہوتا کہ کوئی جدوجہد ہی ہوتی! بہتر ہوتا کہ پھر سے پورفیری ہوں.... یا سویدریگانلوف ہی سہی.... جلد ہی پھر کوئی نہ کوئی للکار' کوئی حملہ ہونا چاہئے.... ہاں' ہاں!" وہ شراب خانے سے نکلا اور تقریباً دوڑنے لگا۔ دونیا اور ماں کے بارے میں سوچ کر اس کے دل میں پتہ نہیں کیوں اچانک ایک بوکھلا دینے والا خوف پیدا ہوا۔ اسی رات کو صبح ہونے سے پہلے وہ کریستوفسکی جزیرے پر جھاڑیوں کے پاس جاگا تھا اور بخار میں اس کا سارا بدن کانپ رہا تھا۔ وہ گھر کی طرف چلا اور صبح سویرے ہی پہنچ گیا۔ چند گھنٹے سونے کے بعد بخار اتر گیا۔ لیکن اس کی آنکھ بڑی دیر میں کھلی تھی۔ دن کے دو بجے تھے۔

اسے یاد آیا کہ آج کے لئے کاترینا ایوانوونا کی تدفین طے تھی اور اسے خوشی ہوئی کہ وہ اس میں موجود نہیں تھا۔ نستاسیا اس کے لئے کھانا لائی۔ اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ' تقریباً حرص کے ساتھ کھایا پیا۔ اس کا سر ہلکا تھا اور وہ خود ان پچھلے تین دنوں سے زیادہ مطمئن اور پرسکون۔ اسے ذرا دیر کے لئے اپنے بوکھلاہٹ اور خوف کے سابق دوروں پر ذرا تعجب بھی ہوا۔ دروازہ کھلا اور رزومیخن داخل ہوا۔

"اچھا' کھانا ہو رہا ہے' مطلب یہ کہ بیمار نہیں ہوا!" رزومیخن نے کہا اور کرسی لے کر میز کی دوسری طرف

رسکولنیکوف کے مقابل بیٹھ گیا۔ وہ تشویش میں تھا اور اسے چھپانے کی اس نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اس نے جھنجلاہٹ کے ساتھ لیکن کسی جلدی کے بغیر بات کی اور اپنی آواز بھی کچھ خاص طور سے اونچی نہیں کی۔ یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اس نے کوئی خاص بلکہ قطعی ارادہ کر رکھا ہے۔ اس نے فیصلہ کن انداز میں شروع کیا "سنو! میری طرف سے تم اور سب کے سب جہنم میں جاؤ' لیکن جو کچھ میں اب دیکھ رہا ہوں اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں جرح کرنے آیا ہوں۔ لعنت ہے! میں خود نہیں چاہتا! اب اگر تم خود سب کچھ کھول دو' اپنے سارے راز تو ہو سکتا ہے میں سننے کے لئے ٹھہروں بھی نہیں' تھوکوں گا اور چلا جاؤں گا اور چلا جاؤں گا۔ میں آیا ہوں صرف جاننے کے لئے' ذاتی طور پر اور قطعی طور پر --- اول تو یہ کہ کیا یہ سچ ہے کہ تم پاگل ہو؟ دیکھو بات یہ ہے کہ تمہارے بارے میں یہ یقین موجود ہے (ارے وہیں کہیں) کہ تم شاید پاگل ہو یا اس کا شدید رجحان رکھتے ہو۔ میں تمہارے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ میں خود اس رائے کی حمایت کرنے کی طرف بہت شدت سے مائل تھا' ایک تو تمہاری بیوقوفی کی اور ایک حد تک گھناؤنی حرکتوں کی وجہ سے (جن کی کسی طرح وضاحت نہیں کی جا سکتی) اور دوسرے تمہارے ابھی تھوڑے دنوں پہلے کے اس برتاؤ کی وجہ سے جو تم نے اپنی ماں اور بہن کے ساتھ کیا ہے۔ اگر پاگل نہیں تو کوئی درندہ یا کمینہ ہی ان کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کر سکتا تھا جیسا تم نے کیا ہے اور اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تم پاگل ہو...."

"تمہیں ان لوگوں سے ملے ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں؟"

"ابھی ابھی مل کر آ رہا ہوں۔ اور تم تب سے نہیں ملے؟ تم مجھے مہربانی کرکے یہ بتاؤ کہ کہاں آوارہ گردی کرتے پھرتے ہو؟ میں تمہارے پاس تین بار آ چکا ہوں۔ ماں کل سے بہت بیمار ہیں۔ تمہارے پاس آنے کو تیار تھیں' اودوتیا رومانوونا نے انہیں روکا لیکن وہ کچھ سننا ہی نہیں چاہتیں۔ کہتی ہیں "اگر وہ بیمار ہے یا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے تو پھر ماں نہیں تو اور کون اس کی مدد کرے گا؟" ہم سب یہاں آئے اس لئے کہ ہم انہیں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ تمہارے دروازے تک ان سے التجا کرتے رہے کہ ذرا تحمل سے کام لیں اور پریشان نہ ہوں۔ اندر آئے' تم نہیں تھے۔ یہاں اس جگہ پر وہ بیٹھ گئیں۔ دس منٹ بیٹھی رہیں' ہم ان کے پاس ہی چپ کھڑے رہے۔ پھر وہ کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں "اگر وہ باہر گیا ہے تو مطلب یہ کہ تندرست ہے اور ماں کو بھول گیا ہے اور پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ ماں کے لئے یہ نامناسب اور شرم کی بات ہے کہ وہ چوکھٹ پر کھڑی ہو کر بھیک کی طرح شفقت مانگے۔" گھر واپس چلی گئیں اور لیٹ گئیں۔ اب انہیں بخار ہے' کہتی ہیں "دیکھتی ہوں کہ اپنی منگی کے لئے تو اس کے پاس وقت ہے' وہ سمجھ رہی ہیں کہ منگی تو وہ ہیں سونیا سیمیونوونا' تمہاری منگیتر یا محبوبہ' پتہ نہیں مجھے۔ میں فوراً ہی سونیا سیمیونوونا کے ہاں گیا اس لئے کہ بھائی میں ساری بات جاننا چاہتا تھا۔ گیا' دیکھا کہ تابوت رکھا ہے' بچے رو رہے ہیں۔ سونیا سیمیونوونا انہیں ماتمی لباس پہنا کر دیکھ رہی ہیں۔ تم نہیں تھے۔ ادھر ادھر دیکھا' معذرت کی اور چلا آیا۔ اور آ کر اودوتیا رومانوونا کو بتا دیا۔ مطلب یہ کہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں' کوئی بھی منگی وگی نہیں ہے اور سب سے زیادہ صحیح خیال یہی ہے کہ مطلب یہ کہ پاگل پن ہے۔ لیکن اب تم بیٹھے ہوئے ہو' ابلا ہوا گوشت کھا رہے ہو جیسے تین دن سے کچھ کھایا ہی نہ ہو۔ خیر چلو مان لیتے ہیں کہ کھانے کو تو پاگل بھی کھاتے ہیں' اور اگرچہ تم نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا لیکن تم.... پاگل نہیں ہو! میں تو اس کی قسم کھا سکتا ہوں۔ ہرگز پاگل نہیں ہو۔ تو جہنم میں جاؤ تم اور سب کے سب' اس لئے کہ یہاں کوئی نہ کوئی خفیہ بات ہے' کوئی راز ہے۔ اور میں تمہارے رازوں سے اپنا سر نہیں پھوڑنا چاہتا۔ تو بس میں آیا تھا تمہیں

گالیاں دینے" وہ اپنی بات ختم کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا "اپنے دل کا غبار نکالنے' اور میں جانتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے!"

"تو اب تم کیا کرنا چاہتے ہو!"

"اور تمہیں اس سے کیا مطلب کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟"

"دیکھو' تم پینے جا رہے ہو!"

"کہاں سے.... تم کو کہاں سے معلوم ہو گیا؟"

"بالکل صاف ہے!"

رزومیخن ذرا دیر چپ رہا۔

پھر اچانک اس نے جوش کے ساتھ کہا "تم ہمیشہ بہت ہی سوجھ بوجھ والے عقلمند آدمی تھے' پاگل کبھی تھے ہی نہیں۔ ہاں' یہی بات ہے' پیوں گا! الوداع!" اور وہ جانے لگا۔

"رزومیخن میں نے تمہارے بارے میں' پرسوں شاید' اپنی بہن سے بات کی تھی۔"

"میرے بارے میں! اچھا.... تم ان سے پرسوں ملے کہاں تھے؟" رزومیخن رک گیا اور اس کے چہرے پر ذرا سرخی بھی آ گئی۔ یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس کا دل دھیرے دھیرے اور تناؤ کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔

"وہ یہاں آئی تھی' اس جگہ بیٹھی تھی اور مجھ سے باتیں کی تھیں۔"

"وہ!"

"ہاں وہ۔"

"تو تم نے کیا کہا.... مطلب یہ کہ میرے بارے میں؟"

"میں نے اس سے کہا کہ تم بہت اچھے' ایماندار اور محنت پسند آدمی ہو۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو اس لئے کہ یہ وہ خود ہی جانتی ہے۔"

"خود جانتی ہیں؟"

"ہاں' تو اور کیا! چاہے میں کہیں بھی چلا جاؤں' چاہے میرے ساتھ کچھ بھی ہو جائے' تم ان کی دیکھ بھال کرتے رہنا۔ یوں سمجھو رزومیخن کہ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں اس لئے کہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم اس سے کتنی محبت کرتے ہو اور مجھے تمہاری صاف دلی کا یقین ہے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ بھی تم سے محبت کر سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کرتی ہی ہو۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ تمہارے خیال میں کیا اچھا ہوگا۔ تمہیں پینا چاہئے کہ نہ پینا چاہئے۔"

"روڈیا.... دیکھو.... تو.... اف لعنت ہے! اور تم کہاں چلے جانا چاہتے ہو؟ دیکھو اگر یہ سب راز ہے' تو چلو یہی سہی! لیکن میں.... میں راز معلوم کر لوں گا.... اور مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی بیوقوفی کی بات ہے' معمولی سی اور اس کا تم نے بتنگڑ بنا لیا ہے۔ بہرحال تم بہت ہی عمدہ انسان ہو' بہت ہی عمدہ!...."

"اور میں یہی تم سے اور کہنا چاہتا تھا' ہاں تم نے میری بات کاٹ دی' کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا تھا کہ ان خفیہ باتوں اور رازوں کا پتہ تم نہیں چلاؤ گے۔ وقت پر چھوڑ دو' پریشان نہ ہو۔ وقت آنے پر جب ضرورت ہوگی تو سب کچھ جان جاؤ گے۔ کل مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ انسان کو تازہ ہوا کی' تازہ ہوا کی' تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے! میں ابھی اس کے پاس جانا اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے اس کا مطلب

کیا تھا۔"

رزومیخن فکرمند اور پریشان کھڑا رہا۔ وہ کچھ طے کر رہا تھا۔

اچانک اس نے دل ہی دل میں سوچا "یہ سیاسی سازش ہے! یقیناً! اور وہ کوئی نہ کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے ہی والا ہے۔ یہ یقینی ہے! کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا اور.... اور دونیا اس کے بارے میں جانتی ہے...."

"تو اودوتیا رومانوونا تمہارے پاس آئی ہیں" اس نے ایک ایک لفظ ناپ تول کر کہا۔ "اور تم خود اس شخص سے ملنا چاہتے ہو جس نے تم سے کہا تھا کہ زیادہ تازہ ہوا کی ضرورت ہے' تازہ ہوا کی اور.... مطلب یہ کہ یہ خط بھی.... کچھ اسی بات سے تعلق رکھتا ہے" اس نے جیسے اپنے آپ سے کہا۔

"کون سا خط؟"

"انہیں خط ملا ہے ایک' آج ہی' جس سے وہ بہت پریشان ہو گئی ہیں' بلکہ بہت زیادہ۔ میں تمہارے بارے میں بات کرنے لگا تو انہوں نے چپ رہنے کو کہا۔ بعد کو.... بعد کو کہا کہ ہو سکتا ہے ہم جلد ہی جدا ہو جائیں' پھر پتہ نہیں کس لئے میرا بہت شکریہ ادا کرنے لگیں اور پھر اپنے کمرے میں جا کر انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔"

"اسے خط ملا ہے؟" رسکولنیکوف نے فکرمندی کے ساتھ سوال کیا۔

"ہاں خط' اور تمہیں نہیں معلوم تھا؟ ہوں۔"

دونوں چپ ہو گئے۔

"الوداع' رودیون۔ میں بھائی.... ایک وقت تھا جب.... بہرحال' الوداع' دیکھو' ایک وقت تھا.... خیر' الوداع! مجھے بھی اب جانا ہے۔ پیوں گا نہیں۔ اب کوئی ضرورت نہیں.... بیہودگی ہے!"

وہ جلدی سے چلا گیا لیکن باہر نکل کر وہ اپنے پیچھے دروازہ بھی تقریباً بھیڑ چکا تھا کہ اسے پھر سے کھول دیا اور کہیں ایک طرف کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا:

"برسبیل تذکرہ! تمہیں وہ قتل یاد ہے' ارے وہی پورفیری والا' بڑھیا کا؟ تو اب تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ وہ قاتل تلاش کر لیا گیا' اس نے خود اقبال کیا اور سارا ثبوت بھی فراہم کر دیا۔ یہ انہیں کاریگروں میں سے ایک ہے' رنگ کرنے والوں میں سے۔ اور ذرا سوچو' تمہیں یاد ہے کہ تب تک میں ان کی مدافعت کر رہا تھا؟ بھلا یقین کر سکتے ہو کہ سیڑھیوں پر یہ ساری بیوقوفیاں اور قہقہے' اپنے ساتھی کے ساتھ' جب وہ لوگ یعنی دربان اور دو گواہ اوپر جا رہے تھے' یہ سب اس نے جان بوجھ کر' خاص طور سے بہکانے کے لئے رچائے تھے۔ اس پلے میں کیسی عیاری اور کیسی حاضر دماغی تھی! یقین کرنا مشکل ہے لیکن اس نے خود وضاحت کی اور خود ہی ساری چیزوں کا اقبال کر لیا! اور میں کیسا چیخ چلا رہا تھا! میں تو کہتا ہوں کہ وہ میری رائے میں مکاری اور حاضر دماغی کا ماہر ہے' قانونی طور پر بہکانے کا ماہر ہے۔ مطلب یہ کہ خاص طور سے تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں ہے! کیا ایسے لوگ نہیں ہو سکتے؟ اور یہ کہ وہ اپنے کردار کو نبھا نہ سکا اور اس نے اعتراف کر لیا تو اس کی وجہ سے مجھے اس کی بات کا اور زیادہ یقین ہے۔ سچ سے ملتا جلتا.... لیکن تب تو میں نے کتنی چیخ پکار مچائی تھی! ان کی خاطر میں دیوار سے ٹکر لے بیٹھا!"

"اچھا تم مہربانی کر کے یہ بتاؤ کہ تم نے کہاں سے یہ پتہ چلایا اور کیوں تمہیں اس سے اتنی دلچسپی ہے؟" رسکولنیکوف نے صاف نظر آنے والی تشویش کے ساتھ پوچھا۔

"ارے یہ بھی کیا بات ہوئی! مجھے کیوں دلچسپی ہے! پوچھا!.... اور پتہ کیا میں نے دوسروں کے علاوہ

پورفیری سے۔ بہرحال تقریباً سب کچھ اسی سے پتہ چلایا۔"

"پورفیری سے؟"

"پورفیری سے۔"

"کیا کہا.... کیا کہا اس نے؟" رسکولنیکوف نے ڈر کر پوچھا۔

"اس نے یہ مجھے بڑی عمدگی سے سمجھایا' اپنے طور پر نفسیاتی اعتبار سے وضاحت کی۔"

"اس نے سمجھایا؟ خود ہی تمہیں سمجھایا؟"

"خود' خود ہی۔ الوداع! بعد کو کچھ اور بتاؤں گا لیکن ابھی تو کام ہے۔ وہاں.... ایک وقت تھا جب میں یہ سوچتا تھا.... لیکن اب کیا.... بعد کو! اب مجھے پینے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے پئے بغیر ہی مجھے نشے میں کر دیا۔ رودیا' میں تو نشے میں ہوں! اب شراب کے بغیر ہی شرابی ہوں' اچھا تو الوداع' میں جلد ہی پھر آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔

رزومیخن نے سیڑھیوں سے آہستہ آہستہ اترتے ہوئے اپنے دل میں قطعی طور پر طے کر لیا "یہ' یہ تو سیاسی سازش ہے' یہ یقینی ہے' یقینی! اور بہن کو بھی اس نے گھسیٹ لیا ہے۔ یہ تو اودوتیا رومانوونا کے کردار کو دیکھتے ہوئے بہت ممکن ہے' بہت زیادہ۔ ان لوگوں کی ملاقات ہوئی.... اور انہوں نے مجھے اشاروں میں بتایا بھی' اپنے بہت سے لفظوں.... اور فقروں سے.... اور اشاروں سے بالکل یہی نتیجہ نکلتا ہے! اور نہ تو اس ساری گڑبڑ کی توضیح کسی اور طریقے سے کیسے کی جا سکتی ہے؟ ہوں! اور میں سوچ رہا تھا.... اف میرے مالک' میں بھی کیا سوچ رہا تھا۔ ہاں' گہن لگا ہوا تھا اور میں اس کے سامنے قصوروار ہوں! یہ اس نے تب' لیمپ کے پاس' راہداری میں میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی! میں نے بھی کس قدر بری' گندی اور کمینی بات سوچی تھی! شاباش میکولائی کہ تو نے اقبال کر لیا.... اور اب پہلے کی ساری باتیں واضح ہو جاتی ہیں! تب کی اس کی بیماری' اس کی ساری عجیب و غریب حرکتیں۔ اور پہلے' اور پہلے' یونیورسٹی میں بھی وہ کسی قدر اداس اور غمگین رہا کرتا تھا.... لیکن اب اس خط کے معنی کیا ہیں؟ اس میں بھی شاید کچھ نہ کچھ تو ہے۔ کس کے پاس سے آیا ہے یہ خط؟ مجھے شک ہے کہ.... ہوں۔ نہیں' میں اس سب کا پتہ چلاؤں گا۔"

دونیا کے بارے میں اس نے ساری باتیں یاد کر کے کچھ سمجھ لیا اور اس کا دل سن ہو گیا۔ اچانک وہ دوڑ پڑا

رزومیخن کے جاتے ہی رسکولنیکوف کھڑا ہوا' کھڑکی کی طرف مڑا' ایک کونے میں گیا' پھر دوسرے میں جیسے اپنے کمرے کی تنگی کو بھول ہی گیا ہو۔ وہ پھر سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ جیسے پھر سے بالکل نیا ہو گیا تھا۔ پھر جدوجہد۔۔۔ مطلب یہ کہ بچ نکلنے کا راستہ۔

ہاں' مطلب یہ کہ بچ نکلنے کا راستہ مل گیا۔ ورنہ تو بہت ہی گھٹن تھی اور بند گھٹن سا تھا' اذیت ناک بار سا ہو گیا تھا۔۔۔ اس پر ایک طرح کی بے عملی طاری ہو گئی تھی۔ پورفیری کے دفتر میں میکولائی والے منظر کے بعد بغیر کسی راہ چارہ کے اس کا دم گھٹنے لگا تھا' تنگی میں۔ میکولائی کے بعد اسی دن سونیا کے گھر والا منظر ہو گیا' جسے اس نے بالکل اس طرح نہیں چلایا' نہ ختم کیا جیسے پہلے اپنے دل میں اس کا تصور کیا تھا.... مطلب یہ کہ وہ کمزور پڑ گیا' فوراً ہی اور بنیادی طور پر! یکبارگی! اور پھر اس نے سونیا کے ساتھ اتفاق کیا تھا' خود اتفاق کیا تھا' دل سے اتفاق کیا تھا کہ وہ اکیلے اپنے دل پر اس طرح کے معاملے کا بوجھ لئے ہوئے نہیں جی سکتا! اور سویدریگائلوف؟

سویدریگا ئلوف پہلی ہے۔۔۔۔ یہ تو سچ ہے کہ سویدریگا ئلوف کی وجہ سے بھی وہ پریشان رہتا ہے لیکن اس طرف سے نہیں۔ ہو سکتا ہے سویدریگا ئلوف سے بھی اسے ابھی لڑنا پڑے۔ ہو سکتا ہے سویدریگا ئلوف بھی بچ نکلنے کا پورا ایک راستہ ہو۔ لیکن پورفیری کا تو دوسرا ہی معاملہ تھا۔

تو یوں پورفیری نے خود ہی سمجھا دیا رزومیخن کو' نفسیاتی اعتبار سے وضاحت کی! اس نے پھر اپنی لعنتی نفسیات چلانی شروع کر دی! پورفیری نے؟ بھلا پورفیری ایک منٹ کو بھی یقین کر سکتا تھا کہ میکولائی قصوروار ہے' اس کے بعد جو اس وقت' میکولائی سے پہلے' ان کے درمیان ہوا تھا' اس منظر کے بعد' آمنے سامنے' جس کے لئے کوئی اور وضاحت ڈھونڈی ہی نہیں جا سکتی سوائے ایک کے؟ (ان دنوں میں رسکولنیکوف کو پورفیری کے ساتھ ہونے والے اس منظر کے مختلف حصے کئی بار یاد آئے اور دکھائی دیے تھے لیکن وہ پورا منظر یاد کرنے کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔) اس وقت ان کے درمیان ایسے الفاظ کہے گئے تھے' ایسی حرکات اور اشارے کیے گئے تھے' انہوں نے ایسی نظروں کا تبادلہ کیا تھا' کچھ باتیں ایسی آواز میں کی گئی تھیں اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ میکولائی بھی (جس کو پورفیری نے پہلے ہی لفظ اور اشارے سے بڑی آسانی کے ساتھ بھانپ لیا تھا) میکولائی بھی اس کے یقین کی بنیاد کو نہ ہلا سکتا تھا۔

"اور حد ہو گئی! یہاں تک کہ رزومیخن بھی شبہ کرنے لگا تھا! راہداری والا منظر' لیمپ کے پاس یوں ہی تو نہیں گزر گیا تھا۔ وہ لپکا ہوا گیا پورفیری کے پاس۔۔۔۔ لیکن کس ترکیب سے اس نے اس کو ایسا دھوکا دے دیا؟ رزومیخن کی نظروں کو میکولائی کی طرف موڑ دینے میں اس کا مقصد کیا ہے؟ اس نے ضرور ہی کچھ سوچ لیا ہے یعنی کوئی ارادہ ہے' تو کیا؟ یہ سچ ہے کہ اس صبح سے اب تک بہت وقت گزر چکا ہے' بہت' بہت ہی زیادہ' اور پورفیری کا ذکر تک نہیں سنائی دیا نہ وہ خود دکھائی دیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ بری بات ہے۔۔۔۔" رسکولنیکوف نے ٹوپی اٹھائی اور فکرمندی کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس سارے وقت میں آج پہلا دن تھا جب وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ کم سے کم معقول حالت میں ہے۔ اس نے سوچا "سویدریگا ئلوف سے پہلے نمٹ لینا چاہیے اور چاہے کچھ بھی ہو جائے' جہاں تک ممکن ہو جلدی۔ وہ بھی شاید انتظار کر رہا ہے کہ میں خود ہی اس کے پاس جاؤں۔" اور اس لمحے میں اس کے تھکے ہوئے دل پر ایسی نفرت طاری ہو گئی کہ وہ سکتا تھا وہ ان دونوں' سویدریگا ئلوف یا پورفیری' میں سے کسی کو بھی قتل کر سکتا تھا۔ کم سے کم اس نے یہ تو محسوس کر لیا کہ ابھی نہیں تو بعد کو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ وہ اپنے دل میں دوہراتا رہا "دیکھیں گے' دیکھیں گے۔"

لیکن اس نے راہداری میں دروازہ کھولا ہی تھا کہ خود پورفیری سے ٹکر ہو گئی۔ وہ رسکولنیکوف ہی کے پاس آیا تھا۔ رسکولنیکوف ذرا دیر کے لئے تو سکتے میں رہ گیا۔ عجیب بات تھی کہ پورفیری کو دیکھ کر اسے زیادہ تعجب نہیں ہوا اور نہ وہ اس سے ڈرا۔ وہ بس چونک گیا لیکن جلدی ہی' بس ایک لمحے میں تیار ہو گیا۔ "شاید گتھی سلجھ رہی ہے! لیکن کیسے وہ بلی کی طرح دبے پاؤں آیا کہ میں نے کچھ سنا ہی نہیں؟ ایسا تو نہیں کہ وہ کھڑا کان لگائے سن رہا تھا؟"

"آپ کسی کے آنے کی توقع نہیں کر رہے تھے رودیون رومانووچ" پورفیری پترووچ نے ہنستے ہوئے چیخ کر کہا۔ "بہت دنوں سے پھیرا کرنے کی سوچ رہا تھا' ابھی ادھر سے گزرا تو میں نے سوچا کیوں نہ پانچ منٹ کے لئے ہو لوں؟ کہیں جا رہے ہیں؟ میں زیادہ دیر آپ کو روکوں گا نہیں۔ بس ایک سگریٹ پی لوں گا' اگر آپ اجازت دیں تو۔"

"ارے آیئے بیٹھئے پورفیری پترووچ' بیٹھئے" رسکولنیکوف نے بظاہر مہمان کو ایسی خوشی اور دوستی کے ساتھ بٹھایا کہ سچ یہ ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو دیکھ سکتا تو خود اسے بھی حیرت ہوتی۔ تلچھٹ کی نوبت آ گئی! آخری گھڑی آ پہنچی! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی ڈاکو کے ہاتھ میں پڑ کر آدھ گھنٹے تک جان کے خوف سے کانپتا رہتا ہے لیکن جب قطعی طور پر اس کے گلے پر چھری رکھ دی جاتی ہے تو آخر کار خوف نہیں رہ جاتا۔ وہ پورفیری کے بالکل سامنے بیٹھ گیا اور پلک جھپکائے بغیر اسے تکنے لگا۔ پورفیری نے اپنی آنکھیں میچ لیں اور سگریٹ پینے لگے۔

"تو بول' کہنا شروع کر" لگ رہا تھا کہ رسکولنیکوف کے دل سے آواز نکل پڑے گی "اب یہ کیا ہے' کیا ہے کہ تو بول ہی نہیں رہا ہے؟"

2

"اب یہ سگریٹ ہیں!" آخر کار پورفیری پترووچ سگریٹ سلگا کر اور دم لے کر بولے "نقصان ہیں' صاف صاف نقصان دہ ہیں لیکن چھوڑ نہیں سکتا! کھانستا ہوں' گلے میں سرسراہٹ ہوتی ہے اور سانس نہیں سماتی۔ پتہ ہے آپ کو' میں بزدل ہوں۔ ابھی حال میں ڈاکٹر کے پاس گیا تھا۔ وہ ہر مریض کو کم از کم آدھ گھنٹہ دیکھتے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر ہنسے بھی' ٹھونک بجا کر سینہ اور پیٹھ دیکھا اور سنا۔ کہنے لگے "تم کو آپ کے لئے موزوں نہیں ہے۔ پھیپھڑے پھیل گئے ہیں"۔ لیکن اب میں اسے چھوڑوں کیسے؟ اس کی جگہ کون سی چیز اپناؤں؟ شراب میں پیتا نہیں اور یہی ساری مصیبت ہی' ہی' ہے' پیتا نہیں' یہ مصیبت ہے! ساری چیزیں رودیون رومانووچ اضافی ہوتی ہیں' سب کچھ اضافی ہے!"

رسکولنیکوف کو کراہت کے ساتھ خیال ہوا "وہ اپنی پچھلی والی چالیں پھر شروع کر رہا ہے کیا!" ان کی ابھی تھوڑے دنوں پہلے کی ملاقات کا سارا منظر اچانک اسے یاد آ گیا اور اس وقت کے احساس کی لہر پھر اس کے دل پر چھا گئی۔

"اور میں پرسوں بھی شام کو آیا تھا' کیا آپ کو معلوم نہیں ہوا؟" پورفیری پترووچ نے کمرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں اسی کمرے میں آیا تھا۔ آج ہی کی طرح اس دن بھی پاس سے گزر رہا تھا' میں نے سوچا چلو ان سے مل لیتے ہیں۔ دروازہ کھلا تھا تو میں اندر آ گیا' ادھر ادھر دیکھا' آپ کا انتظار کرتا رہا پھر آپ کی نوکرانی کو بھی نہیں بتایا اور چلا گیا۔ کیا آپ بند نہیں کرتے؟"

رسکولنیکوف کا چہرہ اداس سے اداس تر ہو گیا۔ پورفیری نے جیسے اس کے خیالات کو بھانپ لیا۔

"وضاحت کرنے کے لئے آیا ہوں میرے عزیز رودیون رومانووچ وضاحت کرنے! میرے لئے ضروری ہے اور آپ کے سامنے میرا فرض ہے کہ میں وضاحت کروں" انہوں نے مسکراتے ہوئے بلکہ آہستہ سے رسکولنیکوف کے گھٹنے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنا شروع کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے پر سنجیدگی اور فکرمندی کے آثار پیدا ہو گئے' بلکہ ایسا لگا جیسے اس پر غم چھا گیا جس سے رسکولنیکوف کو تعجب بھی ہوا۔ اس نے پورفیری کا اس طرح کا چہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا بلکہ تصور بھی نہ کیا تھا۔ "پچھلی بار ہمارے درمیان ایک عجیب منظر گزرا تھا رودیون رومانووچ۔ ویسے تو شاید ہماری پہلی ملاقات کے دوران میں بھی عجیب ہی منظر گزرا تھا لیکن تب۔۔۔۔ خیر اب تو ایسا لگتا ہے کہ بات سے بات نکلتی آئی! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں شاید آپ کے سامنے بہت

قصوروار ہوں‘ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں۔ ہم کس طرح جدا ہوئے تھے‘ یہ یاد ہے آپ کو؟ آپ کے اعصاب جھنجھنا رہے تھے اور گھٹنے کانپ رہے تھے اور میرے بھی اعصاب جھنجھنا رہے تھے اور گھٹنے کانپ رہے تھے۔ اور معلوم ہے آپ کو‘ ہمارے درمیان اس وقت سب کچھ سلیقے سے‘ شریفانہ طور پر نہیں ہوا تھا۔ لیکن ہم ہیں تو بہرحال شریف لوگ یعنی بہرصورت سب سے پہلے شریف لوگ۔ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ نوبت کہاں تک پہنچ گئی تھی.... بالکل ہی ناشائستگی کی حد تک۔“

”یہ کر کیا رہا ہے‘ اور مجھے سمجھتا کیا ہے؟“ رسکولنیکوف نے اپنے آپ سے حیرانی کے ساتھ سوال کیا اور سر اٹھا کر آنکھیں پھاڑ کر پورفیری کو دیکھتا رہا۔

”میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب بالکل صاف صاف باتیں کرنا ہمارے لئے بہتر ہے“ پورفیری پتروویچ نے سر ذرا سا دوسری طرف موڑ کر اور نگاہیں جھکا کر اپنی بات جاری رکھی جیسے اب اپنی نظروں سے اپنے سابق شکار کو پریشان نہ کرنا چاہتے ہوں اور جیسے اپنے سابق طور طریقوں اور چھچھورپن سے احتراز کرنا چاہتے ہوں۔ ”ہاں‘ اس طرح کے شبہات اور ایسے منظر زیادہ دیر تک نہیں چل سکتے۔ اس وقت تو ہمارا معاملہ میکولائی نے سدھار دیا ورنہ تو میں نہیں جانتا کہ ہمارے درمیان نوبت کہاں تک پہنچ جاتی۔ اس وقت یہ لعنتی کاریگر میرے ہاں لکڑی کی دیوار کے ادھر بیٹھا ہوا تھا..... کیا آپ اس کا تصور کر سکتے ہیں؟ آپ ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں اب جانتے ہی ہیں اور مجھے خود بھی معلوم ہے کہ بعد کو وہ آپ کے پاس آیا۔ لیکن وہ اس وقت جیسا آپ نے فرض کیا تھا‘ ویسا نہیں تھا۔ میں نے کسی کو بھی نہیں بلوایا تھا اور تب میں نے کوئی بھی بندوبست نہیں کیا تھا۔ آپ پوچھیں گے کہ بندوبست کیوں نہیں کیا تھا؟ اب میں آپ سے کیا بتاؤں۔ تب ان سب چیزوں سے میں خود جیسے سکتے میں پڑ گیا تھا۔ میں تو بہ مشکل بس اتنا ہی بندوبست کر سکا تھا کہ دربانوں کو بلوا بھیجوں (دربانوں کو تو آتے ہوئے آپ نے غالباً دیکھا ہی ہوگا۔) اس وقت میرے ذہن میں ایک خیال آیا‘ جلدی سے‘ بجلی کی طرح۔ بات یہ ہے روودیون رومانووچ کہ اس وقت مجھے پکا یقین تھا۔ میں نے سوچا چلو وقتی طور پر اگر ایک کو چھوڑ بھی دیتا ہوں تو دوسرے کو دم سے پکڑ لوں گا۔ اور کم سے کم اپنے والے کو تو نہ چھوڑوں گا۔ روودیون رومانووچ آپ بہت ہی چڑچڑے ہیں‘ فطرتاً“ بلکہ بہت ہی زیادہ‘ اپنے کردار اور دل کی دوسری بنیادی خصوصیات کے علاوہ جن کو مجھے امید ہے کہ میں نے ایک حد تک بھانپ لیا ہے۔ خیر ظاہر ہے کہ اس وقت بھی میں یہ سمجھ سکتا تھا کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہو اور سارا کچا چٹھا اگل دے۔ اگرچہ ایسا بھی ہوتا ہے اور خاص کر اس وقت جب بات آدمی کی برداشت سے باہر ہو جاتی ہے‘ لیکن بہرصورت شاذونادر۔ یہ میں سمجھ سکتا تھا۔ میں نے سوچا ”نہیں‘ مجھے تو حقیقت چاہئے! چاہے بالکل ہی چھوٹی سی حقیقت ہو‘ صرف ایک ہی لیکن بس وہ ایسی ہو کہ اسے لیا جا سکے‘ جو کچھ چیز ہو‘ یہ نہیں کہ بس وہی نفسیاتی معاملہ ہو۔ میں نے سوچا کہ اگر انسان قصوروار ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے بہرصورت کوئی نہ کوئی حقیقی چیز حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ اس میں بالکل ہی غیر متوقع نتائج کا حساب کتاب لگانا بھی روا ہے۔ اس وقت میں نے روودیون رومانووچ آپ کے کردار پر حساب کتاب لگایا تھا‘ سب سے زیادہ کردار پر! اس وقت مجھے آپ سے بہت ہی امید تھی۔“

”لیکن آپ.... لیکن اب آپ کیوں یوں ہی بات کر رہے ہیں“ رسکولنیکوف سوال کے بارے میں ٹھیک سے سوچے بغیر ہی بڑبڑایا۔ اس کو اپنے دل میں حیرت ہوئی کہ ”وہ بات کس چیز کے بارے میں کر رہا ہے؟ کیا واقعی اس نے مجھے بے قصور مان لیا ہے؟“

”اس طرح کیوں کر رہا ہوں؟ میں وضاحت کرنے آیا ہوں‘ یوں کہئے کہ اسے اپنا مقدس فرض سمجھتا ہوں۔ آپ کو پوری اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا‘ یہ سارا قصہ‘ اس وقت کی یہ قابل افسوس بات۔ روودیون رومانووچ‘ میں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے۔ میں درندہ نہیں ہوں۔ میں بھی تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس سب کو ایک ایسے انسان نے کیسے بھگتا ہوگا جو کبیدہ خاطر لیکن خوددار‘ مقتدر اور غیر متحمل مزاج‘ خاص طور سے غیر متحمل مزاج ہے! میں بہرصورت آپ کو انتہائی شریف انسان بلکہ فیاضی کے عناصر رکھنے والا انسان سمجھتا ہوں حالانکہ آپ کے سارے عقائد سے متفق نہیں ہوں جس کے بارے میں پہلے ہی سے‘ براہ راست اور حقیقی خلوص کے ساتھ بتا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں‘ اس لئے کہ میری سب سے پہلی خواہش یہ ہے کہ آپ کو دھوکا نہ دوں۔ جب میں آپ سے متعارف ہوا تو میں نے آپ سے ایک تعلق خاطر محسوس کیا۔ ہو سکتا ہے آپ میرے اس طرح کے الفاظ پر ہنس رہے ہوں؟ آپ کو اس کا حق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے آپ نے پہلی ہی نظر سے پسند نہیں کیا اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ پسند کرنے کو کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ جو چاہیں سمجھ سکتے ہیں لیکن اب اپنی طرف سے میں ہر طرح سے ان تاثرات کو‘ جو بن چکے ہیں‘ دور کرنا اور ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں بھی دل اور ضمیر رکھنے والا انسان ہوں۔ سچے دل سے کہہ رہا ہوں میں۔“

پورفیری پتروویچ بڑے وقار کے ساتھ رک گئے۔ رسکولنیکوف نے ایک کسی طرح کے نئے خوف کا ابال محسوس کیا۔ اچانک اسے یہ سوچ کر خوف لگنے لگا کہ پورفیری اسے بے قصور سمجھتا ہے۔

پورفیری پتروویچ نے اپنی بات جاری رکھی ”سب کچھ جس ترتیب سے ہوا تھا‘ جیسے اس وقت اچانک سب شروع ہو گیا تھا‘ اسی طرح بیان کرنا شاید ہی ضروری ہو بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بیکار بھی ہے۔ اور میں یہ مشکل ہی اس طرح بیان بھی کر سکتا ہوں اس لئے کہ صورت حال کی وضاحت بھلا کس طرح کی جا سکتی ہے؟ سب سے پہلے تو افواہ تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی لاحاصل ہے کہ یہ افواہ کیا تھی اور کہاں سے اور کب شروع ہوئی.... اور کس سلسلے سے بات آپ تک پہنچی۔ خود میرے ذہن میں اتفاق سے‘ ایک بالکل ہی اتفاقی واقعے سے یہ خیال پیدا ہوا جو بڑی حد تک ہو بھی سکتا تھا اور نہیں بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ کون سا واقعہ؟ ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بات کرنا بھی بیکار ہے۔ ان سب افواہوں اور اتفاقات نے اس وقت میرے ذہن میں ایک خیال پیدا کیا۔ میں صاف صاف اعتراف کرتا ہوں اس لئے کہ اگر اعتراف کرنا ہے تو پھر ساری باتوں کا اعتراف کرنا چاہئے۔۔۔ اس وقت پہلی بار میں آپ کی طرف متوجہ ہوا یہ جو وہاں چیزوں پر بڑھیا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت تھی‘ وغیرہ وغیرہ‘ یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ اس طرح کی چیزیں سیکڑوں میں گنی جا سکتی تھیں۔ اسی وقت اتفاق سے مجھے پولیس کے دفتر کے منظر کے بارے میں تفصیل کے ساتھ معلوم ہو گیا‘ وہ بھی اتفاق سے‘ یوں ہی پاس سے گزرتے ہوئے نہیں بلکہ ایک خاص اور بڑے مستعد بیان کرنے والے کی زبانی جس نے خود یہ جانے بغیر حیرت انگیز وضاحت کے ساتھ اس منظر کا نقشہ کھینچ دیا۔ یہ سب بات سے بات‘ ایک بات سے دوسری بات نکلتی چلی آئی عزیز من روودیون رومانووچ! تو پھر بھلا معروف سمت میں نہ آنا کیسے ہو سکتا تھا؟ وہ جو ایک انگریزی کہاوت ہے کہ سو خرگوشوں سے ایک گھوڑا کبھی نہیں بن سکتا اور سو شبہات سے کبھی ثبوت نہیں بن سکتا وہ تو خیر ظاہر ہے کہ معقول بات ہے لیکن خواہش اور لگن‘ خواہش اور لگن کے ساتھ ذرا کام کر کے تو دیکھئے‘ اس لئے کہ تفتیش کار بھی تو آخر انسان ہوتا ہے۔ اس وقت مجھے آپ کا مضمون یاد آیا جو رسالے میں شائع ہوا تھا‘ یاد ہے نہ آپ کو‘ جب آپ پہلی ہی بار آئے تھے تبھی ہم نے اس کے بارے میں تفصیل سے باتیں کی

تھیں—تب میں نے مذاق اڑایا تھا لیکن وہ اس لئے کہ آپ کو اور آگے بڑھنے پر اکسایا جائے—میں پھر کہتا ہوں روڈیون روما نووچ کہ آپ بہت ہی غیر متحمل مزاج اور بیمار ہیں—یہ کہ آپ ہمت والے' دھن کے پکے' سنجیدہ اور.... حساس' بہت ہی حساس ہیں! یہ سب میں بہت پہلے سے جانتا تھا.... یہ سب احساسات میرے لئے معروف ہیں اور آپ کا مضمون میں نے ایک معروف چیز کی حیثیت سے پڑھا تھا—اس کا تصور بے خواب راتوں میں اور جنونی حالت' پر جذبات اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ' دبائے ہوئے جوش کے ساتھ کیا گیا تھا! اور نوجوانوں میں یہ دبایا خودداری جوش خطرناک ہوتا ہے! اسی وقت میں نے مذاق اڑایا تھا لیکن اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں ایک شائق کی طرح قلم کی اس پہلی نوجوان' پر جوش آزمائش کو بے حد پسند کرتا ہوں—دھواں' کہر اور کہر میں جھنجھناتا ہوا ایک تار—آپ کا مضمون احمقانہ اور دور از قیاس ہے لیکن اس میں ایسا خلوص جھلکتا ہے' اس میں جواں سال اور ناقابلِ تخریب خودداری ہے' اس میں انتہائی ناامیدی کی بے باکی ہے—مضمون میں بڑی اداسی ہے لیکن یہ اچھی بات ہے—میں نے آپ کا مضمون پڑھا اور رکھ دیا اور.... جب اس وقت میں نے اسے رکھا تبھی میں نے سوچا کہ "اس شخص کے ساتھ یوں کام نہیں چلے گا!" تو اب آپ خود ہی بتائیے کہ اس طرح کے ماسبق کے بعد میں مابعد کے ریلے میں کیسے نہ بہہ جاتا! اف میرے مالک! کیا میں کچھ کہہ رہا ہوں؟ کیا سچ مچ اس وقت میں کسی بات پر زور دے رہا ہوں؟ تب میں نے صرف اس بات کو دیکھ لیا تھا—میں نے سوچا' اس میں کیا ہے؟ اس میں کچھ نہیں ہے یعنی ویسے تو کچھ نہیں ہے اور ہو سکتا ہے حد درجے تک کچھ نہ ہو—اور میرے لئے' ایک تفتیش کار کے لئے یوں رو میں بہہ جانا بالکل ہی ٹھیک نہیں ہے—میرے پاس تو ہاتھ میں میکولائی ہے' مع حقائق کے--- آپ اسے جو چاہیں سمجھیں لیکن حقائق تو ہیں! اور وہ اپنی نفسیات بھی چلاتا ہے' اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ یہاں معاملہ زندگی اور موت کا ہے—یہ سب میں آپ کو اب کیوں سمجھا رہا ہوں؟ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے اور آپ اپنے عقل و دل سے مجھے اس وقت کے کینہ پرورانہ برتاؤ کے لئے الزام نہ دیں—کینہ پرورانہ نہیں تھا' آپ سے بالکل سچ کہتا ہوں' ہی' ہی! آپ کیا سمجھتے ہیں اس وقت میں آپ کے ہاں تلاشی کے لئے نہیں آیا تھا؟ آیا تھا' آیا تھا' ہی' ہی! آیا تھا جب آپ اس جگہ بستر پر بیمار پڑے تھے—سرکاری طور پر اور اپنی حیثیت سے تو نہیں' لیکن آیا تھا—آپ کے کمرے میں ایک ایک بال تک دیکھ لیا گیا' پہلی ہی تفتیش کے طور پر—لیکن او سونت! (۱) میں نے سوچا' اب یہ شخص آئے گا' خود آئے گا' اور بہت جلد ہی' اگر قصوروار ہے تو ضرور آئے گا—دوسرا نہ آتا لیکن یہ آئے گا—اور یاد ہے آپ کو کیسے رزومیخن صاحب نے آپ سے اس معاملے پر بات چیت شروع کی؟ یہ بندوبست ہم نے اس لئے کیا تھا کہ آپ کو پریشان کر دیں' اس کے لئے ہم نے دانستہ طور پر افواہ بھی پھیلائی کہ وہ آپ سے اس معاملے پر بات چیت کریں—اور رزومیخن صاحب ایسے انسان ہیں کہ تنفر کو قابو میں نہیں رکھ سکتے—زمیتوف صاحب کو سب سے پہلے آپ کا غصہ اور آپ کی علانیہ جرأت کھٹکی کہ کیسے اس شخص نے شراب خانے میں اچانک کہہ دیا "میں نے قتل کیا ہے!—" بہت ہی جرأت کی بات تھی' بہت ہی تیکھی—اور میں نے سوچا کہ اگر وہ قصوروار ہے تو یہ بڑا ہی بھیانک لڑاکو ہے—اس وقت یہی خیال ہوا—انتظار کرتا رہا' پورے تین دن سے آپ کی آمد کا انتظار کرتا رہا—اور زمیتوف کو تو اس وقت آپ نے بالکل چھٹی کر دیا—اصل میں ساری بات یہی ہے کہ یہ لعنتی نفسیات دو رخی ہوتی ہے! تو میں آپ کا انتظار کرتا رہا اور خدا آپ کا بھلا کرے' آپ آ گئے! میرا تو دل دھڑکنے لگا—بھلا آپ اس وقت کس لئے آئے تھے! اور جب آپ اس وقت داخل ہوئے تو اپنی ہنسی آپ کو یاد ہے' تب میں سب سمجھ گیا

جیسے کہ شیشے میں دکھائی دے رہا ہو—میں اگر اس طرح آپ کے آنے کی توقع نہیں کر رہا ہوتا تو آپ کی ہنسی میں مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا—دیکھئے کسی مزاجی کیفیت میں ہونے کے معنی یہ ہوتے ہیں—اور تب رزومیخن نے--- اف! پتھر' وہ پتھر آپ کو یاد ہے' پتھر جس کے نیچے چیزیں چھپائی گئی تھیں—تو مجھے ایسا لگا جیسے میں اسے دیکھ رہا ہوں' وہاں کسی سبزیوں کے کھیت کے بیچ میں--- آپ نے کہا تھا کہ سبزیوں کے کھیت میں' زمیتوف سے کہا تھا اور پھر دوسری مرتبہ مجھ سے؟ اور جب ہم نے آپ کے اس مضمون پر بحث کرنی شروع کی تو کیسے آپ نے اس کی تشریح کرنی شروع کی--- کہ آپ کے ہر لفظ کو دو معنی میں سمجھا جا سکتا تھا جیسے اس کی تہہ میں دوسرے ہی معنی ہوں! تو یوں روڈیون روما نووچ اس طرح سے میں آخری حد تک پہنچ گیا اور اس کے کھمبے سے جو میرا ماتھا ٹکرایا تو مجھے ہوش آیا—میں نے کہا' نہیں یہ میں کیا کر رہا ہوں! میں نے کہا کہ آدمی اگر چاہے تو اسے پوری طرح دوسری طرف سے سمجھایا جا سکتا ہے اور وہ بالکل قدرتی بھی لگے گا—مجھے کوفت ہوئی! میں نے سوچا "نہیں میرے لئے چھوٹی سی حقیقت بھی بہتر ہوتی.... ! تو پھر جب میں نے اس گھنٹی بجانے کے بارے میں سنا تو جیسے سکتے میں آ گیا' کپکپی سی آنے لگی—میں نے سوچا "تو یہ ہے وہ حقیقت! یہی ہے!" تب میں نے کچھ اور سوچا' سمجھا ہی نہیں' چاہتا ہی نہیں تھا—اس وقت آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے میں نے اپنے پاس سے ہزار روبل دے دئے ہوتے کہ کیسے آپ اس روز کاریگر کے ساتھ ساتھ سو قدم چلے تھے جب اس نے آپ کو منہ پر "قاتل" کہا تھا اور اس سو قدم چلنے کے عرصے میں آپ اس سے کچھ بھی کہنے کی ہمت نہ کر سکے!.... اور ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈ کا احساس؟ اور یہ گھنٹی بجانا' بیماری میں' نیم سرسامی حالت میں؟ تو پھر روڈیون روما نووچ اس کے بعد بھی کیا آپ کو تعجب ہے کہ میں نے آپ سے اس طرح کے مذاق کئے؟ اور آپ بھی خود ٹھیک اسی وقت کیوں آئے؟ جیسے آپ کو' قسم خدا کی' کسی نے دھکیل کے بھیجا ہو اور اگر میکولائی نے ہم لوگوں کو جدا نہ کر دیا ہوتا تو.... اور اس وقت میکولائی آپ کو یاد ہے؟ اچھی طرح یاد کر لیا آپ نے؟ یہ تو جیسے بجلی گر پڑی! یہ تو بالکل بادلوں سے گرنے والی بجلی تھی' گرج اور کوندا! اور کیسے میں اس سے ملا؟ بجلی کا مجھے ایک لمحے کے لئے بھی یقین نہیں آیا' یہ تو آپ نے خود ہی دیکھا تھا! اور کیسے! اور پھر آپ کے جانے کے بعد بھی' جب وہ ساری مختلف باتوں کے جواب بالکل صحیح صحیح دینے لگا' اس طرح کہ میں خود حیران رہ گیا' تب بھی میں نے رتی بھر اس کا یقین نہیں کیا! اسی کو کہتے ہیں کہ پختہ ہو گیا' بالکل پتھر کی طرح—میں نے سوچا' ارے' یہ بات ہے! میکولائی کا یہاں کیا ذکر!"

"رزومیخن نے ابھی مجھے بتایا کہ آپ اب بھی میکولائی کو قصوروار سمجھتے ہیں اور خود رزومیخن کو بھی اس کا یقین دلاتے تھے...."

اس کے گلے میں پھندا سا پڑ گیا اور اس نے جملہ ختم نہیں کیا—وہ پورفیری کی باتیں ناقابلِ بیان پریشانی کے ساتھ سن رہا تھا کہ کیسے اس شخص نے اس کو پوری طرح سے دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی خود اپنی بات کو رد کر دیا—اسے یقین کرتے ڈر لگ رہا تھا اور یقین کیا بھی نہیں—ابھی تک جو الفاظ ذو معنی تھے ان میں وہ کوئی نہ کوئی صحیح اور قطعی بات تلاش کرنا چاہتا تھا اور اسے پکڑ لینے کی کوشش کرتا تھا—

"رزومیخن صاحب!" پورفیری پترووچ اس طرح چلائے جیسے سارے وقت چپ رہنے والے راسکولنیکوف کے سوال سے خوش ہو گئے ہوں "ہی' ہی' ہی! ہاں رزومیخن صاحب کو اس طرح دوسری طرف ہٹانا ضروری تھا--- دو مرے سے تیسرا' آنکھوں پر ٹھیکرا—رزومیخن صاحب کی باتوں پر شاید بھروسا بھی نہیں کیا جا سکتا' اور پھر ان کا معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے' بھاگے ہوئے آئے میرے پاس' چہرہ بالکل پیلا پڑا

ہوا.... تو خدا ان کا بھلا کرے' انہیں یہاں مخل ہونے کی کیا ضرورت! اور میکولائی کے سلسلے میں کیا آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ چیز کیا ہے اور اسے میں کس طرح سمجھتا ہوں؟ سب سے پہلے تو یہ کہ وہ ابھی بچہ ہے' نابالغ' اور یہ نہیں کہ بزدل ہے بلکہ ایک طرح سے کسی قسم کا فنکار ہے۔ سچ کہہ رہا ہوں' آپ ہنسئے نہیں کہ میں اس طرح اس کی تصویر کشی کر رہا ہوں۔ وہ بے گناہ ہے اور ہر چیز کا اثر قبول کر لیتا ہے۔ دل رکھتا ہے' دور کی کوڑی لاتا ہے۔ وہ گاتا ہے' وہ ناچتا ہے' قصے سناتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ ایسا سناتا ہے کہ دوسری جگہوں سے لوگ سننے آتے ہیں۔ اور اسکول جاتا ہے اور اگر کوئی انگلی بھی دکھاوے تو ہنستے ہنستے لوٹ جاتا ہے۔ شراب اتنی پیتا ہے کہ کچھ ہوش نہیں رہ جاتا' یہ نہیں کہ شرابی ہے' بس کبھی کبھار' جب لوگ پلا دیتے ہیں' بالکل بچوں کی طرح۔ اور پھر اس نے چوری بھی کی حالانکہ خود اسے یہ نہیں معلوم تھا اس لئے کہ "چوری کیا کی" "بس زمین پر سے اٹھا لیا؟" اور پتہ ہے آپ کو' وہ بدعتیوں میں سے ہے' یہ نہیں کہ وہ بدعتی ہے بلکہ اس کا تعلق ایک خاص فرقے سے ہے' اس کے خاندان میں ایک قسم کے جہاں گشت تھے اور وہ خود بھی ابھی تھوڑے دنوں پہلے پورے دو سال اپنے گاؤں میں کسی بوڑھے کی روحانی ہدایت کے تحت رہا ہے۔ یہ سب میں نے خود میکولائی سے اور اس کے گاؤں والوں سے معلوم کیا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں' وہ خود ویرانے میں بھاگ جانا چاہتا تھا! اس پر حال سا طاری تھا' رات کو خدا کی عبادت کرتا تھا' پرانی "سچی" کتابیں پڑھتا تھا اور ضرورت سے زیادہ پڑھ گیا۔ پیٹرس برگ نے اس پر گہرا اثر ڈالا' خاص طور سے عورتوں نے اور پھر شراب نے۔ متاثر ہوا اور بوڑھے کو اور ساری چیزوں کو بھول گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں ایک فنکار اس کو بہت پسند کرنے لگا' اس کے پاس جاتا تھا اور پھر یہ واقعہ ہو گیا! تو ڈر گیا۔۔۔ پھندا ہے پھانسی لگا لوں! بھاگا! اب ہماری عدالتوں کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے اس کا کیا کیا جائے! کچھ لوگ اس لفظ ہی سے ڈرتے ہیں کہ "مقدمہ چلا دیں گے۔" قصور کس کا ہے! اب دیکھیں نئی عدالتیں کیا بتائیں گی۔ اف' خدا کرے وہ کچھ کریں! تو بظاہر یہ لگتا ہے کہ حوالات میں اسے وہ ایماندار بوڑھا پھر یاد آیا' انجیل بھی پھر سے نمودار ہو گئی۔ پتہ ہے آپ کو روڈیون رومانووچ کہ ان لوگوں میں سے بعضوں کے نزدیک "دکھ جھیلنے" کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ یہ یوں نہیں کہ کسی کے لئے دکھ جھیلا جائے بلکہ بس یہ کہ "دکھ جھیلنا ضروری ہے۔" مطلب یہ کہ دکھ جھیلنا ہے اور اگر حکام کے ہاتھوں دکھ پہنچے تو اور اچھا ہے۔ میرے زمانے میں ایک بہت ہی دبا سا قیدی تھا جو پورے سال بھر قید میں رہا۔ وہ رات کو تنور کے اوپر بیٹھ کر انجیل پڑھتا تھا اور حد سے زیادہ پڑھ گیا۔ جی ہاں معلوم ہے آپ کو' حد سے زیادہ پڑھ گیا اور ایک دن بغیر کسی سبب کے اس نے اینٹ اٹھا کر اپنے حاکم اعلیٰ کو ماردی جب کہ اس نے کوئی توہین نہ کی تھی۔ اور اینٹ پھینکی تو وہ بھی جان بوجھ کر اس طرح کہ ہاتھ بھر ادھر جا کر گری تاکہ حاکم اعلیٰ کو کسی طرح چوٹ نہ لگے! اب ظاہر ہے کہ ایسے حوالاتی کا کیا انجام ہوتا ہے جو حاکموں پر آلات لے کر جھپٹتے ہیں' لیکن اس کے لئے تو یہ معنی ہوئے کہ اس نے "دکھ جھیل لیا۔" تو اب بھی مجھے یہی شک ہے کہ میکولائی "دکھ جھیلنا" چاہتا ہے یا کچھ اسی قسم کی چیز ہے۔ یہ میں یقینی طور پر بلکہ حقائق کی بنیاد پر جانتا ہوں۔ البتہ وہ خود نہیں جانتا کہ میں جانتا ہوں۔ کیا آپ یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ ان عام لوگوں میں سے ایسے ایسے لوگ نکلتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے؟ ارے بہت سے۔ بوڑھا اب پھر سے یاد آنے لگا' خاص طور سے اس کے بعد سے جب اس نے پھانسی لگانے کی کوشش کی تھی۔ بہرحال وہ خود آئے گا اور مجھے سب کچھ بتا دے گا۔ آپ سمجھتے ہیں وہ ضبط کئے رہے گا؟ ذرا ٹھہرئے' وہ اپنا بیان واپس لے لے گا! میں تو ہر وقت انتظار کرتا رہتا ہوں کہ اب اپنے بیان سے انکار کرنے آ رہا ہے۔ مجھے یہ میکولائی پسند آ گیا اور

میں تفصیل کے ساتھ اس کی تحقیق کر رہا ہوں۔ اور آپ کیا سمجھتے ہیں! ہی! ہی! بعض نقطوں پر اس نے مجھے ٹھیک ٹھیک جواب دیا۔ ظاہر ہے کہ اس نے ضروری شہادتیں حاصل کر لی ہیں' اچھی طرح پہلے سے تیاری کی ہے۔ لیکن دوسرے نقطوں پر جیسے گڑبڑا جاتا ہے' کچھ بھی نہیں جانتا اور خود نہیں جانتا کہ نہیں جانتا! نہیں بابا روڈیون رومانووچ' یہ میکولائی کا کام نہیں ہے! یہ کام تو بہت ہی دور از قیاس' غمگین ہے' معاصرانہ معاملہ ہے' ہمارے زمانے کا واقعہ ہے جب انسان کا دل پراگندہ ہے' جب یہ فقرہ نقل کیا جاتا ہے کہ خون تو "تازہ دم کرتا ہے" جب ساری زندگی کا ماحصل آرام کو بتایا جاتا ہے۔ یہ تو کتابی خواب ہے' یہاں نظری اعتبار سے جھنجھلایا ہوا دل ہے' یہاں تو پہلے قدم کا عزم دکھائی دیتا ہے لیکن عزم ہے خاص قسم کا۔۔۔ فیصلہ تو کر لیا لیکن جیسے پہاڑ پر سے کود گیا ہو یا مینار پر سے چھلانگ لگائی ہو اور جب جرم کرنے پہنچا تو گویا اپنے قدموں سے چل کر گیا ہی نہیں۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرنا بھول گیا' اور قتل کر دیا' دو کو قتل کر دیا' نظریے کے مطابق۔ قتل تو کر دیا لیکن رقم لینے کی ہمت نہ کر سکا' اور جو لے لینے میں کامیاب ہو گیا اسے بھی پتھر کے نیچے چھپا دیا۔ جب وہ دروازے کی اوٹ میں بیٹھا تھا اور دروازہ بھڑبھڑایا جا رہا تھا اور گھنٹی بجائی جا رہی تھی تو اس نے جو اذیت برداشت کی وہ اس کے لئے کم تھی۔۔۔ نہیں' وہ بعد کو نیم سرسامی حالت میں خالی فلیٹ میں جاتا ہے اس گھنٹی کو پھر یاد کرنے' ریڑھ کی ہڈی کی ٹھنڈک پھر سے محسوس کرنے کی طلب تھی.... اچھا مان لیتے ہیں کہ یہ تو بیماری میں' لیکن اور دیکھئے۔۔۔ قتل کیا ہے لیکن اپنے کو پاک صاف انسان سمجھتا ہے' لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے' سفید فرشتہ بنا گھومتا ہے۔۔۔ نہیں عزیز من یہ کہاں بھلا میکولائی کا کام ہو سکتا ہے' یہ میکولائی کا کام نہیں ہے!"

پہلے کی ساری باتوں کے بعد جو تردید سے اس قدر مشابہ تھیں یہ آخری الفاظ بالکل ہی غیر متوقع معلوم ہوئے۔ رسکولنیکوف کا سارا بدن کانپ اٹھا جیسے کسی نے اسے چھرا گھونپ دیا ہو۔

"تو پھر.... کس نے.... قتل کیا؟" اس نے بے قابو ہو کر ہانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ پورفیری پترووچ پیچھے ہٹ کر کرسی کی پشت سے لگ گئے جیسے سوال اتنا غیر متوقع رہا ہو کہ وہ حیران رہ گئے۔

"کیا مطلب کس نے قتل کیا؟...." انہوں نے دوہرایا جیسے انہیں اپنے کانوں پر اعتبار نہ آ رہا ہو۔۔۔ "ارے آپ نے قتل کیا روڈیون رومانووچ! آپ نے کیا قتل...." انہوں نے تقریباً سرگوشی میں پورے تیقن کی آواز میں کہا۔

رسکولنیکوف صوفے سے اچھل پڑا' چند سکنڈ کھڑا رہا اور پھر کچھ بھی کہے بغیر بیٹھ گیا۔ اس کے پورے چہرے پر ہلکا ہلکا تشنج سا ہوا۔

"ہونٹ تو پھر اسی وقت کی طرح کانپ رہا ہے" پورفیری پترووچ نے اس طرح کہا جیسے ہمدردی کر رہے ہوں۔ "مجھے لگتا ہے روڈیون رومانووچ کہ آپ مجھے ٹھیک سے سمجھے نہیں" انہوں نے کچھ دیر چپ رہنے کے بعد اضافہ کیا "اسی لئے آپ کو اتنی حیرانی ہوئی۔ میں آیا ہی اسی لئے تھا کہ سب کچھ بتا دوں اور معاملے کی بات صاف صاف کروں۔"

"قتل میں نے نہیں کیا" رسکولنیکوف نے بالکل چھوٹے بچے کی طرح جب اسے کوئی غلط کام کرتے وقت ہی پکڑ لیا گیا ہو' ڈر کر سرگوشی میں کہا۔

"نہیں' یہ آپ نے کیا روڈیون رومانووچ' آپ نے' کسی اور نے نہیں" پورفیری نے تندی لیکن تیقن کے ساتھ سرگوشی میں کہا۔

وہ دونوں چپ ہو گئے اور خاموشی نے اتنا طول کھینچا کہ عجیب لگنے لگا' کوئی دس منٹ ہو گئے۔

رسکولنیکوف نے کہنیاں میز پر ٹکالیں اور خاموشی سے اپنی انگلیاں اپنے بالوں میں پھیرنے لگا۔ پورفیری پتروویچ اطمینان سے بیٹھے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ اچانک رسکولنیکوف نے پورفیری کو حقارت سے دیکھا۔

"آپ پھر اپنی پرانی حرکتوں پر آ گئے پورفیری پتروویچ! پھر سب وہی آپ کے طریقے! آپ سچ مچ اس سے ابھی تک عاجز کیسے نہیں آئے؟"

"ارے بس کیجئے' اب میرے پاس کیا طریقے ہیں! اگر یہاں گواہ ہوتے تب دوسری بات تھی۔ لیکن ہم تو بس ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آیا کہ آپ کو خرگوش کی طرح دوڑا کر پکڑوں۔ آپ اقبال کریں یا نہ کریں میرے لئے اس وقت دونوں برابر ہیں۔ اپنے دل میں مجھے آپ کے اعتراف کے بغیر ہی یقین ہے۔"

"لیکن اگر ایسا ہے تو پھر آپ آئے کیوں؟" رسکولنیکوف نے جھنجھلا کر سوال کیا۔ "میں آپ سے وہی پہلے والا سوال کرتا ہوں--- اگر آپ مجھے قصوروار سمجھتے ہیں تو مجھے حوالات میں بند کیوں نہیں کر دیتے؟"

"تو یہ ہے سوال۔ ایک ایک کر کے آپ کو جواب دیتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ آپ کو یوں براہ راست گرفتار کر لینا میرے لئے مفید نہیں ہے۔"

"کیسے مفید نہیں ہے! اگر آپ کو یقین ہے تو آپ کو ضرور گرفتار کرنا چاہئے...."

"ارے اس سے کیا ہوتا ہے کہ مجھے یقین ہے؟ ابھی تک تو یہ سب میرے خیالات ہیں۔ اور کیوں میں آپ کو حوالات میں اطمینان اور سکون سے رہنے کے لئے بھیجوں؟ اگر آپ گرفتار کرنے کی بات کر رہے ہیں تو آپ خود ہی جانتے ہیں۔ اب مثلاً میں آپ کا پول کھولنے کے لئے اس کاریگر کو پیش کروں اور آپ اس سے کہیں کہ "تم شرابی ہو کہ نہیں؟ کس نے مجھے دیکھا ہے تمہارے ساتھ؟ میں نے تو تمہیں بس شرابی سمجھا اور تم تھے نشے میں دھت۔' تو پھر اس پر میں آپ سے کیا کہوں گا' اس لئے اور بھی کہ آپ کی بات سچائی سے زیادہ مشابہ ہے اس کی بات کے مقابلے میں چونکہ اس کے بیان میں تو بس ایک نفسیات ہے--- جو کہ اس کے تھوبڑے کے لئے مناسب بھی نہیں معلوم ہوتی---- اور آپ تو اصل نقطے پر جا پڑتے ہیں اس لئے کہ وہ لفنگا دارو کا پیتا ہے اور اس کے لئے حد درجہ مشہور بھی ہے۔ اور میں خود ہی آپ سے اعتراف کر چکا ہوں' کئی بار کہ یہ نفسیات دو رخی چیز ہوتی ہے اور دوسرا رخ زیادہ بڑا ہے اور سچائی سے بہت زیادہ مشابہ اور یہ کہ اس کے علاوہ آپ کے خلاف میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اگرچہ میں اس سب کے باوجود آپ کو بند کرا دوں گا اور خود آیا بھی ہوں (بالکل خلاف ضابطہ) آپ کو پہلے سے جتا دینے پھر بھی آپ سے سیدھے سیدھے کہتا ہوں (پھر خلاف ضابطہ) کہ میرے لئے یہ مفید نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں...."

"ہاں' دوسرے؟" رسکولنیکوف اب بھی ہانپ رہا تھا۔

"اس لئے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع دے چکا ہوں کہ میں آپ کے سامنے وضاحت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے درندہ سمجھیں اس لئے اور بھی کہ میں خلوص کے ساتھ آپ کے لئے میلان دلی رکھتا ہوں' آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ اسی کے نتیجے میں۔ تیسرے یہ کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں کھلی ہوئی اور براہ راست تجویز لے کر--- حاضر ہو کر اقبال جرم کر لیجئے یہ آپ کے لئے بے انتہا مفید ہو گا اور میرے لئے بھی مفید تر ہو گا--- اس لئے کہ کندھوں سے بار اتر جائے گا۔ تو بتایئے میں اپنی طرف سے کھل

کر بات کر رہا ہوں کہ نہیں؟"

رسکولنیکوف نے ذرا دیر سوچا۔

"سنئے پورفیری پتروویچ' آخر آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ بس ایک نفسیات ہے اور اب پہنچ گئے نفع نقصان کے حساب پر۔ لیکن اگر اب خود غلطی کر رہے ہوں تو؟"

"نہیں روردیون رومانوویچ' میں غلطی نہیں کر رہا ہوں۔ ایک چھوٹی سی حقیقت ایسی ہے میرے پاس۔ اور یہ حقیقت تب بھی مجھے مل چکی تھی' خدا نے بھیج دی تھی!"

"کونسی حقیقت؟"

"روردیون رومانوویچ یہ میں نہیں بتاؤں گا۔ اور اب بہرصورت مجھے حق نہیں ہے زیادہ ٹالنے کا' گرفتار کر لوں گا۔ تو آپ خود فیصلہ کر لیجئے' میرے لئے اب سب برابر ہے چنانچہ میں صرف آپ کے لئے بات کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم روردیون رومانوویچ' بہتر ہو گا!"

رسکولنیکوف کینہ کے ساتھ مسکرایا

"یہ تو نہ صرف یہ کہ مضحکہ خیز ہے بلکہ بے شرمی کی بات ہے۔ اگر میں قصوروار بھی ہوتا (جو کہ میں ہرگز نہیں کہہ رہا ہوں) تو کس بنا پر میں آپ کے پاس اقبال جرم کے لئے حاضر ہو جاؤں جب آپ خود یہ کہتے ہیں کہ میں ضرور گرفتار کیا جاؤں گا---- وہاں اطمینان و سکون سے رہنے کے لئے؟"

"ارے روردیون رومانوویچ' لفظوں پر بالکل یقین مت کیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ پوری طرح اطمینان و سکون نہ ہو! آخر یہ تو صرف نظریہ ہے اور وہ بھی میرا' اور آپ کے لئے میں کہاں کا مستند ہوں؟ ہو سکتا ہے میں اس وقت بھی آپ سے کچھ چھپا رہا ہوں۔ یوں سب کا سب تو میں لے کر سامنے نہ رکھ دوں گا' ہی ہی' اور بات ہے کہ کیا فائدہ ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کے عوض میں آپ کو کتنی چھوٹ مل جائے گی؟ آخر آپ کس وقت پر حاضر ہو رہے ہیں' کب؟ آپ اس کا فیصلہ خود کیجئے! جب دوسرے نے جرم کو اپنے اوپر لے لیا ہے اور سارا معاملہ بگاڑ دیا ہے؟ اور میں آپ سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ "وہاں" میں آپ سنبھال لوں گا اور انتظام کر دوں گا کہ آپ کا اقبال جرم بالکل ہی غیر متوقع ہو۔ اس ساری نفسیات کو ہم ختم کر دیں گے' آپ کے خلاف سارے شبہات کو کالعدم سمجھوں گا تاکہ آپ کا جرم کسی قسم کی ذہنی ماؤفی معلوم ہو اور سچ یہ ہے کہ وہ ذہنی ماؤفی ہی تھا۔ روردیون رومانوویچ میں ایماندار آدمی ہوں اور اپنے قول پر قائم رہتا ہوں۔"

رسکولنیکوف خاموش اور غمگین تھا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔ وہ دیر تک سوچتا رہا اور آخر کار وہ پھر مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ مختصر اور غمگین ہی سی تھی۔

"ارے نہیں' کوئی ضرورت نہیں" اس نے اس طرح کہا جیسے اب وہ پورفیری سے کچھ نہ چھپا رہا ہو۔ "بیکار ہے' مجھے آپ کی چھوٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں بس اسی سے ڈر رہا تھا!" پورفیری جوش کے ساتھ جیسے غیر ارادی طور پر چیخے "اسی کا مجھے ڈر تھا کہ آپ کو ہماری چھوٹ کی ضرورت نہیں۔"

رسکولنیکوف نے انہیں رنج کے ساتھ اور معنی خیز انداز میں دیکھا۔

"ارے زندگی سے مت بیزار ہو جیئے!" پورفیری نے اپنی بات جاری رکھی "ابھی اس کا بڑا حصہ سامنے ہو گا۔ کیسے نہیں ضرورت چھوٹ کی' کیسے نہیں ضرورت! بڑے غیر متحمل مزاج آدمی ہیں آپ!"

"کس کا بڑا حصہ آگے ہوگا؟"

"زندگی کا۔ کیسے پیغمبر ہیں آپ' کیا آپ بہت جانتے ہیں؟ تلاش کیجئے اور حاصل کرلیجئے۔ آپ کے لئے خدا ہو سکتا ہے اسی کا منتظر رہا ہو۔ اور ہمیشہ کے لئے تو نہیں ہے' یہ بندھن....."

"سزا میں چھوٹ دے دی جائے گی....." رسکولنیکوف ہنسا۔

"تو کیا بورژوا رسوائی سے ڈر گئے آپ؟ شاید آپ اسی سے ڈر گئے اور خود بھی نہیں جانتے' نوجوان ہیں اس لئے! پھر بھی اقبال جرم کے لئے حاضر ہونے کی رسوائی سے آپ کو تو نہ ڈرنا چاہئے۔"

"اف' لعنت ہے!" رسکولنیکوف نے حقارت اور کراہت کے ساتھ آہستہ سے کہا جیسے بات کرنا ہی نہ چاہتا ہو۔ وہ پھر کھڑا ہو گیا تھا جیسے کہیں چلا جانا چاہتا ہو لیکن صاف بیزاری و ناامیدی کے ساتھ پھر بیٹھ گیا۔

"تو بات یہ ہے کہ آپ لعنت بھیجتے ہیں! آپ کا یقین ختم ہو گیا اور آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں بھونڈے پن سے آپ کی چاپلوسی کر رہا ہوں' لیکن کیا آپ بہت جی چکے؟ کیا بہت سمجھتے ہیں؟ ایک نظریہ سوچا اور پھر شرمندہ ہو گئے کہ وہ بھونگ ہو گیا' کہ بہت طبع زاد تو نہ نکلا وہ نظریہ! یہ تو سچ ہے کہ وہ بہت گھٹیا نکلا لیکن آپ تو بہرحال ایسے گھٹیا آدمی نہیں ہیں کہ جس کے لئے کوئی امید ہی نہ ہو۔ بالکل ایسے گھٹیا آدمی نہیں ہیں! کم سے کم خود کو زیادہ دنوں بیوقوف تو نہیں بنایا' ایک بار میں آخری حد تک پہنچ گئے۔ آخر میں آپ کو کیا سمجھتا ہوں؟ میں آپ کو ان لوگوں میں سے ایک سمجھتا ہوں جن کی چاہے انتڑیاں نکال لی جائیں لیکن وہ کھڑے مسکراتے اپنے اذیت والے کو دیکھتے رہیں گے بشرطیکہ انھیں سچائی مل گئی ہو' خدا مل گیا ہو۔ تو تلاش کرلیجئے اور زندہ رہئے۔ اول تو آپ کو بہت دنوں سے تبدیلی ہوا کی ضرورت ہے۔ دکھ جھیلنا بھی اچھی بات ہے۔ دکھ جھیلئے۔ میکولائی ہو سکتا ہے حق پر ہو کہ دکھ جھیلنا چاہتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے--- لیکن آپ بہت زیادہ عقل مند نہ بنیں۔ اپنے آپ کو زندگی کے حوالے کر دیجئے--- بغیر سوچے سمجھے' بغیر پریشان ہوئے' وہ آپ کو سیدھے ساحل پر لے جائے گی اور پاؤں پر کھڑا کر دے گی۔ کس ساحل پر؟ میں کیسے بتا سکتا ہوں؟ مجھے صرف اس بات کا یقین ہے کہ ابھی آپ کو بہت جینا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس وقت میری باتوں کو پہلے سے رٹے ہوئے سبق کی طرح سمجھ رہے ہیں لیکن ہو سکتا ہے بعد کو آپ یاد کریں' ہو سکتا ہے کبھی یہ باتیں کام آئیں' اس لئے کہہ رہا ہوں۔ یہ اچھا ہی ہے کہ آپ نے صرف ایک بڑھیا کو قتل کیا۔ اور کوئی اور نظریہ سوچا ہوتا تو ہو سکتا ہے کوئی کروڑ گنا زیادہ بدتمیزی کی حرکت کی ہوتی! شاید خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے' آپ کو کیسے معلوم' ہو سکتا ہے خدا کسی مقصد کے لئے آپ کی حفاظت کر رہا ہو۔ تو آپ اپنا دل بڑا رکھئے اور خوف کم کیجئے۔ کیا آئندہ کی عظیم تکمیل سے ڈر رہے ہیں؟ نہیں اس میں ڈرنا شرم کی بات ہے۔ جب ایسا قدم اٹھایا ہے تو اب پختہ دل ہو جائیے۔ اس میں تو انصاف پسندی ہے۔ انصاف پسندی کے تقاضے کو پورا کیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے لیکن خدا کی قسم' زندگی آپ کو سنبھال لے گی۔ بعد کو خود ہی اچھی لگنے لگے گی۔ اب آپ کو صرف تازہ ہوا کی ضرورت ہے' تازہ ہوا کی' تازہ ہوا کی!"

رسکولنیکوف کانپ اٹھا۔

"تو آپ ہیں کون؟" وہ چیخ پڑا "آپ کیا پیغمبر ہیں؟ آپ کس پرسکون عظیم الشان بلندی سے مجھے یہ پیغمبرانہ دانش کا وعظ دے رہے ہیں؟"

"میں کون ہوں؟ میں ایسا آدمی ہوں جو ختم ہو چکا' بس اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے حساس اور ہمدرد آدمی'

ہو سکتا ہے کچھ تھوڑا بہت جاننے والا آدمی' لیکن ایسا آدمی جو بالکل ختم ہو چکا۔ لیکن آپ--- دوسری ہی چیز ہیں۔ آپ کے لئے خدا نے زندگی تیار کر رکھی ہے (اور کون جانے' ہو سکتا ہے آپ کے معاملے میں یوں ہی سب دھواں ہو کر رہ جائے اور کچھ نہ ہو)۔ تو پھر اس سے کیا کہ آپ دوسری قسم کے لوگوں میں جا پہنچیں گے؟ آرام کا افسوس تو نہیں ہے آپ کو' آپ کا سا دل رکھتے ہوئے؟ اس سے کیا ہوتا ہے کہ آپ کو ہو سکتا ہے بہت دنوں تک کوئی نہ دیکھے؟ معاملہ وقت کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خود آپ کے ہاتھ میں ہے۔ سورج بن جائیے اور سب آپ کو دیکھیں گے۔ سورج کو سب سے پہلے سورج ہی ہونا چاہئے۔ آپ پھر مسکرا کیوں رہے ہیں--- کہ میں ایسا شیلر بن رہا ہوں؟ اور میں شرط لگاتا ہوں کہ آپ سوچ رہے ہیں کہ میں آپ کی خوشامد کر رہا ہوں! تو کیا ہوا' ہو سکتا ہے سچ مچ خوشامد کر رہا ہوں' ہی! ہی! ہی! آپ روڈیون رومانووچ میری باتوں کا یقین تو نہ کیجئے' بہتر یہی ہے کہ پوری طرح کبھی نہ کیجئے--- میرے طور طریق ہی ایسے ہیں میں مانتا ہوں۔ بس میں اتنا ہی اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ میں کس حد تک گھٹیا آدمی ہوں اور کس حد تک ایماندار آدمی ہوں!"

"آپ کب مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں؟"

"ڈیڑھ یا دو دن آپ کو گھومنے کے لئے اور دے سکتا ہوں۔ آپ سوچئے عزیز من' دعا کیجئے خدا سے۔ یہ زیادہ مفید ہے' خدا کی قسم زیادہ مفید۔"

"اور اگر میں بھاگ جاؤں تو؟" کچھ عجیب طرح سے مسکراتے ہوئے رسکولنیکوف نے پوچھا۔

"نہیں' بھاگیں گے نہیں۔ کسان ہوتا تو بھاگ جاتا' کسی فیشن ایبل فرقے کا ماننے والا بھاگ جاتا--- جو دوسروں کے خیالات کا بندہ ہوتا ہے--- اس لئے کہ آپ اسے چھنگلیا دکھا دیجئے' وارنٹ افسر دیر کا کی طرح اور وہ ساری زندگی جو آپ چاہیں گے اس پر یقین کرتا رہے گا۔ لیکن آپ تو آخر اپنے نظریے پر بھی یقین رکھتے نہیں--- تو آپ بھاگیں گے کیا لے کر؟ اور فراری حالت میں آپ کریں گے کیا؟ فرار میں گھناؤنا پن اور مشکلات ہیں اور آپ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے زندگی کی اور ایک معین حیثیت کی' سازگار فضا کی' اور وہاں آپ کے لئے فضا کیسی ہوگی؟ بھاگ گئے تو خود ہی واپس بھی آ جائیے گا۔ ہمارے بغیر آپ زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ اور اگر میں آپ کو قید خانے میں بند کر دوں--- مہینہ بھر' دو مہینے' تین مہینے وہاں بند رہیں گے اور وہاں اچانک' یاد رکھئے میری بات' آپ خود ہی اقبال کر لیں گے' جو شاید خود آپ کے لئے بھی غیر متوقع ہوگا۔ ایک گھنٹہ پہلے خود آپ کو بھی نہ معلوم ہوگا کہ آپ اقبال جرم کرنے والے ہیں۔ مجھے تو اس کا بھی یقین ہے کہ آپ "دکھ جھیلنے کا فیصلہ کر لیں گے۔" ابھی تو آپ میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہیں لیکن آپ خود اسی مقام پر پہنچ جائیں گے۔ اس لئے کہ روڈیون رومانووچ دکھ جھیلنا بڑی عظیم چیز ہے۔ آپ یہ مت دیکھئے کہ میں موٹا ہو گیا ہوں' کوئی محتاجی نہیں ہے۔ پھر بھی میں جانتا ہوں۔ آپ اس پر ہنسئے مت' دکھ جھیلنے میں بھی ایک بات ہے۔ میکولائی کا خیال درست ہے۔ نہیں' روڈیون رومانووچ آپ نہیں بھاگیں گے۔"

رسکولنیکوف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنی ٹوپی ہاتھ میں لے لی۔ پورفیری پتروویچ بھی کھڑے ہو گئے۔

"چہل قدمی کے لئے جانے کی تیاری کر رہے ہیں؟ شام تو اچھی ہوگی' بس یہ گرج برس نہ ہو۔ حالانکہ وہ بھی اچھا ہی ہوگا' ہوا میں تازگی آ جائے گی....."

انہوں نے بھی اپنی ٹوپی اٹھائی۔

"آپ پورفیری پتروویچ مہربانی کر کے یہ خیال سر میں نہ لائیے گا کہ" رسکولنیکوف نے تندی اور اصرار کے ساتھ کہا "کہ میں نے آپ سے آج اعتراف کر لیا۔ آپ عجیب آدمی ہیں اور میں نے صرف تجسس کی بنا پر آپ کی بات سن لی۔ لیکن میں نے آپ سے اعتراف کسی چیز کا نہیں کیا.... یہ یاد رکھئے گا۔"

"ہاں ہاں' یہ تو جانتا ہوں اور یاد بھی رکھوں گا ــــ مگر دیکھو تو' کانپ رہا ہے۔ آپ پریشان مت ہوں' عزیز من' جو آپ چاہیں گے وہی ہو گا۔ گھوم پھر لیجئے تھوڑا' بس یہ کہ اب بہت زیادہ گھومنا ناممکن ہے۔ بہرصورت آپ سے میری ایک چھوٹی سی التجا ہے" انہوں نے اپنی آواز نیچی کر کے کہا "ذرا ات پٹی سی التجا ہے لیکن بہت اہم ہے۔ اگر یعنی کسی اتفاق کے تحت (جس کا مجھے بہرحال یقین نہیں ہے اور آپ کو بالکل اس کا اہل نہیں سمجھتا) اگر کہیں اتفاق سے ــــ ہاں' کسی بھی اتفاق کے تحت ــــ اس چالیس پچاس گھنٹے میں آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ معاملے کو کسی اور طریقے سے کسی طرح کے عجیب و غریب انداز میں ختم کر دیا جائے اور آپ اپنے اوپر ہاتھ ڈالیں (مفروضہ یہ احمقانہ ہے اور اس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں) تو ایک مختصر سا لیکن جامع رقعہ ضرور چھوڑ جائیے گا۔ بس دو سطریں' صرف دو سطریں' اور اس پتھر کا پتہ بتا دیجئے گا۔ بڑی عنایت ہو گی آپ کی۔ اچھا تو پھر ملیں گے.... نیک خیالات اور بھلے فیصلوں کی خواہشات کے ساتھ!"

پورفیری جیسے کچھ جھک کر اور رسکولنیکوف کی طرف دیکھنے سے احتراز کرتے ہوئے چلے گئے۔ رسکولنیکوف کھڑکی کے پاس گیا اور جھنجھلاہٹ اور بے صبری کے ساتھ اتنی دیر انتظار کرتا رہا کہ پورفیری سڑک پر پہنچ کر آگے چلے جائیں۔ اس کے بعد جلدی سے خود بھی کمرے سے نکل آیا۔

3

وہ فوراً سویدریگائلوف کے ہاں گیا۔ وہ اس شخص سے کیا امید کر سکتا تھا ــــ یہ اسے خود نہیں معلوم تھا۔ لیکن اس کے اوپر اس شخص کو کسی طرح کا اقتدار حاصل تھا۔ اور ایک بار یہ تسلیم کر لینے کے بعد وہ چین سے نہ رہ سکتا تھا اور اب اس کا وقت آ گیا تھا۔

راستے میں ایک سوال اسے بہت تنگ کر رہا تھا ــــ سویدریگائلوف گیا تھا پورفیری کے پاس یا نہیں؟ جہاں تک وہ فیصلہ کر سکتا تھا اور جس کی وہ قسم بھی کھا سکتا تھا' نہیں وہ نہیں گیا تھا! اس نے بار بار سوچا' پورفیری کی آمد کی ساری تفصیلات یاد کیں اور یہ طے کیا کہ ــــ نہیں' نہیں گیا' ظاہر ہے کہ نہیں گیا! لیکن اگر ابھی تک نہیں گیا تو وہ پورفیری کے پاس جائے گا یا نہیں جائے گا؟

ابھی تک تو یہی لگ رہا تھا کہ نہیں جائے گا۔ کیوں؟ وہ وضاحت تو اس کی بھی نہ کر سکتا تھا لیکن اگر وضاحت کر بھی سکتا تو بھی اس پر وہ خاص طور سے اپنا سر نہ کھپاتا۔ اسے اس سوال سے اذیت بھی ہو رہی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ ابھی اس کی پروا بھی نہ تھی۔ عجیب بات تھی اور شاید کوئی بھی اس کا یقین نہ کرتا لیکن اسے اپنے ابھی کے' فوری مقدر کے بارے میں کوئی خاص فکر نہ تھی۔ اسے کوئی دوسری ہی' کہیں زیادہ اہم اور غیر معمولی چیز اذیت دے رہی تھی ــــ جس کا تعلق خود اسی سے تھا' کسی اور سے نہیں' لیکن وہ بالکل دوسری ہی اور بہت خاص چیز تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ بہت ہی زیادہ ذہنی تھکن محسوس کر رہا تھا حالانکہ آج صبح سے اس کا ذہن اس سے زیادہ اچھی طرح کام کر رہا تھا جتنا کہ ان پچھلے دنوں میں کرتا رہا تھا۔

اور جو کچھ ہو چکا تھا اس سب کے بعد ان ساری نئی چھوٹی چھوٹی مشکلوں پر قابو پانے کی کاوش کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی؟ کیا یہ چیز مثلاً اس لائق بھی تھی کہ اس کے لئے چالبازی کی جائے کہ سویدریگائلوف کسی طرح پورفیری کے پاس نہ جائے' پتہ لگایا جائے' معلومات حاصل کی جائیں' کسی سویدریگائلوف پر وقت ضائع کیا جائے!

اف' وہ ان سب چیزوں سے کس قدر عاجز آ چکا تھا!

لیکن اس سب کے باوجود وہ اس وقت تیز تیز سویدریگائلوف کے ہاں جا رہا تھا۔ کیا وہ سویدریگائلوف سے کسی نئی چیز کی' اشارے کی یا بچ نکلنے کی راہ کی توقع کر رہا تھا؟ آخر تنکے کا سہارا بھی تو کافی ہوتا ہے! کیا یہ مقدر تھا' کیا یہ جبلت تھی جو انہیں یکجا کر رہی تھی؟ ہو سکتا ہے یہ صرف تھکن اور انتہائی ناامیدی رہی ہو' ہو سکتا ہے سویدریگائلوف کے پاس نہیں بلکہ کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت رہی ہو اور سویدریگائلوف بس ویسے ہی سامنے آ گیا ہو۔ سونیا؟ لیکن اس وقت وہ سونیا کے پاس کیوں جاتا؟ پھر اس سے اس کے آنسو مانگنے کے لئے؟ اور سونیا سے اسے ڈر بھی لگتا تھا۔ سونیا تو مجسم سزا تھی' ایسا فیصلہ جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہاں ــــ وہ سونیا کے راستے پر جا سکتا تھا یا سویدریگائلوف کے۔ اس وقت وہ سونیا سے ملنے کی حالت میں نہ تھا۔ نہیں' کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ سویدریگائلوف کو آزمایا جائے ــــ کہ وہ ہے کیا چیز؟ اور اس سے یہ نہ ہو سکتا تھا کہ وہ اندر سے یہ اعتراف نہ کرے کہ اسے جیسے ایک مدت سے سویدریگائلوف کی ضرورت سی رہی ہو۔

مگر سوال یہ ہے کہ ان کے درمیان کونسی چیز مشترک ہو سکتی تھی؟ ان کی بداعمالیاں بھی تو ایک سی نہ ہو سکتی تھیں۔ پھر وہ شخص تو ناگوار' صریحی غیر معمولی طور پر بد قماش' بلاشبہ چالاک اور دھوکے باز اور شاید انتہائی بد تھا۔ اس کے بارے میں تو ایسے قصے مشہور تھے۔ یہ تو سچ ہے کہ اس نے کاترینا ایوانوونا کے بچوں کا بندوبست کر دیا لیکن کون جانے کہ کس لئے اس نے یہ کیا اور اس کے معنی کیا ہیں؟ اس شخص کے تو ہمیشہ ہی کچھ نہ کچھ ارادے اور منصوبے ہوتے ہیں۔

ان سارے دنوں میں رسکولنیکوف کو برابر ایک خیال اور ہوتا تھا اور اسے بے حد بے چین رکھتا تھا حالانکہ وہ اس کے لئے اس قدر گراں تھا کہ اسے دل سے نکال دینے کی بھی کوشش کرتا تھا۔ وہ کبھی کبھی سوچتا کہ سویدریگائلوف اس کے آس پاس ہی گھومتا رہتا تھا اور اب پھر سے نمودار ہو گیا' سویدریگائلوف اس کے راز سے واقف تھا۔ دونیا کے بارے میں سویدریگائلوف کی نیت بری تھی۔ اور اگر اب بھی ہو تو؟ تقریباً یقین کے ساتھ کہا جا سکتا تھا کہ ہاں ہے۔ اور اگر اب اس کا راز جاننے اور اس طرح اس کو اپنے بس میں کر لینے کے بعد وہ اس راز کو دونیا کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہے تو؟

یہ خیال کبھی کبھی اسے خواب میں بھی ستاتا تھا لیکن وہ اتنا روشن اور بین ہو کر اس کے سامنے کبھی نہ نمودار ہوا تھا جتنا کہ اس وقت ہوا جب وہ سویدریگائلوف کے ہاں جا رہا تھا۔ اس خیال ہی سے اسے اداس اداس غصہ آ گیا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ اس سے سبھی کچھ بالکل بدل جائے گا' اس کی ذاتی حالت بھی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے فوراً ہی دونیا کو اپنا راز بتا دینا ہو گا۔ تو شاید اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے اپنے آپ سے غداری کرنا ہو گا تاکہ دونیا کو کسی بد احتیاطی کے قدم سے باز رکھا جائے۔ خط؟ آج ہی صبح کو دونیا کو کوئی خط ملا تھا! پیٹرس برگ میں اسے کس کا خط مل سکتا تھا؟ (کیا لوژین سے؟) یہ تو سچ ہے کہ رزومیخن وہاں کی حفاظت کرتا ہے لیکن رزومیخن کچھ نہیں جانتا۔ شاید رزومیخن کو بھی راز سے باخبر کر دینا ہی ٹھیک ہو گا۔ رسکولنیکوف نے اس کے بارے میں کراہت کے ساتھ سوچا۔

بہر صورت سوید ریگا نلوف سے ملنا ضروری تھا' جتنا ہو سکے جلد' اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا۔ شکر ہے خدا کا کہ یہاں تفصیلات کی اتنی نہیں جتنی کہ معاملے کے اصل جوہر کی ضرورت تھی۔ لیکن اگر کہیں وہ ذرا بھی اس کی اہمیت رکھتا ہے کہ.... اگر سوید ریگا نلوف نے دونیا کے خلاف کوئی چالبازی کی.... تو....

رسکو لنیکوف اس وقت تک اس پورے معاملے میں اتنا تھک چکا تھا کہ اب وہ اس طرح کے سوالات کے لئے صرف ایک ہی فیصلہ کر سکتا تھا۔ "تب میں اسے مار ڈالوں گا" ------ اس نے سرد ناامیدی کے ساتھ سوچا۔ اس کے دل کو ایک تکلیف دہ احساس نے دبوچ لیا۔ بیچ سڑک پر کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ وہ کس راستے پر جا رہا تھا اور کہاں پہنچ گیا تھا؟ وہ نیفسکی پراسپکٹ پر تھا' سینایا چوک سے کوئی تیس چالیس قدم کے فاصلے پر جس سے گزر کر وہ آگے نکل آیا تھا۔ اس کی دائیں طرف والے مکان کی پوری دوسری منزل پر ایک طعام خانہ تھا جس کی ساری کھڑکیاں پاٹوں پاٹ کھلی ہوئی تھیں۔ کھڑکیوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہیولوں سے ایسا لگتا تھا کہ طعام خانہ بالکل بھرا ہوا تھا۔ ہال میں گیت گونج رہے تھے' کلارینٹ اور وائلن کے تار جھنجھنا رہے تھے اور ترکی طبل گمک رہے تھے۔ عورتوں کی چیخیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ واپس لوٹ جانا چاہتا تھا اس لئے کہ اس کی سمجھ ہی میں نہ آ رہا تھا کہ وہ اس پراسپکٹ پر کہاں سے پہنچ گیا تھا۔ لیکن اچانک اس کو سرے پر کی ایک کھلی ہوئی کھڑکی کے بالکل پاس ہی چائے کی میز کے پاس بیٹھے دانتوں میں پائپ دبائے ہوئے سوید ریگا نلوف نظر آ گئے۔ رسکو لنیکوف بے حد بوکھلا گیا بلکہ ڈر گیا۔ سوید ریگا نلوف نے اسے دیکھ لیا تھا اور خاموشی سے اس کا جائزہ لے رہے تھے اور اس بات پر بھی رسکو لنیکوف کو بڑی حیرت ہوئی کہ اسے لگا کہ سوید ریگا نلوف چاہتے تھے کہ اٹھ کر چپکے سے چلے جائیں اور رسکو لنیکوف انہیں دیکھ نہ پائے۔ رسکو لنیکوف نے فوراً ایسی صورت بنالی جیسے اس نے سوید ریگا نلوف کو دیکھا ہی نہیں اور فکرمندانہ انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگا لیکن کنکھیوں سے وہ سوید ریگا نلوف کو دیکھتا رہا۔ اس کا دل بڑے زوروں میں دھڑک رہا تھا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ سوید ریگا نلوف نہیں چاہتے کہ انہیں دیکھا جائے۔ انہوں نے منہ میں سے پائپ نکال لیا تھا اور چھپ جانا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اٹھ کر کرسی کھسکائی ہی تھی کہ غالباً اچانک انہوں نے دیکھ لیا کہ رسکو لنیکوف انہیں دیکھ رہا ہے اور ان پر نظر لگائے ہوئے ہے۔ ان کے درمیان پھر کچھ ایسا منظر ہوا جیسے پہلی ملاقات میں ہوا تھا جب رسکو لنیکوف سو رہا تھا۔ سوید ریگا نلوف کے چہرے پر ایک عیارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور واضح تر ہوتی گئی۔ دونوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔ آخرکار سوید ریگا نلوف نے زور کا قہقہہ لگایا۔

انہوں نے کھڑکی میں سے چیخ کر کہا "اگر چاہتے ہیں تو اندر آ جائیے میں یہاں ہوں!"

رسکو لنیکوف اوپر طعام خانے میں چلا گیا۔

اسے سوید ریگا نلوف پیچھے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں ملے جو بڑے ہال سے ملا ہی ہوا تھا جہاں گانے والوں کے ایک بے نظمانہ کورس کے گیتوں کے ساتھ بیس چھوٹی چھوٹی میزوں پر سوداگر' سرکاری ملازم اور بھانت بھانت کے بہت سے لوگ چائے پی رہے تھے۔ کہیں سے بلیرڈ کی گیندوں کی کھٹاکھٹ سنائی دے رہی تھی۔ سوید ریگا نلوف کے سامنے میز پر شمپین کی ایک کھلی بوتل اور ایک ادھ بھرا گلاس رکھا تھا۔ کمرے میں آرگن بجانے والا ایک لڑکا بھی تھا' ہاتھوں میں چھوٹا سا آرگن لئے ہوئے اور سرخ گالوں والی تندرست سی ایک اٹھارہ سالہ لڑکی جو اوپر اڑسا ہوا دھاری دار سایہ اور فیتوں دار تیرولیسی ٹوپی پہنے ہوئے تھی' جو دوسرے کمرے میں کورس کے گانے کے باوجود آرگن بجانے والے لڑکے کی سنگت پر کافی زوردار کنٹرالٹو میں نوکروں

کا کوئی گیت گا رہی تھی....

"بس کافی ہو گیا!" سوید ریگا نلوف نے اسے رسکو لنیکوف کے پہنچتے ہی روک دیا۔

لڑکی فوراً چپ ہو گئی اور ادب کے ساتھ انتظار میں کھڑی رہی۔ اس نے اپنے اصلاح شدہ نوکروں والے گیت بھی چہرے پر سنجیدگی اور باادب تاثر کے ساتھ گائے تھے۔

"اے فلپ' ایک گلاس لانا!" سوید ریگا نلوف نے پکار کر کہا۔

"میں شراب نہیں پیوں گا" رسکو لنیکوف نے کہا۔

"جیسی آپ کی مرضی' میں نے آپ کے لئے نہیں منگوایا تھا۔ پیو' کاتیا! آج اب اور کچھ نہیں چاہئے' تم جا سکتی ہو!" اس نے پورے گلاس بھر شراب انڈیلی اور ایک روبل کا نوٹ رکھ دیا۔ کاتیا نے گلاس ایک ہی بار میں پی لیا' جیسے کہ عورتیں پیتی ہیں یعنی گلاس رکھے بغیر بیس گھونٹ میں 'نوش کیا' سوید ریگا نلوف کا ہاتھ چوما جسے انہوں نے بڑی سنجیدگی سے چومنے دیا' اور کمرے سے چلی گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے آرگن بجانے والا لڑکا بھی چلا گیا۔ دونوں کو سڑک پر سے لایا گیا تھا۔ سوید ریگا نلوف کو ابھی پیٹرس برگ میں رہتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ ہوا تھا اور ان کے اردگرد ہر چیز بزرگ خاندان جیسی ہو گئی تھی۔ طعام خانے کا خادم فلپ بھی "واقف کار" ہو چکا تھا اور جی حضوری کرتا تھا۔ ہال میں جانے والا دروازہ بند ہو گیا تھا اور سوید ریگا نلوف اس کمرے میں اس طرح تھے جیسے گھر میں ہوں اور شاید سارا دن اسی میں بسر کرتے تھے۔ طعام خانہ گندہ اور خراب حال تھا' اسے اوسط درجے کا بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

"میں آپ کے پاس جا رہا تھا اور آپ ہی کی تلاش میں تھا" رسکو لنیکوف نے کہنا شروع کیا "لیکن اس وقت میں سینایا چوک سے نیفسکی پراسپکٹ پر کیسے اچانک مڑ آیا! میں ادھر کبھی نہیں مڑتا نہ ادھر آتا ہوں۔ سینایا سے میں دائیں کو مڑتا ہوں۔ اور یہ تو آپ کے ہاں جانے کا راستہ بھی نہیں ہے۔ بس ادھر مڑ گیا اور آپ سے ملاقات ہو گئی! عجیب بات ہے!"

"آپ سیدھے سیدھے کیوں نہیں کہتے کہ یہ معجزہ ہے!"

"اس لئے کہ شاید یہ محض اتفاق ہے۔"

"ان سارے لوگوں کے ساتھ کیسا تماشہ ہے!" سوید ریگا نلوف نے قہقہہ لگایا "اندر سے چاہے معجزے کا یقین بھی ہو پھر بھی اعتراف نہ کیا جائے گا! آپ خود کہہ رہے ہیں کہ شاید' محض اتفاق ہے۔ لیکن رودیون رومانووچ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ یہاں لوگ اپنی ذاتی رائے کے بارے میں کس قدر بزدل ہیں! یہ میں آپ کے بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ کی تو اپنی ذاتی رائے ہے اور اسے رکھنے میں آپ بزدل بھی نہیں ہیں۔ اسی کی وجہ سے تو آپ نے مجھ میں تجسس پیدا کر دیا۔"

"بس اسی کی وجہ سے؟"

"ارے یہ بھی بہت کافی ہے۔"

سوید ریگا نلوف بظاہر سرخوشی کی حالت میں تھے لیکن بس ذرا ہی سا۔ شراب تو انہوں نے صرف آدھ گلاس پی تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ آپ میرے پاس یہ جاننے سے پہلے ہی آئے تھے کہ مجھ میں وہ صلاحیت ہے جسے آپ ذاتی رائے رکھنا کہتے ہیں" رسکو لنیکوف نے کہا۔

"تب دوسری بات تھی- ہر ایک کی اپنی چال ہوتی ہے- اور تجزیے کے سلسلے میں میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لگتا ہے ان پچھلے دو تین دنوں میں سوتے رہے ہیں- میں نے خود آپ کو اس طعام خانے کا نام پتہ بتایا تھا اور اس میں کوئی معجزہ نہیں تھا کہ آپ سیدھے یہاں چلے آئے- میں نے خود پورا راستہ سمجھایا تھا' جگہ بتائی تھی کہ یہ کہاں واقع ہے اور وقت بتایا تھا کہ کب میں آپ کو یہاں مل سکتا ہوں- یاد آیا؟"

"بھول گیا" رسکولنیکوف نے تعجب کے ساتھ جواب دیا-

"مجھے یقین ہے- میں نے دو بار آپ کو بتایا تھا- پتہ آپ کے دماغ میں میکانکی طور پر نقش ہو گیا- آپ ادھر مڑے بھی میکانکی طور پر لیکن پوری طرح پتے کے مطابق' خود جانے بغیر- اس وقت بھی' آپ کو پتہ بتاتے ہوئے' مجھے امید نہیں تھی کہ آپ میری بات سمجھ گئے ہیں- روڈیون رومانووچ آپ خود کو بہت زیادہ ظاہر کر دیتے ہیں- اور یہ بھی کہ مجھے یقین ہے کہ پیٹرس برگ میں بہت سے لوگ چلتے ہوئے اپنے آپ سے باتیں کرتے رہتے ہیں- یہ نیم پاگلوں کا شہر ہے- اگر ہمارے ہاں سائنس ہوتی تو ڈاکٹر' ماہرین قانون اور فلسفی اپنی اپنی مہارت کے مطابق پیٹرس برگ پر بڑی بیش قیمت تحقیق کر سکتے تھے- کم ہی جگہیں ایسی ہوں گی جہاں انسان کی روح پر اتنے اداس' سنکیلے اور عجیب و غریب اثرات ہوتے ہوں جتنے پیٹرس برگ میں ہوتے ہیں- ایک آب و ہوا کے اثرات ہی کیا کم ہیں! اس کے ساتھ ہی یہ سارے روس کا انتظامی مرکز ہے اور اس کے کردار کا عکس سب پر پڑنا چاہئے- لیکن اس وقت اصل بات یہ نہیں ہے بلکہ یہ کہ میں نے آپ کو ایک طرف سے کئی بار دیکھا ہے- آپ گھر سے نکلتے ہیں تو سر اٹھا ہوا ہوتا ہے' بیس قدم کے بعد آپ اسے جھکا لیتے ہیں اور ہاتھ پیچھے باندھ لیتے ہیں- دیکھتے بھی آپ یوں ہیں کہ جو بظاہر آپ کو نہ اپنے سامنے کچھ نظر آتا ہے نہ دائیں بائیں- آخر کار ہونٹ ہلانے لگتے ہیں اور اپنے آپ سے باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی آپ ہاتھ کھول لیتے ہیں اور تقریر سی کرنے لگتے ہیں اور پھر دیر تک بیچ راستے میں کھڑے رہتے ہیں- یہ بالکل ٹھیک بات نہیں ہے- ہو سکتا ہے میرے علاوہ بھی کوئی آپ پر نظر رکھتا ہو' تب تو مفید نہیں ہو سکتا- دراصل میرے لئے تو سب برابر ہے اور میں تو آپ کا علاج نہیں کر رہا ہوں لیکن آپ ظاہر ہے کہ میری بات سمجھ رہے ہوں گے-"

"اور آپ کو معلوم ہے کہ میرا پیچھا کیا جاتا ہے؟" رسکولنیکوف نے اسے کرید کے ساتھ دیکھتے ہوئے پوچھا-

"نہیں' میں کچھ نہیں جانتا" سویدریگائلوف نے جیسے تعجب کے ساتھ جواب دیا-

"تو پھر میری بات کو ایک طرف رکھئے" رسکولنیکوف بھویں سکوڑ کر بدبدایا-

"ٹھیک ہے' چلئے آپ کی بات کو ایک طرف رکھتے ہیں-"

"بہتر یہ ہوگا کہ آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر آپ یہاں پینے آتے ہیں اور آپ نے خود دو بار مجھے پتہ دیا اور یہاں آنے کے لئے کہا تو اس وقت کیوں جب میں نے سڑک پر سے کھڑکی میں دیکھا تو آپ چھپ گئے اور چلے جانا چاہتے تھے؟ یہ میں نے بہت اچھی طرح دیکھا تھا-"

"ہی ہی! اور جب میں آپ کے گھر کی چوکھٹ پر کھڑا تھا تو آپ کیوں آنکھیں بند کئے اپنے صوفے پر پڑے رہے اور یوں بنے رہے کہ سو رہے ہیں جب کہ آپ بالکل نہیں سو رہے تھے؟ میں نے اسے بہت اچھی طرح دیکھا تھا-"

"میرے لئے ہو سکتا ہے..... کچھ وجہیں رہی ہوں..... آپ تو جانتے ہی ہیں....."

"اور میرے لئے ہو سکتا ہے اپنی وجہیں رہی ہوں حالانکہ آپ انہیں نہیں جان سکیں گے-"

رسکولنیکوف نے اپنی دائیں کہنی میز پر رکھی اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں ٹھوڑی کے نیچے ٹکا لیں اور سویدریگائلوف کو یک ٹک دیکھنے لگا- منٹ بھر وہ ان کے چہرے کو تکتا رہا جو پہلے بھی اسے بہت عجیب معلوم ہوا تھا- یہ کچھ عجیب سا چہرہ تھا' کچھ نقاب سے ملتا جلتا ہوا' سرخ و سفید رنگت' گہرے سرخ رنگ کے ہونٹ' ہلکے سنہرے رنگ کی داڑھی اور سنہرے رنگ کے بال جو ابھی تک کافی گھنے تھے- آنکھیں بہت ہی گہرے نیلے رنگ کی تھیں اور ان کی نگاہ بھاری اور یک ٹک تھی- اس خوبصورت اور عمر کے حساب سے غیر معمولی طور پر جوان چہرے میں کوئی چیز بے حد ناگوار تھی- سویدریگائلوف کے کپڑے بہت ہی خوش وضع گرمیوں کے اور ہلکے تھے اور ان کی قمیص خاص طور سے بہت ہی خوش وضع تھی- انگلی میں ایک قیمتی نگینے کی بڑی سی انگوٹھی تھی-

"تو کیا اب مجھے آپ سے بھی نمٹنا پڑے گا" رسکولنیکوف نے ہذیانی بے چینی کے ساتھ سیدھے اصل بات پر آتے ہوئے اچانک کہا "حالانکہ آپ اگر مجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو شاید سب سے خطرناک آدمی ہیں لیکن اب میں اور اپنا سر کھپانا نہیں چاہتا- میں ابھی آپ کو دکھا دوں گا کہ میں اپنے آپ کو اتنا عزیز نہیں رکھتا جتنا کہ آپ غالباً سمجھتے ہیں- پتہ ہے آپ کو میں آپ کے پاس سیدھے سیدھے یہ کہنے آیا ہوں کہ اگر آپ میری بہن کے سلسلے میں اپنے پہلے ارادے پر اب بھی قائم ہیں اور اس کے لئے اگر آپ اس میں سے کچھ استعمال کرنا چاہتے ہیں جو پچھلے دنوں میں ظاہر ہو گیا ہے تو اس سے پہلے کہ آپ مجھے حوالات میں بند کروائیں میں آپ کو قتل کر دوں گا- میرا قول پکا ہے' آپ جانتے ہیں کہ میں اس پر قائم رہ سکتا ہوں دوسرے یہ کہ اگر آپ مجھے کچھ بتانا چاہتے ہیں' اس لئے کہ مجھے اس سارے وقت میں یہ لگ رہا ہے کہ آپ جیسے مجھے کچھ بتانا چاہتے ہیں' تو جلدی بتا دیجئے اس لئے کہ وقت قیمتی ہے اور ہو سکتا ہے جلد ہی بہت دیر ہو چکی ہو-"

"لیکن کہاں آپ کو اتنی جلدی ہے؟" سویدریگائلوف نے تجسس کے ساتھ اسے دیکھتے ہوئے پوچھا-

"ہر ایک کا اپنا راستہ ہوتا ہے" رسکولنیکوف نے روکھے پن اور بے صبری کے ساتھ جواب دیا-

"ابھی آپ نے خود ہی صاف صاف بات کرنے پر زور دیا اور پہلے ہی سوال پر آپ جواب دینے سے انکار کر رہے ہیں" سویدریگائلوف نے مسکراتے ہوئے کہا- "آپ کو ہمیشہ یہ لگتا ہے کہ میرا کوئی مقصد ہے اور اسی لئے آپ مجھے شبہے کی نظر سے دیکھتے ہیں- ویسے آپ کی حالت میں یہ بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہے- لیکن میں چاہے کتنا ہی آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پھر بھی میں اس کے برعکس آپ کو یقین دلانے کی زحمت نہ کروں گا- قسم خدا کی یہ کھیل ایسا نہیں کہ موم بتی ضائع کی جائے- اور آپ سے بات کرنا تو میں کسی خاص چیز کے بارے میں نہیں چاہتا تھا-"

"تو پھر آپ کو میری ضرورت کس لئے تھی؟ آخر آپ نے میرے اردگرد گھومنا شروع کیا تھا؟"

"بس مشاہدے کے لئے پر تجسس موضوع کی حیثیت سے- مجھے آپ اپنی دور از قیاس حالت کی وجہ سے اچھے لگے----- اسی لئے! اس کے علاوہ آپ اس ہستی کے بھائی ہیں جس سے مجھے بہت دلچسپی تھی اور پھر اسی ہستی سے میں نے ایک زمانے میں آپ کے بارے میں اکثر اور بہت کچھ سنا تھا جس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اس پر آپ کا بڑا اثر ہے' کیا یہ کم ہے؟ ہی ہی ہی! بہرحال میں اعتراف کرتا ہوں کہ آپ کا سوال میرے لئے بہت پیچیدہ ہے اور آپ کو اس کا جواب دینا میرے لئے مشکل ہے- اب مثلاً یہ دیکھئے کہ اس وقت آپ میرے پاس صرف کسی مقصد ہی سے نہیں بلکہ کوئی نئی بات جاننے کے لئے آئے ہیں؟ ایسا ہی ہے نہ؟ ایسا ہی ہے نہ؟"

سویدریگا کلوف نے عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اصرار کیا۔ "اب اس کے بعد آپ خود تصور کیجئے کہ میں نے بھی یہاں آتے ہوئے ریل گاڑی کے ڈبے میں یہ حساب لگایا تھا کہ آپ بھی مجھے کوئی نئی بات بتائیں گے کہ آپ سے مجھ کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچے گا دیکھئے ہم کیسے دولت مند لوگ ہیں!"

"یہ فائدہ کس چیز کا؟"

"اب میں آپ کو کیا بتاؤں؟ کیا واقعی مجھے پتہ ہے کہ کس چیز کا؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح کے طعام خانے میں میں وقت گزارتا ہوں۔ اور یہی میری تفریح ہے یعنی یہ نہیں کہ میں یہاں تفریح کرتا ہوں لیکن بیٹھنے کا کوئی ٹھکانا تو چاہیے ہی۔ اب یہ بیچاری کاتیا ہے ---- دیکھا آپ نے اس کو؟.... اب اگر میں کھانے پینے کا دھنی ہوتا' کلب کا صاحب ذوق خوش خوراک ہوتا' لیکن دیکھئے یہ ہے جو میں کھا سکتا ہوں!" انہوں نے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک چھوٹی سی سیزپر ٹین کی ایک پلیٹ میں بہت ہی خراب بیف اسٹیک اور آلو کا بچا کھچا حصہ رکھا تھا۔ "اچھا یہ بتائیے کہ آپ کھانا کھا چکے ہیں؟ میں نے کچھ چکھ لیا ہے اور زیادہ نہیں چاہتا۔ شراب مثلاً میں بالکل ہی نہیں پیتا۔ سوائے شمپین کے اور کچھ نہیں' اور شمپین بھی شام بھر میں بس ایک گلاس اس سے بھی سر میں درد ہو جاتا ہے۔ یہ تو میں نے ابھی اپنے آپ کو ذرا ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے منگوائی تھی اس لئے کہ مجھے کہیں جانا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں ایک خاص ذہنی حالت میں ہوں۔ اسی لئے ابھی تھوڑی دیر پہلے میں اسکولی بچے کی طرح چھپ رہا تھا۔ مجھے خیال ہوا کہ آپ مخل ہوں گے۔ لیکن لگتا ہے" انہوں نے جیب سے گھڑی نکالی "کہ آپ کے ساتھ ایک گھنٹہ گزار سکتا ہوں۔ اس وقت ساڑھے چار بجے ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ اگر میں کچھ بھی ہوتا' زمیندار ہوتا' باپ ہوتا' فوجی افسر ہوتا' فوٹوگرافر ہوتا' جرنلسٹ ہوتا.... لیکن میری تو کوئی مہارت ہے ہی نہیں! کبھی کبھی اوبھ بھی جاتا ہوں۔ سچ کہتا ہوں میں نے یہی سوچا تھا کہ آپ کوئی نہ کوئی نئی بات مجھے بتائیں گے۔"

"لیکن آپ ہیں کون اور کس لئے یہاں آئے ہیں؟"

"میں کون ہوں؟ پتہ ہے آپ کو شریف آدمی ہوں' دو سال میں نے سوار فوج میں خدمت کی ہے' اس کے بعد یہاں پیٹرس برگ میں گھومتا رہا پھر مارفا پتروونا سے شادی کر لی اور گاؤں میں رہنے لگا۔ یہ ہے میری سوانح عمری!"

"لگتا ہے آپ جواری ہیں؟"

"ارے نہیں' میں کہاں کا جواری۔ سٹے باز جواری تھوڑا ہی ہوتا ہے۔"

"اور سٹے باز آپ تھے؟"

"ہاں' سٹے باز تھا۔"

"تو پھر آپ کی پٹائی ہوئی؟"

"ہوئی۔ تو پھر؟"

"تو مطلب یہ کہ آپ کو ڈوئل کے لئے للکارا جا سکتا تھا.... ویسے ذرا زندگی بارونق ہو جاتی ہے۔"

"میں آپ کی تردید نہیں کروں گا اور پھر فلسفہ بگھارنے میں استاد بھی نہیں ہوں۔ میں آپ سے اعتراف کرتا ہوں کہ یہاں میں سب سے زیادہ عورتوں کے سلسلے میں آیا ہوں۔"

"مارفا پتروونا کو دفن کرنے کے فوراً بعد؟"

"ہاں" سویدریگا کلوف گرویدہ بنا لینے والی صاف دلی سے مسکرائے۔ "تو پھر کیا ہوا؟ آپ کو شاید اس میں کوئی بات بری معلوم ہوئی کہ میں عورتوں کے بارے میں اس طرح باتیں کرتا ہوں؟"

"یعنی مجھے بدکاری میں کوئی چیز بری معلوم ہوتی ہے یا نہیں؟"

"بدکاری میں! اچھا تو آپ کو اس کی فکر ہے! بہرحال ترتیب سے پہلے میں بالعموم عورتوں کے سلسلے میں آپ کو جواب دوں گا۔ پتہ ہے آپ کو میرا بیکار کی باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ بتائیے کہ کس لئے میں اپنے اوپر جبر کروں؟ جب میں بس عورتوں کا خواہاں ہوں تو انہیں کیوں چھوڑ دوں؟ کم سے کم ایک مصروفیت تو ہے۔"

"تو آپ یہاں بس ایک بدکاری کی امید لے کر آئے ہیں؟"

"تو پھر' اچھا چلئے بدکاری ہی کے لئے! بس بدکاری کی دھن سوار ہو گئی۔ کم سے کم مجھے براہ راست سوال تو پسند ہے۔ کم سے کم اس بدکاری میں کوئی مستقل چیز تو ہے جس کی بنیاد فطرت پر ہے اور خیالی باتوں پر نہیں منحصر ہے' کوئی چیز ہے جو ہمیشہ سلگتی رہنے والی عود کی طرح خون میں موجود ہے جو ہمیشہ جلاتی رہتی ہے' جو مدت دنوں تک' برسوں کے ساتھ بھی' شاید اتنی جلدی نہیں بجھائی جاتی۔ یہ تو آپ کو ماننا ہی پڑے گا کہ یہ بھی اپنی قسم کی مصروفیت ہے؟"

"تو اس میں خوش ہونے کی کونسی بات ہے؟ یہ بیماری ہے اور خطرناک بیماری۔"

"ارے یہ آپ کہاں کی بات لے بیٹھے؟ میں آپ سے متفق ہوں کہ یہ بیماری ہے جیسی کہ حد سے بڑھ جانے والی ہر چیز ہوتی ہے' اور اس میں حد سے بڑھ جانا ضروری ہے' لیکن یہ اول تو ایک کے معاملے میں یوں ہے' دوسرے کے معاملے میں کسی اور طرح' اور دوئم ظاہر ہے کہ آدمی کو حد برقرار رکھنی چاہئے' حساب رکھنا چاہئے' چاہے وہ کتنی ہی کمینہ پن کی بات ہو' لیکن اب کیا کیا جائے؟ یہ نہ ہوتی تو شاید اپنے آپ کو گولی مار لینے کی نوبت آ جاتی۔ میں مانتا ہوں کہ شائستہ آدمی کے لئے اوبھ جانا لازمی ہے لیکن آخر بہرحال،...."

"اور آپ خود کو گولی مار سکتے تھے؟"

"اب یہ لیجئے!" سویدریگا کلوف نے بیزاری کے ساتھ بات ٹالی "اتنی عنایت کیجئے کہ اس کی بات نہ کیجئے" انہوں نے جلدی اور کسی شیخی بازی کے بغیر کہا جو اب تک ان کی پہلے کی ساری باتوں میں نمایاں تھی۔ اس کی صورت بھی جیسے بدل گئی۔ "میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ناقابل معافی کمزوری ہے لیکن کیا کیا جائے' موت سے ڈرتا ہوں اور جب لوگ اس کی بات کرتے ہیں تو اچھا نہیں لگتا۔ آپ کو پتہ ہے کہ میں ایک حد تک صوفی ہوں؟"

"اچھا! مارفا پتروونا کی روح! تو کیا ان کا آنا اب بھی جاری ہے؟"

"ارے اس کی یاد نہ دلائیے۔ پیٹرس برگ میں ابھی تک نہیں آئیں اور جہنم میں جائے وہ" وہ کچھ جھنجھلاہٹ کے انداز میں چلائے۔ "نہیں بہتر ہے کہ اس کی بات کریں ہی.... لیکن بہرحال.... ہوں! اف' وقت کم ہے' میں آپ کے ساتھ زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا' افسوس ہے! آپ نے کو کچھ باتیں نکل ہی آئیں۔"

"اور آپ کو کرنا کیا ہے' کوئی عورت ہے؟"

"ہاں' عورت ہے' بس ایک اتفاقی سانحہ ہے.... نہیں میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں۔"

"اور اس ساری صورت حال کی گندگی اب آپ پر کوئی اثر نہیں کرتی؟ کیا ٹھہر جانے کی قوت ضائع ہو چکی؟"

"لیکن آپ کو کیا قوت کا دعویٰ ہے؟ ہی ہی ہی! اردویون رومانووچ آپ نے تو اس وقت مجھے حیران کر دیا حالانکہ میں پہلے سے جانتا تھا کہ ہو گا یہی۔ آپ مجھے بدکاری اور جمالیات کا سبق دے رہے ہیں! آپ۔۔۔ 'شیر' آپ۔۔۔ آوروش داڑی! یہ سب ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے اور حیرت تو اس وقت ہونی چاہئے تھی جب کچھ مختلف ہوتا۔ بہرحال حقیقت میں پھر بھی کچھ عجیب لگتا ہے.... آہ! افسوس ہے کہ وقت کم ہے اس لئے کہ آپ بہت ہی دلچسپ موضوع ہیں! اچھا یہ بتائیے شیلر آپ کو پسند ہے؟ مجھے بے حد پسند ہے۔"

"لیکن آپ بھی کس قدر شیخی باز ہیں!" رسکولینکوف نے یک گونہ کراہت کے ساتھ کہا۔

"ارے، قسم خدا کی، نہیں!" سویدریگائلوف نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا "لیکن میں بحث نہیں کرتا۔ چلئے شیخی باز ہی سہی۔ اور آخر شیخی بازی کیوں نہ کی جائے اگر اس سے کسی کی توہین نہ ہو تو۔ میں سات سال گاؤں میں مارفا پتروونا کے ہاں رہا اور اس لئے جب آپ جیسے سمجھدار آدمی سے ملاقات ہو گئی، سمجھدار اور اعلیٰ درجے کے پر تجسس، تو باتیں کر کے بڑی خوشی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ یہ آدھ گلاس شراب پی لی اور سر میں ذرا یونہی چڑھ گئی۔ اور سب سے خاص بات یہ کہ ایک ایسی حالت موجود ہے جس نے مجھ کو بہت ٹھیک ٹھاک کر دیا ہے لیکن اس کے بارے میں نہیں.... چپ رہوں گا۔ آپ کہاں چلے؟" سویدریگائلوف نے ڈر کر پوچھا۔

رسکولینکوف اٹھنے لگا تھا۔ اسے گراں گزر رہا تھا، گھٹن معلوم ہو رہی تھی اور کچھ گڑبڑ لگ رہی تھی کہ وہ یہاں آیا۔ اسے سویدریگائلوف کے بارے میں یقین ہو گیا تھا کہ یہ دنیا میں سب سے کھوکھلا اور گھٹیا بدکار ہے۔

"ارے بیٹھئے، ٹھہرئے تو" سویدریگائلوف نے درخواست کی "کم سے کم اپنے لئے چائے تو منگوا لیجئے۔ اچھا اچھا بیٹھئے، میں بیوقوفی کی باتیں نہ کروں گا، یعنی اپنے بارے میں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں گا۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ مجھے ایک عورت نے، آپ کے لفظوں میں، کیسے "بچایا"؟ یہ آپ کے پہلے سوال کا جواب بھی ہو گا، اس لئے کہ یہ ہستی۔۔۔ آپ کی بہن ہیں۔ بتاؤں میں؟ اور وقت بھی کٹ جائے گا۔"

"بتائیے لیکن امید ہے کہ آپ...."

"ارے آپ پریشان نہ ہوں! ویسے بھی اودوتیا رومانوونا تو مجھ جیسے بد اور کھوکھلے آدمی میں صرف گہرا احترام ہی پیدا کر سکتی ہیں۔"

❦

سویدریگائلوف نے بیان کرنا شروع کیا: "ہو سکتا ہے آپ جانتے ہوں (ہاں، میں نے ہی تو آپ کو بتایا ہے) کہ میں یہاں طویل مدت کے لئے، ایک بڑی رقم کی پاداش میں، قید میں تھا اور اسے ادا کرنے کا کوئی ذرا سا بھی ذریعہ نہ تھا۔ اس تفصیل میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ اس وقت کیسے مارفا پتروونا نے رقم ادا کر کے مجھے چھڑایا۔ پتہ ہے آپ کو کہ عورت کس بیوقوفی کے درجے تک محبت کر سکتی ہے؟ وہ پاکباز عورت تھیں اور ہرگز بیوقوف نہیں تھیں (حالانکہ بالکل ان پڑھ تھیں)۔ اب ذرا آپ تصور کیجئے کہ اسی جلنے والی اور باناز عورت نے بہت سے بھیانک خفقانی دوروں اور لعن طعن کے بعد میرے ساتھ ایک قسم کا قرارنامہ کرنے کا فیصلہ کیا جس پر وہ ہماری ساری ازدواجی زندگی میں قائم رہیں۔ بات یہ تھی کہ وہ مجھ سے کافی بڑی تھیں، اس کے علاوہ وہ منہ میں ہمیشہ کوئی لونگ سی رکھے رہتی تھیں۔ میرے اندر اتنا سور پن تھا اور اپنی قسم کی ایمانداری [illegible]

میں نے ان سے صاف صاف بتا دیا کہ میں پوری طرح سے ان کا وفادار نہیں رہ سکتا۔ اس اعتراف سے ان پر تو جنون طاری ہو گیا لیکن لگتا ہے کہ میری بھونڈی صاف گوئی انہیں کسی طرح سے پسند بھی آئی۔ سوچا "مطلب یہ کہ خود ہی دھوکا دینا نہیں چاہتا تبھی تو پہلے ہی سے بتا دیا ہے" اور جو عورت جلتی ہو اس کے لئے یہ سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔ بہت کچھ رونے دھونے کے بعد ہمارے درمیان ایک زبانی معاہدہ ہو گیا: اول، میں مارفا پتروونا کو کبھی نہ چھوڑوں گا اور ہمیشہ ان کا شوہر رہوں گا؛ دوئم، ان کی اجازت کے بغیر کہیں باہر نہیں جاؤں گا؛ سوئم، کبھی کوئی مستقل محبوبہ نہ رکھوں گا؛ چہارم، اس سب کے عوض میں مارفا پتروونا مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں کبھی کبھی نوکرانیوں کی طرف مائل ہو سکتا ہوں لیکن ہمیشہ ان کو خفیہ طور پر باخبر رکھتے ہوئے؛ پنجم، خدا مجھے ہماری حیثیت کی عورتوں سے محبت کرنے سے محفوظ رکھے؛ ششم، اگر اتفاق سے خدانخواستہ مجھے کوئی اہم اور سنجیدہ محبت ہو جائے تو مارفا پتروونا کو بتا دینا مجھ پر فرض ہو گا۔ لیکن اس آخری شرط کے سلسلے میں مارفا پتروونا سارے وقت کافی مطمئن رہیں۔ وہ سمجھدار عورت تھیں چنانچہ وہ مجھے کسی اور طرح دیکھ ہی نہ سکتی تھیں سوائے اس کے کہ میں بدکار اور آوارہ شخص ہوں جو سنجیدگی سے محبت کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن سمجھدار عورت اور جلنے والی عورت۔۔۔ یہ دو الگ الگ چیزیں ہوتی ہیں اور یہی مصیبت کی جڑ ہے۔ بہرحال لوگوں کے بارے میں غیر جانبداری سے رائے قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے سے اختیار کردہ خیالات کو اور اپنے ارد گرد کے معمولی لوگوں اور چیزوں کے ساتھ اپنے روزمرہ کے برتاؤ کو ترک کر دیں۔ میں کسی اور سے زیادہ آپ کے فیصلے پر بھروسا کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ نے مارفا پتروونا کے بارے سنا ہو کہ ان میں بہت سی مضحکہ خیز اور احمقانہ عادتیں تھیں لیکن [illegible]، آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ مجھے ان بے شمار صدموں کا دلی افسوس ہے جو میری وجہ سے انہیں پہنچے۔ خیر، لگتا ہے کہ ایک شفیق شوہر کی طرف سے ایک شفیق بیوی کے لئے تقریر جنازہ کے طور پر کافی ہو گیا۔ جب کبھی ہم میں جھگڑا ہوتا تو میں زیادہ تر چپ رہتا اور جھنجھلاتا نہیں تھا اور اس شریفانہ برتاؤ سے تقریباً ہمیشہ ہی مقصد حاصل ہو جاتا تھا۔ وہ اس سے متاثر ہوتی تھیں اور انہیں اچھا بھی لگتا تھا۔ ایسے بھی واقعات ہوئے جب انہوں نے مجھ پر بڑا ناز کیا۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ کی بہن کو برداشت نہ کر سکیں۔ اور یہ کس طرح ہوا کہ انہوں نے ایسی خوبصورت عورت کو گھر میں گورنس کی حیثیت سے رکھنے کا خطرہ مول لیا! میں اس کو اس طرح سمجھتا ہوں کہ مارفا پتروونا بڑی ہی پرجوش اور اثر پذیر عورت تھیں اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ وہ خود ہی محبت کرنے لگیں۔۔۔ لفظی معنوں میں آپ کی بہن سے محبت کرنے لگیں۔ اور پھر اودوتیا رومانوونا! میں پہلی ہی نظر میں بہت اچھی طرح سمجھ گیا کہ یہ معاملہ گڑبڑ ہے اور۔۔۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟۔۔۔ طے کر لیا کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا۔ لیکن اودوتیا رومانوونا نے خود ہی پہلا قدم اٹھایا۔۔۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں؟ کیا آپ اس بات کا بھی یقین کر سکتے ہیں کہ مارفا پتروونا اس حد تک جا پہنچیں کہ مجھ پر خفا بھی ہوئیں کہ میں آپ کی بہن کے بارے میں ہمیشہ چپ رہتا ہوں اور یہ کہ وہ جو کچھ اودوتیا رومانوونا کی مسلسل اور محبوبانہ تعریفیں کرتی ہیں اس سب سے میں بے نیاز رہتا ہوں؟ میں خود نہیں جانتا کہ وہ چاہتی کیا تھیں! اس عرصے میں ظاہر ہے کہ مارفا پتروونا نے ہماری ساری چھوٹی چھوٹی باتیں تک آپ کی بہن کو بتا دیں۔ ان کی ایک یہ بڑی بدبخت عادت تھی کہ ہر ایک کو ہمارے سارے خاندانی راز بتا دیتی تھیں اور سب سے مسلسل میری شکایتیں کرتی رہتی تھیں۔ تو پھر وہ ایسی نئی اور خوبصورت دوست کو بھلا کیسے محروم رکھ سکتی تھیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی اور بات ہی نہیں ہوتی تھی سوائے میری باتوں کے، اور اس میں

کوئی شک ہی نہیں کہ اودوتیا رومانوونا کو یہ سارے غیر دلچسپ اور پراسرار قصے معلوم ہو چکے تھے جو میرے بارے میں مشہور کئے جاتے ہیں.... میں شرط لگا سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ نے بھی کچھ نہ کچھ ضرور سنا ہو گا۔"

"سنا ہے لوژین نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ ایک بچے کی موت کا باعث تھے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"اتنی عنایت کیجئے کہ ان سب کمینہ باتوں کو نہ چھیڑیئے" سویدریگائلوف نے کراہت اور جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا "اگر آپ ان ساری بے تُکی کی باتوں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو میں کبھی آپ کو خاص طور سے سب بتادوں گا' لیکن اس وقت....."

"گاؤں میں آپ کے کسی خدمت گار کے بارے میں بھی بتایا جیسے اس میں بھی آپ ہی کسی چیز کا سبب رہے ہوں۔"

"بس اب عنایت کیجئے 'کافی ہو گیا" سویدریگائلوف نے صریحی بے صبری کے ساتھ پھر کہا۔

"کیا یہ وہی خدمت گار نہیں ہے جو مرنے کے بعد آپ کا پائپ بھرنے کے لئے آیا تھا.... یہ تو آپ نے خود ہی مجھے بتایا تھا؟" رسکولنیکوف کی جھنجھلاہٹ برابر بڑھتی جا رہی تھی۔

سویدریگائلوف نے غور سے رسکولنیکوف کو دیکھا اور اس کو لگا کہ ان نگاہوں میں ایک لمحے کے لئے بجلی کی طرح مذاق اڑانے والی بدطینتی چمکی لیکن سویدریگائلوف ضبط کر گئے اور بڑے اخلاق سے انہوں نے جواب دیا:

"ہاں یہ وہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو بھی ان ساری چیزوں سے غیر معمولی دلچسپی ہے 'اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ پہلے ہی مناسب موقع پر ان سارے معاملوں میں آپ کے تجسس کی تشفی کر دوں گا۔ لعنت ہے! میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض لوگوں کو میں واقعی بڑا رومانی آدمی لگتا ہوں۔ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے بعد میں کس حد تک مرحومہ مارفا پتروونا کا شکر گزار ہو سکتا ہوں کہ انہوں نے آپ کی بہن کو میرے بارے میں اتنی پراسرار اور پر تجسس باتیں بتا دیں تھیں۔ یہ رائے قائم کرنے کی تو میں ہمت ہی نہیں کر سکتا کہ اس کا ان پر کیا اثر ہوا ہو گا۔ بہر حال میرے لئے تو یہ مفید ہی تھا۔ مجھ سے اودوتیا رومانوونا کی فطری کراہت کے بعد بھی 'اور میری ہمیشہ کی اداس اور بیزار کن صورت کے باوجود' آخر میں انہیں مجھ پر ترس آنے لگا' ایسا ترس جو بھٹک جانے والے انسان پر آتا ہے۔ اور جب کسی لڑکی کے دل کو ترس آنے لگتا ہے تو معقول بات یہ ہے کہ اس کے لئے بڑا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تب فوراً ہی اسے "بچانے" کی خواہش پیدا ہوتی ہے 'اور سمجھانے بجھانے کی' اسے نئی زندگی دینے کی اور زیادہ شریفانہ مقاصد سے آشنا کرنے اور نئی زندگی اور سرگرمی کو جنم دینے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے ---- اب ہم سبھی جانتے ہیں کہ اس قسم کے کیسے کیسے خواب دیکھے جا سکتے ہیں۔ میں نے اسی وقت دیکھ لیا کہ چڑیا خود اڑ کر جال میں چلی آ رہی ہے اور اپنی طرف سے میں نے تیاری کر لی۔ رودیون رومانووچ آپ لگتا ہے کہ تیوریاں چڑھا رہے ہیں؟ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ معاملہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں بچس پچ سا کر رہ گیا۔ (لعنت ہے' آج میں شراب کتنی پی رہا ہوں!) پتہ ہے آپ کو' مجھے ہمیشہ اس بات کا افسوس رہا' شروع ہی سے کہ قسمت نے آپ کی بہن کو ہمارے عہد کی دوسری یا چوتھی صدی میں نہ پیدا کیا جب وہ ایشیائے کوچک میں کسی حکمراں راجہ کی یا کسی صوبیدار یا نائب وزیر کی بیٹی ہوتیں۔ وہ بلاشبہ ان لوگوں میں سے ایک ہوتیں جو اذیتیں برداشت کرتے ہیں اور جب ان کے سینوں کو دہکتے ہوئے چمٹوں سے داغا جاتا تو وہ یقیناً مسکراتی

رہتیں۔ اور وہ خود دانستہ طور پر اس اذیت کو اختیار کرتیں۔ اور پانچویں صدی میں وہ مصر کے ریگستان میں چلی جاتیں اور وہاں تیس سال رہتیں اور جڑیں' حال و قال اور بشارتوں پر زندہ رہتیں۔ وہ خود اس کی ہوس کرتی ہیں اور مطالبہ کرتی ہیں کہ کسی نہ کسی کے لئے کوئی نہ کوئی اذیت اپنے سر لے لیں اور اگر ان کو یہ اذیت نہ دی گئی تو شاید وہ کھڑکی سے چھلانگ لگا کر جان دے دیں گی۔ میں نے ایک کسی رزومیخن صاحب کا ذکر سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ سمجھ دار نوجوان ہیں (وہ تو ان کے خاندانی نام ہی سے ظاہر ہے' ضرور کلیسائی اسکول کے سند یافتہ ہو گے) خیر اچھا ہے وہ آپ کی بہن کی حفاظت کریں! میرے خیال میں میں ان کو شاید ٹھیک سمجھا ہوں اور میں اس کو اپنا شرف سمجھتا ہوں۔ لیکن تب 'یعنی ملاقات کے شروع کے دنوں میں' آپ خود ہی جانتے ہیں کہ آدمی ہمیشہ لاپروا اور بیوقوف ہوتا ہے' دیکھنے میں غلطی کرتا ہے' جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ لعنت ہے' آخر وہ اتنی خوبصورت کیوں ہیں؟ میں قصوروار نہیں ہوں! مختصر یہ کہ میری طرف سے تو ابتدا بالکل ناقابل برداشت نفسانی خواہش سے ہوئی۔ اودوتیا رومانوونا بے حد باعصمت ہیں' ایسی کہ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا۔ (اس بات کو ذہن نشین رکھئے کہ یہ میں آپ کی بہن کے بارے میں آپ کو حقیقت کی طرح بتا رہا ہوں۔ وہ شاید مریضانہ حد تک باعصمت ہیں باوجود اپنی وسیع ذہانت کے' اور اس سے انہیں نقصان پہنچے گا۔) اس زمانے میں ہمارے ہاں ایک لڑکی تھی' پراشا' کالی آنکھوں والی پراشا جسے بس انہیں دنوں ایک دوسرے گاؤں سے لایا گیا تھا' ساسیوں کی لڑکی تھی۔ میں نے اس سے پہلے اسے کبھی نہ دیکھا تھا ---- بہت ہی خوبصورت لیکن ناقابل یقین حد تک بیوقوف ---- رونے لگی اور سارے صحن میں بین کرنے لگی اور ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ ایک بار کھانے کے بعد اودوتیا رومانوونا نے جان بوجھ کر باغ کے ایک راستے پر مجھے اکیلے میں آ لیا اور دمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں بے چاری پراشا کو اس کے حال پر چھوڑ دوں۔ یہ تقریباً پہلی بات چیت تھی جو ہم دونوں میں اکیلے میں ہوئی۔ میں نے ظاہر ہے کہ ان کی خواہش کو پورا کرنے کو اپنا شرف سمجھا' خود کو بہت ست پٹایا ہوا' بوکھلایا ہوا ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ مختصر یہ کہ اپنا رول برا نہیں ادا کیا۔ اس کے بعد ملاقاتیں' رازدارانہ بات چیت' درس اخلاق' تاکید' التجا' منت سماجت' یہاں تک کہ رونا دھونا بھی شروع ہوا ---- آپ کو یقین آئے گا کہ آنسو بھی! دیکھئے کہ کچھ لڑکیوں میں تبلیغ کا جنون کتنا شدید ہو جاتا ہے! میں نے ظاہر ہے کہ سب کچھ اپنی قسمت پر ڈھال دیا' ایسا بن گیا جیسے روشنی کے لئے بھوکا پیاسا ہوں اور آخر میں میں نے عورت کے دل پر قبضہ کرنے کے سب سے بڑے اور کبھی ناکام نہ ہونے والے ذریعے کا سہارا لیا' وہ ذریعہ جو کبھی اور کسی کو دھوکا نہیں دیتا اور جو ہمیشہ ہر ایک پر بغیر کسی استثنا کے ایک ہی طرح سے یقینی طور پر کام کرتا ہے۔ یہ جانا پہچانا ذریعہ ہے ... چاپلوسی۔ دنیا میں کوئی چیز مشکل تر نہیں ہے راست گوئی سے اور آسان تر نہیں ہے چاپلوسی سے۔ راست گوئی میں اگر سواں حصہ بھی جھوٹے سر کا شامل ہو تو فوراً بے آہنگی آ جاتی ہے اور رسوائی ہوتی ہے۔ لیکن چاپلوسی میں سارے سر جھوٹے ہوں تو بھی وہ خوشگوار لگتی ہے اور کبھی خوشی کے بغیر نہیں سنی جاتی چاہے وہ بھونڈی ہی خوشی کیوں نہ ہو مگر پھر بھی خوشی تو ہوتی ہی ہے۔ اور چاپلوسی چاہے کتنی ہی بھونڈی ہو اس میں کم سے کم نصف تو سچائی معلوم ہی ہوتی ہے۔ اور یہ بات معاشرے کے ارتقا کے سارے مرحلوں اور سارے پرتوں کے لئے صحیح ہے۔ کلیسا کی مقدس کنواریوں کو بھی چاپلوسی سے رام کیا جا سکتا ہے۔ اور عام لوگوں کی تو بات کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ میں کبھی قہقہہ لگائے بغیر یاد ہی نہیں کر سکتا کہ کیسے میں نے ایک بار ایک ایسی خاتون کو رام کیا تھا جنہوں نے خود کو اپنے شوہر اور اپنے بچوں اور اپنی نیک چلنی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ کس قدر لطف آیا تھا اور کتنی کم

محنت کرنی پڑی تھی! اور خاتون وہ واقعی نیک چلن تھیں، کم سے کم اپنے طور پر۔ میری ساری تدبیر بس یہ تھی کہ میں ہر لمحہ ان کی پاکیزگی پر فدا اور اس کا دیوانہ رہتا تھا۔ میں انتہائی بے ایمانی سے ان کی خوشامد کرتا تھا اور جب بھی ایسا ہو جاتا کہ ان کے ہاتھ کو دبانے کا موقع مل جاتا یا ان کی نگاہ ہی اپنی طرف مبذول کرالیتا تو اپنے آپ کو ملامت کرتا کہ یہ میں نے ان سے زبردستی حاصل کر لیا ہے کہ انہوں نے تو مزاحمت کی تھی کہ انہوں نے تو ایسی مزاحمت کی تھی کہ میں اگر اتنا بے شرم نہ ہوتا تو غالباً میں کبھی کچھ حاصل ہی نہ کر سکتا کہ وہ تو اپنی معصومیت میں دغابازی کی پیش بینی کر ہی نہ سکتی تھیں اور خود جانے بغیر ہی 'لاشعوری طور پر راضی ہو جاتی تھیں' وغیرہ وغیرہ۔ مختصر یہ کہ میں نے سب کچھ حاصل کر لیا اور میری خاتون کو پورا پورا یقین رہا کہ وہ معصوم اور پاکیزہ ہیں اور وہ اپنے سارے فرائض اور ذمہ داریاں پوری کرتی ہیں اور یہ محض ایک سانحہ تھا کہ وہ برباد ہو گئیں۔ اور کس قدر وہ خفا ہوئیں مجھ پر جب میں نے انہیں آخر میں بتایا کہ مجھے دل سے یقین ہے کہ وہ بھی اسی قدر لطف کی متلاشی تھیں جتنا کہ میں تھا۔ بیچاری مارفا پتروونا بھی چاپلوسی سے بہت متاثر ہو جاتی تھیں اور اگر میں چاہتا تو وہ اپنی ساری جائیداد اپنی زندگی ہی میں میرے نام لکھ دیتیں۔ (لیکن میں بہت زیادہ شراب پی رہا ہوں اور بک رہا ہوں۔) امید ہے کہ آپ ناراض نہیں ہوں گے اگر اب میں یہ کہوں کہ یہی اثر اودوتیا رومانووناپر ہونے لگا تھا۔ لیکن میں خود بیوقوف اور بے صبر تھا اور میں نے سارا معاملہ بگاڑ دیا۔ اودوتیا رومانووناکو پہلے بھی کئی بار (اور ایک بار تو خاص طور سے) میری نگاہ بالکل نہیں اچھی لگی، آپ یقین کریں گے اس کا؟ مختصر یہ کہ ان میں ہمیشہ ایک آگ سی بہت ہی تیزی اور بے احتیاطی سے دہکتی رہتی تھی جس سے وہ ڈرتی تھیں اور آخر کار انہیں اس سے نفرت ہو گئی۔ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن ہم جدا ہو گئے۔ اس وقت بھی میں نے بیوقوفی کی۔ میں نے اس ساری تبلیغ اور اپنے سے التجا اور سمجھانے بجھانے کا مذاق بہت بھونڈے طریقے سے اڑانا شروع کر دیا۔ پراشا پھر سے نمودار ہو گئی اور صرف وہی نہیں۔۔۔ مختصر یہ کہ خوب بدکاری شروع ہو گئی۔ اف 'کاش آپ نے دیکھا ہوتا رودیون رومانووچ' زندگی میں ایک ہی بار سہی کہ آپ کی بہن کی آنکھیں کبھی کبھی کس طرح چمک سکتی ہیں! آپ اس کا بالکل خیال نہ کیجیے کہ میں اس وقت نشے میں ہوں اور پورا گلاس شراب کا پی چکا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس نظر کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ میں ان کے لباس کی سرسراہٹ بھی برداشت نہ کر پاتا تھا۔ سچ کہتا ہوں میں سوچتا تھا کہ مجھ پر مرگی کے دورے پڑنے لگیں گے۔ میں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ میں جنون کی اس حالت کو بھی پہنچ سکتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میل کر لینا ضروری تھا لیکن یہ بالکل ہی ناممکن تھا۔ اور ذرا آپ سوچیے کہ پھر میں نے کیا کیا؟ پاگل پن آدمی کو بیوقوفی کی کس حد تک پہنچا دیتا ہے! رودیون رومانووچ' پاگل پن میں کبھی بھی کچھ کرنے کی کوشش نہ کیجیے گا۔ یہ اندازہ لگا کر کہ اودوتیا رومانوونا دراصل تو محتاج ہیں (اف 'معاف کیجیے گا' میں یہ نہیں چاہتا تھا.... لیکن اگر اس سے وہی مفہوم ادا ہوتا ہے تو پھر لفظ سے کیا فرق پڑتا ہے؟) مختصر یہ کہ اپنے ہاتھوں کی محنت پر گذر اوقات کرتی ہیں اور ان کے ذمے کفالت کرنے کے لئے ماں ہیں' اور آپ (اف 'لعنت ہے آپ پھر تیوری چڑھا رہے ہیں....) میں نے ان کو اپنی ساری رقم کی پیش کش کی (اس وقت میں کوئی تیس ہزار روبل تک فراہم کر سکتا تھا) اس شرط پر کہ وہ میرے ساتھ بھاگ چلیں' چاہے یہاں پیٹرس برگ ہی میں۔ ظاہر ہے کہ میں نے اسی وقت دائمی محبت اور فریفتگی وغیرہ وغیرہ کی قسم کھائی ہوتی۔ آپ یقین کیجیے کہ میں اس حد تک از خود رفتہ تھا کہ اگر انہوں نے مجھ سے کہا ہوتا کہ مارفا پتروونا کا گلا کاٹ دو یا زہر دے دو اور مجھ سے شادی کر لو۔۔۔۔ تو فوراً ہی اس کی تعمیل ہو جاتی! لیکن سب کچھ ایک بلائے ناگہانی پر ختم

ہو گیا' جیسے آپ جانتے ہی ہیں اور خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ مارفا پتروونا نے اس سب سے کمینے مختار لوژین کو ڈھونڈ نکالا اور تقریباً شادی کروا ہی دی تو میں پاگل پن کی کس حد تک پہنچ گیا ہوں گا اس لئے کہ یہ تو حقیقت میں وہی تھا جس کی پیش کش میں نے کی تھی۔ ہے نہ؟ ہے نہ؟ ویسا ہی تو ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کچھ بہت زیادہ توجہ سے سننے لگے ہیں.... دلچسپ نوجوان...."

سویدریگائلوف نے بدحواسی میں میز پر مکا مارا۔ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ رسکولنیکوف صاف دیکھ رہا تھا کہ ایک یا ڈیڑھ گلاس شراب جو انہوں نے پی تھی' بغیر دھیان دیئے ہوئے' گھونٹ گھونٹ کر کے' وہ ان پر مریضانہ اثر کر رہی تھی۔ اور اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ سویدریگائلوف اس کی نظروں میں بہت ہی مشتبہ تھے۔

"تو اس کے بعد مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ آپ میری بہن کو نظر میں رکھتے ہوئے یہاں آئے ہیں" اس نے سویدریگائلوف سے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر براہ راست کہا تاکہ وہ اور زیادہ جھنجھلا جائیں۔

"اوشہ' بہت ہو گیا" سویدریگائلوف نے چونک کر کہا "میں آپ سے کہہ چکا ہوں... اور اس کے علاوہ آپ کی بہن کو میری صورت تک دیکھنا گوارا نہیں۔"

"ہاں تو اس کا تو مجھے بھی یقین ہے کہ گوارا نہیں ہے' لیکن اب بات یہ نہیں ہے۔"

"اور آپ کو یقین ہے کہ گوارا نہیں ہے؟" سویدریگائلوف نے آنکھیں میچ لیں اور مذاق اڑانے کے انداز میں مسکرائے۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں' وہ مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔ لیکن سابق شوہر اور بیوی' محبوب اور محبوبہ کے معاملوں میں کبھی ضمانت کسی چیز کی نہ دیجیے۔ ان معاملوں میں ہمیشہ ایک کونا ہوتا ہے جو ہمیشہ ساری دنیا کے لئے غیر معروف رہتا ہے اور جو صرف انہیں دونوں کے لئے معروف ہوتا ہے۔ کیا آپ ضمانت کر سکتے ہیں کہ اودوتیا رومانوونا مجھ کو کراہت سے دیکھتی تھیں؟"

"جب آپ اپنی داستان سنا رہے تھے تو کئی فقروں اور لفظوں سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اب بھی دونیا کے سلسلے میں آپ کے اپنے مقاصد ہیں اور بہت ہی فوری منصوبے ہیں جو ظاہر ہے کہ کمینہ پن کے ہیں۔"

"کیسے؟ میرے منہ سے ایسے فقرے اور الفاظ نکلے؟" اچانک سویدریگائلوف بھولے پن سے ڈر گئے اور انہوں نے اس صفت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جو اس کے منصوبوں کے لئے استعمال کی گئی تھی۔

"ہاں اور اب بھی نکل رہے ہیں۔ لیکن آپ مثلاً ڈر کس چیز سے رہے ہیں؟ اچانک آپ خوفزدہ کس بات سے ہو گئے؟"

"میں ڈرتا ہوں اور خوفزدہ ہوں؟ آپ سے ڈرتا ہوں؟ ڈرنا تو آپ کو چاہیے مجھ سے شیرامی (2)۔ لیکن یہ کیا بیوقوفی ہے... اور پھر یہ کہ مجھ کو نشہ ہو گیا ہے' یہ میں دیکھ رہا ہوں۔ میں پھر ضرورت سے زیادہ بات کرتے کرتے رہ گیا۔ لعنت ہے شراب پر! اے' پانی لاؤ!"

انہوں نے بوتل اٹھائی اور بغیر کسی تکلف کے اسے کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ فیلپ پانی لایا۔

"یہ سب بیوقوفی ہے" سویدریگائلوف نے کہا اور پانی میں ایک تولیہ تر کر کے اسے سر پر رکھ لیا۔ "میں ایک لفظ میں آپ کو جواب دے سکتا ہوں اور سارے شبہات مٹی میں مل جائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے مثلاً کہ میں شادی کر رہا ہوں؟"

"یہ آپ مجھے پہلے ہی بتا چکے ہیں۔"

"جا چکا ہوں؟ بھول گیا- لیکن تب میں قطعی طور پر نہ کہہ سکتا تھا اس لئے کہ تب تک میں نے دلہن کو دیکھا تک نہ تھا- میں صرف ارادہ کر رہا تھا- لیکن اب میری منگیتر ہے اور معاملہ طے ہو چکا ہے اور اگر کچھ ایسے کام نہ ہوتے جنہیں ٹالا نہیں جا سکتا تو میں ابھی آپ کو ان لوگوں کے پاس لے جاتا...... اس لئے کہ میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں- اف 'لعنت ہے! صرف دس منٹ رہ گئے ہیں- دیکھئے' ذرا گھڑی پر نظر کیجئے- بہرحال میں آپ کو بتاتا ہوں اس لئے کہ یہ دلچسپ چیز ہے 'میری شادی' مطلب اپنی طرح سے--- آپ کہاں چلے؟ پھر جانا چاہتے ہیں؟"

"نہیں' اسپ تو میں کہیں نہیں جا رہا ہوں-"

"بالکل نہیں جائیں گے؟ دیکھیں گے ابھی آپ کو وہاں لے جاؤں گا' سچ کہتا ہوں 'منگیتر کو دکھانے کا' لیکن ابھی نہیں- ابھی تو جلد ہی آپ کے جانے کا وقت ہو جائے گا- آپ دائیں کو' میں بائیں کو- آپ اس رسلیخ کو جانتے ہیں؟ ارے یہی رسلیخ جس کے ہاں میں اب رہتا ہوں' ایں؟ سن رہے ہیں آپ؟ نہیں' آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی لڑکی نے 'جاڑوں میں' پانی میں--- سن رہے ہیں آپ کہ نہیں؟ سن رہے ہیں؟ تو اس نے میرے لئے سارا بندوبست کر دیا- کہنے لگی کہ تم اداس رہتے ہو' ذرا تفریح کرا- اور میں طبیعتاً "اداس آدمی ہوں' بے کیف- آپ سمجھتے ہیں خوش مزاج؟ نہیں' اداس یعنی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا' بس کونے میں بیٹھا رہتا ہوں' کبھی کبھی تین تین دن کسی سے بات نہیں کرتا- اور یہ رسلیخ بڑی لفنگی ہے' میں بتا رہا ہوں آپ کو- اس نے اپنے ذہن میں کیا طے کر رکھا ہے--- میں اوب جاؤں گا' بیوی کو چھوڑ دوں گا اور چلا جاؤں گا' اور بیوی اس کو مل جائے گی' وہ اس کو گردش میں لا سکے گی یعنی ہمارے طبقے میں اور اونچے طبقے میں بھی- کہتی ہے کہ ایک ہے کمزور سا باپ' پنشن یافتہ سرکاری ملازم' کرسی پر بیٹھا رہتا ہے' تیسرا سال ہے کہ ٹانگوں سے چلا نہیں جاتا- کہتی ہے ماں بھی ہے' سمجھدار عورت- بیٹا کہیں کسی صوبے میں ملازمت کرتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی مدد نہیں کرتا- ایک بیٹی ہے جس کی شادی ہو چکی ہے' وہ ان لوگوں سے ملنے تک نہیں آتی- اور دو چھوٹے چھوٹے بھتیجوں کا بھی بار ہے (اپنی اولاد کیا کم ہے) اور اپنی چھوٹی بیٹی کو کورس پورا کئے بغیر ہی جمنازیم سے اٹھا لیا ہے جو بس مہینے بھر میں سولہ سال کی ہو جائے گی تو مطلب یہ کہ مہینے بھر بعد اس کی شادی کر دینا ممکن ہو جائے گا- اسی سے میری شادی ہو گی- ہم گئے- ان کے ہاں کس قدر مضحکہ خیز حالت تھی- میں نے خود کو پیش کیا--- زمیندار' رنڈوا' مشہور خاندان' ایسے تعلقات اور ایسی پونجی... تو کیا ہوا اگر میں پچاس کا ہوں اور وہ سولہ کی ہے؟ اسے کون دیکھتا ہے؟ لیکن ہے دلکش بات' ہے نہ؟ ہے تو دلکش' ہا' ہا' ہا! آپ نے دیکھا ہوتا میں نے کیسے پاپا سے اور ماما سے بات چیت کی! اس وقت مجھے دیکھنے کے لئے تو کچھ رقم ادا کرنی چاہئے تھی- وہ آئی' اس نے تعظیم کی' اب آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ابھی تک انگی فراک پہنتی ہے' ان کھلی کلی' گلابی ہوتی ہے' سرخ ہوتی ہے 'طلوع سحر کی طرح (ظاہر ہے کہ اسے بتا دیا گیا ہے)۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ عورتوں کے چہرے کے بارے میں کیا سوچتے ہیں لیکن میری رائے میں یہ سولہ سال' یہ ابھی تک بچوں کی سی آنکھیں' یہ شرمیلا پن اور حیا کے آنسو--- میری رائے میں یہ بہتر حسن ہے اور وہ تو اس سب کے ساتھ تصویر ہے تصویر- ہلکے سنہرے رنگ کے بال اور ان کے چھوٹے چھوٹے گھونگھر چھلے کی طرح کے' بھرے بھرے ہونٹ سرخ سرخ اور پاؤں--- بہت ہی دلفریب!... تو ہمارا تعارف ہوا' میں نے بتایا کہ میں گھریلو حالات کی وجہ سے جلدی میں ہوں اور دوسرے ہی دن یعنی پرسوں ہماری منگنی ہو گئی- تب سے جیسے ہی میں پہنچتا ہوں ویسے ہی اسے اپنے زانو پر بٹھا

لیتا ہوں اور بٹھائے رہتا ہوں.... اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے 'طلوع سحر کی طرح' اور میں بار بار پیار کرتا رہتا ہوں' ماما تو ظاہر ہے کہ اسے سمجھاتی رہتی ہیں یہ کہہ کہہ کر کہ یہ تمہارے شوہر ہیں اور یوں ہی ہوتا ہے' مختصر یہ کہ مزے ہیں! اور یہ ابھی کی منگیتر والی حالت سچ تو یہ ہے کہ شاید شوہر ہونے کی حالت سے بہتر ہے- یہاں وہ جسے کہا جاتا ہے کہ لا ناتورہیت لا دیریتے!(3) ہا' ہا! میں نے اس سے دو بار بات کی- کسی طرح بھی بیوقوف لڑکی نہیں ہے- کبھی کبھی مجھے ایسے چوری چھپے دیکھتی ہے کہ جھلس کر رہ جاتا ہوں- اور پتہ ہے آپ کو اس کا چہرہ کچھ رفائیل کی میڈونا کی قسم کا ہے- سستائن میڈونا کا چہرہ بڑے غضب کا ہے' غمگین سنکی کا چہرہ' آپ کو کبھی ایسا نہیں محسوس ہوا؟ بس کچھ اسی قسم کا- ہماری منگنی ہوئی ہی تھی کہ اگلے ہی دن میں ڈیڑھ ہزار روبل کے تحائف لے گیا--- ایک سیٹ ہیروں کا' ایک موتیوں کا' اور چاندی کا سنگھار دان' یہ بڑا سا اور طرح طرح کی چیزوں سے بھرا ہوا کہ اس کا میری میڈونا کا بھی چہرہ دمک اٹھا- کل میں نے اسے ضرور کچھ بے تکلفی سے اپنے زانو پر بٹھا لیا ہو گا اس لئے کہ اس کا چہرہ بالکل سرخ ہو گیا اور آنسو بہنے لگے لیکن وہ دکھانا نہ چاہتی تھی کہ آگ لگی ہے- سب لوگ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے گئے اور ہم دونوں اکیلے رہ گئے- اچانک وہ میری گردن سے لگ گئی (خود سے پہلی بار)' دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس نے مجھے لپٹا لیا اور پیار کر کر کے قسمیں کھانی شروع کیں کہ وہ میری ہر بات سنے گی' میری قابل اعتبار اور نیک بیوی بنے گی' کہ وہ مجھے خوش کرے گی' کہ وہ اپنی ساری زندگی' اپنی زندگی کا ہر لمحہ میرے لئے وقف کر دے گی' سب کچھ' سب کچھ مجھ پر نچھاور کر دے گی اور اس سب کے عوض میں وہ صرف اتنا چاہتی ہے کہ میں اس کی عزت کروں اور کہنے لگی کہ مجھے اب اور کوئی تحفے تحائف نہ چاہئیں! آپ کو ماننا پڑے گا کہ اکیلے میں اس طرح کا اعتراف ایسے سولہ سالہ فرشتے سے سننا جس کا چہرہ شرم سے گلابی ہو رہا ہو اور آنکھوں میں وفور جوش سے آنسو بھرے ہوں--- آپ کو ماننا پڑے گا کہ دل کو گرویدہ بنا لینے کے لئے کافی ہے- ہے نہ دل کو گرویدہ بنانے والا؟ آخر اس کی کچھ تو وقعت ہے نہ؟ وقعت ہے نہ؟ اچھا... اچھا سنئے... اچھا میری منگیتر کے پاس چلئے... بس یہ کہ ابھی نہیں!"

"مختصر یہ کہ عمر اور ارتقا میں یہ زبردست وحشیانہ فرق آپ کی نفسانیت کو بیدار کرتا ہے! تو کیا سچ مچ آپ اس طرح کی شادی کر لیں گے؟"

"اور کیوں نہیں؟ ضرور- سبھی لوگ اپنے اپنے بارے میں سوچتے ہیں اور سب سے زیادہ خوش وہی رہتا ہے جو سب سے زیادہ اچھی طرح خود کو فریب دیتا ہے- ہا! ہا! اور آپ کیوں نیک چلنی کی رٹ لگائے رہتے ہیں؟ بخشئے مجھے بابا' میں گنہگار آدمی ہوں- ہی! ہی! ہی!"

"بہرحال آپ نے کاتریٹا ایوانوونا کے بچوں کا تو بندوبست کر دیا ہے- مگر... مگر اس میں آپ کا کوئی مقصد رہا ہو گا... اب میں سب سمجھتا ہوں-"

سویدریگائلوف نے قہقہہ لگایا "بچوں سے میں عام طور سے محبت کرتا ہوں' میں بہت محبت کرتا ہوں بچوں سے- اس سلسلے میں تو میں آپ کو بہت ہی معنی خیز واقعہ بتا سکتا ہوں جو ابھی تک جاری ہے- یہاں پہنچنے پر پہلے ہی دن میں ان مختلف ٹھکانوں پر گیا' سات برسوں کے بعد مجھے کر ٹوٹ پڑا- آپ غالباً یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ مجھے اپنے ساتھ والوں سے ملنے کی کوئی جلدی نہیں ہے' پہلے والے دوستوں اور ملاقاتیوں سے- بلکہ جہاں تک ہو سکتا ہے ان سے دور ہی رہتا ہوں- پتہ ہے آپ کو کہ مارفا پتروونا کے ہاں گاؤں میں مجھے ان چھوٹی بڑی خفیہ جگہوں کی یاد نے اذیت پہنچا پہنچا کر ادھ مرا کر دیا جن میں جو جانتا ہے وہ بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے- لعنت ہے!

عام لوگ شراب کے نشے میں دھت رہتے ہیں' تعلیم یافتہ نوجوان بے عملی کی وجہ سے ناقابل تعبیر خوابوں اور دور از کار خیالوں میں جلتے رہتے ہیں اور نظریوں سے اپنے آپ کو مفلوج بنا لیتے ہیں' کہیں سے یہودی نمودار ہو گئے ہیں' پونجی جمع کر رہے ہیں اور باقی لوگ بدکاریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ پہلی ہی گھڑی سے مجھے اس شہر سے ایسی جانی پہچانی بو آنے لگی تھی! میں ایک نام نہاد رقص پارٹی میں پہنچ گیا۔۔۔ بڑا ہی بھیانک ٹھکانا ہے (اور مجھے ایسے گندے ٹھکانے ہی پسند ہیں) اور ظاہر ہے کہ کین کین ناچ تھا اور ایسا کہ جیسا میرے زمانے میں تو نہ ہوتا تھا۔ ہاں اس میں ترقی ہوئی ہے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی تیرہ سال کی ایک لڑکی' اچھے کپڑے پہنے ہوئے ایک استاد کے ساتھ ناچ رہی ہے' اس کے سامنے دوسرا مقابل۔ دیوار کے پاس ایک کرسی پر اس کی ماں بیٹھی تھیں۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ کیسا کین کین تھا! لڑکی گھبرا گئی' اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آخر کار اس کے دل کو ایسی ٹھیس لگی کہ وہ رونے لگی۔ استاد نے اسے پکڑ کر چکر دیا اور اس کے سامنے اپنے کمال کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا' چاروں طرف لوگ قہقہے لگانے لگے۔۔۔ ایسے موقعوں پر مجھے آپ کے ہاں کے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں چاہے وہ کین کین ہی دیکھنے والے لوگ ہوں' وہ قہقہے لگا لگا کر چلانے لگے یہ بات ہے' یہی کرنا چاہئے! بچوں کو لانا ہی نہ چاہئے! میں تو لعنت بھیجتا ہوں اس پر' یہ بات تو نہیں ہے کہ وہ لوگ جس طرح اپنے آپ کو تسلی دے رہے ہیں وہ منطقی ہے کہ غیر منطقی! میں نے فوراً اپنی جگہ کا تعین کیا' ماں کے پاس بیٹھ گیا اور باتیں کرنی شروع کیں کہ میں بھی یہاں نیا نیا آیا ہوں کہ یہاں سب لوگ کس قدر بدتمیز ہیں کہ وہ شائستہ لوگوں کو پہچان ہی نہیں پاتے اور ان کا مناسب احترام کرنے سے قطعی قاصر ہیں میں نے جتا دیا کہ میرے پاس رقم بہت ہے' میں نے انہیں اپنی گاڑی میں لے چلنے کی پیش کش کی' انہیں گھر لے گیا' ان سے متعارف ہوا (وہ لوگ کرائے کے ایک ایسے گھٹیا کمرے میں رہتے ہیں' ابھی ابھی یہاں آئے ہیں)۔ ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ مجھ سے متعارف ہونے کو وہ اور ان کی بیٹی اور کچھ سمجھ ہی نہیں سکتیں سوائے اس کے کہ ان کی عزت افزائی ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان کے گھر بار کچھ نہیں ہے اور یہاں وہ لوگ کسی سرکاری دفتر میں کچھ کام کرانے کے لئے آئے تھے۔ میں نے اپنی خدمات اور رقم کی پیش کش کی۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ پارٹی میں غلطی سے پہنچ گئی تھیں یہ سوچ کر کہ وہاں سچ مچ رقص کرنا سکھایا جاتا ہے۔ میں نے پیش کش کی کہ میں نوعمر لڑکی کی تربیت کا بندوبست اپنی طرف سے کردوں' فرانسیسی زبان اور رقص میں۔ ان لوگوں نے میری پیش کش کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا اور اسے اپنا شرف سمجھا اور ہم اب تک ملاقاتی ہیں۔۔۔ چاہتے ہیں تو چلیں۔۔۔ بس یہ کہ ابھی نہیں۔"

"بس کیجئے' بس کیجئے اپنے کمینے پن کے گھٹیا قصے' آپ بدکار' گھٹیا' نفسانیت پرست آدمی ہیں!"

"شیلر' ارے واہ ہمارے شیلر' بالکل شیلر! اور واتیل لا دیرتو ہی نیشے؟(4) اور پتہ ہے آپ کو' میں جان بوجھ کر آپ کو ایسی چیزیں سناؤں گا تاکہ آپ کی چیخیں سن سکوں۔ مزہ آتا ہے!"

"یقیناً! لیکن کیا واقعی میں خود اس وقت مضحکہ خیز نہیں ہوں؟" رسکولنیکوف غصے میں بدبدایا۔

سویدریگائلوف نے زوروں میں قہقہہ لگایا۔ آخر کار انہوں نے فلپ کو پکارا' بل ادا کیا اور کھڑے ہونے لگے۔

"ہاں میں تو نشے میں آ گیا' آسے کوزے!(5)" انہوں نے کہا "اچھا مزہ رہا!"

"آپ کو تو ضرور مزہ آنے کا احساس ہوا ہوگا" رسکولنیکوف نے بھی اٹھتے ہوئے چیخ کر کہا "یقیناً ایک عیاش بدکار آدمی کو ایسے کارنامے بیان کرنے میں۔۔۔ جبکہ ذہن میں اسی قسم کا کوئی وحشیانہ منصوبہ بھی ہو۔۔۔

بھلا مزہ نہ آتا ہوگا' اور وہ بھی ایسے حالات میں اور ایسے آدمی سے جیسا کہ میں ہوں۔۔۔ اس سے آگ اور بھڑکتی ہے۔"

"خیر اگر ایسا ہے" سویدریگائلوف نے رسکولنیکوف کو یک گونہ تعجب کے ساتھ دیکھتے ہوئے جواب دیا "اگر ایسا ہے تو آپ خود بڑے اچھے کلبیت پسند ہیں۔ کم سے کم مواد سا تو آپ میں بہت موجود ہے۔ سمجھ بہت کچھ سکتے ہیں' بہت کچھ۔۔۔ ہاں' آپ کر بھی بہت کچھ سکتے ہیں۔ خیر بہرحال کافی ہو گیا۔ مجھے دلی افسوس ہے کہ آپ سے کم باتیں ہو سکیں لیکن آپ مجھ سے بچھڑ نہیں پائیں گے۔۔۔ بس ذرا انتظار کیجئے۔۔۔"

سویدریگائلوف طعام خانے سے نکل آئے۔ ان کے پیچھے پیچھے رسکولنیکوف بھی۔ لیکن سویدریگائلوف زیادہ نشے میں نہیں تھے۔ ذرا دیر کیلئے سر میں چڑھ گئی تھی لیکن نشہ برابر اترتا جا رہا تھا۔ وہ کسی چیز کے بارے میں بہت فکرمند تھے' کسی غیر معمولی طور پر اہم چیز کے بارے میں' اور ان کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ بظاہر کسی چیز کی توقع انہیں پریشان اور بے چین کئے ہوئے تھی۔ پچھلے چند منٹوں میں رسکولنیکوف کے ساتھ ان کا رویہ بدل گیا تھا اور لمحہ بہ لمحہ وہ زیادہ تند اور مذاق اڑانے والے ہوتے جا رہے تھے۔ رسکولنیکوف نے اس سب کو دیکھ لیا تھا اور وہ بھی متردد تھا۔ اسے سویدریگائلوف پر بہت زیادہ شبہ ہونے لگا اور اس نے سویدریگائلوف کے پیچھے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔

دونوں فٹ پاتھ پر آ گئے۔

"آپ دائیں جائیں گے' اور میں بائیں یا شاید اس کے برعکس۔۔۔ بس یہ کہ اوئیڈ' مون پلیسیر(6) پھر خوشگوار ملاقات ہونے تک!"

اور وہ دائیں کو سینایا چوک کی طرف چل دیئے۔

5

رسکولنیکوف بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

"یہ کیا!" سویدریگائلوف مڑ کر چلائے "میں تو شاید کہہ چکا ہوں۔۔۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اب میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں"

"کیا۔۔۔ آ۔۔۔؟"

دونوں رک گئے اور دونوں کوئی منٹ بھر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے' جیسے ایک دوسرے کو آنک رہے ہوں۔

"آپ کے سارے نیم مدہوشی میں بیان کئے ہوئے قصوں سے" رسکولنیکوف نے تیکھے پن سے کہا "میں نے قطعی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ میری بہن کے سلسلے میں اپنے کمینے منصوبے ترک نہیں کیا بلکہ ان میں آپ ہمیشہ سے کہیں زیادہ الجھے ہوئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آج صبح میری بہن کو کوئی خط ملا ہے۔ اس سارے وقت آپ چین سے بیٹھ تک نہیں پا رہے تھے۔۔۔ آپ نے مان لیا کہ ہو سکتا ہے راستے میں کوئی نہ کوئی بیوی بھی کھود نکالی ہو لیکن اس کے کچھ بھی معنی نہیں ہوتے۔ میں ذاتی طور پر یقین حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

رسکولنیکوف خود بھی بہ مشکل ہی تعین کر سکتا تھا کہ وہ اس وقت چاہتا کیا تھا اور کس چیز کا ذاتی طور پر یقین

حاصل کرنا چاہتا تھا۔

"تو یوں ہے۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ میں ابھی پولیس کو پکار لوں؟"

"پکار لو!"

وہ پھر کوئی منٹ بھر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے رہے۔ آخر کار سوید ریگا نلوف کی صورت بدل گئی۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ رسکو لنیکوف دھمکی سے ڈرا نہیں تو انہوں نے بہت ہی خوشی کی دوستانہ صورت بنالی۔

"اچھا تو یوں ہی سہی! میں نے جان بوجھ کر آپ سے آپ کے معاملات کی بات چیت نہیں کی حالانکہ ظاہر ہے کہ مجھے تجسس کی وجہ سے سخت اذیت برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔ حد سے زیادہ عجیب و غریب معاملہ ہے۔ دوسری بار کے لئے اٹھا رکھا تھا لیکن سچ یہ ہے کہ آپ مردے کو بھی چھیڑ سکتے ہیں... اچھا چلئے' لیکن پہلے سے کہہ دیتا ہوں کہ اس وقت میں بس منٹ بھر کو گھر جا رہا ہوں تاکہ رقم لے لوں' پھر فلیٹ بند کروں گا' گھوڑا گاڑی لوں گا اور پوری شام کے لئے جزیروں پر چلا جاؤں گا۔ تو اب آپ میرے پیچھے کہاں چلیں گے؟"

"ابھی تو میں بھی فلیٹ تک چل رہا ہوں' لیکن آپ کے پاس نہیں' سونیا سیمیونونا کے پاس' معافی مانگنے کہ تدفین میں نہیں شریک ہوا۔"

"جیسی آپ کی مرضی' لیکن سونیا سیمیونونا گھر پر نہیں ہیں۔ وہ سارے بچوں کو لے کر ایک خاتون کے پاس گئی ہیں' ایک اچھے رتبے کی بوڑھی خاتون کے پاس' جو میری پہلے کی بہت پرانی واقف کار ہیں اور کسی یتیموں کے ادارے کی منتظم ہیں۔ میں نے ان خاتون کو مسحور کر لیا اس لئے کہ میں کاتریناایوانوونا کے تینوں چوزوں کے لئے رقم لے گیا اور اس کے علاوہ ادارے کو اور بھی رقم بھینٹ کی۔ آخر میں انہیں سونیا سیمیونونا کا قصہ سنایا' ایک ایک تفصیل کے ساتھ' کچھ بھی چھپائے بغیر۔ اس کا اثر ناقابل بیان ہوا۔ تو اس لئے سونیا سیمیونونا کو آج آنے کیلئے کہا گیا تھا سیدھے اس ہوٹل میں' جہاں وقتی طور پر میری یہ خاتون قیام پذیر ہیں۔"

"کوئی بات نہیں' میں پھر بھی جاؤں گا۔"

"جیسا چاہئے' بس یہ کہ میں آپ کا ساتھی نہیں' مجھے کیا! لیجئے' ہم گھر آ گئے۔ اچھا یہ بتایئے' مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے شبہہ کی نظر سے اسی لئے دیکھتے ہیں کہ میں خود اتنا شائستہ رہا اور ابھی تک میں نے آپ کو سوال جرح کر کے پریشان نہیں کیا... سمجھے آپ؟ آپ کو یہ بات خلاف معمول لگی۔ میں شرط لگا سکتا ہوں کہ ایسا ہی ہے! اب اس کے بعد بھلا کوئی شائستگی برتے کسی سے!"

"اور دروازے کی آڑ سے کان لگا کر سنتے بھی ہیں!"

"اچھا' تو آپ اس کے بارے میں سوچ رہے ہیں!" سوید ریگا نلوف ہنسے "ہاں مجھے حیرت ہوتی اگر سب کچھ کے بعد آپ نے اسے بغیر دھیان دیئے ہوئے جانے دیا ہوتا۔ ہا! ہا! میں حالانکہ اس سے کچھ نہ کچھ سمجھا کہ آپ نے تب... وہاں... شرارت کی تھی اور سونیا سیمیونونا کو اس کے بارے میں خود ہی بتایا تھا' لیکن بہرحال یہ قصہ کیا ہے؟ میں شاید بہت پچھڑا ہوا آدمی ہوں اور اب کچھ بھی سمجھ نہیں پاتا۔ خدا کے واسطے عزیز من' ذرا سمجھایئے تو! نئی شروع ہونے والی چیزوں پر کچھ روشنی ڈالئے۔"

"آپ کچھ نہیں سن سکے' سب جھوٹ بول رہے ہیں!"

"ہاں مگر میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں (حالانکہ میں نے بہرحال کچھ تو سنا ہی ہے) نہیں میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ آپ سارے وقت آہیں کیوں بھرتے رہتے ہیں! آپ کے اندر شیلر تو ہر وقت بغاوت کرتا رہتا ہے

اور اب یہ کہ دروازے کی آڑ سے کان لگا کر مت سنو۔ اگر ایسا ہے تو جایئے اور حاکموں کو جا بتایئے کہ ایسا ہے' ساری بات بتا دیجئے' کہ میرے ساتھ ایسا سانحہ ہو گیا۔ نظریئے میں ذرا سی غلطی ہو گئی۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ دروازے کی آڑ سے کان لگا کر نہ سننا چاہئے لیکن بڑھیوں کو جیسے جی چاہے قتل کیا جا سکتا ہے' اپنی خوشی کے مطابق' تو جلدی سے جلدی کہیں امریکہ چلے جایئے! بھاگئے' نوجوان! ہو سکتا ہے اب بھی وقت ہو' میں سچے دل سے کہہ رہا ہوں۔ کیا رقم نہیں ہے؟ راستے کے لئے میں دوں گا۔"

"میں اس کے بارے میں بالکل نہیں سوچ رہا ہوں" رسکو لنیکوف نے بیزاری کے ساتھ ان کی بات کاٹی۔

"میں سمجھتا ہوں (آپ بہرحال اپنے آپ پر جبر نہ کیجئے' اگر نہیں چاہتے تو زیادہ بات نہ کیجئے) میں سمجھتا ہوں' کیسے سوالات کا آپ کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے' کیا اخلاقی؟ شہری اور انسان کے سوالات؟ آپ ان کو ایک طرف ہٹایئے' اب ان سے آپ کو کیا مطلب؟ ہی ہی! یہ کہ اب بھی آپ شہری بھی ہیں اور انسان بھی؟ اگر ایسا ہے تو پھر ٹانگ اڑانے کی ضرورت ہی نہ تھی' اپنے سر ایسا کام لینے کی کوئی وجہ ہی نہ تھی۔ تو اپنے آپ کو گولی مار لیجئے' کیا' جی نہیں چاہتا؟"

"آپ شاید جان بوجھ کر مجھے غصہ دلانا چاہتے ہیں تاکہ میں آپ سے اس وقت الگ ہو جاؤں...."

"آپ بھی کیا عجیب آدمی ہیں' ہم لوگ آ گئے ہیں' میں درخواست کرتا ہوں کہ سیڑھیوں پر قدم رکھئے۔ دیکھ رہے ہیں آپ' یہ سونیا سیمیونونا کے ہاں جانے کا دروازہ ہے' دیکھئے' کوئی بھی نہیں! یقین نہیں ہے؟ کاپیرناؤموف کے ہاں سے پوچھ لیجئے۔ وہ کنجی انہیں کو دے جاتی ہیں۔ لیجئے وہ خود ہی آ گئیں مادام دی کاپیرناؤموف' ایں؟ کیا؟ (وہ ذرا اونچا سنتی ہیں) چلی گئیں؟ کہاں؟ لیجئے' اب سن لیا آپ نے؟ نہیں ہیں وہ اور شاید شام کو دیر تک نہ آئیں گی۔ اب آیئے' میرے ہاں چلئے۔ آخر آپ میرے پاس آنا تو چاہتے ہی تھے! لیجئے آپ میرے ہاں پہنچ گئے۔ مادام ریسلاخ گھر پر نہیں ہیں۔ یہ عورت ہمیشہ کسی نہ کسی چکر میں رہتی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں' اچھی عورت ہے... ہو سکتا ہے وہ آپ کیلئے موزوں ثابت ہوتی اگر آپ تھوڑا سمجھدار ہوتے تو۔ لیجئے' اب ملاحظہ فرمایئے۔۔۔ میں بیوروں میں سے یہ پانچ فیصدی سود والا بانڈ نکالتا ہوں (دیکھئے ابھی اور کتنے میرے پاس ہیں!" اور یہ آج بھنانے کے لئے جا رہا ہے۔ دیکھا آپ نے؟ اب اور وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بیورو بند ہو گیا' فلیٹ بند ہو گیا اور ہم پھر سیڑھیوں پر آ گئے۔ آپ چاہیں تو ہم گاڑی لے لیں؟ میں تو جا رہا ہوں جزیروں پر۔ کیا کچھ دور ساتھ چلنا آپ کے لئے مناسب نہ ہو گا؟ دیکھئے میں ایلاگین جزیرے جانے کے لئے یہ گاڑی لے رہا ہوں۔ کیا آپ نہیں چلیں گے؟ برداشت سے باہر ہو گیا؟ آیئے کچھ دیر ساتھ سیر کریں گے۔ لگتا ہے بارش آ رہی ہے لیکن کوئی بات نہیں' چھت اٹھا لیں گے...."

سوید ریگا نلوف گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ رسکو لنیکوف نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا شبہہ کم سے کم اس وقت تو صحیح نہیں تھا۔ جواب میں ایک لفظ بھی کہے بغیر وہ مڑا اور سینایا چوک کی طرف واپس چل دیا۔ اگر وہ جاتے جاتے ایک بار بھی مڑا ہوتا تو اس نے دیکھ لیا ہوتا کہ کیسے سوید ریگا نلوف نے زیادہ سے زیادہ سو قدم جانے کے بعد ہی گاڑی والے کو بھاڑا چکا کر چلتا کیا اور خود فٹ پاتھ پر چلنے لگے۔ لیکن رسکو لنیکوف اب کچھ بھی نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے کہ وہ نکڑ پر سے مڑ گیا تھا۔ اسے سوید ریگا نلوف سے بڑی گہری بیزاری کا احساس ہوا۔ غیر ارادی طور پر وہ چیخ پڑا "اور میں اس بھونڈے بدطینت شخص سے' اس نفسانیت پرست بدکار اور کمینے سے بھلا کیسے ایک لمحے

کیلئے بھی کوئی توقع کر سکتا تھا!" سچ یہ ہے کہ رسکو لینکوف نے اپنا فیصلہ بڑی جلدی اور لاپروائی سے کر لیا تھا۔ سوید ریگا نلوف کی پوری حالت میں کچھ ایسی چیز تھی جو ان میں پراسرایت نہیں تو تھوڑا ہی سا سہی اچھوتا پن تو پیدا کر دیتی تھی۔ جہاں تک اس سب سے اس کی بہن کا تعلق تھا تو رسکو لینکوف کو پھر بھی غالباً یہی یقین رہا کہ سوید ریگا نلوف اسے چین سے نہ رہنے دیں گے۔ لیکن ان سب چیزوں کے بارے میں سوچنا اور بار بار سوچتے رہنا اب بہت گراں اور ناقابل برداشت ہو چکا تھا!

اپنے معمول کے مطابق جب وہ اکیلا رہ گیا تو کوئی بیس قدم چلنے کے بعد ہی گہرے خیالات میں ڈوب گیا۔ پل پر پہنچ کر وہ جنگلے کے پاس ٹھہر گیا اور پانی میں دیکھنے لگا۔ اور اس عرصے میں اس کے پاس ہی اودوتیا رومانووںا کھڑی ہو گئیں۔

پل پر آتے وقت رسکو لینکوف کا سامنا دونیا سے ہوا تھا لیکن اس نے دیکھا ہی نہیں اور پاس سے گزر گیا۔ دونیا اس طرح اس سے کبھی سڑک پر نہ ملی تھی اور اسے بڑی حیرت ہوئی بلکہ ڈر بھی لگا۔ وہ ٹھہر گئی اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ بھائی کو پکارے یا نہیں!؟ اچانک اس نے سیننایا چوک کی طرف سے سوید ریگا نلوف کو جلدی جلدی آتے دیکھا۔

لیکن وہ لگتا تھا کہ رازدارانہ طریقے پر اور بڑی احتیاط کے ساتھ قریب آ رہے تھے۔ پل پر نہیں آئے بلکہ ایک طرف کو فٹ پاتھ پر کھڑے ہو گئے اور اپنے بس بھرپوری کوشش کر رہے تھے کہ رسکو لینکوف انہیں نہ دیکھے۔ دونیا کو انہوں نے بہت پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور اسے اشارے کرنے لگے۔ دونیا کو لگا کہ وہ اپنے اشاروں سے کہہ رہے تھے کہ وہ اپنے بھائی کو آواز نہ دے' اسے چین سے رہنے دے اور خود اسے اپنے پاس بلا رہے تھے۔

دونیا نے یہی کیا۔ وہ چپکے سے بھائی کے پاس سے نکل گئی اور سوید ریگا نلوف کے پاس پہنچ گئی۔

"جلدی آیئے" سوید ریگا نلوف نے اس سے سرگوشی میں کہا "میں نہیں چاہتا کہ رودیون رومانووچ کو ہماری ملاقات کے بارے میں معلوم ہو۔ میں آپ کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ یہاں سے تھوڑی ہی دور پر ایک طعام خانے میں بیٹھا ہوا تھا جہاں وہ خود ہی مجھ کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے۔ وہ پتہ نہیں کیسے اس خط کے بارے میں جانتے ہیں جو میں نے آپ کو لکھا تھا اور انہیں کچھ شبہ ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ نے تو انہیں نہ دکھایا ہو گا؟ لیکن اگر آپ نے نہیں تو پھر کس نے؟"

"اب تو ہم اس نکڑ سے مڑ بھی چکے ہیں" دونیا بولی "اب بھائی ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ میں آپ سے یہ کہے دے رہی ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اب اور آگے نہیں جاؤں گی۔ مجھے سب کچھ یہیں بتا دیجئے۔ جو کچھ کہنا ہے وہ سب یہاں سڑک پر بھی کہا جا سکتا ہے۔"

"اول تو یہ کہ اسے سڑک پر بتانا بالکل ہی ناممکن ہے' دوسرے یہ کہ سونیا سیمیونوونا کی باتیں سننا بھی آپ کیلئے ضروری ہے' تیسرے میں آپ کو کچھ کاغذات بھی دکھانا چاہتا ہوں... اور آخر میں یہ کہ اگر آپ میرے ہاں چلنے پر نہیں راضی ہوتیں تو میں کسی بھی طرح کی وضاحت کرنے سے انکار کر دوں گا اور فوراً چلا جاؤں گا۔ اس سلسلے میں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ نہ بھولئے کہ آپ کے چہیتے بھائی کا ایک بہت ہی دلچسپ راز بالکل میری مٹھی میں ہے۔"

دونیا پس و پیش میں رک گئی اور اس نے سوید ریگا نلوف کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔

"آپ ڈر کس لئے رہی ہیں؟" سوید ریگا نلوف نے اطمینان سے کہا "شہر گاؤں کی طرح نہیں ہوتا۔ اور گاؤں میں بھی جتنا نقصان میں نے آپ کو پہنچایا تھا اس سے زیادہ تو آپ نے مجھے پہنچایا' اور یہاں..."

"سونیا سیمیونوونا کو پہلے سے بتا دیا ہے؟"

"نہیں' میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور میں یقین سے یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ گھر پر ہیں بھی یا نہیں۔ لیکن غالباً گھر ہی پر ہوں گی۔ آج ہی انہوں نے اپنی رشتہ دار کو دفن کیا ہے اور ایسے دن بھلا کون کہیں ملنے ملانے جاتا ہے۔ سردست میں اس کے بارے میں کسی سے بھی نہیں کہنا چاہتا بلکہ ایک حد تک میں تو پچھتا رہا ہوں کہ آپ کو بھی کیوں بتایا۔ اس میں ذرا سی بھی بد احتیاطی مخبری کے برابر ہو گی۔ میں یہیں اسی گھر میں رہتا ہوں' ہم بس پہنچ ہی گئے۔ دیکھئے یہ ہمارے مکان کا دربان ہے۔ یہ مجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے' دیکھئے تعظیم کر رہا ہے۔ اس نے دیکھ لیا ہے کہ میں ایک خاتون کے ساتھ آیا ہوں اور ظاہر ہے کہ اس نے آپ کی صورت بھی ذہن نشین کر لی ہو گی اور اگر آپ بہت ہی ڈر رہی ہیں اور مجھ پر شک کر رہی ہیں تو دربان کا آپ کو دیکھ لینا بہت ہی مناسب ہے۔ معاف کیجئے گا کہ میں اتنی کھری کھری باتیں کر رہا ہوں۔ میں کرائے کے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ سونیا سیمیونوونا کے گھر سے میری دیوار سے دیوار ملی ہے وہ بھی کرائے پر رہتی ہیں۔ اس پوری منزل پر کرایہ دار ہی ہیں۔ یہ آپ ڈر کس لئے رہی ہیں بچے کی طرح؟ یا میں اس قدر بھیانک ہوں آپ کی نظر میں؟"

سوید ریگا نلوف کا چہرہ برتری کی ایک مسکراہٹ سے اینٹھ گیا لیکن اس وقت انہیں مسکرانے کا ہوش نہیں تھا۔ ان کا دل زوروں میں دھڑک رہا تھا اور سانس سینے میں مشکل سے سما رہی تھی۔ وہ اپنی بڑھتی ہوئی پریشانی کو چھپانے کیلئے جان بوجھ کر زور زور سے باتیں کر رہے تھے۔ لیکن دونیا اس خاص پریشانی کو نہیں بھانپ سکی۔ اس کو یہ سن کر بڑی جھنجلاہٹ ہو رہی تھی کہ وہ کسی بچے کی طرح سوید ریگا نلوف سے ڈر رہی تھی اور یہ کہ سوید ریگا نلوف اس کیلئے اتنے ڈراؤنے تھے۔

"اگرچہ میں جانتی ہوں کہ آپ... بے شرم انسان ہیں' پھر بھی میں آپ سے ذرا نہیں ڈرتی۔ چلئے' آگے چلئے" اس نے کہا' بہ ظاہر سکون کے ساتھ' لیکن اس کا چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا تھا۔

سوید ریگا نلوف ذرا دیر کیلئے سونیا کے کمرے کے سامنے رکے۔

"ذرا میں دیکھ لوں کہ وہ گھر پر ہیں یا نہیں۔ نہیں ہیں' ناکامی ہوئی! لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ شاید بہت جلد ہی واپس آ جائیں گی۔ اگر وہ گئی ہیں تو کہیں اور نہیں جا سکتیں بس ایک خاتون کے ہاں گئی ہوں گی' اپنے یتیموں کے سلسلے میں۔ ان کی ماں تو مر گئیں۔ میں نے اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے کر بندوبست کر دیا ہے۔ اگر سونیا سیمیونوونا دس منٹ میں نہیں آئیں تو میں انہیں آپ کے ہاں بھیج دوں گا' اگر چاہیں تو آج ہی۔ اور یہ میرا فلیٹ ہے۔ یہ دو کمرے میرے ہیں۔ دروازے کے اس طرف میری مکان مالکن رہتی ہیں' مادام رسلخ۔ اب آپ ادھر دیکھئے' میں آپ کو اپنے اہم ترین کاغذات دکھاتا ہوں۔ میرے سونے کے کمرے سے یہ دروازہ دو بالکل خالی کمروں میں کھلتا ہے جنہیں کرائے پر اٹھایا جاتا ہے۔ یہ رہے وہ... انہیں آپ کو ذرا توجہ سے دیکھنا چاہئے..."

سوید ریگا نلوف کے دو کافی بڑے بڑے کمرے تھے جن میں فرنیچر بھی لگا ہوا تھا۔ دونیا نے بے اعتباری کے ساتھ ان پر نظر ڈالی لیکن اس کو کوئی خاص چیز نہیں نظر آئی' کمروں کے سامان میں نہ ان کے محل وقوع میں' حالانکہ کچھ چیزیں تو دکھائی دے سکتی تھیں مثلاً یہ کہ سوید ریگا نلوف کا فلیٹ دو تقریباً خالی فلیٹوں کے درمیان واقع تھا۔ ان کے ہاں آنے کا راستہ براہ راست راہداری سے نہیں بلکہ مکان مالکن کے کمروں سے تھا جو تقریباً خالی

تھے۔ سوید ریگا نلوف نے اپنے سونے کے کمرے سے ایک دروازہ' جس میں تالا لگا ہوا تھا' کھول کر دونیا کو جو فلیٹ دکھایا تھا وہ بھی خالی تھا جو کرائے پر دیا جاتا تھا۔ دونیا چوکھٹ پر کھڑی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سوید ریگا نلوف اسے خالی فلیٹ دیکھنے کو کیوں کہہ رہے ہیں لیکن سوید ریگا نلوف نے جلدی ہی وضاحت کر دی:

"اب آپ ادھر دیکھئے' اس دوسرے بڑے کمرے میں۔ اس دروازے کی طرف دھیان دیجئے اس میں تالا بند ہے۔ دروازے کے پاس ہی کرسی رکھی ہے' دونوں کمروں میں صرف یہ اکیلی کرسی۔ اسے میں اپنے فلیٹ سے لایا ہوں تاکہ سننے میں آسانی ہو۔ اور اس دروازے کے ادھر سونیا سیمیونوونا کی میز رکھی ہے۔ وہاں وہ بیٹھی تھیں اور رودیون رومانووچ سے بات چیت کر رہی تھیں۔ اور میں یہاں سے سن رہا تھا' کرسی پر بیٹھا ہوا' پے در پے دو شاموں کو' ہر بار کوئی دو دو گھنٹے۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ میں نے کچھ نہ کچھ جان لیا ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

"آپ نے کان لگا کر سنا؟"

"ہاں میں نے کان لگا کر سنا۔ اب آپ میرے فلیٹ میں آ جائیے۔ یہاں تو بیٹھنے کی جگہ ہے نہیں۔"

وہ اودوتیا رومانوونا کو اپنے پہلے کمرے میں واپس لائے جو ان کے ڈرائنگ روم کی طرح کام آتا تھا' اور انہوں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ خود وہ میز کے دوسرے سرے پر' دونیا سے کوئی دو گز کے فاصلے پر بیٹھے تھے لیکن غالباً ان کی آنکھوں میں اس وقت بھی وہی آگ تھی جس سے ایک زمانے میں دونیا اس قدر ڈرتی تھی۔ وہ کانپ گئی اور ایک بار پھر اس نے بے اختیاری سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کی یہ حرکت غیر ارادی تھی اس لئے کہ بظاہر وہ اپنی بے اختیاری کو دکھانا نہ چاہتی تھی۔ لیکن بالآخر اسے سوید ریگا نلوف کے فلیٹ کے سنسان پن کا اچانک احساس ہوا۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کم سے کم سوید ریگا نلوف کی مکان مالکن تو گھر پر ہیں لیکن اس نے پوچھا نہیں... غرور کی بنا پر۔ اس لئے اور بھی کہ اس کے دل میں ایک اور دکھ تھا جو اپنے بارے میں خوف سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ وہ ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا تھی۔

"یہ ہے آپ کا خط" اس نے خط کو میز پر رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "کیا سچ مچ وہ ممکن ہے جو آپ نے لکھا ہے؟ آپ نے ایک جرم کی طرف اشارہ کیا ہے جو آپ کے کہنے کے مطابق بھائی نے کیا ہے۔ آپ نے بہت صاف اشارہ کیا ہے اور اب آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ پتہ ہے آپ کو کہ میں نے آپ کے بتانے سے پہلے بھی اس بیوقوفی کے افسانے کے بارے میں سنا تھا اور مجھے اس کے ایک لفظ کا بھی یقین نہیں ہے۔ یہ گھناؤنا اور مضحکہ خیز شبہ ہے۔ میں سارا قصہ جانتی ہوں اور یہ بھی کہ یہ سب کیسے اور کس بات سے فرض کر لیا گیا۔ آپ کے پاس کسی طرح کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ثابت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ تو بتائیے! لیکن یہ پہلے سے جان لیجئے کہ میں آپ کا یقین نہیں کرتی! بالکل نہیں!"

دونیا نے یہ باتیں بڑی تیزی سے کہیں اور ایک لمحے کیلئے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"اگر آپ یقین نہ کرتی ہوتیں تو کیا آپ اس بات کو بھول سکتی تھیں کہ میرے پاس اکیلے آنے میں آپ خطرہ مول لے رہی ہیں؟ آپ آئی کس لئے ہیں؟ محض تجسس کی بنا پر؟"

"مجھے اذیت مت دیجئے' بتائیے' بتائیے!"

"یہ کہنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں کہ آپ بہادر لڑکی ہیں۔ قسم خدا کی' میں یہ سمجھتا تھا کہ آپ رزومیخن صاحب سے یہاں اپنے ساتھ آنے کو کہیں گی۔ لیکن وہ آپ کے ساتھ نہیں ہیں' کہیں آس پاس بھی نہ تھے' میں

نے دیکھ بھال لیا تھا۔ یہ بڑی ہمت کی بات ہے' مطلب یہ کہ رودیون رومانووچ کو بخشنا چاہتی تھیں۔ بہرحال' آپ میں تو ہر چیز الوہی ہے... جہاں تک آپ کے بھائی کا تعلق ہے' تو اب میں آپ سے کیا کہوں؟ ابھی آپ نے انہیں خود ہی دیکھا ہے۔ کیا حالت ہو گئی ہے ان کی؟"

"لیکن آپ کی بات کی بنیاد اتنے ہی پر تو نہیں ہے؟"

"نہیں' اسی پر نہیں' بلکہ ان کے اپنے الفاظ پر۔ یہاں وہ پے در پے دو شاموں کو سونیا سیمیونوونا کے پاس آئے۔ میں آپ کو دکھا چکا ہوں کہ وہ کہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے سونیا سیمیونوونا سے سارے معاملے کا اعتراف کیا۔ وہ قاتل ہیں' انہوں نے سرکاری ملازم کی بیوہ سود خور بڑھیا کا قتل کیا جس کے ہاں خود بھی چیزیں گروی رکھی تھیں' اس کی بہن کو بھی قتل کیا جس کا نام لیزاویتا تھا جو بہن کے قتل کے جانے کے وقت اتفاق سے وہاں پہنچ گئی تھی۔ ان دونوں کو انہوں نے کلہاڑی سے قتل کیا جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو لوٹنے کیلئے قتل کیا اور لوٹا' نقدی اور کچھ چیزیں لیں... یہ سب خود انہوں نے لفظ بہ لفظ سونیا سیمیونوونا کو بتایا جو اکیلی اس راز سے واقف ہیں لیکن وہ کسی بھی طرح قتل کی شریک نہیں ہیں' قولاً' نہ عملاً' بلکہ اس کے برعکس انہیں بھی یہ اتنا ہی بھیانک لگا جیسے اس وقت آپ کو لگ رہا ہے۔ آپ اطمینان رکھئے وہ رودیون رومانووچ کے ساتھ دغا نہ کریں گی۔"

"یہ ہو نہیں سکتا!" دونیا بالکل سفید پڑ جانے والے ادھ مرے ہونٹوں سے بڑبڑائی۔ اس نے ابھر کر سانس لی "ہو نہیں سکتا' کوئی بھی' چھوٹی سے چھوٹی بھی وجہ نہیں ہے' کوئی سبب نہیں ہے... یہ جھوٹ ہے! جھوٹ!"

"انہوں نے لوٹا' یہی ساری وجہ ہے انہوں نے نقدی اور چیزیں لیں۔ یہ سچ ہے کہ انہوں نے خود اپنے اعتراف کے مطابق رقم کو استعمال کیا نہ چیزوں کو' بلکہ انہیں کہیں پتھر کے نیچے چھپا دیا ہے جہاں اب وہ پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن یہ اس لئے کہ وہ استعمال کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔"

"کیا سچ مچ یہ یقین کرنے کے لائق بات ہے کہ وہ چوری کر سکتے ہیں' لوٹ سکتے ہیں؟ کہ وہ اس کے بارے میں سوچ بھی سکتے ہیں؟" دونیا چیخ پڑی اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آخر آپ تو انہیں جانتے ہیں' ملے ہیں ان سے؟ کیا سچ مچ وہ چور ہو سکتے ہیں؟"

وہ جیسے سوید ریگا نلوف سے منت کر رہی تھی۔ وہ اپنا سارا خوف بھول چکی تھی۔

"اس میں اودوتیا رومانوونا ہزاروں اور دسیوں لاکھ جوڑ بیٹھتے ہیں۔ چور چوری کرتا ہے اور وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ وہ کمینہ ہے۔ لیکن میں نے ایک شریف آدمی کے بارے میں سنا جس نے ڈاک لوٹ لی' اب اسے کون جانے' شاید اس نے سچ مچ سوچا ہو کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے! ظاہر ہے کہ اگر مجھے کسی اور نے بتایا ہوتا تو میں بھی یقین نہ کرتا جیسے کہ آپ نہیں کر رہی ہیں۔ لیکن خود اپنے کانوں کا میں نے یقین کر لیا۔ انہوں نے سونیا سیمیونوونا کو ساری وجہیں بھی بتائیں' اور انہیں بھی پہلے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا لیکن آخر کار اپنی آنکھوں کا یقین کیا۔ آخر رودیون رومانووچ نے انہیں تو سب کچھ خود ہی بتایا تھا۔"

"کون سی... وجہیں!"

"یہ لمبا قصہ ہے اودوتیا رومانوونا۔ اس میں' اب میں کیسے آپ کو بتاؤں' اپنی قسم کا ایک نظریہ ہے۔ جو بالکل ویسی ہی بات ہے جس پر مثلاً میں عمل کرتا ہوں کہ ایک برا عمل روا ہے بشرطیکہ خاص مقصد اچھا ہو۔ ایک

واحد برائی اور سوتیک کام ایہ ظاہر ہے کہ ایک ایسے نوجوان کے لئے جو صلاحیت رکھتا ہو اور بے انتہا خود پسند ہو' یہ جاننا بڑی توہین کی بات ہے کہ مثال کے طور پر اگر اس کے پاس صرف تین ہزار ہوتے تو اس کی ساری زندگی' اس کے مقصد زندگی میں! اس کا سارا مستقبل بالکل دوسری ہی طرح سے تشکیل پاتا' لیکن یہ تین ہزار نہیں ہیں- اور اس میں بھوک سے' گھر کی تنگی سے' پھٹے پرانے کپڑوں سے' اور اپنی سماجی حیثیت کی دلکشی اور اس کے ساتھ ہی ماں اور بہن کی حالت کے واضح احساس سے جو جھنجھلاہٹ ہوتی ہے اس کا بھی اضافہ کر لیجئے- سب سے بڑھ کر غرور' فخر اور غرور' لیکن بہرحال خدا ہی بہتر جانتا ہے' شاید اچھے رجحانات بھی ہوں..... میں ان کو الزام نہیں دیتا' مہربانی کر کے یہ نہ سوچئے گا- یہ میرا کام بھی نہیں ہے- اس میں بس ایک اپنا چھوٹا سا نظریہ بھی تھا بجائے خود نظریہ--- جس کے مطابق لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے' آپ سمجھے کہ 'مواد و مسالے' میں اور خاص لوگوں میں یعنی ایسے لوگوں میں جن کے لئے ان کی بلند حیثیت کی بنا پر قانون لکھا ہی نہیں گیا' اس کے برعکس وہ خود باقی لوگوں کیلئے' مواد و مسالوں کیلئے' قانون بناتے ہیں- اپنے آپ میں یہ نظریہ ٹھیک ہی ہے' او نے تیوری کوم میرے اور ترے (7)_ نپولین میں ان کیلئے بڑی کشش تھی' یعنی خاص طور سے وہ اس چیز سے متاثر تھے کہ بہت سے عالی دماغ لوگوں نے ایک واحد بدی کو نہیں دیکھا بلکہ بغیر دھیان دئے ہوئے اس سے آگے بڑھ گئے- لگتا ہے کہ وہ اپنے بارے میں تصور کرتے تھے کہ وہ خود بھی عالی دماغ آدمی ہیں--- یعنی یہ کہ انہیں تھوڑے عرصے سے اس کا یقین تھا- انہیں اس بات کا بڑا دکھ تھا اور اب بھی ہے کہ نظریہ وضع کر لینا تو انہیں آتا تھا لیکن اس سے آگے بڑھ جانا اور کچھ نہ سوچنا سمجھنا ان کے بس میں نہیں ہے' تو مطلب یہ کہ وہ عالی دماغ آدمی نہیں ہیں- اور یہ خود پسند نوجوان کیلئے' خاص طور سے ہمارے دور میں بہت ہی ہتک آمیز بات ہے....."

"اور ضمیر کی ملامت؟ مطلب یہ کہ آپ ان میں کسی طرح کے اخلاقی جذبات کی موجودگی سے انکار کرتے ہیں؟ کیا سچ مچ وہ ایسے ہی ہیں؟"

"اف اودوتیا رومانووونا' اب تو سب کچھ گڈمڈ ہو چکا ہے یعنی ویسے تو خیر پہلے بھی خاص طور سے ٹھیک ٹھاک تو نہ تھا- اودوتیا رومانووونا روسی لوگ عام طور سے بڑے وسیع القلب ہوتے ہیں' وسیع جیسے ان کی سرزمین اور ان میں دور از کار خیالات کی' بدنظمی کی طرف غیر معمولی میلان ہوتا ہے لیکن خاص عالی دماغی کے بغیر وسیع ہونا بڑی زبردست مصیبت ہے- اور یاد ہے آپ کو کہ ہم کیسے باغ میں بینچ پر شام کو روز کھانے کے بعد بیٹھ کر اس قسم کی اور اسی موضوع پر باتیں کیا کرتے تھے؟ آپ اسی وسعت کے سلسلے میں مجھے برا بھلا کہتی تھیں- کون جانے' ہو سکتا ہے ہم اسی وقت یہ باتیں کرتے رہے ہوں جب وہ یہاں پڑے ہوئے اپنے منصوبے بنا رہے تھے- ہمارے ہاں خاص طور سے تعلیم یافتہ اور مہذب معاشرت میں مقدس روایات تو ہیں نہیں اودوتیا رومانووونا- سچ تو یہ ہے کہ کچھ لوگ کسی نہ کسی طرح کتابوں سے بنا لیتے ہیں..... یا پھر پرانے وقائع سے کام چلاتے ہیں- لیکن یہ تو زیادہ تر عالم اور آپ جانتی ہی ہیں کہ اپنی قسم کے فرسودہ لوگ ہوتے ہیں' ایسے کہ اعلیٰ معاشرے کے آدمی کے لئے بدتمیزی بھی ہوتی ہے- بہرحال آپ کو بالعموم میری رائے معلوم ہے---- میں قطعی طور پر کسی کو بھی الزام نہیں دیتا- میں اس پر قائم رہتا ہوں کہ میرے ہاتھ صاف ہیں- لیکن اس کی بات تو ہم کئی بار کر چکے ہیں- بلکہ مجھے تو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میں نے آپ میں اپنی رائیوں سے دلچسپی پیدا کرا دی تھی..... اودوتیا رومانووونا' آپ کا رنگ بالکل پیلا پڑ گیا ہے!"

"میں ان کے اس نظریے سے واقف ہوں- میں نے ایک رسالے میں ان کا مضمون ان لوگوں کے بارے میں پڑھا ہے جن کے لئے سب کچھ روا ہے..... یہ مجھے رزومیخن نے لا کر دیا تھا....."

"رزومیخن صاحب نے؟ آپ کے بھائی کا مضمون؟ رسالے میں؟ ہے کوئی ایسا مضمون؟ مجھے نہیں معلوم تھا- لیکن ضرور ہوگا' کرید پیدا کرنے والی بات ہے! لیکن اودوتیا رومانووونا آپ کہاں چلیں؟"

"میں سونیا سیمیونوونا سے ملنا چاہتی ہوں" دونیا نے کمزور سی آواز میں کہا- "کدھر سے ان کے ہاں جانا چاہئے؟ ہو سکتا ہے وہ آ گئی ہوں- میں ان سے ابھی اسی وقت ملنا چاہتی ہوں- اچھا ہے وہ....."

اودوتیا رومانوونا اپنی بات پوری نہ کر پائی- اس کا دم سچ مچ گھٹ گیا-

"سونیا سیمیونوونا رات تک نہیں واپس آئیں گی- میرا خیال یہی ہے- انہیں بہت جلدی آ جانا چاہئے تھا' اگر نہیں آئیں تو اب دیر سے آئیں گی....."

"اور یہ سب تم جھوٹ کہہ رہے ہو' میں دیکھ رہی ہوں..... تم نے جھوٹ کہا..... تم نے سب جھوٹ کہا! مجھے تمہارا بالکل یقین نہیں ہے! یقین نہیں ہے! نہیں ہے!" دونیا بالکل جنون کی سی حالت میں بالکل حواس باختہ ہو کر چلائی-

وہ تقریباً بے ہوش ہو کر کرسی پر گر پڑی جو سویدریگائلوف نے اس کے لئے جلدی سے آگے بڑھا دی تھی-

"اودوتیا رومانوونا' یہ آپ کو کیا ہو رہا ہے' ہوش میں آ جائیے! پانی لیجئے- ایک گھونٹ پی لیجئے....."

انہوں نے دونیا کے منہ پر پانی چھڑکا دونیا چونک پڑی اور ہوش میں آ گئی-

"بڑا سخت اثر ہو گیا!" سویدریگائلوف اپنے آپ ہی تیوری چڑھا کر بڑبڑانے لگے- "اودوتیا رومانوونا' پریشان مت ہوئیے! آپ جانتی ہیں کہ ان کے دوست ہیں- ہم انہیں بچا لیں گے' چھڑا لیں گے- آپ چاہیں تو میں انہیں ملک سے باہر لے جاؤں؟ میرے پاس رقم ہے' میں تین دن میں ٹکٹ حاصل کر لوں گا- اور یہ کہ انہوں نے قتل کیا ہے تو وہ ابھی اور بہت سے اچھے کام کریں گے' اور یہ سب محو ہو جائے گا- آپ پریشان مت ہوئیے! اب بھی وہ عظیم انسان بن سکتے ہیں- کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ کیسا لگ رہا ہے آپ کو؟"

"بدطینت شخص! اب بھی اسے ہنسی آتی ہے- چھوڑ دو مجھے....."

"کہاں چلیں آپ؟ ارے کہاں جا رہی ہیں؟"

"ان کے پاس- کہاں ہیں وہ؟ آپ کو معلوم ہے؟ یہ دروازہ کس لئے بند ہے؟ ہم اسی دروازے سے تو یہاں آئے ہیں اور اب اس میں تالا بند ہے- یہ آپ نے اس میں تالا کب بند کر دیا؟"

"یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ سارے کمروں میں یہ چیخ چیخ کر سنا دیا جائے کہ ہم یہاں کیا باتیں کر رہے تھے- میں ہنس بالکل نہیں رہا ہوں- میں تو اس کے بارے میں بات تک کرنے سے عاجز آ چکا ہوں- لیکن آپ اس حالت میں کہاں جائیں گی؟ یا آپ ان کے بارے میں پولیس کو خبر کرنا چاہتی ہیں؟ آپ انہیں پاگل کر دیں گی اور وہ خود ہی اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیں گے- پتہ ہے آپ کو کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے' پولیس کو سراغ مل چکا ہے- آپ بس ان کے ساتھ دغا کریں گی- ٹھہرئیے ذرا' میں ان سے ملا ہوں اور ابھی ابھی ان سے بات کی ہے- انہیں اب بھی بچایا جا سکتا ہے- ٹھہرئیے' بیٹھ جائیے' ساتھ مل کر سوچتے ہیں- میں نے اسی لئے آپ کو بلایا تھا کہ اس کے بارے میں اکیلے میں بات کریں اور اچھی طرح سوچیں- آپ بیٹھئے تو!"

"آپ انہیں کس طرح بچا سکتے ہیں؟ کیا سچ مچ انہیں بچانا ممکن ہے؟"

دونیا بیٹھ گئی۔ سویدریگا کلوف اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔

"اس کا دارومدار بالکل آپ پر ہے' آپ پر ہے' آپ پر' صرف آپ پر" انھوں نے چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہنا شروع کیا' تقریباً سرگوشی میں' رک رک کر بلکہ مارے ہیجان کے کچھ الفاظ پوری طرح ادا کئے بغیر ہی۔

دونیا ڈر کر ان سے اور دور ہٹ گئی۔ سویدریگا کلوف کا بھی سارا بدن کانپ رہا تھا۔

"آپ.... ایک لفظ اپنی زبان سے کہہ دیجئے اور وہ بچ جائیں گے! میں.... میں انھیں بچاؤں گا۔ میرے پاس رقم بھی ہے اور دوست بھی۔ میں انھیں فوراً بھیج دوں گا اور خود پاسپورٹ لوں گا' دو پاسپورٹ۔ ایک ان کا' دوسرا میرا۔ میرے دوست ہیں۔ میرے ساتھ کام کے لوگ ہیں.... چاہتی ہیں آپ؟ میں آپ کا بھی پاسپورٹ لے لوں گا.... آپ کی ماں کا بھی.... رزومیخن سے آپ کو کیا لینا دینا؟ میں آپ سے ویسی ہی محبت کرتا ہوں.... میں آپ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔ مجھے اپنا دامن دیجئے بوسہ دینے کے لئے' دیجئے' دیجئے! مجھ سے اس کی سرسراہٹ نہیں سنی جاتی۔ مجھ سے کہئے "یہ کر دو" اور میں کر دوں گا! میں سب کچھ کر دوں گا۔ جو ناممکن ہو وہ بھی کر دوں گا۔ جس چیز پر آپ یقین کریں گی اسی پر میں بھی یقین کروں گا۔ میں سب' سب کچھ کروں گا! مت دیکھئے' مجھے اس طرح مت دیکھئے! پتہ ہے آپ کو کہ آپ مجھے قتل کر رہی ہیں...."

انھوں نے ہذیان بھی بکنا شروع کر دیا۔ اچانک انھیں کچھ ہو گیا' جیسے کوئی چیز ان کے سر میں سما گئی ہو۔ دونیا اچھل کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف جھپٹی۔

"کھولئے اس کو! کھولئے!" اس نے دروازے کی دوسری طرف آواز دی' کسی نہ کسی کو پکارنے کے لئے اور ہاتھ سے دروازے کو جھنجھوڑتے ہوئے۔ "کھولئے! کیا واقعی کوئی نہیں ہے؟"

سویدریگا کلوف کھڑے ہو گئے اور ہوش میں آ گئے۔ ان کے ابھی تک کانپتے ہوئے ہونٹوں پر ایک بدطینت اور مذاق اڑانے والی مسکراہٹ آ گئی۔

"وہاں گھر میں کوئی نہیں ہے" انھوں نے سکون کے ساتھ رک رک کر کہا "مکان مالکن باہر گئی ہوئی ہیں اور اس طرح چیخنے میں آپ بیکار کی محنت کر رہی ہیں۔ آپ اپنے آپ کو بالکل بیکار ہی پریشان کر رہی ہیں۔"

"کنجی کہاں ہے؟ ابھی دروازہ کھول دو' فوراً' گھٹیا آدمی!"

"میں نے کنجی گم کر دی اور اب ڈھونڈ نہیں پا رہا ہوں۔"

"اچھا؟ تو یہ زبردستی ہے!" دونیا چلائی' اس کا چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا اور وہ کونے کی طرف لپکی اور وہاں جلدی سے ایک میز کی آڑ میں ہو گئی جو اس کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ وہ چیخی نہیں لیکن اس نے اپنی نظریں اپنے اس اذیت دینے والے پر گاڑ دیں اور اس کے حرکات و سکنات کو غور سے دیکھتی رہی۔ سویدریگا کلوف بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے اور اس کے مقابل کمرے کے دوسرے سرے پر کھڑے رہے۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے کم سے کم ظاہری طور پر۔ لیکن ان کا بھی چہرہ پہلے کی طرح زرد تھا اور مذاق اڑانے والی مسکراہٹ اب بھی قائم تھی۔

"اودوتیا رومانوونا' آپ نے ابھی کہا "زبردستی۔" اگر زبردستی ہے تو آپ خود فیصلہ کر سکتی ہیں کہ میں نے سب اقدامات کر لئے ہیں۔ سونیا سیمیونوونا گھر پر نہیں ہیں۔ کاپیرناؤموف کے ہاں تک بڑا فاصلہ ہے' پانچ بند کمروں کا۔ اور پھر میں آپ سے کم سے کم دوگنا طاقتور ہوں اور اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے اس لئے

کہ بعد کو آپ شکایت کر نہیں سکتیں۔ آپ سچ مچ اپنے بھائی کے ساتھ دغا تو نہ کرنا چاہیں گی؟ اور آپ کی بات کا کوئی یقین بھی نہ کرے گا---- آخر کس مقصد سے اکیلی لڑکی ایک اکیلے شخص کے پاس اس کے فلیٹ میں گئی تھی؟ چنانچہ اگر آپ بھائی کو بھی قربان کر دیں تو بھی آپ کچھ ثابت نہ کر پائیں گی۔ زبردستی کو ثابت کرنا بڑا مشکل ہے اودوتیا رومانوونا۔"

"کمینہ!" دونیا نے نفرت اور غصے کے ساتھ آہستہ سے کہا۔

"جو آپ کی مرضی' لیکن یہ دیکھ لیجئے کہ میں نے ابھی تک ایک مفروضہ سامنے رکھنے کے طور پر بات کی ہے۔ میرے ذاتی یقین کے مطابق آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں زبردستی---- لفنگا پن ہی ہے۔ میں نے صرف یہ بات کی تھی کہ اگر آپ اپنے بھائی کو اپنی مرضی سے واقعی بچانا چاہتی ہیں' تو جو میں تجویز کر رہا ہوں اس میں بھی.... آپ کے ضمیر پر کوئی بار نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ آپ نے تو بس حالات کو' زبردستی کو تسلیم کر لیا' اگر اس لفظ کو استعمال کرنا ناگزیر ہی ہے تو۔ اس کے بارے میں سوچ لیجئے۔ آپ کے بھائی کا اور آپ کی ماں کا مقدر آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں تو آپ کا غلام رہوں گا.... ساری زندگی.... میں یہیں انتظار کروں گا...."

سویدریگا کلوف صوفے پر بیٹھ گئے' دونیا سے کوئی آٹھ قدم کے فاصلے پر۔ دونیا کو اب ذرا سا بھی شک نہ رہ گیا تھا کہ سویدریگا کلوف کا فیصلہ اٹل ہے۔ وہ تو سویدریگا کلوف کو اچھی طرح جانتی تھی....

اچانک اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا' اس کا گھوڑا چڑھایا اور ریوالور سمیت اپنا ہاتھ میز پر رکھ لیا۔ سویدریگا کلوف اپنی جگہ سے اچھل پڑے۔

"آہا! تو یہ بات ہے!" وہ حیرت سے چیخ پڑے لیکن بدطینتی سے مسکراتے رہے "تو اس سے تو معاملے کی نوعیت بالکل ہی بدل گئی! اودوتیا رومانوونا آپ تو معاملے کو میرے لئے غیر معمولی طور پر آسان بنائے دے رہی ہیں! لیکن یہ ریوالور آپ کو کہاں سے ملا؟ کیا رزومیخن صاحب نے تو؟ ارے واہ! ریوالور تو میرا ہے! جانا پہچانا ہوا! اور تب میں نے اسے کس قدر تلاش کیا تھا!.... گاؤں میں ہمارے نشانہ بازی کے سبق' جو مجھے شرف حاصل ہے کہ میں نے آپ کو دیئے تھے' مفت میں نہیں ضائع ہوئے۔"

"ریوالور تمہارا نہیں مارفا پتروونا کا ہے جنہیں تم نے قتل کیا ہے' درندے! ان کے گھر میں تمہارا اپنا کچھ بھی نہیں تھا۔ جب مجھے شبہ ہونے لگا کہ تم کیا کر سکتے ہو تب میں نے اسے لے لیا تھا۔ آگے بڑھنے کی ہمت کی' ایک قدم بھی' تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہیں قتل کر دوں گی!"

دونیا پر جنون طاری تھا۔ وہ ریوالور تانے ہوئے تھی۔

"اور بھائی؟ محض کرید میں پوچھ رہا ہوں" سویدریگا کلوف نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے پوچھا۔

"چاہو تو جا کر مخبری کر دو! جگہ سے ہلنا مت! آگے مت بڑھو! میں گولی چلا دوں گی! تم نے اپنی بیوی کو زہر دیا ہے' میں جانتی ہوں' تم خود قاتل ہو!...."

"اور آپ کو پکا یقین ہے کہ میں نے مارفا پتروونا کو زہر دیا ہے؟"

"تم نے! تم نے خود مجھے اشارہ کیا تھا' تم نے مجھ سے زہر کی بات کی تھی.... میں جانتی ہوں' تم زہر لینے گئے تھے.... تمہارے پاس تیار تھا.... یہ یقیناً تمہارا کام ہے.... کمینے!"

"اگر یہ سچ بھی ہوتا تو تمہاری ہی خاطر.... پھر بھی وجہ تو تمہیں تھیں۔"

"جھوٹ بول رہے ہو! میں تم سے ہمیشہ نفرت کرتی تھی' ہمیشہ...."

"اوہو' اور دنیا روماناووناّ! لگتا ہے آپ بھول گئیں کہ تیخ کے جوش میں آپ میری طرف مائل ہو گئی تھیں اور نرم پڑ گئی تھیں.... میں نے آپ کی آنکھوں کی جھلک سے دیکھا ہے- یاد ہے شام کو' چاندنی میں' جب بلبل چہکتے ہوتے تھے؟"

"جھوٹ ہے!" دنیا کی آنکھوں میں پاگل پن کی چمک تھی "جھوٹ ہے' تو بہتان لگا رہا ہے!"

"جھوٹ بول رہا ہوں؟ ہاں شاید جھوٹ ہی بول رہا ہوں- سب گھڑ لیا ہے- عورتوں کو ایسی باتیں کبھی یاد نہیں دلانی چاہئیں" وہ مسکرائے- "میں جانتا ہوں کہ تم گولی مار دوگی' خوبصورت وحشی جانور' چل' مار گولی!"

دنیا نے ریوالور اٹھایا- مردنی چھائے ہوئے چہرے' بیچے کے کپکپاتے ہوئے سفید پڑ جانے والے ہونٹ اور آگ کی طرف دھکتی ہوئی بڑی بڑی کالی آنکھوں سے وہ سویدریگا ئلوف کو دیکھ رہی تھی اور فیصلہ کن طور پر فاصلے کا اندازہ کر کے ان کی طرف سے پہلی حرکت کا انتظار کر رہی تھی- سویدریگا ئلوف نے اس کو اتنی خوبصورت کبھی نہ دیکھا تھا- جب اس نے ریوالور اٹھایا تھا تو اس کی آنکھوں سے برستی ہوئی آگ نے سویدریگا ئلوف کو جیسے جھلسا دیا اور ان کا دل درد سے کھنچ گیا- انہوں نے ایک قدم آگے بڑھایا اور گولی چل گئی- گولی ان کے بالوں پر سے پھسلتی ہوئی پیچھے جا کر دیوار پر لگی- وہ رک گئے اور آہستہ سے ہنسے-

"بھڑ نے ڈنک مار دیا! بالکل سر پر نشانہ باندھتی ہے.... کیا ہے یہ؟ خون!" انہوں نے رومال نکالا کہ خون پونچھ لیں جس کی پتلی سی لکیر ان کی داہنی کنپٹی پر بہی آ رہی تھی- غالباً گولی ذرا اور اکھوپڑی کی کھال کو چھیلتی ہوئی نکل گئی تھی- دنیا نے ریوالور نیچے کر لیا اور سویدریگا ئلوف کو دیکھتی رہی' ڈر سے نہیں بلکہ ایک وحشیانہ تحیر کے ساتھ' جیسے وہ خود نہ سمجھ پائی ہو کہ اس نے کیا کیا اور یہ سب کیا ہو رہا ہے!

"تو پھر' نشانہ چوک گیا! پھر سے گولی چلائیے' میں انتظار کر رہا ہوں" سویدریگا ئلوف نے سکون کے ساتھ ویسے ہی مسکراتے ہوئے لیکن کچھ اداس اداس سے ہو کر کہا "ایسے تو اس سے پہلے کہ آپ گھوڑا چڑھائیں میں آپ کو پکڑ لوں گا!"

دنیا چونک اٹھی' جلدی سے اس نے گھوڑا چڑھایا اور پھر ریوالور تان لیا-

"مجھے چھوڑ دیجئے!" اس نے انتہائی ناامیدی سے کہا "قسم کھا کر کہہ رہی ہوں میں پھر گولی چلا دوں گی.... میں.... قتل کر دوں گی!"

"تو اور کیا.... تین قدم سے قتل نہ کر دینا تو ناممکن ہے- اور اگر نہیں قتل کیا.... تو...." ان کی آنکھیں چمکنے لگیں اور وہ دو قدم اور آگے بڑھ آئے-

دنیا نے گولی چلائی لیکن وہ چلی ہی نہیں!

"گھوڑا ٹھیک سے نہیں چڑھایا- کوئی بات نہیں! ابھی ایک ٹوپی اور ہے- ٹھیک کر لیجئے' میں انتظار کر رہا ہوں"

وہ دنیا سے دو قدم کے فاصلے پر اس کے مقابل کھڑے انتظار کر رہے تھے اور وحشیانہ عزم اور جنونی و فور جذبات کے ساتھ بھاری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے- دنیا سمجھ گئی کہ وہ مر جائے گا لیکن اسے نہیں چھوڑے گا اور.... اور ظاہر ہے کہ اب دو قدم سے تو وہ اسے مار ہی ڈالے گی!....

اچانک اس نے ریوالور پھینک دیا-

"پھینک دیا!" سویدریگا ئلوف نے حیرت سے کہا اور بڑی گہری سانس لی- انہیں لگا کہ جیسے ان کے دل پر

سے ایک بوجھ ہٹ گیا جو شاید صرف موت کے خوف کا نہیں تھا اس لئے کہ یہ خوف تو وہ اس وقت بمشکل ہی محسوس کر رہے تھے- یہ ایک دوسرے' زیادہ اداس اور زیادہ ذلیل کن احساس سے نجات تھی جس کا تعین وہ خود بھی پوری طرح سے نہ کر سکتے تھے-

وہ دنیا کے پاس آئے اور آہستہ سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا- دنیا نے کوئی مزاحمت نہیں کی لیکن پتی کی طرح تھرتھراتے ہوئے منت بھری نظروں سے انہیں دیکھا- وہ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن بس ان کے ہونٹ ہلے' کچھ کہا نہیں جا سکا-

"مجھے چھوڑ دو تم!" دنیا نے منت کرتے ہوئے کہا-

"سویدریگا ئلوف کانپ اٹھے- یہ "تم" کا انداز تخاطب ابھی تھوڑی دیر پہلے والے لہجے سے بالکل مختلف تھا-

"تو تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں؟" انہوں نے آہستہ سے پوچھا-

دنیا نے انکار میں سر ہلا دیا-

"اور.... نہیں کر سکتیں؟.... کبھی نہیں؟" انہوں نے انتہائی ناامیدی میں سرگوشی کی-

"کبھی نہیں!" دنیا نے سرگوشی ہی میں جواب دیا-

سویدریگا ئلوف کے دل میں بھیانک خاموش جدوجہد کا ایک لمحہ گذرا- وہ دنیا کو ناقابل بیان نظروں سے دیکھ رہے تھے- اچانک انہوں نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور مڑ کر جلدی سے کھڑکی کے پاس چلے گئے اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے-

ایک اور لمحہ گزرا-

"یہ ہے کنجی!" انہوں نے اوورکوٹ کی بائیں جیب سے کنجی نکالی اور اپنے پیچھے میز پر ڈال دی- دنیا کی طرف وہ مڑے نہ انہوں نے دیکھا- "لیجئے اور نکل جائیے جلدی سے!...."

وہ یک ٹک کھڑکی سے باہر دیکھتے رہے-

دنیا کنجی لینے کے لئے میز تک آئی-

"جلدی! جلدی!" سویدریگا ئلوف نے بلا پھیرا اور مڑے بنا دوہرایا- لیکن اس "جلدی" میں بہ ظاہر کسی طرح کی غضب ناک کھنک تھی-

دنیا اسے سمجھ گئی اور کنجی لے کر دروازے کی طرف لپکی' جلدی سے دروازہ کھولا اور بھاگ کر کمرے سے نکل گئی- ایک منٹ بعد' بالکل بدحواس' اپنے سے بے سدھ وہ نہر کے کنارے پر پہنچ گئی اور پل کی سمت میں بھاگنے لگی-

سویدریگا ئلوف کوئی تین منٹ تک اور کھڑکی کے پاس کھڑے رہے- آخرکار وہ دھیرے دھیرے مڑے' انہوں نے چاروں طرف دیکھا اور آہستہ سے اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا- ان کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی' قابل رحم' غمگین' ہلکی سی مسکراہٹ' انتہائی ناامیدی کی مسکراہٹ- ان کی ہتھیلی پر خون لگ گیا جو کچھ سوکھ چلا تھا- انہوں نے غصے سے خون کو دیکھا' پھر ایک تولیہ بھگو کر اپنی کنپٹی کو پونچھا- ان کی نظر اچانک ریوالور پر پڑی جو دنیا نے پھینکا تھا اور دروازے کے پاس پڑا ہوا تھا- انہوں نے اٹھا کر اسے دیکھا- یہ تین گولیوں والا چھوٹا سا جیبی ریوالور تھا' پرانی بناوٹ کا- اس میں ابھی دو گولیاں اور ایک ٹوپی اور تھی.... ایک بار

گولی اور چلانا ممکن تھا۔ انہوں نے کچھ سوچا' ریوالور کو جیب میں ڈالا اور اپنی ہیٹ اٹھا کر باہر نکل گئے۔

۶

یہ ساری شام دس بجے تک انہوں نے مختلف شراب خانوں اور سستے ٹھکانوں میں گزاری جہاں وہ یکے بعد دیگرے جاتے رہے۔ کہیں سے انہوں نے کاتیا کو پھر ڈھونڈ لیا تھا جس نے ان کے لئے پھر نوکروں والا دوسرا گانا گایا جو اس بارے میں تھا کہ کیسے کسی حسینے اور ظالم نے

کاتیا کے بوسے لینے شروع کئے۔

سویدریگا کلوف نے کاتیا کو بھی کھلایا پلایا' آرگن بجانے والے کو بھی' گانے والوں کو بھی اور کسی دو منشیوں کو۔ ان منشیوں کو انہوں نے اس لئے ساتھ لگا لیا تھا کہ ان دونوں کی ناکیں ٹیڑھی تھیں۔۔۔۔ ایک کی ناک دائیں طرف کو ٹیڑھی تھی اور دوسرے کی بائیں طرف کو تھی۔ یہ بات سویدریگا کلوف کو بہت ہی عجیب لگی۔۔ وہ دونوں آخر کار سویدریگا کلوف کو رجھا کر کسی مسرت بخش باغ میں لے گئے جہاں انہوں نے ان دونوں کے داخلے کی رقم بھی ادا کی۔ اس باغ میں ایک پتلا سا تین سال کا صنوبر کا پیڑ تھا اور تین جھاڑیاں۔ اس کے علاوہ ایک "ریستوراں" بنایا گیا تھا جو در اصل شراب خانہ تھا لیکن وہاں چائے آرڈر کرنا بھی ممکن تھا' اور چند چھوٹی چھوٹی ہری میزیں اور کرسیاں بھی رکھی تھیں۔ بہت ہی خراب گانے والوں کا ایک کورس تھا اور ایک کوئی شرابی' میونخ کا جرمن مسخرا' جس کی ناک تو لال تھی لیکن کسی وجہ سے غیر معمولی طور پر اداس تھا' لوگوں کو ہنسا رہا تھا۔ منشیوں نے کچھ اور منشیوں سے جھگڑا کر لیا اور لگا کہ مار پیٹ ہو جائے گی۔ سویدریگا کلوف کو منصف بنایا گیا۔ وہ پندرہ منٹ تک ان کا مقدمہ سنتے رہے لیکن وہ اس قدر چلا رہے تھے کہ کچھ بھی سمجھنے کا ذرا سا بھی امکان نہ تھا۔ سب سے زیادہ یقینی اتنی بات تھی کہ ان میں سے ایک نے کچھ چرا لیا تھا اور اسے وہیں کے وہیں ایک یہودی کے ہاتھ' جو وہاں پہنچ گیا تھا' بیچنے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا لیکن بیچنے کے بعد اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ بانٹنے پر تیار نہ تھا۔ آخر میں یہ پتہ چلا کہ بیچی جانے والی چیز چائے کا چمچہ تھی اور یہ چمچہ ریستوراں کا تھا۔ ریستوراں میں اس کی کمی کا پتہ چل گیا تھا اور معاملہ پریشان کن حد تک پہنچنے والا تھا۔ سویدریگا کلوف نے چمچے کی قیمت ادا کی' اٹھے اور باغ سے نکل آئے۔ کوئی دس بجنے والے تھے۔ اس سارے وقت میں انہوں نے خود ایک بوند بھی شراب نہ پی تھی اور ریستوراں سے اپنے لئے صرف چائے منگوائی تھی اور وہ بھی زیادہ تر سلیقے کے خیال سے۔ شام میں بڑی گھٹن اور اداسی تھی۔ دس بجے کے قریب ہر طرف سے امنڈ امنڈ کر بڑے بھیانک بادل آنے لگے' گرج ہوئی اور بارش ہونے لگی' بالکل جھرنے کی طرح۔ پانی بوندوں میں نہیں بلکہ پوری دھاروں میں زمین پر گر رہا تھا۔ بار بار بجلی چمکتی تھی اور ہر کوندا اتنی دیر تک رہتا تھا کہ پانچ تک گنتی گنی جا سکتی تھی۔ پانی میں تار تار بھیگے ہوئے وہ گھر پہنچے۔ کمرہ بند کر کے انہوں نے اپنا بیورو کھولا' اپنی ساری رقم نکالی اور دو تین کاغذ پھاڑے۔ اس کے بعد رقم کو جیب میں رکھ کر وہ اپنے کپڑے بدلنا چاہتے تھے لیکن پھر کھڑکی سے باہر دیکھ کر اور گرج اور بارش کی آواز سن کر انہوں نے ہاتھ جھٹکا' ہیٹ اٹھائی اور فلیٹ کو بند کئے بغیر باہر نکل آئے۔ وہ سیدھے سونیا کے ہاں گئے' جو گھر ہی پر تھی۔

وہ اکیلی نہیں تھی۔ اس کے چاروں طرف کاپرناؤموف کے چاروں بچے جمع تھے جنہیں وہ چائے پلا رہی

تھی۔ اس نے خاموشی اور احترام کے ساتھ سویدریگا کلوف کا استقبال کیا' ان کے تر بتر لباس کو تعجب کے ساتھ دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔۔ بچے سب بے حد ڈر کر فوراً ہی بھاگ گئے۔

سویدریگا کلوف میز کے پاس بیٹھ گئے اور سونیا سے پاس ہی بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ جھجکتی ہوئی سویدریگا کلوف کی باتیں سننے کے لئے تیار ہو گئی۔

"سونیا سیمیونوونا' میں ہو سکتا ہے امریکہ چلا جاؤں" سویدریگا کلوف نے کہا "اور اس طرح میری اور آپ کی ملاقات شاید آخری بار ہو رہی ہے چنانچہ میں کچھ انتظامات کرنے آیا ہوں۔ تو آپ آج ان خاتون سے مل آئیں؟ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا' بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" سونیا کچھ کسمسائی اور اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ "ان لوگوں کے اپنے جانے پہچانے طور طریقے ہیں۔ جہاں تک آپ کے بھائی بہنوں کا تعلق ہے تو ان کا واقعی بندوبست ہو گیا ہے اور ان کے نام کی رقم' میں نے ہر ایک کے لئے قابل اعتبار ہاتھوں میں جمع کر کے رسید لے لی ہے۔ لیکن ان رسیدوں کو اب آپ لے لیجئے تاکہ ضرورت پڑنے پر کام آئیں۔ یہ لیجئے! اچھا اب یہ کام تو ہو چکا۔ یہ پانچ فیصدی والے تین بانڈ ہیں' کل تین ہزار کے۔ یہ آپ اپنے لئے لے لیجئے' ذاتی طور پر اپنے لئے' اور یہ بات بالکل میرے اور آپ کے درمیان رہے' تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے چاہے آپ بعد کو کچھ بھی سنیں۔ آپ کو ان کی ضرورت پڑے گی۔ سونیا سیمیونوونا یوں زندگی بسر کرنا' پہلے کی طرح' برا ہے' اور پھر اب آپ کو کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"میں آپ کی اس قدر احسان مند ہوں' اور یتیم بچے بھی اور مرحومہ بھی" سونیا نے جلدی جلدی کہا "میں نے ابھی تک آپ کا بہت کم شکریہ ادا کیا تو۔۔۔ یہ نہ سمجھئے کہ۔۔۔۔"

"اچھا کوئی بات نہیں' چھوڑئیے اس بات کو۔"

"اور یہ رقم ارکادی ایوانووچ' میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں لیکن اب تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں اپنا اکیلے کا پیٹ تو ہمیشہ ہی پال سکتی ہوں۔ یہ مت سمجھئے کہ یہ ناشکرا پن ہے۔ اگر آپ اتنے نیک اور مخیر ہیں تو یہ رقم۔۔۔"

"آپ کے لئے ہے سونیا سیمیونوونا' آپ کے لئے' اور مہربانی کر کے کچھ کہے سنے بغیر' اس لئے کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ اور آپ کو ضرورت پڑے گی۔ روودیون رومانووچ کے سامنے بس دو ہی راستے ہیں۔۔۔۔ یا تو اپنے ماتھے میں گولی مار لیں یا پھر ولادیمیر کا راستہ لے جائیں۔" سونیا نے ان کو وحشیانہ نظروں سے دیکھا اور کانپنے لگی۔ "آپ پریشان نہ ہوں' میں سب جانتا ہوں' خود انہیں کی زبانی' اور میں باتونی نہیں ہوں' کسی سے نہ کہوں گا۔ یہ آپ نے انہیں اس وقت بہت اچھا مشورہ دیا تھا کہ وہ خود جا کر سب کچھ بتا دیں۔ یہ ان کے لئے بہت مفید ہو گا۔ تو اگر ولادیمیر کا ہو کر جانا ہوا تو۔۔۔۔ وہ جائیں گے اور ان کے پیچھے پیچھے آپ بھی؟ ایسا ہی ہے نہ؟ ہے نہ؟ اور اگر ایسا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اس رقم کی ضرورت پڑے گی۔ انہیں کے لئے ضرورت پڑے گی' سمجھیں آپ؟ آپ کو دے کر میں بالکل انہیں کو دے رہا ہوں۔ اور پھر آپ نے امالیا ایوانوونا سے وعدہ کر لیا کہ آپ قرض ادا کر دیں گی۔ بغیر سوچے سمجھے آپ کیوں سارے قول و قرار اور ذمہ داریاں اپنے اوپر لے لیتی ہیں؟ آخر اس جرمن عورت کی مقروض تو کاترینا ایوانوونا تھیں' آپ تو نہیں' تو آپ کو اس جرمن عورت پر تھوکنا چاہئے تھا۔ دنیا میں یوں زندگی نہیں بسر ہونے کی۔ تو آپ سے کبھی اگر کوئی پوچھے۔۔۔۔ کل یا پرسوں۔۔۔۔ میرے بارے میں یا میرے سلسلے میں (اور آپ سے پوچھا جائے گا) تو آپ

کسی سے بیہ نہ کہئے گا کہ میں اس وقت آپ کے پاس آیا تھا اور رقم ہرگز ہرگز کسی کو نہ دکھایئے گا اور کسی کو مت بتایئے گا کہ میں نے آپ کو دی ہے۔ اچھا اب میں چلتا ہوں" وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ "رودیون روماناوچ کو تسلیمات۔ اچھا سنئے' یہ رقم چاہے وقتی ہی طور پر سہی رزومیخن صاحب کے پاس رکھ دیجئے۔ جانتی ہیں نہ رزومیخن صاحب کو؟ ہاں ظاہر ہے جانتی ہیں۔ وہ اچھے ہی نوجوان ہیں۔ ان کے پاس لے جایئے گا کل یا.... جب بھی وقت آئے۔ اور تب تک سنبھال کر رکھے رہئے۔"

اسی طرح سونیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور ڈر کر سویدریگا ئلوف کو دیکھتی رہی۔ اس کا بہت جی چاہتا تھا کہ وہ کچھ کہے' کچھ پوچھے لیکن اولین لمحوں میں اس کی ہمت ہی نہ پڑی اور وہ جانتی بھی نہ تھی کہ شروع کیسے کرے۔

"آپ کیسے.... آپ کیسے اس وقت ایسی بارش میں جایئے گا؟"

"ارے جاتا ہے امریکہ اور ڈرنا بارش سے 'ہی ہی! الوداع عزیز من سونیا سیمیونوونا! جیو اور بہت دن جیو' تم دوسروں کے کام آتی ہو۔ اچھا سنئے.... رزومیخن صاحب سے کہئے گا کہ میں نے انہیں تسلیمات کہی ہیں۔ بس یوں ہی کہہ دیجئے گا کہ ارکادی یعنی ایوانووچ سویدریگا ئلوف تسلیمات عرض کرتے ہیں۔ ضرور بالضرور۔"

وہ باہر چلے گئے اور سونیا حیران کھڑی رہی۔ اسے ڈر سا لگ رہا تھا اور دل میں کوئی مبہم لیکن بہت شدید شبہہ تھا۔

بعد کو پتہ چلا کہ اس شام کو گیارہ بجے کے بعد وہ ایک اور جگہ ملنے گئے جو بہت ہی سنکی پن کی اور بالکل غیر متوقع حرکت تھی۔ بارش ابھی تک رکی نہیں تھی۔ گیارہ بج کر بیس منٹ پر وہ بارش سے تر بتر واسیلیفسکی جزیرے پر اپنی منگیتر کے والدین کے چھوٹے سے فلیٹ میں پہنچے جو مالی پراسپکٹ کی تیسری قطار میں واقع تھا۔ انہوں نے دستک دی تو شروع میں بڑی گھبراہٹ پھیل گئی لیکن سویدریگا ئلوف جب چاہتے تھے تو بڑے دلفریب آداب و اخلاق والے شخص بن جاتے تھے' چنانچہ منگیتر کے بڑے سوجھ بوجھ والے والدین کا یہ اولین قیاس (جو بہرحال بڑی سمجھ داری کا تھا) کہ ارکادی ایوانووچ نے کہیں اس قدر شراب پی لی ہے کہ انہیں اب اپنا ہوش نہیں ہے' فوراً اپنے آپ ہی غلط ثابت ہو گیا۔ منگیتر کی مجتی اور سمجھ دار ماں جلد ہی معذور باپ کو پہیے دار کرسی پر ارکادی ایوانووچ کے پاس لائیں اور اپنی عادت کے مطابق کچھ ادھر ادھر کے سوالات کرنے لگیں۔ (یہ خاتون کبھی سیدھے سیدھے سوالات نہ کرتی تھیں بلکہ پہلے مسکراتے اور ہاتھ ملنے سے شروع کرتیں اور پھر اگر کوئی بات قطعی اور یقینی طور پر جاننے کی ضرورت ہوتی' مثلاً یہ کہ ارکادی ایوانووچ شادی کی تاریخ کب مقرر کریں گے' تو وہ پیرس کے اور وہاں کی درباری زندگی کے بارے میں پر تجسس بلکہ اشتیاق بھرے سوالات سے شروع کرتیں اور بعد کو رفتہ رفتہ واسیلیفسکی جزیرے کی تیسری قطار میں واپس آتیں۔) دوسرے موقعوں پر اس سے ظاہر ہے کہ ان کے لئے بڑے احترام کا جذبہ پیدا ہوتا لیکن اس بار ارکادی ایوانووچ کچھ خاص طور سے جلدی میں آئے تھے حالانکہ انہیں شروع ہی میں بتا دیا گیا تھا کہ ان کی منگیتر سونے کے لئے لیٹ چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ منگیتر آئی اور ارکادی ایوانووچ نے براہ راست اسے اطلاع دی کہ ایک بہت ہی اہم معاملے کی بنا پر کچھ دنوں کے لئے ان کا پیٹرس برگ سے جانا ضروری ہے چنانچہ وہ اس کے واسطے پندرہ ہزار نقرئی روبل کے مختلف بانڈ لائے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں ان کی طرف سے تحفے کے طور پر قبول کر لے اس لئے کہ وہ کافی دنوں سے یہ سوچ رہے تھے کہ اسے شادی سے پہلے یہ حقیر سا تحفہ دیں۔ اس وضاحت میں ظاہر ہے کہ ان کی فوری روانگی سے تحفے کے متعلق تعلق پر اور اس کے لئے بارش میں آدھی رات کو آنے کی ضرورت پر تو

روشنی نہیں پڑی لیکن سارا معاملہ بہت ہی ٹھیک ٹھیک طے تمام ہو گیا۔ بلکہ ضروری آہ واہ' سوالات اور اظہار حیرت بھی اچانک غیر معمولی طور پر بہت نپے تلے ہو گئے اور بڑے ضبط کے ساتھ کئے گئے۔ بہرحال شکریے کا اظہار بڑے جوش و خروش کے ساتھ کیا گیا بلکہ اسے انتہائی سمجھ دار ماں نے اپنے آنسوؤں سے اور بھی پختہ کر دیا۔ ارکادی ایوانووچ کھڑے ہو گئے' مسکرائے' اپنی منگیتر کو پیار کیا' اس کے گالوں کو تھپتھپایا' اسے یقین دلایا کہ جلد ہی واپس آجائیں گے اور جب انہوں نے اس کی آنکھوں میں بچکانہ تجسس کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی سنجیدہ خاموش سوال بھی دیکھا تو انہوں نے کچھ سوچا' اسے دوسری بار پیار کیا اور اس وقت انہیں اس بات کا دلی رنج ہوا کہ ان کا تحفہ فوراً ہی انتہائی سمجھ دار ماما کے تالے میں محفوظ کر دیا جائے گا۔ وہ سب کو غیر معمولی ہیجانی حالت میں چھوڑ کر نکل آئے۔ لیکن مجتی ماما نے فوراً ہی نیم سرگوشی میں جلدی جلدی باتیں کرتے ہوئے کئی بہت ہی اہم شکوک و شبہات کو دور کر دیا یعنی یہ کہ ارکادی ایوانووچ بہت بڑے آدمی ہیں' ان کے بہت سے کام ہیں' بڑے بڑے تعلقات ہیں' دولت مند ہیں ---- خدا ہی جانے ان کے سر میں کیا سمائی ہے' سوچ لیا اور چل کھڑے ہوئے' سوچ لیا اور رقم دے ڈالی' مطلب یہ کہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات تو عجیب تھی کہ وہ پانی میں بالکل شرابور تھے لیکن مثلاً انگریز تو اس سے بھی زیادہ سنکی ہوتے ہیں اور یہ سب اعلیٰ رتبے والے لوگ اس کی پروا نہیں کرتے کہ لوگ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور وہ دکھاوے اور تصنع کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے ارکادی ایوانووچ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہوں تاکہ دکھا دیں کہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہنا ہے اس لئے کہ خدا ہی جانے کہ اس کا ابھی اور کیا نتیجہ نکلے گا اور رقم کو فوراً تالے میں بند کر دینا چاہئے اور اس سارے قصے میں سب سے اچھی بات تو یہ ہوئی کہ فیدوسیا باورچی خانے ہی میں رہی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس بڑھیا لومڑی ریسلیخ کو ہرگز' ہرگز' ہرگز کچھ نہ بتایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ دو بجے تک یہ لوگ بیٹھے سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے۔ لیکن منگیتر کافی پہلے سونے چلی گئی۔ وہ حیرت زدہ اور کچھ رنجیدہ تھی۔

اس عرصے میں سویدریگا ئلوف ٹھیک آدھی رات کو پیٹرس برگ سائڈ جانے کے لئے توچکوف پل پر سے گزرے۔ بارش رک گئی تھی لیکن ہوا بڑے زوروں میں چل رہی تھی۔ وہ کانپنے لگے اور ذرا دیر کے لئے انہوں نے کچھ خاص تجسس بلکہ یک گونہ استفہامیہ انداز میں چھوٹی نیوا کے سیاہ پانی کو دیکھا۔ لیکن جلد ہی انہیں پانی کے اوپر کھڑے کھڑے بڑی ٹھنڈ لگنے لگی اور وہ مڑ کر بلشوئی پراسپکٹ پر چلتے رہے' کوئی آدھ گھنٹہ' کئی بار اندھیرے میں انہوں نے لکڑی کے فٹ پاتھ سے ٹھوکر کھائی لیکن پراسپکٹ کی داہنی طرف کو بڑے تجسس کے ساتھ کسی جگہ کو تلاش کرتے رہے۔ پراسپکٹ کے آخری سرے کے قریب انہوں نے کچھ دنوں پہلے ادھر سے گزرتے ہوئے ایک ہوٹل دیکھا تھا اس کا نام انہیں یاد تھا کہ کچھ "ادریانوپل" قسم کا تھا۔ ان کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ اس دور افتادہ کونے میں یہ ہوٹل ایک ایسا نمایاں مقام تھا کہ اس کو اندھیرے میں بھی نہ ڈھونڈ لینا ممکن نہیں تھا۔ یہ لکڑی کی ایک لمبی عمارت تھی جو کالی پڑ چکی تھی جس میں اتنی دیر ہو جانے کے بعد بھی روشنی تھی اور کچھ زندگی کے آثار تھے۔ وہ اس میں چلے گئے اور راہداری میں انہیں ایک چیتھڑے لگا آدمی ملا جس سے انہوں نے کمرے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے سویدریگا ئلوف کو آنکھوں آنکھوں میں آنکا اور فوراً انہیں ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا جو چھوٹا سا تھا اور اس میں بڑی گھٹن تھی۔ یہ کمرہ راہداری کے بالکل سرے پر کونے میں سیڑھیوں کے نیچے تھا لیکن اور کوئی کمرہ نہیں تھا' سب گھرے ہوئے تھے۔ چیتھڑے لگے آدمی نے سوالیہ نظروں

سے دیکھا۔

"چائے ہے؟" سوید ریگا ئلوف نے پوچھا۔

"مل سکتی ہے۔"

"اور کیا ہے؟"

"گوشت، وادکا، کڑک۔"

"چائے اور گوشت لے آیئے۔"

"بس؟ اور کچھ نہیں چاہئے؟" چیتھڑے لگے آدمی نے ذرا تعجب سے پوچھا۔

"کچھ نہیں، کچھ نہیں!"

چیتھڑے لگے آدمی کی ساری خوش فہمی دور ہو گئی اور وہ چلا گیا۔

سوید ریگا ئلوف نے سوچا "اچھی جگہ ہوئی یہ۔ یہ کیسے کہ میں اس کے بارے میں نہ جانتا تھا۔ غالباً میں بھی دیکھنے میں ایسا لگتا ہوں جیسے کسی ناچ گانے والے کیفے سے آ رہا ہوں اور راستے میں بھی کچھ رنگ رلیاں منائی ہوں۔ مگر یہ جاننا چاہئے کہ یہاں کون لوگ ٹھہرتے اور رات بسر کرتے ہیں؟"

انھوں نے موم بتی جلائی اور کمرے کا تفصیلی جائزہ لیا۔ یہ ایک کوٹھری تھی اور اتنی نیچی کہ سوید ریگا ئلوف ٹھیک سے کھڑے بھی نہ ہو سکتے تھے۔ اس میں بس ایک کھڑکی تھی، بستر بے حد گندہ تھا۔ سادہ سی رنگی ہوئی میز اور کرسی تقریباً پورے کمرے پر چھائی ہوئی تھی۔ دیواریں ایسی لگتی تھیں جیسے تختوں کی بنی ہوئی ہوں جن پر خستہ حال کاغذ چپکا ہوا تھا جو اتنا گرد آلود اور نچا کھچا تھا کہ اس کے (زرد) رنگ کا تو اندازہ لگایا جا سکتا تھا لیکن یہ پتہ چلانا ناممکن تھا کہ اس پر بیل بوٹے کیسے تھے۔ دیوار اور چھت کا ایک حصہ ڈھلواں کٹا ہوا تھا جیسے عام طور سے برساتیوں کا ہوتا ہے لیکن یہاں اس ڈھلواں چھت کے اوپر سے سیڑھیاں جاتی تھیں۔ سوید ریگا ئلوف نے موم بتی رکھ دی، بستر پر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے لیکن ان کی توجہ آخر کار پڑوس والے کمرے سے مسلسل آتی ہوئی عجیب سی کھسر پھسر کی طرف مبذول ہو گئی جو کبھی کبھی چیخ سی لگنے لگتی تھی۔ یہ کھسر پھسر جب سے وہ کمرے میں آئے تھے تب سے برابر جاری تھی۔ انھوں نے کان لگا کر سنا ---- کوئی ناراض ہو رہا تھا اور تقریباً روہانسی آواز میں کسی کو ڈانٹ ڈپٹ رہا تھا لیکن صرف ایک ہی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سوید ریگا ئلوف کھڑے ہو گئے، انھوں نے موم بتی کو ہاتھ کی اوٹ میں کر لیا اور فوراً ہی دیوار میں ایک شگاف روشن ہو گیا۔ وہ شگاف کے پاس گئے اور دیکھنے لگے۔ دوسرے کمرے میں جو ان کے اپنے کمرے سے تھوڑا بڑا تھا دو لوگ تھے۔ ایک اپنے کوٹ کے بغیر غیر معمولی طور پر گھنگھریالے بالوں اور سرخ سوجے ہوئے چہرے سمیت مقرر کے انداز میں کھڑا تھا، پاؤں ذرا پھیلائے ہوئے تاکہ توازن قائم رہے، اور سینے پر ہاتھ مار مار کے دوسرے کو بڑے دردناک انداز میں ڈانٹ ڈپٹ رہا تھا کہ وہ بھکاری ہے اور اس کا کسی طرح کا کوئی عہدہ نہیں ہے، کہ اس نے اسے گندگی سے نکالا ہے اور جب چاہے تب اسے نکال سکتا ہے اور اس سب کو صرف خدائے برتر دیکھ رہا ہے۔ ڈانٹ کھانے والا دوست کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کی شکل ایسے آدمی کی ہو رہی تھی جو چھینکنے کے لئے غیر معمولی طور پر پریشان ہو لیکن چھینک کسی طرح آتی نہ رہی ہو۔ وہ بس کبھی کبھی بھیڑ جیسی اور صاف نہ دیکھنے والی نظروں سے مقرر کو دیکھ لیتا تھا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بالکل نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ یہ بات کس چیز کی ہے اور وہ شاید ہی کچھ سن رہا ہو۔ میز پر موم بتی جل رہی تھی، وادکا کی تقریباً خالی صراحی، جام، روٹی، گلاس، کھیرے اور چائے کے برتن رکھے تھے جو

بہت پہلے پی جا چکی تھی۔ اس تصویر کو غور سے دیکھ کر سوید ریگا ئلوف بغیر کسی دلچسپی کے شگاف کے پاس سے چلے آئے اور پھر بستر پر بیٹھ گئے۔

چیتھڑے والا آدمی گوشت اور چائے لے کر آیا تو اس سے ایک بار پھر پوچھے بغیر نہیں رہا گیا کہ "کچھ اور تو نہ چاہئے؟" اور پھر انکار کا جواب سن کر کمرے سے چلا گیا۔ سوید ریگا ئلوف چائے پر ٹوٹ پڑے تاکہ خود کو گرم کر لیں۔ انھوں نے چائے تو ایک گلاس پی لی لیکن کھا وہ ایک ٹکڑا بھی نہیں سکے اس لئے کہ بھوک بالکل ہی ختم ہو چکی تھی۔ بظاہر انھیں بخار چڑھنا شروع ہو چکا تھا۔ انھوں نے اپنا اوور کوٹ اور جیکٹ اتارا اور خود کو کمبل میں لپیٹ کر بستر پر لیٹ گئے۔ انھیں جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی ---- "اس بار طبیعت ٹھیک رہتی تو بہتر ہوتا" انھوں نے سوچا اور مسکرانے لگے۔ کمرے میں گھٹن تھی، موم بتی کی روشنی دھندلی تھی، باہر صحن میں ہوا شور کر رہی تھی، کہیں کونے میں ایک چوہا کچھ کتر رہا تھا اور سارے کمرے سے جیسے چوہوں کی اور کسی چمڑے کی سی چیز کی مہک آ رہی تھی۔ وہ لیٹے ہوئے جاگتے میں خواب سے دیکھ رہے تھے، ایک کے بعد ایک خیالات کا تانا بندھا ہوا تھا۔ ایسا لگتا جیسے وہ اپنے تخیل کو کسی بھی چیز سے خاص طور پر وابستہ کرنا چاہتے تھے۔ "یہ کھڑکی کے نیچے ضرور کوئی نہ کوئی باغ ہوگا" وہ سوچ رہے تھے "پیڑوں میں ہوا شور کر رہی ہے، مجھے رات کو پیڑوں میں ہوا کا شور سخت ناپسند ہے، طوفان میں اور اندھیرے میں، بڑا برا احساس ہوتا ہے!" اور انھیں یاد آیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پیترووسکی پارک کے پاس سے گزرتے ہوئے انھوں نے اس کے شور کے بارے میں کراہت کے ساتھ سوچا تھا۔ پھر انھیں یوں ہی توچکوف پل کا اور چھوٹی نیوا کا خیال آیا اور انھیں پھر جیسے سردی لگنے لگی، جیسے تھوڑی دیر پہلے تب لگی تھی جب وہ پانی کے اوپر کھڑے تھے۔ "مجھے زندگی میں کبھی پانی نہیں اچھا لگا، یہاں تک کہ قدرتی مناظر کی تصویروں میں بھی" انھوں نے سوچا اور ایک عجیب خیال پر وہ پھر اچانک مسکرانے لگے ---- "لیکن اب تو ایسا لگتا ہے کہ اس ساری جمالیات اور آرام کے سلسلے میں سب کچھ یکساں ہونا چاہئے اور میں تو اور زیادہ توجہ سے کام لینے لگا ہوں، اس جانور کی طرح جو.... اسی طرح کی صورت حال میں اپنے لئے جگہ کا خاص طور سے انتخاب کرتا ہے۔ پیترووسکی پارک میں چلا جانا چاہئے تھا! غالباً وہاں اندھیرا تھا اور سردی لگ رہی تھی، ہی! ہی! خوشگوار احساسات کی ضرورت پڑی!.... آخر میں موم بتی کیوں نہیں بجھا رہا ہوں؟" انھوں نے موم بتی گل کر دی۔ "پڑوس کے کمرے والے بھی لیٹ چکے" انھوں نے سوچا اس لئے کہ اب انھیں شگاف میں روشنی نہ نظر آ رہی تھی۔ "اب دیکھئے نہ مارفا پیترووونا" اس وقت آپ کو آنا چاہئے تھا، اندھیرا ہے، جگہ مناسب ہے، اور وقت بالکل اچھوتا ہے۔ لیکن آپ تو بس اسی وقت نہیں آئیں گی...."

انھیں یاد آیا کہ کیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے، دونیا کے سلسلے میں اپنے منصوبے کی تکمیل سے گھنٹہ پہلے انھوں نے رسکولنیکوف کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اسے رزومیخن کی حفاظت میں دے دے۔ "دراصل شاید میں نے اپنے کو چڑانے کے لئے یہ کہا تھا، جیسا کہ رسکولنیکوف سمجھ بھی گیا! اور یہ رسکولنیکوف بہرحال لفنگا ہے! کتنی اپنے لئے مصیبت کر لی ہے! ہو سکتا ہے جب اپنی بیوقوفی سے چھلانگ لگا کر نکل جائے تو وقت گزرنے پر بڑا لفنگا بن جائے، اور اب تو وہ جینا بہت زیادہ چاہتا ہے! اس بات میں یہ لوگ ---- سب کمینے ہیں۔ خیر، لعنت ہے اس پر، جو چاہے کرے، مجھے کیا۔"

انھیں نیند بالکل نہیں آئی۔ رفتہ رفتہ دونیا کا ابھی تھوڑی دیر پہلے کا روپ ان کے سامنے آنے لگا اور اچانک ان کا سارا جسم کانپنے لگا۔ انھوں نے ہوش میں آتے ہوئے سوچا "نہیں اب اس سب کو دل سے نکال

دینا چاہئے۔ کسی اور چیز کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ بہت ہی عجیب اور مضحکہ خیز بات ہے---- کبھی کسی سے میں نے شدید نفرت نہیں کی' کبھی خاص طور سے بدلہ لینا بھی نہیں چاہا' اور یہ تو بری علامت ہے' بری علامت ہے! بحث کرنا بھی نہیں پسند تھا اور غصہ بھی نہیں آتا تھا---- یہ بھی بری علامت ہے! اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اس سے کیا کیا وعدے نہیں کئے' تھو' لعنت ہے! اور کون جانے اس نے شاید مجھے بالکل ہی بدل دیا ہوتا کسی طرح...." وہ پھر چپ ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور پھر ان کے سامنے دونیا کی تمثیل آ گئی' وہ ویسی ہی جیسی وہ تب تھی جب اس نے پہلی بار گولی چلائی تھی' بے انتہا ڈر گئی تھی اور ریوالور نیچا کر کے بے جان سی ہو کر انہیں دیکھنے لگی تھی' کیوں کہ اگر وہ چاہتے تو اسے دو بار پکڑ سکتے تھے اور انہوں نے اگر خود نہ یاد دلا دیا ہوتا تو وہ تو اپنی مدافعت میں ہاتھ تک نہ اٹھاتی۔ انہیں یاد آیا کہ اس لمحے کیسے ان کو دونیا پر رحم آنے لگا تھا' ان کا دل جیسے بھینچ کر رہ گیا تھا.... "اوہ' لعنت ہے! پھر یہی خیالات' اس سب کو دل سے نکال دینا چاہئے' نکال دینا چاہئے!...."

ان پر غفلت طاری ہو گئی۔ بخار کی کپکپی کم ہو گئی تھی۔ اچانک کوئی چیز کمبل کے نیچے ان کے ہاتھ پر اور پاؤں پر دوڑ گئی۔ وہ چونک پڑے۔

"تھو' لعنت ہے' یہ تو شاید چوہا ہے!" انہوں نے سوچا" وہ گوشت میں نے میز ہی پر چھوڑ دیا ہے نہ...." ان کا بالکل جی نہیں چاہتا تھا کہ وہ کمبل ہٹائیں' کھڑے ہوں' ٹھنڈ کھائیں' لیکن اچانک پھر کوئی ناگوار سی چیز ان کے پاؤں پر سرسرائی۔ انہوں نے کمبل اپنے اوپر سے جھٹک دیا اور موم بتی جلائی۔ بخار کی ٹھنڈ سے کانپتے ہوئے وہ جھک کر بستر کو دیکھنے لگے' کچھ بھی نہیں تھا۔ انہوں نے کمبل کو جھٹکا تو اچانک ایک چوہا اچھل کر چادر پر گر پڑا۔ وہ اسے پکڑنے کے لئے جھپٹے' لیکن چوہا بستر سے بھاگنے کی بجائے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگا' بار بار ان کی انگلیوں میں سے نکل جاتا' ان کے ہاتھ پر دوڑ جاتا اور اچانک بھاگ کر تکیے میں گھس گیا۔ انہوں نے تکیے کو نیچے پھینک دیا لیکن ایک لمحے کے لئے انہیں ایسا لگا جیسے چوہا اچک کر ان کے سینے پر آ گیا ہو اور ان کے اوپر سے دوڑ کر پیٹھ پر جا پہنچا اور قمیص کے اندر گھس گیا ہے۔ وہ اعصابی بوکھلاہٹ سے کانپ اٹھے اور ان کی آنکھ کھل گئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا' وہ بستر پر لیٹے تھے' ابھی تھوڑی دیر پہلے کی طرح کمبل میں لپٹے ہوئے۔ کھڑکی سے باہر ہوا بین کر رہی تھی۔ "کیسی بدبختی ہے!" انہوں نے جھنجھلا کر سوچا۔

وہ اٹھے اور کھڑکی کی طرف پیٹھ کر کے بستر کی نگر پر بیٹھ گئے۔ "نہ سونا ہی زیادہ اچھا ہے" انہوں نے طے کیا۔ لیکن کھڑکی سے ٹھنڈک اور نمی آ رہی تھی۔ انہوں نے اپنی جگہ سے اٹھے بغیر کمبل کھینچ کر اپنے آپ کو لپیٹ لیا۔ موم بتی انہوں نے نہیں جلائی۔ وہ کسی بھی چیز کے بارے میں نہیں سوچ رہے تھے اور سوچنا چاہتے بھی نہ تھے۔ لیکن تمثیلات کا تانتا بندھ گیا اور بے سر پیر کے اور بے تکے خیالات کے پرزے ادھر ادھر تیرنے لگے۔ ان پر پھر جیسے نیم غنودگی طاری ہو گئی۔ معلوم نہیں سردی سے' یا نمی سے' یا تاریکی سے' یا ہوا سے جو کھڑکی کے نیچے شور کر رہی تھی اور پیڑوں کو جھنجھوڑ رہی تھی' ان میں کوئی دور از قیاس رجحان اور شدید خواہش پیدا ہوئی' وہ بار بار پھولوں کا تصور کرتے رہے۔ ان کے تخیل میں ایک بہت ہی دلکش منظر تھا' روشن' گرم' تقریباً تپتا ہوا دن' تہوار کا سا دن' تثلیث کا دن۔ ایک بہت ہی شاندار' آرام دہ' انگلستانی ذوق کا دیہاتی بنگلہ جس میں خوشبودار پھولوں کے تختوں کی بھرمار' جو گھر کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے' دہلیز کے سائبان پر ہر طرف سے بیلیں چڑھی ہوئی اور گرداگرد گلاب کی کیاریاں' روشن اور ٹھنڈی سیڑھیاں' زینے دبیز ملائم قالین سے ڈھکے

ہوئے اور چینی گلدانوں میں نایاب پھول سجے ہوئے۔ انہوں نے خاص طور سے دیکھا کہ کھڑکیوں پر جو پانی بھرے گلدان تھے ان میں سفید اور نازک نرگس کے پھول تھے جو اپنے کھلتے ہوئے ہرے' موٹے اور لمبے ڈنٹھلوں سے لٹک رہے تھے اور ان کی مہک بہت ہی تیز تھی۔ وہ تو ان کے پاس سے ہٹنا ہی نہ چاہتے تھے لیکن وہ سیڑھیوں سے اوپر گئے اور اونچی چھت والے بڑے سے ہال میں داخل ہوئے اور وہاں بھی ہر جگہ' کھڑکیوں کے پاس' بیچ پر کھلنے والے دروازے کے پاس اور خود بیچ پر پھول ہی پھول تھے۔ فرش تازہ کٹی ہوئی مہکتی ہوئی گھاس سے ڈھکے تھے' کھڑکیاں کھلی تھیں اور ہال میں ہلکی ہلکی' سرد' تازہ ہوا آ رہی تھی' کھڑکیوں سے باہر چڑیاں چہچہا رہی تھیں اور بیچ ہال میں' سفید اطلس میں لپٹی ہوئی ایک میز پر ایک تابوت رکھا ہوا تھا۔ یہ تابوت سفید ریشم سے ڈھکا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف گھنی سفید جھالر ٹکی ہوئی تھی۔ پھولوں کے ہار اسے ہر طرف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ پھولوں کے بیچ میں ایک لڑکی لیٹی تھی' سفید تنزیب کا لباس پہنے' ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے بالکل ایسے لگ رہے تھے جیسے مرمر سے تراشے گئے تھے۔ لیکن اس کے کھلے ہوئے' ہلکے سنہرے بال بھیگے تھے۔ اس کے سر پر گلاب کے پھولوں کا ہالہ تھا۔ اس کے چہرے کے تند اور سخت ہو جانے والے خدوخال مرمر سے تراشے ہوئے لگ رہے تھے لیکن اس کے سفید ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جس سے بڑوں کی سی شدید اذیت اور سخت شکایت ٹپک رہی تھی۔ سویدریگائلوف اس لڑکی کو جانتے تھے۔ اس تابوت کے پاس کوئی مقدس شبیہہ نہیں تھی' نہ کوئی شمع جل رہی تھی اور کہیں سے دعائیں بھی نہیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس لڑکی نے خودکشی کر لی تھی' پانی میں ڈوب کر جان دے دی تھی۔ وہ صرف چودہ سال کی تھی لیکن اس کا دل ٹوٹ چکا تھا اور اس نے خود کو ختم کر دیا' بے عزتی کئے جانے کے غم میں' جو اس نو عمر بچگانہ دل کے لئے بہت ہی بھیانک اور حیرت انگیز تھی' اور اس کی فرشتوں جیسی پاک روح پر بیجا شرم بن کر چھا گئی تھی اور انتہائی ناامیدی کی آخری چیخ بن کر نکلی تھی اور ایک تاریک رات میں' اندھیرے میں' برف پگھلنے کی نمی میں' جب ہوا چنگھاڑ رہی تھی' سنی ہی نہیں گئی اور انتہائی بدتمیزی سے دھتکار دی گئی....

سویدریگائلوف کی آنکھ کھل گئی اور وہ بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ٹٹول کر چٹخنی تلاش کی اور کھڑکی کھول دی۔ ہوا کا ایک غضب ناک جھونکا ان کے چھوٹے سے کمرے میں آیا اور ان کے چہرے اور صرف قمیص سے ڈھکے ہوئے سینے پر پالے کی برف جیسے لیپ گئی۔ کھڑکی کے نیچے ضرور کوئی باغ قسم کی چیز تھی اور شاید باغ نشاط جیسی کوئی چیز۔ دن میں شاید یہاں بھی گانے گائے جاتے تھے اور میزوں پر چائے پہنچائی جاتی تھی۔ اس وقت تو پیڑوں اور جھاڑیوں سے پھوار کے جھونکے اڑ رہے تھے' اندھیرا تھا جیسے تہ خانوں میں ہوتا ہے اور بس تاریک دھبے سے ذرا ذرا نظر آتے تھے جنہیں چیزیں سمجھا جا سکتا تھا۔ سویدریگائلوف نے جھک کر کہنیاں کھڑکی کی سل پر ٹکا لیں اور کوئی پانچ منٹ تک اس اندھیرے میں جھانکتے رہے۔ رات کے اندھیرے میں ایک توپ داغی اور پھر دوسری۔

"اوہو' خبردار کیا جا رہا ہے! پانی چڑھ رہا ہے" انہوں نے سوچا" صبح تک ان جگہوں پر ہنگامہ مچا رہا ہوگا جو نیچی ہیں' سڑکوں پر آ جائے گا' تہ خانوں میں بھر جائے گا' تہ خانوں کے چوہے تیرتے پھریں گے اور لوگ برستے پانی میں بھیگتے ہوئے گالیاں بکتے ہوئے اپنے کباڑ کو اوپر کی منزل پر لے جانا شروع کریں گے.... اور اس وقت کیا بجا ہے؟" اور انہوں نے یہ سوچا ہی تھا کہ کہیں پاس ہی تیزی سے ٹک ٹک ٹک ٹک کرتی ہوئی دیواری گھڑی نے تین بجائے۔ "آہا' گھنٹے بھر میں اجالا ہو جائے گا! انتظار کس لئے کرتا ہے؟ ابھی جاتا ہوں' سیدھے پتروفسکی پارک

میں جاؤں گا اور وہاں کوئی بڑی سی جھاڑی ڈھونڈ لوں گا جو پانی سے بالکل تر ہو تاکہ جیسے ہی اس سے کندھا لگے ویسے ہی سر پر لاکھوں بوندیں گر پڑیں...." انہوں نے کھڑکی سے ہٹ کر اسے بند کیا' موم بتی جلائی' اپنی واسکٹ' اوورکوٹ اور ہیٹ پہنی اور موم بتی لئے ہوئے راہداری میں آ گئے تاکہ کہیں طرح طرح کے کباڑ اور موم بتی کے ٹکڑوں کے بیچ میں سوئے ہوئے چیتھڑے لگے آدمی کو تلاش کریں' اسے کمرے کا کرایہ دیں اور ہوٹل سے چلے جائیں۔ "یہی سب سے اچھا وقت ہے' اس سے بہتر وقت کا انتخاب نہیں کیا جا سکتا!"

وہ لمبی اور تنگ راہداری میں دیر تک چلتے رہے لیکن انہیں کوئی بھی نہیں ملا اور وہ چلا کر آواز دینا ہی چاہتے تھے کہ اچانک ایک اندھیرے کونے میں ایک پرانی الماری اور دروازے کے بیچ میں انہیں ایک عجیب سی چیز نظر آئی جو زندہ سی لگ رہی تھی۔ وہ موم بتی سمیت جھکے تو انہوں نے ایک بچے کو دیکھا---- زیادہ سے زیادہ کوئی پانچ سال کی لڑکی' فرش پونچھنے کے چیتھڑے کی طرح کے گیلے کپڑے پہنے کانپ رہی تھی اور رو رہی تھی۔ اسے سویدریگا کلوف سے ذرا بھی ڈر نہیں لگا لیکن اس نے سویدریگا کلوف کو اپنی بڑی بڑی کالی آنکھوں سے مبہم سی حیرت کے ساتھ دیکھا۔ وہ کبھی کبھی سسکیاں بھرتی جیسے بچے دیر تک رونے کے بعد چپ بھی ہو جاتے ہیں تب بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سسکیاں بھرتے رہتے ہیں۔ لڑکی کا چہرہ بالکل پیلا اور تھکا ہوا تھا' وہ سردی سے بالکل ٹھٹھر گئی تھی' لیکن "وہ یہاں پہنچی کیسے؟ مطلب یہ کہ وہ یہاں چھپی ہوئی تھی اور ساری رات سوئی نہیں؟" سویدریگا کلوف نے اس سے پوچھنا شروع کیا۔ لڑکی میں اچانک جیسے جان پڑ گئی اور اس نے جلدی جلدی اپنی بچوں کی سی زبان میں کچھ بتایا۔ اس میں کچھ "ماما" کا ذکر تھا اور یہ کہ "ماما ماریں گی" کچھ کسی پیالی کی بات تھی جو "ٹوٹ" گئی تھی۔ لڑکی مسلسل باتیں کئے جا رہی تھی اور اس پورے قصے سے کچھ تھوڑا بہت اندازہ کر لینا ممکن تھا کہ اس بچی سے کوئی پیار نہ کرتا تھا اور اس کی ماں' جو ہر وقت نشے میں رہنے والی باورچن تھی' شاید اسی ہوٹل میں' اسے ہر وقت مارتی اور ڈراتی رہتی تھی۔ کہ لڑکی سے ماما کی پیالی ٹوٹ گئی تھی اور وہ اس سے اتنی ڈر گئی تھی کہ شام ہی کو بھاگ کھڑی ہوئی' بڑی دیر تک تو غالباً کہیں صحن میں چھپی رہی' بارش میں' لیکن پھر آخر کار یہاں آ گئی اور الماری کے پیچھے چھپ کر ساری رات اسی کونے میں بیٹھی رہی' بھیگے کپڑوں میں' اندھیرے کے ڈر سے اور اس خوف سے کانپتی اور روتی رہی کہ اب اسے اس سب کے لئے بہت پیٹا جائے گا۔ سویدریگا کلوف نے اسے گود میں اٹھا لیا' اپنے کمرے میں آئے اور اسے بستر پر بٹھا کر اس کے کپڑے اتارنے لگے۔ بن موزوں کے پاؤں پر اس کے چھیدوں بھرے جوتے ایسے بھیگے ہوئے تھے جیسے ساری رات کسی چہ بچے میں پڑے رہے ہوں... اس کے کپڑے اتار کر سویدریگا کلوف نے اسے بستر پر لٹا دیا اور کمبل میں اسے پوری طرح سر سمیت لپیٹ دیا۔ وہ فوراً سو گئی۔ یہ سب کر کے وہ پھر اکتا کر سوچنے لگے۔

اچانک انہوں نے غصے کے گراں احساس کے ساتھ فیصلہ کیا "یہ ایک اور مصیبت اپنے سر لے لی! کیا بیوقوفی ہے!" جھنجلاہٹ میں انہوں نے موم بتی اٹھائی کہ جا کر اس چیتھڑے لگے آدمی کو ڈھونڈ لیں چاہے وہ کہیں بھی ہو اور جلدی سے یہاں سے چلے جائیں۔ "اف یہ بچی!" انہوں نے دروازہ کھولتے ہوئے لعنت بھیجنے کے انداز میں سوچا لیکن ایک بار پھر مڑ کر لڑکی کو دیکھ لیا کہ وہ سو رہی ہے یا نہیں اور کیسے سو رہی ہے؟ انہوں نے احتیاط کے ساتھ کمبل اٹھایا۔ لڑکی بڑے چین سے گہری نیند میں سو رہی تھی۔ کمبل کے نیچے وہ گرم ہو گئی تھی اور اس کے پیلے پڑے ہوئے گالوں پر رنگ آنے لگا تھا۔ لیکن عجیب بات تھی کہ یہ رنگ بچپن کے چہرے کی عام سرخی سے زیادہ گہرا اور شوخ تھا۔ "یہ بخار کی سرخی ہے" سویدریگا کلوف نے سوچا "یہ تو شراب کی سرخی جیسی

ہے' بالکل جیسے اسے پورا گلاس بھر شراب پلا دی گئی ہو۔ سرخ سرخ ہونٹ جیسے دہک رہے ہوں' دمک رہے ہوں' لیکن یہ کیا ہے؟" اچانک انہیں لگا کہ لڑکی کی لمبی لمبی کالی کالی پلکیں جیسے ہل رہی ہوں اور جھپک رہی ہوں' جیسے ذرا ذرا اٹھ رہی ہوں اور ان کے نیچے سے تیر جیسی تیز اور بالکل غیر بچگانہ جیسی آنکھیں جھپک جھپک کر انہیں دیکھ رہی ہوں جیسے لڑکی سو نہ رہی ہو بلکہ سوتی بنی ہوئی ہو۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ہل رہے ہیں' ہونٹوں کے کونے کانپ رہے ہیں جیسے مسکراہٹ کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ لیکن اب تو اس نے ضبط کرنا بھی چھوڑ دیا۔ اب تو یہ ہنسی تھی' صریحی ہنسی' اس چہرے میں' جو بالکل ہی بچوں کا سا نہ تھا' کچھ بے حیائی کی' چھیڑنے والے بات تھی' یہ بدکاری تھی' یہ کسی رنڈی کا چہرہ تھا' فرانسیسی عورتوں میں بازاری رنڈی کا بے شرم چہرہ۔ اور اب تو وہ بالکل چھپاتی ہی نہیں' دونوں آنکھیں اس نے کھول دیں جو انہیں آتشیں اور بے حیا و بے لحاظ نظروں سے دیکھ رہی ہیں' انہیں بلا رہی ہیں' ہنس رہی ہیں.... اس ہنسی میں' ان آنکھوں میں اور بچی کے چہرے کی اس ساری کمینگی میں کوئی چیز بے انتہا بدتمیزی کی اور شرمناک تھی۔ "کیسے! پانچ سال کی عمر میں!" سویدریگا کلوف نے سچ مچ بھیانک پن کے احساس کے ساتھ دبی زبان سے کہا "یہ.... یہ آخر ہے کیا؟" اور پھر اس لڑکی نے اپنا پورا دہکتا ہوا چہرہ پوری طرح سے سویدریگا کلوف کی طرف موڑ دیا اور ہاتھ پھیلا دیئے... "اف ملعون!" سویدریگا کلوف ڈر کر چلائے اور اسے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا.... لیکن اسی وقت وہ جاگ پڑے۔

وہ اسی بستر پر لیٹے تھے' ویسے ہی کمبل میں لپٹے ہوئے۔ موم بتی بھی نہیں جل رہی تھی اور کھڑکی سے آتی ہوئی روشنی سے معلوم ہوتا تھا کہ دن چڑھ آیا۔

"ساری رات ڈراؤنے خواب دیکھتا رہا!" وہ غصے میں اٹھے' انہیں لگ رہا تھا کہ ان کا سارا بدن ٹوٹ رہا ہے' ہڈیاں درد کر رہی تھیں۔ صحن میں کہرا چھایا ہوا تھا اور کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ پانچ بجنے والے تھے' زیادہ سو گیا! وہ اٹھے اور انہوں نے اپنا جیکٹ اور اوورکوٹ پہنا جو ابھی تک نم تھا۔ جیب میں ریوالور کی موجودگی کا احساس ہوا تو انہوں نے اسے نکال لیا اور اس کی ٹوپی ٹھیک سے جمائی۔ پھر بیٹھ گئے' جیب سے ایک نوٹ بک نکالی اور اس کے پہلے' سب سے نمایاں صفحے پر بڑے بڑے حروف میں کچھ سطریں لکھیں۔ انہیں پڑھ کر وہ میز پر ایک کہنی ٹیک کر کچھ سوچنے لگے۔ ریوالور اور نوٹ بک وہیں کہنی کے پاس ہی پڑے تھے۔ مکھیاں جاگ اٹھی تھیں اور رات کے گوشت کے ٹکڑے پر منڈلانے لگیں جسے انہوں نے ہاتھ بھی نہ لگایا تھا اور جو وہیں میز پر رکھا تھا۔ وہ دیر تک انہیں دیکھتے رہے پھر اپنے دائیں ہاتھ سے' جو خالی تھا' ایک مکھی کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ دیر تک انہوں نے اپنی یہ کوشش جاری رکھی لیکن مکھی کو کسی طرح پکڑ نہیں سکے۔ آخر کار ان کو یہ احساس ہوا کہ وہ تو اس دلچسپ مشغلے میں لگے ہوئے ہیں اور وہ چونک پڑے' کھڑے ہوئے اور فیصلہ کن انداز میں کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایک منٹ میں وہ سڑک پر آ گئے۔

شہر پر گہرا دودھیا کہرا چھایا ہوا تھا۔ سویدریگا کلوف پھسلن والے گندے لکڑی کے فٹ پاتھ پر چھوٹی نیوا کی طرف چلے۔ وہ چھوٹی نیوا میں رات کو چڑھ آنے والے پانی کا' پتروفسکی جزیرے کا' تر بتر روشوں کا' بھیگی ہوئی گھاس' بھیگے ہوئے پیڑوں اور جھاڑیوں اور آخر کار اس خاص جھاڑی کا تصور کر رہے تھے.... جھنجلا کر وہ گھروں کو دیکھنے لگے تاکہ کسی اور چیز کے بارے میں سوچیں۔ پراسپکٹ پر کوئی راہ گیر ملا نہ کوئی گاڑی والا۔ شوخ زرد رنگ کے لکڑی کے مکان' جن کی کھڑکیوں کے پٹ بند تھے' خستہ حال اور گندے نظر آ رہے تھے' ٹھنڈا اور

تھی نے ان کے پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ٹھٹھرنے لگے۔ کبھی کبھی ان کی نظر دکانوں اور ترکاریوں کی دکانوں کے سائن بورڈ پر پڑ جاتی اور ہر ایک کو وہ بڑے غور سے پڑھتے۔ لکڑی کا فٹ پاتھ ختم ہو گیا اور وہ پتھر کے ایک بڑے سے مکان کے برابر پہنچ گئے۔ سردی سے کانپتے ہوئے ایک گندے سے کتے نے، جو اپنی دم ٹانگوں میں دبائے ہوئے تھا' ان کا راستہ کاٹا۔ کوئی شخص نشے میں بالکل مدہوش گرم اوور کوٹ پہنے منہ کے بل فٹ پاتھ پر آڑا آڑا لیٹا ہوا تھا۔ سویدریگائلوف نے اسے دیکھا اور آگے بڑھ گئے۔ بائیں طرف کو انہیں ایک اونچا سا مینار دکھائی دیا۔ "واہ!" انہوں نے سوچا "یہ ہے تو جگہ' پتروفسکی جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کم سے کم سرکاری گواہ تو موجود ہوگا..." وہ اس نئے خیال پر مسکراتے مسکراتے رہ گئے اور دوسری سڑک پر مڑ گئے۔ وہیں مینار والا مکان واقع تھا۔ گھر کے بڑے سے بند پھاٹک کے پاس اس سے کندھے ٹیکے ہوئے ایک پستہ قد آدمی کھڑا تھا جو سرمئی رنگ کا فوجی کوٹ پہنے اور اکائلیز کی سی تانبے کی ٹوپی لگائے تھا۔ اس نے قریب آتے ہوئے سویدریگائلوف کو نیند میں ڈوبی ہوئی سرد نظروں سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر وہی صدیوں پرانی کھسیانی اداسی تھی جو بلا استثنا کے سارے یہودی قبیلوں کے چہروں پر بڑی ترشی کے ساتھ نقش ہو گئی ہے۔ وہ دونوں' سویدریگائلوف اور اکائلیز تھوڑی دیر تک چپ چاپ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر کار اکائلیز کو یہ ٹھیک نہیں لگا کہ ایک شخص' جو شراب کے نشے میں نہیں ہے' تین قدم کے فاصلے پر اس کے سامنے کھڑا ہوا اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے اور کہہ کچھ نہیں رہا ہے۔

"ارے' تمہیں یہاں کیا چاہئے؟" اس نے ہلے ڈلے بغیر اور اپنی حالت میں کوئی تبدیلی کئے بغیر کہا۔

"کچھ نہیں بھائی' کیا حال چال ہیں!" سویدریگائلوف نے جواب دیا۔

"یہ جگہ نہیں ہے۔"

"میں بھائی پردیس جا رہا ہوں۔"

"پردیس؟"

"امریکہ جا رہا ہوں۔"

"امریکہ؟"

سویدریگائلوف نے ریوالور نکالا اور اس کا گھوڑا چڑھا لیا۔ اکائلیز نے تیوریاں چڑھا لیں۔

"ارے' یہ کیا کر رہے ہو' یہ مذاق کی یہ جگہ نہیں ہے!"

"ارے آخر جگہ کیوں نہیں ہے؟"

"بس نہیں ہے تو نہیں ہے یہ جگہ۔"

"ارے بھائی' سب برابر ہے۔ جگہ اچھی ہے۔ اگر تم سے پوچھیں تو یہی بتا دینا کہ کہہ رہا تھا امریکہ گیا۔"

انہوں نے ریوالور اپنی دائیں کنپٹی پر رکھا۔

"ارے ارے' یہاں منع ہے' یہ جگہ نہیں ہے!" اکائلیز نے جلدی سے اور آنکھ پھاڑتے ہوئے کہا۔

سویدریگائلوف نے لبلبی دبا دی۔

7

اسی دن شام کو سات بجے کے قریب رسکولنیکوف اپنی ماں اور بہن کے فلیٹ میں گیا۔ بکالیف کے مکان

کے اس فلیٹ میں جہاں رزومیخن نے ان لوگوں کے رہنے کا بندوبست کر دیا تھا۔ سڑک ہی سے سیڑھیوں پر جانے کا راستہ تھا۔ رسکولنیکوف اب بھی رک رک کر قدم اٹھاتا ہوا جا رہا تھا جیسے اس پس و پیش میں ہو کہ جائے یا نہیں۔ لیکن وہ واپس نہ جاتا اس لئے کہ وہ فیصلہ کر چکا تھا۔ اس نے سوچا "ویسے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ وہ لوگ تو ابھی کچھ جانتیں نہیں۔ اور مجھے سنکی سمجھنے کی عادت تو ہو ہی گئی ہے..." اس کا لباس بہت ہی خراب حالت میں تھا' کیچڑ میں لت پت اس لئے کہ ساری رات وہ بارش میں رہا تھا اور پھٹا پرانا تو تھا ہی۔ تھکن' خراب موسم' جسمانی تکان اور اپنے آپ سے چوبیس گھنٹے سے ذرا ہی کم کی جدوجہد سے اس کا چہرہ تقریباً مسخ ہو چکا تھا۔ پچھلی ساری رات وہ اکیلا رہا تھا' خدا ہی جانے کہاں۔ لیکن کم سے کم اس نے فیصلہ تو کر لیا تھا۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔ ماں نے دروازہ کھولا۔ دونیا گھر پر نہیں تھی اور اس وقت نوکرانی بھی کہیں گئی ہوئی تھی۔ پہلے تو مارے خوشی اور حیرت کے پولخیریا الکساندروونا کی زبان ہی بند ہو گئی۔ پھر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹ کر کمرے میں لے گئیں۔

"دیکھا' تم آ گئے نہ!" انہوں نے خوشی کے مارے اٹک اٹک کر کہنا شروع کیا۔ "مجھ پر ناراض مت ہونا رو دیا کہ میں اتنی بیوقوفی سے آنکھوں میں آنسو بھرے تمہارا خیر مقدم کر رہی ہوں۔ یہ تو میں ہنس رہی ہوں' میں رو نہیں رہی۔ تم سمجھتے ہو میں رو رہی ہوں؟ نہیں' میں تو خوش ہو رہی ہوں اور میری عادت ہی ایسی بیوقوفی کی ہے' آنسو تھمتے ہی نہیں۔ جب سے تمہارے باپ مرے تب سے بات بات پر رو پڑتی ہوں۔ بیٹھو میری جان' تھک گئے ہو' میں دیکھ رہی ہوں۔ اف' تم کیسے کیچڑ پانی میں لت پت ہو۔"

"ماما' کل میں بارش میں پھنس گیا تھا..." رسکولنیکوف نے کہنا شروع کیا۔

"ارے نہیں' نہیں" پولخیریا الکساندروونا نے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے کہا "تم سمجھے کہ میں تم سے پھر سوالات کرنا شروع کر دوں گی' پہلے کی' عورتوں جیسی عادت کے مطابق۔ مگر تم پریشان مت ہو۔ میں تو سمجھتی ہوں' سب سمجھتی ہوں۔ اب میں نے یہاں کے طور طریقے سیکھ لئے ہیں اور سچی بات ہے' خود ہی دیکھتی ہوں کہ یہاں زیادہ سمجھداری ہے۔ میں نے ہمیشہ کے لئے طے کر لیا ہے کہ میں بھلا تمہارے خیالات کو کیسے سمجھ سکتی ہوں اور تم سے پوچھ گچھ کر سکتی ہوں؟ اب تمہارے تو خدا جانے کیا معاملات ہیں اور منصوبے ہیں' یا دماغ میں کون سے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اب میں بھلا تم کو ٹہوکے لگاؤں اور تم سے پوچھوں کہ بتاؤ تم کیا سوچ رہے ہو؟ میں تو... اف' میرے مالک! ارے یہ میں پاگل کی طرح ادھر ادھر کیا ٹہل رہی ہوں... رو دیا میں رسالے میں تمہارا مضمون تیسری بار پڑھ رہی ہوں' مجھے دمیتری پروکوفیچ نے لا کر دیا ہے۔ جب میں نے دیکھا تو ایسی آہ بھری۔ میں نے اپنے بارے میں سوچا کہ میں بھی کیسی بیوقوف ہوں' وہ تو اس میں مصروف رہتا ہے' یہ ہے ساری پہیلی! ہو سکتا ہے اس کے دماغ میں نئے نئے خیالات ہوں' وہ ان کے بارے میں سوچتا رہتا ہوگا اور میں اسے پریشان اور دق کرتی ہوں۔ پڑھتی ہوں' میری جان' اور ظاہر ہے کہ بہت کچھ نہیں سمجھتی۔ لیکن وہ تو خیر ہونا ہی چاہئے--- میں کہاں سمجھ سکتی ہوں؟"

"مجھے دکھائیے ماما۔"

رسکولنیکوف نے رسالہ لے لیا اور اپنے مضمون کو سرسری طور پر دیکھا۔ اس کی حالت اور ذہنی کیفیت کے تو یہ بالکل متضاد تھا لیکن اسے اسی عجیب و غریب اور تلخ و شیریں احساس کا تجربہ ہوا جو ہر مصنف کو ہوتا ہے جب وہ پہلی بار اپنی کوئی تصنیف چھپی ہوئی دیکھتا ہے۔ اور وہ تو ابھی تئیس ہی سال کا تھا۔ یہ ایک لمحے کی بات

تھی۔ اس نے چند سطریں پڑھ کر تیوری چڑھائی اور اس کے دل کو شدید رنج نے دبوچ لیا۔ پچھلے مہینوں کی اس کی ساری ذہنی جدوجہد اسے اچانک یاد آ گئی۔ کراہت اور جھنجلاہٹ کے ساتھ اس نے مضمون کو میز پر پھینک دیا۔

"لیکن روودیا میں چاہے جتنی بھی بیوقوف ہوں پھر بھی یہ تو فیصلہ میں کر ہی سکتی ہوں کہ جلد ہی تم اگر ہمارے علم والوں کی دنیا میں سب سے بڑے نہیں تو صف اول کے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور ان لوگوں نے تمہارے بارے میں یہ سوچنے کی ہمت کی کہ تم پاگل ہو! ہا' ہا' ہا! تمہیں پتہ نہیں ـــــ ارے سوچا تھا ان لوگوں نے! ارے یہ بیچ کیڑے' ارے یہ کہاں سمجھ سکتے ہیں کہ عقل ہوتی کیا ہے! اور روودیا نے بھی تقریباً یقین کر لیا تھا ـــــ اب بتاؤ! تمہارے مرحوم باپ نے دو بار رسالوں کو چیزیں بھیجیں ـــــ پہلے تو نظمیں (میرے پاس کاپی میں محفوظ ہیں' میں کبھی تمہیں دکھاؤں گی) اور پھر ایک پورا طویل افسانہ (میں نے خود درخواست کی کہ وہ مجھے اس کی نقل کر لینے دیں) اور ہم دونوں نے کیسی دعائیں کیں کہ اشاعت کیلئے وہ لوگ لے لیں ـــــ مگر نہیں لیا! روودیا میں چھ سات دن پہلے تمہارے کپڑوں کو دیکھ کر' یہ دیکھ کر کہ تم کیسے زندگی بسر کرتے ہو' کیا کھاتے ہو اور کیا پہنتے ہو' کڑھا کرتی تھی۔ لیکن اب میں دیکھتی ہوں کہ میں پھر کتنی بیوقوف تھی اس لئے کہ تم اگر چاہو تو ابھی سب کچھ حاصل کر سکتے ہو' اپنی عقل اور استعداد سے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب تم ابھی نہیں چاہتے اور کہیں زیادہ اہم معاملات میں مصروف ہو....."

"ماما دونیا گھر پر نہیں ہے؟"

"نہیں روودیا۔ اکثر اسے گھر پر نہیں دیکھتی' مجھے اکیلا چھوڑ جاتی ہے۔ دمیتری پروکو فیچ کا شکریہ کہ وہ میرے پاس بیٹھنے کو آ جاتے ہیں اور سارے وقت تمہارے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ تم سے میری جان وہ بہت محبت کرتے ہیں اور تمہاری عزت کرتے ہیں۔ تمہاری بہن کے بارے میں یہ تو میں نہیں کہتی کہ وہ میرے ساتھ بہت بے ادبی کرتی ہے۔ میں شکایت نہیں کر رہی ہوں۔ اس کی اپنی شخصیت ہے' میری اپنی۔ اس کے کچھ اپنے بھی راز پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن میں تو تم لوگوں سے کوئی بات راز رکھتی نہیں۔ ظاہر ہے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ دونیا بہت سمجھدار ہے اور اس کے علاوہ وہ مجھ سے اور تم سے محبت کرتی ہے..... لیکن اب میں نہیں جانتی کہ اس سب کا انجام کیا ہو گا۔ اب تم نے روودیا اس وقت مجھے خوش کر دیا جو آ گئے لیکن وہ پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔ آئے گی تو میں بتاؤں گی کہ تم نہیں تھیں تو بھائی آیا تھا' اور تم کہاں رہیں اتنی دیر؟' روودیا تم میری بہت فکر نہ کرنا۔ تمہیں موقع ملے تو آ جانا' نہ ملے تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے' میں انتظار کروں گی۔ یہ تو میں جانتی ہی رہوں گی کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ میرے لئے یہی بہت ہے۔ یہ تمہارا مضمون پڑھوں گی' سارے لوگوں سے تمہاری باتیں سنوں گی اور کبھی کبھار تم خود ملنے آ جاؤ گے تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟ اب جیسے اس وقت آ گئے ماں کو تسلی دینے' میں دیکھ رہی ہوں....."

اتنا کہہ کر پولخیریا الکساندروونا اچانک رونے لگیں۔

"پھر میں نے شروع کر دیا! تم مجھ بیوقوف کو نہ دیکھو! آہ' میرے مالک' ارے میں بیٹھی کس لئے ہوں" وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی چلائیں "آخر کافی تو ہے اور میں تمہیں نہیں دے رہی ہوں! اسی کو تو کہتے ہیں کہ بوڑھے لوگ بس اپنے ہی بارے میں سوچتے ہیں۔ ابھی' ابھی!"

"ماما' رہنے دیجئے' میں بس ابھی جا رہا ہوں۔ میں اس کے لئے نہیں آیا تھا۔ آپ مہربانی کر کے ذرا میری

بات سن لیجئے۔"

پولخیریا الکساندروونا جھجکتے ہوئے اس کے پاس آ گئیں۔

"ماما' چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے' چاہے آپ میرے بارے میں کچھ بھی کیوں نہ سنیں' آپ سے میرے بارے میں چاہے کچھ بھی کیوں نہ کہا جائے' پھر بھی آپ مجھ سے ایسے ہی پیار کرتی رہیں گی جیسے اس وقت کرتی ہیں؟" اس نے اچانک بھرے دل سے سوال کیا جیسے نہ اپنے الفاظ کے بارے میں سوچ رہا ہو اور نہ انہیں تول رہا ہو۔

"روودیا' روودیا' تمہیں کیا ہوا ہے؟ آخر تم اس کے بارے میں پوچھ کیسے سکتے ہو! آخر تمہارے بارے میں کون مجھ سے کچھ بھی کہے گا؟ ارے میں کسی کا بھی یقین نہیں کروں گی' چاہے کوئی بھی میرے پاس کیوں نہ آئے میں اسے دھتکار دوں گی۔"

"میں آپ کو یقین دلانے آیا ہوں کہ میں نے ہمیشہ آپ سے محبت کی ہے اور اس وقت میں خوش ہوں کہ ہم اکیلے ہیں' بلکہ اس پر بھی خوش ہوں کہ دونیا بھی نہیں ہے" اس نے اسی دلفور جذبات کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی "میں آپ سے صاف صاف یہ کہنے آیا ہوں کہ چاہے آپ کو بہت رنج بھی ہو تو بھی یہ یاد رکھئے گا کہ آپ کا بیٹا اب آپ سے اپنے سے زیادہ محبت کرتا ہے اور آپ جو کچھ بھی میرے بارے میں سوچتی تھیں کہ میں سنگ دل ہوں اور آپ سے محبت نہیں کرتا' وہ بالکل سچ نہیں تھا۔ میں آپ سے ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ بس اتنا کافی ہے۔ مجھے لگا کہ یہی کرنا ضروری ہے اور اسی سے شروع کرنا چاہئے....."

پولخیریا الکساندروونا نے چپ چاپ اسے گلے لگا لیا' اپنے سینے سے لپٹا لیا اور چپکے چپکے رونے لگیں۔

"روودیا مجھے معلوم نہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے" آخرکار انہوں نے کہا "میں اس سارے وقت سوچتی رہی کہ ہم لوگوں نے تمہیں بس عاجز کر دیا ہے اور اب میں خود دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں کوئی بہت بڑا رنج پہنچنے والا ہے' اسی لئے تم غمگین ہو رہے ہو۔ روودیا میں بہت دنوں سے یہ محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے معاف کرنا کہ میں نے اس کی بات کی۔ سارے وقت اسی کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں اور رات کو سوتی بھی نہیں۔ آج رات کو تمہاری بہن سوتے میں سارے وقت بڑبڑاتی رہی اور صرف تمہاری باتیں کرتی رہی۔ میں نے کچھ سنا تو لیکن سمجھی کچھ نہیں۔ صبح بھر یوں ٹہلتی رہی جیسے سزائے موت ملنے والی ہے' کسی چیز کا انتظار کر رہی تھی' پہلے سے محسوس کر رہی تھی' انتظار کر رہی تھی اور اب وہ ہو ہی گئی! روودیا' روودیا' تم کہاں جا رہے ہو؟ تم کیا کہیں جانے والے ہو؟"

"جا رہا ہوں۔"

"میں نے یہی سوچا تھا! اور میں بھی تو تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں' اگر تمہیں ضرورت ہو تو۔ اور دونیا بھی' وہ تمہیں بہت چاہتی ہے۔ اور شاید سونیا سیمیونوونا بھی' اگر ضرورت ہو تو وہ بھی ہمارے ساتھ چلے' میں بڑی خوشی سے اسے اپنی بیٹی کی طرح لے چلوں گی۔ ہم سب کے ساتھ چلنے میں دمیتری پروکو فیچ ہماری مدد کریں گے..... لیکن..... تم کہاں..... جا رہے ہو؟"

"الوداع' ماما۔"

"کیا' آج ہی؟" وہ یوں چیخ پڑیں جیسے اس سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ رہی ہوں۔

"میں اب نہیں ٹھہر سکتا' میرے جانے کا وقت آ گیا' میرا جانا بہت ضروری ہے....."

"اور میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتی؟"

"نہیں' اور آپ گھٹنوں کے بل ہو کر خدا سے میرے لئے دعا کیجئے۔ آپ کی دعا شاید سن لی جائے!"

"لاؤ میں تمہارے اوپر صلیب کا نشان بنا دوں' تمہیں دعائیں دے دوں! ایسے آ ایسے۔ یا خدا' یہ ہم کیا کر رہے ہیں!"

ہاں' وہ خوش تھا' وہ بہت خوش تھا کہ اس وقت کوئی نہیں تھا کہ وہ اور اس کی ماں اکیلے تھے۔ جیسے ان سارے بھیانک دنوں کے بعد اس کا دل یکبارگی نرم ہو گیا۔ وہ اپنی ماں کے آگے گر پڑا' اس نے ان کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پھر دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگے۔ اور ماں کو کوئی حیرت نہیں ہوئی' انہوں نے اس بار کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ کافی دنوں پہلے سمجھ گئی تھیں کہ ان کے بیٹے کے ساتھ کوئی بہت ہی بھیانک چیز ہو رہی ہے اور اب اس کے لئے کوئی خوفناک لمحہ آ گیا ہے۔

"رودیا' میرے پیارے' میرے پہلوٹھی کے لال" انہوں نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا' "اس وقت تم پھر ویسے ہی ہو گئے ہو جیسے تب تھے جب چھوٹے سے تھے۔ ایسے ہی میرے پاس آتے تھے' ایسے ہی مجھ سے لپٹ کر مجھ کو پیار کرتے تھے۔ جب تمہارے باپ زندہ تھے اور ہم غریبی جھیل رہے تھے تو ہمارے لئے یہی بہت بڑی تسکین تھی کہ تم تو ہمارے پاس ہو۔ اور پھر جب تمہارے باپ گزر گئے تو کتنی بار ہم دونوں ایسے ہی لپٹ کر' جیسے اس وقت ہیں' ان کی قبر پر روئے ہیں۔ اور اگر میں کافی دنوں سے رو رہی ہوں تو یہ تو ماں کا دل ہے جس نے مصیبت کو پہلے ہی سے جان لیا تھا۔ جب اس وقت میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا' شام کو' یاد ہے تمہیں' جب ہم یہاں بس پہنچے ہی تھے' تو تم کو ایک نظر دیکھتے ہی سب بھانپ گئی تھی' اس وقت میرا دل ایسا کانپ اٹھا تھا' اور آج جب میں نے تمہارے لئے دروازہ کھولا اور تم پر نظر پڑی تھی میں نے سوچا کہ بظاہر آخری گھڑی آ گئی۔ رودیا' رودیا' تم ابھی ابھی تو نہیں جا رہے ہو نہ؟"

"نہیں"

"تم پھر آؤ گے؟"

"ہاں... آؤں گا۔"

رودیا' تم خفا نہ ہونا' تم سے سوال پر سوال کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ جانتی ہوں کہ ہمت نہیں پڑتی' مگر بس مجھ سے دو لفظ کہہ دو' تم کہیں دور جا رہے ہو؟"

"بہت دور۔"

"کیا ہے وہاں' کوئی ملازمت ہے' کوئی کام ہے تمہارے لئے؟"

"جو بھی خدا بھیج دے... بس آپ میرے لئے دعا کیجئے گا..."

رسکولنیکوف دروازے کی طرف چلا لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا اور انتہائی ناامیدی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ خوف سے ان کا چہرہ مسخ ہو گیا۔

"بس ماں" رسکولنیکوف بہت پچھتا رہا تھا کہ اس نے یہاں آنے کی سوچی۔

"ہمیشہ کے لئے تو نہیں نہ؟ ابھی ہمیشہ کے لئے تو نہیں نہ؟ تم آؤ گے نہ' کل آؤ گے نہ؟"

"آؤں گا' آؤں گا' الوداع۔"

آخر کار وہ وہاں سے نکل آیا۔

شام تازہ' خوشگوار اور صاف تھی۔ صبح کے بعد ہی سے موسم بدل گیا تھا۔ رسکولنیکوف اپنے کمرے کی طرف چلا۔ وہ جلدی جلدی جا رہا تھا۔ وہ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے سب ختم کر دینا چاہتا تھا اور اس وقت تک کسی سے بھی ملنا نہ چاہتا تھا۔ اپنے کمرے میں جانے کیلئے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے دیکھا کہ نستاسیا سماوار کو چھوڑ کر اسے دیکھے جا رہی تھی اور اس کی نگاہیں اسی کے ساتھ لگی ہیں۔ "کوئی میرے ہاں بیٹھا ہے کیا؟" اس نے سوچا۔ اسے کراہت کے ساتھ پورفیری کا خیال آیا۔ لیکن اپنے کمرے تک پہنچ کر دروازہ کھولتے ہی اس نے دونیا کو دیکھا۔ وہ بالکل اکیلی بیٹھی ہوئی خیالات میں گم تھی اور لگ رہا تھا کہ دیر سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ چوکھٹ پر ٹھہر گیا۔ دونیا ڈر کر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظروں سے' جو رسکولنیکوف کے چہرے پر یک ٹک لگی ہوئی تھیں خوف اور بے انتہا غم ٹپک رہا تھا۔ اور اسی ایک نظر سے وہ فوراً سمجھ گیا کہ دونیا کو سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔

اس نے بے یقینی کے ساتھ پوچھا "میں کیا کروں' تمہارے پاس آؤں کہ واپس چلا جاؤں؟"

"میں سارا دن سونیا سیمیونونا کے ہاں بیٹھی رہی۔ ہم دونوں تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ ہم نے سوچا کہ تم وہاں ضرور آؤ گے۔"

رسکولنیکوف کمرے میں آ گیا اور بے طاقتی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"دونیا' مجھے جیسے بڑی کمزوری لگ رہی ہے' بہت تھک گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس وقت تو اپنے آپ کو پوری طرح قابو میں رکھوں۔"

اس نے بے اعتباری کے ساتھ دونیا پر نظر ڈالی۔

"تم ساری رات کہاں رہے؟"

"ٹھیک سے یاد نہیں۔ بات یہ ہے بہن کہ میں قطعی طور پر فیصلہ کر لینا چاہتا تھا' کئی بار میں نیوا کے پاس سے گزرا' یہ مجھے یاد ہے۔ میں وہیں ختم کر دینا چاہتا تھا لیکن... ہمت نہیں پڑی..." اس نے پھر دونیا کو بے اعتباری سے دیکھتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔

"شکر ہے خدا کا! اور ہم' میں اور سونیا سیمیونونا اسی سے ڈر رہے تھے! مطلب یہ کہ تمہیں زندگی پر اب بھی یقین ہے۔۔۔ شکر ہے خدا کا' شکر ہے خدا کا!"

رسکولنیکوف تلخی سے مسکرایا۔

"مجھے یقین تو نہیں تھا لیکن ابھی ماں کے گلے سے لپٹ کر ہم دونوں روئے۔ مجھے عقیدہ نہیں ہے مگر میں نے ان سے کہا کہ میرے لئے دعا کریں۔ خدا ہی جانے یہ سب کیسے ہوتا ہے دونیا' میں تو اس میں کچھ بھی نہیں سمجھ پاتا۔"

"تم ماں کے پاس گئے تھے؟ تم نے انہیں بتا دیا؟" دونیا ڈر کر چیخ پڑی۔ "کیا تم نے انہیں بتانے کی ہمت کی؟"

"نہیں' بتایا تو نہیں... صاف صاف' لیکن وہ بہت کچھ سمجھتی ہیں۔ انہوں نے رات کو تمہیں سوتے میں بڑبڑاتے سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اب بھی آدھا تو سمجھتی ہی ہیں۔ میں نے غالباً برا کیا جو گیا۔ یہ بھی نہیں جانتا کہ میں گیا کس لئے تھا۔ میں پنچ آدمی ہوں دونیا۔"

"پنچ آدمی ہو لیکن دکھ جھیلنے کیلئے جانے کو تو تیار ہو! تم تو جاؤ گے نہ؟"

جاؤں گا! ابھی۔ اس شرم سے بچنے کیلئے میں ڈوب مرنا چاہتا تھا دونیا' لیکن پانی کے اوپر کھڑے کھڑے سوچا کہ اگر میں اپنے آپ کو ابھی تک طاقت ور سمجھتا تھا تو پھر مجھے اب شرم سے نہ ڈرنا چاہئے" اس نے آئندہ واقعات کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا۔ "دونیا کیا یہ گھمنڈ ہے؟"

"گھمنڈ ہے رودیا۔"

اس کی بے نور آنکھوں میں جیسے شعلہ سا لپک اٹھا' جیسے اسے یہ بات اچھی لگی ہو کہ وہ ابھی تک گھمنڈ کر سکتا ہے۔

"اور بہن تم یہ نہیں سوچتیں کہ میں بس پانی کو دیکھ کر ہمت ہار گیا؟" اس نے دونیا کی طرف دیکھ کر بے ڈھنگی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"اف رودیا' اب بس کرو!" دونیا تلخی سے چیخ اٹھی۔

کوئی دو منٹ خاموشی رہی۔ وہ سر جھکائے بیٹھا رہا اور زمین کو تکتا رہا۔ دونیا میز کے دوسرے سرے کے پاس کھڑی اسے کرب کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ اچانک وہ کھڑا ہو گیا۔

"دیر ہو رہی ہے' وقت ہو چکا۔ میں ابھی جا رہا ہوں اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دینے' حالانکہ میں نہیں جانتا کہ اقبال جرم کرنے کیوں جا رہا ہوں۔"

دونیا کے گالوں پر موٹے موٹے آنسو ڈھلک آئے۔

"تم رو رہی ہو بہن' لیکن کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ میری طرف ہاتھ بڑھاؤ؟"

"اور تم کو کیا اس میں شک ہے؟"

اس نے بھائی کو بھینچ کر گلے لگا لیا۔

"تم جو دکھ جھیلنے جا رہے ہو تو کیا واقعی تم نے اپنے جرم کی آدھی تلافی نہیں کر دی؟" وہ اسے بانہوں میں لئے لئے اور پیار کرتے ہوئے چلائی۔

"جرم؟ کون سا جرم؟" اچانک رسکولنیکوف کسی یک لخت جنون کے تحت چیخ اٹھا "یہ کہ میں نے ایک کمینی' بد قماش جوں کو' سود خور بڑھیا کو قتل کر دیا جس کی کسی کو ضرورت نہ تھی' جس کو قتل کرنے پر چالیس گناہ معاف ہو جائیں گے' جو غریبوں کا خون چوستی تھی' اور یہ جرم ہے؟ میں اس کے بارے میں نہیں سوچتا اور اس کی تلافی کرنے کے بارے میں بھی نہیں سوچتا۔ اور لوگ کیوں مجھے ہر طرف سے کچوکے لگاتے ہیں جرم' جرم! مجھے تو اب جا کر اپنی ساری کم ہمتی کا گھٹیا پن صاف صاف نظر آ رہا ہے' اب' جب میں نے یہ غیر ضروری شرم گوارا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے! صرف اپنے قابل حقارت اور بے صلاحیت ہونے کی وجہ سے میں فیصلہ کر رہا ہوں' اور سچ یہ ہے کہ فائدے کے خیال سے جیسا کہ اس... پورفیری نے تجویز کیا تھا!..."

"بھائی' بھائی یہ تم کیا کہہ رہے ہو! آخر تم نے خون بہایا ہے!" دونیا انتہائی ناامیدی میں چلائی۔

"جو سبھی بہاتے ہیں" رسکولنیکوف نے تقریباً پاگل پن میں کہا "جو دنیا میں جھرنے کی طرح بہتا ہے اور ہمیشہ بہا ہے' جسے شامپین کی طرح بہایا جاتا ہے اور جس کی خاطر لوگوں کو کیپٹل میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں اور بعد کو انہیں محسن انسانیت قرار دیا جاتا ہے۔ تم بس ذرا غور سے اسے دیکھو اور سمجھو! میں خود لوگوں کا بھلا چاہتا تھا اور میں نے اس ایک بیوقوفی کے عوض میں سینکڑوں' ہزاروں نیک کام کئے ہوتے' جو کہ بیوقوفی بھی نہیں ہے صرف پھوہڑپن ہے' اس لئے کہ یہ سارا خیال ہرگز اتنا احمقانہ نہ تھا جتنا اب لگتا ہے' ناکام

ہو جانے کی صورت میں... (ناکام ہو جانے پر ہر چیز احمقانہ لگتی ہے!) اس بیوقوفی کے ذریعے تو میں صرف یہ چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو آزاد بنا لوں' پہلا قدم اٹھا لوں' ذریعہ حاصل کر لوں اور پھر نسبتاً ناقابل موازنہ فائدہ پہنچنے کی وجہ سے سب کچھ ٹھیک ہو جاتا... لیکن میں' میں تو پہلا ہی قدم نہ نکال سکا اس لئے کہ میں--- کمینہ ہوں! بس یہ ہے ساری بات! پھر بھی میں تم لوگوں کی نظر سے اسے کبھی نہ دیکھوں گا۔ اگر میں کامیاب ہو جاتا تو مجھے ہار پہنائے جاتے' لیکن اب تو بند ہونا ہے!"

"لیکن یہ ایسا نہیں ہے' بالکل ایسا نہیں ہے! بھائی تم کیا کہہ رہے ہو!"

"ہاں ہاں' یہ وہ طریقہ نہیں ہے' ایسا جمالیاتی اور خوبصورت طریقہ نہیں! لیکن میں ہرگز یہ نہیں سمجھ پاتا کہ کسی باقاعدہ محاصرے میں لوگوں پر گولے برسانا کیوں زیادہ قابل عزت طریقہ ہے؟ جمالیات کا خوف بے طاقتی کی پہلی علامت ہے! کبھی بھی میں اس بات کو اتنے واضح طور سے نہیں سمجھا تھا جتنا کہ اب سمجھتا ہوں اور ہمیشہ سے زیادہ میں جانتا ہوں کہ میرا جرم' جرم نہیں تھا! اس وقت سے زیادہ طاقت ور اور زیادہ پر یقین میں پہلے کبھی نہیں تھا' کبھی نہیں تھا!..."

اس کے پیلے پڑے ہوئے تھکے چہرے پر رنگ بھی آ گیا۔ لیکن آخری فقرہ کہہ چکنے کے بعد اس کی نگاہیں اتفاقاً دونیا کی نگاہوں سے چار ہو گئیں اور اس کی نگاہوں میں اس نے اپنے لئے اتنا درد دیکھا کہ وہ غیر ارادی طور پر سنبھل گیا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس نے بہرحال ان دو بیچاری عورتوں کو رنج پہنچایا ہے۔ بہرحال اس رنج کا سبب تو وہی تھا۔

"دونیا پیاری! اگر میں قصوروار ہوں تو مجھے معاف کر دو (حالانکہ اگر میں قصوروار ہوں تو پھر مجھے معاف کرنا ناممکن ہے)۔ الوداع! اب بحث نہیں کریں گے! وقت آ گیا' بالکل آ گیا۔ میرے پیچھے مت آنا' میں تم سے التجا کرتا ہوں' مجھے ابھی ایک جگہ اور جانا ہے... اور اب تم فوراً جاؤ اور ماں کے پاس بیٹھو! میں تم سے التجا کرتا ہوں! یہ تم سے میری آخری سب سے بڑی درخواست ہے۔ سارے وقت ان کے پاس سے کہیں نہ جانا۔ میں ان کو تشویش میں چھوڑ کر آیا ہوں جو وہ مشکل ہی برداشت کر سکتی ہیں۔ وہ یا تو مر جائیں گی یا پھر پاگل ہو جائیں گی۔ ان کے ساتھ ہی رہنا! رزومیخن تم لوگوں کے ساتھ ہو گا' میں نے اس سے کہہ دیا ہے... میرے لئے رو مت۔ میں ساری زندگی باہمت اور دیانتدار رہنے کی کوشش کروں گا حالانکہ میں قاتل ہوں۔ ہو سکتا ہے تم کبھی نہ کبھی میرا نام سنو۔ تم دیکھ لینا' میں تمہارے لئے شرم کا باعث نہ ہوں گا۔ میں اب بھی ثابت کر دوں گا... اس وقت تو تب تک کیلئے رخصت ہوتا ہوں" اس نے جلدی جلدی اپنی بات ختم کرنے کی کوشش کی اس لئے کہ اس نے اپنے آخری لفظوں اور وعدوں پر دونیا کی آنکھوں میں پھر ایک عجیب سا تاثر دیکھا۔ "تم اس طرح رو کس لئے رہی ہو؟ رو مت' رو مت' ہمیشہ کیلئے تو ہم جدا نہیں ہو رہے ہیں! ارے ہاں! ٹھہرو' میں تو بھول ہی گیا تھا!..."

وہ میز کے پاس آیا' اس نے ایک موٹی سی گرد آلود کتاب اٹھائی' اسے کھولا اور ورقوں کے بیچ میں رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی تصویر نکالی جو آب رنگ سے ہاتھی دانت پر بنائی گئی تھی۔ یہ مکان مالکن کی بیٹی کی' اس کی سابق منگیتر کی تصویر تھی جو بخار میں مر گئی تھی' اسی عجیب لڑکی کی جو خانقاہ میں جانا چاہتی تھی۔ منٹ بھر اس نے اس پر تاثر اور بیمار چہرے کو دیکھا' تصویر کو بوسہ دیا اور دونیا کو دے دیا۔

"اس کے ساتھ میں نے اس کے بارے میں بہت باتیں کی تھیں' صرف اسی کے ساتھ" اس نے کچھ

سوچتے ہوئے کہا "اس کے دل کو میں نے اس میں سے بہت کچھ کے بارے میں بتا دیا تھا جو بعد کو اتنے بے ڈھنگے پن سے وقوع پذیر ہوا۔ تم پریشان نہ ہو" اس نے دونیا سے مخاطب ہو کر کہا "تمہاری طرح وہ بھی متفق نہیں تھی' اور میں خوش ہوں کہ وہ نہیں رہی۔ خاص بات' سب سے خاص بات اب یہ ہے کہ ہر چیز اب نئے طریقے سے ہوگی' توٹ کر دو ہو جائے گی" وہ پھر سے اپنی اداسی میں گم ہو کر چیخ اٹھا۔ "سب کچھ' سب کچھ اور کیا میں اس کے لئے تیار ہوں؟ کیا میں خود یہ چاہتا ہوں؟ کہا جاتا ہے کہ یہ میری آزمائش کیلئے ضروری ہے! کس لئے' کس لئے یہ ساری نامعقول آزمائش؟ کیا میں تب اسے اب سے زیادہ اچھی طرح سمجھ سکوں گا کہ کس لئے یہ آزمائش تھی جب اذیت اور حماقتوں سے کچلا ہوا' بیس سال کی قید بامشقت کے بعد بڑھاپے کے ضعف میں مبتلا ہوں گا؟ اور تب میں جیوں گا کس لئے؟ اور اب کیوں میں اس طرح زندہ رہنے پر راضی ہوں؟ ارے جب میں آج صبح تڑکے نیوا کے اوپر کھڑا تھا' تبھی یہ جان گیا تھا کہ میں کمینہ ہوں!"

آخر کار دونوں وہاں سے نکلے۔ دونیا کے لئے بہت مشکل تھا لیکن وہ بھائی سے محبت کرتی تھی! دونیا چلی لیکن کوئی پچاس قدم چلنے کے بعد اسے ایک بار پھر دیکھنے کے لئے مڑی۔ وہ ابھی تک دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن نکڑ تک جا کر اس نے بھی مڑ کر دیکھا اور وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں آخری بار ملے۔ یہ دیکھ کر کہ دونیا اس کی طرف دیکھ رہی ہے اس نے بے صبری بلکہ جھنجھلاہٹ سے ہاتھ ہلایا کہ وہ جائے اور خود نکڑ پر سے یک لخت مڑ گیا۔

"میں بد ہوں' یہ میں دیکھ رہا ہوں" اس نے اپنے دل میں سوچا اس لئے کہ دونیا کو اس نے جھنجھلا کر جو اشارہ کیا تھا اس پر منٹ بھر بعد وہ شرمندہ ہو گیا۔ "لیکن یہ لوگ خود کیوں مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں جبکہ میں اس لائق نہیں! کاش میں اکیلا ہوتا اور کوئی مجھ سے پیار نہ کرتا اور خود میں نے بھی کسی سے محبت نہ کی ہوتی! یہ سب ہوتا ہی نہیں! اور یہ جاننے کا بڑا جی چاہتا ہے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ان آئندہ پندرہ بیس برسوں میں میری روح اتنی صلح جو ہو جائے کہ میں لوگوں کے سامنے خاکساری سے جھک جھک جایا کروں گا اور بات بات پر اپنے کو ڈاکو کہوں گا؟ ہاں یہی ہوگا' بالکل یہی! اسی لئے تو یہ لوگ مجھے اس وقت بھیج رہے ہیں' اسی کی تو انہیں ضرورت ہے... یہ ہیں وہ سب کے سب' سڑک پر ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں جبکہ ان میں سے ہر ایک اپنی طبیعت کے اعتبار سے کمینہ اور ڈاکو ہے' بلکہ اس سے بھی بدتر --- بیوقوف ہے! لیکن مجھے شہر بدر کئے جانے سے بچانے کی کوشش کرو تو یہ سب کے سب شریفانہ نفرت و غصہ سے بدحواس ہو جائیں گے! اف' کتنی میں ان سب سے نفرت کرتا ہوں!"

اس نے اس بارے میں بہت زیادہ غور و فکر کیا کہ "کس طرح سے یہ عمل وجود پذیر ہوگا کہ وہ آخر کار ان سب کے سامنے بغیر کسی بحث مباحثے کے صلح جو بن جائے گا' یقین کر کے صلح جو بن جائے گا! اور کیوں نہیں؟ ظاہر ہے کہ ہونا بھی یہی چاہئے۔ سچ مچ کیا بیس سال کی مسلسل قید اسے قطعی طور پر ختم نہیں کر دے گی؟ پانی پتھر کو کاٹ دیتا ہے۔ اور اس کے بعد پھر کس لئے جینا' کس لئے" اس وقت میں کیوں جا رہا ہوں جب خود جانتا ہوں کہ سب کچھ بالکل ایسے ہی ہوگا' قاعدے کے مطابق' دوسری طرح ہو ہی نہیں سکتا!"

کل شام سے اس نے یہ سوال شاید سویں بار اپنے آپ سے کیا تھا لیکن بہر حال وہ چلا گیا۔

8

جب وہ سونیا کے پاس گیا تو اندھیرا ہو چلا تھا۔ سارے دن سونیا نے اس کا انتظار بے انتہا ہیجان میں کیا تھا۔

وہ اور دونیا دونوں انتظار کرتی رہی تھیں۔ دونیا اس کے پاس صبح ہی کو سویدریگائلوف کے یہ الفاظ یاد کر کے آئی تھی کہ "سونیا اس کے بارے میں جانتی ہے۔" ان کی بات چیت کی تفصیل بتانے' دونوں عورتوں کے آنسوؤں کا اور اس بات کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے کتنی قریب آگئی تھیں۔ اس ملاقات سے دونیا کو کم سے کم ایک تسکین تو ہو گئی تھی کہ اس کا بھائی اکیلا نہیں رہے گا۔ سب سے پہلے اعتراف کرنے کیلئے وہ اسی کے' سونیا ہی کے پاس آیا تھا' جب اسے ایک انسان کی ضرورت تھی تو اس کو سونیا ہی میں وہ انسان ملا تھا' اور وہ اس کے پیچھے پیچھے جائے گی جہاں بھی مقدر لے جائے۔ دونیا نے پوچھا نہیں تھا لیکن جانتی تھی کہ ایسا ہی ہوگا۔ وہ سونیا کو ایک تقدس کے ساتھ دیکھتی تھی اور شروع شروع میں سونیا تقدس کے اس احساس سے بوکھلا جاتی تھی جس سے دونیا اس کے ساتھ پیش آتی تھی۔ سونیا کی آنکھیں بھر آئیں' وہ تو خود کو اس لائق بھی نہ سمجھتی تھی کہ سونیا کے چہرے پر نظر ڈال سکے۔ جب رسکولنیکوف کے ہاں اس سے پہلی ملاقات کے وقت دونیا نے اتنی توجہ اور عزت کے ساتھ سونیا کو تعظیم کی تھی' تب کی اس کی خوبصورت تمثیل ابھی تک سونیا کے دل میں برقرار تھی اور وہ اسے اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت اور ناقابل حصول مناظر میں سمجھتی تھی۔

دونیا سے آخر کار ضبط نہ ہو سکا اور وہ سونیا کو چھوڑ کر چلی گئی تاکہ بھائی کا انتظار اسی کے گھر میں کرے۔ دونیا کو لگ رہا تھا کہ وہ پہلے وہیں جائے گا۔ سونیا اکیلی رہ گئی تو اسے یہ سوچ سوچ کر ڈر لگنے لگا اور اس سے اذیت ہونے لگی کہ ہو سکتا ہے رسکولنیکوف واقعی خودکشی کر کے سب کچھ ختم کر دے۔ اس کا خوف دونیا کو بھی تھا۔ لیکن وہ دونوں سارے دن ایک دوسرے کو یقین دلاتی رہی تھیں' ساری دلیلیں دے دے کر کہ یہ نہیں ہو سکتا اور جب تک دونوں ساتھ رہیں تب تک مطمئن رہیں۔ لیکن اب جیسے ہی وہ الگ ہوئیں ویسے ہی دونوں نے بس اسی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ سونیا کو یاد آیا کہ کل کیسے سویدریگائلوف نے اس سے کہا تھا کہ رسکولنیکوف کیلئے دو ہی راستے ہیں --- ولادیمیرکا والا یا... اور پھر وہ تو یہ بھی جانتی تھی کہ وہ کس قدر مغرور' گھمنڈی' خود پسند اور بے عقیدہ ہے۔ آخر کار انتہائی ناامیدی میں اس نے سوچا "کیا واقعی صرف کم ہمتی اور موت کا خوف ہی اسے زندہ رکھے ہوئے ہیں؟" اس عرصے میں سورج ڈوبنے لگا تھا۔ وہ کھڑکی کے سامنے رنجیدہ کھڑی تھی اور یک ٹک اس سے باہر دیکھ رہی تھی --- لیکن کھڑکی سے باہر سامنے کے گھر کی بس ایک بڑی سی دیوار نظر آتی تھی جس پر سفیدی بھی نہیں تھی۔ آخر کار جب اسے بالکل یہ یقین ہو گیا کہ رسکولنیکوف نے خودکشی کر لی --- تب وہ کمرے میں داخل ہوا۔

اس کے دل سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔ لیکن اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے کے بعد سونیا کا چہرہ اچانک پیلا پڑ گیا۔

"ہاں" رسکولنیکوف نے مسکراتے ہوئے کہا "میں تمہاری صلیب لینے آیا ہوں سونیا۔ تم تو خود ہی مجھے چوراہے پر بھیج رہی تھیں لیکن اب جب یہ کام کرنے کا وقت آیا تو تم ڈر رہی ہو!"

سونیا نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ اسے یہ لہجہ بہت ہی عجیب لگا۔ اس کے جسم میں ٹھنڈی جھرجھری کی لہر سی دوڑ گئی لیکن منٹ ہی بھر میں اس نے اندازہ لگا لیا کہ یہ لہجہ اور یہ الفاظ دکھاوے کی نقاب تھے۔ اس نے تو سونیا سے بات بھی کی تھی تب بھی کونے میں دیکھتے ہوئے' اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنے سے گریز کرتے ہوئے۔

"دیکھو سونیا' میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شاید یہی زیادہ مفید ہوگا۔ یعنی ایک صورت حال ہے... خیر یہ قصہ

لمبا ہے جسے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں- لیکن پتہ ہے تمہیں کہ مجھے صرف کس بات پر غصہ ہے؟ مجھے جھنجلاہٹ ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ یہ سارے بیوقوف' جانوروں کے سے تھوبڑے اب میری جان ضیق کریں گے' مجھے گھور گھور کر دیکھیں گے' اپنے بیوقوفی کے سوالات کریں گے جن کے جواب مجھے ضرور دینے پڑیں گے' مجھ پر انگلیاں اٹھائیں گے... تھو! پتہ ہے تمہیں' میں پورفیری کے پاس نہیں جاؤں گا- میں اس سے عاجز آ چکا ہوں- اچھا یہ ہوگا کہ میں اپنے واقف کار بارود' کے پاس جاؤں' اس کو کس قدر حیرت میں ڈال دوں گا اور اپنی طرح سے اسے متاثر کر دوں گا- لیکن ضرورت اس کی ہے کہ سکون اور تحمل رہے- ادھر کچھ دنوں سے میں بڑا غصہ ور ہو گیا ہوں- تمہیں بھلا یقین آئے گا کہ ابھی ابھی میں نے بہن کو صرف اتنی سی بات پر تقریباً مکا دکھا کر دھمکایا کہ وہ مجھے آخری بار دیکھنے کیلئے مڑی تھی- سور کی سی حالت ہے یہ! اف' کہاں تک میں جا پہنچا؟ اچھا خیر تو وہ صلیب کہاں ہے؟"

وہ جیسے اپنے آپ میں نہیں تھا- وہ ایک جگہ پر منٹ بھر بھی کھڑا نہ رہ سکتا تھا' کسی ایک چیز پر بھی اپنی توجہ مرکوز نہ کر سکتا تھا- اس کے خیالات ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ لگا رہے تھے' وہ باتیں اکھڑی اکھڑی سی کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ ذرا ذرا کانپ رہے تھے-

سونیا نے چپ چاپ ایک ڈبے میں سے دو صلیبیں نکالیں--- صنوبر کی اور تانبے کی- اس نے خود اپنے اور رسکو لنیکوف کے اوپر صلیب کا نشان بنایا اور صنوبر والی صلیب اس کے سینے پر پہنا دی-

"مطلب یہ کہ یہ علامت اس بات کی ہے کہ میں صلیب اٹھا کر لے چل رہا ہوں ہی ہی! جیسے کہ ابھی تک میں نے کچھ کم دکھ جھیلے ہیں! صنوبر کی یعنی معمولی لوگوں کی' تانبے کی--- یہ لیزاویتا والی' خود پہن رہی ہو--- دکھاؤ تو؟ یہی اس کی گردن میں تھی... اس وقت؟ مجھے اسی طرح کی دو صلیبوں کے بارے میں معلوم ہے' چاندی کی اور شبیہہ والی- اس وقت انہیں میں نے بڑھیا کے سینے پر پھینک دیا تھا- اب تو شاید مجھے وہی والی پہننی چاہئے تھیں... لیکن میں تو بک رہا ہوں' کام کی بات بھول جاتا ہوں- کچھ کھو سا گیا ہوں!... سونیا بات یہ ہے کہ میں خاص طور سے اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پہلے سے بتا دوں' تاکہ تم کو معلوم ہو جائے... تو بس... میں بس اسے ہی کے لئے آیا تھا- (ہوں' لیکن میں نے تو سوچا تھا کہ اور زیادہ کہوں گا)- آخر تم تو خود ہی چاہتی تھیں کہ میں جاؤں' تو اب جیلوں کا قیدی میں اور تمہاری آرزو پوری ہو جائے گی' تو آخر تم رو کس لئے رہی ہو؟ اور تم بھی؟ بس کرو' بہت ہو گیا- اف' یہ سب میرے لئے کس قدر گراں ہے!"

لیکن وہ متاثر ہوا اور سونیا کو دیکھ کر اس کا دل بھنچ کر رہ گیا- اس نے اپنے دل میں سوچا "اور یہ... یہ عورت بھی کیوں؟ میں اس کا کون ہوں؟ وہ روتی کس لئے ہے' کس لئے وہ مجھے ماں یا دونیا کی طرح سنبھالتی ہے؟ میری تیمار دار بنے گی!"

"اپنے اوپر صلیب کا نشان بنا لو' دعا پڑھ لو چاہے ایک ہی بار سہی" سونیا نے کانپتی ہوئی سہمی ہوئی آواز میں درخواست کی-

"ضرور' ضرور' جتنی بار بھی تم کہو! اور صاف دل سے' سونیا' صاف دل سے..."

لیکن اس کا جی تو کچھ اور ہی کہنے کو چاہ رہا تھا-

اس نے کئی بار اپنے اوپر صلیب کا نشان بنایا- سونیا نے اپنی شال اٹھائی اور سر پر ڈال لی- یہ غالباً وہی سبز شال تھی جس کے بارے میں مارمیلادوف نے اس وقت بتایا تھا کہ "خاندانی" ہے- اس کے بارے میں

رسکو لنیکوف کے ذہن میں ایک خیال آیا لیکن اس نے پوچھا نہیں- دراصل اب وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ وہ بے انتہا کھویا کھویا سا اور بہت ہی بے ڈھنگے پن سے تشویش و تردد میں مبتلا تھا- اس سے اسے ڈر لگا- اور اچانک اسے یہ بات بھی بڑی حیران کن لگی کہ سونیا بھی اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے-

"تم کیا کر رہی ہو! تم کہاں؟ ٹھہرو' ٹھہرو! میں اکیلے ہی" وہ کم ہمتی سے جھنجلاتے ہوئے چلایا اور تقریباً غصے میں دروازے کی طرف چلا- وہاں سے نکلتے ہوئے وہ بڑبڑایا "اور آخر پورا جلوس کس لئے؟"

سونیا بیچ کمرے میں کھڑی رہ گئی- رسکو لنیکوف نے اس سے الوداع بھی نہ کہا تھا' اس کے بارے میں وہ بھول بھی چکا تھا- اس کے دل میں بس ایک تکلیف دہ اور سرکش شبہہ کلبلا رہا تھا-

"کیا ایسا ہی' ایسا ہی ہونا چاہئے تھا سب؟" اس نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے سوچا "ایسا تو نہیں کہ اب ٹھہر جانا اور سب کچھ کو پھر سے ٹھیک کرنا... اور نہ جانا ممکن ہی نہ ہو؟"

لیکن بہرحال وہ چلا گیا- اچانک اس نے قطعی طور پر محسوس کر لیا کہ اب اپنے آپ سے سوالات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں- سڑک پر نکل کر اسے یاد آیا کہ وہ سونیا سے رخصت بھی تو نہیں ہوا' کہ وہ بیچ کمرے میں کھڑی تھی' اپنی سبز شال اوڑھے ہوئے' وہ اس کے چلانے کے بعد چلنے کی ہمت بھی نہ کر سکی تھی- رسکو لنیکوف ذرا دیر کے لئے رک گیا لیکن اسی وقت اچانک ایک خیال بڑی وضاحت کے ساتھ اس کے سامنے آیا جیسے انتظار میں تھا کہ اس پر قطعی طور سے وار کرے-

"آخر کس لئے' اب کس لئے میں اس کے پاس گیا تھا؟ میں نے اس سے کہا' کام سے' لیکن کس کام سے؟ کام تو بالکل کوئی تھا ہی نہیں! یہ اطلاع دینے کہ جا رہا ہوں' کیا اس لئے؟ اس کی کون سی ضرورت تھی! کیا میں اس سے محبت کرتا ہوں؟ نہیں' ہرگز نہیں! ابھی تو اسے دھتکار دیا کتے کی طرح- کیا سچ مچ مجھے اس سے صلیبیں لینے کی ضرورت تھی؟ اف میں کس قدر گر گیا ہوں! نہیں' مجھے اس کے آنسوؤں کی ضرورت تھی' مجھے اس کا خوف دیکھنے کی ضرورت تھی' یہ دیکھنے کی کہ اس کا دل کیسے دکھتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے! ضرورت تھی کہ کسی چیز سے اپنے آپ کو وابستہ کر لوں' تھوڑی دیر ٹھہر جاؤں' کسی انسان کو دیکھ لوں! اور میں نے اپنے آپ سے بڑی امیدیں لگانے کی' اپنے بارے میں ایسے خواب دیکھنے کی جسارت کی تھی' بھکاری ہوں میں' نادار ہوں میں' کمینہ' کمینہ!"

وہ نہر کے کنارے کنارے جا رہا تھا اور اب اسے زیادہ دور جانے کو نہیں رہ گیا تھا- لیکن پل تک پہنچ کر وہ رک گیا اور اچانک پل پر سے ایک طرف کو مڑ گیا اور سینایا چوک کی طرف چل دیا-

وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا' ایک ایک چیز پر تناؤ کے ساتھ نظر ڈالتا لیکن کسی بھی چیز پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکا- ہر چیز پھسل سی جاتی تھی- "بس اب ہفتے بھر بعد' مہینے بھر بعد مجھے ان قیدیوں کی گاڑیوں میں اسی پل سے کہیں لے جایا جائے گا اور تب میں اس نہر کو کس طرح دیکھوں گا؟ کاش یہ یاد رہتا!" اس کے دل میں خیال پیدا ہوا- "اب یہ سائن بورڈ ہے' تب میں انہیں حروف کو کیسے پڑھوں گا؟ اب یہ لکھا ہوا ہے سا اور اگر' تو اس فاشل الف کو یاد کر لینا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ اسی حرف الف کو مہینے بھر بعد میں کیسے دیکھوں گا- اس وقت میں کیا محسوس کروں گا اور سوچوں گا؟... اف خدایا' یہ سب کس قدر گھٹیا ہوں گی' اس وقت کی میری ساری... فکریں! ظاہر ہے کہ یہ سب تجسس کی چیزیں ہوں گی... اپنی قسم کی... (ہا' ہا' ہا! میں بھی کیا سوچ رہا ہوں!) میں بچہ بنا جا رہا ہوں اور خود اپنے ہی سامنے شیخی بگھار رہا ہوں' لیکن میں اپنے آپ کو شرمندہ کیوں

بنا تا ہوں؟ تھو! لوگ کس طرح دھکے لگاتے ہیں! ایسے موتا ہی ہے‘ ضرور جرمن ہوگا‘ جس نے مجھے دھکا مارا ہے۔ لیکن کیا اسے پتہ ہے کہ اس نے کسے دھکا مارا ہے؟ یہ عورت بچہ لئے ہوئے بھیک مانگ رہی ہے‘ عجیب بات ہے کہ یہ مجھے اپنے سے زیادہ خوش سمجھ رہی ہے۔ از راہ کرم میں محض دلچسپی کے لئے اسے کچھ دے دوں۔ واہ‘ یہ جیب میں پانچ کوپیک کا سکہ کہاں سے پڑا رہ گیا؟ تو لو۔۔۔ لے لو ماں!"

"خدا تمہیں سلامت رکھے!" بھکارن کی روہانسی سی آواز سنائی دی۔

وہ سینایا چوک میں پہنچ گیا۔ لوگوں کے ساتھ بھیڑ میں دھکے کھانا اسے ناپسند سخت ناپسند تھا لیکن وہ وہیں گیا جہاں سب سے زیادہ لوگ دکھائی دیئے۔ وہ اکیلے رہنے کیلئے دنیا کی ہر چیز دے ڈالنے پر تیار تھا لیکن وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ ایک منٹ بھی وہ اکیلا نہ رہے گا۔ بھیڑ میں ایک شرابی بدتمیزیاں کر رہا تھا‘ وہ ناچنا چاہ رہا تھا لیکن ایک طرف کو ڈھے گیا۔ اس کے ارد گرد بھیڑ لگ گئی۔ رسکولنیکوف نے بھیڑ کو چیر کر چند منٹوں تک شرابی کو دیکھا اور اچانک اس نے مختصر سا ایک لخت قہقہہ لگایا۔ منٹ بھر بعد وہ شرابی کے بارے میں بھول چکا تھا اور اس کی نظر تو شرابی ہی پر رہی لیکن وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔ آخر کار وہ چلا گیا اور اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ ہے کہاں۔ لیکن جب بیچ چوک میں پہنچا تو اس میں اچانک ایک حرکت ہوئی‘ اس پر ایک احساس فوراً طاری ہو گیا‘ اس کے جسم اور ذہن پر پوری طرح سے حاوی ہو گیا۔

اسے اچانک سونیا کے الفاظ یاد آئے "کسی چوراہے پر جاؤ‘ لوگوں کو تعظیم کرو‘ زمین کو بوسہ دو‘ اس لئے کہ تم نے اس کو بھی ناپاک کیا ہے‘ اور ساری دنیا سے بلند آواز میں کہو‘ میں قاتل ہوں!" یہ یاد کر کے وہ کانپ گیا۔ اور اس سارے وقت کی اور خاص طور سے پچھلے چند گھنٹوں کی بے آس امید تشویش اور رنج سے وہ اتنا گرانبار ہو چکا تھا کہ اس نے اس مکمل نئے اور سالم احساس کو پوری طرح سے دبوچ لیا جو اس پر ایک دورے کی طرح آ پڑا تھا‘ دل میں پہلے ایک چنگاری سی بھڑکی اور پھر آگ کی طرح ہر چیز کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یکبارگی اس کے اندر ایک سبک پن آ گیا اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔۔ جیسے وہ کھڑا تھا ویسے ہی زمین پر گر پڑا۔۔۔

وہ بیچ چوک میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا‘ زمین تک جھک کر اس نے تعظیم کی‘ اس گندی زمین کو بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ بوسہ دیا۔ پھر کھڑے ہو کر اس نے دوبارہ تعظیم کی۔

"پی گیا بہت زیادہ!" اس کے پاس ایک شخص نے کہا۔

اس پر قہقہہ لگا۔

"بھائیو‘ وہ یروشلم جا رہا ہے‘ بچوں سے اور عزیزوں سے رخصت ہو رہا ہے‘ ساری دنیا کو تعظیم کر رہا ہے دار السلطنت سینٹ پیٹرس برگ اور اس کی گلیوں کو سجدہ کر رہا ہے" کسی کاریگر نے کہا جو کچھ سرور میں تھا۔

تیسرا بولا "آدمی تو ابھی جوان ہی ہے!"

"شریف خاندان کا ہے!" کسی بھاری بھرکم آواز نے کہا۔

"آج کل کچھ پتہ نہیں چلتا کون شریف خاندان کا ہے کون نہیں۔"

ان سب چلاہٹوں اور فقروں نے رسکولنیکوف کو روک لیا اور الفاظ "میں نے قتل کیا ہے" جو شاید اس کی زبان سے نکلنے ہی والے تھے‘ اس کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئے۔ بہرحال اس نے اس چیخ پکار کو سکون کے ساتھ برداشت کیا اور ادھر ادھر دیکھے بغیر سیدھے ایک گلی میں ہو کر پولیس کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے

ایک جھلک سی نظر آئی لیکن اس پر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی‘ وہ پہلے ہی سے محسوس کر رہا تھا کہ ایسا تو ہو گا ہی۔ اس وقت جب سینایا چوک میں دوسری بار اس نے زمین کو تعظیم کی تھی‘ بائیں طرف کو مڑ کر تو اس نے اپنے سے کوئی پچاس قدم پر سونیا کو دیکھا تھا۔ وہ لکڑی کی ایک جھونپڑی کے پیچھے‘ جو چوک میں کھڑی تھی‘ اس سے چھپ رہی تھی‘ مطلب یہ کہ وہ اس سارے تکلیف دہ سفر میں اس کے ساتھ ساتھ آئی تھی! اس وقت رسکولنیکوف نے محسوس کیا اور سمجھا ہمیشہ کے لئے کہ اب سونیا ہر دم اس کے ساتھ ہے اور مقدر چاہے اسے کہیں بھی لے جائے‘ سونیا دنیا کے آخری سرے تک اس کے پیچھے پیچھے جائے گی۔ اس کا دل مسل کر رہ گیا۔۔ لیکن ۔۔۔ وہ اس جان لیوا مقام تک پہنچ گیا تھا۔۔۔

وہ بڑی دلیری کے ساتھ صحن میں داخل ہوا۔ تیسری منزل پر جانے کی ضرورت تھی۔ "ابھی تو اوپر چڑھنا ہے" اس نے سوچا۔ بالعموم اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ صبر آزما وقت ابھی دور ہے‘ ابھی بہت وقت باقی ہے‘ اب بھی بہت سی چیزوں کے بارے میں سوچا جا سکتا تھا۔

چکر دار سیڑھیوں پر پھر وہی کوڑا اور انڈے کے چھلکے پڑے ہوئے تھے‘ فلیٹوں کے دروازے پھر پاٹوں پاٹ کھلے ہوئے تھے‘ پھر وہی باورچی خانے تھے جن سے ابخرات اور بدبو آ رہی تھی۔ اس دن کے بعد سے رسکولنیکوف یہاں نہیں آیا تھا۔ اس کے پاؤں سن ہو گئے تھے اور جواب دے رہے تھے لیکن وہ چلا گیا۔ وہ ایک لمحے کے لئے ٹھہر گیا کہ سانس سنبھالے‘ کہ وہ ذرا ٹھیک ٹھاک ہو جائے‘ کہ انسان کی طرح اندر جائے۔ "لیکن کس لئے؟ کیوں؟" اس نے اپنی حرکت کے بارے میں غور کرتے ہوئے سوچا۔ "اگر یہ پیالہ پینا ہی ہے تو پھر اب سب برابر ہی ہے؟ جتنا زیادہ مکروہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔" اس کے تصور میں اسی وقت ایلیا پترووچ "بارود" کا نقشہ کھنچ گیا۔ "کیا واقعی اسی کے پاس جانا ہے؟ کیا کسی دوسرے کے پاس ممکن نہیں ہے؟ کیا نکودیم فومچ کے پاس جانا ممکن نہیں ہے؟ کیا وہ ابھی واپس چلا جائے اور خود نگراں کے گھر پر جائے؟ کم سے کم گھریلو انداز میں تو سب کچھ ہو گا۔۔۔ نہیں‘ نہیں! بارود‘ کے پاس‘ بارود‘ کے پاس! پینا ہے تو پھر سب ایک ہی بار میں پینا ہے۔۔۔"

سرد پڑ کر اور بس تھوڑا ہی اپنے ہوش میں رہتے ہوئے اس نے دفتر کا دروازہ کھولا۔ اس بار وہاں بہت ہی کم لوگ تھے‘ ایک کوئی دربان کھڑا تھا اور کچھ اور سیدھے سادے لوگ تھے۔ پہریدار نے ایک کھوکھے سے باہر جھانک کر دیکھا تک نہیں۔ رسکولنیکوف اگلے کمرے تک چلا گیا۔ اسے خیال ہوا کہ "ہو سکتا ہے اب بھی بات نہ کرنا ممکن ہو۔" یہاں منشیوں میں کا کوئی شخص‘ سادہ سا جیکٹ پہنے بیورو پر لکھنے کیلئے کچھ رکھ رہا تھا۔ کونے میں ایک اور منشی آ کر بیٹھا۔ زمیتوف نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ نکودیم فومچ بھی نہیں تھے۔

"کوئی نہیں ہے؟" رسکولنیکوف نے بیورو کے پاس والے منشی سے پوچھا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ! آواز سنی نہیں کانوں سے‘ صورت دیکھی نہیں آنکھوں سے‘ مگر روسی مہک۔۔۔ وہ جیسے کہانیوں میں کہتے ہیں نہ۔۔۔ میں تو بھول گیا! حاضر ہوں خدمت کے لئے!" اچانک ایک جانی پہچانی آواز گونجی۔

رسکولنیکوف کانپ گیا۔ اس کے سامنے "بارود" کھڑا تھا۔۔ وہ اچانک ہی تیسرے کمرے سے نکل آیا تھا۔ رسکولنیکوف نے سوچا "اب یہ تو خود تقدیر ہی ہے۔ وہ کیوں ہے یہاں؟"

"ہمارے ہاں؟ کس سلسلے میں؟" ایلیا پترووچ چلایا (وہ بظاہر بڑا خوش تھا اور ذہنی حالت میں تھوڑے

سرور کی بھی کیفیت تھی)۔ ”اگر کام سے آئے ہیں تو بڑی جلدی پہنچ گئے۔ میں خود اتفاق سے ہوں... لیکن بتائیے میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں آپ سے اعتراف کرتا ہوں.... میں... کیا۔ کیا؟ معاف کیجئے...“

”رسکو لینکوف۔“

”ارے ہاں‘ رسکو لینکوف! اب آپ نے یہ تو نہ فرض کر لیا ہو گا کہ میں بھول گیا! آپ مہربانی کر کے مجھے ایسا نہ سمجھئے رودیون... رو... ر... رودیونچ‘ یہی ہے نہ شاید؟“

”رودیون رومانووچ۔“

”ہاں‘ ہاں! رودیون رومانووچ‘ رودیون رومانووچ! یہی تو میں کہہ رہا تھا۔ میں نے تو کئی بار پوچھ گچھ بھی کی۔ میں آپ سے اعتراف کرتا ہوں‘ مجھے آج تک دلی افسوس ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ میری ایسی... مجھے بعد کو سمجھایا گیا‘ میں نے معلوم کیا کہ نوجوان ادیب ہیں بلکہ صاحب علم... اور یہ کہنا چاہئے کہ پہلا قدم... اف میرے مالک! ادیبوں اور صاحبان علم میں سے کس نے بھلا شروع شروع میں بالکل انجانے قسم کے قدم نہیں اٹھائے! میں اور میری بیوی۔۔۔ ہم دونوں ادب کا بڑا احترام کرتے ہیں‘ اور بیوی تو جنون کی حد تک!... ادب اور فنکاری! آدمی اگر شریف خاندان کا ہے تو دوسری سب چیزیں استعداد‘ علم‘ عقل سلیم اور عالی دماغی سے حاصل کی جا سکتی ہیں! ہیٹ۔۔۔ اب مثلاً ہیٹ کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ ہیٹ تو چپاتی کی طرح ہے‘ میں اسے تسمرمان کے ہاں خرید لیتا ہوں۔ لیکن ہیٹ کے نیچے کیا چیز محفوظ ہے جس کو ہیٹ چھپائے ہوئے ہے‘ وہ تو میں نہیں خرید سکتا.... میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تو آپ کے پاس آنا چاہتا تھا وضاحت کرنے کے لئے‘ لیکن پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے آپ... لیکن یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں‘ آپ کو سچ مچ کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے سنا کہ آپ کے عزیز آ گئے ہیں؟“

”ہاں‘ ماں اور بہن آئی ہیں۔“

”میں تو آپ کی بہن سے ملنے کا بھی شرف حاصل کر چکا ہوں۔۔۔ تعلیم یافتہ اور بڑی دلکش ہستی ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں مجھے بڑا افسوس ہے کہ اس دن آپ سے میری اتنی گرما گرمی ہو گئی۔ گڑبڑ ہو گئی! اور تب میں نے آپ کے بیہوش ہو جانے کے سلسلے میں بعض حیثیتوں سے جو اشارہ کیا تھا۔۔۔ تو بعد کو اس کی وضاحت بڑے ہی شاندار طریقے سے ہو گئی! تعصبات اور کٹرپن! میں آپ کے غصے اور تنفر کو سمجھتا ہوں۔ شاید آپ اپنے گھر کے لوگوں کی آمد کے سلسلے میں اپنا فلیٹ بدل رہے ہیں؟“

”نہیں بس ویسے ہی... میں پوچھنے آیا تھا کہ... میں نے سوچا کہ یہاں زمیتوف مل جائیں گے۔“

”ارے ہاں! آپ لوگوں کی تو دوستی ہو گئی ہے‘ میں نے سنا تھا۔ لیکن زمیتوف اب ہمارے ہاں نہیں ہیں... نہیں ملے۔ ہاں ہم الکساندر گریگور یئیوچ سے محروم ہو گئے! کل سے وہ تشریف نہیں لائے‘ چلے گئے... اور جاتے جاتے سبھی سے جھگڑا کر گئے... بلکہ بہت ہی بدتمیزی سے... سبک سر نوجوان ہے‘ بس اور کچھ نہیں‘ کچھ امیدیں بھی رکھی جا سکتی تھیں لیکن کیا کیا جائے ان کے ساتھ‘ ان ہمارے جگمگاتے ہوئے نوجوانوں کے ساتھ! شاید کوئی امتحان دینا چاہتے تھے‘ ارے بس ہمارے ہاں صرف باتیں کرنے اور شیخی بگھارنے کے لئے‘ بس اسی پر امتحان ختم ہو جاتا۔ اب یہ ویسی بات تو نہیں ہے جیسی مثلاً آپ کی یا آپ کے دوست رزومیخن صاحب کی ہے! آپ کی تو زندگی عالمانہ ہے اور آپ کو ناکامیوں کی کوئی پروا نہیں ہوتی! آپ کے لئے زندگی کی یہ ساری خوبصورتیاں کہا جا سکتا ہے کہ ہیچ ہیں‘ تارک دنیا‘ راہب‘ عزلت نشین!... آپ کے لئے کتاب‘ کان پر

قلم‘ علمی تحقیق۔۔ ان میں آپ کی روح پرواز کرتی ہے! میں خود ایک حد تک... آپ نے لیونگسٹن کی تحریریں پڑھی ہیں کیا؟“

”نہیں۔“

”میں نے پڑھی ہیں۔ اور پھر آج کل بہت سے نیستی پرست پھیلے ہوئے ہیں۔ خیر ان کو تو سمجھا بھی جا سکتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آخر زمانہ کیسا لگا ہے؟ مگر میرے اور آپ کے درمیان... آپ تو ظاہر ہے نیستی پرست نہیں ہیں! صاف صاف جواب دیجئے‘ صاف صاف!“

”نہیں...“

”نہیں‘ اچھا دیکھئے‘ آپ مجھ سے کھل کر بات کیجئے‘ شرمائیے مت‘ جیسے آپ اکیلے ہی ہوں! ملازمت کی بات دوسری ہے‘ دوسری بات ہے... آپ نے سوچا کہ میں کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ دوستی‘ نہیں‘ آپ نہیں بوجھ پائے! دوستی نہیں بلکہ شہری اور انسان کا احساس‘ انسان دوستی کا احساس اور قادر مطلق سے محبت۔ میں ایک سرکاری عہدیدار بھی ہو سکتا ہوں اور میرے فرائض بھی ہیں لیکن یہ میرا فرض ہے کہ میں ہمیشہ شہری اور انسان کی حیثیت سے محسوس کروں اور جواب دہ رہوں... اب آپ نے زمیتوف کا ذکر کیا۔ زمیتوف کسی بدنام ٹھکانے میں ایک گلاس شامپین یا دوسکی شراب کی خاطر فرانسیسی طرز کا ہنگامہ کھڑا کر دیں گے۔۔۔ ایسے ہیں آپ کے زمیتوف! اور مجھے شاید یہ کہنا چاہئے کہ وفاداری اور بلند خیالات کے جوش میں تھا اور پھر اس کے علاوہ آخر رتبہ‘ حیثیت‘ عہدہ رکھتا ہوں! شادی شدہ ہوں‘ بچے ہیں۔ شہری اور انسان کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرتا ہوں اور مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دیجئے کہ وہ کیا ہیں؟ آپ سے اس طرح پیش آتا ہوا جیسے ایک تعلیم یافتہ اور مہذب و شریف انسان سے پیش آنا چاہئے۔ اب اور دیکھئے کہ یہ دائیاں آج کل کتنی بڑھ گئی ہیں۔“

رسکولنیکوف نے استفہامیہ انداز میں اپنی بھویں چڑھائیں۔ ایلیا پتروویچ بظاہر ابھی ابھی کھانے کی میز سے اٹھا تھا۔ اس کے الفاظ اس کے سامنے زیادہ تر کھوکھلی آوازوں کی طرح گر رہے تھے اور شور کر رہے تھے۔ پھر بھی ان کا ایک حصہ اس نے کسی نہ کسی طرح سمجھ لیا۔ وہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب کس بات پر ختم ہونے والا ہے۔

”میں ان بال کٹی لونڈیوں کی بات کر رہا ہوں“ باتونی ایلیا پتروویچ نے اپنی بات جاری رکھی ”میں نے خود ہی ان کا نام دائیاں رکھ دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ نام ان کے لئے بہت ہی اطمینان بخش ہے‘ ہی ہی! اکیڈمیوں میں داخل ہو جاتی ہیں‘ علم تشریح پڑھتی ہیں‘ لیکن آپ یہ بتائیے کہ میں اگر بیمار پڑ جاؤں تو میں اپنا علاج کرنے کے لئے کسی لڑکی کو بلاؤں گا؟ ہی ہی!“

ایلیا پتروویچ نے اپنی حاضر دماغی پر بڑا خوش ہو کر قہقہہ لگایا۔

”اب اسے تو یہی کہنا چاہئے کہ علم کی ہوس حد سے بڑھ گئی‘ لیکن علم حاصل کر لیا اور بس۔ اس کا ناجائز استعمال کس لئے؟ شریف لوگوں کی بے عزتی کس لئے‘ جیسے وہ لفنگا زمیتوف کرتا ہے؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس نے میری توہین کس لئے کی؟ اب یہ دیکھئے کہ یہ خودکشی کے واقعات کتنے بڑھتے جا رہے ہیں۔۔۔ اتنے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ سب اپنی آخری رقم تک خرچ کر ڈالتے ہیں اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ لڑکیاں‘ نوجوان‘ بوڑھے... اب آج صبح ہی ایک صاحب کے بارے میں اطلاع ملی ہے جو ابھی حال ہی میں یہاں آئے تھے۔ نیل پاولیچ‘ ارے نیل پاولیچ! کیا نام تھا ان صاحب کا‘ جن کے بارے میں ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع

ملی تھی کہ پیٹرز برگ سائڈ پر گولی مار لی ہے؟"

"سوید ریگا ئلوف" کسی نے دوسرے کمرے سے اونگھتی ہوئی آواز میں بغیر کسی دلچسپی کے جواب دیا۔

رسکولنیکوف چونک اٹھا۔

"سوید ریگا ئلوف! سوید ریگا ئلوف نے گولی مار لی!" وہ چلایا۔

"کیا! آپ جانتے ہیں سوید ریگا ئلوف کو؟"

"ہاں... جانتا ہوں... وہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے یہاں پہنچے تھے..."

"ہاں ہاں' حال ہی میں آئے تھے' بیوی سے محروم ہو گئے تھے' بے تکے طور طریق کے آدمی تھے' اچانک گولی مار لی' اور اتنی شرمناک بات ہے کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا... اپنی نوٹ بک میں چند لفظ چھوڑ گئے کہ وہ بقید ہوش و حواس مر رہے ہیں اور درخواست کر رہے ہیں کہ ان کی موت کا قصوروار کسی کو بھی نہ ٹھہرایا جائے۔ کہتے ہیں کہ رقم ان کے پاس کافی تھی۔ آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟"

"میں... واقف کار تھے... میری بہن ان کے ہاں رہی تھیں گورنس کی حیثیت سے..."

"واہ وا' واہ... مطلب یہ کہ آپ ان کے بارے میں اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور آپ کو کوئی شبہ نہیں ہوا؟"

"میں ان سے کل شام کو ملا تھا... وہ... شراب پی رہے تھے... میں تو کچھ بھی نہیں جان سکا۔"

رسکولنیکوف کو محسوس ہوا جیسے اس پر کچھ گر پڑا ہو اور دبا جا رہا ہو۔

"آپ کا تو پھر چہرہ پیلا پڑ گیا۔ یہاں ہوا میں ایسی گھٹن ہے..."

"ہاں' اب مجھے چلنا چاہئے" رسکولنیکوف بدبدایا "معاف کیجئے گا' آپ کو پریشان کیا..."

"ارے جب جی چاہے تشریف لایئے! ہمیں تو بڑی خوشی ہوئی اور مجھے یہ کہہ کر مسرت ہوتی ہے..."

ایلیا پتروویچ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بھی بڑھایا۔

"میں بس یہ چاہتا تھا کہ... میں تو زمیتوف کے پاس آیا تھا..."

"سمجھتا ہوں' سمجھتا ہوں' ہمیں تو آپ کے آنے سے خوشی ہوئی۔"

"میں... بہت خوش ہوں... پھر ملاقات ہوگی..." رسکولنیکوف مسکرا تا رہا۔

وہ باہر نکلا تو لڑکھڑا گیا۔ اس کا سر چکر کھا رہا تھا۔ اسے محسوس تک نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہے۔ وہ دائیں ہاتھ سے دیوار کا سہارا لے کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ اسے دکھائی دیا کہ کوئی دربان ہاتھ میں رجسٹر لئے پولیس دفتر میں تیز تیز جاتے ہوئے اس سے ٹکرایا' کہ نیچے کی منزل میں کہیں کوئی کتا رو رہا تھا اور کسی عورت نے اسے بیلن کھینچ کر مارا اور اس پر چلائی۔ وہ نیچے پہنچ گیا اور صحن میں نکل آیا۔ وہاں' صحن میں' دروازے سے تھوڑی ہی دور پر سونیا کھڑی تھی' چہرہ بالکل پیلا پڑا ہوا' بالکل بے جان اور اسے وحشیانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ سونیا کے چہرے پر ایک مریضانہ اور اذیت زدہ تاثر تھا' کچھ انتہائی ناامیدی کی سی کیفیت تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ باندھ لئے۔ رسکولنیکوف کے ہونٹوں پر بے تکی اور کھوئی کھوئی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ذرا دیر رکا' پھر ہنسا اور پھر اوپر پولیس کے دفتر میں جانے کے لئے لوٹ پڑا۔

ایلیا پتروویچ بیٹھ گیا تھا اور کچھ کاغذات کو الٹ پلٹ رہا تھا۔ اس کے سامنے وہی شخص کھڑا تھا جو ابھی ابھی رسکولنیکوف سے ٹکراتا ہوا سیڑھیوں پر سے تیز تیز آیا تھا۔

"ارے۔۔۔ ے۔۔۔ ے؟ آپ پھر؟ کچھ چھوڑ گئے تھے کیا؟... ارے یہ آپ کو کیا ہو رہا ہے؟"

رسکولنیکوف کے ہونٹ سفید تھے اور آنکھیں غیر متحرک۔ وہ خاموشی سے ان کی طرف بڑھا اور بالکل میز تک پہنچ گیا اور اس پر ہاتھ ٹکا کر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں سکا' بس کچھ غیر متعلق آوازیں سنائی دیں۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' کرسی لیجئے' کرسی پر بیٹھ جایئے' بیٹھئے! پانی!"

رسکولنیکوف کرسی پر ڈھے پڑا لیکن اس نے بہت ہی ناخوشگوار طریقے سے حیرت زدہ ایلیا پتروویچ کے چہرے سے اپنی آنکھیں نہیں ہٹائیں۔ دونوں ایک دوسرے کو منٹ بھر دیکھتے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ پانی آ گیا۔

"وہ میں نے..." رسکولنیکوف نے کہنا شروع کیا۔

"پانی پی لیجئے۔"

رسکولنیکوف نے ہاتھ کے اشارے سے پانی کے لئے منع کر دیا اور دھیرے دھیرے' رک رک کر لیکن صاف صاف لفظوں میں کہا:

"وہ میں ہی نے اس دن سرکاری ملازم کی بیوہ بڑھیا اور اس کی بہن لیزاویتا کو کلہاڑی سے قتل کیا اور لوٹا تھا۔"

ایلیا پتروویچ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ چاروں طرف سے لوگ بھاگ کر آ گئے۔

رسکولنیکوف نے اپنا بیان دہرا دیا۔

***

حوالہ جات

(1) (جرمن) بے سود۔
(2) (فرانسیسی) عزیزمن۔
(3) (فرانسیسی) قدرتی بات اور سچی بات!
(4) (فرانسیسی) تنگ چلن کہاں نہیں اپنے آشیانے بناتے؟
(5) (فرانسیسی) یک بیک کافی ہو گئی!
(6) (فرانسیسی) الوداع میری جان۔
(7) (فرانسیسی) ایک نظریہ جیسے کہ اور دوسرے ہوتے ہیں۔

اختتامیہ

سائبیریا - ایک وسیع اور سنسان دریا کے کنارے ایک شہر جو روس کے انتظامی مرکزوں میں سے ایک ہے - شہر میں ایک قلعہ ہے اور اس قلعے میں قیدی ہیں - قید خانے میں رودیون رسکولنیکوف دوسرے درجے کی شہدری کی قید با مشقت کے نو مہینے کاٹ چکا ہے - اس کے جرم کے دن کو تقریباً ڈیڑھ سال گزر چکے ہیں -

اس کے مقدمے کی کارروائی بغیر کسی بڑی مشکل کے پوری ہو گئی - مجرم مستحکم طور پر 'صحیح صحیح اور صاف صاف اپنے بیان پر قائم رہا' اس نے حالات کے بیان کرنے میں کوئی گڑبڑی نہ انھیں اپنے فائدے کے لئے نرم اور ہلکا کرنے کی کوشش کی نہ حقائق کو چھپایا اور نہ چھوٹی سے چھوٹی تفصیل کو بھی بھولا - اس نے قتل کے پورے عمل کی ایک ایک تفصیل بیان کی 'گروی رکھنے والے مال (دھات کا پتر جڑے ہوئے لکڑی کے ٹکڑے) کے راز کی وضاحت کی' جو مقتولہ بڑھیا کے ہاتھ میں ملا تھا' یہ بھی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ کیسے اس نے مقتولہ کے پاس سے کنجی لی' ان کے بارے میں بتایا کہ وہ کیسی تھیں' تجوری کے بارے میں بتایا اور یہ کہ اس میں کیا بھرا ہوا تھا' اس نے الگ الگ چیزوں میں سے بھی کئی ایک کو گنایا جو اس میں رکھی ہوئی تھیں 'لیزاویتا کے قتل کی پہیلی کو سمجھایا' بتایا کہ کیسے کوخ آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر اس کے بعد طالب علم نے 'ان لوگوں نے آپس میں جو باتیں کی تھیں وہ بھی بتائیں' بتایا کہ کیسے وہ 'یعنی مجرم' بعد کو سیڑھیوں پر بھاگا اور اس نے میکولائی اور میتری کی چیخ پکار سنی 'کیسے وہ خالی فلیٹ میں چھپا اور پھر بعد کو گھر گیا - آخر میں اس نے وزنیسنسکی پراسپکٹ کے ایک صحن میں پھاٹک کے پیچھے اس پتھر کا پتہ بتایا جس کے نیچے چیزیں اور بٹوا ملا گیا - مختصر یہ کہ معاملہ بالکل واضح ہو گیا - تفتیش کاروں اور ججوں کو دوسری چیزوں کے علاوہ اس بات پر بڑا تعجب تھا کہ اس نے چیزوں اور بٹوے کو پتھر کے نیچے چھپا دیا اور انھیں استعمال نہیں کیا' اور سب سے زیادہ اس بات پر کہ اسے نہ صرف یہ کہ ساری چیزوں کی تفصیلات بھی یاد نہیں تھیں جو اس نے چرائی تھیں بلکہ ان کی گنتی میں غلطی کر رہا تھا - یہ خاص صورت حال کہ اس نے بٹوے کو ایک بار بھی نہ کھولا اور وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ اس میں کتنی رقم تھی' ناقابل یقین معلوم ہوتی (بٹوے میں تین سو سترہ روبل نقرئی اور بیس بیس کوپیک کے تین سکے ملے - پتھر کے نیچے بہت دنوں تک دبے رہنے کی وجہ سے اوپر والے چند نوٹ 'جو سب سے بڑی رقم کے تھے' غیر معمولی طور پر خراب ہو گئے تھے) - کافی

دنوں تک یہ جاننے کی کوشش کی جاتی رہی کہ ملزم صرف اسی ایک صورت حال کے بارے میں کیوں جھوٹ بول رہا ہے جبکہ دوسری ساری چیزوں میں وہ سچ سچ اور اپنی مرضی سے اقبال کرتا ہے؟ آخر میں ان میں سے کچھ لوگوں (خاص طور سے ماہرین نفسیات) نے اس امکان کو بھی تسلیم کیا کہ اس نے واقعی بٹوے کو کھول کر نہ دیکھا تھا اس لئے اسے معلوم ہی نہیں ہوا کہ اس میں کیا ہے اور بغیر جانے ہوئے ہی اس نے ویسے ہی پتھر کے نیچے چھپا دیا اور اسی بنا پر فوراً یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خود جرم کا ارتکاب کسی اور طرح کیا ہی نہیں جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ کچھ عارضی خلل دماغ کے تحت' کسی مزید مقصد اور فائدے کا خیال کئے بغیر' کیا گیا یعنی یوں کہنا چاہئے کہ جرم کا ارتکاب قتل کرنے اور لوٹ لینے کے مریضانہ یک رخے خبط کے تحت کیا گیا۔ لگتا ہے کہ اس میں عارضی خلل دماغ کا جدید ترین نظریہ کار فرما تھا جسے ہمارے زمانے میں مختلف مجرموں کے سلسلے میں قبول کرنے کی اکثر کوشش کی جاتی ہے۔ مزید برآں رسکولنیکوف کی بہت پرانی ایپوخوندریائی حالت کی شہادت بہت صحت کے ساتھ متعدد گواہوں نے' ڈاکٹر زوسیموف نے' رسکولنیکوف کے سابق ساتھیوں' مکان مالکن اور ان کی ملازمہ نے دی۔ ان تمام چیزوں نے اس نتیجے پر پہنچنے میں بہت زیادہ مدد کی کہ رسکولنیکوف عام قاتل' ڈاکو اور لٹیرے سے بالکل ملتا جلتا ہوا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اس رائے کی مدافعت کرنے والوں کو اس بات پر سخت جھنجھلاہٹ تھی کہ خود مجرم نے اپنی صفائی دینے کی تقریباً کوئی کوشش نہیں کی۔ ان فیصلہ کن سوالوں کے جواب میں کہ کس چیز نے اسے قتل پر مائل کیا اور اسے لوٹنے پر آمادہ کیا' اس نے بالکل واضح اور بہت ہی بھونڈی صحت کے ساتھ جواب دیا کہ اس کا سبب اس کی خراب حالت' اس کی محتاجی اور بے بسی' کم سے کم تین ہزار روبل کی مدد سے' جو اس نے اندازہ لگایا تھا کہ اسے اس قتل سے مل جائیں گے' اپنی زندگی میں پہلا قدم اٹھانے کا بندوبست کر لینے کی خواہش تھی۔ قتل کا فیصلہ اس نے اپنی لاپروائی اور کردار کی کم ہمتی کی بنا پر کیا اور اس کے علاوہ وہ محرومیوں اور ناکامیوں سے جھنجھلایا ہوا تھا۔ اس سوال کے جواب میں کہ اسے اقبال جرم کی تحریک کس چیز سے ہوئی' اس نے جواب دیا کہ سچے دل پچھتاوے سے۔ یہ سب تقریباً بہت ہی بھونڈا تھا...

بہرحال اس کی سزا جتنی ارتکاب کردہ جرم کو دیکھتے ہوئے توقع کی جا سکتی تھی اس سے زیادہ رحم آمیز تھی' اور ہو سکتا ہے اس لئے کہ مجرم نہ صرف یہ کہ کوئی جواز پیش کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ اس نے تو خود کو اور زیادہ قصور وار ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ مقدمے کے سارے عجیب و غریب اور خاص حالات کو ملحوظ رکھا گیا۔ ارتکاب جرم سے پہلے مجرم کی بیماری اور مفلسی کی حالت میں ذرا بھی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس بات کو کہ اس نے لوٹ کے مال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا' ایک حد تک پچھتاوے کے پیدا ہو جانے کے عمل پر اور ایک حد تک ارتکاب جرم کے وقت دماغی صلاحیت کے بالکل صحیح حالت میں نہ ہونے پر محمول کیا گیا۔ لیزاویتا کے اتفاقی قتل کی صورت حال نے اس موخرالذکر مفروضے کو تقویت پہنچانے کا کام دیا۔۔۔ ایک شخص دو قتل کر دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھول جاتا ہے کہ دروازہ کھلا ہوا ہے! اور آخر میں' ایک ایسے وقت میں اقبال جرم جب معاملہ ایک کٹر مذہبی شخص (میکولائی) نے اپنے غمگین دل کی بدولت جھوٹا بیان دے کر جرم کو اپنے اوپر لے لینے کی وجہ سے غیر معمولی طور پر الجھا دیا تھا اور جب اصل مجرم کے خلاف نہ صرف کوئی واضح ثبوت بلکہ شبہ بھی تقریباً نہیں تھا (پورفیری پتروویچ پوری طرح اپنے قول پر قائم رہے)' ان سب چیزوں نے ملزم کے جرم کو ہلکا کرنے میں مدد کی۔

اس کے علاوہ بالکل ہی غیر متوقع اور دوسرے حالات بھی نمودار ہو گئے جو ملزم کے حق میں بہت سازگار ثابت ہوئے۔ سابق طالب علم رزومیخن نے کہیں سے یہ شہادت ڈھونڈ نکالی اور اس کا ثبوت پیش کیا کہ مجرم رسکولنیکوف جب یونیورسٹی میں تھا تو اس نے اپنے سارے ذرائع استعمال کر کے یونیورسٹی کے اپنے ایک غریب اور دق زدہ ساتھی کی مدد کی اور چھ ماہ تک اس کے تقریباً سارے اخراجات برداشت کئے۔ جب وہ مر گیا تو رسکولنیکوف نے اپنے متوفی ساتھی کے زندہ رہ جانے والے بوڑھے اور معذور باپ کی دیکھ بھال کی (جس کی کفالت وہ متوفی ساتھی تقریباً تیرہ سال کی عمر سے اپنی محنت کے ذریعے کر رہا تھا)' آخرکار اس بوڑھے کو اس نے اسپتال میں داخل کرایا اور جب وہ بھی مر گیا تو اس کی تجہیز و تدفین کا بندوبست کیا۔ ان سب شہادتوں نے رسکولنیکوف کے مقدر کا فیصلہ ہونے پر کافی خوشگوار اثر ڈالا۔ اس کی سابق مکان مالکن' رسکولنیکوف کی متوفی منگیتر کی ماں بیوہ زارنیتسینا نے بھی گواہی دی کہ جب وہ دوسرے گھر میں رہتے تھے تب رسکولنیکوف نے ایک بار رات کو ایک فلیٹ میں آگ لگ جانے کے وقت دو چھوٹے بچوں کو آگ میں سے نکالا اور اس میں خود جل بھی گیا۔ اس حقیقت کی پوری تفتیش کی گئی اور بہت سے گواہوں نے اس کی پوری طرح تائید کی۔ مختصر یہ کہ معاملہ اس پر ختم ہوا کہ مجرم کو اس کے اقبال جرم کا اور جرم کو ہلکا کرنے والے کئی حالات کا لحاظ کرتے ہوئے دوسرے درجے کی قید بامشقت کی سزا صرف آٹھ سال کے لئے دی گئی۔

مقدمے کے شروع ہی میں رسکولنیکوف کی ماں بیمار ہو گئی تھیں۔ دونیا اور رزومیخن نے اس بات کا امکان تلاش کر لیا تھا کہ انہیں مقدمے کی ساری مدت کے لئے پیٹرس برگ سے باہر لے جائیں۔ رزومیخن نے پیٹرس برگ کے پاس ہی ایک شہر کا انتخاب کیا تھا جو ریلوے لائن پر تھا تاکہ وہ مقدمے کے سارے حالات پر باقاعدہ نظر بھی رکھ سکے اور اس کے ساتھ ہی جتنا زیادہ ممکن ہو وہ اودوتیا رومانوونا سے بھی مل سکے۔ پولخیریا الکساندرووناکا مرض کچھ عجیب نوعیت کا اعصابی مرض تھا جس کے ساتھ کچھ خلل دماغ قسم کی چیز بھی تھی' اگر پوری طرح نہیں تو کم سے کم ایک حد تک۔ دونیا جب بھائی سے آخری مرتبہ مل کر واپس آئی تو اس نے ماں کو شدید بیمار' بخار اور ہذیان میں مبتلا پایا۔ اسی شام کو اس نے رزومیخن سے بات کر کے طے کیا کہ بھائی کے بارے میں ماں کے سوالات کا کیا جواب دیا جائے اور اس کے ساتھ مل کر ماں کے لئے ایک پورا قصہ بھی گھڑ لیا کہ رسکولنیکوف کہیں دور روس کی سرحد پر کسی کمیشن کے سلسلے میں گیا ہے جس سے اسے آخرکار رقم بھی ملے گی اور شہرت بھی۔ لیکن انہیں یہ بات بہت ہی عجیب لگی کہ اس کے بارے میں خود پولخیریا الکساندرووینا نے اس وقت نہ بعد کو کچھ پوچھا ہی نہیں۔ اس کے برعکس انہوں نے خود ہی بیٹے کے اچانک سفر پر جانے کا پورا قصہ گھڑ رکھا تھا۔ انہوں نے رو رو کر بتایا کہ وہ کس طرح ان سے رخصت ہونے آیا تھا اور اس سلسلے میں انہوں نے اشارتاً" یہ بھی جتا دیا کہ بہت سے اہم اور خفیہ حالات صرف انہیں کو معلوم ہیں اور یہ کہ رودیا کے بہت سے طاقتور دشمن ہیں اس لئے اسے چھپنے کی ضرورت بھی ہے۔ جہاں تک اس کی آئندہ زندگی اور کام کا تعلق ہے تو وہ بھی انہیں' بعض معاندانہ حالات کے گزر جانے کے بعد جگمگاتا ہوا نظر آتا تھا۔ انہوں نے رزومیخن کو یقین دلایا کہ وقت گزرنے پر ان کا بیٹا تو ریاستی شخصیت بھی بن جائے گا جس کا ثبوت اس کے مضمون اور روشن ادبی استعداد سے ملتا ہے۔ اس مضمون کو وہ مسلسل پڑھتی رہتی تھیں' کبھی کبھی بلند آواز سے بھی پڑھتی تھیں' بلکہ سوتے ہیں بھی اپنے ساتھ ہی رکھتی تھیں لیکن پھر بھی انہوں نے تقریباً پوچھا ہی نہیں کہ اب رودیا کہاں ہے اس

کے باوجود کہ رزومیخن اور دونیا اس کے بارے میں ان سے بات کرنے سے گریز کرتے تھے۔۔۔ اور اسی ایک چیز سے ان میں کرید پیدا ہو سکتی تھی۔ آخر میں وہ لوگ کئی باتوں کے سلسلے میں پولخیریا الکساندروونا کی عجیب خاموشی سے ڈرنے بھی لگے۔ مثلاً انہوں نے کبھی شکایت ہی نہیں کی کہ رودیا کے پاس سے خط نہیں آیا جبکہ پہلے ' جب وہ اپنے شہر میں رہتی تھیں تب ' وہ صرف اس امید اور اس توقع پر زندہ رہتی تھیں کہ ان کے لاڈلے رودیا کے پاس سے جلد خط آجائے۔ یہ موخرالذکر صورت حال بالکل ناقابل وضاحت تھی اور دونیا اس کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔ اسے یہ خیال ہوا کہ ماں شاید بیٹے کے مقدر کے بارے میں کوئی بھیانک چیز محسوس کر رہی ہیں اور پوچھتے ڈرتی ہیں کہ کہیں کوئی اس سے بھی زیادہ بھیانک چیز نہ معلوم ہو جائے۔ بہرصورت دونیا صاف دیکھ رہی تھی کہ پولخیریا الکساندروونا صحیح ذہنی حالت میں نہیں ہیں۔

بہرحال دو ایک بار ایسا ہوا کہ انہوں نے خود بات چیت اس طرح چلائی کہ انہیں یہ بتائے بغیر جواب دینا ممکن نہیں تھا کہ رودیا اب کہاں ہے ' اور جب جواب لازمی طور پر غیر اطمینان بخش اور مشتبہ ہوئے تو وہ اچانک غیر معمولی طور پر غمگین ' اداس اور چپ ہو گئیں اور یہ حالت بہت دیر تک برقرار رہی۔ آخر میں دونیا نے دیکھا کہ جھوٹ بولنا اور طرح طرح کی باتیں گھڑنا مشکل ہے اور وہ اس قطعی نتیجے پر پہنچی کہ بعض باتوں کے سلسلے میں بالکل چپ ہی رہنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بات روز بروز زیادہ واضح اور بالکل عیاں ہو گئی کہ دکھیاری ماں کسی بھیانک چیز کا شبہ کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دونیا کو بھائی کے الفاظ یاد آئے کہ اس مہلک دن سے پہلے کی رات کو ' سویدریگائلوف سے دونیا کی ملاقات کے بعد ماں نے رودیا کو سوتے میں بڑبڑاتے سنا تھا۔ تو تب انہوں نے کہیں کچھ سن تو نہیں لیا تھا؟ اکثر ' کبھی کبھی چند دنوں بلکہ ہفتوں کی اداسی اور غمگین خاموشی اور چپ چاپ آنسو بہاتے رہنے کے بعد ' مریضہ میں جیسے خفقانی جیالاپن سا آجاتا تھا اور اچانک وہ اونچی آواز سے ' تقریباً مسلسل ' اپنے بیٹے کے بارے میں ' اپنی امیدوں اور مستقبل کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیتی تھیں۔۔۔ ان کی دوراز قیاس باتیں کبھی کبھی بہت ہی عجیب ہوتیں۔ وہ لوگ ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ' ان کی باتوں کی تائید کرتے (ہو سکتا ہے وہ خود اچھی طرح سمجھتی رہی ہوں کہ وہ لوگ انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتے ہوں اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں) لیکن وہ بہرحال باتیں کئے جاتیں۔۔۔

مجرم کے اقبال جرم کے پانچ مہینے بعد اسے سزا دی گئی۔ رزومیخن سے جب بھی ممکن ہوتا وہ اس سے قید خانے میں ملتا۔ اور سونیا بھی۔ آخرکار جدائی کا وقت آ گیا۔ دونیا نے بھائی کو قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ یہ جدائی دائمی نہیں ہے۔ اور رزومیخن نے بھی۔ رزومیخن کے نوجوان اور پرجوش دماغ میں یہ منصوبہ اچھی طرح پختہ ہو گیا کہ آئندہ تین چار برسوں میں جہاں تک ممکن ہو سکے آئندہ زندگی کی بنیاد رکھ لی جائے ' کچھ رقم جمع کر لی جائے اور سائبیریا چلا جائے جہاں زمین ہر اعتبار سے مالا مال ہے اور کام کرنے والے ' لوگ اور سرمایہ کم ہے ' وہاں اسی شہر میں بسا جائے جہاں رودیا ہو اور۔۔۔ سب ساتھ مل کر نئی زندگی شروع کریں۔ رخصت ہوتے وقت سب روئے۔ آخری دن رسکولنیکوف بہت فکرمند تھا ' اس نے ماں کے بارے میں بہت پوچھا اور ان کے بارے میں برابر پریشان رہا۔ وہ ان کے بارے میں اتنا کرب میں تھا کہ دونیا کو تشویش ہو گئی۔ ماں کی مریضانہ مزاجی کیفیت کے بارے میں تفصیل کے ساتھ معلوم کر کے وہ بہت غمگین ہو گیا۔ سونیا کے ساتھ وہ پتہ نہیں کیوں سارے وقت چپ چپ رہتا تھا۔ سویدریگائلوف نے سونیا کے لئے جو رقم چھوڑی تھی اس کی مدد سے وہ بہت دنوں سے تیاری

کر رہی تھی کہ قیدیوں کی جس ٹولی میں رسکولنیکوف کو بھیجا جائے گا اسی کے پیچھے پیچھے وہ بھی جائے گی۔ اس کے بارے میں اس کے اور رسکولنیکوف کے درمیان کبھی ایک لفظ بھی نہ کہا گیا تھا لیکن دونوں جانتے تھے کہ ایسا ہی ہو گا۔ آخری رخصت کے وقت رسکولنیکوف اپنی بہن اور رزومیخن کی اس پرجوش یقین دہانی پر عجیب طرح سے مسکرایا کہ جب وہ قید سے نکلے گا تو ان کا مستقبل بہت پرمسرت ہو گا۔ اس نے پیشین گوئی کی کہ ماں کی مریضانہ حالت جلد ہی ان کی موت پر ختم ہو جائے گی۔ آخرکار وہ اور سونیا روانہ ہو گئے۔

دو مہینے بعد دونیا اور رزومیخن کا بیاہ ہو گیا۔ شادی بڑی اداس اور خاموش تھی۔ بہرحال مدعو کئے جانے والوں میں پورفیری پتروویچ اور زوسیموف بھی تھے۔ اس سارے وقت رزومیخن نے بہت ہی پرعزم انسان ہونے کا ثبوت دیا۔ دونیا کو پورا یقین تھا کہ وہ اپنے سارے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ اور یقین نہ کرنا ممکن ہی نہ تھا اس لئے کہ یہ شخص آہنی قوت ارادی کا مالک تھا۔ ایک تو اس نے تعلیم پوری کرنے کے لئے یونیورسٹی کے لیکچروں میں پھر سے حاضر ہونا شروع کر دیا۔ وہ دونوں برابر مستقبل کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ دونوں نے پکا حساب لگا لیا تھا کہ پانچ سال بعد وہ یقینی طور پر سائبیریا میں بس جائیں گے۔ تب تک کے لئے ان کی ساری امیدیں سونیا سے وابستہ تھیں۔۔۔

پولخیریا الکساندروونا نے بیٹی کو رزومیخن کے ساتھ بیاہ ہوتے پر بڑی خوشی سے دعائیں دیں لیکن اس شادی کے بعد وہ اور بھی اداس اور فکرمند رہنے لگیں۔ خوش کرنے کے لئے رزومیخن نے دوسری چیزوں کے علاوہ انہیں اس طالب علم اور اس کے معذور باپ والا واقعہ بتایا اور یہ کہ کیسے پچھلے سال دو بچوں کو موت سے بچاتے میں رودیا جل بھی گیا تھا اور زخمی ہو گیا تھا۔ ان دونوں خبروں نے پولخیریا الکساندروونا کو ' جو پہلے ہی خلل دماغ میں مبتلا تھیں ' بالکل جنونی خوشی کی حالت میں پہنچا دیا۔ وہ ان کے بارے میں مسلسل باتیں کرتی رہتیں ' سڑک پر لوگوں سے انہیں کا ذکر شروع کر دیتیں (حالانکہ دونیا ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی تھی)۔ کرائے کی گاڑیوں میں ' دکانوں میں ' کسی نہ کسی سننے والے کو پکڑ کر وہ اپنے بیٹے کا ذکر چھیڑ دیتیں ' اس کے مضمون کا ذکر کرتیں اور بتاتیں کہ کیسے اس نے طالب علم کی مدد کی اور کیسے وہ آگ میں جل بھی گیا وغیرہ وغیرہ۔ دونیا کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ انہیں کیسے روکے۔ ان کی ایسی جنونی خوشی کی مریضانہ ذہنی کیفیت کے خطرناک ہونے کے علاوہ اس مصیبت کا بھی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ پچھلے مقدمے کے سلسلے میں کہیں کسی کو رسکولنیکوف کا نام یاد نہ آجائے اور وہ اس کا ذکر نہ کر دے۔ پولخیریا الکساندروونا نے تو ان دو بچوں کی ماں کا پتہ بھی معلوم کر لیا جنہیں رودیا نے آگ سے بچایا تھا ' اور وہ فوراً اس کے پاس جانا چاہتی تھیں۔ آخرکار ان کی پریشانی بالکل انتہا کو پہنچ گئی۔ کبھی وہ اچانک رونے لگتیں ' اکثر بیمار پڑ جاتیں اور بخار میں ہذیان بکتیں۔ ایک دن انہوں نے بس اعلان کر دیا کہ ان کے حساب کے مطابق رودیا کو اب جلد ہی آنا چاہئے اس لئے کہ انہیں یاد ہے کہ رودیا نے ان سے رخصت ہوتے وقت خود یہ کہا تھا کہ وہ ٹھیک نو مہینے بعد اس کے آنے کی توقع کر سکتی ہیں۔ انہوں نے گھر میں سب ٹھیک ٹھاک کرنا اور استقبال کی تیاری کرنا شروع کر دیا ' رودیا کے رہنے کے لئے جو کمرہ طے کیا تھا (خاص اپنا کمرہ) اس کو آراستہ کرنا ' فرنیچر کو صاف کرنا اور پردوں کو دھونا اور نئے پردے لگانا شروع کر دیا۔ دونیا کو تشویش بہت ہوئی لیکن وہ چپ رہی بلکہ اس نے بھائی کے رہنے کیلئے کمرہ ٹھیک کرنے میں ان کی مدد بھی کی۔ سخت تشویش و تردد سے بھرے دن کے بعد ' جو کہ مسلسل دوراز کار قیاس آرائیوں میں ' خوشی کے خوابوں اور آنسوؤں میں گزرا ' وہ رات کو بیمار پڑ گئیں

اور صبح تک ان کی حالت سرسامی ہو گئی۔ دماغ پر بخار کا اثر ہو گیا۔ دو ہفتے بعد وہ مر گئیں۔ سرسامی حالت میں ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ اپنے بیٹے کے بھیانک مقدر کے بارے میں انہیں اس سے زیادہ معلوم تھا جتنا رزومیخن اور دونیا فرض کرتے تھے۔

رسکولنیکوف کو ماں کی موت کے بارے میں بہت دنوں تک نہیں معلوم ہوا حالانکہ پیٹرس برگ سے خط و کتابت اس کے سائبیریا پہنچتے ہی شروع ہو گئی تھی۔ یہ خط و کتابت سونیا کے توسط سے ہوتی تھی جو بہت پابندی سے ہر مہینے رزومیخن کے نام خط بھیجتی تھی اور اسے ہر مہینہ باقاعدگی سے پیٹرس برگ سے جواب بھی مل جاتا تھا۔ شروع میں سونیا کے خط رزومیخن اور دونیا کو روکھے پھیکے اور غیر اطمینان بخش لگتے تھے لیکن آخر میں ان دونوں کو اندازہ ہوا کہ اس سے بہتر طریقے سے لکھنا ممکن نہیں تھا اس لئے کہ ان خطوں میں بہرحال ان کے بدنصیب بھائی کے مقدر کی مکمل ترین اور صحیح ترین تصویر کشی ہوتی تھی۔ سونیا کے خط انتہائی معمولی تفصیلات سے بھرے ہوتے تھے اور ان میں رسکولنیکوف کی قید کی زندگی کے سارے حالات کا سادہ ترین اور واضح ترین بیان ہوتا تھا۔ ان میں اس کی اپنی امیدوں کا، مستقبل کے بارے میں قیاس آرائیوں کا، ذاتی احساسات کا کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ رسکولنیکوف کی ذہنی و دلی حالت کی اور بالعموم اس کی ساری اندرونی زندگی کی تشریح و تفسیر کی کوشش کرنے کی بجائے صرف حقائق یعنی رسکولنیکوف کے اپنے الفاظ، اس کی صحت کے بارے میں مفصل اطلاع ہوتی تھی اور ملاقات کے وقت اس نے کس چیز کی خواہش ظاہر کی تھی، کیا چیز مانگی تھی، سونیا سے کیا کرنے کو کہا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ساری اطلاعات غیر معمولی تفصیل کے ساتھ دی جاتی تھیں۔ چنانچہ بدنصیب بھائی کی تصویر اپنے آپ ہی نمودار ہو جاتی تھی جو بہت صحت اور صفائی کے ساتھ بنائی ہوئی ہوتی تھی۔ اس میں غلطی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے کہ یہ سب یقینی حقائق ہوتے تھے۔

لیکن دونیا اور اس کے شوہر کو ان اطلاعات سے کم ہی خوشی اور تسکین ملتی تھی، خاص طور سے شروع میں۔ سونیا برابر لکھتی تھی کہ وہ ہمیشہ اداس رہتا ہے، بات چیت نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان خبروں سے بھی تقریباً کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا جو سونیا اسے موصول شدہ خطوں میں سے سنایا کرتی تھی، کہ کبھی کبھی وہ ماں کے بارے میں پوچھتا ہے، اور جب سونیا نے یہ دیکھ کر کہ وہ سچائی کچھ کچھ بھانپ رہا ہے تو اس نے آخر کار اسے ان کی موت کے بارے میں بتا دیا اور سونیا کو بڑی حیرت ہوئی کہ ماں کی موت کی خبر کا بھی اس پر بہت زیادہ اثر نہیں ہوا، کم سے کم اس کی ظاہری شکل و صورت سے تو یہی لگتا تھا۔ دوسری چیزوں کے علاوہ سونیا نے یہ بھی اطلاع دی کہ باوجود اس کے کہ وہ بظاہر اپنے اندر ہی اس قدر ڈوب گیا ہے اور جیسے ہر ایک سے الگ کر کے اس نے خود کو بند کر لیا ہے۔۔۔ اس نے اپنی نئی زندگی سے بالکل براہ راست اور سیدھا سادہ تعلق قائم کر لیا ہے، کہ وہ اپنی حالت کو اچھی طرح سمجھتا ہے، فی الحال کسی بہتر چیز کی توقع نہیں رکھتا، کوئی بھی خواہ مخواہ کی امید اسے نہیں ہے (جو کہ اس کی حالت میں عام طور سے ہو جاتی ہے) اور اپنے نئے ماحول کے حالات میں، جو کہ پہلے کے حالات سے اتنی کم مشابہت رکھتے ہیں، اسے کسی بھی چیز پر حیرت نہیں ہوتی۔ سونیا نے اطلاع دی کہ اس کی صحت اطمینان بخش ہے۔ وہ کام پر جاتا ہے جس سے وہ کتراتا نہیں ہے اور زیادہ کام مانگتا بھی نہیں ہے۔ غذا کی طرف سے وہ تقریباً بے نیاز رہتا ہے لیکن یہ غذا ہوتی بھی کیا ہے۔ اتوار اور تہواروں کے دن کے علاوہ اتنی خراب ہوتی ہے کہ آخر کار اس نے سونیا سے بادل ناخواستہ تھوڑی رقم لے لی تاکہ وہ روز خود اپنی چائے پی سکے۔ باقی چیزوں کے سلسلے میں اس نے سونیا سے کہا کہ پریشان نہ ہو اور یقین دلایا کہ اس کے بارے میں اتنی فکرمندی کرنے سے اسے جھنجھلاہٹ ہوتی ہے۔ آگے سونیا نے اطلاع دی کہ قید خانے میں اس کے رہنے کی جگہ سب کے ساتھ ہی ہے۔ سونیا نے خود ان کی کوٹھریوں کو اندر سے نہیں دیکھا لیکن وہ سمجھتی ہے کہ وہاں گھٹن، بدتمیزی اور غیر صحت بخش حالت ہو گی، کہ وہ لکڑی کے تختوں پر سوتا ہے اور اپنے نیچے ایک نمدہ بچھاتا ہے اور کوئی دوسرا انتظام نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن وہ اتنے بھونڈے پن سے اور مفلسی میں رہتا ہے تو یہ کسی پہلے سے اختیار کردہ منصوبے یا ارادے کے تحت نہیں بلکہ بس یوں ہی اپنے مقدر کی طرف سے بے توجہی اور ظاہری بے نیازی کی وجہ سے۔ سونیا نے صاف صاف لکھا کہ وہ، خاص طور سے شروع میں، نہ صرف یہ کہ سونیا کے آنے سے کوئی دلچسپی نہ لیتا تھا بلکہ اس پر تقریباً جھنجھلا بھی جاتا تھا، اس سے بات نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ اس کے ساتھ تندی سے بھی پیش آتا تھا لیکن پھر آخر میں اسے ان ملاقاتوں کی عادت ہو گئی اور تقریباً ایک ضروری شے بن گئی یہاں تک کہ جب ایک بار وہ چند دنوں تک بیمار رہی اور اس سے ملنے نہ آ سکی تو وہ رنجیدہ بھی رہا۔ وہ اس سے تہوار کے دن پہرے والے پھاٹک کے پاس یا پھر گارڈ روم میں ملتی تھی جہاں اسے چند منٹوں کے لئے بلا دیا جاتا تھا، کام کے دنوں میں کام پر جہاں وہ اس کے پاس جاتی تھی یا مستری خانے میں یا اینٹوں کے کارخانے میں یا دریائے ارتیش کے کنارے بنے ہوئے سائبانوں میں۔ اپنے بارے میں سونیا نے اطلاع دی کہ شہر میں اسے کئی لوگوں سے متعارف ہونے اور ان کی سرپرستی حاصل کرنے میں کامیابی ہو گئی ہے، کہ وہ سلائی کا کام کرتی ہے اور چونکہ شہر میں تقریباً کوئی لباس ساز نہیں ہے اس لئے وہ کئی گھروں کے لئے اشد ضروری ہو گئی ہے۔ البتہ اس نے یہ نہیں لکھا کہ اس کے ذریعے سے رسکولنیکوف کو بھی حکام کی سرپرستی حاصل ہو گئی ہے اور اس کے کام کو آسان تر بنا دیا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ آخر کار یہ خبر آئی (دونیا نے تو پچھلے چند خطوں میں کچھ خاص تشویش اور پریشانی محسوس کی تھی) کہ وہ سب سے بیگانہ ہو گیا ہے، کہ قید خانے کے دوسرے قیدی اسے پسند نہیں کرتے تھے، کہ وہ کئی کئی دن چپ رہتا ہے اور بہت ہی پیلا پڑ گیا ہے۔ اچانک آخری خط میں سونیا نے لکھا کہ وہ بہت ہی سخت بیمار ہو گیا ہے اور اسپتال میں ہے، قیدیوں کے وارڈ میں۔۔۔

2

وہ بہت دنوں سے بیمار تھا لیکن اسے قید بامشقت کی بھیانک زندگی نے نہیں توڑا تھا، نہ کام نے، نہ غذا نے، نہ منڈے ہوئے سر نے، نہ پیوند دار لباس نے۔ ارے یہ سب اذیتیں اور تکلیفیں بھلا اس کے لئے کیا تھیں! برعکس اس کے وہ کام کر کے خوش ہی ہوتا تھا۔۔۔ کام میں جسمانی طور پر تھک کے چور ہو کر وہ کم سے کم اپنے لئے چند گھنٹوں کی پرسکون نیند تو حاصل کر سکتا تھا۔ اور غذا کے معنی اس کے لئے کیا تھے۔۔۔ کرم کلے کا شوربہ اور اس میں تیل چٹے؟ پہلے کی زندگی میں طالب علم کی حیثیت سے اسے اکثر یہ بھی نہ ملتا تھا۔ اس کے کپڑے گرم اور اس کی جیسی زندگی کے لئے موزوں تھے۔ اپنے جسم پر بیڑیوں کو وہ محسوس ہی نہ کرتا تھا۔ کیا اسے اپنے منڈے ہوئے سر اور دھاری دار کوٹ سے شرم آتی تھی؟ لیکن کس کے سامنے؟ سونیا کے سامنے؟ سونیا تو اس سے ڈرتی تھی اور اس کے سامنے وہ بھلا کیوں شرماتا؟

تو پھر؟ اسے سونیا کے سامنے بھی شرم آتی تھی جسے وہ اسی کی وجہ سے اپنے حقارت آمیز اور تند برتاؤ سے

اذیت پہنچاتا رہتا تھا۔ لیکن اسے اپنے منڈے ہوئے سر اور بیڑیوں کی وجہ سے شرم نہیں آتی تھی، بلکہ اس لئے کہ اس کا غرور مجروح ہو گیا تھا۔ مجروح غرور ہی کے سبب سے وہ بیمار بھی پڑ گیا۔ اگر وہ اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرا سکتا تو وہ کتنا خوش ہوتا! تب وہ سب کچھ برداشت کر لیتا، شرم بھی اور رسوائی بھی۔ لیکن وہ اپنے بارے میں بڑی سختی سے فیصلہ کرتا تھا اور اس کے جابر ضمیر کو اس کے ماضی میں کوئی بھی خاص طور سے بھیانک قصور نہیں ملا سوائے ایک درحقیقت سادہ سی فروگزاشت کے جو کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ اسے شرم اسی بات کی تھی کہ وہ، رسکولنیکوف، اتنے اندھے پن سے 'بغیر کسی امید کے' بہرے پن سے اور بیوقوفی سے 'اندھی قسمت کے کسی فیصلے کے مطابق تباہ ہو گیا' اور اب اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو کچھ سکون پہنچانا چاہتا ہے تو کسی فیصلے کی "نامعقولیت" کے سامنے ذلیل و خوار ہو۔

حال میں بغیر کسی مقصد کے اور لاحاصل تشویش اور مستقبل میں صرف مسلسل قربانی جس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا----- یہ رہ گیا تھا اس کے لئے دنیا میں۔ اور اس میں کیا رکھا تھا کہ وہ آٹھ سال بعد صرف بتیس سال کا ہو گا اور پھر سے زندگی شروع کر سکتا تھا! جینا اس کو کس کے لئے تھا؟ اس کے پیش نظر کیا ہے؟ کس چیز کے لئے وہ کاوش کر رہا ہے؟ جینا اس کے لئے کہ اپنے وجود کو قائم رکھے؟ لیکن وہ پہلے بھی ہزار بار اپنے وجود کو کسی خیال کی، امید کی، یہاں تک کہ دور از کار قیاس کی نذر کر دینے پر تیار تھا۔ اس کے لئے صرف وجود ہمیشہ بہت کم تھا۔ وہ ہمیشہ اس سے زیادہ کا خواہاں رہا۔ ہو سکتا ہے تب وہ صرف اپنی خواہش ہی کی قوت کی بنا پر خود کو ایسا انسان سمجھتا تھا جس کے لئے دوسروں سے زیادہ روا ہوتا ہے۔

اور کاش قسمت نے اس کے لئے پچھتاوا----- جھلستا ہوا پچھتاوا ہی بھیجا ہوتا! ایسا کہ جو دل کو پاش پاش کر دیتا، نیند حرام کر دیتا، ایسا پچھتاوا جس کی بھیانک اذیت سے آنکھوں کے سامنے پھانسی لگا لینے اور ڈوب کر جان دینے کی تصویریں پھرتی ہیں! ایسے پچھتاوے سے وہ خوش ہو گیا ہوتا! اذیت اور آنسو----- آخر یہ بھی تو زندگی ہے۔ لیکن اسے تو اپنے جرم پر کوئی پچھتاوا نہ تھا۔

کم سے کم وہ اپنی بیوقوفی پر غصہ تو کر سکتا جیسے وہ پہلے اپنی بے تکی اور احمقانہ حرکتوں پر غصہ کیا کرتا تھا جنہوں نے اسے قید خانے میں پہنچا دیا تھا۔ لیکن اب قید خانے میں پہنچ کر، آزادی میں، اس نے اپنے سارے سابق برتاؤ پر نئے سرے سے تنقیدی نظر ڈالی اور اس کے بارے میں غور کیا۔ اور وہ اسے ہرگز ایسا احمقانہ اور بے تکا نہیں لگا جیسا کہ وہ اسے پہلے اس مہلک وقت پر لگا تھا۔

وہ سوچتا تھا کہ "آخر کس اعتبار سے، کس اعتبار سے میرا خیال دوسروں کے خیالوں اور نظریوں سے زیادہ احمقانہ تھا جو دنیا میں نمودار ہوتے اور ایک دوسرے سے ٹکراتے رہتے ہیں، تب سے جب سے یہ دنیا قائم ہے؟ اس معاملے کو صرف مکمل عدم انحصار کے ساتھ، وسیع طور پر اور زاویہ نظر کے معمولی اثرات سے نجات حاصل کر کے دیکھنے کی ضرورت ہے اور تب ظاہر ہے کہ میرا خیال بالکل ایسا نہ ظاہر ہو گا.... عجیب و غریب۔ ارے تم متشککین اور ٹکے ٹکے کے داناؤ، تم لوگ آدھے راستے پر کیوں ٹھہر جاتے ہو!

"آخر کس اعتبار سے میرا برتاؤ انہیں اس قدر بے تکا لگتا ہے؟" اس نے اپنے آپ سے کہا۔ "اس اعتبار سے کہ وہ بدمعاشی کی حرکت تھی؟ لفظ بدمعاشی کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ میرا ضمیر مطمئن ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک قابل سزا جرم کا ارتکاب کیا گیا، ظاہر ہے کہ قانون کے الفاظ کی خلاف ورزی کی گئی اور خون بہایا گیا، تو

قانون کے الفاظ کے بدلے میں میرا سر لے لیجئے.... اور بس! ظاہر ہے کہ اس صورت میں انسانیت کے بہت سے محسنوں کو بھی، جنہیں اقتدار ترکے میں نہیں ملا تھا بلکہ انہوں نے خود اس پر قبضہ کیا تھا، ان کے سب سے پہلے قدم کی انہیں سزا دی جانی چاہئے تھی۔ لیکن ان لوگوں نے تو اپنا قدم اٹھا لیا اس لئے وہ تو سچے تھے، اور میں نہیں اٹھا پایا اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے خود کو یہ قدم اٹھانے کی اجازت دینے کا کوئی حق نہ تھا۔"

بس اسی ایک چیز میں اسے اپنا جرم نظر آتا تھا، صرف اسی میں کہ وہ یہ قدم نہیں اٹھا سکا اور اس نے اقبال جرم کر لیا۔

اس خیال سے بھی اسے دکھ ہوتا تھا کہ اس دن اس نے خود کو کیوں نہیں ہلاک کر دیا؟ کیوں وہ اس دن دریا کے اوپر کھڑا ہوا اور اس نے اقبال جرم کر لینے کا فیصلہ کر لیا؟ کیا واقعی زندہ رہنے کی اس خواہش میں اتنی قوت ہے کہ اس کو مغلوب کرنا اس قدر مشکل ہے؟ آخر سویدریگائلوف نے تو مغلوب کر لیا اور وہ موت سے ڈرتا بھی تھا؟

وہ بڑی اذیت کے ساتھ خود سے یہ سوال کیا کرتا تھا اور یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ اس وقت بھی، جب وہ دریا کے اوپر کھڑا ہوا تھا، ہو سکتا ہے اس نے اس گہرے جھوٹ کو محسوس کر لیا ہو جو اس کے اندر اور اس کے عقائد میں تھا۔ وہ یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ یہی احساس اس کی زندگی میں آئندہ یک لخت تبدیلی کا، اس کی آئندہ حیات نو کا، زندگی کے بارے میں آئندہ نئے زاویہ نظر کا پیش خیمہ بن سکتا تھا۔

وہ تو اس کو جبلت کی مردہ کشش پر محمول کرنے کو ترجیح دیتا تھا جس کو توڑ دینا اس کی قسمت میں نہ تھا اور جس میں سے ہو کر پھر (کمزوری اور گھٹیاپن کی وجہ سے) آگے بڑھ جانے کی قوت ہی اس میں نہ تھی۔ وہ اپنے قید خانے کے ساتھیوں کو دیکھتا تھا اور حیرت کرتا تھا۔ وہ سب بھی زندگی سے کتنی محبت کرتے تھے، کتنا وہ اسے عزیز رکھتے تھے! اسے لگتا تھا کہ لوگ آزادی کی حالت سے کہیں بڑھ کر قید کی حالت میں زندگی سے زیادہ محبت کرتے تھے، اس کی زیادہ قدر کرتے تھے اور اسے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ ان میں سے بعضوں نے، مثلاً آوارہ گردوں نے کیسی بھیانک اذیتیں اور تکلیفیں نہیں برداشت کیں! کیا واقعی ان کے لئے سورج کی کسی ایک کرن کو، قدیم اور اچھوتے جنگل، کسی ان دیکھے دور افتادہ کنج میں ٹھنڈے چشمے کو، جسے پچھلے سے پہلے سال تاڑ لیا گیا تھا، اتنی اہمیت حاصل ہے کہ آوارہ گرد ان سے ملنے کے خواب اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح محبوبہ سے ملاقات کے، اسے، اس کے گرد سبز گھاس اور جھاڑیوں میں چہچہاتی ہوئی چڑیوں کو خواب میں دیکھتا ہے؟ اور آگے جب اس نے نظر کی تو اس نے اور بھی زیادہ ناقابل وضاحت مثالیں دیکھیں۔

قید خانے میں، اپنے اردگرد کے ماحول میں اس نے ظاہر ہے کہ بہت سی چیزوں کی طرف توجہ نہیں کی اور توجہ کرنا چاہتا بھی نہیں تھا۔ وہ جیسے نظریں نیچی کئے ہوئے زندگی کاٹ رہا تھا۔ اس کے لئے دیکھنا نفرت انگیز اور ناقابل برداشت ہوتا تھا۔ لیکن آخر میں اسے بہت سی چیزوں پر تعجب ہونا شروع ہوا اور اس نے جیسے بادل ناخواستہ ایسی چیزوں کی طرف توجہ کرنا بھی شروع کر دیا جن کا پہلے اسے شبہ بھی نہ تھا۔ عام طور سے اور سب سے زیادہ تعجب اسے اس بھیانک اور ناقابل عبور کھڈ پر ہونے لگا جو اس کے اور ان سب لوگوں کے درمیان حائل تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ خود اور یہ سارے لوگ دو مختلف قومیں ہوں۔ وہ اور یہ سارے لوگ ایک دوسرے کو بے اعتباری اور عناد کے ساتھ دیکھتے تھے۔ وہ اس قسم کی علیحدگی کے عام اسباب کو جانتا اور سمجھتا تھا لیکن پہلے

کبھی اس نے سوچا تک نہ تھا کہ یہ اسباب دراصل اتنے گہرے اور قوی ہیں۔ قید خانے میں کچھ جلاوطن پولستانی بھی تھے جو سیاسی مجرم تھے۔ وہ ان سارے لوگوں کو جاہل مطلق اور کودن سمجھتے تھے اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن رسکولنیکوف اس طرح نہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ صاف دیکھتا تھا کہ یہ جاہل مطلق بہت سی چیزوں میں ان پولستانیوں سے زیادہ سمجھ دار تھے۔ ایسے روسی بھی تھے جو ان لوگوں کو بہت ہی حقارت سے دیکھتے تھے۔ ان میں سے ایک سابق افسر تھا اور دو مذہبی مدرسے والے۔ رسکولنیکوف کو ان کی بھی غلطی صاف نظر آتی تھی۔

خود اس کو لوگ پسند نہیں کرتے تھے اور سب اس سے بھاگتے تھے، اور آخر میں تو لوگ اس سے نفرت بھی کرنے لگے۔ کیوں؟ اسے نہیں معلوم تھا۔ اس کو وہی لوگ حقارت سی دیکھتے تھے، اس پر ہنستے تھے، اس کے جرم کا مذاق اڑاتے تھے، جو اس سے کہیں بڑے مجرم تھے۔

لوگ اس سے کہتے "تم شریف آدمی ہو! بھلا یہ تمہارا کام تھا کلہاڑی سے قتل کرنا۔ یہ بالکل شریفوں کا کام نہیں ہے۔"

روزوں کے تعظیم سلسلے کے دوسرے ہفتے میں اس کی باری آئی کہ وہ قیدیوں کی اپنی ٹولی کے ساتھ گرجے میں جا کر تبرکات سے فیض یاب ہو۔ وہ گرجے میں گیا اور اس نے دوسروں کے ساتھ دعا کی۔ اسے خود نہیں معلوم کہ کس بات پر ایک بار جھگڑا ہو گیا۔ سارے لوگ اس پر ایک جنون کے ساتھ ٹوٹ پڑے۔

اس سے چلا کر کہنے لگے "تم بے دین ہو! تم خدا کو نہیں مانتے، تم کو قتل کر دینا چاہیے۔"

اس نے ان لوگوں سے کبھی خدا اور عقیدے کے بارے میں بات نہ کی تھی لیکن وہ لوگ اسے بے دین کی طرح قتل کر دینا چاہتے تھے۔ وہ چپ رہا اور اس نے ان لوگوں سے کوئی تکرار نہیں کی۔ ایک قیدی اس کی طرف قطعی جنون کے ساتھ جھپٹ پڑا۔ رسکولنیکوف سکون کے ساتھ اور چپ چاپ اس کا انتظار کرتا رہا۔ اس کی بھویں تک نہیں ہلیں، چہرے پر ذرا بھی حرکت نہیں ہوئی۔ پہرے دار وقت پر اس کے اور قاتل کے بیچ میں آ گیا ——— ورنہ خون بہہ گیا ہوتا۔

اس کے لئے ایک اور سوال لاحل تھا: کیوں یہ سب سونیا سے اس قدر پیار کرتے تھے؟ وہ ان لوگوں کی کوئی خوشامد نہ کرتی تھی، یہ لوگ اس سے ملتے بھی کبھی کبھار ہی تھے، صرف کام پر جب وہ منٹ بھر کے لئے اس سے ملنے کے لئے آجاتی۔ لیکن اس کے باوجود سب لوگ اسے جانتے تھے، یہ بھی جانتے تھے کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے یہاں آئی ہے، جانتے تھے کہ وہ کیسے رہتی ہے، کہاں رہتی ہے۔ وہ ان لوگوں کو کوئی رقم نہ دیتی تھی، ان لوگوں کے لئے کوئی خاص کام بھی نہ کرتی تھی۔ بس ایک بار کرسمس کے موقع پر وہ پورے قید خانے کے لئے پائیوں اور رولس کا تحفہ لائی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ سونیا کے اور ان لوگوں کے درمیان ایک قریبی رشتہ قائم ہو گیا ——— وہ ان لوگوں کے لئے ان کے رشتہ داروں کے نام خط لکھ دیتی اور ڈاک سے بھیج دیتی۔ شہر میں جب کبھی ان کے رشتہ دار مرد عورتیں آتے تو ان لوگوں کی ہدایت کے مطابق ان کے لئے چیزیں اور رقم سونیا کے پاس رکھوا جاتے۔ ان کی بیویاں اور محبوبائیں سونیا کو جانتی تھیں اور اس کے پاس آتی جاتی تھیں۔ اور جب وہ رسکولنیکوف سے ملنے کے لئے کام پر آتی یا قیدیوں کی کوئی ٹولی کام پر جاتے ہوئے اسے راستے میں مل جاتی تو سارے لوگ اپنی اپنی ٹوپیاں اتار کر اس کو تعظیم کرتے۔ "ماں سونیا سیمیونوونا، تم ہماری ماں ہو، محبت کرنے والی اور دیکھ بھال کرنے والی!" ——— یہ سب قید بامشقت کاٹنے والے شناختی گودنوں والے قیدی اس چھوٹی سی

نازک سی ہستی کو کہتے۔ وہ مسکراتی اور ان کی تعظیم کا جواب دیتی اور وہ سب کے سب بڑے خوش ہو جاتے، انہیں اس کا مسکرانا بہت پسند تھا۔ انہیں تو اس کی چال بھی پسند تھی، مڑ مڑ کر اسے دیکھتے رہتے کہ کیسے وہ چلتی ہے اور اس کی تعریفیں کرتے، اس کی بھی تعریف کرتے کہ وہ اتنی چھوٹی سی ہے، ان لوگوں کی تو سمجھ میں نہ آتا کہ اس کی کس کس چیز کی تعریف کریں۔ وہ سب اپنا علاج کرانے کے لئے بھی اسی کے پاس جاتے۔

وہ اسپتال میں روزوں کے آخری دنوں سے ایسٹر تک رہا۔ جب اس کی طبیعت ٹھیک ہو گئی تو اسے اپنے ان دنوں کے خواب یاد آئے جو اس نے بخار اور سرسامی حالت میں پڑے پڑے دیکھے تھے۔ بیماری میں اسے خواب کی طرح دکھائی دیتا کہ ساری دنیا کو کسی بھیانک نادیدہ و ناشنیدہ طاعون کا شکار بنا دیا گیا ہے جو ایشیا کی گہرائیوں سے یورپ پر نازل ہوا ہے۔ سوائے بہت ہی تھوڑے سے چند برگزیدہ لوگوں کے سب کو تباہ ہو جانا تھا۔ کچھ نئی قسم کے جراثیم نمودار ہو گئے تھے۔ جو لوگوں کے جسموں پر حملے کرتے تھے۔ لیکن یہ جراثیم روحیں تھیں جو عقل اور مرضی کی مالک تھیں۔ جن لوگوں پر یہ حملے کرتیں وہ فوراً ہی غضب ناک اور پاگل ہو جاتے۔ لیکن لوگوں نے خود کو کبھی اتنا دانش مند اور غیر متزلزل طور پر برحق نہ سمجھا تھا جتنا یہ بیمار لوگ سمجھتے تھے۔ لوگوں نے اپنے فیصلوں کو، اپنے سائنسی نتیجوں کو، اپنے اخلاقی عقیدوں اور اصولوں کو کبھی اتنا غیر متزلزل نہ سمجھا تھا۔ پوری پوری بستیاں، پورے پورے شہر بیمار تھے اور پاگل تھے۔ سب کے سب ہیجان میں تھے اور ایک دوسرے کو بالکل نہیں سمجھتے تھے، ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ بس وہی ایک سچائی کا حامل ہے، دوسروں کو دیکھ کر اسے اذیت ہوتی تھی، وہ اپنا سینہ کوٹتا تھا، روتا تھا اور ہاتھ ملتا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کس کا اور کس طرح احتساب کریں، وہ کسی طرح اس بات پر متفق ہی نہ ہو پاتے تھے کہ بدی کیا ہے اور نیکی کیا ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کس کو قصوروار قرار دیں اور کس کا جواز پیش کریں۔ لوگ ایک دوسرے کو کسی نامعقول غصے میں قتل کر دیتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف پوری پوری فوجیں جمع کرتے لیکن فوجیں کوچ کے دوران میں خود اپنے ہی اوپر حملہ کر دیتیں، صفیں ٹوٹ جاتیں اور سپاہی ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے، ایک دوسرے کو کاٹ کر رکھ دیتے، مار ڈالتے، بھنبھوڑتے اور کھا جاتے۔ شہروں میں سارے دن خطرے کی گھنٹی بجتی رہتی، سب دوڑ پڑتے لیکن یہ کسی کو نہ پتہ ہوتا کہ کون بلا رہا ہے اور کس لئے، اور سب کے سب ہیجان میں ہوتے۔ انتہائی معمولی کاموں تک کو چھوڑ دیا گیا اس لئے کہ ہر ایک اپنے خیالات، اپنی اصلاحات پیش کرتا تھا اور وہ کبھی متفق نہ ہو سکتے تھے۔ کاشتکاری چھوڑ دی گئی۔ کہیں کہیں لوگ ٹولیوں میں جمع ہوتے، سب کسی نہ کسی چیز پر متفق ہوتے، قسمیں کھاتے کہ الگ نہ ہوں گے لیکن ابھی ابھی جو چیز خود تجویز کی تھی اس کے مقابلے میں فوراً کچھ اور ہی شروع کر دیتے، ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرانے لگتے، لڑتے اور مار کاٹ کرتے۔ آگ لگنی شروع ہو گئی، قحط پڑ گیا۔ سارے لوگ اور ساری چیزیں تباہ ہو گئیں۔ طاعون بڑھا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔ صرف چند لوگ دنیا میں اس سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہ پاک صاف، برگزیدہ لوگ تھے جنہیں مقرر کیا گیا تھا کہ لوگوں کی نئی نسل اور نئی زندگی شروع کریں، زمین کی تجدید اور صفائی کریں۔ لیکن ان لوگوں کو کسی نے کہیں نہیں دیکھا اور کسی نے ان کی بات اور آواز نہیں سنی۔

رسکولنیکوف کو اس کی سخت کوفت تھی کہ یہ احمقانہ سرسامی خواب اس کی یادوں پر اتنی غمگینی اور اذیت کے ساتھ چھایا ہوا تھا کہ اتنے دنوں تک اس سرسامی خواب کا اثر ختم نہیں ہوا۔ ایسٹر کے بعد دوسرا ہفتہ چل رہا تھا، بہار کے خوشگوار اور روشن دن آ گئے تھے۔ قیدیوں کی بارکوں میں کھڑکیاں کھول دی گئی تھیں (ان پر

جنگلے لگے تھے اور باہر کھڑکیوں کے نیچے ہی پہریدار گشت کرتے رہتے تھے۔) اس کی بیماری کے سارے دنوں میں سونیا بس دوبار اس کے پاس وارڈ میں جا کر مل سکی تھی۔ ہر بار جانے کے لئے اجازت لینی پڑتی تھی اور یہ مشکل تھا۔ لیکن وہ اسپتال کے صحن میں کھڑکی کے نیچے اکثر آجاتی' خاص طور سے شام کو' اور کبھی کبھی صرف اتنے کے لئے کہ ذرا دیر کے لئے صحن میں کھڑی ہو جائے اور دور ہی سے سی وارڈ کی کھڑکی کو دیکھ لے۔ ایک بار' جب رسکو لنیکوف تقریباً صحت یاب ہو چکا تھا' شام کے قریب اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔۔ جب وہ جاگا تو اتفاق سے کھڑکی کے پاس چلا گیا اور اس نے اسپتال کے پھاٹک کے پاس سونیا کو دیکھا۔ وہ کھڑی تھی اور جیسے کسی چیز کا انتظار کر رہی تھی۔ رسکو لنیکوف کے دل میں چوٹ سی لگی' وہ کانپ اٹھا اور جلدی سے کھڑکی سے ہٹ گیا۔ اگلے دن سونیا نہیں آئی اور تیسرے دن بھی نہیں۔ رسکو لنیکوف نے محسوس کیا کہ وہ بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا ہے۔ آخر کار اسے اسپتال سے چھٹی مل گئی۔ قید خانے میں آکر اسے قیدیوں سے معلوم ہوا کہ سونیا بیمار پڑ گئی ہیں گھر پر پڑی رہتی ہیں اور کہیں نہیں جاتیں۔

وہ بہت پریشان ہو گیا اور اس نے کسی کو سونیا کی خیر خبر لانے کے لئے بھیجا۔ جلد ہی اسے پتہ چلا کہ سونیا کی بیماری خطرناک نہیں ہے۔ سونیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ اس کے بارے میں پریشان اور فکرمند ہے تو اس نے پنسل سے لکھا ہوا ایک رقعہ رسکو لنیکوف کو بھیجا اور اسے اطلاع دی کہ طبیعت اب بہت بہتر ہے کہ اسے یونہی معمولی سی سردی لگ گئی تھی اور وہ جلد ہی' بہت جلد اس سے کام پر ملنے کے لئے آئے گی۔ جب اس نے یہ رقعہ پڑھا تو اس کا دل بڑے زوروں سے دھڑک رہا تھا اور درد کر رہا تھا۔

وہ دن پھر روشن اور خوشگوار تھا۔ صبح سویرے' چھ بجے وہ دریا کنارے کام پر جانے کے لئے روانہ ہوا جہاں ایک سائبان میں الاباسٹر کے لئے بھٹی بنی ہوئی تھی اور جہاں قیدی الاباسٹر کوٹتے تھے۔ ادھر صرف تین مزدور جا رہے تھے۔ ایک قیدی تو پہریدار کو ساتھ لے کر قلعہ سے کوئی اوزار لانے کے لئے چلا گیا تھا' دوسرا لکڑی تیار کر کے اسے بھٹی میں جمانے لگا۔ رسکو لنیکوف سائبان سے نکل کر بالکل دریا کنارے آگیا' سائبان کے پاس لگے ہوئے لکڑی کے چٹے پر بیٹھ گیا اور وسیع اور سنسان دریا کو تکنے لگا۔ اونچے کنارے سے ایک وسیع منظر اسے دکھائی دے رہا تھا۔ دور پر دوسرے کنارے سے کسی گیت کی بہت ہی مشکل سے سنائی دینے والی آواز آرہی تھی۔ وہاں دھوپ میں لپٹے ہوئے لامحدود استیپ میں ذرا ذرا سے نقطوں کی طرح خانہ بدوشوں کے خیموں کا سواد نظر آرہا تھا۔ وہاں آزادی تھی اور دوسرے لوگ رہتے تھے' جو یہاں والوں سے بالکل ملتے جلتے نہ تھے' وہاں جیسے خود وقت ہی ٹھہر گیا تھا' جیسے ابراہیم اور ان کے گلوں کا عہد ابھی ختم ہی نہ ہوا ہو۔ رسکو لنیکوف بیٹھا بے حس و حرکت اور یک ٹک دیکھتا رہا۔ اس کے خیالات کی جگہ خوابوں اور تفکرات نے لے لی۔ وہ کسی چیز کے بارے میں سوچ نہیں رہا تھا لیکن ایک رنج سا اسے پریشان کر رہا تھا اور اذیت دے رہا تھا۔

اچانک سونیا اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ بہت ہی دبے پاؤں آئی اور اس کے برابر ہی بیٹھ گئی۔ ابھی تک بہت سویرا تھا اور تڑکے کی خنکی میں ابھی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ اپنا خستہ حال پرانا لبادہ پہنے تھی اور سبز شال اوڑھے ہوئے تھی۔ اس کے چہرے پر اب بھی بیماری کے آثار تھے۔۔۔۔۔ وہ کچھ اور پیلا پڑ گیا تھا' دبلا ہو گیا تھا اور گال دھنس گئے تھے۔ وہ محبت اور خوشی سے رسکو لنیکوف کو دیکھ کر مسکرائی لیکن اپنا ہاتھ اس کی طرف اس نے ویسے ہی جھجکتے ہوئے بڑھایا۔

وہ اپنا ہاتھ اس کی طرف ہمیشہ جھجکتے ہوئے ہی بڑھاتی تھی اور کبھی کبھی ہاتھ ملاتی ہی نہ تھی جیسے ڈرتی ہو کہ وہ اسے جھٹک دے گا۔ اور رسکو لنیکوف ہمیشہ جیسے کراہت ہی کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا تھا' ہمیشہ جیسے جھنجلاہٹ میں اس سے ملتا تھا اور کبھی کبھی تو وہ جتنی دیر رہتی رسکو لنیکوف بالکل چپ رہتا۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ رسکو لنیکوف اس کو دیکھ کر چڑ جاتا اور وہ بہت ہی رنجیدہ ہو کر چلی جاتی۔ لیکن اس وقت ان کے ہاتھ الگ نہیں ہوئے۔ اس نے بڑی تیزی سے ایک نظر سونیا کے چہرے پر ڈالی اور کچھ کہے بغیر نظریں نیچی کر کے زمین کو تکنے لگا۔ وہ اکیلے تھے' انھیں کوئی دیکھ نہیں رہا تھا۔ پہریدار اس وقت دوسری طرف چلا گیا تھا۔

وہ خود نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہوا لیکن اچانک جیسے کسی چیز نے اسے پکڑ لیا ہو اور اٹھا کر سونیا کے قدموں میں ڈال دیا ہو۔ وہ سونیا کے گھٹنوں سے لپٹ کر رونے لگا۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ بہت ہی ڈر گئی اور اس کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کانپتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ لیکن فوراً ہی' اسی ایک لمحے میں وہ سب کچھ سمجھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں بے انتہا خوشی چمکنے لگی۔ وہ سمجھ گئی اور اس کے لئے ذرا بھی شک نہیں رہ گیا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے' بے حد محبت کرتا ہے اور آخر کار وہ لمحہ آ ہی گیا۔۔۔۔

وہ باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن نہ کر سکے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ دونوں بالکل پیلے اور دبلے تھے لیکن ان بیمار اور ستے ہوئے چہروں میں تجدید شدہ مستقبل کی' نئی زندگی میں پوری طرح سے از سر نو جنم لینے کی سحر دمک رہی تھی۔ محبت نے انھیں نئی زندگی دی' ایک کے دل میں دوسرے کے دل کے لئے زندگی کے اتھاہ سرچشمے تھے۔

انھوں نے انتظار کرنے اور صبر سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ ابھی انھیں سات سال کاٹنے تھے۔ اور تب تک کتنی ناقابل برداشت اذیت اور کس قدر لامحدود خوشی! لیکن اس کا نیا جنم ہو چکا تھا اور وہ اس بات کو جانتا تھا' وہ اپنے پورے تجدید شدہ وجود کو محسوس کر رہا تھا' اور سونیا۔۔۔۔۔ سونیا تو بس اسی کی زندگی جی ہی رہی تھی!

اسی دن شام کو جب بارکوں میں تالے ڈال دیئے گئے تو رسکو لنیکوف لکڑی کے تختوں پر لیٹا ہوا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس دن تو اسے یہ بھی لگا کہ جیسے سارے قیدی' اس کے سابق دشمن اب اسے بالکل ہی مختلف نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس نے خود بھی ان لوگوں سے باتیں کیں اور سبھوں نے اس کا جواب شفقت سے دیا۔ اس وقت وہ یہ باتیں یاد کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ضرور ایسا ہی رہا ہوگا۔۔۔۔ اور کیا آج اب سب کچھ بدل نہ جانا چاہئے؟

وہ اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ یاد کر رہا تھا کہ کیسے وہ ہمیشہ اسے اذیت دیا کرتا تھا اور اس کا دل دکھایا کرتا تھا' اس کے ستے ہوئے دبلے چہرے کو یاد کر رہا تھا لیکن اس وقت اسے ان یادوں سے کوئی اذیت تقریباً نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے سارے دکھوں کی تلافی کتنی لامحدود محبت سے کر دے گا۔

اور اب یہ ساری' ماضی کی ساری اذیتیں کیا ہیں! سب کچھ' یہاں تک کہ اس کا جرم بھی' سزا بھی اور قید بھی اب اولین وفور جذبات میں خارجی' عجیب اور ایسے حقائق لگتے تھے جو اس کے ساتھ پیش ہی نہ آئے ہوں۔ لیکن اس شام کو وہ کسی بھی چیز کے بارے میں دیر تک اور مسلسل نہ سوچ سکتا تھا' اپنے خیالات کو کسی چیز پر مرکوز نہ کر سکتا تھا' اس وقت وہ شعوری طور پر کوئی بھی فیصلہ نہ کر سکتا تھا' وہ صرف محسوس کر رہا تھا۔ جدلیات کی جگہ زندگی نمودار ہو گئی تھی اور شعور میں ضرور ہی کوئی بالکل ہی دوسری چیز شکل پذیر ہو رہی ہوگی۔

اس کے تکیے کے نیچے انجیل رکھی تھی۔ اس نے میکانیکی طور پر اسے اٹھالیا۔ یہ کتاب سونیا کی تھی اور وہی تھی جس میں سے اس نے لازارس کے جی اٹھنے کا واقعہ پڑھ کر رسکولنیکوف کو سنایا تھا۔ قید بامشقت کے شروع میں وہ سوچا کرتا تھا کہ سونیا اسے مذہب کی اذیت دے گی' انجیل کی باتیں کرے گی اور اسے کتابیں لالا کر دے گی۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ سونیا نے تو اس کے بارے میں ایک بار بھی بات نہیں کی اور ایک بار بھی اسے انجیل دینے کی پیشکش نہیں کی۔ اپنی بیماری سے کچھ ہی دن پہلے اس نے خود ہی سونیا سے انجیل مانگی تھی اور اس نے چپ چاپ لاکر دے دی تھی اور ابھی تک اس نے کتاب کو کھول کر بھی نہ دیکھا تھا۔

اس نے اب بھی انجیل کو کھولا تو نہ تھا لیکن اس وقت اس کے ذہن میں ایک خیال آیا ——— "کیا سچ مچ اب اس کے عقیدے میرے عقیدے نہ ہو جائیں گے؟ اس کے احساسات' کم سے کم اس کی آرزوئیں...."

سونیا بھی اس سارے دن ہیجان میں رہی اور رات میں پھر اس کی طبیعت خراب ہو گئی۔ لیکن وہ اتنی خوش تھی کہ اپنی خوشی سے اسے تقریباً ڈر لگنے لگا تھا۔ سات سال' صرف سات سال! اپنی خوشی کی ابتدا میں بعض اوقات وہ دونوں ان سات برسوں کو سات دنوں کی طرح دیکھنے پر تیار رہتے۔ وہ تو یہ بھی نہ جانتا تھا کہ نئی زندگی اسے مفت میں نہ مل جائے گی' کہ ابھی تو اسے بڑے مہنگے داموں خریدنا پڑے گا' آئندہ کے بڑے بڑے کاموں سے اس کی قیمت چکانی پڑے گی...."

لیکن یہاں سے تو ایک نیا قصہ شروع ہوتا ہے' رفتہ رفتہ انسان کی تجدید کا قصہ' رفتہ رفتہ اس کے دوبارہ جنم لینے کا قصہ' رفتہ رفتہ ایک دنیا سے دوسری کی طرف عبور اور نئی' پوری طرح سے انجان سرگرمی سے روشناس ہونے کا قصہ۔ اسے ایک نئی کہانی کا موضوع بنایا جا سکتا ہے ——— لیکن ہماری یہ کہانی تو ختم ہو گئی۔

۱۸۶۶ء

***

توضیحات

ناول "جرم و سزا" پہلی مرتبہ ۱۸۶۶ء میں رسالہ "روسکی وستنیک" ("روسی نقیب") کے شماروں میں جنوری سے دسمبر تک شائع ہوا۔ کتابی صورت میں ناول کی پہلی اشاعت ۱۸۶۷ء میں ہوئی۔

صفحہ ۱۳

خطابی کونسلر ——— روس میں ۱۷۲۲ء سے ۱۹۱۷ء کے انقلاب سے پہلے تک ایک "جدول مراتب" رائج تھا جس کے مطابق سارے غیر فوجی عہدیداروں کو ۱۴ مراتب میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مرتبہ اول بلند ترین اور مرتبہ چہار دہم پست ترین۔ ہر مرتبے پر فائز عہدیداروں کے فرائض معین تھے۔ خطابی کونسلر مرتبہ نہم کا عہدیدار اور فوج کے کپتان کے برابر ہوتا تھا۔

صفحہ ۱۳

"دریائے نیوا پر سوکھی گھاس کی ناؤ پر رات بسر کی ہے" ——— دریائے نیوا کے کنارے شہر پیٹرس برگ (بعد کو پتروگراد اور اب لینن گراد) آباد ہے۔ سوکھی گھاس کی ناؤ ——— چپٹے پیندے اور بغیر عرشے کی کشتیاں جو پچھلی صدی کی ساتویں دہائی میں عام تھیں۔ ان پر سوکھی گھاس لائی جاتی تھی اور جب تک وہ بک نہ جاتی تب تک یہ کشتیاں دریائے نیوا پر کھڑی رہتی تھیں اور شہر کے محتاجوں اور آوارہ گردوں کے لئے رات بسر کرنے کے اڈے کا کام دیتی تھیں۔

صفحہ ۱۴

"میری اکلوتی بیٹی پہلی بار پیلے ٹکٹ کے ساتھ گئی" ——— زارشاہی روس میں بیسواؤں کے لئے ضروری تھا کہ وہ پولیس میں اپنا اندراج کرائیں اور خاص لائسنس (پیلے رنگ کا) حاصل کریں جو انہیں "پیشہ" کرنے کا حق دیتا تھا۔

صفحہ ۱۴

"سارا راز ہمیشہ کھل جاتا ہے" ——— یہ فقرہ انجیل کی کتاب مارک (سورہ ۴' آیت ۲۲) سے ماخوذ ہے۔ انجیل یا عہد نامہ نو میں وہ کتابیں شامل ہیں جن کے مصنف عیسیٰ کے حواری لوقا' مارک' متی اور یوحنا ہیں' اور ان میں عیسائی مذہب کے بانی عیسیٰ مسیح کے سنے سنائے حالات زندگی اور عیسائی مذہبی تعلیم کے بنیادی اصول درج ہیں۔

صفحہ ۱۵

"دیکھو اس شخص کو!" ——— عیسیٰ کے بارے میں پونٹس پیلات کے الفاظ جو انجیل کی کتاب یوحنا (سورہ ۱۹' آیت ۴) سے ماخوذ ہیں

صفحہ ۱۷

"عضویات' لیوئس کی تصنیف کی ہوئی" ——— انگریز فلسفی جارج لیوئس (۱۸۱۷ء سے تا ۱۸۴۸ء) کی کتاب "عام زندگی کی عضویات" کا روسی ترجمہ ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا تھا اور جمہوریت پسند نوجوانوں میں اسے بڑی مقبولیت

حاصل ہوئی تھی۔

صفحہ ۱۸

سونیچکا — عورتوں کے نام سونیا کی تصغیر مزید جو کہ خود سونیا کی تصغیر ہے۔ قارئین کے لئے ضروری ہے کہ روسی معاشرت میں نام لے کر مخاطب کرنے یا ذکر کرنے کے آداب کو ذہن نشین رکھیں۔ روسی نام تین حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں: خود شخص کا ذاتی نام، پدری نام اور خاندانی نام مثلاً سونیا سیمیونوونا مارمیلادووا یا سیمیون زخاریچ مارمیلادوف۔ اگر انھیں کوئی ان سے کمر رشتے، عہدے وغیرہ میں چھوٹا، یا ناواقف شخص مخاطب یا ان کا ذکر کرے گا تو انھیں سونیا سیمیونوونا، سیمیون زخاریچ کہے گا، ان کے برابر والے، ان سے بڑے، عزیز رشتے دار اور بے تکلف دوست انھیں پہلے ناموں کی تصغیر سونیا، سیوما کہیں گے اور اگر بہت ہی شفقت و قربت کا اظہار کرنا ہو تو پھر تصغیر مزید — سونیچکا، سیومچکا کہیں گے۔ اسی طرح اودوتیا رومانوونا، دونیا، دونیچکا اور رودیون رومانووچ، رودیا، رودینکا۔

صفحہ ۲۱

"اور ہم پر رحم وہ کرے گا جس نے سب پر رحم کیا تھا... اس دن وہ آئے گا" — یہ ذکر ظہور مسیح کا ہے جو انجیل کے مطابق دنیا کے ختم ہونے سے پہلے ہوگا۔

صفحہ ۲۱

"تیرے گناہ جو کہ بہت ہیں تجھے معاف کیے جاتے ہیں..." — انجیل کی کتاب لوقا (سورہ ۷، آیات ۴۷ و ۴۸) کے الفاظ بدلی ہوئی شکل میں۔

صفحہ ۲۱

"جانور کا نمونہ ہو اور اس کی چھاپ بھی!" — یہ ذکر عیسیٰ کے سب سے بڑے اور آخری دشمن کا ہے جو عیسائی عقیدے کے مطابق دنیا کے خاتمے سے پہلے نمودپذیر ہوگا۔ انجیل میں اس کا حلیہ عام طور سے یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جانور کی شکل کا ہوگا اور اس کے پاس خاص چھاپ ہوگی جو وہ اپنے پیروؤں پر لگائے گا تاکہ وہ دوسروں سے ممتاز رہیں۔

صفحہ ۲۲

"اور اگرچہ اس زمانے میں پیٹرس برگ میں بیچ کی رات تو ہوتی نہیں..." — روس کے شمال اور شمال مغرب میں مئی سے جولائی تک کے زمانے کو "سفید راتوں" کا زمانہ کہا جاتا ہے، جب اندھیرا نہیں ہوتا بلکہ شام کے دھندلکے کے بعد پو پھٹنے کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سفید راتوں کا مظہر روئے زمین کے دونوں نصف کروں پر ۶۰ ڈگری سے زیادہ کے عرض البلد پر نظر آتا ہے۔

صفحہ ۲۹

"ہمیں انتہائی ذلیل کریں اور ہمارے گھر کے پھاٹک پر کالکھ پوت دیں" — انقلاب سے پہلے کسانوں اور نچلے متوسط طبقوں میں عام دستور تھا کہ جس گھر میں کوئی ایسی لڑکی رہتی ہو جو شادی سے پہلے اپنی عصمت گنوا بیٹھی ہو اس کے دروازے پر کالکھ پوت دی جاتی تھی۔

صفحہ ۳۲

"سینٹ میں انھیں ایک اہم کام ہے" — انقلاب سے پہلے سینیٹ بلند ترین عدالت ہوتا تھا جو سارے عدالتی اداروں کے کام کی نگرانی کرتا تھا اور بلند ترین عدالت مرافعہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

صفحہ ۳۵

"وا سیلیفسکی جزیرے کی طرف کے راستے پر..." واسیلیفسکی جزیرہ ان جزیروں میں سے ایک ہے جن پر پیٹرس برگ کا شہر بسا ہوا ہے۔ پچھلی صدی میں واسیلیفسکی کی خصوصیت یہ تھی کہ وہاں آبادی بہت گنجان تھی۔

صفحہ ۳۵

"کازان کی مادر مسیح کی شبیہ... کے سامنے..." — مراد اس شبیہ مریم سے ہے جو ۱۶ ویں صدی کی بنی ہوئی ہے اور پیٹرس برگ کے کازانسکی جامع کلیسا میں رکھی تھی۔ عیسائی مذہب کے پیرو اسے خاص طور سے مقدس سمجھتے تھے اور اس کی نقلیں بڑے پیمانے پر تیار اور جگہ جگہ فروخت کی جاتی تھیں۔

"گولگوتھا تک پہنچنا بہت مشکل ہے" — گولگوتھا یروشلم کے پاس اس پہاڑی کا نام ہے جہاں مجرموں کو سزا دی جاتی تھی۔ عیسائی عقیدے کے مطابق یہیں عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

صفحہ ۳۷

"ان شیلر کے کرداروں جیسے نیک دل لوگوں..." — یعنی ایسے لوگ جیسے عظیم جرمن شاعر اور ڈراماتویس یوہن فریڈرخ شیلر (۱۷۵۹ء تا ۱۸۰۵ء) کی تخلیقات کے کردار ہوتے ہیں۔ شیلر کو آزادی اور شریفانہ احساسات کا شاعر متفق تسلیم کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۳۷

"... پورے شلیزویگ ہولشٹائن کے بدلے میں بھی نہ دے گی" — شلیزویگ اور ہولشٹائن کی کاؤنٹیوں کے لئے، جو یوٹلینڈی جزیرہ نما کے جنوبی حصے میں واقع تھیں، پروشیا اور ڈنمارک کے درمیان (۱۸۶۴ء) اور پھر پروشیا اور آسٹریا کے درمیان (۱۸۶۶ء) جنگ ہوئی۔ ۱۸۶۷ء میں دونوں کاؤنٹیاں پروشیا کا ایک صوبہ بن گئیں۔ پچھلی صدی کی ساتویں دھائی میں روسی رسالوں اور اخباروں میں اس قضیے کا اکثر ذکر ہوتا رہتا تھا۔

صفحہ ۴۵

"... پل پار کر کے جزیروں کی طرف مڑ گیا" — یہ پیٹرس برگ کے نواح میں دریائے نیوا پر واقع جزیروں کا ذکر ہے جہاں پارک بنائے گئے تھے اور بہت سے عالیشان بنگلے تعمیر کیے گئے تھے (ایلاگین، کامینی اور دوسرے جزیرے)۔ اور انھیں جزیروں پر عیش و نشاط کے مختلف اڈے بھی تھے۔

صفحہ ۴۶

"چاہے وہ پوشکن یا ترگینیف جیسا فنکار ہی کیوں نہ ہو" — عظیم روسی شاعر الکساندر پوشکن (۱۷۹۹ء تا ۱۸۳۷ء) اور معروف روسی ادیب ایوان ترگینیف (۱۸۱۸ء تا ۱۸۸۳ء) کا ذکر ہے۔

صفحہ ۵۴

"الیونا ایوانوونا کے بارے میں جو کالجیئٹ سکریٹری کی بیوہ تھی..." — یہ دستو ئیفسکی سے سہو ہوا یا غلطی، اس لئے کہ اس سے پہلے الیونا ایوانوونا کو کالجیئٹ رجسٹرار (یعنی سب سے نچلے، چودھویں درجے کے عہدیدار) کی بیوہ لکھا گیا ہے۔ کالجیئٹ سیکرٹری زار شاہی روس میں دسویں درجے کا عہدیدار ہوتا تھا۔

صفحہ ۶۱

"اگر لیتنی باغ کو پورے میدان مریخ..." — لیتنی باغ پیٹرس برگ کے قلب میں دریائے نیوا کے کنارے ایک بڑا پبلک پارک ہے۔ میدان مریخ پیٹرس برگ کے قلب میں بڑا چوک ہے جہاں فوجی پریڈ ہوتی تھی۔ اسی میدان میں روسی جنرلوں کی یادگاریں قائم کی گئی تھیں۔ میخائیلوفسکی باغ روسی زارشاہی خاندان کے ایک محل 'میخائیلوفسکی قلعہ' کا باغ۔

صفحہ ۶۹

"پرسوں تو گامبرینوس' میں..." — "گامبرینوس" پیٹرس برگ میں واسیلیفسکی جزیرے پر ایک شراب خانے کا نام تھا۔ یہ نام افسانوی فلینڈرش بادشاہ گامبرینوس کے نام پر تھا جسے بیئر کا موجد بیان کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۹۳

"اعترافات کے دوسرے حصے..." — "اعترافات" ممتاز فرانسیسی مفکر اور روشن خیالی کی ترویج کرنے والے ادیب ژاں ژاک روسو (۱۷۱۲ء تا ۱۷۷۸ء) کی خودنوشت سوانح حیات۔

"روسو گویا اپنی قسم کا رادیشیف ہے" — الکساندر رادیشیف (۱۷۴۹ء تا ۱۸۰۲ء) عظیم روسی انقلابی ادیب' مادیت پسند فلسفی اور روشن خیالی کی ترویج کرنے والے۔ ممتاز روسی ادیب' فلسفی اور صحافی' روسی انقلابی جمہوریت کے سرگرم کارکن نکولائی چرنیشیفسکی (۱۸۲۸ء تا ۱۸۸۹ء) نے اپنے ایک مضمون میں روسو کو انقلابی جمہوریت پسند کہا ہے۔

صفحہ ۹۵

"دریا کی طرف محل کی سمت میں منہ کرکے..." — دریائے نیوا کے کنارے ہی سرما محل واقع ہے جو زار روس کا خاص محل تھا۔

صفحہ ۱۰۸

"ایک تو یہ پامرسٹن ہے..." — پامرسٹن دراصل ایک طرح کے لمبے اوورکوٹ کو کہتے تھے جس کو ۱۹ویں صدی کے مشہور انگریز مدبر لارڈ پامرسٹن کے نام پر یہ نام دیا گیا تھا۔

صفحہ ۱۰۸

"شارمیر کے ہاں سے بنوائے ہیں..." — پچھلی صدی کی ساتویں دہائی میں ا۔ک۔ شارمیر پیٹرس برگ کے مشہور درزی تھے۔

صفحہ ۱۱۰

"یوسوپوف باغ میں اور پھر 'پالے دی کرستال' میں جائیں گے" — یوسوپوف باغ پیٹرس برگ کا بڑا پبلک باغ جس کا یہ نام اس کے سابق مالکوں راجاؤں کے یوسوپوف خاندان کے نام پر تھا۔ "پالے دی کرستال" (بلوریں محل) ایک طعام خانے کا نام تھا جو قلب پیٹرس برگ کے پاس ہی تھا۔

صفحہ ۱۱۴

"پیسکی میں تھا' کلومنا والوں کے پاس" — پیسکی اور کلومنا کے محلے پیٹرس برگ کے مختلف حصوں میں تھے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ میکولائی اس سوال کا جواب دینے میں گڑبڑا گیا کہ اس نے رات کہاں بسر کی تھی۔

صفحہ ۱۲۴

"لیکن سائنس کہتی ہے کہ سب سے پہلے صرف اپنے آپ سے محبت کرو" — افادیت پسندانہ اخلاق کے بارے میں جو بحثیں ہوتی تھیں یہ ان کی گونج ہے۔ روس میں یہ بحثیں انگریز معاشیات داں جان اسٹوارٹ مل (۱۸۰۶ء تا ۱۸۷۳ء) کے مضامین کی اشاعت پر شروع ہوئی تھیں۔ دوسری طرف لوژین کے الفاظ میں معقولیت پسند خودبینی کے نظریے کی طنزیہ بازگشت سنائی دیتی ہے جسے روسی ادیب' فلسفی اور صحافی' انقلابی جمہوریت پسند نکولائی چرنیشیفسکی (۱۸۲۸ء تا ۱۸۸۹ء) نے اپنے متعدد مضامین میں نکھارا سنوارا تھا۔

صفحہ ۱۳۳

"ایزلر — ایزلر" — پیٹرس برگ کے مضافات میں واقع باغ "معدنی چشمے" کے مالک ایوان ایزلر۔ یہ باغ فیشن ایبل لوگوں میں تفریح کے لئے بہت مقبول تھا۔

"بارتولا — ماسیمو — آزتیک" — بارتولا (۲۱ سالہ لڑکی) اور ماسیمو (۲۶ سالہ نوجوان) قدیم انڈین قوم آزتیک کے بونے تھے جو ۱۸۶۵ء میں پیٹرس برگ آئے تھے۔ ان دنوں ان کے اور ان کی پیش کشوں کے بارے میں خبروں سے اخبارات بھرے رہتے تھے۔

صفحہ ۱۴۴

"میں جمنازیم کی چھٹی جماعت تک..." — جمنازیم انقلاب سے پہلے کے روس میں مڈل اسکول ہوتے تھے جن میں ساتویں جماعت تک تعلیم دی جاتی تھی۔

صفحہ ۱۷۴

"تین مچھلیاں جن پر دنیا قائم ہے..." — قدیم مذہبی اور عوامی عقیدے کے مطابق دنیا تین زبردست مچھلیوں یا تین وہیلوں پر ٹکی ہوئی ہے۔

صفحہ ۱۸۴

"... وہ ملکہ جو قید خانے میں..." — مراد ماری انتوانیت (۱۷۵۵ء تا ۱۷۹۳ء) شاہ فرانس لوئی شانزدھم کی ملکہ سے ہے جنہیں انقلاب فرانس کے زمانے میں قید خانے میں بند کیا گیا اور بعد کو قتل کر دیا گیا۔

صفحہ ۱۹۶

"... عام عبادت کے وقت... متروفانیفسکی گرجا میں..." — پیٹرس برگ میں متروفانیفسکی قبرستان غریب سرکاری ملازموں' فوجی سپاہیوں اور دستکاروں کے لئے مخصوص تھا۔

صفحہ ۲۰۵

"... لازارس کی بدنصیبی کا گیت سنانا پڑے گا..." — روس میں پرانے زمانے میں بھکاری بھیک مانگنے کے لئے "مذہبی نظمیں" گایا کرتے تھے جو انجیل کے موضوعات سے متعلق ہوتی تھیں۔ انہیں میں "بدنصیب لازارس کے بارے میں" نظم بھی تھی جس کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک دولت مند شخص کے پھاٹک کے پاس ہی پڑا رہتا تھا اور اس کے دسترخوان کے ٹکڑے بھی اگر لازارس کو مل جاتے تو وہ خوش ہوتا۔ یہ نظم شکوہ کے انداز میں گائی جاتی تھی۔ اسی سے یہ کہاوت بن گئی — "لازارس کا گیت گانا" یعنی قسمت کو رونا اور بدنصیب بننا۔

صفحہ ۲۰۶

"صاحبان' کرسیاں توڑنے کی کیا ضرورت ہے..." — روسی ادیب نکولائی گوگول (۱۸۰۹ء تا ۱۸۵۲ء) کے

طربیہ ڈرامے "انسپکٹر" (۱۸۳۶ء) کا ایک فقرہ جو محاورہ بن گیا ہے۔ اس ڈرامے کا ایک کردار تاریخ کے ایک استاد کا ذکر کرتا ہے، جو تاریخی واقعات بڑے جوش و خروش کے ساتھ بیان کرتے تھے، اور کہتا ہے "مانا کہ اسکندر مقدونیہ سورما تھا لیکن کرسیاں توڑنے کی کیا ضرورت ہے؟"

صفحہ ۲۱۳

"... اینٹوں کا ایک انبار لگ جاتا ہے تاکہ اس سے فلا نستیر بنیں..." — یہ اشارہ ہے چرنیشیفسکی کے ایک اہم ناول "کیا کرنا چاہئے؟" (۱۸۶۳ء) کی طرف جس میں مستقبل کی زندگی کی تصویر کشی کی گئی ہے جس کی تعمیر سوشلسٹ اصولوں پر ہوگی۔ فلا نستیر اس مستقبل کے سماج میں (یوٹوپیائی سوشلسٹوں کے تصور کے مطابق) عالیشان محل ہوں گے جن میں عام لوگ مشترکہ طور پر رہیں گے۔

صفحہ ۲۱۴

"... کہ کلیسائے ایوان اعظم کی اونچائی..." — یہ ذکر ماسکو کریملن میں ایوان اعظم کے گھڑیال کا ہے جس کی اونچائی ۸۰ میٹر سے زیادہ ہے۔

صفحہ ۲۱۵

"کیپلر اور نیوٹن کی دریافتیں..." — ایوہن کیپلر (۱۵۷۱ء تا ۱۶۳۰ء) جرمن ماہر علم ہیئت جنہوں نے سیاروں کی گردش کے قوانین دریافت کئے۔ آئزک نیوٹن (۱۶۴۳ء تا ۱۷۲۷ء) انگریز ماہر طبیعیات و ریاضیات جنہوں نے کشش ارضی کا قانون اور دوسرے قوانین دریافت کئے جو جدید طبیعیات کی بنیاد بنے۔

صفحہ ۲۱۷

"... نئے یروشلم تک..." — "نئے یروشلم" کا فقرہ انجیل میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد روئے زمین پر سلطنت الہیٰ کا وجود پذیر ہونا ہے۔

صفحہ ۲۲۷

"... اصلی صاحب اقتدار... تولون پر یلغار کرتا ہے..." — یہاں مراد نپولین بوناپارٹ کی زندگی کے حقیقی واقعات سے ہے — جنوبی فرانس میں شہر تولون پر قبضہ (۱۷۹۳ء) جس کے صلے میں نپولین کو جنرل کا عہدہ ملا، پیرس میں شاہ پرستوں کی بغاوت کو کچلنے کی خونریزی (۱۷۹۵ء)، مصر کی مہم (۱۷۹۹ء) جس میں نپولین فوج کو چھوڑ کر چلا آیا اور خفیہ طور پر پیرس آ کر اس نے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حکومت کا تختہ الٹ دیا، روس سے جنگ کرنے میں ۵ لاکھ ۵۰ ہزار لوگوں کی جانیں گنوانا (۱۸۱۲ء) فرانس کی فوج کی آخری شکست اور روس سے فرار ہونے کے بعد وِلنا میں نپولین کا ابہام صفت اعتراف — "عظیم اور مضحکہ خیز کے درمیان بس ایک قدم کا فاصلہ ہے۔"

صفحہ ۲۲۸

"... آخر سارے لوگوں کی خوشی میں اپنی اینٹ بھی..." — چرنیشیفسکی کے ناول "کیا کرنا چاہئے؟" (جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے) سے متعلق طنز، جس کا مرکزی کردار یوٹوپیائی سوشلسٹوں کے آدرش کی طرف مائل ہے۔ یوٹوپیائی سوشلسٹوں کی تحریروں میں اکثر یہ فقرہ ملتا ہے — "میں مستقبل کے سماج کی تعمیر کے لئے اپنا پتھر لے چل رہا ہوں۔"

صفحہ ۲۳۵

"اسی سال ویک کی سب سے زیادہ بدتمیزی کی حرکت..." — "ویک کی بدتمیزی کی حرکت" یہ صحافی اور عورتوں کی آزادی کے پرجوش حامی میخائلوف کے ایک مضمون کا عنوان تھا جس میں انہوں نے رسالہ "ویک" ("صدی") پر سخت تنقید کی تھی۔ رسالہ مذکور نے اس عورت کا مذاق اڑایا تھا جس نے ایک ادبی محفل میں پوشکن کی نظم "مصری راتیں" پڑھی تھی۔ "ویک" نے اس عورت کو بداخلاق قرار دیا تھا۔

صفحہ ۲۳۶

"ہم پر کسانوں کی اصلاحات کا بھی..." — ۱۸۶۱ء میں جب کسانوں کو کھیت غلامی سے آزادی کر دیا گیا تو زمینداروں کو، جن کو اصل آمدنی گیہوں اور کالے گیہوں کی کاشت سے حاصل ہوتی تھی، اپنی زمینوں پر کام کرنے کیلئے کسانوں کو اجرت پر رکھنا پڑا۔ اس سے ان کی آمدنیاں کافی کم ہو گئیں۔ سویدریگائلوف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی آمدنی جنگلات اور کچھار کی چراگاہوں سے تھی جس کے لئے زیادہ کام کرنے والوں کی ضرورت نہیں پڑتی اس لئے ان کی آمدنی میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔

صفحہ ۲۳۶

"ارے ان کلبوں، دیوسوؤں اور آپ کے ان پوآنتوں سے..." — دیوسو پیٹرس برگ کے ایک مشہور ریستوراں کے مالک تھے۔ پوآنتوں — فرانسیسی لفظ "پوآں" سے جس کے معنی ہیں "قانانئے"۔ مراد بظاہر دریائے نیوا کے ایک جزیرے یلاگین کی قانانئے سے ہے جو فیشن ایبل لوگوں کی تفریح کا مقام تھی۔

صفحہ ۲۴۳

"چینایا چوک پر ویازیمسکی کے مکان میں" — اس مکان میں طعام خانے، شراب خانے، قمار خانے بھی تھے اور غریبوں کے لئے رات بسر کرنے کا ٹھکانا بھی جو پیٹرس برگ میں مشہور تھا۔

صفحہ ۲۶۵

"پولینکا اور لینا کے لئے جوتے خریدنے..." — ابھی تک دستوئیفسکی نے مارمیلادوف کے بچوں کے نام پولینکا، لیدوچکا اور کولیا لکھے تھے لیکن اب یہاں سے وہ لیدوچکا کی بجائے ایک لڑکی کا نام لینا لکھ رہے ہیں۔ اس طرح کی فروگزاشتیں دستوئیفسکی کی دوسری تصنیفات میں بھی ملتی ہیں۔

صفحہ ۲۷۱

"اس میں لازارس کا واقعہ کہاں پر ہے؟" — یہ ذکر انجیل میں لازارس کے جی اٹھنے کے قصے کا ہے (کتاب یوحنا، پارہ دوئم، آیات ۱ تا ۴۵)۔

صفحہ ۲۸۱

"اب اصلاح ہونے والی ہے، اور کم سے کم ہم نئے نام سے تو پکارے جانے لگیں گے" — ۱۸۶۴ء میں روس میں عدالتی اصلاحات کی گئیں جن کے تحت ایسی عدالتیں قائم کی گئیں جو انتظامیہ سے آزاد ہوتی تھیں، مقدمے حلف لے کر کئے جانے لگے، امرا کے تعلقوں کی عدالتیں ختم کر دی گئیں، وغیرہ۔ انہیں اصلاحات کے تحت عدالتی تفتیش کار کا ادارہ قائم کیا گیا جو پولیس کا ماتحت نہیں رہ گیا جیسے کہ پہلے بیلف برائے تفتیش امور ہوتا تھا۔

صفحہ ۲۸۲

"الما کے فوراً بعد سیواستوپول میں..." — جنگ کریمیا (۱۸۵۳ء تا ۱۸۵۶ء) کے دوران میں، جو انگلستان، فرانس اور ترکی کے اتحاد کے خلاف روس کی جنگ تھی، ۸ ستمبر ۱۸۵۴ء کو دریائے الما کے کنارے روس کی فوج کی ناکامی کے بعد انگریز اور فرانسیسی فوج نے شہر سیواستوپول کو محاصرے میں لے لیا جو گیارہ مہینے تک

جاری رہا۔

صفحہ ۲۸۴

"... جنرل ماک نے اپنی پوری فوج سمیت ہتھیار ڈال دیئے..."۔۔ آسٹریائی فیلڈ مارشل کارل ماک (۱۷۵۲ء تا ۱۸۲۸ء) کو ۱۸۰۵ء میں فرانسیسی فوجوں نے آسٹریائی قلعہ اولما کے پاس گھیر لیا تھا' اس نے نپولین کے سامنے ہتھیار ڈال دئے اور جنگی قیدی بن گیا۔

صفحہ ۳۰۲

"کنوپ کے ہاں سے اور انگریزی دکان سے..."۔۔ کنوپ پیٹرس برگ کے قلب میں جنرل مرچنٹس کی دکان کا مالک تھا اور انگریزی دکان اس دکان کو کہا جاتا تھا جہاں انگلستان کا بساط خانے کا ساز و سامان بکتا تھا۔

صفحہ ۳۰۴

"... فوریئے کے نظام اور ڈاروِن کے نظریے کے بارے میں..."۔۔ شارل فوریئے (۱۷۷۲ء تا ۱۸۳۷ء) عظیم فرانسیسی یوٹوپیائی سوشلسٹ جنھوں نے اپنی تقریروں میں مستقبل کے سماج کی تصویر کشی کی۔ چارلس ڈاروِن (۱۸۰۹ء تا ۱۸۸۲ء) عظیم انگریز سائنس داں جنھوں نے نامیاتی دنیا کے ارتقا کا نظریہ وضع کیا۔

صفحہ ۳۰۴

"جلد ہی کہیں میشانسکی سڑک پر بنائے جانے والے کمیون میں..."۔۔ ۱۹ ویں صدی کی ساتویں دہائی میں جمہوریت پسند نوجوانوں نے پیٹرس برگ میں متعدد کمیون منظم کئے تھے۔ ان میں سے ایک درمیانی میشانسکی سڑک پر یعنی اسی علاقے میں واقع تھا جس میں دستوئیفسکی ناول "جرم و سزا" لکھنے کے دوران میں رہتے تھے۔ کمیونوں کے بارے میں لیبزیا تنیکوف کی بحثوں میں ان سے متعلق دستوئیفسکی کی منفی رائے کا اظہار ہوتا ہے۔

صفحہ ۳۰۸

"دوبرولیوبوف... بیلنسکی..."۔۔ نکولائی دوبرولیوبوف (۱۸۳۶ء تا ۱۸۶۱ء) روسی انقلابی جمہوریت پسند' ممتاز فلسفی اور ادبی نقاد۔ ویساریون بیلنسکی (۱۸۱۱ء تا ۱۸۴۸ء) روسی انقلابی جمہوریت پسندی کے سرگرم رکن' عظیم نقاد' صحافی اور مادیت پسند فلسفی۔

صفحہ ۳۱۴

"بیٹھوں کے سوال کو لیتے ہیں... یہ ایک بھونڈا' فوجی افسروں والا پوشکن کا فقرہ ہے"۔۔ یہاں اشارہ پوشکن کے منظوم ناول "یوگینی اونیگن" کے مندرجہ ذیل مصرعوں کی طرف ہے:

لگا سینگ شاہانہ بھڑوا
بہت مطمئن ہے' اسے ہے خوشی
شراب اور کباب اور بیوی کی بھی۔

صفحہ ۳۲۲

"اثباتی طریق کا عام رسالہ..."۔۔ اس عنوان کے تحت پیٹرس برگ میں ۱۸۶۶ء میں تجربی سائنسوں کے مضامین کے ترجموں کا مجموعہ شائع ہوا تھا جس میں جرمن ماہر عضویات پیدیریت اور جرمن معاشیات داں واگنر کے مضامین بھی شامل تھے۔

صفحہ ۳۴۴

"... تولون ہو تا نہ مصر' نہ سوں بلان..."۔۔ تولون اور مصر کے لئے ملاحظہ ہو توضیح برائے صفحہ ۳۸۶' سوں بلان' کوہستان آلپس کا ایک پہاڑی سلسلہ جو فرانس' اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر واقع ہے۔ نپولین مئی ۱۸۰۰ء میں اپنی فوج لے کر اسے پار کر کے اٹلی میں داخل ہوا اور ۱۴ جون ۱۸۰۰ء کو اس نے مارینگو کے پاس آسٹریائی فوج کو شکست دی۔

صفحہ ۳۵۷

"پترُوشکا کا تماشہ نہیں دکھاتے..." پترُوشکا روسی عوامی کٹھ پتلیوں کے تماشوں کا خاص کردار جو بہت ہنس مکھ اور مسخرہ ہے اور جو جاگیرداروں' پادریوں' شیطان وغیرہ سے بحثوں اور جھڑپوں میں عام طور سے فتح مند ہوتا ہے۔

صفحہ ۳۷۶

"... وہ بدعتیوں میں سے ہے..."۔۔ پرانے عقیدوں پر قائم رہنے والے بدعتی جو ۱۷ ویں صدی میں روس میں ریاستی کلیسا کی مخالفت کی تحریک میں شریک تھے جس کا تعلق کلیسائی رسوم میں ان تبدیلیوں سے تھا جو روسی عیسائی کلیسا کے سربراہ اسقف اعظم نیکون نے رائج کی تھیں۔ فراری۔۔ روسی بدعتیوں کا ایک فرقہ جو ۱۸ ویں صدی کے اواخر میں جبر کے خلاف احتجاج کے طور پر نمودار ہوا تھا اور کسانوں' غریب شہر والوں' مفرور فوجیوں میں اس کا بہت اثر تھا۔ فراریوں کا ایک اہم عقیدہ یہ تھا کہ وہ رضاکارانہ طور پر تکلیف و اذیت کو قبول کرنے کا مطالبہ کرتے تھے۔

"پرانی سچی کتابیں پڑھتا تھا..."۔۔ یعنی بدعتیوں کی قدیم عقیدوں کی کتابیں جو ریاستی کلیسا کی مرتب کردہ مذہبی کتابوں کو رد کرتی تھیں۔

صفحہ ۳۸۱

"... آپ اسے ٹھینگا دکھا دیجئے' وارنٹ افسر دیرکا کی طرح..."۔۔ وارنٹ افسر دیرکا' گوگول کے طربیہ ڈرامے "شادی" کا ایک کردار ہے لیکن دستوئیفسکی نے غالباً اس میں اور اسی طربیہ ڈرامے کے ایک اور کردار' وارنٹ افسر پیتوخوف کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے جسے اتنی گدگدی ہوتی تھی کہ کوئی انگلی بھی دکھا دے تو وہ ہنسنا شروع کر دیتا تھا۔

صفحہ ۴۱۳

"یا پھر ولادیمیر کا راستے سے جائیں"۔۔ ولادیمیر کا اس راستے کو کہا جاتا تھا جو شہر ولادیمیر ہو کر سائبیریا جاتا تھا۔ اسی راستے سے زارشاہی روس میں قید با مشقت کی سزا پانے اور شہر بدر کئے جانے والے قیدی لے جائے جاتے تھے۔

صفحہ ۴۱۴

"واسیلیفسکی جزیرے پر... تیسری قطار میں..."۔۔ واسیلیفسکی جزیرہ پیٹرس برگ کی حدود میں واقع جزیروں میں سے ایک تھا اور شہر کے بڑے محلوں میں تھا۔ اس پر بلشوئی اور مالی (بڑا اور چھوٹا) پراسپکٹ تھے اور جزیرے کی سڑکیں انہیں خاص شاہراہوں سے عمودی شکل میں نکلتی تھیں۔ ان سڑکوں کو قطاریں کہا جاتا تھا۔

صفحہ ۴۱۸

"تثلیث کا دن"۔۔ عیسائیوں کا ایک اہم تہوار جو مئی کے آخر یا جون کے شروع میں منایا جاتا ہے۔

صفحہ ۴۱۹

"خبردار کیا جا رہا ہے (پانی چڑھ رہا ہے..." --- پیٹرس برگ میں اکثر سیلاب آ جاتا تھا اس لئے باڑھ کے خطرے اور پانی چڑھنے سے آبادی کو آگاہ کرنے کے لئے توپیں داغی جاتی تھیں۔

صفحہ ۴۲۸

"... جس کی خاطر لوگوں کو کیپیٹول میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں..." --- کیپیٹول --- قدیم روم میں جوپیٹر کا معبد جہاں سینیٹ کے اجلاس ہوتے تھے۔ جب رومی سپہ سالار جولیئس سیزر سمندری لٹیروں کی سرزنش کرنے کے بعد روم واپس آیا تو اسی معبد میں اسے اعزازی تاج پہنایا گیا اور اعلیٰ پروہت اور فوجی ٹریبون کا لقب دیا گیا۔

صفحہ ۴۳۷

"... لیونگسٹن کی تحریریں پڑھی ہیں؟" --- ۱۹ویں صدی کی ساتویں دہائی میں انگریز سیاح اور افریقہ کے کھوجی ڈیوڈ لیونگسٹن (۱۸۱۳ء تا ۱۸۷۳ء) کی کتاب "زامبیزی کی سیاحت" بہت مشہور تھی۔

صفحہ ۴۴۱

"دوسرے درجے کی شہریدری کی قید بامشقت" --- جرم کی سنگینی کے مطابق قید بامشقت کی سزائیں تین درجوں کی مقرر کی گئی تھیں۔ دوسرے درجے کی قید بامشقت والوں کو قلعوں یعنی سنگین مجرموں کے قیدخانوں کے اندر کام کرنا پڑتا تھا۔ قید بامشقت کے سزایاب عام طور سے جملہ حقوق سے محروم کر دیئے جاتے تھے اور شہربدر کر کے سائبیریا بھیج دیئے جاتے تھے۔

صفحہ ۴۴۹

"... تین سو سترہ روبل نقرئی..." --- ۱۸۴۳ء سے روس میں دو طرح کے سکے کا نظام رائج تھا جس کے مطابق حساب کتاب عرفی قیمت میں اور چاندی میں لگایا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک روبل نقرئی برابر ہوتا تھا ساڑھے تین روبل عرفی کے۔

صفحہ ۴۵۰

"روزوں کے عظیم سلسلے کے دوسرے ہفتے میں..." --- روزوں کا عظیم سلسلہ حضرت عیسیٰ کی حیات نو کی یاد میں منائے جانے والے تہوار سے پہلے کے سات ہفتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایسٹر قدیم شرقی کلیسا کے حساب سے ۴ اپریل سے ۸ مئی تک کے دوران میں ایک ہفتے کا تہوار ہوتا ہے۔ روزوں کے عظیم سلسلے کی مدت میں عیسائی مذہب کے لوگ گوشت نہیں کھاتے اور اس عرصے کے کچھ دنوں میں انڈے، دودھ اور دودھ کی بنی چیزیں بھی نہیں استعمال کرتے۔

صفحہ ۴۵۰

"... شناختی گودنوں والے قیدی..." --- کسانوں، سپاہیوں اور دستکاروں کو جب قید بامشقت کی سزا دی جاتی تھی تو انہیں گود دیا جاتا تھا اور ان کے گالوں اور ماتھے پر اس کے ہم معنی روسی لفظ "کاترژنی" کے اولین حروف "ک ات" بنا دیئے جاتے تھے۔ طبقۂ امراء سے تعلق رکھنے والے قیدی نہیں گودے جاتے تھے۔

